

U.C 506

مطبع نوری و آفرینان در مین هتنامو محمد منیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۰	باب المشعر یعنی بے نی کے حکام	۱	کتاب النور
۱۳۳	بیان مشروط صحت مسلم	۲	یعنی انواع پنج کے حکام
۱۵۰	باب المتفرقات یعنی لوگوں کے ذکر میں جو ابو ابی بنے	۵	بیان قضاے
۱۶۴	باب المعروف یعنی نقدی بیرون غرض نقد کے	۹	حقیقت حلو
۱۶۵	تذنیب کتاب البیوع کا دہن بار اور منہ	۱۲	فصل آہن کو کونسی چیز میں بطریق حبت و نخل فی ہین
۱۶۶	ذکر بیع النبی	۳۲	باب خیارات الشرط یعنی بارگاہ کے حکام ہیں
۱۶۷	ذکر بیع الوفا	۳۳	جا کر مال تین دن سے زیادہ مدت پر لینا جائز نہیں
۱۶۸	کتاب الکفالات	۳۷	باب خیارات الوضیۃ یعنی وہ غنیمت کو شتر کو بیع کو دیکھنے کو بیع حاصل ہوا جو
۱۶۹	تفسیر ذہب	۵۲	باب خیارات العیب یہ باب چارہ ایک کے حکام ہیں بیع میں جس کی آئینہ پر غلطی
۱۷۰	سائل مال خاصے	۶۱	باب البیوع الفاسد یعنی بیع فاسد کے حکام
۱۷۱	ذکر بیع مینہ	۷۰	تفصیل بیوع ہبلہ
۱۷۲	مسئلہ معادہ سلطان	۷۲	ذکر بیوع فاسدہ
۱۷۳	باب کفالات الحلیین یعنی دوم دو کے خاص میں جو نکاحین	۸۵	ذکر بیع بشرط
۲۰۰	کتاب الحوالہ	۸۶	کلام بیع فاسد
۲۰۱	تھے ایک ایک دین دو سے پر حوالہ کرنا	۹۳	ذکر بیع کردہ ہبہ
۲۰۲	کہ بہت مستحب یعنی بہت ہی	۹۵	فصل فی بیع الغضوی یعنی غیر کی ملک کو بیعہ بیو کے حکام
۲۰۳	کتاب القضاء	۱۰۲	باب الکفالات یعنی بیو کو توڑنے کے حکام
۲۰۴	یعنی جبکہ بیو کو بیع کے حکام	۱۰۵	باب بیع الاجزۃ والاقبیۃ یعنی بیع پر اور دام کے دام بچنے کے حکام
۲۰۵	یعنی کہ کبھی ایک ایک بیو پر اور بیو کے حکام	۱۱۳	فصل بیع اور شریعت میں تصدیق کرنے کے حکام
۲۰۶	تفسیر ثبوت و حکام آن	۱۱۹	فصل فی الغرض یعنی بیع غرض کے بیان میں
۲۰۷	مستند و بیو و ثبوت	۱۲۱	ذکر ہبہ دی
۲۰۸	فصل فی بیع جس کے حکام	۱۲۳	باب بیع الحوائج یعنی سودا و بیع کے حکام ہیں
۲۰۹	ذکر میں ایک ایک بیو کر و بیو کا بیع بیع ہوا	۱۲۴	باب بیع حقوق یعنی بیع حق میں
۲۱۰		۱۲۵	باب الاستحقاق یعنی بیع میں جو بیو کو بیع حق میں نکاحین

مضمون

۲۳۰	ذکر منہج
۲۳۱	تقسا بالوجوب کا بیان
۲۳۲	قاضی اگر حکم میں خطا کرے
۲۳۳	شرط تقسا بلم قاضی
۲۳۴	باب التمسک بقرینہ یعنی پتہ سزا کرنے کا بیان
۲۳۵	باب کتاب لقاضی الی لقاضی فیولا قاضی کو خطیبہ کا درجہ قاضی پر
۲۳۶	مسائل ششون میں چند مسائل متفرقہ کتاب القضا کے
۲۳۷	تکامل لشہادات
۲۳۸	یعنی گواہی دینے کے حکام
۲۳۹	لطیفہ
۲۴۰	میںے عادل
۲۴۱	باب لقبول وعدہ یعنی قبول شہادت اور عدم قبول میں
۲۴۲	سرت سرور
۲۴۳	عداوت و نیامی
۲۴۴	اہل منامات دنیہ کی گواہی مقبول ہے
۲۴۵	تفصیل کبار
۲۴۶	مشرق و مغرب
۲۴۷	باب لا اختلاف فی الشہادۃ یعنی شہادت کا اختلاف کا حکم
۲۴۸	باب لشہادۃ علی الشہادۃ یعنی گواہی پر گواہی دینے کا بیان
۲۴۹	باب لزوم من الشہادۃ یعنی شہادت سے رجوع کرنے کا بیان
۲۵۰	تکامل الحاکم
۲۵۱	یعنی دوسرے کو دکیل کر نیچے حکام
۲۵۲	باب لو کالہ بالبعید والشرع میں خرید اور فروخت کو دکیل کر نیچے حکام
۲۵۳	تکامل الحاکم
۲۵۴	باب لو کالہ بالخصم والخصم میں خصم اور خصم کی دکیل کے حکام
۲۵۵	باب عزل الوکیل یعنی دکیل کے سزا دی کر نیچے حکام
۲۵۶	تکامل الحاکم
۲۵۷	یعنی دوسرے کو دکیل کر نیچے حکام

مضمون

۲۵۸	در صورت ضرورت لایفکے گواہی سے باز رہنا جائز ہے
۲۵۹	باب الخلاف یعنی دو شخصوں کے باہم قسم کھانی میں
۲۶۰	فصل فی دفع اللہادی یعنی دعویٰ کے دفع کر نیچا بیان
۲۶۱	باب دعویٰ الرجلین یعنی دو مردوں کے دعویٰ کر نیچا ذکر
۲۶۲	باب دعویٰ النسب یعنی نسب کے دعویٰ کا بیان
۲۶۳	تکامل افراد
۲۶۴	یعنی ہتھار کرنے کے حکام
۲۶۵	اشارہ املن کا فرمیزون میں مسیح ہے
۲۶۶	باب الاستثناء یعنی افراد میں سے ہتھار کرنے کا ذکر
۲۶۷	باب افراد لم یض یعنی افراد میں سے ہتھار کرنے کے حکام
۲۶۸	فصل فی مسائل ششون میں چند مسائل متفرقہ کتاب القضا کے
۲۶۹	تکامل الحاکم
۲۷۰	یعنی دوسرے کو دکیل کر نیچے حکام
۲۷۱	جواز رشوت و دفع ظلم کے لئے
۲۷۲	تکامل الحاکم
۲۷۳	یعنی ایک شخص دوسرے مال سے نفع کی شرکت پر کر نیچا ذکر کا بیان
۲۷۴	باب المضارب لذی یعنی مضارب کا بیان
۲۷۵	تیسرے کو مضارب پر دیوے
۲۷۶	فصل فی المنقرقات یعنی مضارب کے مسائل متفرقہ کا بیان
۲۷۷	تکامل الحاکم
۲۷۸	تکامل الحاکم
۲۷۹	تکامل الحاکم
۲۸۰	تکامل الحاکم
۲۸۱	تکامل الحاکم
۲۸۲	تکامل الحاکم
۲۸۳	تکامل الحاکم
۲۸۴	تکامل الحاکم
۲۸۵	تکامل الحاکم
۲۸۶	تکامل الحاکم
۲۸۷	تکامل الحاکم
۲۸۸	تکامل الحاکم
۲۸۹	تکامل الحاکم
۲۹۰	تکامل الحاکم

مضمون

ترہ عقود بدون قبض مسیح نہیں
تفصیل اولاد و عطا یا ترہ سے مع الکرارہ
باب الرجوع فی الخلق سے پہلے کو پہلے پہلے کے حکم
سہ کا پہلے تاج و تاجی طرفین حکم حکم مسیح نہیں
فصل فی مسائل متفرقة سے پہلے کے مسائل متفرقة کا بیان
سیرق و تعلق و ہبہ

وہ صرت ہی اور مراد دینی کو بیان محمد بن یحییٰ سوا چاندی یا بیع الدین یا عین سے وہ مسلم ہی یا بیع العین یا الدین جو وہ بیع مطلق اور بھی قسم اکثر خلق میں رائج ہے اور عند الاطلاق یہی متبادر ہوتی ہے لہذا اس کو بیع مطلق کہا اور یہاں دین سے مراد ہی جو نقد اور نسبیہ وہ نوٹ کو شامل ہے اور بیع باعتبار ثمن کے چار حال سے خالی نہیں یا بیع ثمن اول سے زائد ہی تو وہ مراد ہے یا ثمن اول کے برابر ہے وہ تولیہ ہے یا ثمن اول سے کمتر ہے وہ ذبیحہ ہی یا بیع اس ثمن پر سے ہر بائع اور مشتری کا اتفاق ہو گیا بلا انتفاع ثمن اول و ہر بائع اور وجہ ثانی جب بیع کی یہ ہے کہ مصدر کو بیع مفعول یعنی تو اب بیع کی مانند بیع کو بھی بعینہ جمع مذکور کرنا معجم ہو گا حق لغۃ مقابلہ شیعہ مالک الاکابر دلیل و شریک کا یقین بخمس بیع لغت میں عبارت ہو ایک چیز کے مبادلہ سے دوسری چیز کے ساتھ خواہ وہ چیز مال ہو یا نہ ہو بدلیل کلام ربانی کے اور یوسف کے بہائیوں نے یوسف کو بیچنا ناقص ثمن سے ہم کہتا ہے چونکہ یوسف علیہ السلام آزاد تھی اطلاق مال کا ان پر نہیں ہو سکتا تو معلوم ہوا کہ بیع نفوی میں مبادلہ مال کا مال سے شرط نہیں لیکن فخر الاسلام نے کہا کہ بیع لغت میں عبارت ہو تملیک المال بالمال سے اور اصطلاح شرع میں بھی اصطلاح ہی اور اصطلاح لفظ شرع اور اشتراک اور ابتیاع بھی تملیک مذکور ہو عبارت ہی اور الفاظ مذکورہ باعتبار حقیقت لغت کے بائع اور مشتری کے فعل پر بطریق اشتراک واقع ہوتی ہیں مگر عرف میں لفظ بیع کا بائع کو اور لفظ شرع اور اشتراک اور ابتیاع مشتری کو مخصوص ہوا تھی حضرت یوسف علیہ السلام کو بہائیوں نے ۲۰ یا ۲۲ درم کو بیچا تھا اور جس کو خرید کیا تھا اس کو غریز مصر کے ماتھے ۲۰ دینار کو بیچا تھا کہ ان فی الخطاوی و هو من الاخذاء اور لفظ بیع کا سمجھنا اسناد ہی یعنی خرید اور فروخت دونوں میں استعمال ہوتا ہے شرع کے لفظ کی مانند و یستعمل متعدیاً و بمن للتاکید او باللام یقال بعثک الشئ و بعثک لک فہو ائذہ قال لا ابن القطاع اور لفظ بیع نہ ہو سکتا مستعمل ہوتا ہے و مفعول کے ساتھ اور من کے ساتھ تاکید کیوٹی یا لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے عرب بولتے ہیں بعتک الشئ و بعتک لک تو لام زائد سے ایسا کچھ کہا ہے یا ابن قطع نے و باء علیہ القاضی ایجاباً لاضاہا اور بولتے ہیں باع علیہ القاضی یعنی قاضی نے اس کا مال بدوئی کی رضامندی کے بیچ لیا ہم کہتا ہے شارح نے اشارہ کیا کہ لفظ بیع بحر علی ہی متعدی ہوتا ہے اور عدم رہنا علی کے لفظ سے ماخوذ ہوئی کہ مفید عام اختیار سے و شئ عام مبادلہ شئ مرغوب فیہ بمثلہ خریم غیر مرغوب کذا بیع و ہر اور شرع میں بیع عبارت سے باہم پہلے سے ایک مرغوب چیز کو دیسی ہی دوسری مرغوب چیز سے تو مرغوب کی قید سے غیر مرغوب چیز بیع کی تعریف سے نکل گئی چنانچہ مٹی اور مردہ اور خون ہم کہتا ہے یہ تعریف اجارہ اور تخاح پر بھی صادق آتی ہے اس واسطے کہ ان میں بھی مبادلہ ہی مرغوب کا مرغوب ہو اور وہ دونوں وجہ مخصوص کی قید سے نہیں نکل سکتی اس واسطے کہ وجہ مخصوص سے ایجاب اور قبول مراد ہی یا تعاطی طحاوی سے کہا بہتر تعریف کنز کی ہے ہو مبادلہ المال بالمال بالقرض یعنی مال کو مال سے بدلنا برضائے عاقدین بہر حقیقت ہی بیع کی اور رغبت کا مفہوم خود مال میں داخل ہے اس واسطے کہ بحر الرائق میں ہے کہ مال وہ جس کی طبع طبعیت مائل ہو اور اس کا کہ چھوڑنا حاجت کیوٹی کیوٹی ممکن ہو اور مالیت ثابت ہوتی ہے سب آدمیوں کے قول سے یا بعض آدمیوں کے تقویم سے اور تقویم ثابت ہوتا ہے مالیت سے اور شرعاً اس کی اباحت انتفاع سے جو چیز باج الانتفاع ہو بدوئی تو مل کے وہ مال نہیں چنانچہ گہون کا ایک دانہ اور جو چیز لوگوں کے نزدیک مال ہو لیکن اس کے فائدہ لینا باج نہ ہو وہ مال مقوم نہیں چنانچہ شراب اور جبکہ دونوں امر یعنی تول اور اباحت نہیں تو دونوں سے ایک ہی ثابت نہ ہو گا چنانچہ خون کہ نہ اس کو مال کہتی ہیں نہ مقوم بولتے ہیں علی وجہ مفید غرض ہی یا بیع مبادلہ مبادلہ مذکورہ ایسی وجہ مخصوص پر ہو جو مفید ہو وجہ مخصوص سے مراد ایجاب ہی یا تعاطی ہم کہتا ہے طحاوی نے کہا ایجاب سے القبول مراد ہی اور اگر فقط ایجاب مراد ہو تو تبرع من الجانین بیع میں داخل ہو جائے اس واسطے کہ فقط ایجاب اس میں ہوتا ہے فخر المتبرع من الجانین تو تبرع من الجانین یعنی باہم ایک دوسرے کو بلا عوض بطریق احسان کے دینا نکل گیا ہم کہتا ہے طحاوی نے کہا بلا ہر قول شارح اس پر دلالت کرتا ہے کہ تبرع

اس الجانبین مبادلہ میں داخل ہے اور وجہ مخصوص کی قید سے نکل گیا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ تبرع بہ اعتدائی ہے ہر جانب سے تو اگر
 شارح تبرع کو مبادلہ پر مفسر کرے تو کچھ مشکل نہ تھا اور یہ بشرط عوض و جب مخصوص سے نکل گیا اگرچہ مبادلہ میں داخل تھا والہبہ
 بشرط العوض اور کل سیارہ مخصوص سے یہ بشرط عوض کے ہم کہنا بھی بہ بالعوض اگرچہ باعتبار ابتداء کے بیع نہیں لیکن بشرط
 انتہائے بیع سے وخرج بفیضہ لا یغنیہ فلا یصح بیعہ درہم بدرہم استویا و ذلذا وصفہ اور مفید کی قید سے غیر مفید نکل گئی تو صحیح نہیں
 بیع درم کی درم سے جو کہ وزن اور منت میں برابر ہیں ہم کہنا ہے اور اگر ایک درم کا وزن دوسری سو کم یا زیادہ ہو تو فاسد ہے سبب
 بیاج کے نہ سبب عدم فائدہ کے اور اگر باوجود برابری وزن کے منت مختلف ہو چنانچہ ایک سفید ہو اور دوسرا سیاہ تو ظاہر ہے جائز
 ہے سبب فائدہ کے کذا فی المطاوی و لا مقایضہ احد الشریکین حصۃ دارۃ بخصۃ لا خیر فیہ اور صحیح نہیں بدلنا اور مجر کر لینا ایک
 شریک کا گہرے حصہ کو دوسرے شریک کے حصے سے کذا فی العیر فیہ یعنی ایک گہرے کے دوسرے کے ہیں اور دونوں کے حصے برابر ہیں سوا دھکا
 سبادلہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں و لا جارة السکنی والسکنی اشباہ اور نہ اجارہ ایک گہرے کے سکنے کا دوسری گہرے کے
 سکنے سے صحیح ہے کذا فی الاشباہ و سوا مطر کہ منت مفید و م سے تو بیع بنس ہم جنس سے بطریق نسہ کے ہوتی اور وہ جائز نہیں کذا فی
 المطاوی عن ابی السعد و یقول بفعل اما القول لا یجاء بالقول و ہما رکنتہ اور ہم مونی سے قول اور فعل سے قول تو بجا
 اور قبول ہے اور یہ دونوں بیع کے رکن ہیں ہم کہنا ہے فغ القدرین سے کہ رکن بیع ایجاب اور قبول ہیں جو تبادلہ پر دلالت کرتے
 ہوں یا جو چیز کہ ہم مقام ہو ایجاب اور قبول کے معنی تعاطی تو رکن بیع وہ فعل ہے جو تبادلہ ملکین کی رضامندی پر دلالت ہو تو فعل
 و شرطہ اہلیۃ المتعاقدين اور شرط بیع کی اہلیت سے بیع اور شتری کی ہم کہنا ہے شرط بیع کی عاقبت میں تمیز اور وہ ولایت سے جو
 ثابت ہو ملک یا ولایت یا وصیت یا قرابت یا غیر ذلک سے تو بیع مجنون اور صبی غیر عاقل کی منعقد نہیں اور جو بیع اور اسکی اثر کو سمجھتا ہو تو
 اسکی بیع منعقد ہو اور شرط بیع کی تعدد متعاقدين ہو تو اگر ایک شخص بائع اور شتری دونوں کا وکیل ہو اسکی بیع منعقد نہوگی مگر باپ اور
 فاضی اور وصی کی اور شرط سے متعاقدين میں کہ ایک دوسرے کا کلام سنو اور اگر ایک عاقد عدم سماع کا دعوی کرے یا وجوہ کہ وہ بہر
 نہیں اور تمام اہل مجلس اسکو سنا تو اسکی قصد بق نہوگی کذا فی النہر مطاوی نے کہا کہ شروط بیع کی بحرالات میں چھتر شمار کی ہیں جسکا
 بی چاہے اسکو دیکھو و حللہ المسال اور محل بیع کا مال ہے ہم کہنا ہے بیع میں شرط یہ ہو کہ مال مستقیم شرعاً مقدر تسلیم ہونی الحال
 یا ثانی الحال تو مال کی قید سے خریدنے آزاد نکل گیا اور قوم سے عمر اور خنزیر خارج ہو گیا مسلم کے حق میں اور مقدر تسلیم کی قید سے غلام
 اگر ختمہ اور معدوم کی بیع نکل گئی کذا فی النہر اور مطاوی نے کہا بیع میں یہ شرط ہو کہ ملک ہو بیع کی وقت اور ملک ثابت ہوتی ہے استیلا
 علی الباع سے اور بیع وغیرہ سے اور میراث اور وصیت سے و حکمہ ثلوث الملائک اور حکم اسکا یعنی بیع کا اثر مرتب ثبوت ملک ہو یا ثمن کا
 مالک ہو جانا ہو اور شتری بیع کا اگر بیع نافذ ہو اور اگر بیع موقوف ہوگی تو بعد اجازت کے ملک ثابت ہوگی ہم کہنا ہے ثبوت ملک بیع کا حکم
 اصلی ہو اور اسکا حکم تابع تسلیم بیع اور ثمن ہو اور جاریہ کا وجوب استبرائ شتری پر اور مالک ہونا اسکی استتمام کا اور ثابت ہونا شفعہ کا اگر
 بیع زمین ہو اور ثابت ہونا عین کا اگر بیع مخزم ہو شتری کا و حکمہ نظام بقا للعاقلین و العاقلین اور جواز بیع کی حکمت نظام سے بقا
 معاش انسان اور عالم کا ہم کہنا ہے انسان حاجت مند ہو طعام اور لباس اور مکان کا تو اگر تفصیل طعام کیو اسکی کسبت کا جو تا پہر سچ
 بیج ہونا پہر اسکا سیچنا اور حفاظت کرنا پہر کسبت کا کاشنا اور اناج کا صاف کرنا پہر بیسنا اور خمیر کرنا اور روٹی پکانا ان امور کو بذات
 خود بالاستقلال کرنا تو آدمی سے پہر گز نہو سکتا و علی ذلک انما من تحصیل لباس اور مکان میں اسکو بذات خود قدرت نہیں تو ضرور مواکہ
 اسکی حاجات روا ہوں اسطرچہ کہ کچھ خرید کرے اور کچھ آپ کرے تو اگر بیع شرعاً سبب تملک بدلین ہو تو آدمی بالضرر و اپنی شے

مطلوب کو بازبردستی دوسرے سے چھین لینا یا سوال کرنا یا سبر کر کے مر جانا اور احتمال غرابی سے خالی نہیں تو ثابت ہوا کہ بیع کے مشروع کرنے میں بغیر مکلفین مجتہدین سے اور دفع حاجات پر بطریق انتظام معقول کے کذا فی النفع و صیغۃ مباحہ مکروہا و سائر واجب اور بیع کی صفت یہ ہے کہ بعضی بیع مباح اور بعضی مکروہ اور بعضی حرام اور بعضی واجب ہم کہتا ہیں بیع مباح وہ ہے جو مسلمانوں میں کثیر النوع ہے اور مکروہ وہ ہے جو اذان جمعہ کے وقت ہو اور حرام بیع فاسد ہے اور اسکا نسخ کرنا برعایت حق شرع واجب ہے اور واجب مال تمیم کی بیع سے جب تمیم کے ہلاک ہونیکا خوف ہو عدم نفع کے سبب سے یا اسکو خود مال تلف ہونیکا خوف ہو کذا فی الطحاوی و تبعوہ بالکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس اور ثبوت بیع کا قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے ہے ہم کہتا ہیں قرآن میں ارشاد ہوا **وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّهْرَ** یعنی اللہ نے بیع کو حلال کیا اور زیاج کو حرام فرمایا اور حدیث قوی اور تقریری سے جو انبیاء کثیرہ حدیث میں بکثرت ثابت ہے اور امت کا اجماع جواز بیع پرستنی سے بیان سے اور قیاس سے بیان قیاس شرعی مراد نہیں اسو اسطو کہ یہاں قیس اور مقیس علیہ نہیں بلکہ استحسان عقلی مراد ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ بیع امور ضروریہ سے جس سے بنی آدم اپنی معاش میں مستثنی نہیں ہو سکتا کالایجاب ہو مائیل کذا ولا من کلاہر أحد المتعاقدين فالقبول مائیل کذا لایا من الاخصواء کا نصبت ان شدت سوا ایجاب وہ ہے جو بائع اور مشتری کا پہلا قول نہ ہو تو اس سے معلوم ہو گیا کہ قبول اسکا نام ہے جو دوسرا کلام دوسرے شخص کا نہ ہو خواہ لفظ بعث کا ہو خواہ اشتیث کا ہم کہتا ہیں اگر بائع اول یون کہا کہ میں نے بیجا اور پھر مشتری نے کہا میں نے مول لیا تو بائع کا قول ایجاب سے اور مشتری کا قول قبول ہے اور اگر مشتری نے اول یون کہا کہ میں نے مول لیا اور پھر بائع نے کہا کہ میں نے بیجا تو مشتری کا قول ایجاب ہے اور بائع کا قول قبول قسح القدر میں ہے کہ لغت میں ایجاب یعنی اثبات ہے مطلقاً اور بیان اثبات فعل خاص سے مراد ہے جو رضای آدمی پر دلالت کرے خواہ بائع سے واقع ہو خواہ مشتری سے اور قبول عبارت ہے عن ثبات فعل ثانی سے تو اثبات ثانی کا نام قبول رکھنا تا اثبات اول سے ممتاز ہو جائی الدال علی الذاری فی قیدہ اقتداء بالایۃ و بیاناً للبیع الشرعی ولذا لم یکن من بیع المکس وان انعقد لم یعتقد مع العزل لعدم الرضاء بحکمہ معہ هذا ایجاب اول کلام اول کا نام ہے جو باہم کی رضامندی پر دلالت کرے صنف نے تراضی کی قید لگائی آیت قرآنی کی پیروی سے اور بیع شرعی کے بیان کر دینے کو اسطو کہ لہذا مکرہ کی بیع لازم نہیں ہوتی اگرچہ منع ہو جاتی ہے اور خوش طبعی کے ساتھ بیع منع نہیں ہوتی اسو اسطو کہ بیع کے حکم پر رضامندی نہیں خوش طبعی کے ساتھ اسکو دریافت کرنے سے ہم کہتا ہیں بہرہ حکم صنف الدال علی الرضاء کہنا اسو اسطو کہ تراضی ہوتی ہے دو جانب کی رضامندی سے سو فقط ایجاب سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ قبول کے ساتھ تو کنز کی عبارت بہرہ جو مبادئ الدال بالمال بالمال بالترافعی اور قرآن مجید میں تراضی یون ارشاد فرمائی **لَا يَكُن مَكْرًا** تجارتی عن حق کلمہ شارح کلام اسکا متغنی سے کہ مکرہ کی بیع صحیح موقوف ہے فضولی کی بیع کی مانند اور حالانکہ اب نہیں بلکہ بحر الرائق میں مصرح ہے کہ وہ فاسد موقوف ہے رضامندی پر اور متار اور اسکی شرح میں مصرح ہے کہ ہزل یعنی خوش طبعی کے ساتھ بیع منع ہو جاتی ہے اسو اسطو کہ اہل بیع سے صادر ہوتی ہے محل بیع میں لیکن بسبب عدم رضا بحکم کے فاسد ہے تو شارح کا یون کہنا کہ ہزل کے ساتھ منع نہیں ہوتی غیر ضمیمہ سے کذا فی الطحاوی قیوۃ علی التعریفین ما فی التائاد خکیۃ لوجہا معاصم البیوع اور ایجاب اور قبول دونوں کی تقریر غیر تارخانیہ کی عبارت کا اعراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ایجاب اور قبول ساتھ ہی تخلین تو بیع صحیح ہے قسری صورت میں ایجاب کی قبولیت اور قبول کی بعدیت ثابت نہیں تو صنف کی دونوں تقریریں مسلم نہیں لیکن فی العقستانی لو کاننا معاً لیمنعوا قالوا فی المشلاہر لیکن عقستانی میں ہے کہ اگر ایجاب اور قبول ساتھ ہی ہوں تو بیع منع نہیں ہوگی چنانچہ فقہانے سلام میں کہا ہے یعنی اگر سلام اور اسکا جواب ساتھ ہی تخلین تو جواب ادا نہ ہو گا عاودہ اسکا لازم ہے یہ شارح نے استدلال کر کے تارخانیہ کا جواب دیا لیکن فتاویٰ عالمگیری میں تقریر ہے تارخانیہ کے موافق انعقاد بیع معقول سے والد علم علی الاولیٰ ما فی الاشباہ و تنکار الا ایجاب مبطل لا اولیٰ الا فی عتق و طلاق علی مال

بیع صحیح
بیع صحیح

و سیجی فی الصلح اور تعریف اول یعنی ایجاب کی تعریف پر ہشام کی عبارت کا اعراض وارد ہوتا ہے کہ کہہ لانا ایجاب کا ایجاب اول کا مطلق ہے مگر
عقود طلاق جو عرض مال میں مطلق نہیں اور اسکا ذکر کتاب الفسخ میں آچکا ہے مگر ایجاب کی معنی بیع میں صاحبین کے نزدیک یون ہے کہ بائع نے
کہا کہ میں نے اسکو ہزار درہم کو بیچا پہرہ لاکہ میں نے اسکو دو سو دینار کو بیچا سو شتر می نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ قبول ایجاب ثانی کی طرف
راجع ہو گا اور دو سو دینار پر بیع منعقد ہوگی اور اگر اپنے غلام سے مولا نے کہا کہ تو آراؤ سے ہزار درہم پر پہرہ لاکہ تو آراؤ ہی دو سو دینار پر
سو غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو اسکو سپرد و نون مال لازم ہونگے اور صلح میں تکرار عقد مذکور ہوگی اور یہاں گفتگو سے تکرار ایجاب میں اور
اسی طرح نظم آئندہ میں خلاصہ اعراض مذکور یہ ہے کہ جب ایجاب ثانی مستبر ہو اور ایجاب اول باطل ہو گیا تو ایجاب ثانی پر اولیت صادق نہ آتی
اور اسکا جواب یون ممکن ہے کہ اول سے مراد یہ ہے کہ قبول پر مقدم ہوا کہ نہ نسبت غیر قبول ثانی ہو یا یون کہ جو کج بیچا باطل ہوا تو کالعدم ہو گیا تو ایجاب
کہا کہ اول ہو گیا کذا فی المطاوی و فی المنطوق المحیة و کل عقد بعد عقد جیدا و فابطل الثانی لا مہ سدی و فاصلم بعد الصلح
اصحی باطلا کذا النکاح ما عدی مسائلا منها الشراء بعد الشراء کذا کمالہ علی ما صرحوا اذ المراتب فی الحقوق
منہا اذ زیادۃ التوثیق اور منطوقہ بحیث میں سے اور جو عقد کہ بعد عقد کے مجدد ہوا سو عقد ثانی کو باطل جان ہو سکتا کہ وہ پہل اور بیفادہ
ہے تو صلح بعد صلح کے باطل ہے اسی طرح نکاح بعد نکاح کے باطل ہے یعنی دوسری نکاح سے پہلی لازم نہیں آتا اگر چند مسائل میں عقد ثانی باطل
نہیں ہوتا از انجملہ خرید بعد خرید کو علمائے صحیح کہا ہے اسی طرح نکاح بعد نکاح کے باطل نہیں ہو جب تصریح علماء کرام کے اسو اسکو کہ عقد تحقق میں
سو وقت یعنی در صورت اعادہ عقد یا دتی اعادہ وادھی یعنی دوسری بار ضمانت لینا خاص میں سی یا اصل سے اور پہلی قیمت پر دواہ عقد بیع سے
زیادہ دنی و ثوق مقصود ہے لہذا باطل نہیں و ہما عبارۃ عن کل لفظین ینبیان عن معنی التکلیف و التعلیل و ما ضیق کعبۃ اشتیت
او سائلین کضار عین لم یقر یوسف و السین کا بیعت فیقول اشتد وادھا ضی الاخر حال اور ایجاب اور قبول عبارت سے
ان دونوں میں جو غیر کے الگ کرنے اور اپنے مالک ہونے پر دلالت کرے خواہ دونوں لفظین ماضی کی ہوں چنانچہ بیعت و اشتیت یعنی میں نے
بیچا اور میں نے مول لیا یا دونوں لفظین حال کی ہوں جیسو لغت عرب میں دونوں مضارع کے بن سو سو اور سین متصل نہیں چنانچہ آجیو کہ یعنی
میں تیری ماتھ بیچتا ہوں تو مشتری کہے اشتیری یعنی میں اسکو لیتا ہوں یا ایک لفظ ماضی کا ہو اور دوسرا حال کا بشرطیت ایجاب فی الحال
کذا فی النسخ ہم شرح ربلمی میں ہے کہ یہ منعقد ہوتی ہے ہر ایک اور لفظ سے جو تحقیق اور اثبات پر دلالت کرے چنانچہ میں نے بیچا اور خرید کیا
یا میں راضی ہوا یا اسکو لے جو عرض اتنے کے اور برہان میں ہے یا بائع نے کہا کہ تم اس کھانے کو جو عرض درہم کے پہرہ مخاطب نے طلب نہ کر لیا یا
تو بیع تمام ہوگی اور کھانا اسکا حلال ہے اور اگر بائع نے کہا کہ میں نے یہ گھر یا یہ غلام تجھ کو ہب کیا جو عرض اس تیرے کپڑے کے تو یہ بیع باطل
ہو گیا اور حاشیہ سری الدین میں سے بائع نے کہا کہ جب تو مجھ کو اسکی قیمت دی تو میں نے اسکو تیری ماتھ بیچا پہرہ مخاطب نے اسی مجلس میں قیمت اور
کی تو یہ صحیح ہے بطریق استحسان کے بائع نے کہا کہ وہ تیری اسطرح اگر تجھ کو پسند آوی یا اچھی معلوم ہو یا تیرا جی چاہے اور مخاطب نے کہا کہ تجھ کو پسند
آئی یا اچھی معلوم ہوتی یا میرے دل نے خواہش کی تو جائز ہے بجز اتفاق میں جو تو معلوم ہوا کہ یہ کسی لفظ پر مخصوص نہیں بلکہ یہ معنی ملک اور
تمکک حاصل ہون کے حکم بیع کا ثابت ہوگا بخلاف طلاق اور عاقق سے کہ انہیں معنی مستبر نہیں انہیں تو وہ الفاظ مستبر ہیں جو طلاق اور عاقق کیوں
مراحتہ بالکافیہ موضوع ہیں اور جبکہ بائع نے ایجاب میں مخاطب کی طرف خطاب کیا تو قبول میں خطاب کرنا شرط نہیں تو اگر بائع نے یون کہا کہ میں نے اسکو
تیرے ماتھ اتنے پر بیچا اور مشتری نے کہا میں نے نہ لیا اور یون کہا کہ میں نے تجھ سے قبول کیا تو صحیح ہے کذا فی المطاوی و لکن لا یصح تکرار
لا دل الی نتیجۃ خلاف الثانی فان نوبیہ الایجاب للحال صحیح علی الاصح ولا لا الا اذا استعملوا للحال کا دخل خواہ نہ ہم حکما لمانہ
کا مبیعت الا ان لغضہ للحال و لیکن اول یعنی جبکہ ایجاب اور قبول بصیغہ انہی ہو تو ثبوت بیع کیو اسطرحیت کی کہ نہ تھا جبکہ نہیں بخلاف

میں بطریق ادنیٰ بدون چوڑنے فاسد کے بیع منعقد ہوگی اور بنا بر تصریح بحر الرائق کے جو خلاصہ غیر مابین سے وہ کسی پر محمول ہی ہم یعنی خلاصہ کا اطلاق عدم انعقاد عدم مشارکہ پر محمول ہی مخطاوی نے کہا عمومی نے اپنی شرح میں خلاصہ سر یون نقل کیا ہے کہ بیع التعاطی میں مجھ بھی ضرور کہ عقد فاسد یا باطل کے بعد نہ ہو اور اگر بعد فاسد یا باطل کے ہوگی تو قبل مشارکہ منعقد ہوگی سو اس طرح کہ بیع سابق پر اسکی بنا پر انتہی یعنی تصریح قید مشارکہ خود خلاصہ میں موجود ہے تو بحر الرائق سے فقہ کا ثابت کرنا کیا ضرور ہے اور عمومی کی طرح نہ الفائق میں بھی خلاصہ کی روایت منقول ہے وتمامہ فی الاستشباہ من الغوائل اذا بطل المتفق بطل للتفق والبعی علی الفاسد فاسد اور عدم انعقاد بیع التعاطی قبل المشارکہ کا اشتباہ کے فساد میں اس قاعدہ کے تحت میں مذکور ہے کہ جب تفسیر الکسر باطل ہو تو تفسیر البقی بھی باطل ہوگا اور اس قاعدہ کے تحت میں کہ جب بنا فاسد ہو تو خود فاسد ہی یعنی جب بیع اول باطل یا فاسد ہوئی تو بیع ثانی کا قبض بھی باطل یا فاسد ہوگا و قیل لا یبطل فی التعاطی من لا عطاء من الجائزین وعلیہ الا کہ قالہ الطرسوسی واختارہ الذرازی واقفی بہ الحکوانی واغنی الکرمانی بقسملہ المبیع مع بیان الثمن فخر تلتنا قول وقد علمت المغنی یہ اور قول ضعیف مجھ ہے کہ بیع التعاطی میں اعطاء جانبین یعنی بائع اور مشتری دونوں کا دینا ضرور ہے طرسوسی نے کہا اسی قول پر اکثر علماء ہیں اور اسی قول کو برازی نے پسند کیا ہے اور اسکا حلوانی نے فتویٰ دیا ہے اور کرمانی نے اکتفا کیا ہے بیع کی تسلیم پر بیان ثمن کے ساتھ تو اس میں منقسم ہوئے تین قول اور تو معلوم کر چکا قول مضیے ہے کہ ہم قول اول پس یہ کہ ایک کا دینا کافی ہے خواہ بائع بیع کو دی خواہ مشتری ثمن کو تو ان کا بیع مجھ سے کہ تعاطی میں دونوں کا دینا ضرور ہے اور مشتری قول مفصل کرمانی کا ہے کہ فقط بیع کا دینا بیان ثمن کے ساتھ کافی ہے اور مشا راہیں گاہ کا امام محمد کا کلام ہے کہ بعضی جگہ تفسیر تعاطی میں اعطاء جانبین ذکر کیا تو اس میں بعضی سمجھ کہ اعطاء جانبین شرط ہے اور بعضی مقام میں اعطاء احد الجانبین مذکور کیا تو بعضی مجھ سمجھ کہ ایک کا دینا کافی ہے اور بعضی مکان میں تسلیم بیع کا بیان کیا تو بعضی یہ تو مجھ سے کہ تسلیم ثمن کافی نہیں بلکہ اعطاء احد الجانبین کافی ہے اور یہی قول مفتی ہے کہ کافی اطلاق و تحریر فی شرحہ للفتی حجتہ الا قالہ والا جازۃ والصرح بالتعاطی فلیحفظ اور یہی خبر ہے مشتری تفسیر میں صحت اقالہ اور اجارہ اور صرف کی تعاطی کو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ تعاطی کی تاثیر فقط بیع میں خاص نہیں ہم شرح تفسیر میں صحت اقالہ احد الجانبین کی تعاطی سے روایت برازیہ اور اجارہ کی صحت عادیہ سے اور صرف کی نہ الفائق سے منقول ہے فروع مسائل لمحہ شارح کے مکتبہ الامان من البیان اذا احاسنہ علی اتمانھا بعد استہلاکھا جازۃ مستحسانا ج چیزیں آدمی لیتا ہے بائع سو یعنی بدون انعقاد بیع کے جبکہ بائع اس سو آن چیزوں کے ثمن کا محاسبہ کرے بعد انکی استہلاک اور خرچ کر ڈالنے کے تو بطور سخاوت کے یہ جائز ہے ہم بحر الرائق میں ہے کہ مستحود علیہ کی شرائط سو یہ ہے کہ موجود ہو تو بیع معدوم کی منعقد ہوگی لیکن اس قاعدہ سے وہ مسئلہ مستثنیٰ ہے جو قبضہ میں ہے کہ جن چیزوں کی بغال سے بدون بیع کے لینے کی عادت ہے علی وجہ الخرج یعنی بطور اجاڑت کی چنانچہ مسود اور نمک اور تیل اگر انکو خرید کرے بعد معدوم ہونے کے تو صحیح ہے انتہی تو بیان مسود و م کی بیع جائز ٹھہری کذا فی الطحاوی بیع الذراعی اللتی یکتبھا الدیوان علی العتال لا یصح بخلاف بیع حظوظ الامتہ لان مال اللہ قاطعہ ولا کذاک ہنا اشتباہ وقنیہ ومفادہ انہ یجوز للستح بیع خذہ قبل قبضہ من المشترون بخلاف الجندی بحسب تعقبہ فی النہر بیعنا تنخواہ کی ان چھبہ کا بنکو تصدیان دفتر مالون پر لکھ دینے میں صحیح نہیں بخلاف امتہ ساجد کے حقوق کہ انکی بیع صحیح ہے سو اس طرح کہ مال و مال قائم اور موجود ہے اور دیا نہیں ہے بیان یعنی مال سلطانی کے پاس مال کا موجود ہونا ہر وقت ضرور نہیں بلکہ ملک کی آمدنی پر موقوف کذا فی الاشتباہ والقبضہ اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحق وقت کو اپنی روٹی بچنا قبل اسکی نہ تقسیم کرنے والی مشرف سے قبضہ کرے جائز ہے بخلاف لکڑی سپاہی کی تنخواہ کے کذا فی البحر نہ الفائق میں یہ پرا خراض کیا ہے ہم نہ الفائق میں کہا کہ ظاہر فقہیہ کی روایت ضعیف ہے سو اس طرح کہ فقہا کا سپر اتفاق کہ بیع معدوم کی صحیح نہیں اور اسے طرح غیر ملوک کی اوراہر کا حصہ قبل قبض کے ملوک نہیں تو اسکی بیع کہاں صحیح ہوگی اور اسکو یاد رکھنا جو ان وہاں نے کتاب شہرب میں کہا ہے کہ فقہیہ کی روایت مخالف تو اسکی مخالفت کے نائق نہیں جب تک کہ دوسری کی نقل سے اس کی تائید نہ ہو انتہی لمخصا

در بیان بطور اجارہ
سرنہ جازیت

فی نہر بیعنا تنخواہ کی
امتہ ساجد کے حقوق کہ
عدم قبضہ کی روایت
جوازہ

وَأَفْتَى الْمَصْنَعُ بِطَلَانِ بَعِ الْجَامِكَةِ لَمَّا فِي الْأَشْبَاهِ بَعِ الْكَبَرِ اِمْتَا كَيْحُو مِنْ الْمَدِينِ اُور فتوی دیا ہو مصنف کے سپاہی کو تنخواہ
 دینا باطل ہے اسو اسکو کہ اشباہ میں ہے کہ چنانہ دین کا جائز نہیں مگر نہ چونکہ جائز ہو مگر جاکہ سپاہی کی ماہواری تنخواہ کو کہنے میں جو سلطان باہر
 نے اوسکو اسو اسکو بعض جنگ اور چونکہ دارسی کے مقرر کی ہے تو اگر سپاہی چاہے کہ دو چار مہینے کی چڑھی تنخواہ کو دوسرے کے ماتھے بیع کرے تو
 جائز نہیں اسو اسکو کہ تنخواہ نوامیر پر بمنزلہ دین کے ہی اور دین کا چنانہ غیرہ یوں سے جائز نہیں اور مدیون سے نیچے کی صورت یہ ہے کہ کپڑا بچا بعض
 غلام کے سوا ایک نے غلام پر تو قبضہ کیا اور کچرا دوسرے پر دین باقی رہا سو کپڑا اسی شخص کے ماتھے بچا چند درہم عینہ کی عوض تو بیع صحیح ہے اور
 اگر غیرہ یوں سے بچا تو صحیح نہیں اسو اسکو کہ یہ بیع ہی منقول کی اوسکو مقبوض ہونے سے پہلے اور یہ جائز نہیں کہ ذاتی عاشیۃ الدنی و فہما د
 فی الاشباہ لا یجوز الا عتیاق عن الحقوق الخیرة لا تحق الشفعة و علی هذا لا یجوز الا عتیاق عن الحقوق الخیرة لا تحق الشفعة اور فادہ ہی مصنف
 اور اشباہ میں ہے کہ جائز نہیں عوض لینا حقوق مجردہ سے یعنی جو حقوق کہ ملک سے خالی ہیں چنانچہ حق شفعہ اور بموجب اس فادہ کے جائز نہیں عوض
 لینا اوقات کے وظائف کا ہم وظائف سے مراد امامت اور خطابت اور سو فی اور فراشی اور ربانی ہے اشباہ میں ہے کہ حقوق مجردہ سے جو
 کرنا جائز نہیں حق مجردہ کی قید اسو اسکو لگائی کہ حق قصاص اور ملک نخاح اور حق یرق کا عوض جائز ہے وہیابی آخر بحث تعارض الترف مع
 اللغۃ لکن عدم اعتبار الترف الخافق لکن افعی کثیراً بآعتبار و علیہ فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمآل اور اشباہ کو تعارض
 عرف اور لغت کو آخر بحث میں ہے کہ ظاہر مذہب یہ ہے کہ عرف خاص کا اعتبار نہیں لیکن بہت علمائے عرف خاص کے اعتبار کرنا فتوی دیا ہے تو بموجب
 اسکو فتوی دیا جاتا ہے وظائف اوقات سے کدہ کر نیچے جواز کا بموجب مال کے ہم یہ قول مخالف نہیں قول سابق سے کہ اعتبار حقوق مجردہ سے جائز
 نہیں اسو اسکو کہ قول سابق اس پر مبنی ہے کہ عرف خاص معتبر نہیں ظاہر الروایۃ میں اور یہ قول متفرع ہو قول مفتی بہ پر کہ عرف خاص معتبر ہی بنی
 احکام عرف عام پر مبنی ہے نہ عرف خاص پر عرف عام سے مراد متعامل عام ہو جو سب لوگوں میں رائج اور مشہور ہو اور عرف خاص سے مراد وہ ہے جو
 چند لوگوں میں رائج ہو چنانچہ فقہاء میں خلاصہ یہ ہے کہ صحت نزول عن الوظائف بموجب مال قوا عند مذہب کے مخالف ہے لیکن اکثر مشائخ مثل شیخ قاسم
 اور علامہ عینی نے صحت نزول کا فتوی دیا ہے عینی نے اپنی فتاوی میں کہا کہ جواز نزول کیو اسکو کوئی اصل مستند نہیں لیکن حکام اور علماء سنیہ
 کے اس پر مبنی ہیں اور بعضی علمائے جواز نزول پر اس سے استدلال کیا ہے کہ امام حسنؒ معاویہؓ سے نزول عن الخلافۃ پر صلح کی اوسعد مال پر جو ہر
 اونکو کافی ہوا اور حالانکہ خلافت اعظم الوظائف ہی کذا فی المطاوعی مختصاً و بلزوم محلو الخوانیت فلیس لرب الخانات اخراجہ ولا اجازۃ تھا
 لغیرہ ولو وقعاً لا یفتی اور بنا بر اعتبار عرف خاص کے فتوی ہو خلود کا کہیں کے لزوم پر تو دو کا نون کے مالک کو صاحب خلو کا خارج کر دینا جائز
 نہیں اور نہ دوکان کا اجارہ دینا اوسکو سوا اگرچہ دوکان بن وقف ہوں ان سے مافی الاشباہ ہم حقیقت ظاہر ہے کہ دافع درہم اوس شخصیت کا
 مالک ہو جس کے مقابلہ میں اوسنی درہم دین خواہ یہ شخصیت عمارت ہو یا غیر عمارت صورت عمارت کی یہ ہے کہ وقف میں مکانات قریب الانہدام ہوں تو وقف
 یا ناظر وقف اوس شخص کو بکرایہ جو مکانات کی تعمیر کرے تو وہ جو کچھ صرف کرے گا سوا اس شخص کا خلو ہو گا اور وہ شخص واقعہ کا شریک ہو گا بقصد زیادت
 عمارت مثلاً اگر قبل عمارت مکانات کا کرایہ ہر روز ایک دانگ ہو اور بعد تعمیر کے تین دانگ کرایہ ہو جائے تو صاحب خلود وہابی میں دافع کا شریک ہو گا
 بعد اسکے سوا اگر ان مکانات میں پھر تعمیر کی حاجت ہو تو صورت مذکورہ میں دافع پر ایک نہائی صرف لازم ہو گا اور صاحب خلو پر نہائی کا اب معلوم
 کرنا چاہیے کہ جواز خلون اختلاف ہی مقدسی ضعی اور اجہوری مالکی اوسکو باطل کہتے ہیں اور صاحب اشباہ وغیرہ اوسکو حجاز اور لزوم کے قائل
 ہیں اسو اسکو کہ اوقات نامی میں ہے کہ دکانیں بازار کی اراضی جبکہ ان لوگوں کے پاس اجارہ ہو جنہوں نے دکان کو بنایا ہے تو وقف جائز ہے
 اسو اسکو کہ ہنوی ان دکان کو اوس کے تصرف میں دیکھا کہ اونکو بیچ داتے ہیں اور اونکو میراث لینی ہیں سلطان اوی سے فراغت نہیں کرنا ان
 لوگوں پر تو فقط غلہ اور محصول جو دیا کرتے ہیں یہی عادت جاہلی ہے متاخرین کی نہ تہائی دراز سی اتہو ولہذا ابن نجیم نے کہا کہ صاحب دکان

اوسکا خارج کرنا اور غیر شخص کو اسکا اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ دوکان مسل بن وقت ہوا تھے اور محمد بن بلال خلفی نے جواز خلوس میں ایک مستقل سال لکھا ہے اور صحت خلوی شرط تھی ہے کہ دراہم سبب ولہ جہت وقت میں صرف ہون سو بالفعل جو وقت کے ماضی و ہام لینے میں اور اپنی ذات پر تصرف کرنے میں اور واقع دراہم کیو اسطی خلو مقرر کردیو میں تو یہ خلو صحیح نہیں اور فائدہ خلو کا یہ ہو کہ وہ بمنزلہ ملک کے ہو تو اس پر ملک کے احکام جاری ہونگے چنانچہ بیع اور اجارہ اور سبہ اور زمین اور ادای دین اور ارث اور وقت اور اگر خلو عمارت اور درخت ہوں تو اس میں حق شفعہ نہیں جاری ہوگا علامہ بخاری نے صحت خلوی کی ترجیح دی ہے اسو اسطی کہ اس پر کثرت عمل جاری ہو گیا ہے تمام ممالک میں خصوصاً بارہ مصر میں تو اسکی صحت پر اتفاق کرنا چاہیے بارہ کتاب حب الفریقین اسو اسطی کہ حکم بطلان کی قطع اسو اسطی کہ کثرت اختصام میں الانام لازم آتا ہے علی الخصوص جبکہ وہ وقت میں خیرات اور سخاوت پر تو اسکو ابطال سے ابطال خیرات لازم آتا ہے واللہ اعلم کذا فی کشیہ المدنی مختصر اوقی معین المفتی المصنف فی الالحیۃ عمالق فی ارضین یفتی فی خان بناء او اشجار اجازاً و مصنف کتاب معین المفتی میں سے والو الجیہ کیلئے نسبت کر کے کہ زمین کی عمارت چاہی گئی سو اگر عمارت بنای مکان سے بنا یا درخت میں تو بیع جائز ہے ہم نے فی فط عمارت پر بیع واقع ہوئی بلا ذکر ارض چنانچہ کسی عمارت وقت کی زمین میں ہو یا عمارت کی بیع زمین کے ساتھ ہر طرح کی عمارت کا زمین میں سہر جواز ہو ہو تو عقد صحیح ہو کیونکہ مکان اور درخت مال میں اور زمین مشتری پر لازم ہو کہ انی ماشیہ المدنی و ان کر آیا او کنی یا ہا ی و یصح ما لم یکن ذلک بمال ولا یصحی مال لیسخر انھیں اور اگر عمارت کہو دی جوتی زمین سے یا نہر و نھا کہو دنا اور صاف کرنا ہی مٹی وغیرہ ہو کہ پانی خوب جاری ہو اور مانند اسکی اوس قسم ہو کہ جو چیز خود مال سے نہ یعنی مال تو بیع اسکی جائز نہیں انھیں مافی الوالو الجیہ ہم جو تنے اور صاف کرنے کی مانند زمین کا ہموار کرنا ہی اور بیع سو اور لای معنی مال سے مراد ارض ہو تو وہ کاسکتی ہے بطریق خلو کے کذا فی الطحاوی قلت و مفاد ان بیع المسکک لا یجوز و کذا یرقہا و لذلک اجعلوا الان فرائعاً کا لوطا فط فلیہ فی انتہی فتنہ ذکر فی بیع الوفاء مصنف نے معین المفتی میں کہا اور ولو الجیہ کی عبارت کا بقا و سبہ ہو کہ بیع مسکک جائز نہیں اور سبطرم ہمارے جائز نہیں اور سبطرم اب علما اسکو فراغ قرار دیا یعنی مسکک کو سبہ فراغ کیا ہو مثل اور متعلقہ وقت کے تو اسکی تحریر و بیع کرنا جائز ہو مافی معین المفتی۔ اور قریب ہو کہ ہم اسکو بیع الوفا میں ذکر کر کے ہم در انھار کے مشیو کا کلام اسما میں مختلف ہر لفظ و معنی مطاوعی بیع اسکے ضبط کیا ہو بخلاف سبہ اور شرح اسکی یون کی ہو کہ بیع مسکک یعنی سبہ غیر نافذ جبکہ حق مرد کی بیع جائز نہیں اور شیخ ابو الطیب اور شیخ عابد سند ہی مدنی نے سبہ با ضافہ سبہ ضبط کیا ہو اور اکثر نسخہ در انھار کے اسیکے موافق ہیں پر مسکک کی مراد میں اختلاف ہو شیخ ابو الطیب نے کہا کہ ظاہر اسکے باضم سے کو میں کا کہو دنا سخت مکان میں مراد ہو کہ انی الفاموس تو بیع اس مکان کی نہر کہو دنے کی بیع کی مانند ہے انہو اور شیخ عابد مدنی نے کہا کہ سبہ سبہ اور سبہ سبہ لکھو فراغ کا لفظ مناسب نہیں اسو اسطی کہ فراغ اسکو کہتے ہیں کہ کوئی چیز کسی انسان کیو اسطی سلطان کی طرف سے یا وقت سے یا عباد استحقاق کے مقرر ہو پھر وہ انسان و چیز دوسری کیو اسطی نہیں دی کہیہ عوض لیکر تو کو نہیں کہو دنے کی بیع کو فراغ کہنا مجھو نے معنی معلوم ہوتا ہو تو بہتر سبہ سے کہ مسکک سبہ صورت مراد ہو کہ ایک شخص پر گھر موقوف ہو اور وہ دوسرے شخص کو دی عوض لیکر تو اسکو بیع مسکک اور فراغ کہنا ممکن ہو کہو کہ فاموس میں منجمہ معانی مسکک سبہ سبہ نہ کہو دے کہ اسکے امتیازات اور مفتی ابو سعود کی موقوفات سو معلوم ہوتا ہو کہ مسکک متعلق بوقت ہو نہ متعلق بحکم ہر انھیں واللہ اعلم و یعتقد ایضاً بلفظ واحد کما فی مدیم القاضی والو ہے والایب من طفله و شرابہ منہ فانہ بوفی شفقہ جعلت عبادتہ کعبا تہن تمامہ فی الدار اور بیع منقذ ہونی ہو ایک لفظ سے بھی چنانچہ قاضی اور مدعی کی بیع میں اور با یکے نیچے میں اپنی طفل سو اور اسکی مول لینے میں طفل سو اسو اسطی کہ سبب وفور شفق باپ کے اسکی عبارت دو عبارتوں کی برابر نہیں رہی گئی اور پورا بیان اسکا در میں ہو ہم یعنی اگر قاضی ایک یتیم کا مال دوسری یتیم سے بیع کر دی یا خرید کرے تو فقط ایک لفظ سے بیع صحیح ہو اسطی کہ کہو کہ میں نے اسکی چیز اس سے بھی یا مول لی اور اگر قاضی یتیم کی چیز خرید کرے یا بیع کر دی اپنی ذات کیو اسطی تو جائز نہیں کذا فی البہار و مدعی کو اگر کوئی آدمی کہے کہ اپنے یتیم کی چیز مجھ کو مل بسکے تو بیع جائز نہیں اور اگر مدعی اسکی چیز آپ فرما

کرے بشرط منفعت ینہم تو جائز ہے کذا فی البراز یہ یعنی دہل درم کی قیمت والیکونیدرہ درم دیگر خرید کرے اور اب کی خرید و فروخت میں بے
 طفل سے منفعت طفل مشروط نہیں و فور شفت کے سبب ہو یا خاذاً أو وجباً واجد قبل الآخر یا ثاکان أو مشدداً فی المجلس لا ق
 حیاً القبول مقید بہ پہر جبکہ کسی عائد نے ایجاب کیا تو دوسرا بائع ہو یا مشتری اسکو قبول کرے یا نہیں اختیار مقید بحکم
 سے ہم یعنی مجلس ایجاب کے بعد قبول کرنے سے بیع ثابت نہوگی یہاں تک کہ اگر بائع ایجاب کے بعد دوسرا مشتری ہو یا کسی حاجت میں کام کرے تو ایجاب
 باطل ہوگا کذا فی البحر مطاوی نے کہا تو مجلس و مراد ہی مجلسین وہ قول اور فعل نیا یا جاوے جو اعراض پر دلالت کری اور وہ مشغولی نہ دیشے
 جو ایجاب کو فوت کر دی اگرچہ اعراض کیواسطہ نہو کذا فی النہر سو اگر اعراض یا مشغولی مذکور پائی جاوے تو ایجاب مذکور باطل ہو جائیگا اگرچہ بائع اور
 مشتری کا مکان نشست متعذر ہے نہ متغیر ہو کل المبیع بکل الثمن أو ثلثاً لثلاثین تقریق الصنفۃ مجلس ایجاب میں عائد ثانی کل مبیع ہو کل
 ثمن کے ساتھ قبول کرے یا ترک کرے تا تقریق صنفہ لازم نہ آوے صنفہ عبارت ہے یا صنفہ کو یا صنفہ پر اسنے سے پہچنے کیوقت اور اب اصطلاح فقہ میں
 صنفہ سے خود عقد مراد ہی ہے غیر کیلی اور ذری چیز میں یا سب چیز کو تمام ثمن کے ساتھ قبول کرے یا ترک کرے یا سب میں بعض مبیع کو بعض میں
 قبول کرنا جائز نہیں تا تقریق عقد لازم نہ آوے مثلاً اگر بائع نے بون ایجاب کیا کہ میں نے بیس دس امرودیا پونڈی یا لیون چار پیسے کو تیری ہاتھ
 بیچے تو غلام طلب مختار سے مجلس میں چار دس امرودیا پونڈی یا لیون کو چار پیسے سے قبول کرے یا نہ قبول کرے اور اگر مشتری کہو کہ میں نے پانچ امرود
 یا لیون کو دو پیسے سے لیا تو بیع صنفہ نہوگی کیونکہ قبول مخالف ہو گیا ایجاب کی الا اذا عاذا الا ایجاب والقبول تقریق ایجاب جائز نہیں
 مگر جبکہ بائع اور مشتری دوبارہ ایجاب اور قبول کریں تو بیع جائز ہوگی دوسری ایجاب اور قبول سے ناول سے اور مری الاخر دکان الثمن
 منقسماً علی المبیع بالاجزاء کما تکیل و مولیٰ یا راضی ہو جاوے دوسرا شخص تقریق یا قبول یا بشرطیکہ ثمن منقسم ہو بیع کے اجزاء پر چنانچہ
 کمال اور موزون اجزاء پر ثمن منقسم ہو سکتا ہو مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے دس سیر گیہون دس آنے کو بیچے مشتری نے کہا کہ میں نے پانچ سیر گیہون پانچ
 آنے کو خرید کئے اور بائع اس پر راضی ہو گیا تو بیع صحیح ہوگی سو اس صورت میں قبول ایجاب ٹھہرا اور ضامندی بائع کی قبول ہو گئی اور ایجاب اول
 باطل ہو گیا والاوان مرضی الآخر لعدم جواز البیع بالحصۃ ابتدا کما حرم الاوانے اور اگر ثمن مبیع کے اجزاء پر منقسم نہو تو بیع
 جائز نہیں اگرچہ دوسرا شخص تقریق یا قبول پر راضی ہو جاوے اسکو کہ حصہ مبیع کی بیع ابتدا میں جائز نہیں کذا حرہ الاوانی الحشی للدرہم اگر
 انقسام ثمن کا سبب پر بالاجزاء نہو بلکہ انقسام بالقیمۃ ہو یعنی مبیع کے اجزاء متفاوت قیمتہ ہوں چنانچہ بائع نے کہا کہ میں نے دو غلام یا دو کپڑے
 بعض بیس درم کے بجا اور مشتری نے ایک غلام یا ایک کپڑے کی بیع قبول کی تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ بائع راضی ہو جاوے اسکو کہ بیع بالحصہ ابتدا
 میں جائز نہیں اور اگر بیع بالحصہ پہچو عارض ہو چنانچہ ایک شخص نے پورا گہر بچا اور بعد اسکی نصف گہر دوسرے کا ملوک ثابت ہوا اور مشتری نصف
 باقی کی خرید سوا راضی ہو گیا تو بیع صحیح ہوگی اسکو کہ بیع بالحصہ انتہا میں عارض ہوئی نہ ابتدا میں اور عدم جواز بیع مذکور اس صورت میں ہے کہ
 بائع نے ہر غلام اور ہر کپڑے کی قیمت علیحدہ علیحدہ ذکر کی ہو کذا فی المطاویٰ او یکن ثمن کل کقولہ بعثما کل واحد مائۃ وان لحدیکر
 لعظ بعث عند ابی یوسف ومحمد وهو المختار کما فی الشریعۃ لا لیمۃ عن الیہا ن یا مریک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان ہو گیا ہو چنانچہ بائع کا
 یون کہنا کہ میں نے دو غلام یا دو کپڑے کو بچا ہر ایک کو بعض سو درم کے اگرچہ بائع نے لفظ بعث کا دوبارہ لکھا ہو صاحبین کے نزدیک اور بیع صحیح
 تکرار لفظ بیع قول مختار ہے چنانچہ شریعہ لایہ میں بران سے منقول ہے ہم صاحبین کے نزدیک تفصیل ثمن منقسم ہونے میں کافی ہے بشرط تکرار
 لفظ بیع چنانچہ اسکی مثال شارح نے ذکر کی اور امام اعظم کے نزدیک تعدد صنفہ میں تکرار لفظ ہی شرط ہے اسطرح پر کہ بعثت ابنی العبدین
 بعثتہ ابی یوسف وبعثتہ ابی یوسف یعنی ان دو غلاموں کو بیس درم کے ساتھ بیچا اس غلام کو یا نسو کی عوض میں بیچا اور اس غلام کو پانسو
 کی عوض میں بیچا اور فتم القدر میں صاحبین کے قول کو یون ترجیح دی ہے کہ مجرد تقریق ثمن یا تکرار لفظ بیع کافی ہے اسواسطہ کہ ظاہر بائع کی غرض

یہ جو کہ دونوں میں سے کوئی یک جا کر دو نو کو کیا۔ گی چنانچہ منظور ہوتا تو ہر ایک کی قیمت کا جدا جدا بیان کرنا بیفائدہ تھا و ما کفر یقبل اقل
 الايجاب ان سراجہ الموجب قبل القبول او قام احد هما وان لم يذ هب عن مجلسه على الواجب فمران الکمال فانه کما سراجہ
 الخیر وکذا سراجہ العلیکات فہم اور جب تک دوسرے نے قبول نہیں کیا تو ایجاب باطل ہوگا اگر ایجاب کر نیوالے سے رجوع کیا اپنی قول سے قبول
 کرنے سے پہلے یعنی یوں بولا کہ میں نہیں چننا یا نہیں خرید کرنا یا دونوں میں سے کسی کوئی کھرا ہو گیا اگر چہ اس مجلس سے چلا گیا ہو بنا بر قول راجع کے
 کافی النہر وکذا صرم ابن الکمال تو قبول سے کی مجلس اختیار مجتہد کی مجلس کی مانند سے کہ مجتہد اعراض اور قیام کے باطل ہو جاتی ہے اور اس پر مافی
 تعلیقات کی مجلس کذا فی النسخ ہم نہر الفائق میں سے اختلاف مجلس اس عمل کے اشتغال سے ثابت ہوتا ہے جو اعراض پر دلالت کرے چنانچہ کہنا اور بیانا
 نماز پڑھنا اور کلام کرنا اگرچہ ضروری بات ہو اور چلنا لیکن ایک لغو کہنا یا پانی پینا اس برتن سے جو اتھ میں تھا ایسا بکوفت اور سو جانا اور صورت نشست
 قاعدین اور فرض نماز کا پورا کرنا مجلس کو نہیں بدلتا یعنی اگر بائع نے ایجاب کیا اور مخاطب فرض نماز پڑھنا تھا سو اس فرض نماز کے بعد قبول کیا تو صحیح ہے اور اگر
 نفل نماز میں دوسری رکعت پڑھ کر قبول کر لیا تو بھی صحیح ہے اور اگر شفعہ ثانیہ کو لا دیا اور چار پڑھ کر قبول کر لیا تو صحیح نہیں اور چلنا تو مطلقا ظاہر الروایت
 میں اختلاف مجلس کا سبب ہے بیان تک کہ اگر بائع اور مشتری چلتی کجالت میں خرید و فروخت کریں تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ ایک ہی سواری پر دو نو سواریوں
 اور خطاطی وغیرہ کا بیہ شمار ہے کہ اگر نے لغو متصل قبول کیا چلتے کجالت میں تو جائز ہے اور محیط میں اسکی تعصیم ہے اور خلاصہ میں سے کہ ایک دو
 قدم چلتے ہیں جائز ہے مجمع التفریق میں کہا کہ اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور مجتہبی میں سے کہ مجلس متحدہ ہے کہ جس میں احد المتعاقدين بخیر گفتگوی ایجاب
 اور قبول کے اندکام میں مشغول نہوں یا وہ اشتغال نہ کریں جو اعراض پر دلالت کرے اور کشتی گہر کی مانند ہے تو مجلس منقطع نہوگی اسکی چلتی ہوئی اس
 کہ بائع اور مشتری اسکو ٹھرانے پر قادر نہیں انتہی اور نفع القدر میں سواری خیار مجتہد کے اور تعلیقات کا ذکر نہیں کذا فی الخطاطی واذ اوجہا
 لزائم المیم بلا اختیار الا بصیب اور فیہ خلافا للثقات اور جبکہ ایجاب اور قبول بائع کو بیع لازم ہوگئی بلا ثبوت اختیار احد المتعاقدين
 سواری خیار السیب اور خیار الردیہ کی بخلاف مذہب شافعی کے ہم یعنی جب ایجاب اور قبول اپنی شرائط مذکورہ کے موافق حاصل ہو تو اب کسیکو
 نقص بیع میں اختیار نہ ہو مگر سبب عیب یا عدم ردیت کو اور یہی قول ہے امام مالک کا اور امام شافعی اور اسطیخ امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے کہ
 بائع اور مشتری دو نو کو بقای مجلس اختیار ہے امام شافعی کی وہ مرفوع حدیث دلیل ہے جو صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عرس مروی ہے کہ المتبايعان
 بالخیار یا تم یفرقا یعنی بائع اور مشتری ہمارے ہیں جب تک جدا نہیں ہوئے شاری نے اسکا جواب قول آئندہ میں مذکور کیا وحديثه محمول علی تفرق
 الاقوال اذ الاحوال ثلث قبل قولها وبعدك وبعدك اطلاق المتبايعين فی الاول مجاز الاول وفي الثاني مجاز
 انکون وفي الثالث حقيقة فيحمل عليه اور حدیث خیار یا شافعی کے استدلال کی حدیث تفرق اقول پر محمول ہے اسواسطی کہ بیان میں حال
 نخل میں قبل قول عاقدین کے یا بعد قول عاقدین کے یا اب تک عاقد کے قول کے بعد اور اطلاق متبايعين کا پہلی صورت میں مجاز ہے باعتبار انجام کار
 کے اند دوسری صورتیں مجاز سے باعتبار وجود گشتہ کے اور تیسری صورت میں حقیقت ہے تو اسی پر محمول ہوگا ہم حدیث مدح میں تفرق کو
 اختیار کی غایت قرار دیا ہے اور تفرق سو مراد تفرق ابدان یا تفرق مجلس نہیں بلکہ تفرق اقول مراد ہے یعنی بعد ایجاب کے دوسری عاقد کا یوں کہنا
 کہ میں نہیں مول لینا یا رجوع کرنا موجب کا قبل قبول کرنے کے اسواسطی کہ قبل ایجاب اور قبول کے عاقدین کو متبايعین کہنا مجاز ہے چنانچہ صغیر کو بائع کہنا
 اور بعد تمام ہو جانے بیع کے انکو متبايع بولنا بھی مجاز ہے چنانچہ پیر کو جو ان بولنا تو متبايعین یا مر البیوع کو متبايعین کہنا بھی حقیقت ہے اور متبايع
 او وقت صادق آتا ہے جبکہ ایک ایجاب کرے اور دوسرا منہز قبول کرے لہذا یہی بالیقین مراد ہے اور یہ یعنی خیار القبول ہے اور یہ تقریر ہے ابراہیم
 تبحی البیوع رحمۃ اللہ علیہ کی تو خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خرید و فروخت کی گفتگو کرے ہی میں ایجاب کے بعد قبل قبول کے مختار ہیں دوسرا
 شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے اور موجب چاہے ایجاب کو ثابت رکھے یا ایجاب سے رجوع کرے اگر کوئی کہو کہ تمہاری تقریر ہی مجاز سے خالی نہیں اسواسطی کہ

یہ جو کہ دونوں میں سے کوئی یک جا کر دو نو کو کیا۔ گی چنانچہ منظور ہوتا تو ہر ایک کی قیمت کا جدا جدا بیان کرنا بیفائدہ تھا و ما کفر یقبل اقل
 الايجاب ان سراجہ الموجب قبل القبول او قام احد هما وان لم يذ هب عن مجلسه على الواجب فمران الکمال فانه کما سراجہ
 الخیر وکذا سراجہ العلیکات فہم اور جب تک دوسرے نے قبول نہیں کیا تو ایجاب باطل ہوگا اگر ایجاب کر نیوالے سے رجوع کیا اپنی قول سے قبول
 کرنے سے پہلے یعنی یوں بولا کہ میں نہیں چننا یا نہیں خرید کرنا یا دونوں میں سے کسی کوئی کھرا ہو گیا اگر چہ اس مجلس سے چلا گیا ہو بنا بر قول راجع کے
 کافی النہر وکذا صرم ابن الکمال تو قبول سے کی مجلس اختیار مجتہد کی مجلس کی مانند سے کہ مجتہد اعراض اور قیام کے باطل ہو جاتی ہے اور اس پر مافی
 تعلیقات کی مجلس کذا فی النسخ ہم نہر الفائق میں سے اختلاف مجلس اس عمل کے اشتغال سے ثابت ہوتا ہے جو اعراض پر دلالت کرے چنانچہ کہنا اور بیانا
 نماز پڑھنا اور کلام کرنا اگرچہ ضروری بات ہو اور چلنا لیکن ایک لغو کہنا یا پانی پینا اس برتن سے جو اتھ میں تھا ایسا بکوفت اور سو جانا اور صورت نشست
 قاعدین اور فرض نماز کا پورا کرنا مجلس کو نہیں بدلتا یعنی اگر بائع نے ایجاب کیا اور مخاطب فرض نماز پڑھنا تھا سو اس فرض نماز کے بعد قبول کیا تو صحیح ہے اور اگر
 نفل نماز میں دوسری رکعت پڑھ کر قبول کر لیا تو بھی صحیح ہے اور اگر شفعہ ثانیہ کو لا دیا اور چار پڑھ کر قبول کر لیا تو صحیح نہیں اور چلنا تو مطلقا ظاہر الروایت
 میں اختلاف مجلس کا سبب ہے بیان تک کہ اگر بائع اور مشتری چلتی کجالت میں خرید و فروخت کریں تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ ایک ہی سواری پر دو نو سواریوں
 اور خطاطی وغیرہ کا بیہ شمار ہے کہ اگر نے لغو متصل قبول کیا چلتے کجالت میں تو جائز ہے اور محیط میں اسکی تعصیم ہے اور خلاصہ میں سے کہ ایک دو
 قدم چلتے ہیں جائز ہے مجمع التفریق میں کہا کہ اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور مجتہبی میں سے کہ مجلس متحدہ ہے کہ جس میں احد المتعاقدين بخیر گفتگوی ایجاب
 اور قبول کے اندکام میں مشغول نہوں یا وہ اشتغال نہ کریں جو اعراض پر دلالت کرے اور کشتی گہر کی مانند ہے تو مجلس منقطع نہوگی اسکی چلتی ہوئی اس
 کہ بائع اور مشتری اسکو ٹھرانے پر قادر نہیں انتہی اور نفع القدر میں سواری خیار مجتہد کے اور تعلیقات کا ذکر نہیں کذا فی الخطاطی واذ اوجہا
 لزائم المیم بلا اختیار الا بصیب اور فیہ خلافا للثقات اور جبکہ ایجاب اور قبول بائع کو بیع لازم ہوگئی بلا ثبوت اختیار احد المتعاقدين
 سواری خیار السیب اور خیار الردیہ کی بخلاف مذہب شافعی کے ہم یعنی جب ایجاب اور قبول اپنی شرائط مذکورہ کے موافق حاصل ہو تو اب کسیکو
 نقص بیع میں اختیار نہ ہو مگر سبب عیب یا عدم ردیت کو اور یہی قول ہے امام مالک کا اور امام شافعی اور اسطیخ امام احمد بن حنبل کا یہ مذہب ہے کہ
 بائع اور مشتری دو نو کو بقای مجلس اختیار ہے امام شافعی کی وہ مرفوع حدیث دلیل ہے جو صحاح ستہ میں عبد اللہ بن عرس مروی ہے کہ المتبايعان
 بالخیار یا تم یفرقا یعنی بائع اور مشتری ہمارے ہیں جب تک جدا نہیں ہوئے شاری نے اسکا جواب قول آئندہ میں مذکور کیا وحديثه محمول علی تفرق
 الاقوال اذ الاحوال ثلث قبل قولها وبعدك وبعدك اطلاق المتبايعين فی الاول مجاز الاول وفي الثاني مجاز
 انکون وفي الثالث حقيقة فيحمل عليه اور حدیث خیار یا شافعی کے استدلال کی حدیث تفرق اقول پر محمول ہے اسواسطی کہ بیان میں حال
 نخل میں قبل قول عاقدین کے یا بعد قول عاقدین کے یا اب تک عاقد کے قول کے بعد اور اطلاق متبايعين کا پہلی صورت میں مجاز ہے باعتبار انجام کار
 کے اند دوسری صورتیں مجاز سے باعتبار وجود گشتہ کے اور تیسری صورت میں حقیقت ہے تو اسی پر محمول ہوگا ہم حدیث مدح میں تفرق کو
 اختیار کی غایت قرار دیا ہے اور تفرق سو مراد تفرق ابدان یا تفرق مجلس نہیں بلکہ تفرق اقول مراد ہے یعنی بعد ایجاب کے دوسری عاقد کا یوں کہنا
 کہ میں نہیں مول لینا یا رجوع کرنا موجب کا قبل قبول کرنے کے اسواسطی کہ قبل ایجاب اور قبول کے عاقدین کو متبايعین کہنا مجاز ہے چنانچہ صغیر کو بائع کہنا
 اور بعد تمام ہو جانے بیع کے انکو متبايع بولنا بھی مجاز ہے چنانچہ پیر کو جو ان بولنا تو متبايعین یا مر البیوع کو متبايعین کہنا بھی حقیقت ہے اور متبايع
 او وقت صادق آتا ہے جبکہ ایک ایجاب کرے اور دوسرا منہز قبول کرے لہذا یہی بالیقین مراد ہے اور یہ یعنی خیار القبول ہے اور یہ تقریر ہے ابراہیم
 تبحی البیوع رحمۃ اللہ علیہ کی تو خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خرید و فروخت کی گفتگو کرے ہی میں ایجاب کے بعد قبل قبول کے مختار ہیں دوسرا
 شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے اور موجب چاہے ایجاب کو ثابت رکھے یا ایجاب سے رجوع کرے اگر کوئی کہو کہ تمہاری تقریر ہی مجاز سے خالی نہیں اسواسطی کہ

کی پسوں پر مشق ہوگی اور اگر اس کے لئے کوئی اور چیز سے خرید فروخت کا رواج ہوگا تو اس پر بیع مشق ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ جب عدل کی تصریح ہوگی تو
 بعد دو تین ہوجائیں گے کہ مناسب اور نامیر خواہ دراہم خواہ فلوں سے اور اگر مناسبت میں شک ہوگا تو بیع تمام ہوگی کذا فی الطحاوی عن ابن القبر
 انصاف و ضیق میں کہ صحت اور سحت بیع کیو اسطو وصف ثمن کی دانست مشروط ہے چنانچہ درم کا معری ہونا یا دشقی ہم مصنف اور صاحب
 گنہ اور اگر فقہانے معرفت وصف ثمن کو شرط کیا ہے اسو اسطو کہ اگر ثمن مجهول او وصف ہوگا تو نزاع واقع ہوگا مشنری ارادہ کرے گا کہ ناقص دمی اور انکم
 چاہے گا کہ عمدہ لی تو بیع مشرور ہوگا فائدہ حاصل ہوگا مصنف نے وصف ثمن کی غیہ اسو اسطو لکھی کہ او مناسب بیع کی معرفت شرط نہیں اور بدائع میں
 مذکور ہے کہ ہمارے اصحاب نزدیک معرفت وصف بیع اور ثمن صحت بیع کی شرط نہیں بلکہ لازم بیع کی شرط ہے تو صحیح ہے اسکی بیع جسکو نہیں دیکھا
 کذا فی التہذیب و الطحاوی وصف سے مراد وہ امر ہے کہ جب حاصل ہو شے میں تو موجب ہو او شے کے حسن یا قبح کا کہ افی صدر الثانی بعد چنانچہ روایت
 یا اشرفی کا کہ ہونا یا کہ ہونا غیر متشدد الیہ لایشتد ذلک فی مشایر الیہ متغی الجمال بالامثال معرفت مقدار اور وصف غیر متشدد
 میں شرط ہے اور اس میں یہ شرط نہیں جسکی طرف اشارہ ہو البسبب در ہونے اور انشکی کے اشارہ سے ہم معرفت مقدار اور وصف غیر متشدد
 اسو اسطو شرط ہوگی کہ تسلیم اور تسلیم لینے دینا لینا بیع میں چاہے اور مقدار اور وصف کی ناواقفی نزاع باہمی کا باعث ہے تو تسلیم اور تسلیم نہ ہو سکیگا
 اور جسکی طرف اشارہ کیا خواہ وہ بیع ہو یا ثمن تو اس میں معرفت مقدار اور وصف بسبب مزارع کے شرط نہیں ہوگا اگر بائع کہے کہ میں نے اس گھون
 کے ڈبیر کو ان درمون سے جو تیرے ہاتھ میں ہیں بیجا اور حالانکہ دراہم مذکور نہ ہے بلکہ میں بہر مخاطب نے قبول کیا تو بیع جائز ہے اسو اسطو کہ جہالت وصف
 لینے مقدار کی ناوانشکی باقی ہے لیکن وہ تسلیم اور تسلیم کی مانع نہیں کذا فی التہذیب لکن دیو گیا قبول بحسنیہ او سلماً اتفاقاً اور اس مال
 تسلیم تو مکلاً او موزناً خلافاً لہما کما سیجی نا و فیکہ مشار الیہ یا مال رہا نہ ہو جسکا مقابلہ ہوا اپنی ہم جنس سے یا سلم نہ ہو اتفاقاً امام اور
 صاحبین کے یا سلم کا راس المال نہ ہو اگر وہ مکمل اور موزن ہو بخلاف صاحبین کے چنانچہ باب السلم میں آویجا ہم یہ جو مذکور ہوا کہ مشار الیہ میں معرفت
 مقدار شرط نہیں یہاں اس سورت میں ہے جبکہ بیاج حوالی چیز اپنے ہم جنس کے مقابل نہ ہو چنانچہ گھون کو ڈبیر کو دو گھون کے ڈبیر سے اشارہ
 کر کے بدنا بلا کیل اور وزن صحیح نہیں بسبب احتمال بیاج کے کہ شاید ایک ڈبیر کم یا زیادہ ہو دو گھون سے اور احتمال بیاج مثل حقیقت بیاج کے مانع ہے
 صحت بیع کا اور سلم میں اگر اس المال کیلی یا وزنی چیز ہوگا تو امام اعظم کے نزدیک اشارہ کافی نہیں دریافت کیل یا وزن شرط ہے اور صاحبین
 کے نزدیک اشارہ اس میں کافی ہے چنانچہ فروغ اور حیوان میں کافی ہے طحاوی نے کہا شارح کے اس قول او سلماً اتفاقاً کی کچھ حاجت نہی
 کہ اس کے بعد کا قول ضمنی ہے اسو اسطو کہ کلام سے راس المال میں نہ مسلم فیہ میں اسو اسطو کہ مسلم فیہ کی طر اشارہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس وقت موجود
 نہیں کیونکہ وہ موبل سے قریع مسئلہ ملحد شارح کا تو کان الثمن فی صحتہ و لدی عرف ما فیہا من غایم خیر و لیثی خیار الکلیۃ لا
 خیالہ و یعدہ لعدہم شیواۃ فی النقص فقہ اگر ثمن قبلی میں ہو اور جو دراہم اس میں ہیں باہر سے معلوم ہونے ہوں تو بائع کو اس میں اختیار
 ہے اور اسکو خیار الکلیۃ کہتے ہیں نہ خیار الرؤیۃ اسو اسطو کہ خیار الرؤیۃ نقد میں ثابت نہیں کذا فی الفع ہم طحاوی نے کہا کہ فغ القدر اور بحر الرئی
 میں عدم تخیر مذکور ہے فی الحقیقہ مترجم نے جو فغ القدر کو دیکھا تو عدم تخیر کو پایا چنانچہ فغ القدر کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر کہا کہ میں اسکو خرید
 کرنا ہوں جو اس دراہم کی قبلی کے پہر بائع نے اس میں ہے وہ دراہم پاؤ جو اس شہر میں رائج نہیں تو بائع کو دراہم شہر کا مطالبہ جائز ہے اسو اسطو
 کہ مطلق دراہم بیع میں نقد بلکہ کی طرف تصرف ہونے میں اور اگر اس میں نقد بلکہ کو پایا تو جائز ہے اور بائع کو اختیار نہیں بخلاف اسکی اگر اس نے کہا
 کہ میں نے خرید کیا جو اس دراہم میں ہے پیران درمون کو دیکھا جو اس میں ہیں تو اسکو اختیار ہے اگرچہ نقد بلکہ ہو اسو اسطو کہ جو قبلی میں
 ہے اسکی مقدار خارج سے معلوم ہو جاتی ہے اور ختم میں خارج سے معلوم نہیں ہوتی اور اس صورت میں اسکو اختیار ہوگا اور اس خیار کو
 خیار الکلیۃ کہتے ہیں نہ خیار الرؤیۃ اسو اسطو کہ نقد میں خیار الرؤیۃ ثابت نہیں و ہم بقیم حائی و ہوا اصل اور بیع صحیح میں ثمن بلا مدت سوا

مراد ہی جو موجب نزاع ہو شائع کو یوں کہنا مناسب نہا کہ بجا ہی میں لفظ امر کا لانا اس واسطے کہ تعلیق خود میں ہر تعلیق کی سیہ مثال ہو کہ کل امر تو امر
 قبی طائف یعنی جس عورت سے میں کاح کردن وہ مطلق ہو وگنا اکلث اللحم فعلی درہم اور ہر بار کہ میں گوشت کھاؤں تو مجھے ہر ایک درہم دینا واجب
 تو ہر نزاع پر مطلق اور ہر لفظ پر درہم واجب ہوگا اور امر کی مثال یہ ہے کہ آرنے ماور سے کہا کہ میری طرف سے ہر ہینو میں ایک درہم دیا کر سو اسو
 ایک ہینو سے زیادہ دے تو امر پر وہ لازم ہونگے والا فان لم تعلم فی المجلس فعلی الواسع اتفاقا کاجان وکالتہ وافرادیہ اگر جہات
 موجب نزاع ہو تو اگر افراد کی نہایت مجلس میں نہ معلوم ہو تو ان لفظ کل کا ایک فرد پر محمول ہوگا باتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ اجاری اور
 ضمانت اور قرار میں م کہتا ہوں اجاری کی مثال یہ ہے کہ میں نے اجارہ دیا اپنا گھر کل شہر عوض اتوں کے تو اس پر ایک ہینا لازم ہوگا اور ضمانت کی مثال
 یہ ہے کہ اگر عورت کے لفظ کا ضامن ہو اکل شہر یا کل یوم کا تو اس پر ایک ہینے یا ایک دن کا نفقہ لازم ہوگا امام کے نزدیک خلا فلا بے یوسف اور
 قرار کی صورت یہ ہے کہ جب زید نے خالد سے کہا کہ تیری بھر کل درہم ہیں تو ایک درہم لازم ہوگا کذا فی المطاوی و لا فان تقاوتت الا قسدا
 کا لفظ تعظم یعنی عتلا اور ان نہایت افراد کی معلوم ہو سو اگر افراد قیمت میں تفاوت ہوں چنانچہ غنم تو کسی چیز میں امام کے نزدیک ہم
 صحیح نہیں نہ ایک فرد میں نہ سب افراد میں والا صحیح ہے واحد عنک کما لخصتہ اور اگر افراد میں تفاوت ہو تو ایک صاع یا ایک سیر میں امام
 نزدیک صحیح ہے چنانچہ گیہوں جو کے دبیر میں و صحیح ہے فیہما فی کل مجرا در صاحبین نے بیج کو صحیح کہا ہے و وزن میں یعنی سب غنم اور سب ہین
 کذا فی البصر کہتا ہوں صاحبین اور شافعی کی یہ دلیل ہے کہ بیج معلوم ہو چکی شار کے سب سوا در جہات میں کی شمار کرنے غنم سے اور مالک کے چنانچہ
 کرنے سے زوال پذیر ہے تو عقد صحیح ہوگا کیونکہ ربح جہات کا طریقہ موجود ہو و فی التہذیب عن العلوی والشرعیہ عن البرہان و
 القسستانی عن المحیط وغیرہ و یقولہا یقینا تیسیرا و ہر اتفاق میں میوں سوا در شرعیہ میں برہان سے اور قسستانی میں محیط
 وغیرہ سے منقول ہے کہ اس میں صاحبین ہی کے قول پر غنمی ہو نظر آسانی کے وان باع صدقاً علی انما مائۃ ففی مائۃ درہم وہی اقل او
 اکثر اخذ المشتري الاقل بخصته ان شاء او قسمه لکن الفرق الصفقة و کذا کل مکمل او موزون لیس فی بعضہ بطلان اگر دبیر کو بیچا اس
 شرط پر کہ وہ سو قفیز سودم کو اور حالانکہ وہ سو سے کم ہو یا زیادہ ہو تو مشتری کم کرے اس کے حصے کے موافق قیمت دیکر اگر چاہی یعنی شلا اگر
 سائہ قفیز گیہوں ہوں تو سائہ سودم کو لے یا چاہی بیج کو فسخ کرے بسبب متفرق ہونے صفقہ کے اور یہی حکم ہے ہر ایک اس کی یا ذنی چیز میں
 پانچ پارہ ہونے میں ضرر نہیں م کہتا ہوں ضرر تبغیض کی قید سے غائبہ کا شلہ نکل گیا کہ اگر موتی بیچا اس شرط پر کہ شقال بہر ہی ہر وہ وزن میں شقال ہو یا
 خلا تو مشتری اس کا مالک ہو یعنی بلان زیادت میں اس واسطے کہ وزن او چیز میں جبکو تبغیض مضری وصف ہے جیسے ذراع کڑی میں وصف ہے کہ لے
 اطفاوی وما زاد للبائع لو فوج العقد علی قدر سعین اور جو زیادہ ہو یعنی اگر دبیر اٹا بکا سو قفیز سے زیادہ نکلا تو وہ بائع کا ہی بسبب بائع نے
 بیج کے قدر میں پر مبنی بیج سو قفیز پر منعقد ہوئی تو جتنا سو سو زیادہ ہوگا وہ داخل عقد نہیں تو وہ بائع کا ہوگا مشتری کا وان باع المذموم
 مثله علی انه مائۃ ذراع مثلاً اخذ المشتري الاقل کل الفین او مائۃ الا اذا قبض المبیع او شاہدا فلا خیال لہ لا انتفاع انفر ویر فہر
 واخذ الاكثر فلا خیال للبائع لان الذرع وصف لتعینہ بالتبعیض فیہ القدر والوصف لا یقتضی بلہ غنم من الفین
 اور اگر ذرع کو خواہ کچھ ہو یا زمین کذا فی شرح الملحق ما ندس ان کے بیچا اس شرط پر کہ ذرع مثلاً سو گز ہو سودم کو تو مشتری کمتر کو پر ہی قیمت سوئے یا
 کہی مگر جب کہ مشتری نے بیج پر قبضہ کیا یا اس کو دیکھ لیا تو اس کو ترک بیج میں اختیار نہ ہوگا بسبب حقی جو بیج کے کذا فی البند اور اکثر کو مشتری لیکھا
 بلا اختیار بائع اس کو کہ ذرع یعنی گز وصف ہے بسبب بیج ہونے مذہم کے تبغیض سے بخلاف مقدار یعنی کھل اور وزن کے کہ وہ وصف نہیں اور وصف کے
 متبادل میں شمن کچھ نہیں پڑا م کہتا ہوں تو بیج اس کی یہ ہے کہ بائع نے زمین بیجی سود دے کو اس شرط پر کہ وہ سو گز ہو مثلاً پھر وہ سائہ یا اتنی گز نکلی یا ایک سو گز
 ثابت ہوئی تو مشتری کو کمتر میں اختیار ہو چاہی سائہ یا اتنی گز ہی قیمت کو سود دے دیکر یا نہ لے اور اگر بیجی ایک سو گز کو مشتری سو پے سے لیکھا

اور اختیار بائع کے بمثلات کیبی اور وزنی چیز کے کہ سہیں کتر مکتبت کتر مشتری کو ملے گا اور اکثر کا بائع مالک ہوگا اس واسطے کہ ذر و زمین ذراع و صف ہو اور مکمل
 اور موزون میں مکمل اور وزن و صف نہیں ہر الفائق میں ہو کہ مطلق فقہ میں و صف شراد سے مبرا ہو جو تابع ہونے کا اور منفصل ہو اس سبب
 اور زمین حاصل ہو تو اسکی خوبی کو زیادہ کر دی چنانچہ ذراع و صف ہو کرے میں اس واسطے کہ اگر دس گز پڑی کی دس دم مثلاً قیمت ہو اگر ایک گز زمین
 سو کم ہوگا تو نو گز نو دم کا نہ ہو یعنی اس واسطے کہ نو گز جبہ و فیرہ کو کاٹے نہیں اور دس گز کافی ہو لہذا بعضوں نے وصف کی یون تعریف کی ہو کہ وصف
 وہ ہو جو تعین سے معیوب ہو جائی اور زیادہ اور کم ہونا و وصف ہو اور جو ایسا ہو وہ اصل ہو اتھے تو معلوم ہو کہ ذراع و صف میں اور متا زادہ کی نہند
 ہو جسکی مقابلہ کچھ نہیں پڑتا یعنی ثمن بیع کے اجزا پر منقسم نہیں ہوتا چنانچہ گیارہون وغیرہ منقسم ہوتا ہو لہذا اذ اکان مقصوداً بالتناول کما آکاذا
 بقوله وان قال فی بیع المذکور کل ذراع بدھماخذ الاقل بحصته بعدد ورنہ اصلاً یا فرداً بذکر الثمن او ثراً لا یفرق الصفتۃ
 مگر جب کہ وصف مقصود بالتناول ہو تو ثمن اس کے مقابل ہو گا چنانچہ منصف فلانہ اس قول سے اسکو بیان کیا اور اگر بائع نے ذرع کی بیعین کہا کہ ہر گز
 بیوض درم کے ہو تو مشتری کو اس کے حصے کے موافق لے اس واسطے کہ ذراع اگرچہ وصف ہو مگر بیان اصل ہو گیا بسبب اس کے علمہ کہ دینے کے ثمن کے ذکر
 کر دینے سے یا ترک بیع کر سبب متفرق ہونے عقد کے م کہتا ہو یعنی اگر سو گز زمین یا پڑی کو سو درم سو بیچا اس طرح کہ ہر گز کے عوض ایک درم ثمن متفرک
 اور سٹھ گز نکلے تو مشتری چار سو ساٹھ گز کو سو درم دیکر لے جائے نہ لے اس واسطے کہ اگرچہ وصف ہو لیکن جب اسکا ثمن جدا ذکر ہو تو وہ اصل بیع
 ہو گیا و کذا اخذ الا کل ذراع بدھما و فیکل ذراع فمضی الزام الزائد اس طرح سو گز سے زیادہ کو مشتری لے ہر گز عوض درم کے یا
 چار سو بیس بیع کرے تا الزام زائد کا ضرر دفع ہو م کہتا ہو جو کہ بیع ہو ہی ہو ہی سو گز کی لہذا زائد کے خرید کوئے میں مشتری کو اختیار ہوتا تا الزام الا لایزم لازم نہ آدی
 و قسند بیع عشقاً اذ سرع من مائة ذراع من دایرا و حمار و حفا و ان لم یقیم حملها علی الصبیح لان ازالہما بیدل اور فاسد ہو بیع
 دس گز کو گبر یا حمام کی سو گز زمین سو اور صاحبین نے لکھو صحیح کہا ہو اگرچہ بائع نے سب گز دن کا نام نہ لیا ہو بقول صحیح اس واسطے کہ ازالہ جہالت کا
 عاقدین کے ہاتھ میں ہو م کہتا ہو فساد بیع کی وجہ امام کے نزدیک یہ ہو کہ ذراع حقیقت میں اس آلہ کا نام ہو جس سے ماپتے ہیں خواہ مکبری کا ہو یا کوا
 کا سو وہ حقیقی معنی یہاں متعین ہو مجازاً یہاں ذراع سے زمین مراد ہو جو ذراع سے ماپتی جاتی ہو اور زمین پر اطلاق ذراع نہیں ہو سکتا مگر
 معین اور شخص ہو کہ اس واسطے کہ بائع فضل محسوس ہو کہ محل محسوس کا مقتضی ہو تو اس صورت میں دس گز غیر معلوم نہیں کہ گبر یا حمام کے کس جانب سے مراد
 میں تو یہ جہالت باعث مازعت ہو بائع کہ گیا کہ میں دس گز فلاں طرف سے و لکھا مشتری کہے گا نہیں میں فلاں طرف سے لونگا بخلاف سہم کے کہ وہ امر
 عقلی ہو محل محسوس کا مقتضی نہیں تو اسکا شائع ہونا جائز ہو کیونکہ اسکی جہالت مباحزاع نہیں اس واسطے کہ دس حصے کا مالک تو حصے والیکہ شریک
 ہو تمام گھر میں بلا تعین موضع اور صاحبین کے نزدیک وجہ صحت کی بقول صحیح یہ ہو کہ دس گز کی جہالت کا دور کرنا یا پکر بائع اور مشتری کے اختیار میں ہو
 ہر چند امام کے نزدیک ہر طرح بیع فاسد ہو خواہ بائع تمام ذراع کو نہ کرے یا کرے لیکن منصف نے اس واسطے سو ذراع ذکر کئے تا قول تہید صحیح ہو
 اس واسطے کہ چند سہام کا بیچنا بدون ذکر کل سہام کے باتفاق امام اور صاحبین صحیح نہیں کہ انے الطلاق و لا یفسد بیع عشقاً استھم من مائة سہم
 اتفاقاً الشیوع السہم کا الذراع فاسد نہیں بیع دس سہم کی جملہ سو سہم باتفاق امام اور صاحبین کے بسبب بائع اور عام ہونے سہم کے نہ ذراع کے
 کیونکہ سہم عقلی ہو تو محل کا مقتضی نہیں اور ذراع محل محسوس کا مقتضی ہو چنانچہ منفصل مذکور کو چاہیے لوتر اخیلاً علی تعین الذراع فی مکان لکھا
 و یبغی انقلابہ صحیحاً لونی الجلیس لو بعداً فبیم بالتماعطی فہر باقی رہی یہ بات کہ اگر بائع اور مشتری راضی ہو جائیں گزوں کی تعین پر ایک مکان
 خاص میں بیٹھ کو کتب فقہ میں مصرع نہیں دیکھا اور لائق یہ ہو کہ بیع متعلق بصحت ہو جائی اگر تعین مجلس عقد میں ہو اور اگر تعین مجلس کے بعد تو بیع بالتماعطی
 ہو گی کہ لانی النہر اشتری عدداً من قتی ثیاباً او غفاً جھان علی انہ کذا انقص او نرا ذفسک لجملاً لہ خرید کے چند عد قیمت والی چیز سے خواہ
 کرے جو نہ باہر پڑے کہ انے الجو ہر ہر شرط پر خرید ہو جو کہتے ہیں ہر کم نکلے یا زیادہ ہوئے تو بیع فاسد ہو بسبب جہالت کے م کہتا ہو مثلاً دس

دینی گز پڑی کا
 کچھ نہ لے
 اور دس گز
 خریدی ہو

دس تہان کی گہری خریدی کیس رو پی کو پہرہ گہری کھولی تو تہان یا گیارہ تہان نکلے تو دو وزن صورتوں میں بیع فاسد ہو اس واسطے کہ نقصان کی صورت
 میں من بھول ہو کیونکہ من کے اجزائے قیمت دانی بیع کے اجزاء منفہ نہیں ہوتے بخلاف بیع مثلی کے تو ایک کم تھان کی قیمت معلوم نہیں ہو پس رو پیوں کی
 کم کر دینے پر جب کم تہان کی قیمت بھول ہوئی تو تمام من بھول ہو گیا اور در صورت زیادتی کے مسج بھول ہو گا اس واسطے کہ ایک تہان کے پہرہ نے
 کی حاجت ہوگی تو ہمیں نزاع واقع ہو گا مشتری نکلے تہان کے پہرہ نے کا ارادہ کر لیا اور بائع عمدہ تہان یعنی کا فاسد ہو گا ولو اشتد رضا علی ان
 فہا کذا خلا مشرقاً فاذ آو حید فہا لا تفسد بھول ہو گا اگر ایک زمین خرید کی اس شرط پر کہ زمین اتنی بکھور کے درخت پہلے دے ہن سوا زمین ایک
 غیر مشرقی فاسد ہو کہ اسے البیوعی فاسد ہو من کی جہات سے چنانچہ مسئلہ سابقہ میں در صورت کی وجہ سے مذکور ہو چکی کھا لو باع علی لا من الثیاب
 او غضا واستثنی واجل البیوعہ فہم فسد ولو بعینہما بآذ البیوع خانیلا چنانچہ بزور کی گہری چہ بکرایا بچیں اور زمین سے ایک کرا ایک
 بکری بلا تعین نہ بیچی تو بیع فاسد ہو اور اگر ایک معین تہان یا ایک مضمون کر بیستی کر لی تو بیع جائز ہو کہ لطفہ الحانیہ یعنی در صورت ہشتا وغیر میں بیع فاسد
 ہو جہات کے سبب مشتری اسے کھینے کا ارادہ کر گیا اور بائع لطفہ لینی کا قصد کر گیا اور در صورت تعین یہ جہات نہیں دلو ہن من کل من القی
 بان قال کل ثوب منہ بکذا ونقص ثوبک حکم البیوع بقدر عدم الجہات لا یختار لتفرق الصفقة اور اگر قیمت دالی ہر ایک چیز کا من بیان کر
 یعنی اس طرح کہا کہ اس گہری میں سو ہر تہان کی یہ قیمت ہو اور ایک تھان کم خلا تو بیع صحیح ہوگی بقدر موجود کے بواسطے عدم جہات کے اور مشتری خرید اور
 خرید میں مختار ہو گا بسبب تفرق ہونے کے ہم تہا ہی مسئلہ سابقہ میں مجموع بیع کا مجموع من مذکور تھا لہذا کی میں جہات طاری ہوئی اور یہاں ہر تہان کا
 جدا جدا من مقرر ہوا تو کسی میں جہات ہوئی مثلاً دس تہان بیچے بیس رو پی کو ہر تہان کے دو دو رو پیے من بھر کر اگر تہان نہیں کے تو دوا
 من اشدہ رو پی ہو گا ایک تہان کے دو رو پیے کم ہو جائیں گے ولکن نراد ثوبک فسد الجہات لا یزید اور اگر ایک تہان زیادہ خلا مثلاً دس تہان کی
 شرط میں گیارہ تہان نکلے تو بیع فاسد ہوگی بسبب جہات مزید کے ہم تہا ہی در صورت زیادتی جہات من نہیں بلکہ جہات بیع ہی یعنی دس تہان بیع کی گہری
 میں نزاع واقع ہو گا بسبب گیارہ تہان کے کھانے البیوعی عمدہ تہان کو مشتری مہیجہ میں مشتری داخل کر گیا اور بائع برعکس کے ولو ذال الزائد او عن الہ
 حل یحل لہ الباقی خلاک اور اگر مشتری نے زائد کو پہرہ پایا اسکو جدا کر دیا تو مہیا باقی اسکو حلال ہیں اس میں اختلاف ہو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ
 گہری خرید کی اس شرط پر کہ زمین اتنی بکھور کے درخت پہلے دے ہن سوا زمین ایک کرا ایک بکری فاسد ہو کہ اسے البیوعی فاسد ہو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ
 ہو گیا اتنا اور گویا یہ تھان ہو والا بیع فاسد ہو جہات خرید کے سبب اور حانیہ اور حنیہ میں مصرع ہو کہ محمد کا یہ تھان ہو کہ زمین سے ایک کرا ایک کو
 باقی استعمال میں لاوی اور زمین قبل اسکے یہ ہو کہ ایک شو خرید کی سو گوزائد پلا اصفاء بائع کو دیدہ باقی حلال ہو مثلاً تین دانیت دالی چیزیں حلال نہیں
 تا وقت کہ باقی کو بائع سو خرید کر لی مگر جبکہ زیادتی ایسی چیز کی جو زمین بخل جاری ہو تو ہوت من اسکو جدا کر کے اسے لے لے البیوعی فاسد ہو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ
 ہزارہ میں بکھا کہ وہ مالک ہو گیا یعنی قبض سے مالک ہوا اگر بیع فاسد ہو اور حانیہ میں جو کہ گہری خرید کی زمین میں تہان ہیں ہر تہان عوض اتنی کے پہرہ
 زیادہ پایا تو زیادتی مشتری کو مسلم نہیں پس اگر بائع غائب ہو تو ملائے کہا ہی کہ مشتری زمین سو ایک تہان کو بہ کر دی اور باقی کو استعمال کر دی اور یہ تھان
 محمد کا نظر مشتری کے اسے لے لے البیوعی فاسد ہو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ
 تو علت باقی ظاہر ہو کہ لے لے البیوعی فاسد ہو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ
 ہم ذرا عہدہ فسد خرید کیا کہ اگر جسکے جوانب متفاوت ہیں تو اگر جوانب اس کے متفاوت ہوں بلکہ برابر ہوں چنانچہ تہان کھرے کا تو قدر مشروط ہو یا وہ
 لینا حلال نہیں اگر اسکو پہاڑ لینا ضرر نہ کرنا ہو اور بیع ایک گز کی اور زمین سے جائز ہو کہ لے لے البیوعی فاسد ہو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ تہا ہی ہزارہ میں جو کہ
 فرمایا کہ یہ بیع حلت زیادتی کم از ذراع اس کھرے میں جو قطع بعض سے سیوب ہو جاتا ہو چنانچہ قمیص اور پاجامہ اور عمامہ اور سہا کے اور اگر کرا بیچے
 تہان جو کو قطع مضر نہیں اور مشتری نے خرید کیا بشرط اس گز ہو نیچے پہرہ کو گیارہ گز پایا تو زیادتی اس کے لئے مسلم نہیں بلکہ اسکو بائع کو پہرہ دینا چاہیے

و ان فخر و ثبات میں پہرہ بنا لازم ہو اتنے شہابی نے کہا کہ اگر ایک گراس کر پاس سے نیچے تو جائز ہے نہ بیع غیر کے ڈھیر سے اس واسطے کہ قطع اور
تمیز باقی کہ مضربین کھانے لکھا وہی علی آئے عشق اذ سرع کل ذراع بد ریم آخذ بعشق فی عشق و نر باد لا نصف بالاختیار لا یتعد
انعم و آخذ لا بتسعة فی تسعة و نصف بخیار لتعرف الصنف و قال محمد یاخذ فی الاول بعشق و نصف بالخیار
و فی الثانی بتسعة و نصف بہ و ہوا عدل الا قوال بعد و اقل المصنف و غیر قلت لکن صحیح القصبستانی وغیرہ
قول الامام و علیہ المذکور فعلیہ الفلوق یعنی مختلف الجوانب پر انصاف وغیرہ کے منہ خرید کیا پس شرط پر کہ دوس گز ہی ہرگز جو
دوم کے تو مشتری اس کو لے دس دوم سے ساڑھو دس گز کے ہونے میں باخیار ہوا سطلے کہ نصف گز کا زیادہ ہونا لکھو نافع تر ہو اور اس کو دوم
سولے ساڑھو نو گز کے ہونے میں اور چارونے سبب متفرق ہونے عقد کے اور محمد نے کہا کہ پہلی صورت میں اس کو ساڑھو دس دوم سے لے اگر
چار اور دوسری صورت میں ساڑھو دوم کو لے اگر چار ہو اور یہ قول معتدل ترین اقوال ہے کہ لکھنے البیوع ہی قول کو مصنف وغیرہ نے ثابت کیا جو میں
کہتا ہوں لیکن قصبستانی وغیرہ نے امام کے قول کی تصحیح کی ہو اور اسی قول پر متون فقہ مشنل ہیں تو امام ہی کے قول پر فتویٰ ہے ہم امام کی دلیل یہ جو کہ
ذراع و نصف ہو اصل میں اور حکم اصل کا ہوتے ہیں جو شرط پائی جائے سو شرط یہاں ذراع میں باقی نہیں نہ نصف ذراع میں تو کثر الذراع اپنی اصالت پر
بنار اور نصف کے مقابل کچھ بیش نہیں واقع ہوتا اور محمد نے جز کا اعتبار کل کے ساتھ کیا ہوا سطلے کہ جب ہر ذراع مقابل دوم کے ہو تو نصف ذراع نصف
دوم کے مقابل ہوگا البیوع اتفاقاً نے کہا کہ ہم محمد کے قول کو لیتے ہیں اور فی القدر میں ہو کہ بعض شارحین نے محمد کے قول کو اختیار کیا ہو اور وغیرہ میں
کہا کہ امام ابو حنیفہ کا قول اصم و مطاوی نے کہا کہ شایع کی تقریر میں گفتگو ہوا سطلے کہ گاہی فتویٰ قول صحیح ہو جاتا ہو نہ اصم پر یا گاہی غیر متون کی روایت
پر فتویٰ ہو جاتا ہو آسانی کی واسطے یا سبب جریان تعامل کے تو تقریر شایع کی یعنی قول امام کا مضبوط ہونا تمام نہیں اور تو معلوم کر چکا ہو اتفاقاً کا قول واسطے
بالصواب **فصل فی ایدخل فی البیع تبعاً و لا یدخل بہ فصل** جو بیع یعنی بیع میں بطریق تبعیت داخل ہوتا ہو اور جو بالتبع داخل نہیں ہوتا **اول**
ان مسائل هذا الفصل مبني على قاعدتين احدهما ما اذا دل بقوله كل ما كان في الدار من البناء يعني كل ما هو
متناول اسم البیع ثانی کیا کہ جو چیز کہ گہر میں ہو از قبیل عمارت کے یعنی جو چیز کہ بیع کو نام کو شامل ہو عرف میں وہ بیع میں داخل ہو بدون ذکر کر کے ہم شارح
نے اشارہ کر دیا کہ مصنف کے کلام میں گہرا اور عمارت بطریق مثال ہے نہ بطریق قید کے اور ہر طرح قاعدہ ثانیہ میں شارح تعلیم کے طرف اشارہ کر چکا یعنی
جو چیز و اج میں اسم بیع کو شامل ہو جیسے گہر کو عمارت شامل ہو بدون ذکر کے بیع میں داخل ہے تو گہر کی بیع میں عمارت بلا ذکر داخل ہو سطلے کہ گہر
عمارت پر زمین اور عمارت سر و ذکر ثانیہ بقولہ او متصلاً بہ تبعاً لھا دخل فی بیعھا یعنی ان کما کان متصلاً بہ المتبع **فصل**
فصل ایدخل و لا یضم الا ان یضم الیہ البیوع و لا یضم الیہ الا ان یضم الیہ البیوع اور قاعدہ ثانیہ کو مصنف نے اپنا اس قول سے بیان کیا
یا جو چیز اس سے متصل ہو وہ گہر کی زمین داخل ہو گہر کے تابع ہو کہ یعنی جو متصل جو بیع سے اتصال قرار یعنی جو سطلے نہ بنی ہو کہ آدمی ہو کہ گہر کو
چنانچہ اینٹ مٹی کی سیڑھی وہ بیع میں داخل ہو بالتبع اور جو ایسی متصل نہیں وہ داخل یہ نہیں چنانچہ کڑھی کی سیڑھی جس کا ایک سر زمین میں گرا ہو
و ما لم یکن من القسمین فان من حقوقه و مرافقه دخل بذکره ما و لا الا و مرد و نون تسعون میں ہو یعنی نہ اسم بیع کو شامل ہو جیسے
سو متصل ہو اتصال قرار ہو اگر وہ چیز بیع کے حقوق اور مرافق سے ہو تو بشرط ذکر حقوق اور مرافق کے داخل ہوگی اور نہیں تو داخل ہوگی ہم
شایع نے قاعدہ اس فصل کے بطور صاحب ہر کے دو قاعدہ بیان کئے اور بہتر یہ تھا کہ صاحب در کی ہند میں قاعدہ مذکور کرتا ہر طرح پہلا قاعدہ
یہ کہ جو اسم بیع کو شامل ہو عرفاً وہ بیع میں بلا ذکر مریم داخل ہو دوسرا قاعدہ یہ کہ جو متصل جو بیع سے اتصال قرار وہ تابع ہو بیع کا اور شکی بیع
داخل ہو تیسرا قاعدہ یہ کہ جو دونوں قسموں میں نہ ہو تو اگر حقوق اور مرافق بیع میں ہو تو ذکر حقوق اور مرافق داخل ہوگا والا نہیں لکھنے لکھنے

میں داخل ہیں یعنی وہ لباس جیسا لونڈی غلام پہنتی ہیں بالغ کو اختیار ہے کہ اونکو وہی لباس دے جو اس کے بدن پر ہو یا سو اوٹ کے ہم اگر لونڈی غلام عمدہ لباس پہنتے ہوں تو داخل ہو نہ ہو بلکہ دون شرط کے کڈانے عالمگیر یہاں لایا ان سلمہا اذ قبضہا وسکت وقماتہ فی الصیغۃ لونڈی کا زیور داخل نہیں نہیں مگر ہر طرح کے بائیں ہسکوزیور کے ساتھ تسلیم کر ہی بیشتر ہی اس پر زیور کے ساتھ قبضہ کرے اور بالغ سکوت کرے اور پورا بیان ہکا میر فیہ میں ہے و
 یدخل الشجر فی بکر الاخرین بلا ذکر قید فی المسئلۃ فبالذکر اوکی مشرق کانت اولاصغیرۃ ۱ وکبیرۃ الاالیایسۃ لانھا علی
 شرایف القطع فتح اور داخل ہیں درخت زمین کی یہ زمین بلا شرط ہمیشہ رخاوار اور ہون یا ہون چھوٹے ہوں یا بڑے کو خشک درخت داخل ہیں
 نہیں اس واسطے کہ وہ کاٹ ڈالنے کے کھاری پر ہوا ہو کڈانے انھم تو خشک درخت ایسا جو جیسے بھی ہوئی لکڑی کڈانے البحر شجاع نے کہا کہ بلا ذکر
 دون سنہوں میں یہ ہے یعنی گہری زمین عمارت وغیرہ بلا ذکر عمارت داخل ہے اور زمین کی یہ زمین شجر بلا ذکر شجر داخل ہیں تو اگر عمارت اور شجر کا
 ذکر ہو گیا تو بطریق اولیٰ داخل ہو گئے اذ اکانت موقوفۃ فیہا کالیناء للقدرا لے اشجار زمین کی یہ زمین اس وقت داخل ہیں جبکہ وہ ہر
 میں موضوع ہوں قرار اور دوام کے واسطے نہ عمارت کو فلو فیہا صغیر تنقلکم من الیہ من اصابھا تدخل ولان میں وجہ الارض
 الا بالشرط وقماتہ فی شجر الوہبانیۃ اگر زمین مسیم میں ایسے چھوٹے درخت ہوں جو فصل بہیم میں اوکھاڑی جاتے ہوں سو اگر چہ
 اوکھاڑے جاتے ہوں تو زمین کی یہ زمین وہی داخل ہیں اور اگر زمین کے برابر سے کٹے جاتے ہوں تو دون شرط کے داخل نہیں اور پورا اسکا بیان شجر
 و ہبانیۃ میں جو علامہ عبد البر کی شرح و ہبانیۃ میں یون نہ کوہ جو کہ نصف رسمی یعنی نستان داخل ہے زمین کی یہ زمین اور نیشکر داخل نہیں کہ بجای زراعت ہے
 اور گلاب اور آس اور چیلی کے پھول بلا ذکر داخل نہیں کہ بجای اشجار کے ہیں اور ان کے پھول داخل ہیں اس واسطے کہ انکی قطع کی نہایت نہیں اور روئی اور کس
 بجای اشجار داخل نہیں اور انکی جڑوں میں دخول اور عدم دخول کے دو قول ہیں اور قاضی خان میں جو کہ قول صحیح ہے جو کہ کچاس کی جڑ داخل نہیں
 اور کس رسمی سے کہا کہ لیکن کی مہول داخل نہیں اور گھنڈا وغیرہ جو چیز سطح وجہ الارض پر وہ داخل نہیں اور گلاب اور پیاز اور شلجم رسیدہ بالغ کا جو خواہ
 ظاہر ہو خواہ پوشیدہ اور اگر رسیدہ نہیں تو مشتری کا جو اور زعفران بلا ذکر داخل نہیں اور لیکے اصول میں محمدی و در دایتین میں اور جوب اور کتان اور جوار
 کبیت کی نہایت سے کھانڈنے لفظاوی و فی القنیۃ شری کما دخل الوشا یل المشد و لا علی الاوتار المنصوب فی الامر فی کذا
 الا یحیی المدفونۃ فی الارض علی غصن الکرم المسماۃ بأرض الخلیل جو کاشنا الکرم اور قبہ میں سے خرید گیا جو
 کے درختوں کو تو وہ رسیان جزیرین کی لکڑی ہوئی میون میں بند ہی ہیں داخل یہم ہیں اور یہ طرم وہ ہونیاں ایک طرف زمین کے اندر گڑھی ہوئی ہیں
 جن پر انگوٹھ کی شاخیں پہنتی ہیں جتنا نام ارض خلیل میں رکھا کرکرم ہوم ذال جبرہ و ذل بغتین کی یعنی ریشہ و خراکی ریشی اور بیٹھے انھوں میں بھائی داخل
 و تار و جمع و ترہ کی یعنی وہ رسیان جو گہر کے ستون میں تانی جاتی ہیں کڑے ٹانگے کو جنکو بعض اہل ہند لکھی کہتے ہیں بیان مراد وہ رسیان ہیں جن پر
 انگوٹھ کی شاخیں پہنتی ہیں و فی النہر کل ما دخل تبعاً لا یستاقلہ شی من العین لکن نہ کالو کھیف و ذکر المصنف فی باب الاستحقاق
 قبل الہکم اور نہر الفائق میں ہے کہ جو چیز مسیم میں بالغ ہو داخل ہو اس کے مقابل کچھ شیں نہیں پڑتا اس واسطے کہ اہم وصف کی نہایت ہی اور مصنف نے اسکو
 باب الاستحقاق میں باب السلم سے پہلے نہ کور کیا ہے نہ ہر الفائق میں کہا و ہذا قبیہ میں جو کہ ایک گہر مول لیا انکی عمارت جاتی رہی تو کچھ شیں نہ ساقط ہو گئی ہیں
 اس واسطے کہ عمارت اہم ہو انھو فی القدر میں ہی جیسو زمین شاید داخل ہوتی ہیں بالسمیۃ بالتمہہ بطرہ سے چند چیزیں بالسمیۃ خارج ہو جاتی ہیں چنانچہ قریب
 کی سے راہیں اور مساجد اور شہر پناہ خارج ہو جاتی ہیں قلاصہ میں ہی قریب چارچوبہ میں مسجد ہی اور کچھ شیں لیا یہم سے تو ذکر محدود شرط ہی یا نہیں ہے
 اختلاف مشائخ ہی اور یہ طرہ حاض کا حکم ہی اور قبرستان میں تو ذکر محدود ضروری مگر یہ کہ مقبرہ کیلئے پڑھتے ہاں فی القم ولا یدخل الزمر فی ہر
 الارض بلا تسمیۃ الا اذا ثبت ولا قیۃ کہ فیہ دخل فی الاصح شرح جمع اور داخل نہیں زراعت زمین کی یہ زمین دون نام لینو
 زراعت کے مگر جب کہ کبیت جاہ اور اسکی کچھ قیمت ہو تو وہ زراعت داخل یہم ہوگی قول اصح میں کڈانے شرح الجمع م زراعت اس واسطے ہم ارض میں

داخل ہوئی کہ وہ متصل بالمتصل قرار نہیں بلکہ واسطے ہی یعنی آدمی نے اسکو بہ نیت قطع لویا ہی تو نہ راحت متاع خانہ کے مانند ہوئی
فتاویٰ مالگیری میں ہے کہ مالک نے زمین میں بیج ڈالا پھر زمین کو بیچا لگنے سے پہلے تو بیچین داخل نہیں اسواسطے کہ جب تک بیج نہیں جا تو واسطے تالیع ہونا ثابت
نہیں اور اگر چاہیے اور بے قیمت ہی تو صواب یہ ہے کہ داخل ہی چنانچہ ظہیر یہ میں سے اٹھتے اور دریافت قیمت کا یہ طریقہ ہے کہ زمین کی قیمت یکجا دی جوتی ہے
لے اور یہ قیمت کی جاویں نہ راحت سمیت اگر دوسری قیمت نامد ہو پہلی قیمت سے تو قدر زائد زراعت کی قیمت ہو کہ لٹنے فیج القدر بقرن یعنی اگر زمین
کی قیمت بلا زراعت سو درم ہوں مثلاً اور زراعت سمیت ایک سو دس درم ہوں تو دس درم زراعت کی قیمت ہوگی اور اگر زمین کی قیمت زراعت اور بلا زراعت
بہر صورت سو درم ہوں تو زراعت بلا قیمت ہی ولا الفرض فی بیع الشجر مگر ان الشرط عذرہنا بالشرط و ثمنہ بالتسمیۃ لم یقید ان
لا فرق و ان هذا الشرط غیر مفسد و خفہ بالمراتب انما قال لعلہ صلی اللہ علیہ وسلم الشرط للبايع الا ان يشترط
المبتاع اور نہ چل داخل ہی درخت کی بیعین بدون شرط کر لینے مشتری کے مصنف نے یہاں یعنی دخول شرط کر تفسیر کی اور مان یعنی دخل شرط
میں تسمیہ کر تفسیر کی تا معلوم ہو کہ شرط اور تسمیہ میں کچھ فرق نہیں اور تا معلوم ہو کہ یہ شرط مفسد بیع نہیں اور باوجود تا وہی غلطی کے لفظ شرط کو شرط کے ساتھ
خاص کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی پیروی کرنے سے کہ پہلے بائع کا ہی گریہ کہ مشتری اسکو شرط کر لے م صنف نے شجر کو مطلق رکھا تو ہر شجر
مندر کو شامل رہا خواہ شجر کی تائیر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہوتا ہے یعنی تلیق اس سے عبارت ہے کہ مادہ کھجور کی غلاف شکوہ کو پیر کے ترکچہ کا شکوہ نہیں ڈالا جاویں کہ اس
طریق سے خوب پہل آتا ہی دلیل اطلاق وہ حدیث مرفوعہ ہی جو امام محمد نے اصل میں روایت کی کہ مشتری ارشاد فیہا نخل فالثمرة للبائع الا ان يشترط البتاع
یعنی جو ایسی زمین خرید کر جو بیسین کھجور کے درخت میں تو پہلے بائع کا ہی گریہ کہ مشتری شرط کر لے یہ حدیث مطلق ہو آئین تائیر اور غیر تائیر کی تفصیل نہیں
اور ائمہ شیعہ کے نزدیک کھجور کے پہلے میں تائیر شرط ہو یعنی اگر تائیر ہوئی سے تو پہلے کا بائع مالک ہو اور نہیں تو مشتری مالک ہو اسواسطے کہ صحاح
ستہ میں عبد اللہ بن عمر سے حدیث مرفوعہ مروی ہے کہ من باع نخلاً موبرة فالثمرة للبائع الا ان يشترط البتاع کہ جسے کھجور کا وہ درخت بیچا ہو اسکی تائیر ہوگی
ہو تو پہلے بائع کا ہی گریہ کہ مشتری شرط کر لے حنفیہ کہتے ہیں اس حدیث سے صریحاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ در صورت عدم تائیر بائع پال کا مالک نہیں اور نہ بیع
صفت کا اور حمل مطلق کا مفید پائل مذہب کے نزدیک مسلم نہیں کہ انے الاصول تو حدیث اول اپنے اطلاق پر باقی ہی اور سند لال امام محمد کا حدیث مذکور ہے اس
حدیث کی تفسیر پر دلیل جو دائرہ شام و یومر البائع یقطع ما الزرع والثمرة لتسليم المبيع الارض والشجر عند جوی بتسليمهما فلولم یقلد
التمن ثم یومر بہ خانیہ اور بائع کو حکم کیا جاوے گا دو دن کے قطع کر لینے کا یعنی زراعت اور پہلے کا اور تسلیم بیع یعنی زمین اور درخت کی تسلیم کا امر ہوگا جبکہ
ارض اور شجر کی تسلیم واجب ہو تو اگر مشتری من نقد نہ دے گا تو بائع کو تسلیم کا امر ہوگا کہ لے انھانیہ اسواسطے کہ در صورت عدم قبض ثمن تسلیم بیع واجب نہیں
م معلوم کرنا چاہیے کہ درخت کا خرید کر تائین صورت سے خالی نہیں ایک صورت یہ ہے کہ بدون زمین کے درخت کو خرید کرے کہوٹے اور اوکھاڑ لیں کہوٹے
تو مشتری کو اسکے کہوٹے کا حکم ہوگا اور اسکو اختیار ہو کہ جو دن سمیت کہوٹے کیونکہ جڑ ہی بیعین داخل ہی لیکن کہوٹا بوجوب عرف اور عادت کے چاہیے اور
یہ جائز نہیں کہ جڑ کی باریک باریک ریشون تک کہوٹا چلا جائے اور اگر بائع نے زمین کے اوپر سے کاٹ لینا شرط کیا ہو یا قطع میں بائع کی صفت ہو ہر طرح کہ درخت
دیوار کے قریب ہو یا ہر طرح کوئی اور ضرر کی صورت ہو تو مشتری کو حکم ہوگا کہ زمین کے اوپر سے کاٹ لے اور اگر قطع یا قطع کے بعد جڑ سے یا عروق
درخت پیدا ہوا تو وہ بائع کا ملک ہو اور اگر درخت کو اوپر سے قطع کیا تو جواب شاخیں نکلیں گی اور نہ مشتری مالک ہوگا دوسری صورت یہ ہے کہ درخت
خرید کیا اس شرط پر کہ زمین پر قائم رہے گا تو مشتری کو قطع کا حکم ہوگا اور اگر کہوٹا دیا تو اسکو اختیار ہو کہ دوسرا درخت وہاں جگہ تیسری صورت یہ ہے کہ
درخت خرید کر ہی اور کچھ شرط نہ کرے تو بلا یوسف کے نزدیک میں بیعین داخل نہیں اور محمد کے نزدیک میں بی بیعین داخل ہی صحت شہید نے کہا تو اس پر
کہ زمین داخل ہی چنانچہ محیط میں ہی جو لائق ہیں کہ یہی فعل نماز ہو اور یہ بالاتفاق ہے کہ اگر قطع کے واسطے درخت لیا تو اس کے نیچے کی زمین داخل بیع ہوگی
چنانچہ ہر لائق میں ہی اور اگر درخت قرار وثبات کیواسطے لیا تو بالاتفاق بیع میں زمین داخل ہوگی چنانچہ ہر لائق میں جو اور جہان میں ماتحت الشجر داخل ہی

ہر مکتفی ہو کہ مان سکو گھینے کے بعد اختیار ہونے کیلئے اس واسطے کہ مشتری نے ہنوز مبیع کو نہیں دیکھا کہ لے لے الفتح و آتماً بطل بیعاً فی غیر
 و قطعاً و ضرراً من تنویم و حبس و کین لانہ ممکن ذم عرفاً اور خرے کے اندر کی گھنٹی اور روئی کے اندر والے بولے کی اور تھن کے اندر کے
 دودھ کی بیج اس واسطے باطل ہے کہ وہ معدوم ہے بنا برعرت اور رواج کے مہر جواب ہو سوالی مقدار کا گھبون وغیرہ کی بیع عندان کے اندر صحیح
 ہو اور گھنٹی کی بیع خرے کے اندر صحیح نہیں باطل ہے حالانکہ وہ دون غلاف میں ہیں تو دونوں میں کیا فرق ہے شاج نے جواب دیا کہ گھنٹی وغیرہ
 عرف میں کالعدم ہیں اس واسطے کہ لوگ بولتے ہیں کہ یہ خرہ اور یہ روئی ہے اور یوں نہیں بولتے کہ یہ گھنٹی ہو خرے کے اندر اور یہ بولہ ہو روئی کے
 اندر اور یوں بولتے ہیں کہ یہ گھبون ہیں بانی کے اندر اور یہ با دام اور پستہ ہے چپکے کے اندر اور یوں نہیں کہتے کہ ان چپکون میں با دام ہے بلکہ ان کے
 طرف خیال بھی نہیں جاتا کہ لے لے الفتح و اجر کا کیل و عقی و وان و ذریع علی بانیہ لانہ میں تمام التسليم اور پیمانہ کرنے اور شمار کرنے اور تولنے اور
 گزنا پسنے کی مزدوری بائع پر ہو اس واسطے کہ تول وغیرہ تسلیم کی تمام سے ہو یعنی تسلیم مبیع بائع پر واجب اور تسلیم بدون ان افعال کے حاصل نہیں
 ہوتی تو ان کی مزدوری بھی بائع پر لازم ہوگی و اجر و وزن و عین و نقل و قطع وغیرہ اخراج طعام من سفینۃ علی مشی و درغن تولنے اور
 اس کے پرکھنے اور پہل کھٹنے کی اجرت اور ناد کے اندر سے اناج نکالنے کی مزدوری مشتری پر ہے مہر ہی قول صحیح ہے کہ لے لے الفتح و آتماً بطل بیعاً فی غیر
 الروایۃ ہو کہ لے لے الفتح و آتماً بطل بیعاً فی غیر کہ قطع مہر کی اجرت مشتری پر ہو وقت ہر جب کہ بائع نے غرہ اور مشتری میں تمکین کر دیا ہو لایا اذ قبض البائع الفتح
 ثم جاء من لک بالعیب الذی لا یجوز لکرجب کہ بائع میں پر قبضہ کر چکا ہو پھر پھر لے آیا ہو کہونٹے ہونے کے عیب سے جواب پرکھنے کی اجرت بائع پر ہو اس واسطے کہ
 اب پرکھنا اس واسطے ہو کہ بائع کا حق پورائے کھٹنے الفتح و اجر سے مستلزم لایا اذ قبض البائع الفتح و آتماً بطل بیعاً فی غیر کہ قطع مہر کی اجرت مشتری پر ہو وقت ہر جب کہ بائع نے غرہ اور مشتری میں تمکین کر دیا ہو لایا اذ قبض البائع الفتح
 وان وجد البعض فبقک عن غدر عن اجابة البزازیۃ صرف کے پرکھنے کے بعد ظاہر ہو کہ درہم کہونٹے ہیں تو صرف پرکھائی کی مزدوری
 پھر ہے اور اگر بعض درہم کہونٹے نکلین تو اس کے بعد اجرت پھر دی کہ لے لے الفتح و آتماً بطل بیعاً فی غیر کہ قطع مہر کی اجرت مشتری پر ہو وقت ہر جب کہ بائع نے غرہ اور مشتری میں تمکین کر دیا ہو لایا اذ قبض البائع الفتح
 فاجتنبہ علی البائع وان سعى بینهما و باع المالك بنفسه یعتبر العرف و تمامہ فی شوم الوہبانیۃ اور دلال کی مزدوری کا یہ حکم ہو کہ
 اگر دلال نے کسی جس کے بذات خود بیچا مال کے اذن سے تو اجرت اُسکی بائع پر ہو اور اگر مشتری کے درمیان دلال نے کوشش کی اور مال کھٹنے
 بذات خود بیچ کی تو رواج سبتر ہے یعنی اگر ایسی صورت میں بائع پر اجرت دلال کی ہوتی ہو تو بائع پر ہو اور اگر مشتری پر ہوتی ہو تو مشتری پر ہو اور
 پورا جان اس کا شرح وہبانیہ میں ہے و کسک الفتح و آتماً بطل بیعاً فی غیر کہ قطع مہر کی اجرت مشتری پر ہو وقت ہر جب کہ بائع نے غرہ اور مشتری میں تمکین کر دیا ہو لایا اذ قبض البائع الفتح
 متاع کی بیع میں و نا ترا د ورم ہو اگر بائع نے متاع کو حاضر کر دیا ہو م یعنی اگر زمین یا اناج یا کپڑے کی بیع ہوئی ہو یوں یا ہشہ فیان یا پیسوں سے اور
 بائع نے ہشہ یا بیجہ کو حاضر کر دیا تو اول تسلیم میں لازم ہے تا بائع کا حق میں معین ہو جائے اس واسطے کہ مشتری کا حق مبیع میں بجز عقد کے متعین
 ہو گیا کیونکہ بیع اُسکی ملک میں داخل ہو گئی اگرچہ بدون قبض کے مشتری پر ضمان نہیں بیان تک کہ اگر بیع ہلاک ہوگی قبل قبض مشتری کے تو بیع صحیح
 ہو جائیگی اور بائع کا حق متعین میں بدون قبض کے متعین نہیں ہو تا اس واسطے کہ متعین میں یقین شدہ نہیں بیان تک کہ اگر ایک مسین شرفی سے کوئی چیز خرید کر
 تو مشتری کو اختیار ہو جائے دوسری اشرفی دی لہذا شہرہ کی اول تسلیم میں کا حکم ہوا اور اگر بیع نائب ہو تو مشتری پر تسلیم میں بلا حضور بیع لازم
 نہیں اور اگر مشتری کہہ میں ہے اور بعض مبیع کے لینے کا ارادہ کرے تو جائز نہیں اور اگر ایشہ طے سے خرید کرے کہ بائع اول مبیعہ کو تسلیم کرے تو
 بیع فاسد ہوگی اس واسطے کہ ایشہ طے کو عقد مقضی نہیں اور اگر بیع پر قبضہ کیا بدون اذن بائع اور تسلیم میں کے تو بائع کو ہستردا جائز ہو اور بیع
 تصرف مشتری صحیح ہو اور اگر تصرف ہو جو فسخ کا محتمل نہیں چنانچہ اعتاق اور تدبیر ہستردا جائز نہیں ذکرہ لہذا شاہین عن محیط اور اگر مشتری نے ایسی
 چیز خریدی کہ جملہ بگز جاتی ہو اور اس پر قبضہ نہیں ہوا اور نہ میں دیا بیان تک کہ مشتری غائب ہو گیا تو بائع کو اس کا غیر سے بیچ لینا جائز ہے اور مشتری
 ثانی کو بدو و ریافت کے خرید کرنا جائز ہو اس واسطے کہ مشتری اول ہس فسخ سے بدالت حال راضی ہو گیا اور بازار دن میں اکثر ہو کر تباہ ہے آمد

بائع کو جس بیع استیغای کل میں جائز ہے اگرچہ ایک دم باقی ہو تو بھی روک سکتا ہے لیکن اگر میں نے اسے مقرر ہو گئی ہو تو روک نہیں سکتا، اور اگر بعض
 میں حال ہے اور بعض سبب سے تاہم استیغای میں حال جس کا اختیار ہو اور اگر مشتری نے کوئی چیز گروہ کی یا ضمانت داخل کی تو اس سے حق جس ساقط
 نہیں اور اگر بائع نے مشتری پر فتن کا حوالہ کیا تو حق جس باتفاق ساقط ہو اور اگر بائع نے مسبیح مشتری کو تسلیم کی قبل از قبض میں تو اس کا حق ساقط
 ہو گیا اب بائع مسبیح کو ہتھ دینے پر سکتا تیل خرید کیا اور بوتل دی وزن کر نیچے واسطے سوبائے نے وزن تیل کا کر دیا مشتری کے سامنے یا اسکی
 غیبت میں تو یہ قبضہ ہو گیا اور سہ طرح ہر کیل اور سوزون کو جب پیمانہ کر کے یا قول کے مشتری کے برتن میں رکھیا قبضہ مشتری کا ثابت ہو گا اور
 اگر کچھ دیر بعد کیا اور بائع نے اس پر قبضہ کرنے کا حکم دیا سو مشتری نے اس پر قبضہ نہ کیا یا نہ کیا کہ اس کو دوسری آدمی نے لیا تو اگر امر بغیر
 کے وقت مشتری اس کو لے سکتا تھا بدو ن قیام کے تو تسلیم صحیح ہے والا نہیں اور زمین میں قبضہ تخلیہ سے ہوتا ہے اور مال منقول میں ایسے دوسری
 مکان میں بھانے سے قبضہ ثابت ہوتا ہے جو مکان بائع سے قصاص میں نہیں رکھتا اور اگر بائع نے گھوڑا بیچا اور مشتری کو اس پر قبضہ کر لیا اور بائع
 اسکی لگام پکڑی ہوئے ہے اور گھوڑا دونوں کے ہاتھ سے بھاگ گیا تو مشتری کا مال گمانہ بائع کا واسطے کہ تسلیم فرما سہل چر ہوتی ہے کہ اس نے
 اطمینان سے بیع تسلیم کی مثلاً او میں جملہ سلعاً مقاماً لاریکن احد ہما دینا کتلمو و شمن مؤجل اور شاع
 کی بیع میں ایسی ہند دوسری سلع سے اور شمن کی بیع میں ایسی مثل دوسری شمن سو بائع اور مشتری دونوں سہی تسلیم کریں جب تک کہ مال البیوع
 میں ہو چنانچہ مسلم فیہ اور شمن مؤجل م یعنی اگر ایک شاع کو دوسری شاع سے بیچا چنانچہ کتاب کو موقوف تخت یا کپڑے کے بیچا یا روپون کا ٹکڑا و نہ
 اشرفیون یا روپون سے کیا تو بائع اور مشتری بدین کو سہی بلا توقف تسلیم کریں اس واسطے کہ دونوں شاع متعین ہیں یکساں اور دونوں
 شمن غیر متعین ہیں برابر تقدیم ایک کی دوسری ہر ترجیح بلا مرجع ہے ان گزرج سلم میں سلم فیہ کی تسلیم سہی نہیں اس واسطے کہ اس میں تامل شرط ہے
 اور کثرت سلم کی ایک ہینہ ہو اور اگر مشتری نے تسلیم شمن کی کچھ مدت مقرر کر لی ہو تو اس پر تسلیم شمن کا مطالبہ نہیں قبل مدت کے اور بائع میں
 کو جس میں کر سکتا اس واسطے کہ تاخیر سے اس کا حق در باب جس ساقط ہو گیا بخر الرائق میں ہے کہ در صورت خیال مشتری ہی بائع مطالبہ شمن کا قبل
 سقوط خیال نہیں کر سکتا تو شاع کو مناسب تھا کہ اسکو بھی ذکر کرنا ثم التسلیم یكون بالتخلية علی وجه یمکن من القبض بلا مانع ولا حائل
 بطل کے دریافت کرنا چاہی کہ تسلیم مسبیح یا شمن تخلیہ سے ہوتی ہے اس طرح کہ بائع مشتری قبضہ کرنے پر تیار ہو بلا مانع اور بلا حائل کے م تخلیہ بلا مانع
 سے مراد ہے کہ وہ چیز مشغول محض غیر ہو اور تخلیہ بلا حائل سے مراد یہ ہے کہ اس کے سامنے ہو کہ انے الجلی و شرط فی الاجناس شدگاناً لائناً
 ان یقول تخلیت بکینک و بین المبیع فلولو یقله او کان بعیداً الریور قایضاً والناس عنہ غافلون فانہم یشترون قویۃ
 و یقرؤن بالتسلیم و القبض و ہوا یعرفہ القبض علی الصمیم و کذا الیبتۃ والصدقة خانیۃ و تمامۃ فیما قلنا علی
 الحلیۃ اور اجناس میں عدم مانع اور عدم حائل کے سوا تیسری شرط بھی شرط کی ہو وہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے تخلیہ کر دیا تیرے
 مابین اور مسبیح کے مابین تو اگر وہ کہے گا یا بیع بعید ہو مشتری سے تو مشتری قابض نہ ہو گا اور لوگ اس سلسلہ سے غافل ہیں اس واسطے کہ
 مثلاً کا وزن کو خرید کرتے ہیں اور تسلیم اور قبض کا اقرار کرتے ہیں یعنی بائع تسلیم مسبیح کا اقرار کرتا ہے اور مشتری قبض کا اقرار کرتا ہے اور حالانکہ
 تسلیم اور قبض کے اقرار سے قبضہ صحیح نہیں ہوتا یا بخر قول صحیح کے اور سہ طرح بہ اور خیرات میں قبضہ صحیح نہیں ہوتا تخلیہ بعید بخلاف تخلیہ قریب کے
 ان فی الخانیۃ اور پورا بیان اس کا ہے شیخ طیفیہ میں کیا ہے م مسبیح بعید کے تخلیہ سے اگر قبضہ ثابت نہیں ہوتا لیکن عقد بیع فی نفسہ صحیح ہے ان گز
 مشتری پر فتن کا دینا بدو ن محض قبضہ واجب نہیں اور اگر مسبیح ہلک ہو گئی قبل قبض کے بائع یا مسبیح کے فعل سے یا آفت سماوی سے تو مشتری
 شمن کو پھر لے گا اگر شمن دیکھا ہو کہ اسے شرح الملتی بخر الرائق میں ہے کہ اگر گھوڑوں کو بالیون میں بیچا اور بائع نے اس کو تسلیم کیا بالیون سمیت تو
 تسلیم صحیح نہیں کہ مشغول محض غیر ہے اور تسلیم ثانیاً بخر الرائق میں ہے کہ اگر بائع کی ملک سے متصل ہو اور اگر کوئی شری کے گھوڑوں کو خرید کر

اور بائع نے کوہنری کی کچی مشتری کو دی مع الغنیہ تو یہ قبضہ ہے اور اگر کچی دی اور غنیہ کا کام کیا تو قبضہ نہیں اور کچی دینی گہری کچی ہے
 اگر مشتری با تحلف اسکو کہوں گے اور اگر بیعہ گہری کو بیچا اور بائع بوا کہ میں نے گہر تجھ کو تسلیم کیا اور مشتری نے کہا کہ میں اسکو قبضہ
 یہ مد حقیقت قبضہ نہیں اور اگر گہر قریب ہی تو قبضہ ثابت ہوگا اگر گہر سہاں پر ہے کہ مشتری کے قتل نہ کرنے پر فارم ہے تو اسکو قریب
 کہیں گے اور اگر ایسا نہیں قبضہ ہے لکن کذا فی الخطای وجد ای البایع الثمن زہوقاً لیس له استرداد الشیء وحسب ما به استحقاق
 حقیقہ بالتسلیم وقال ذفر له ذلک کما لو وجد ما رصاً صاعاً و مستوفیاً و کاملہ من حنیۃ بائع نے من کو ایسا کہو ثابا یا جسکا
 لینا دینا سو اگر وہ میں رائج ہے مگر سرکار بادشاہی میں مقبول نہیں تو بائع کو متاع پیر لہو اور اس کے جس کر کہنے کا اس سبب ہی اختیار نہیں
 ساقط ہونے حق بائع کے تسلیم کرنے سے اور زفر نے کہا اسکو اسکا اختیار ہی چاہیے اگر درہم راگ کے ہوں یا دن پر چاندی کا پتر
 ہو یا فیکر ملک ہوں تو ہندو متاع کا بالاتفاق اختیار ہی اور چنانچہ مرخص کو اختیار ہے کہ لے لے المسنیہ م یعنی اگر راہن نے درہم دین کے ادا
 کی ہو وہ درہم کہوئے لکن تو مرخص کو اختیار ہے کہ ادا کر پیرے اور مرہون پر مثل سابق کے قبضہ کرے کہ لے عانیۃ الدن قبضہ بدل
 ذر اہم الجیاد اللی کانت له علی ذیل زہوقاً علی ظن انھا جیاد کتم علیہا غازیہ ہرکھا ویسترد الجیاد ان کانت قائمہ و
 فلا ہرکھا ولا یسترد خالہ نے اپنے کہے روہون کے ہلے جو زید پر قرض تھے کہوئے روہون پر قبضہ کیا پس گمان پر کہ وہ کہی ہیں معلوم
 ہوا کہ وہ کہوئے ہیں تو انکو پیرے اور کہے پیرے اگر موجود ہوں اور اگر کہوئے روہون سے خراج ہو گئی ہوں تو نہ پیرے اور نہ پیرے گما
 تو علم بذلک عند القبض چنانچہ اس صورت میں پیرے کا اختیار نہیں جب کہ اسکو قبضہ کر نیچے وقت ادا کا کہوئے ہونا معلوم ہو گیا ہوں
 قال ابو یوسف ہرکھا مثل الزہوق و ہرکھا الجیاد کما لو کانت رصاً صاعاً و مستوفیاً و در ابو یوسف نے کہا اگر کہوئے روہون سے مرگے ہو گئے
 ہوں تو ویسے اور کہوئے پیرے اور کہے پیرے چنانچہ اگر راگ کے ہوں یا دن پر چاندی کا پتر تو پیرے بالاتفاق ثابت ہی مشتری شنیا
 و قبضہ و مات مغنیاً قبل نقل الثمن قال بائع ثم استحق للمکرما و قال الشافعی هو احق بہ کما لو لم یقبضہ مشتری فان البائع احق
 بہ اتفاقاً و لنا بقا لہ علیہ الصلوۃ والسلام اذ مات مشتری مغنیاً فوجد البائع متاعہ بعینہم فہو استحقاق للفرع ما یشترک مع البائع
 غریب کی کوئی چیز اور اسپر قبضہ کیا اور مشتری مغنی ہو کر مرگیا قبل ادا کرنے من کے تو بائع برابر ہی باقی قرض خواہوں کے یعنی ما سا ہوا
 قرض خواہوں کے مانند بائع کو بھی من لیا اور امام شافعی نے کہا کہ بائع زیادہ تر حد رہی اس پر بیع کا چنانچہ اگر بیع پر مشتری نے قبضہ کیا
 ہوا اور مغنی ہو گیا تو بیع کا بائع احق ہے بالاتفاق اور ہامی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ جب مشتری مغنی ہو کر مرے
 پیرے اپنی متاع کو بعینہ پاؤ تو وہ برابر ہے اور قرض خواہوں کے کہ لے شریح الجمع یعنی امام شافعی کی دلیل سمیعین کی حدیث ہے کہ من اؤک
 مالہ بعینہ عدل رجل قد ائتمس فہو احق بہ من غیرہ یعنی جو اپنا مال بعینہ مرد مغنی کے پاس پاؤ تو وہ اس مال کا زیادہ تر حد رہے اس کے غیر سے
 اور غنیہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو شارح نے ذکر کی اور سند اسکی سنن ابو داؤد میں مذکور ہے اور سند للشافعی کا یہ جواب ہے کہ ہامی حدیث مفسر
 ہی اور شافعی کی حدیث مفسر ہم پر قاضی ہوتی ہے تم غنی کی کچھ حاجت نہیں دتا ہے مانیۃ المدنی فروع مسائل لمختر شارح کی ماغ نصف
 الترمذی بلا امر من ان باقہ الا کا زوت الا من جاز و یحکمہ الا اذا کانت البذرت من الا کا من فیہنی ان یجوز خانیۃ نصف
 بحسب دون زمین کے بیچ اگر کشتکار نے زمین کے مالک کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے اور بالعکس کے یعنی اگر زمین کے مالک نے آدھ بحسب کشتکار
 ہاتھ بیچا تو جائز نہیں مگر جب کہ بیع کشتکار کا ہو تو لائق یہ ہے کہ بیع جائز ہو کہ لے النانیۃ بام شجر او کما مقرر الا یدخل الثمر حیثین
 فبما امر الشجر الی الا حرا لک فلو آتی مشتری اقار تہ خیر البائع ان شاء ا بطل البیع او قطع الثمر جامع الفصولین قال فی
 الفروع لافرق بظہر بین مشتری البائع قبل ولے درخت یا انور کی بل کو بیچا تو قبل داخل بیع ہوگا اور ہر وقت میں درخت عاریت لیا جائی مشتری سے

وہ کہوئے ہیں تو انکو پیرے اور کہے پیرے اگر موجود ہوں اور اگر کہوئے روہون سے خراج ہو گئی ہوں تو نہ پیرے اور نہ پیرے گما
 تو علم بذلک عند القبض چنانچہ اس صورت میں پیرے کا اختیار نہیں جب کہ اسکو قبضہ کر نیچے وقت ادا کا کہوئے ہونا معلوم ہو گیا ہوں
 قال ابو یوسف ہرکھا مثل الزہوق و ہرکھا الجیاد کما لو کانت رصاً صاعاً و مستوفیاً و در ابو یوسف نے کہا اگر کہوئے روہون سے مرگے ہو گئے
 ہوں تو ویسے اور کہوئے پیرے اور کہے پیرے چنانچہ اگر راگ کے ہوں یا دن پر چاندی کا پتر تو پیرے بالاتفاق ثابت ہی مشتری شنیا
 و قبضہ و مات مغنیاً قبل نقل الثمن قال بائع ثم استحق للمکرما و قال الشافعی هو احق بہ کما لو لم یقبضہ مشتری فان البائع احق
 بہ اتفاقاً و لنا بقا لہ علیہ الصلوۃ والسلام اذ مات مشتری مغنیاً فوجد البائع متاعہ بعینہم فہو استحقاق للفرع ما یشترک مع البائع
 غریب کی کوئی چیز اور اسپر قبضہ کیا اور مشتری مغنی ہو کر مرگیا قبل ادا کرنے من کے تو بائع برابر ہی باقی قرض خواہوں کے یعنی ما سا ہوا
 قرض خواہوں کے مانند بائع کو بھی من لیا اور امام شافعی نے کہا کہ بائع زیادہ تر حد رہی اس پر بیع کا چنانچہ اگر بیع پر مشتری نے قبضہ کیا
 ہوا اور مغنی ہو گیا تو بیع کا بائع احق ہے بالاتفاق اور ہامی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ جب مشتری مغنی ہو کر مرے
 پیرے اپنی متاع کو بعینہ پاؤ تو وہ برابر ہے اور قرض خواہوں کے کہ لے شریح الجمع یعنی امام شافعی کی دلیل سمیعین کی حدیث ہے کہ من اؤک
 مالہ بعینہ عدل رجل قد ائتمس فہو احق بہ من غیرہ یعنی جو اپنا مال بعینہ مرد مغنی کے پاس پاؤ تو وہ اس مال کا زیادہ تر حد رہے اس کے غیر سے
 اور غنیہ کی دلیل یہ حدیث ہے جو شارح نے ذکر کی اور سند اسکی سنن ابو داؤد میں مذکور ہے اور سند للشافعی کا یہ جواب ہے کہ ہامی حدیث مفسر
 ہی اور شافعی کی حدیث مفسر ہم پر قاضی ہوتی ہے تم غنی کی کچھ حاجت نہیں دتا ہے مانیۃ المدنی فروع مسائل لمختر شارح کی ماغ نصف
 الترمذی بلا امر من ان باقہ الا کا زوت الا من جاز و یحکمہ الا اذا کانت البذرت من الا کا من فیہنی ان یجوز خانیۃ نصف
 بحسب دون زمین کے بیچ اگر کشتکار نے زمین کے مالک کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے اور بالعکس کے یعنی اگر زمین کے مالک نے آدھ بحسب کشتکار
 ہاتھ بیچا تو جائز نہیں مگر جب کہ بیع کشتکار کا ہو تو لائق یہ ہے کہ بیع جائز ہو کہ لے النانیۃ بام شجر او کما مقرر الا یدخل الثمر حیثین
 فبما امر الشجر الی الا حرا لک فلو آتی مشتری اقار تہ خیر البائع ان شاء ا بطل البیع او قطع الثمر جامع الفصولین قال فی
 الفروع لافرق بظہر بین مشتری البائع قبل ولے درخت یا انور کی بل کو بیچا تو قبل داخل بیع ہوگا اور ہر وقت میں درخت عاریت لیا جائی مشتری سے

اگر اس کا ثمن نہ دیں تو تک تو بیع نہیں یہ صحیح ہے بطریق آفتان کے برخلاف زعفر کے اور جنتین دن میں نہ دینا تو بیع فاسد ہوگی آزاد و کمرانہ کا بعد تین دن کے نافذ ہوگا اگر غلام مشتری کے پاس ہو سوا و سکوا و کمرانہ چاہی تو اس طرح اگر مشتری ثمن سے اس شرط پر کہ اگر بائع ثمن پہرے تین دن تک تو بیع نہیں یہ صحیح صحیح ہے لیکن پہلی صورت میں مشتری کو اختیار ہو اور دوسری صورت میں بائع کو غائبہ میں ہو کہ صحیح قول یہ ہے کہ بیع مذکور فاسد ہے منفع نہیں تو اگر بیع غلام ہو اور مشتری اس کو آزاد کرے تین دن کے بعد تو حق نافذ ہو گا لہذا فی البیوع مشتری پر قیمت غلام لازم آوے گی اور اگر غلام بائع کے ماتہ میں ہوگا تو حق مشتری نافذ ہوگا کہ اسے لوطا دی من الغائبہ ولان المشتري كذا لك الى اربعة ايام لا يصح خلافاً لحنیہ اور اگر مشتری نے خرید کیا اس طرح چار دن تک تو بیع صحیح نہیں بخلاف محمد کے ہم یعنی مشتری نے اس طرح خرید کیا کہ اگر چار دن تک ثمن نہ دیں تو بیع نہیں تو امام اور ابو یوسف کے نزدیک یہ بیع صحیح نہیں اس واسطے کہ خیار القصد ملحق بخیار الشرط ہو اور خیار الشرط تین دن سے زیادہ صحیح نہیں فان تعدد في الثلثة جائزاً اتفاقاً لان خيار القصد ملحق بخيار الشرط فلو تعدد العقد لم يكن مكان أولى پہرے مشتری نے چار دن کی مدت مقرر کر کے تین دن کے اندر ثمن ادا کیا تو بیع باتفاق شیخین اور محمد کے جائز ہو گا و لی اس واسطے کہ خیار القصد ملحق ہو خیار الشرط ہو تو اگر مصنف تفریع کو ترک کرنا تو مجتہد ہوتا ہم یعنی مصنف اپنے اس قول میں ثمن مشتری میں فاء تفریع نہ لاتا تو خوب تھا اس واسطے کہ یہ مسئلہ خیار الشرط میں داخل نہیں بلکہ ملحق بخیار الشرط ہے اور الحاق مقتضی غایت کا ہو اور تفریع مقتضی سہل ہے کہ اس کی انواع سو ہو چنانچہ صاحب کرا اور درر غر نے اس کو بلا تفریع ذکر کیا ہے ولا يخرج مذهبنا عن ملك البائع مع خياره فقط اتفاقاً فيملك على المشتري بقیمة ای بدلہ لیعم المثل اذا قبضه باذن البائع يوم قبضه كالمقبوض على سکون الشراء فانه بعد بیان القرض مضموناً بالقیمۃ بآئینہ مما بلغت نفس ولو شرط المشتري عدم ضمانه بآئینہ اور مال بیع بائع کی ملک ہو نہ مل نہیں جائز فقط بائع کے اختیار سے بالاتفاق تو بیع گاہی مشتری پر اپنی قیمت یوم القبض سے یعنی بدل بیع سے تاشلی کو بھی شامل ہے جس صورت میں کہ مشتری نے بائع کے اذن سے اس پر قبضہ کیا ہو چنانچہ وہ چیز جو بقصد خریداری مقبوض ہوئی ہو تو وہ ثمن کے بیان کرنیکے بعد مضمون بالقیمۃ ہی بنتی اس کی قیمت ہو چو کہ ان فی البیوع یعنی اگرچہ ثمن سے قیمت زیادہ ہو ضمان اس کا لازم آوے گا اگر مشتری نے اس کا عدم ضمان شرط کر دیا ہو کہ ان فی البیوع ہم در صورت خیار بائع خواہ مشتری نے بیع کو ہلاک ہو گیا ہو یا بیع خود ہلاک ہو گئی ہو بہر صورت اس پر ضمان ہے اور مقبوض علی سوم الشراء میں بیان ثمن کی قید اس واسطے ذکر کی کہ فقہ ابو اللیث نے میون میں ذکر کیا ہے کہ اگر مالک نے کہا کہ یہاں اس کپڑے کو اگر پسند کرنا تو خرید کرنا پھر وہ لے گیا اور وہ تلف ہو گیا تو اس پر ضمان نہیں اور اگر یون کہا کہ اگر راضی ہونا تو دس درم کو خرید کرنا پھر وہ لے گیا اور تلف ہوا تو اس کی قیمت کا اس پر ضمان لازم آوے گا اور اسی پر فتویٰ ہے انتہی اور یہ جو شایع ہے فقط خیار بائع کی قید لکائی سو بلا وجہ ہے اس واسطے کہ اگر بائع اور مشتری دونوں کا خیار ہوگا یا متعاقبین نے اجنبی کو اختیار دیا ہوگا تو بھی یہی حکم ہے کہ ان فی لوطا دی ثمن الفائق میں ہو کہ مشتری پر قیمت اس واسطے لازم آئی کہ ہلاک ہونے سے بیع منسوخ نہ ہوگی اور بیع نافذ نہیں ہو سکتی بدون محل کے تو یہ مقبوض علی سوم الشراء کے نہ ہو گیا اور جو چیز مقبوض ہو خریداری کی بات چیت بھی نہیں ہلاک ہوئے سے قیمت ہی بنتی میں اور مثل سے مثلی میں یہاں اس صورت میں ہی کہ جب مدت خیار میں ملے ہو اور اگر ہلاک ہوئی مدت مذکورہ کے بعد تو ثمن کا ضمان ہوتا قیمت کا انتہی و لو فی بدل الوکیل قیمت من مالہ بلا رجوع الا بامر بالتسليم اور اگر مقبوض علی سوم الشراء وکیل کے ماتہ میں ہلاک ہوا تو وکیل اس کا ضمان دے گا اپنا مال سے بلا رجوع کے موکل پر مگر جب کہ موکل نے وکیل کو اس کا امر کیا ہو کہ لطف الغائبہ ہم وکیل نے اسے ایک کپڑا یا خریداری کی بات چیت پر اور موکل کو کہا یا اسے پسند کیا اور پھر وکیل نے وکیل کے پاس وہ ضائع ہو گیا تو اس کا ضمان قیمت وکیل پر ہو موکل سے نہیں لے سکتا مگر اس صورت میں لے سکتا ہے جبکہ موکل نے وکیل کو خریداری کی بات چیت پر قبضہ کر لیا ہو و اما علی سکون انفسه فمضموناً مطلقاً اور جب پر قبضہ ہوا نظر اور مال کی بات چیت پر اس کا تمام مطلقاً

مگر در صورت غبن نقصان خواہ لونڈی یا کرہ ہو یا ثقیبہ شایع ہے مانند صاحب وقایہ کے نقصان کو بطریق مخصوص نہ کہا اس واسطے کہ بحر الرائق
اور نہر الفائق میں شیبہ کے نقصان کو بھی مستثنیٰ رکھا موجب قرار دیا ہے اور صاحبین کے نزدیک وطی ہلک میں ہوتی نفع ہو گیا مشتری
اوسکو پہر نہیں کتا اگرچہ لونڈی ثقیبہ ہو گو نقصان بھی لاحق نہ ہو نہر الفائق میں درایہ سے منقول ہے کہ وطی زودہ کی قید اس واسطے لگائی
کہ اگر غیر منکومہ لونڈی سے وطی ہوگی تو پہر دینا جائز نہ ہو گا اگرچہ اس میں کچھ نقصان نہ عارض ہوا ہو مع من الودیعۃ عند بائعہ فیہ لک
على البائع لا مرفق القیض بالثمن نعم الملائع اشارہ ہے ودیعت سے یعنی جب مشتری نے بشرط اختیار مبیعہ پر قبضہ کیا بان کی اذن
پہر ہو امانت رکھا بائع کے پاس پہر وہ حلاک ہوئی تو بائع کا مال حلاک ہوا بسبب اہل ہونے قبض مشتری کے پھر بیعت سے بواسطہ عدم ملک
کے یعنی چونکہ مشتری سبب اختیار کے مالک مبیعہ کا نہیں تو اسکا امانت رکھنا صحیح ہوا بلکہ مشتری کا دینا بائع کو دفع قبض ہوا نہ حلاکی قبض کی ثبات
ہوتی لہذا بائع کا نقصان ہوا نہ مشتری کا اور صاحبین کے نزدیک چونکہ مشتری مالک ہو تو اوسکی ودیعت صحیح ہے اسکا قبضہ نفع ہوا تو گویا مشتری
کے ماتحت میں حلاکی ہوئی کذا فی شرح الوقایہ زمین الزوجۃ المکتبۃ لاولاد فی المدۃ فی البائع لہ تعویض ام ولولہ فی ید
المشتری لزمۃ العقد لان الولادۃ عیب کدر و ابن کمال زہارہ ہر زودہ سے یعنی اگر اپنی منکومہ لونڈی کو بشرط اختیار خرید کیا
اور وہ مدت اختیار میں لڑکا جنی بائع کے پاس نہ ہو مشتری کی ام ولد نہ ہوئی بخلاف صاحبین کے قبض میں جنی تو عقد بیع لازم ہو گیا
اس واسطے کہ وقایہ میں عیب کے ذائے الدرر و ابن کمال ہم سبب طرح شرح وقایہ میں بھی ہے کہ اگر مشتری کے پاس جنی نہ ہو اوسکی ام ولد ہو جائیگی
بالاتفاق اس واسطے کہ ولادت سے سوسین عیب لگ گیا تو اب مشتری کو پہر نہیں کتا سودہ اسکی ملوک ہو گئی و فی البحر عن المختارین اذا اولد
بطل خیانتا لان کان الولد فیتا ولم یثقفہا الولادۃ لا یبطل خیانتا و اقوال المصنف اور بحر الرائق میں غانیہ سے ہے کہ جب لونڈی جنی یعنی
مشتری کے پاس نہ ہو اسکا اختیار بطل ہو گیا اور اگر لڑکا مردہ ہوا اور ولادت سے لونڈی میں نقصان نہ ہوا ہو تو مشتری کا اختیار باطل نہ ہو گا بسبب عدم
تقیب کے اور اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں ثابت رکھا ہو کذا فی المطاوع لکاتب للعبد فی المدۃ فهو للبائع بعد الفسخ ک
اشارہ ہے کہ بیعت یعنی اگر غلام مول لیا بشرط اختیار اور اسنو کچھ مال کیا یا مدت اختیار میں زودہ مال بائع کا ہے بولفسخ بیع کے امام کے نزدیک اور
صاحبین کے نزدیک مشتری کا مال ہے اور در صورت عدم فسخ زائد مبیعہ کا تابع ہو کذا فی المطاوع و من الفسخ لکاتب الامۃ فلا یتبرأ
على البائع اشارہ ہے بولفسخ سے یعنی اگر لونڈی خرید کی بشرط اختیار پھر بیعت فسخ کر کے پہر دے دی تو بائع پر سبب واجب نہیں اس واسطے کہ سبب واجب
موتامی ہو وقت جب انتقال ہو ایک ملک سے دوسری ملک کی طرف سو انتقال یہاں امام کے نزدیک پایا نہیں گیا کیونکہ مشتری اوسکا مالک نہیں ہو سکتا
صاحبین کے نسخ من الخمر فلو شراہ ذمی من مثله بالخمر فاسلم احدهما فهو للبائع یعنی و تبعہ المصنف لکن عیان ابن الکمال
اسکے مشتری خ اشارہ ہے خمر سے اگر شراب کو خرید کیا ذمی نے اپنے ہند دوسری ذمی سے بشرط اختیار کے پہر کوئی ایک عاقد مسلمان ہو گیا
تو وہ شراب بائع کی ہے کذا فی شرح العینی اور مصنف اپنی شرح میں اسکا تابع ہوا ہے لیکن ابن کمال کی یہ عبارت ہے کہ مشتری مسلمان ہو گیا ہم
شرح وقایہ میں بھی اسلام مشتری مذکور ہے علی نے کہا کہ مشتری بالیقین مراد ہے تو معنی اور مصنف کی عبارت میں لفظ احد کا میں پر محمول ہے
یعنی مشتری پر اٹھتے بائع اس واسطے شراب مذکور کا مالک ہو کہ اگر بیع باطل کی جاوے باقی رہے تو اسقاط اختیار کے نزدیک مشتری اوسکا مالک نہیں
تو شراب کا مالک ہونا مسلمان کی واسطے لازم آوی اور صاحبین کے نزدیک خرید نا ذمی اور اختیار باطل ہے اسلئے کہ اگر اختیار باقی رہے تو وہ پہر
کا مالک رہو اور پہر دینا تملیک ہے اور سلم تملیک خمر کا مالک نہیں کذا فی شرح الوقایہ ہر من الما ذمی لو امر بالبائع عن العین صحیحاً
و بیخیان لا یتہکلی عدم التملک کل ذلک عند اخلاقالہام رمز ہر ذون سے یعنی عبداً ذون نے کوئی چیز خرید کی بشرط
اختیار پہر بائع نے نہ کو مشن معاف کر دیا یعنی مدت اختیار میں تو صحیح ہونا برہنہاں کے اور اختیار عبد کا باقی ہے اس واسطے کہ عبداً ذون نہ مالک ہونیکا

اختیار رکھتا ہے یہ سب مسائل مذکورہ الام کے مذہب پر ہیں بخلاف صاحبین کے ہم صاحبین کے نزدیک درمستور مذکورہ عبد مذکور کا اختیار باقی نہیں رہتا اس واسطے کہ اگر باقی رہے تو اس کو درکنہ کی ولایت ثابت رہی تو اس کا وکالت کرنا تملیک بلا عوض ہوگا اور مذکور کو تملیک بلا عوض کی ولایت نہیں اور امام اعظم کے نزدیک جبکہ عبد مذکور کا مالک نہ ہو تو اس کا وکالت کرنا مستناع ہوا تملیک سے اور مذکور کو عدم تملیک کی ولایت ثابت ہے اس واسطے کہ جب تک کوئی چیز یہ کیجا دی تو اس کو قبول نہ کرنے کا اختیار ہو کہ انے شرح الوقایہ قلت و نیز ہدای علی ذلك مستأمل فان التعلیق کا ان ملکۃ فھو حق فشر لا یجوز لک لعل یغنی عن کتبا ہون اور مسائل مشرہ مذکورہ پر چند مسائل اور زیادہ کے گئے ہیں انہیں بخیر و برکت ہو جس کا اشارہ ہے جو چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہے پر اس نے غلام کو بشرط اختیار کے خرید کیا تو امام کے نزدیک وہ آزاد نہ ہوگا بسبب عدم ملک کے بخلاف صاحبین کے ت و استند امۃ الشکنی بأجانب اولیٰ علیٰ البس با اختیار اشارہ ہے ہستہ مت یعنی دوام شکنے بسبب اجارہ یا عارہ کے اختیار نہیں ہم صورت اس کی یہ کہ ایک گھر خرید کیا بشرط اختیار اور مالانکہ مشتری اس کا ساکن ہے بواسطہ اجارہ یا عاریت مانگنے کے یہ کہ مشتری مستدام ہوئی خواہر زادہ نے کہا کہ امام کے نزدیک ہستہ مت سکنی ملک میں کا اختیار نہیں اور صاحبین کے نزدیک اختیار جامع لفصولین میں ہے کہ در صورت ابتداء سکنے اختیار باطل ہوگا و صید شرعاً بخیار فاحرم بطل البیع من شاربہ صید یعنی شکار خریدا بشرط اختیار پر حج کا احرام باندھا یعنی درمستور قبض سید توجیع باطل ہوگی یعنی بیع باطل ہوگا کہ یہ بیع باطل ہے اور صاحبین کے نزدیک بیع لازم اور اگر باطل کا اختیار ہو تو بالاتفاق بیع منتقض ہوگی کذا فی المطاوعی عن البیوع والذوالا لئلا یحدث فی المدة بعد الفسخ للبائع و انصارہ زوائد کا یعنی جو چیزیں زوائد پیدا ہوں مت اختیار کے اندر سولہ نسخ بیع کے باطل کی ہیں امام کے نزدیک یعنی اس واسطے کہ اوٹخا مدت مشتری ملک میں نہیں ہوا اور صاحبین کے نزدیک اوٹخا مالک مشتری ہو علی نے کہا زوائد عام ہیں زوائد متصلہ اور منفصلہ سے تو اس مسئلہ کے علمہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت تھی اس واسطے کہ یہ آہوں مسئلہ میں داخل ہے یعنی کسب میں جبکہ رمز کا ہو رد العہد فی بیع مسلمین تو تحقیر فی المدة فسد خلافاً فیہ فی ان میومز لما لفظ تصدیقاً ویضخم الرمزالی الرمز والعمارة لا تحل فلیحفظ را اشارہ ہے صیر سو یعنی اگر دو مسلمانوں نے شیرہ بگور کا بشرط اختیار بیجا اور وہ شراب ہو گیا مدت کے اندر توجیع فاسد ہوگی بخلاف صاحبین کے تو مناسب یہ ہے کہ ان مسائل میں بلفظ تصدیر رمز کیجئے اور یہ کہ اس رمز کو رمز اول سے ملائیے اور بیع یہ نہیں دیکھا کہ کسی نے ان مسائل کو باین لفظ رمز کیا ہو اس کو یاد رکھنا چاہیو ہم رمز اول اور ثانی ملکہ یہ ترکیب ہوئی تھی عزک فتم تصدیر یعنی اپنی عزت کو رد ڈال حق تعالیٰ کی تعظیم کا اقبال امر اور اجتناب نہ اچھے اور لوگوں کی تعظیم کے بقدر ان کے مراتب کے تاحق قائلے اور لوگوں کے نزدیک تو صدقین ہو اجازت من لہ الخیار ولو اجنبیاً صحیح ولو تم جہل صاحبہ اجاباً ۱۶۱ ان یکون الخیار لہما وقسم احدهما فلیس للآخر الاجازۃ لان المفسوس لا تلحقہ الاجازۃ بلکہ دلو اختیار دیا تھا اگر ہم صاحب اختیار اجنبی ہو اس کو بیع کرنا مذکور یا تو صحیح ہے باوجود ناواقفی اپنے ساتھی کے بالاتفاق مگر یہ کہ باطل اور مشتری دونوں کو اختیار ہو اور ایک نے بیع نسخ کر دی ہو تو دوسرے کو اجازت کا اختیار نہیں اس واسطے کہ نسخ والی چیز کو اجازت لاحق نہیں ہوتی ہم صاحب اختیار کی اجازت باوجود عدم اطلاع شخصی اس واسطے صحیح ہے کہ اجازت عبارت ہے اپنے حق کے اسقاط سے تو دوسری کا علم ضرور نہیں نہند طلاق اور عتاق کے فان قسم بالقول لا یصح الا اذا علم الآخر فی المدة فلو لم یعلم لم یتم العقد پر اگر صاحب اختیار نے بیع کو نسخ کیا تو اس کو توجیع نہیں جب تک دوسرا عاقبت کے اندر واقف نہ ہو سو اگر دوسرے کو ناواقف رہیگا توجیع لازم ہوگی ہم اگر مدت میں بیع نسخ کی اور اس کو ساتھی کو علم نہ ہوا تو بیع موقوف ہو طرفین کے نزدیک تو اگر باطل ہے بیع جائز نہیں بیع نسخ کرنے مشتری کے قبل علم مشتری کے توجیع جائز ہو اور نسخ قبل ولحیلة ان یسلو فی تکفیل مخافة ان ینکبوا ذہب فہم الامر للآخر لیسبب من یمن علیہ یعنی اور توجیع نسخ کی یہ ہے کہ مضبوطی کے صاحب اختیار اپنی ساتھی سے حاضر نماں لیکر اس کے نائب ہو جائیکے خوف ہو یا حاکم سے نالش کر ہی حاکم اور شخص کو قائم کر دے یہ کہ یہ کجا

کذا ذکرہ یعنی ہم جب معلوم ہو کہ بدون واقف ہونے عاقد ثانی کے بیچ فسخ نہیں ہوتی اور صاحب اختیار دوسری کہ مبادا وہ غائب ہو جائے تو مجھ کو فسخ کا اختیار ہے گا تو اس کی یہ تدبیر ہے کہ اس سے حاضر حاضرین کے یا حاکم سے نالش کرے تا وہ کسی شخص کو اس کے طرف سے منام قرار دے پھر صاحب اختیار بیع یا من میں اس کو پیرے ہو جب ایک قول کے اور دوسرے قول کے کہ حاکم کو منام کا قیام کرنا جائز نہیں کذا فی النہر فتبدلنا بالقول بعینہ باللفظ بلا علمہ اتفاقاً لئلا فادۃ بقولہ شایع کہتا ہوئے عدم صحت میں فسخ قولی کی قید لگائی ہو اسلئے صحیح ہونے فسخ کے فعل سے بلا علم خص ثانی کے بالاتفاق چنانچہ اس کو مصنف نے اپنی تہیدہ قول میں مصرح کیا ہے ہم فسخ بفعل کی مثال یہ ہے کہ بائع نے اپنے واسطے اختیار شرط کیا پھر بیع میں تصرفات مالکانہ شروع کئے مثلاً بیع اگر غلام سے اس کو آزاد کر دیا یا اس کو بیع ڈالا یا لونڈی سے وطی کی یا بوسہ یا تو یہ فسخ فعلی ہے اور اگر اختیار مشتری کے واسطے شرط ہوا اور یہ فعال کر گیا تو بیع تمام ہو گیا اور اگر ثمن عین ہو یعنی بخیلہ نقد و نہو اور مشتری اس میں تصرف مالکانہ کرے تو عقد فسخ ہوگا در صورت اختیار مشتری کذا فی الموطا دی عن المنہ وغیرہ و تم العقد بجموعۃ اور بیع تمام ہو جائی ہو اس کی موت سے ہم یعنی جبکہ واسطے اختیار شرط تھا وہ مر گیا تو بیع پوری ہو گئی خواہ بائع ہو یا مشتری سو اگر بائع صاحب اختیار مر گیا تو ثمن اس کے وارثوں کی ملک میں داخل ہوا اگر مشتری تھا تو بیع اس کے وارثوں کی ملک میں داخل ہوئی اور بائع نے اگر ثمن نہ پایا ہوگا تو اس کے متردک سے لیا اور اگر وہ عاقد مر گیا جبکہ واسطے اختیار شرط نہ تھا تو وہ اس کے عاقد کو بالاجماع اختیار ثابت ہے کہ لفظہ الموطا اور جنون اور بیہوشی موت کے نہ ہونے کذا فی النہر ولا یتخلفہ الوارث کتھا بحدیث و تفسیر و نقل لان الادھان لا تنقض و ارث و ارث شرط میں وارث خلیفہ نہیں ہوتا مورث کا جیسے خیار و ریت اور خیار بقرہ اور خیار نقد میں خلیفہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ صفات مشتری میں وراثت جاری نہیں ہوتی ہم یعنی بیع منفسخ نہیں ہوتی وارث کے فسخ کرنے سے جیسے مورث کے فسخ کرنے سے فسخ ہو سکتی ہے اس کی حیثیت میں اس واسطے کہ اختیار عبارت ہے ارادہ اور مشیت سے سوارادہ مورث کا اس کی موت سے منقطع ہو گیا جیسا اور تصرفات اس کے منقطع ہو گئے مانعہ علم اور قدرت کے بخلاف بیع کہ ارث او میں جاری ہے جو انتقال پذیر ہے نہ اعیان کے نہ میں میں انتقال مقبوض نہیں نہ ہدا و صاف کے منع الغفاریں ہے کہ خیار بقرہ بیع میں بغیر فسخ واقع ہوئی ہو خواہ قریب بائع نے دیا ہو یا مشتری نے لفظہ موطا کے لکھا کہ عدم ارث خیار بقرہ کی ظاہر اباحت ہے مصنف کی اور خیار نقد بحث ہے صاحب ہر القائل کی تو شارح کو مناسب تھا کہ ان کو بطور دفع منہب ذکر کرے تا و اما خیار العیب والتعین و فوات الوصف المرغوب فیہ فیختلفہ الوارث فیما لا یلزم یثبوت خیانتاً در فیل حفظ اور خیار العیب اور خیار التعمین اور وصف مرغوب کے فوت ہونے کے اختیار میں وارث اپنی مورث کا خلیفہ ہوتا ہے امور مذکورہ میں یہ نہیں کہ مورث کی خیار کا وارث ہوتا ہے کذا فی الدرر السکویاد رکھتا چاہے ہم یہ جواب سوال مقدار کا یعنی اگر اوصاف میں وراثت نہیں ہے تو خیار العیب وغیرہ ارث کو کیوں ثابت ہوتا ہے خلاصہ جواب یہ ہے کہ وارث کو یہ امور بطور خلافت ثابت ہیں نہ بطریق وراثت یعنی مثلاً خیار العیب وارث کو ابتداً ثابت ہے اس واسطے کہ مورث اس میں بیع کا مستحق ہے جو عیب سلم ہے اس طرح اس کا وارث بھی اس واسطے کہ وہ اس کا قائم مقام ہے تو عند تحقیق مورث عین بیع ہو بصفت مستلزم عیب اور اس طرح خیار التعمین وغیرہ علامہ فوج نے کہا ہے تقریر ظاہر ہے صاحب ہدایہ اور صاحب کافی وغیرہ کی کلام سے لیکن صاحب وقایہ اور صاحب تقایر نے تصریح کی ہے کہ خیار العیب اور خیار التعمین میں وراثت جاری ہے تو ظاہر ہمارے مشائخ کے حسین و قول میں وصفتی المذوق وان لم یصلح لمرضی الاغنا والاعتاق ولولہ بعضہ و توابیہ و کذا اکل تصرف لا یفقد الا بالاحوال الا فی المملک کا جاد و لو بلا تسلیم فی الاصحہ و فی نظر الی قرعہ داخل بشہوق و الفول لکن الشہوق فتح اور بیع پوری ہو جاتی ہو مدت خیار کے گزر جانے سے اگرچہ صاحب خیار کو معلوم نہ ہو بسبب بیماری یا بیہوشی کے اور بیع تمام ہوتی ہے آزاد کرنے سے اگرچہ بعض ملوک کا اعتاق ہو اور توابع اعتاق سے بیع تمام ہوتی ہے چنانچہ تدبیر اور کتابت سے اور اس طرح ہر ایک اس تصرف سے جو نافذ نہیں ہوتا یا حلال نہیں ہوتا یہ مالک ہو نیکی چنانچہ بیع کو اجارہ دینا اگرچہ اجارہ بدین تسلیم کے بقول اصح میں اور چنانچہ شرعاً و دینی کو

یفسخ نافذ ہو سوائے کہ ہوتے نہایت اور شخص تاخر کا فعل لنوع و لو کالمعا فالفسخ احق فی الاصح من علی لان الجواز یفسخ والمفسوخ
 لا یجوز اور اگر کماؤں سے ساتھ مانا مدین چکے تو فسخ زیادہ تر ثابت ہو تو اس میں کفائی شرح الزیلعی سوا ہے کہ اجازت والی چیز فسخ ہو سکتی ہو اور فسخ پذیر اجازت پذیر نہیں ہوتی
 واما موقوفہ بجا زلفا فی المبسوط لو کان موقوفہ و انما علی غیر الفسخ و علی اعادة العقد بلہما جازا ذ فسخ الفسخ اجازت و واجب عندہ کو فسخ اجازت بل سبب
 ابتداء اور تعلیل مذکور پر اعتراض وار ہے کہ فسخ پذیر اجازت پذیر ہوتا ہی اس واسطے کہ مبسوط میں ہے کہ اگر عاقدین نے باہم بیچ کو فسخ کیا پھر
 باہم رضی ہو گئے فسخ کے فسخ کرنے پر اور فیما بین خود با عقد کے اعادہ پر تو جاز ہے اس واسطے کہ فسخ کو فسخ کر دینا بھی اجازت کی حقیقت ہو
 اس اعتراض کا یوں جواب دیا گیا ہے کہ ہم نہیں کہنے کہ فسخ فسخ اجازت ہی بلکہ یہ دو سری سے سری سے ہم خبر الفائق میں ہے کہ فسخ
 کا اصل ہونا یہ روایت ہو کتاب الناذون کی اور بھی اصح ہے اور کتاب البیوع کی یہ روایت ہو کہ تعریف مال کا ادے ہو اور بعضوں نے کہا
 اول قول ابو یوسف ہو اور ثانی قول محمد ہے یا محمد بن علی انہ بالخیار فی أحدہما ان فسخ ثمن کل واحد منهما و عن الذی
 فیہ الخیار صحیح البیوع للعلم والکتب والعتق بائع سینہ دو غلام بیچے اس شرط پر کہ ہر کو اختیار ہے ایک غلام میں اگر ہر ایک کا ثمن جدا
 مذکور کیا اور اس غلام کو میں کر دیا جس میں اختیار شرط کیا تو بیع صحیح ہے بسبب لوم ہونے مسیح اور ثمن کے ہم صورت اس کی یہ ہے کہ بائع
 نے کہا کہ میں نے تیری ہاتھ مجھ دو وزن غلام بیچے ہر غلام پانسو درم کو اس شرط پر کہ مجھ کو اس غلام خاص میں اختیار ہو و لا یقین و لا
 یقین اذ مکن فقط او فقل فقط لا یصح لہما الہ المذبح والثنی او احدهما اذ بائع نے اس غلام کی جس میں اختیار شرط کیا
 تعین کی اور نہ ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ مذکور کیا یا فقط غلام کی تعین کی یا فقط ثمن کی یا فقط ثمن کی یا فقط غلام تو بیع صحیح ہوگی
 بسبب مجہول ہونے میں اور ثمن کے در صورت عدم تعین اور تفصیل کے یا ایک کی حالت کے سبب یعنی در صورت تعین غلام ثمن مجہول ہے اور
 در صورت تفصیل ثمن میں مجہول ہے ہم عدم تعین اور تفصیل طرح کہ بائع نے کہا کہ میں دو غلاموں کو بیچا ہزار درم کے عوض اس شرط پر
 کہ ایک غلام میں مجھ کو اختیار ہو تو کسی غلام کی بیچ صحیح نہیں اس واسطے کہ جس میں اختیار شرط ہو وہ خارج ہے بیع سوا و جس کی بیچ ہوئی ہے وہ
 معلوم نہیں اس سبب کہ جس میں اختیار شرط ہو وہ مجہول ہے علاوہ اسکے ثمن بھی مجہول ہے اس واسطے کہ قیمت والی چیز میں ثمن بیع پر ہر قسم
 نہیں ہوتا و کذا لو کان الخیار للمشتري متاخی ایضا الاموال الارباعہ اور ایسا ہی حکم ہے اگر اختیار مذکور مشتری کو واسطے مشروط ہو
 اس میں بھی چاروں صورتیں حاصل ہوتی ہیں ہم یعنی اگر مشتری نے دو غلام خریدے اور ایک غلام میں اختیار شرط کیا تو در صورت تفصیل ثمن
 و تعین بیع صحیح ہے اور اگر تعین اور تفصیل نہیں یا فقط ثمن ہے یا فقط تفصیل ہے تو بیع صحیح نہیں بسبب جہالت کے **فروع** مسئلہ ثانی
 کا و کلاہ ببع بشرط الخیار فبا قہ بلا شرط لم یجوز ولو و کلاہ بالشراء و الحالہ ہذا لا یفقد علی الوکیل والفرق ان الشراء متی فقل
 علی الاثر یفقد علی المأمول بخلاف البیوع فیم ویبیح فی الفضولی و لو کالہ فلیحفظ وکیل کیا ایک نے دو سری کو بیع بشرط اختیار
 میں سود وکیل نے اس کو بیچا بلا شرط اختیار تو بیع جائز نہیں اور اگر وکیل کیا خرید کر نیچے واسطے بشرط اختیار تو بیع نافذ ہو وکیل پر نہ ہو کل پر اور وزن
 دو وزن صورتوں میں یہ ہو کہ خرید جب امر کرنے والے پر نافذ نہیں ہو تو مور پر نافذ ہوگی بخلاف فروخت کے کڈانے لغت اور یہ مسئلہ آویجا
 بیع فضولی اور وکالت میں تو ہو سکتا ہے کہ بیع بشرط اختیار کا امر کیا تو مال کی ملک بدون اس کی رضامندی کے زائل نہیں ہو سکتی لہذا
 اس کی مخالفت سے بیع نافذ نہیں ہوگی و صحیح الخیار التعین فی القیمات کافی المتنبات لعدم تقاوتھا اور خیار التعین صحیح ہے قیمت والی چیزوں میں
 نہ متنبات میں بسبب نہ تفاوت ہونے متنبات کے ہم قیمت والی وہ چیز ہے جسکی افراد میں تفاوت ہو چنانچہ لونڈی غلام کپڑا کتاب اس واسطے کہ ایک لونڈی
 سودم کی ہوتی ہے اور دو سری ہزار درم کی اور مثلی وہ چیز ہے جسکی افراد یکساں ہوں یا تفاوت چنانچہ کیل اور سوزن پر جب شلیات میں تفاوت
 ہو تو ان میں خیار نہیں شرط کرنا بیفا نہ ہو و لو للبائع فی الاصح کافی خیار تعین صحیح ہے اگرچہ بائع کے واسطے مشروط ہو تو اس میں کفائی لکائی

جائز نہیں بسبب عیب و عیوب کے بخلاف صاحبین کے کذا فی الجمع اور اگر مشتری نے نصف غلام ایک بائع سے لیا اور نصف باقی دوسرے سے خرید کیا بعد ثانی تو ہر شخص اجازت یار و کا اختیار رکھتا ہے اس واسطے کہ مشتری عیب شرکت سے خود راضی ہو گیا اشتراقی عیناً بشرط تخلف او کتب ۱۱
 حرفتہ کذا لک ظہر بخلافہ بان لم یوجد معہ اذن ما یطلق علیہ اسم الکتابۃ والحق اخذ بكل الفین ان شاء و ترکہ
 لغوات الوصف المرغوب فیہ غلام خرید کیا اسکی نان پزی یا تحریر کی شرط سے یعنی روٹی پکانا اور کھانا اور سنا پیشہ ہو پھر بخلاف اسکے ظاہر
 ہوا مگر جہ کہ اس میں اتنا بخر نہ پایا گیا جس پر اسم کتابت اور نان پزی کا ادا کرنے کا رتبہ صادق آوی تو مشتری اسکو اگر چاہو پوزیشن سے لے یا
 اسکو ٹولے بسبب فوت ہونے وصف مرغوب فیہ کے ہم در صورت خرید پورا امن اس واسطے لازم ہو گا کہ اوصاف کے مقابل میں کچھ نش نہیں پڑتا
 کیونکہ اوصاف عقد میں تابع ہوتے ہیں نہ اصل لیکن کتابت اور نان پزی از بسکہ لائق رغبت کے وصف ہو لہذا مشتری کو اس کے ہونے سے رو
 بیع میں اختیار ہوا شائع نے نان پزی اور تحریر میں پیشہ دہی کی قید اس واسطے لگائی کہ ہر شخص بقدر دفع ہلاک نفس روٹی پکا سکتا ہو یا اگر لوگ بخط
 لکھ لیتے ہیں بقدر فعل سے اسکو نان پزی یا کتابت نہیں کہہ سکتے ان فی البحر ولو ادعی المشتري انه ليس كذلك لم يجز على القبض حتى يعلم
 ذلك وكذا انما لا يحسن احتیاد اور اگر مشتری نے دعوی کیا کہ وہ ایسا نہیں یعنی غلام میں وصف شرط موجود نہیں تو اس پر نہیں مہم
 کے واسطے زبردستی یکجا نیکی بیان تک کہ اس وصف کا موجود ہونا غلام میں مثلاً معلوم ہو جائے اور یہی حکم ہے باقی پیشوں کا کذا فی الاختیار ولو
 امتنع الی بسبب ما یقوم کاتباً وغیرہ کا تب و ترجمہ بالتفاو فی الاصحہ اور اگر غلام مذکور کا پھیر دینا منع ہو گیا ہو کسی سبب تو غلام کتاب
 اور غیر کتاب کی قیمت میں یکجائی اور بقدر تفاوت ہو دو وزن قیمتوں میں اتنا مشتری بائع سے پھیرے قول اصح میں ہم مثلاً کتاب کی قیمت سو
 درم ہو اور غیر کتاب کی ساٹھ درم تو اگر مشتری نے سو درم بائع کو دئے ہوں تو چالیس درم پھیرے بخلاف شواہد شاذ علی انھا حاطلہ او
 تخالف کذا اسرطلا و یخبر کذا اصحاباً او یکتب کذا قدر افسد کذا تہ شرط فاسد کا وصف حتی لو شرط انھا حلوب او کلبی
 جائز کذا و وصف بخلاف خرید کرنے مشتری کے بکری کو اس شرط پر کہ وہ گا بھن سے یا اتنا دودھ دیتی ہو یا غلام اتنے سیروں کی روٹی پکا تا ہی یا
 ورق لکھتا ہو تو بیع فاسد ہوگی اس واسطے کہ یہ شرط فاسد ہو وصف نہیں ہے یہاں تو اگر بیش شرط کر گیا کہ مثلاً بکری دو دہا ہو بیشیر دار ہو تو بیع جائز
 ہوگی اس واسطے کہ یہ وصف ہی نہ شرط فاسد ہم حاطہ ہونا اس واسطے شرط فاسد ہو کہ پیٹ کا حال فی الحقیقت معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ احتمال ہو کر
 یا ریم یا جیاریسی اس طرح باقی شرائط کی حقیقت بالیقین معلوم نہیں ہو سکتی بسبب احتمال کمی بیشی کے اور ظاہر اکلام شارح سپر لالت کرتا ہو کہ جمیع وصفات
 ذکر کرنا عقد میں مفید نہیں حالانکہ ایسا نہیں اس واسطے کہ ضرر الفائق میں مصرح ہو کہ جمیع اوصاف کا عقد میں شرط کرنا صحیح نہیں بلکہ اسکا قاعدہ یہ ہو کہ
 جس وصف میں ضرر نہ ہو یعنی اس کے وجود میں تردد نہ ہو تو اس کا شرط کرنا جائز ہے اور جس کے وجود میں احتمال ہے اسکا اشتراط صحیح نہیں مگر بعضی اراء
 وجوہ اس طرح پر کہ وہ وصف مرغوب فیہ نہ ہوتے و کذا فی المطاوعی عن المحوی والقول للمتنک لو اختلفا فی شرط الخیار علی الظاہر اور قول سنکر
 معتبر ہے اگر بائع اور مشتری مختلف ہوں شرط خیار میں بنا بر ظاہر الرایۃ کے اس واسطے کہ خست یا زیارت نہیں ہوتا مگر شرط کرنے سے تو عوارض سے ہوا
 لحد الفی ثریو لے کا قول در مشور عدم شہاد معتبر ہو گا کما فی دعوی الاجل والمکسر والایحان والزیادۃ چنانچہ مدت اور اس کے گذر جانے اور
 اجازت اور زیادتی مدت کے دعوی میں منکر کا قول معتبر ہے یعنی ایک عاقد مدت بیع کا دعوی ہو اور دوسرا منکر یا ایک کہتا ہو کہ یہ گذر گئی اور دوسرا منکر
 ہو یا ایک کہتا ہو کہ صاحب اختیار نے بیع کی اجازت دی اور دوسرا منکر ہے یا شخص یا بیع کا دعوی ہے اور دوسرا منکر تو ان سببوں میں منکر کا قول
 معتبر ہو گا اشتراقی جارحۃ بالخیار فرقہ غیر ہا بد لھا قائلان باغنا المشتراۃ فقال البائع لیست ہی ولا بدت ہا لھا فالقول للمشتري
 یمینہ و تجاوز للبائع وطیہا مدر والنقد بیعاً بالتعاطی فخرہ کی نوٹھی بشرط خیار پھر مشتری نے عوض اس کے دوسری نوٹھی پہر دی یوں
 منکر کہ یہ دعوی خریدی نوٹھی ہو بائع نے کسا وہ یہ نہیں ہو رہا یعنی جو دبا ئع کے گواہ نہیں تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا اور بائع کو اس نوٹھی سے

و نفوذ و عقود کہ متضمن بالفسخ خیال و ذوق فسخ خیار الرؤیۃ ثابت ہو چار مقام میں اطمینان کی خرید اور اجارہ اور شتمت اور صلح میں
یعنی وہ سب برائے عین پر ہوئی ہو مال کے دعوے سے اس واسطے کہ ہر ایک ان چاروں میں سے معاوضہ ہو تو دیون اور نفوذ اور ان عقود
میں جو فسخ کرنے سے فسخ نہیں ہوتے خیار الرؤیۃ نہیں کہ ان فی الفسخ ہم فتح القدر میں ہے کہ بی یون میں خیار الرؤیۃ نہ ہو تو مسلم فیہ میں ہوگا اور
نفوذ سے اطمینان خالصہ مراد ہیں تو اگر مبیع چاندی یا سونے کا برتن ہوگی تو اس میں خیار ہو اور عقود غیر منفسخہ چنانچہ ہزار بدل صلح قسام سے
اور بدل خلع اگرچہ ہر وغیرہ اطمینان سے ہو صحیح الشراء والبیع لیکر یونیا صحیح سے مول لینا اور بیچنا اس چیز کا جسکو بالعم اور مشتری نے
ہرین دیکھا ہم خواہ مبیع حاضر ہو یا نہ ہو کہ اسنے لفظادی عن المتفق والاشان الیہ ای للمبیع اوالی مکانہ شرط الجواز فلو لم یشر لذلک
لہو یجن اجما کا فسخ و بھی و فی حاشیۃ اخذہ الا حتم الجواز اور اشارہ کرنا مبیع کے طرف یا اس کے مکان محیط شرط ہو جواز کی اور اگر
مبیع یا اس کے مکان کے طرف اشارہ کیا تو بالاتفاق بیع جائز نہیں کہ اسنے الفسخ و لہو اور اخذہ کے حاشیہ میں قول اصح یہ ہے کہ
بلا اشارہ بھی بیع جائز ہے ہم خلاصہ میں ہو کہ اگر گھوٹا شہر میں دو جگہ ہوں تو بیع جائز ہے بلا اشارہ و اگر یہی اصح ہو اور مستحق میں ہو کہ اگر
گھوٹا غیر عین اور غیر مشار الیہ ہوں تو بیع جائز ہے اگر بائع کی ملک میں ہوں اور محیط میں ہے کہ اگر اپنے پاس کے گھوٹا بیچے اور اشارہ
اس کے طرف نہ کیا تو جائز ہوتا ہے یہ نفوذ و لالت کرتی ہیں کہ بیع جائز ہے اگرچہ مبیع بائع کے پاس حاضر نہ ہو اور مشار الیہ نہ ہو اور یہ طرح اطلاق
موتن مذہب اور بعض شریح کا اور اطلاق قدوری کا دلالت کرتا ہو کہ اسنے لفظادی عن حاشیۃ الرمیۃ تخر الفائق میں بعد ذکر شتر اطمینان
حاشی سعدیہ سے نقل کیا کہ اشارہ کے شرط جواز ہونے میں طے لفظوں بالاجماع کلام ہے والد علم ولہ ای للمشتري ان ہی ذہ اذا
شراہ اور مشتری کو جائز ہے کہ مبیع کو پہر دی جب اسکو دیکھے ہم ابن ابی شیبہ اور زبیدی میں کھول شامی سے حدیث مرسل مروی ہو
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز ایسی مول لے جسکو نہیں دیکھا تو اسکو نہ تیار ہو جب کہ دیکھے اگر جاہل ہو تو لے
اور نہ چاہے تو ترک کرے اور حدیث مرسل اکثر اہل علم کے نزدیک حجت ہو اور بھی مذہب ہو امام مالک اور احمد کا اور حدیث میں روایت
ہے علم بالمقصود و مراد سے بطریق عموم مجاز کے یہ دلیل اذن مسائل اتفاقیہ کے جنہن فقط روایت کفایت نہیں کرتی چنانچہ مبیع جب کہ
سو گھنٹے سے معلوم ہوتی ہو تو اگر مشک دیکھ کر مول لیا تو اسکو اختیار ثابت ہو سو گھنٹے کے وقت تو فسخ بیع کا اسکو اختیار ہے سو گھنٹے
کے وقت بعد روایت کے سہ طرح اگر چہ سیز کو دیکھ کر نہ یہ بجا پھر اسکو متغیر یا اس واسطے کہ وہ روایت معرفت مقصود میں کافی نہیں اور سہ طرح
اعلیٰ کی خرید میں اختیار ثابت ہو جبکہ بیع کا حال اس سے بیان کر دو اسکی حقین بیان شخص غیر بجا روایت ہو کہ ان فی الفسخ اذا حله البائت لم یثبت للمشتري فلا
یؤذہ اذا اراد الا اذا عاد الی البائت اشباہ بعد روایت کی شتر کو اختیار ہو کہ یہ بیع کا بائع ہوا یا مشتری کی گھر تو اسکو پہر جبکہ اسکو دیکھو مگر سہ طرح بعد صلح کے ہو سکتا
ہو جبکہ بیع کو بیچا ہو بائع کے مکان کی طرف کذا فی الاشباہ وان رضی بالقول قبلہ ای قبل ان براہ لان خیارہ تعلق بالروایۃ بالنظر والاجل للمعلق قبل
الشرط خیار الرؤیۃ ثابت ہو اگر مشتری راضی ہو گیا ہو زبانی قبل اسکی دیکھنے کے اس واسطے کہ اختیار مشتری کا معلق ہے روایت کے ساتھ ہر حدیث مذکور
اور معلق بشرط کا وجوہ نہیں قبل شرط کے ہم رضائی قولی کی اس واسطے قید لگائی کہ اگر اجازت فعلی قبل روایت بائع یا مشتری کے نہیں ہوتی تو اختیار اسکا زائل
ہوگا کذا فی الشرائع و لو فسخہ قبلہ قبل الرؤیۃ صحیحہ فی الاصحہ بحدود المبیع بسبب جماعۃ المبیع فلم یقع منہ ما اور اگر مشتری نے بیع کو
بجا قبل روایت کے تو بیع ہو فسخ اسکا قول اصح میں کذا فی البحر بسبب لازم ہونے بیع کے جہالت مبیع کے سبب تو بیع مستحکم ہی نہ واقع ہوتی تھی لہذا فسخ
مشتری قبل روایت صحیح ہوا و یثبت الخیار للروایۃ مطلقا غیر موقوف بہ لہو الاصحہ عنایۃ لا طلاق البین مالم
یؤجہد مبطلہ اور خیار الرؤیۃ مطلقا ثابت ہے بلا تفرع مدت یعنی تمام مقرر جب تک نہ دیکھے گا اختیار
ثابت ہے یہی قول اصح ہے کذا فی العنایۃ بسبب مطلق ہونے نفس مذکور کے تا وقت کہ مبطل اختیار

نہ پایا جاوے اور غیر اس کے قول ہو کہ خیال الرؤیۃ موقت بوقت امکان نسخ ہو رؤیت کے بعد کہ ہو مبطل خیال الشمس مطلقاً و مفیداً الوضی بعد
 الشمس لا قبل لہا کدہا اور خیال الرؤیۃ کا مبطل وہ ہو بخیر الشہر کا مبطل ہے مطلقاً یعنی مراۃ یا دلالت اور جو مفید ہو رضا مندی کا بعد رؤیت کے
 نہ قبل رؤیت کے کذا فی الدرر من مفید رضا چنانچہ مسیح کا قبضہ کرنا اور کسب کے واسطے پیش کرنا اور حق شفعہ لینا قالہ الاخذ بالشفعة ثم لا یؤخذ
 بلک رؤیۃ من خیال الشمس لا یؤخذ جب مفید رضا قبل رؤیت مبطل خیال رہتا تو مشتری کی جائز ہو لینا بسبب شفعہ کے پھر مسیم اول کو پھر دینا
 بسبب رؤیت کے کذا فی الدرر من باب خیال الشہر و اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ مشتری نے گھر یا بن دیکھے پھر دوسرا گھر اس کے پاس بکھو لگا تو اسکو
 بسبب شفعہ کے خرید گیا پھر بعد اس کے پہلا گھر و بچا تو اسکو پھر بکھنا ہو و کذا فی الدرر من علم البایع بالفسخ نحو الفکر اور بیع نسخ ہونیکے
 واسطے دریافت کرنا بائع کا فسخ کو مشروط ہے تا وہ کھانا نہ پڑی یعنی خرید سے بائع کو اطمینان ہونا ہو تو دوسری مشتری کو وہ طلب نہیں کرنا لہذا
 علم بائع شرط فسخ ہوتا وہ دیکھا کھادے و لاخیار لیبایع مالہ صحیح فی الاصل و درختیار نہیں اس بائع کا جسے مبیع کو نہ دیکھے بچا قول اصح من
 ہم ایک شخص کو ایک چیز وراثت میں ملی اور اس نے بدون رؤیت کے بیچ ڈالی تو بعد رؤیت اسکو فسخ بیع میں اختیار نہیں ہر ایہ وغیرہ میں تصریح ہو
 کہ اول امام عظم کے نزدیک خیال بائع ثابت تھا پھر آخر کو عدم خیال بکھرت رجوع کیا مطلقاً دے لے کھا مجتہد کا قول رجوع عنہ فسخ کے مانع ہے مگر معتبر نہیں
 ہوتا تو شارح کو کھانا سبب نہ تھا ہوا سبب کہ اصح کا متقابل صحیح ہوتا ہی و کذا فی الدرر من علم البایع بالفسخ و رجوع عنہ فسخ کے مانع ہے مگر معتبر نہیں
 کرتا ہو جس سے مقصود معلوم ہو جاوے چنانچہ ڈھیر کے اوپر کا سطل دیکھنا اور ملوک کا موضع دیکھنا یعنی نام مسیم کا دیکھنا ضرور نہیں بسبب تعدد کے لہذا و تن
 دیکھنا کافی ہو جس سے صیغ کا حال معلوم ہو جاوے ڈھیر سے کیلانات اور موزونات کا ڈھیر مراد ہے یعنی جب اناج کا شلا ڈھیر دیکھ لیا تو اب اسکو بسبب خیال
 الرؤیۃ کے پھر نہیں بکھنا اس واسطے کہ بعض کا دیکھنا بجا ہی کل کے ہے مان اگر ڈھیر کے اندر ناقص اناج ہو گا تو اسکا پھر ناخیا لیبیک سبب جائز ہو گا
 نہ خیال الرؤیۃ سے اور اگر انار یا امرود کو کرسی میں ہوں تو یہاں بعض کا دیکھنا کافی نہیں اس واسطے کہ اسکی افزا و قلیل و کثیر ہوتا ہو تو جب تک سکونہ دیکھو گا
 اختیار ساقط ہو گا بحر الرائق میں ہے لوندی ظلم کی ہتیلیان اور زبان اور دانت اور بال کا دیکھنا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے لہذا اس سے کہ نبی آدمین
 اگر جمیع مضافیکے سوا ہی چہرہ تو خیال الرؤیۃ باقی ہے کذا فی الدرر من وجہ دایۃ و تکب و کذا فی الاصل و درہم کے جائز کا پھر دے
 اسکا پھر دیکھنا ہی ضرور ہے قول اصح میں یعنی چہرہ اور ٹیٹا و دونوں کا دیکھنا ضرور ہو ہم سواری کی قید سے بکری گامی غل گئی کذا و سکا حکم آدیکھا
 رؤیۃ ظاہر ثوب مطوی و قال من فلا بد من فسخ کلہ و هو المختار کما فی اکثر المصنفات قالہ المصنف اور لیسے پڑی کی ظاہر کی ہے دیکھنا
 کافی ہو اور زفر نے کہا اہل کربلا کو کھانا ضرور ہو اور یہی مختار ہو چنانچہ اکثر کتب معتبرہ میں ہو ایسا کچھ کہا ہی مصنف نے اپنی شرح میں ہم قول زفر واسطے
 مختار ہو کہ ہر زمانہ میں خیاب کے ظاہر اور باطن میں بہت اختلاف ہوتا ہو کذا فی اہم عن البیہود و داخل حایہ و قال من فلا بد من رؤیۃ داخل
 البیہود و هو القوی و علیہ مالفی جی ہر و هذا اختلاف فہاں لا یرویان و مشککہ الکرم و البستان اور داخل دار یعنی گھر کا مٹی دیکھنا
 کافی ہو اور زفر نے کہا کہ داخل بیوت معنی دالان اور کوشنوں کے اندر بھی دیکھنا ضرور ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور یہ بنا برہان
 زمان ہو نہ اختلاف حجت اور برہان اس طرح حکم سے بائع کا گھانا دفعت ہو نہ تنسیر حق امام اور صاحبین کے نزدیک گھر کا صحن دیکھنا یا خارج سے دیکھنا
 کافی ہے اور یہی صحیح ہے کہ یہ بنا برہان کی عادت کے ہے اس واسطے کہ کو ذرا بعد کے گھر مختلف ہوتے ہو مگر خودی اور بزرگی میں یا قدیم یا جدید ہونے میں
 بخلات ہمارے دیار کے کہ زمین نہایت تفاوت ہوتا ہو اس واسطے کہ مکانات سرا اور گرا اور مکانات علویہ اور سفلیہ اور مرانی اور مطاعی اور سطحی مختلف
 ہوتے ہیں تو اب ان سبکا دیکھنا ضرور ہوا اور یہی معتبر ہے دیار مصر اور شام اور عراق میں تو معلوم ہو گیا کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف عہد کے ہے
 باعتبار اختلاف دلیل کے اور اس طرح بانگات میں بھی خارج سے دیکھنا کافی نہیں کذا فی الدرر و کذا فی جسن شائع و کذا فی گوشت کی گوشت کا ٹٹولنا کافی
 ہو یعنی اگر گوشت کے واسطے دنبہ یا پھر ٹٹول لینا ہو تو اگر نہ ہو سو کو ٹٹول لیا تو خیال الرؤیۃ ساقط ہوا اس واسطے کہ اس طرح سے کی اور زیادتی گوشت کی

معلوم ہو جاتی ہے تو اگر دوسرے نظر کی اور مانتہ نہ لگایا تو اختیار ثابت ہو اس واسطے کہ گوشت کا مال کثرت پشم سے بدون ٹولہ کے معلوم نہیں ہوتا
 کذا فی لفظ آدمی من الشبی ونظر جمع حسن شاة فیتة اللذ والنسل مع خیر عاظمیہ اور جو کو سفند بالو دودہ اور پچو لینے کے واسطے ہو
 تو اس کے تمام بدن کا دیکھنا بخون کے ساتھ کافی ہے کذا فی الظہیر یہ وخرع بقر حلوب وناقہ لاقہ لقصہ جویہ اور گاسی اور اذنی شیر
 کے تہن کا دیکھنا کافی ہے اس واسطے کہ وہی مقصود ہے کذا فی الجوبہ وکفی ذوق مطعوم وشم مشموم اور کہانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی
 چیز کا سونگھنا کافی ہو کذا جردار وضحیٰ علی المفتی بہ کما مر اوثریۃ ذہن فی زجاجہ لو جرد الحاکل کافی نہیں خارج دار اور اس کے
 سخن کا دیکھنا بوجہ قول منہ یہ چنانچہ عنقریب مذکور ہو چکا یا دیکھنا تیل کا شیشے میں کافی نہیں بسبب وجود حامل کے وکفی رؤیۃ وکیل قبض
 کافی ہو دیکھنا وکیل قبض کا ہم وکیل قبض وہ جو جس سے مول نے کہا کہ تو میرا وکیل ہو میری بن دیکھی خریدی چیز کے قبضہ کرنے میں وکیل شعراء
 اور کافی ہے دیکھنا خرید کے وکیل کا خریدنا وکیل وہ جو جس سے مول نے کہا کہ تو میرا وکیل ہو کر غلامی چیز خرید کر لا کر فدیۃ رسول المشرقیہ وبیانہ فی
 اللہ کافی نہیں۔ رویت مشتری کے پیامی کی اور جان اسکا درمیں سے ہم صورت رسالت یہ ہے کہ مشتری ایک شخص سے کہے کہ تو میرا پیامی ہے
 قبضہ کر نیکا تو وکیل قبض کی رویت بالاجماع مسقط خیار ہو اور وکیل خرید کی رویت امام کے نزدیک مسقط خیار سے جبکہ وکیل نے میم پر قبضہ کیا
 ہو دیکھ کر اور صاحبین کے نزدیک وکیل قبض اور رسول برابر ہو کذا فی لفظ آدمی عن الدرر وحق عقد الاعنی ولو لعتیر وھو کا بصیرت کا
 فی اثنی عشر مسئلہ مذکور ہے فی الاشباہ اور صمیم سے عقد کرنا اندھ کی اگرچہ اس کے غیر کو اسطے بطریق وکالت خریداری کی ہوا اور
 بصیرت کے اندھ کی گیارہ مسئلہ بن جو مذکور ہیں شہادہ میں ہم ازاجملہ اس پر جہاد وجمعہ اور جماعت خین اگرچہ پہلے والاپاکو اور بقول معتد لائق
 شہادت مطلق نہیں اور نہ لائق قضائہ امامت عظمیٰ یعنی بادشاہی اور اسکی آنکھ میں دیت نہیں بلکہ حکومت واجب ہو اور اسکی امامت نماز میں
 ہو کر اس وقت تک کہ وہ نہیں جب کہ جب زیادہ تر عالم ہو اور اسکا آزاد کرنا کفار سے صحیح نہیں اور اس کے ذبیحہ اور شکار اور مضانت کا حکم میں
 خین دیکھا اور وصف بیع بجای اسکی رویت کے ہے کذا فی الاشباہ و مسقط خیار کا بخت مبیع و شہادہ و ذوقہ فیما یعرف بذلک اور
 اندھ کی اختیار ساقط ہے بیع کے ٹولہ اور اس کے سونگھنے اور چکھنے سے اس چیز میں جو معلوم ہو جاتی ہو اس سے یعنی ٹولہ اور سونگھنا اور چکھنے سے
 دو صنف عقار و شجر و عین و کذا کل ما لا یعرف بخت و شتم و ذوق حدادی اور ساقط ہوتا ہو خیار اندھ کو کا زمین اور دفت اور غلام
 کی صفت بیان کر نیسے اس طرح جو چیز کہ ٹولہ اور سونگھنے اور چکھنے سے معلوم نہیں ہوتی اس میں ذکر و صف بجای رویت مسقط خیار ہے ہم بیان
 اشباہ و مذکور ابغ وجہ ممکنہ لازم ہوتا ہے اس کے نزدیک ذکر و اشباہ نیز رویت ہو او بنظر وکیلہ ولو ابصر بعد ذلک فلا خیالہ یا اختیار
 اندھ کا ساقط ہوتا ہو اس کے وکیل کے نظر کرنے سے اور اگر اندھ کو سونگھنے کے بعد وصف اور نظر وکیل کے تو اسکو اختیار نہیں بیع کے فتح کر نیکا
 ہم از اگر بصیرت نے ایک چیز میں ٹیکہ خرید کی پھر وہ اندھ ہو گیا تو اسکا اختیار بیان وصف کی طرف منتقل ہو گا کذا فی لفظ آدمی ہذا کلامہ اذا و جہ
 مذکور اثبات کثرت لاعنی کذا رؤیۃ البصیر وجہ التصدیق و نحوھا غیر قبل شرائہ ولو بعد ثبت لہ الخیار بھائی بالمد کو ثابت
 لا فہا سقیطہ کما غلط فیہ نفعہم فیمتد خیار فی جمیع عمر علی التصدیق ما لم یوجد منہ ما یدل علی الرضی من قول او فعل
 او بتعین او بملک بعضہ عندہ ولو قبل الرؤیۃ یہ سبب ہر بیکہ شہادہ مذکورہ چنانچہ سونگھنے اندھ کی کا اور دیکھنا آنکھ باریکا ڈھیر اور
 اس کے ہند کو کذا فی النہر واقع ہو قبل اس کے خرید کر نیسے یعنی اگر قبل خرید لے سونگھے یا چکھے یا بصیرت نے ڈھیر یا چہرہ غلام کو دیکھ لیا تو اختیار
 مسقط ہے ساقط ہو اگر امور مسطورہ بعد خرید کے ہوئے تو اسکو بواسطہ شہادہ مذکور کے اختیار ثابت ہو یہ نہیں کہ امور مذکورہ بعد خرید مسقط نہیں
 ہیں جیسا کہ بعضوں نے اسکو غلط سمجھا ہو تو اسکا اختیار ممتد رہیگا تا مگر سبب بقول صحیح کے جب تک کہ مشتری سے وہ چیز نپائی جائے جو رضائے
 برد لالت کرتی جملہ قول یا فعل کے یہ بیع عیسبار ہو یا دی بعض بیع حاک ہو یا دی مشتری کے پاس اگرچہ عیب یا بالکی قبل رویت ہو ہم و صورت

قوله فی لفظ آدمی من الشبی ونظر جمع حسن شاة فیتة اللذ والنسل مع خیر عاظمیہ اور جو کو سفند بالو دودہ اور پچو لینے کے واسطے ہو

بَابُ الْغَيْبِ

قنہ کر چکا ہو تو فقط معیوب کو پیر سکتا ہو اور نہیں تو نہیں چنانچہ گذر گیا ہم مذکور یہ ہو چکا کہ بعض مبیم کا پیر دینا یا غایب یعنی بے قبضہ کر کے جائز ہے
بسیب تمام ہو جانے صنف کے نہ قبل قبض کے ہوا سب سے کہ بدون قبض صنف تمام ہے کذا فی الطحاوی واللہ اعلم **بَابُ خِيَارِ الْعَيْبِ**
یعنی بے غایب یا غایب کے حکم میں موقوفہ ماخلو عنہ اصل الفطرۃ السلیمۃ غایب لغت عرب میں وہ چیز ہے جس کو فطرۃ
سلیمہ خالی ہو یعنی جو اصل خلقت میں داخل ہو و شرعاً ما افادہ بقولہ اور مطلق شرع میں حقیقت عیب وہ ہو جسکو مصنف نے اپنی آئندہ قول میں
مذکور کیا موقوفہ بقیہ ما یفقد الثمن ولو یسیر اجوہرۃ عند التجار المراد ہم اہم بآب المعروفہ بکل تجار و صنفہ فاکہ المصنف
اخذہ بکل الثمن او کذا جہنای خیریدی چیزیں ایسی چیزیں ہیں جس کو ثمن گہٹ جاتا ہو سودا گروں کے نزدیک اگرچہ تو اسے ہی نقصان ہو کذا فی
الجوہرہ تو بسیب کو تمام ثمن دیکر لے یا اسکو پیر دی سودا گروں سے وہ لوگ مراد ہیں جسکو شناخت ہی ہر تجارت اور صنعت کی ایسا کچھ مصنف
لکھا ہے اپنی شرح میں ہم تو معلوم ہو کہ نفع میں عیب اسکا نام ہو جس قیمت کم ہو جائے و اعتقاد و کن نزدیک خواہ عیب عین مبیم میں نقصان ہو
یا نحو بلکہ فقط نمودار ہونے سے عیب صادق آتا ہو اگرچہ منفعت میں کچھ نقصان نہ ہو چنانچہ سیاہ ناخن تندرست زور آور غلام کا عیب میں داخل ہے
تجار کو عام اسو سہل کیا کہ گاہی بسیب مصنوعات سے ہوتی ہو تو وہ ان کا ریئر و کما عن معتبر ہو گا نہ تجارت کا حقیقی ہے کہا ہر تجارت میں اسکو لوگ
معتبر ہیں اور صنعت میں اسکو اہل کا اعتبار ہی ہوتا ہے اور یہ مراد نہیں کہ عیب وہ ہو جسکو سب سودا گروں و جمیع ارباب صنایع نقص میں اگرچہ اونکی
تجارت اور صنعت میں نہ ہو مشتری کو رد مبیم میں اسو سہل اختیار ہو کہ مطلق عقد بے عیبی کا مقتضی ہے اور ثمن اسو سہل نہ کہ سودا کے مقابل
میں کہہ ثمن نہیں پر تا ان اگر بیع کے بعد بائع کے فعل سے عیب پیدا ہو گا تو بعد از او نہ ثمن کم ہو گا اگر مشتری اسکو لے لیا تو اس کا ادوہ لیا اور اسے اختیار عیب
میں چند قیود کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے اول یہ ہو کہ عیب بائع کے پس و پیش میں نہ مشتری کے پاس نہ مشتری کو بیع کے وقت معلوم نہ ہو نہ انہیں ہی معلوم
نہ ہم انزال عیب پر بلاشتت قادر نہ ہو اگر مشتری قادر ہو انزال پر پناہ نہ تحلیل احرام جاریہ یا کچھ ثمن سے خون کا دہو و ان در صورت عدم نقصان نہ مثبت
ہو گا نہ عدم شرط برائت اکہ عیب یا عیب عیب ہے وہ عیب زوال پذیر نہ ہو قبل فسخ کے سو اگر زائل ہو گیا ہو چنانچہ انکھ کی سفید کی جبکہ دور ہو جائے
یا پ زائل ہو جائے تو شریک عیب نہ ہو گا کذا فی الطحاوی و ما لک علیہین امسالہ کلا لہن فآخر ما واحد ہما در صورت عیب ہوتی کہ
انتیار سے جب تک اسکا مبیم متعین نہ ہو چنانچہ دو حلال مردون میں ایک سے دوسرے سے شمار مول لیا پھر دو لون نے احرام باندھا یا ایک
تو اب دو بیع متعین ہے بقدر نقصان پہ لیا چاہی کذا فی الحلبي و فی محیط و صی و وکیل او عبدہ اذ و شری شیئاً باللیف و قیمتہ ثلاثۃ
آلاف لعمریۃ عیب بخلاف خیاری الشرط والروایۃ اشتباہ الاضرار ببیتیم و موکل و موکل و فی الھن بلغی ان جی کما بالنقصان
کوارث شری من الذکر کفناً و وجد بہ عیباً و لو تدبر بالکھن اجنبی لا یوجہ اور محیط میں جو وصی یا کیا عیب اذ و ان کوئی
پیر ہزار کو خرید کی اور قیمت اسکی تین ہزار ہیں تو بیع نکر می بسبب عیب مبیم کے بخلاف الشرط اور خیاری رویت کے کہ اس میں رو بیع کر سکتا ہو کذا
فی الاشباہ و صی وغیرہ کو رو بیع جائز نہ ہو بسبب ضرر ہونے یتیم اور موکل اور مولے کے اور خمر الفانی میں کہا ہے ان یون جو کہ وصی وغیرہ کو
رجوع بقدر نقصان عیب جائز نہ ہو نہ اس وارث کے جس نے ترکہ کو کفر خرید کیا اور اس میں عیب پایا اور اگر کفر دینو میں نفس اجنبی احسان کرے
میسکے ساتھ تو رجوع بالنقصان نہیں و هذا احدی سبب مسائل لا یرجوع فیہا بالنقصان مذکور فی البرازیلہ اور یہ بھی عدم جمع
بالنقصان ایک مسئلہ جو ان چوبہ مسئلون میں نہیں رجوع بالنقصان نہیں جو مذکور ہیں برازیلہ میں و ذکر تانی شرکاً للسلطنۃ معیناً بالقنیہ انہ قد
جس بالعیب و لا یرجع بالثمن اور ہمیں اپنی طے کی شرح میں قنہ سے نقل کر کے مذکور کیا ہو کہ گاہی بسبب عیب کے رو بیع ہوتا ہو اور ثمن نہیں پیر لیا تمام
چنانچہ غلام کو بیع کیا اور اسکو تسلیم کر دیا پر قبضہ ثمن کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا سودا کیل نے اقرار کیا کہ میں نے ثمن پر قبضہ کیا لیکن وہ میرے
پاس ضائع ہو گیا یا وکیل نے یون کہا کہ میں ثمن موکل کو دیا اور موکل اسکا منکر ہو تو مشتری بری الذمہ ہو گیا اور وکیل پر ضمان نہیں ہر اگر مشتری نے

مگر جو شخص دانیو ماتہ سے بھی کام کرے چنانچہ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کام کرتے تھے تو عیب نہیں بلکہ عمدہ وصف ہے و الشیء و
 شئ بخریر و قمار ان عدل عیبا اور پیری اور شراب پینا علانیہ اور قمار بازی اگر عیب شمار ہو چنانچہ نزد اور شطرنج کا قمار اور مانند لکھنے کذا
 الطحاوی عن ابیہ و عدم خنا غا لو کبیرین متولین اور لونڈی غلام کا ختنہ نہوا اگر بالغ دارالاسلام کے پیدا ہوئے ہوں ہم بالغ کی قید ہو سکتا گائی
 کہ صغیر کا ختنہ نہونا عیب نہیں اور اس طرح جو غلام دارالحرب کے گرفتار ہو آدمی صغیر ہو یا کبیر اسکا عدم قتلان عیب نہیں اور فانیخان کے قادیانی
 کہ لونڈی کا ختنہ نہونا زمان سابق میں عیب تھا اب ہمارے زمانے میں عیب نہیں کذا فی الطحاوی و عدم قتلان حاکم و قتلان اکل دقابت و کناہی
 کذا فی و مہمہ و ترکت مہمہ لکن فی القنیہ تو کناہی العبد لا یوجب الرکۃ اور نہ بولنا گدہ ہو کا اور کم کہانا با نوروں کا اور لونڈی غلام
 کناہی ہونا اور جھوٹ بولنا اور چغل خوری اور ترک نماز عیب ہے لیکن تنبیہ میں ہو کہ ترک نماز غلام میں موجب رد بیع نہیں و فیہا لو ظہرات الدار مشق
 یلغی ان یمکن من الرکۃ لان الناس لا یغفلون فیہا اور قنیہ میں ہو کہ اگر ظاہر ہو کہ گہر منور ہے تو لائق بیع ہو کہ مشتری رد بیع پر قادر ہو سکتا
 کہ لوگ ایسے گہر کے لینے میں غور نہیں کرتے و فی المنطوقۃ الخبیۃ و الخال عیبک لو علی الذقن او الشفۃ لا یحید و العین
 کناہی بکرا نا اللہ منہا اور منظومہ عیب ہے کہ خال عیب ہے اگر ٹھنڈی یا ہونہ پر ہونہ گال پر اور اس کے سوا عیب بہت ہیں جن تعالیٰ مہدیان
 چکا و این حدث عیبک انحر عند المشتري بغیر فعل البایۃ فالو بہ بعد القبض رجح بخصتہ من الفتن و وجب اکثر من و اما قبلہ
 فہا اخذ ان ذلک لکل الفتن منطلقا پیدا ہوا و دسرا عیب مشتری کے پس بدون فعل بائع کے سوا اگر بائع کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا
 بعد قبض مشتری کے تو مشتری بقدر حصہ عیب قدیم ثمن پہلے اور عیب جدید کا جرمانہ بائع پر واجب ہو گا اور قبل قبض کے تو مشتری کو اختیار ہے
 چاہے اسکو لے حصہ نقصان کو کم کر کے یا اسکو پیر کھل مشن لیکر ہر طرح یعنی خواہ عیب قدیم ہو یا نہوا کذا فی الحلبي ہم ملے کہتا قولہ کل الثمر
 متعلق ہے بقولہ اور ذلک سے فقط اور اسکی کچھ حاجت نہتی کیونکہ معلوم ہے بلا اشتباہ بلکہ یہ قول خلاف مراد کا موجب ہے یعنی قولہ فہا اخذ کے
 متعلق ہونے کا کہ لایستغنی معلوم کرنا چاہیو کہ حد و نقصان دو حال سے خالی نہیں یا نقصان بائع کے پس پیدا ہوا یا مشتری کے پاس اگر بائع
 پاس پیدا ہوا اسکی پانچ صورتیں ہیں بائع کے فعل سے یا مشتری کے فعل سے یا آفت آسانی سے سوا اگر بائع کے فعل سے ہو
 تو مشتری مختار ہو خواہ قدیم عیب ہو یا نہ ہو چاہے اسکو چوڑ دی اور چاہے لے حصہ نقصان کو گھٹا کر اور اگر عیب مشتری سے ہو تو اسپر تمام ثمن لازم
 ثمن کو بقدر نقصان کم نہیں کر سکتا اور اگر نقصان بفعل اچھے ہوا تو مشتری مختار ہو چاہے مبیع کو لے سب ثمن دیکر اور اچھے سے جرمانہ لے اور چاہے
 مبیع کو ترک کرے اور اسپر ثمن ساقط ہو اور اگر نقصان آفت آسانی سے ہوا یا بیع کے فعل سے تو چاہے مشتری کھو ترک کرے چاہے لے
 بقدر نقصان ثمن گھٹا کر اور اگر نقصان مشتری کی پس پیدا ہوا ہو تو اگر مشتری یا بیع کے فعل سے ہوا ہو یا آفت آسانی سے ہو سکتا مبیع کے سبب
 پیر نہیں سکتا لیکن بقدر نقصان قدیم ثمن کم کر سکتا ہو اور اگر بائع ناقص لینے پر راضی ہو تو پیر دینا بھی جائز ہے اور اگر نقصان بائع یا اچھے کو بفعل
 ہو تو مجرم پر جرمانہ واجب ہو اور پیر دینا ممنوع ہے اور بقدر حصہ عیب قدیم ثمن پیر لینا جائز ہے کذا فی البیہ جبکہ مبیع معلوم ہوا تو دریافت کرنا چاہیو کہ
 مصنف نے حدوث حیثیتی کو بعد القبض فرض کیا ہو چنانچہ قولہ عند مشتری او سپر دلات کرتے اور مذکور ہو چکا کہ قبض کے بعد مشتری کو بقدر نقصان
 عیب قدیم ثمن پیر لینا پانچوں صورتوں میں جائز ہے مگر شارح فقط فعل بائع کا مستثنیٰ کر لیا اسواسطے کہ بائع کی رضا سے ہی پیر لینا ممکن نہیں لیکن
 شارح پر یہ اعتراض ہوتا ہو کہ فعل اچھے کا ہی یہ حکم ہے جو بائع کے فعل کا حکم ہے تو شارح پر لازم تھا کہ یوں کہتا بغیر فعل البائع او اچھے کذا
 الخ لخصا ولو برہن البایۃ علی حدیثہ و المشتري علی قدیمہ فالقول للبایۃ و البیتۃ لا مشتری اور اگر گواہ لایا بائع عیب کے جدید ہو
 پر اور مشتری گواہ لایا اس کے قدیم ہونی پر تو بائع کا قول معتبر ہے اور گواہ مشتری کے مقبول ہیں ہم ہر الفائق میں قاضی خان کی شرح سے مصرح ہو کہ
 اور صورت عاقدین کی گواہی کے مشتری کی گواہی مقبول ہے کیونکہ وہ مثبت اختیار ہو اور قول بائع کا معتبر ہے کیونکہ وہ اختیار کا منکر ہے انتہی تو بائع کا

قول او سوقت معتبر ہے جبکہ مشتری کے گواہ نہ ہوں اور شایع کی عبارت ہے دلالت نہیں کرتی کہ لاشعری و لا یشترک جنداً ما له کحل و مکی لکھ الا فی
بلکہ العقد بھرا نہ پیرے مشتری زبردستی اور سبب کی وجہ سے ہو مگر جس شہر میں عقد بیع واقع ہوا ہو نہیں
پیر دینا جائز ہو باوجود بار بار دہا کے بھی کڈنے البتہ ہم اس واسطے کہ حاجت بار بردار ہنزلہ عیب حادث کے سے کڈنے البتہ رجوع بمقتضائے ۱ لا فیسماً
استثنیٰ ومنہ ما لو اشتراکاً تولیٰ کذا و خا طہ لظاہر نہ لایا اور سبب بہ البتہ بھی یعنی اگر مشتری کے پاس دو سر عیب بغیر فعل بائع پیدا
ہوا ہو تو مشتری بقدر نقصان عیب قدیم میں پیرے کرادن مسائل میں رجوع نہیں بجا استثنایاً ہو گیا چنانچہ وہ مسائل سستہ جوادل مذکور ہو چکے
ہر از یہ سوا درازا بخلہ میرے کہ اگر مشتری نے بیع کو بطور تولیت خرید کیا یا اسکو اپنے طفل منیر کے واسطے قطع کیا اور سیال کڈانی الزیضہ یا بائع
ناقص پیر لینے پر راضی ہو گیا کڈانی البتہ ہم رجوع نقصان کا یہ طریقہ ہو کہ اول سبب کی قیمت بلا عیب کیا ہو پھر جبکہ ساتھ کی جائی یعنی عیب قدیم
ساتھ اور دونوں قیمتوں میں تفاوت دیکھا جائی اگر تفاوت مشتری قیمت ہو تو میں سے دسواں حصہ پیرے اور اگر اس سے کم زیادہ ہو تو دسواں
کرے مثلاً اگر دس درم کو خرید کیا ہو اور قیمت اسکی سو درم ہو اور عیب سے دسواں حصہ کم کر دیا تو میں کا دسواں حصہ پیرے یعنی ایک درم اور اگر میں
ہو اور قیمت ایک سو اور نقصان عیب ہو تو میں درم پیرے سے ۱۰۰ فی القیاس کڈانی البتہ الفانی مسئلہ اخیرہ کے ذکر کرنے کی وجہ حاجت نہ تھی کہ بعد کے
مقن میں موجود ہے وہ عدم رجوع بیع التولیہ کی یہ ہے کہ اگر ایک چیز بطور تولیت کے خرید کی اور مشتری کے پاس اس میں دو سر عیب پیدا ہوا اور پیر
ایک قدیم موجود تھا تو اس میں نہ رجوع جائز ہوتا ہوتا رضامندی بائع کے رد کرنا کیونکہ اگر رجوع کرے تو میں ثانی میں اول سے کم ہوا اور مقتضای
یہ ہو کہ برابر ہوا اور قطع اور زیادت طفل کے واسطے تمکیک ہو اور قبض میں بائع اسکا نائب ہو تو اگر بائع سبب موقوف عیب کے عیب قدیم پر مطلع ہو تو
بقدر حصہ نقصان رجوع نہیں کر سکتا اسواسطے کہ وہ عیب اسکا سبب ہو امیم کا تمکیک کے کڈنے لفظاً و لہ الذی یبطل البتہ اور اسکو پیر دینا جائز ہو بائع
کی رضامندی سے ہم یعنی اگر بائع کے پاس سبب عیب ہو اور مشتری کے پاس دو سر عیب پیدا ہوا بلا فعل بائع تو مشتری مختار ہو جائی عیب قدیم
کے موافق میں پیرے چاہے سبب پیرے بشرط رضای بائع کے رضای بائع ہو اسطے شرط ہوئی کہ پیرے میں ضرر ہو بائع کا اسواسطے کہ جب سبب
اسکی ملک سے خارج ہوئی تھی تو عیب حادث سے سالم تھی لہذا رجوع بمقتضایاں مستحب ہوا مگر در صورت رضای بائع مشتری مختار ہو پیرے میں
یا کہہ لیمن بلا رجوع نقصان کڈانے البتہ ۱ لا فیسماً عیب اور زیادہ ہو تو مشتری تو باقطعہ فاطم علی عیب قدیم رجوع بہ ای نقصان
لشترک لکھ بالقطع بشرط رضای بائع پیر دینا جائز ہو کر سبب عیب کے جو بائع ہو د کا یا سبب یا دت مانع کے پیر دینا جائز نہیں چنانچہ ایک پیر اخیر کی
پیر اسکو قطع کیا پیر مشتری اس کے عیب قدیم پر مطلع ہوا تو بقدر نقصان میں پیرے اس حالت میں پیر نہیں سبب متعدد ہونے کے قطع کرنے سے
ہم پیر مثال ہے عیب نے کی اور زبانی کی مثال دخت اور رنگ وغیرہ میں آدمی کان فیکہ البتہ کڈانے ذلک لہ آستطاعہ پیر اگر
بائع نے پہاڑا ہوا اگر قبول کر لیا تو اسکو جائز ہے اسواسطے کہ اس نے اپنا حق ساقط کر دیا تو مشتری بعد از فسخ فی جلد امعاء لا فیسماً
لا رجوع لا فسخاً و کالبتہ اور اگر اوٹ خرید کیا پیر اسکو ملال بجا اور اسکی انٹریون کو مٹا دیا یا تو رجوع نقصان جائز نہیں بسبب بجا رہنے
بائع کی مالیت کی یعنی ملال کرنے سے البتہ فاسد ہو گئی کو گوشت لائق گندگی کے ہو گیا بخلاف قطع ثوب کے کہ اس میں فساد مالیت نہیں لہذا اس میں
رجوع درست ہوتا اس میں کما لا یجوز کو باع مشتری الثوب کا کہ او بعضہ او وہب بعد القطع لہذا رجوع لا یجوز لکھ
آقا دہ قطع چنانچہ رجوع نہیں کر سکتا اگر مشتری نے سبب پیر دینا کر دیا ہے کیا یا سبب کیا بعد قطع کے بسبب جائز ہونے پیرے سبب کے کا کر سبب
چنانچہ حکومصنف نے اپنے آئندہ قول میں بیان کیا فلو قطع مشتری و خا طہ او صلیغای میثم کان عینی او کت السق ہی غیر
او خبر الیقین او غیر او عینی ثم اظلم علی عیب رجوع بمقتضایاں لا منتاع الی سبب الزبانی لکھ الشرع لم یجوز الرجوع
تو ترا ضیا علی الی لا یقتضی العا ضی بہ درل دا بن کمال پیر اگر پیرے کو مشتری نے قطع کیا اور سیال یا اسکو کسی نم ہو لیکن کیا کڈانی نہیں

یا سوغی بین ملائے یا آئے کی روٹی پکائی یا زمین میں درخت لگایا یا مارت بنائی پر مشتری اوس کپڑے کے عیب قدیم پر مطلع ہوا تو بقدر نقصان
 شے سے پیرے ہوئے بولے اقلع پیرے کے بسبب یا دہو چلنے میں عیب کے اور عیب مستثنیٰ رد بولے حق شرع کے ہے بسبب حاصل ہونے دہو کو یہاں
 کہ اگر بائع اور مشتری دونوں روپیچ پر راضی ہو جاویں تو حاکم اوس پر حکم کرے کہ لٹے الدر وہاں کمال ہم زیادتی میں عیب اقلع رد ہوا سولے ہو کہ
 اصل بیع میں بلا زیادتی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ زیادتی جدا نہیں ہو سکتی اور مع زیادتی فسخ کی کوئی وجہ نہیں تو بھر صورت فسخ مستحق اقلع کو
 مناسب تھا کہ یوں کہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس سولے کے حد میں رہا تو قدر اور جنس ہی ہوئی جو سو یہاں دو تو مفقود ہیں کذا فی الحکام لکھا جو ہم لوہا
 ای المبتغی مرقہ فی لہذا الصلوة بعد رؤیة العیت قبل الإضی بہ صریحاً اور کلا لا چنانچہ مشتری رجوع بقدر نقصان کر تا ہے اگر مستثنیٰ
 الرد کو بیچا اس صورت کو کہ عیب کی ہونے کے بعد قبل اوس کے ساتھ راضی ہونے کے بطور صراحت یا دلائل کے ہم یعنی اگر ادا رضامندی ثابت
 ہوگی تو بیع سے رجوع نقصان نہ ہوگا رضایہ طریق دلائل ہر طرح ہو کہ مبیم کو لباس یا کوب میں تھمال کرے اقلع روٹی کیسے شارح اشارہ کیا کہ
 اقلع سابق جو بیع پر تو بیع کو اقلع میں کچھ تاثیر نہیں تو مشتری بیع سے ماہیں مبیم کا نہ ہیرا لہذا رجوع نقصان میں اس کو اختیار ہوگا کہ لٹے
 الحوط وی اومات العبد المراد ہلاک المبیم عند المشتوی او اعلقہ او یجری او اسنقلاہ او وقف قبل علمہ بعیبہ یا غلام
 مرگیا موت عید ہو یا کہ مبیم مراد ہو مشتری کے پاس خواہ مبیم آدمی ہو یا غیر اسکا یا غلام کو مشتری نے آزاد کر دیا یا بد بیک یا نوڈمی کو حرم بنا یا مبیم کو
 وقف کیا اوس کے عیب یا ہونے سے پہلے او کان المبیم طعاماً فاکلہ او بعقہ او اطمعہ عبدہ او مدبرہ او ام لہ او لبس الثوب حتی
 تخرق فانہ یرجع بالنقصان استحضاراً عندہا و علیہ الفلوی بحر وعنا یرد ما بقی و یرجع بالنقصان ما اکل و علیہ الفلوی اختصاراً
 وقحستانی یا مبیم طعام تھا ہو مشتری نے اوس کو لبس یا ہتھوڑا کیا یا اپنی غلام یا مدبر یا ام ولد کو کہلا یا یا کپڑا پہنا یہاں تک کہ پہن گیا تو بقدر نقصان
 مٹن پیر لگا صاحب کے نزدیک بدلیل احسان اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی البحر اور صاحبین سے دوسری روایت یہ ہے کہ طبع کو پیرے کو پیرے اور پیرے
 کہنا تاکہ یا ہو اس کے نقصان کو پیرے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ لٹے الاختیار والقحستانی ہم جیسے احقاق اور تدبیر اور استیلاہ اور وقف میں شرط
 ہو کہ بچہ فعال قبل علم بالعیب ہوں ویسے ہی اکل طعام اور لبس ثوب میں بھی شرط ہے کہ قبل علم بالعیب ہوں چنانچہ ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے تو شارح
 مناسب کہ قید مذکور لبس ثوب کے بعد مذکور کرنا مسائل عشرہ کو شامل ہوتا اور صاحبین کے قول پر فتویٰ فقط اکل طعام میں ہو اور شارح کے بیان سے
 معلوم ہوتا ہے کہ جمیع مسائل یا مسئلہ اخیرہ میں فتویٰ ہے اور صاحبین کے قول کو جواز الراجح میں احسان کہا ہو اور ہدایہ اور عنایہ اور شرح القدر اور شرح
 نیلے میں یوں مقرر ہے کہ احسان عدم رجوع ہے اور یہی قول ہے امام عظیم کا کذا فی الحلبہ ولو کان فی وقا تین فلاحہ مگر الباقی بحقیقہ میں
 التمسین اتفاقاً ابن کمال وابن ملک وسیحی قلت فعلی ما فی الاختیار والقحستانی یدفع القیاس فتنبہ اور اگر طعام دو تین
 میں ہو تو مشتری کو باقی طعام کا پیرنا اوس کے حصہ موافق مٹن کہ کہے باتفاق امام اور صاحبین درست ہو کذا مٹن ابن کمال فی ایضاح الاصلاح ابن
 ملک اور یہ مسئلہ سہی باب میں آویجا میں کہتا ہوں بموجب اختیار اور قحستانی کی عبارت کے قیاس راجع ہو گیا سو خبردار ہو جاہم قیاس یعنی رجوع نقصان
 بھی قول صاحبین بیان شارح کا بیان ہدایہ اور عنایہ اور فتح القدر اور شرح نیلے کے موافق ہو گیا کہ قول صاحبین قیاس ہے نہ احسان کہ لٹے
 الحلبہ ولو اعلقہ علی مال او کاتبہ او قتلہ او آبق او اطمعہ طفلہ او امرأۃ او مکاتبہ او ضیقہ مجنبی بعد اطلایہ علی
 عیب کذا ذکر المصنف تبعاً للعینی فی الکر لکن ذکر فی الجمع فی الجیم قبل ال ذیۃ و آخر لیس احہ حتی العینی فی فیک البعد
 بالاولیۃ فتنبہ لایسجہ بشی لا متناع الہ بفعلہ اور اگر مشتری نے غلام کو بعض مال کے آنا دیا یا اس کو نکاح کیا یا مار ڈالا یا دہ بیا
 گیا یا کہا ناپنے طفل ازوجہ یا نکاح یا اپنی وہاں کو کہلا یا کذا فی المجتبہ بعد مطلع ہونے مشتری کے عیب پر ایسا ذکر کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں تبیم
 ہو کر عینی کا مزا الحقائق شرح کنز الدقائق میں لیکن مجہد میں جمیع مسائل میں قبل رویت کو ذکر کیا ہو اور اس کے شارحین نے اس قید کو مسلم رکھا ہے

لہ بیع جائز ہو نہ ہو

یہاں تک کہ معنی نے ہی شرح مجمع تین کلام معنی میں بعدیت اولے ہونے کی مفید ہوئی خبر دار رہنا تو مسائل مذکورہ میں مشتری کچھ ہی رجوع نہیں کر سکتا بسبب متعین ہونے روکے اس کے فعل سے ہم معنی کے کلام میں تناقض سے شرح کنز میں بعدیت مذکور ہی اور شرح مجمع میں قبل ویت جلی نے کہا روایت مجمع ہی حق ہے والا ان مسائل میں یعنی اعتاق بالمال سے آخر تک اور مسائل سابقہ میں یعنی بیہ اور موتہ اور اعتاق اور تدبیر میں کچھ فرق نہیں رہتا والاصل ان کل موضوعات لباثہ اخذہ معیناً لاجرم باخراجه عن قلاہ والا رجح اختیار اور قاعدہ کلیہ ان مسائل میں یہ ہے کہ جہاں کہیں بائع کو بیع کا باعیب لینا درست ہو تو وہاں مشتری منسکو بقدر نقصان پیرلے نہیں سکتا بسبب اخراج بیع کے اپنی ملک سے والا پیر سکتا ہو کذا فی الاختیار ہم بحر الرائق میں ہے کہ اس قسم کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ جب رو بیع متعین ہو مشتری کے فعل مضمون سے چنانچہ قتل اور تملیک غیر موجود بالنقصان متعین ہے اور جب رو بلا جہت مشتری مشتری کی جہت ہو مگر بفعل غیر مضمون چنانچہ کلا ہونا آت آسانی سے یہیہ کام ہو جانا یا زیادہ ہو جانا سطر چہر کہ مانع رہو باعتاق اور تدبیر اور سہیلہ و قورجوع بالنقصان متعین نہیں کذا فی الطحاوی ذوقہ الفتی علی قولہما فی الاکل و اقترہ القحستانی اور اختیار میں ہو کہ فتویٰ صاحبین کے قول ہے اکل طعام من اذنیات رکتہا اسکو ہستانی نے ہم ذکر فسکو عنقریب کو رو چکا تو مکر ہو گیا شئی محض او یطبخ لجنہ و قلاء فکسرت فجل فاسیداً یلتقم بہ و لو علقاً لادوات فلہ ان لم یبتاول صینہ شیناً بعد علمہ بعیبہ نقصانہ خرید کے اندر اور خر بوزے کی مانند کوئی چیز چنانچہ اخروٹ یا لکڑی یا کھیر پیر کو توڑا تو ایسا گڑا پایا جولائی انتفاع ہے اگرچہ جانور دن کا چارہ ہو سکے تو اسکو بقدر نقصان شن پیر لینا جائز ہے اگر اوسین ہو بعد عیب و رقبہ ہونیکے کچھ نہ کہا یا ہو معنی بعد کچھ لینو کے کچھ پیر لینا درست نہیں کذا فی النہر الا اذا اذنی البائع بہ کرجب کہ بائع اس کے پیر لینے پر راضی ہو تو رجوع نقصان جائز نہیں و لو علی عیبہ قبل کسرت فلہ مخرہ اور اگر مشتری اسکا عیب جان گیا نبل اس کے توڑنیکے تو اسکو پیر دینا جائز ہے و ان لم یلتقم بہ اصلاً فلہ کل الثمن بطلان البیع اور اگر لائق انتفاع ہو سطر چہر کہ اندا گندہ ہو یا لکڑی کر و می ہو یا اخروٹ خالی بے مغز ہو تو کل ثمن مشترک ہو بسبب باطل ہونے بیع کے ہواسطے کہ توڑنیکے بعد معلوم ہو کہ وہ مال نہیں کذا فی النہر و لو وجد الکثیر فاسیداً اجازت بحقیقہ عند کما ہنر اور اگر اکثر اندون اور خر بوزون کو فاسد پایا اور کستر کو سیم تو بقدر صیغ بیع جائز ہے صاحبین کے نزدیک کذا فی النہر ہم نہایہ میں ہو کہ صاحبین کا قول اصح ہے قلیل وہ جو جسے اخروٹ خالی ہوتے ہوں عادت میں چنانچہ سو میں ایک اور دو تو ایک دس میں کثیر ہو چنانچہ قنہ میں مصرع ہے اور خصی نے کہا کہ تین غنہ ہیں یعنی سو میں کذا فی النہر الفائق فی الجبلی لو کان سمناً ذائباً فاکلہ ثم امر بائعہ بوقع فاقترہ فیہ رجم بنقصان العیب عند ما وہ یفتی اور مجتہد میں ہو کہ اگر گہی پھلا ہو اور اسکو مشتری نے کہا یا پیر اس کے بائع نے اوسین چو ہو گرنے کا اقرار کیا تو مشتری نقصان عیب کو پیرلے صاحبین کے نزدیک اور سہیلہ فتویٰ ہے ہم یعنی طاہر گہی کی قیمت کچھ یا پیر نہیں گہی کی جو اس نجاست کے نجس ہو گیا ہو پیر قدر تفاوت کو بائع سے پیرلے کذا فی الطحاوی باء ما اشتد الا قولہ المشتد فی الثانی علیہ عیب سترہ لا علی بائعہ لو تدد علیہ بقضاء لانه قسم ما لم یجدش بہ عیب آخر عندنا فایجمع بالنقصان مثلاً یہ بیجا اسکو جو خرید کیا تھا خالد سے سو مشتری ثلثے نزدیک وہ چیز پیر دی بسبب عیب کے تو زیادہ اس کے بائع کو یعنی خالد کو پیر دے اگر وہ بیع حکم نہ ہو اور اسواسطے کہ رد حکم فاضلہ فتح ہے اصل بیع کا تا دقتی کہ مشتری ثانی کے پس دوسرا عیب سوا عیب ہم کے نہ پیدا ہو گیا ہو تو مشتری ثانی نقصان پیر لگا ہم مشتری ثانی کے رد بیع کی ہواسطے قید لگائی کہ اگر بیع کی پر مشتری عیب قدیم پر مطلع ہوا اور دوسرا عیب اس کے پاس پیدا ہوا اور اسے عیب ہم کا نقصان پیر لیا تو امام کے نزدیک بائع اس کے بائع سے یعنی مشتری اول بائع سے عیب قدیم کا نقصان نہیں سکتا ہو اور صاحبین کے نزدیک پیر سکتا ہے کذا فی الطحاوی من البحر و هذا لو بعد قبضہ فلو قبلہ و کذا مطلقاً فی غیر العقار کا انہی جینا کرتے ہیں اور شہدہ اور یہیہ رد بیع کے واسطے حکم فاضل کا شرط ہونا ہوتی ہو جبکہ مشتری ثانی کے قبض کے بعد ہوا ہو سو اگر مشتری ثانی نے یہ حکم قبل

قبض کر چیکے پیر یا ہو تو مطلقا خواہ بقضا ہو یا برضا پیر سکتا ہے غیر اراضی میں نہند و بخیار الرؤیۃ اور بخیار الشرط کے کذا فی الدرر ہم یعنی اگر مشتری
ثانی نے بخیار الرؤیۃ یا بخیار الشرط میں ردیم کی تو مشتری اول کو بھی پیر تیار اسکے بائع پر مطلقا جائز ہو خواہ بقضا ہو یا برضا تو یہ تشبیہ ہو
رد مطلق میں اور اراضی کو اس واسطے ہستنا کیا کہ او سیر مشتری اول بائع پر ردیم کر سکتا ہے ورنہ حکم قاضی کذا فی المحاکم و هذا اذا
بائع قبل اطلاقه علی العیب فلان بعد الاطلاق مطلقا محض اور یہ یعنی جواز رد ہوتی ہے جبکہ مشتری اول نے اسکو بجا جو عیب پر مطلع
ہونے سے پہلے سوا کے بعد اطلاع کے بیچ کی تو مطلقا رد جائز نہیں کذا فی البحر یعنی اگرچہ جو حکم قاضی ہو اس واسطے کہ بیع کرنا بعد اطلاع عیب لیل سے
رضا مندی کی و هذا فی غیر التقنین لعدم تعلینما قالہ الرکب مطلقا شروح جمع اور یہ یعنی تفصیل مذکور ردیم میں باعتبار قضا اور رضا
تقدین کے غیر میں ہے سبب متعین ہونے تقدین کے بیع میں تو تقدین میں مطلقا ردیم جائز ہے کذا فی شرح الجمع ہم بحر الرائق میں جو کہ بیع میں
میں ہونے کی قید لگائی تا صرف سوا احتراز ہو جاوے اس واسطے کہ او سیر ردیم بیع سے بظرف قضا و رضا اس واسطے کہ دینار متعین نہیں حقوق میں تو
جب کہ دینار درم سے مول لے پر دینار دوسرے ہاتھ بیچے پیر مشتری ثانی نے دینار میں عیب پایا اور اسکو پیر دیا تو مشتری اول بائع
پیر سے کذا فی المحاکم و تورقہ لا برضا ولا قضا لا وان لم یجد مثله فی الاصل لا فاقالہ اور اگر مشتری ثانی نے سبب کو مشتری
اول کی رضا مندی سے پیر دیا بائع قاضی تو مشتری اول اسکو بائع پر نہیں پیر سکتا اگرچہ وہ ایسا عیب ہو جسکا مثل نہ پیدا ہوتا ہو قول اصحاب
کہ وہ اقالہ سے اور وہ بیع جدید بخلاف بیع بائع کے حق میں کذا فی الزہری اور قول غیر اصحاب یہ کہ جو عیب حادث ہو سکتا ہو چنانچہ زائد و غلی
تو اسکو مشتری اول بائع پر پیر سکتا ہو اس واسطے کہ بالیقین ثابت ہو کہ عیب بائع اول کے پاس موجود تھا کذا فی المنع ادعی علیہ المبیع
او حقیقین بعد قبضہ المبیع لعمدہ المشتري علی دفع الثمن للبائع بل یزکون المشتري لاثبات العیب او یحلف بالبائع
علی نفيه ويدفع الثمن ان لم یکن شہود مشتری نے دعوی کیا اس عیب کو جو سبب بیع یا کم کرنے ثمن کا ہو بعد قبضہ کرنے سبب کے
تو مشتری پر جبر نہ ہو گا بلکہ کوٹن شہود پر بلکہ گواہ لا مشتری اثبات عیب کے یا بائع اسکا قسم کہا کہ نفی عیب پر اور مشتری ثمن دے اگر گواہ نہ ہوں تو
ان ادعی غیبہ شہود دفع الثمن ان حلف بالبائع اور اگر مشتری نے اپنے گواہوں کی مدد ضروری کا دعوی کیا تو ثمن دینا چاہیے
اگر بائع نے نفی عیب کی قسم کھائی ہو ہم اگر مشتری اسکے بعد گواہ لا دیا تو ثمن پیر لیا جائیگا و لو قال اخذت حلی ثلثۃ ايام اجالہ اور اگر
مشتری نے کہا کہ میں گواہوں کو حاضر کرتا ہوں تین دن تک تو قاضی اسکو مصلحت سے و لو قال لا یکنہ لی فحلفہ ثم انی ہما قلیت خلافا
لما فیہ اور اگر مشتری نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں اور قاضی نے بائع سے قسم لی پر مشتری گواہ لایا تو شہادت مقبول ہوگی بخلاف صاحبین کے کذا
فی الفتح و لی من العیب یمکنہ ای التباہ عن الخلف اور عیب لازم ہو گا بائع کے قسم کھانے سے اس واسطے کہ انکار قسم حجت ہو یا سوا
مدد کو کذا فی المنع ادعی المشتري باقا و منح ما یشتد لہ وجہ العیب عند ما تجوز وسبق وجوب الخلف بائعہ اذا انکر
قیامہ للحال حتی یزکون المشتري انه قد اتى عندہ فان من حلف بائعہ عند ما اتى ما اتى وما سبق وما سبق قسط
وفی الکبیر یا قہ ما اتى من بلغم مبلغم الرجال لا اختلافہ صغرا و کذا مشتری غلام کے بہانے کا دعوی کیا اور بہانہ کی مانند وہ عیب
جسکے پیر کرنے واسطے وجود عیب قدین کے پس شرط طہ و چنانچہ بل اور سرقہ اور جنون تو قسم نہ بجا نیگی اسکے بائع سے جب وہ اس عیب کے
بالفعل موجود نہ ہو کا شکر ہوتا وقتی کہ مشتری گواہ لا دے اس پر کہ غلام بجا گیا مشتری کے پاس تو اگر یہ امر بجا ہی ثابت کر چکا تو قاضی صاحبین کے نزدیک
اسکے بائع سے یون قسم لے گا کہ قسم خدا کی کہ وہ کبھی نہیں بہا گا اور نہ چوری کی اور نہ دیوانہ ہوا اور جو ان غلام میں یون قسم کھائی کہ قسم
خدا کی کہ وہ نہیں بہا گا جب کہ وہ جوان مرد و بچہ برابر ہو سچا سبب مختلف ہو کر نیکی کے طفلی اور جوانی میں یعنی طفلہ میں گزرتا ہے عیب نہیں اور
جوانی میں جبے کما مر سا بقام اور اگر بائع نے قیام عیب کے الحال کا قرا کیا تو اس سے سوال ہو گا کہ تیرے پاس یہ عیب موجود تھا تو اگر کوئی

اسکا ہی قرار کیا تو پھر یا جائیگا مشتری کی اتھاس سے اور اگر وجود عیب کا پتہ پاس انکار کیا تو مشتری سے گواہ طلب ہو جائے اس پر کہ یہ عیب بائع کے پاس
 بھی موجود تھا سو اگر اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو پھر دیا جائے گا اور اگر مشتری گواہ نہ لایا تو بائع سے قسم بجا نیکی کذلک النہر و اعلم ان العین
 انما اکتفی بآبائی و علی حکمہ معلوم کر کہ عیب چند قسم ہیں ایک قسم کا عیب مخفی جو چنانچہ بہانہ اور اسکا حکم معلوم ہو چکا ہو بون معلوم ہو چکا کہ
 گاہے متحقق ہونا عیب کا عادی کے پاس باوجود اتحاد حالت شرط ہو اور گاہے شرط نہیں اور اسکو اختیار ہو قبول اور رد میں مگر جب کہ دوسرا عیب
 اس کے پاس پیدا ہو گا تو مقدم کر کے نہ ہند وہ عیب جو معلوم نہ ہو وہ تجربہ اور آزمائش کے چنانچہ مرقہ اور بول نے الفرش اور جنون کذا فی المطاوع
 وظاہر لہو کہ وہ قسم زائدہ او ناقصہ فیقضى بالرد بلایمین للمیقن بہ اذ العیۃ الرضی بہ اور دوسری قسم عیب ظاہر
 جو چنانچہ یک چشمی اور گنگی اور زیادہ یا کم اور کھلی تو قاضی رو بہ حکم کرے بدون قسم لینے بائع کے بسبب متیقن ہے اس عیب کے مشتری اور بائع کے پاس
 جب کہ بائع نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مشتری اس عیب سے راضی ہو گیا م اس طرح اگر بائع نے دعوے کیا کہ مشتری اس عیب کا واقف تھا خرید کے وقت
 یا اس نے ابراہیم عیب کا دعوے کیا سو اگر اسکا دعوہ ثابت ہو گا تو بون سے مشتری کے اقرار سے تو حکم رد نہیں ہو سکتا اور مشتری سے قسم بجا نیکی پھر اس سے
 اگر قسم کھائی تو پھر اسے اور اگر قسم انکار کیا تو رد متنع ہو کذلک النہر و ما لا یغفرہ الا الاطیاء ککلی فی کفی قولہ عدلہ ولا ثباتہ عند بائعہ قولہ
 عدلہ این اور تیسری قسم وہ عیب جسکو کوئی نہیں جانتا سوائے اہلباس کے چنانچہ در و جگر نو کفایت کرتا ہی ایک عادل طبیب کا قول اور اس عیب کے
 نیت کرنے کے واسطے اس کے ہائیکے پاس و عادل طبیبوں کا قول کافی ہے ہم اور اگر قاضی خود طبیب ہو تو خود اسکو در نہت کرے کذلک النہر عن البائع
 و ما لا یغفرہ الا الاطیاء ککلی فی کفی قولہ اللحدۃ ثم یحلف البائع عینی اور چوتھی قسم وہ عیب جسکو کوئی نہیں جانتا مگر عورتین چنانچہ عورت کی
 شرمگاہ کی بستگی تو ایک عورت کا قول کہنے سے پورا بائع سے قسم بجا ہی کذلک النہر عینی ہم مینے میں یون نہ کر رہی کہ قیام عیب فی الحال میں ایک ثقبہ عورت
 قول کا شے پھر اگر یہ اختلاف بعد قبض کے ہو تو رد یہ نہیں عورتوں کے قول سے بلکہ تملیف بائع ضرور ہے کذلک النہر و قلت و نقی حاکمین کا لفظ
 الرجال والنساء نفی شوم قاضی خان شری بخاریہ و ادعی انما خلت الخلف البائع میں کہتا ہوں باقی رہی پانچویں قسم عیب کی قسم نہ مرد
 دیکھیں نہ عورتین سو قاضی خان کی شرح میں جو کہ خرید کی لوندی اور مشتری نے دعوہ کیا کہ وہ ختم ہو تو اس میں بائع سے قسم بجا ہی یعنی جب اسکو
 نہ مرد و یکہ کے نہ عورت تو بجز قسم بائع انفصال کا کوئی طریقہ نہیں آسکتی بعض المبیع فان کان استحقاقہ قبل القبض للکل خلی فی کل تلف
 الضمۃ یعنی بعض مبیعین غیر بائع کی ملک استحقاق ثابت ہو اسو اگر استحقاق قبل قبض کرنے کل سیکے ہو تو مشتری ہر ایک قیمی اور شئی میں محتاج ہے
 چاہو باقی میں بیع قائم کے پہلے پھر بے متغیر ہوئے منصف کے ہم کل ٹالنے سے کل میں مراد نہیں جیسا بعضوں نے سمجھا ہو اس واسطے کہ بعض مستحق
 میں بیم باطل بلکہ کل سے قیمی اور منصف مراد ہے کذا فی المطاوع وان بعد خیر فی القیۃ لانی خیر لان تبعض قیمی عیب المثلۃ کہ آسکتی اور
 اگر استحقاق بعد قبض کے ہو تو مشتری محتاج ہو قیمی میں نہ غیر قیمی میں اس واسطے کہ تبغی قیمی کی عیب نہ منصف کی چنانچہ آویجا ہم یعنی اگر استحقاق سو باقی میں
 عیب پیدا ہو چنانچہ گہریا نہیں مہلام تو مشتری باقی میں مختار ہو چاہے اس کے حصے کے موافق من و دیکرے چاہو پھر سے اور اگر مبیع وہ چیز میں یون جو بے
 شے واحد کے میں کم میں ہر ایک چیز مستحق کلی تو ہی اسکو بانی میں اختیار ہو اور اگر استحقاق سو عیب ثابت ہوتا ہو باقی میں چنانچہ مبیع و و کسرے یا دو
 غلام ہون ہر ایک مستحق ملے یا تاج کا ڈھیر ہو اور اس میں بعض مستحق غیر ہو تو اسکی تبغی میں ضرر نہیں تو باقی کا لینا مشتری کو لازم ہو اس میں انبیاء
 پیرے کا نہیں کذا فی النہر و لکن شری شیعین فقہ بعض احد ہا و ان الاخر فی حکمہ ما قبل قبضہا فلوا استحقاق او تعیب احدہما
 خیر اور اگر دو چیزیں خریدیں سو ایک پر قبضہ کیا نہ دوسری پر تو اسکا حکم وہ ہو جو ما قبل قبض کا حکم ہو یعنی اگر ایک میں استحقاق یا عیب ثابت ہو تو
 مشتری مختار ہو و ہوای خیار العیب کذا فی العیب الذلحی علی المعتمد و ما فی الحاکم غریب بھی اور وہ یعنی خیار العیب بعد دیکھنے
 عیب کے ترانی پر ہے یعنی فی الفور نہیں بنا بر قول مستحکم اور وہ جو ما و میں سو غریب یعنی قول ضعیف کذا فی البہرہ ما و میں جو کہ مشتری نے بعد

۱۱ عورت عورت کا شرمگاہ کی بستگی تو ایک عورت کا قول کہنے سے پورا بائع سے قسم بجا ہی کذلک النہر عینی ہم مینے میں یون نہ کر رہی کہ قیام عیب فی الحال میں ایک ثقبہ عورت

عیب ریگہ کے باوجود قدرت علی الرو کے رکھ لیا تو یہ رضا مندی ہو یعنی اب اسکو پیرنے کا اختیار نہیں کذا فی الحلیہ فلو خاتمتم ثم ترکتم عاد و
 خاتمتم فله الگ مالک یوجد مبطلہ کذلک لیل الرضی فتم تو اگر مشتری نے بسبب عیب کے جگر دکایا پھر جگر چھڑ دیا بعد مدت پھر آیا اور جگر دکایا تو
 اسکو پیرنے کا اختیار ہے تا وقتیکہ مبطل اختیار نہ پایا گیا ہو چنانچہ دلیل رضا مندی کی کذا فی الفہم وفي الخلاصۃ لو لم یجد البائع حق مالک حرم
 بالانقصان اور خلاصہ میں کہ اگر مشتری نے بعد اطلاع عیب کے بائع کو نیا یا بیان تک کہ مبیم ہلاک ہوئی تو بقدر نقصان من سے پیرے والے اللبس والروکب
 والمکمل والاکلہ وبہ علی رضی بالعیب الذی یدأویہ فقط ما لم یقتضہ وجندی اور پنا اور سوار ہونا رضا مندی ہو عیب کی اور سبکی
 دو اگر تائیدی ہو سیکر علامہ میں صرف کرنا کذا فی یعنی رضا مندی ہے فقط اسی عیب کی جسکی دوا کی تا وقتے کہ داسے اسکو ناقص کر دیا ہو کذا فی البرجستہ فتم
 اگر مبیم غلام ہو اور مشتری نے اس کے عیب کی دوا کی تو یہ رضا ہو کیونکہ یہ دلیل ہے اس کے رکھ لینے کی لیکن اگر غلام میں دو بیاریاں ہیں اور ایک
 بیاری کی دوا کی تو دوسری بیاری کے سبب اسکو پیرنے کا اختیار جو بشرط کہ داسے نقصان زیادہ نہ ہو گیا ہو چنانچہ غلام کے ہاتھ میں دو
 ہتا اور اسکی دوا نہ ہتہ اس کا شل ہو گیا یا انکھ میں اسکی سفیدی تھی اور دوا کرنے سے انکھ پوٹ گئی تو اب دوسری عیب کے سبب اسکو پیرین
 سکتا اس واسطے کہ مشتری کے پاس اس میں دو نقصان پیدا ہو گیا کذا فی الطحاوی وکذا کل مفید رضی بعد ابعاد العیب عیتم انکھ واکثر من
 اسی طرح ہر قول اور فعل جو مضیہ رضا سے کا بعد دریافت کرنے عیب کے پیرنے کا اور بقدر نقصان من پیر لینے کا مانع ہو وصیۃ العرض علی البیم
 الا لہا ہر اذ وجد ہا تریوفا فعرضها علی البیم فلیس فی کعرض ثوب علی خیاط لی نظر بکفیہ ام لا وعرضہ علی
 المقویین لیفقہ اور مجملہ دلائل رضا مندی پیش کرنا مبیم کا بیچنے کے واسطے سوا ہی دراہم کے جبکہ انکو کوہنٹا پایا پھر انکو مبیم کے واسطے
 پیش کیا تو یہ پیش کرنا رضا مندی نہیں چنانچہ کہ اسے کرنا درزی کے تاکہ وہ دیکھے کہ اس کے قمیص وغیرہ کو کفایت کرتا ہے یا نہیں یا ساسے
 کرنا مبیم کا قیمت والوں کے تاکہ اسکی قیمت ہرائی جاوے رضا مندی نہیں ہم اور مجملہ دلائل رضا مندی اجارہ اور رحن اور کتا سے بعد اطلاع
 عیب کے اور مبیم یہ کہ دو سبب کا مستند لینا رضا مندی جو نہ اول بار کا استعمال کذا فی النحر وکذا قال لہ البائیم اتبعنا قال نعم لہم ولوقال
 لا لایا لک نعم عرض علی البیم ولا تقر بلیک لہ ہر ازہ اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کیا تو اسکو چاہا اس کے کہا مان تو مبیم لازم ہو گئی
 ابخیا رالعیب نہیں پیر سکتا اور اگر مشتری نے کہا کہ نہیں تو مبیم لازم نہیں اس واسطے کہ مان کہنا مبیم کے واسطے پیش کرنا ہے اور نہیں کہنا بائع کی ملکیت
 رکھنا ہو کذا فی البرازنیہ یعنی یہ چیز میری ملک نہیں ہو اس واسطے کہ میں اسکو پیر دوں گا بلکہ یہ تیری ملک ہے لایکون رضی الروکب علی البائیم
 او لشرای العالف لہا واللسقی والحال ان المشتري لا بد لہ منہ ای الروکب بھیج او صعبو تہ رضا مندی نہیں سوار ہونا بائع کو پیرنے
 کے واسطے یا جانور کے چارہ خرید کر نیچے واسطے یا اسکو پانی پلانے کے واسطے اور حال انکھ مشتری کو سوار کی ضرورت ہے بسبب اپنی عاجزی کے یا جانور
 کی مرضی کے ہم یعنی مشتری نا توانی سے امور مذکورہ کے واسطے پیدل نہیں جاسکتا یا جانور کشیں ہو کہ بدون سوار ہو نیچے نہیں ہوتا تو ایسا سوار ہو کر دلیل
 رضا مندی کی نہیں تو معلوم ہوا کہ سوار ہی بلا ضرورت رضا ہو کہل ہو قید للاخیرین او للثالث استظهر البرجندی الثالثی واحقدا للمصنف
 بتعالی الدل والجمہر الشہید وغیرہ الاول اور کیا ضرورت سوار کی اخیر میں یعنی چارہ خرید کرنے اور پانی پلانے کی تیسے یا تینوں کی قید برجندی
 ثانی کو قوی کہا ہو اور اسی پر مصنف نے فتا دیکھا ہو اپنی شرح میں در راوہم الرائق اور منی کا تابع ہو کر اور انکے غیر اور مصنفین نے اول کو قوی کہا ہو ہم
 مصنف اپنی شرح میں لفظ میں کہا لا بد لہ منہ قیدے اخیر میں کی اور اسی پر ہر سہاؤ نے ہر الرائق میں اعتماد کیا ہو اتھے تو اول سے اخیر میں مراد ہیں
 اور ثانی سے امور ثلثہ اور اگر شارح ہر باسی اول ثانی کہتا تو بہتر متاعینی تا خلافت متا در نہو تا خلاصہ مبیم کہ بیان دو قول ہیں ایک قول میں اطلاق ہے اور
 دوسرے میں تفصیل ہے کذا فی الطحاوی وکذا قال البائیم رکتھا کما تجتک وقال المشتري بل لا رکتھا فاقول للمشتري یجوز اور بائع نے
 مشتری سے کہا کہ تو جانور پر سوار ہو اپنا کام کیوں اس واسطے اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کے پیرنے کے واسطے تو مشتری کا قول معتبر ہے کذا فی البرجندی

من الشیء لیس فیہ اور تقبل اور ساس میں اگرچہ فروج منی ہو لیکن چون مقدمہ ہو ملک اندھ حکم طے میں ہو و لوالہی زوجات کتاباً حاکماً ملک بکراً
 بحر اور اگر قربت کرنے والا لوندی کا زوج ہو اگر وہ ثیبہ ہو تو اسکو پیرے اور اگر بکرہ ہے تو نہ پیرے کذا فی البحر و راجع بالنقصان لا متناع
 الرق یعنی اگر مشتری و طلی کا عیب پاوی تو بعد نقصان میں پیرے بسبب نہ جائز ہونے پیرے کے و فی المنظومۃ الجلیۃ لو شرب طبارھا
 فکانت قیلاً لم یجزم بالربعین در حکم نقصان هذا العیب و فی الحاکم والملقط الشیء کیست بعیب الا اذا شرط
 الشیء فیکون حال عدم المثل و اور منظومہ مجیبہ ہے کہ اگر مشتری نے لوندی کی بکارت کی شرط کی پھر وہ ثیبہ ظاہر ہوئی تو اسکو نہ پیرے
 بلکہ پانیس درم نقصان اس عیب کا پیرے اور حادی اور ملقط میں ہے کہ ثیبہ ہونا عیب نہیں مگر جب کہ بکارت شرط کی ہو تو اسکو پیرے اگر ثیبہ ہو بسبب ہونے
 شرط کے ہم منظومہ کی روایت میں مراد یہ ہے کہ اسکا ثیبہ ظاہر ہونا مشتری کی و طلی سے ہونا ماقبل کے موافق ہو جاوے اور حادی اور ملقط کی روایت
 اس پر محمول ہو کہ اسکا ثیبہ ہونا بغیر طے کے مشتری کو معلوم ہو جائے تو اب دو وزن روایتوں میں تعارض نہ آتا کذا فی الطحاوی و الا اذا اقبلھا البیاع
 و کذا لا متناع حکمہ فاذا ارضی زائل الامتناع و یعوض الرث بالعیب القلیل بعد زوال العیال الجبہ و فی تعویض الممنوع بمرال
 تعایض در فیہ المتبع مع المتفصّل علی الراوی فخر اگر جب کہ بعد و طلی مشتری کے بائع نے اس لوندی کو قبول کر لیا تو پیرے دینا جائز ہو
 اس واسطے کہ امتناع رد بسبب بائع کے حق کے تھا سو جب کہ وہ رضی ہو گیا تو امتناع زائل ہو گیا اور پیرے دینا پھر جائز ہو گیا بسبب عیب قدیم کے
 بعد زائل ہونے عیب حادث کے واسطے عود کرنے ممنوع کے بسبب زائل ہونے بائع کے کذا فی الدرر و تعویض اب پیرے نقصان کے ساتھ بنا بر قول
 زائر کے کذا فی الزم نقصان کے ساتھ پیرے یعنی جب کہ پیرے نامنوع تھا اور مشتری نے بعد نقصان قدیم میں پیرے لیا تھا و مقدار میں کو بھی پیرے
 کذا فی الطحاوی و ظہر عیب مشتری البائع الغائب و اشدّ عند القاضی فوضعه عند عدل فاذا اهلك هلك علی مشتری الا
 اذا تعقّل لقاضی بالمد علی بائعہ لان القضاء علی الذائب بلا خصم ینفذ علی الاظهر در ظاہر ہوا عیب اس چیز میں جو خرید ہوئی
 رہی بائع غائب اور مشتری نے عیب کو نہ کیا تا قاضی سے پاس ہو تا قاضی نے یہ حکم شفع من سمہ کے پاس کہوایا تو اگر وہ چیز ہلاک ہوگی تو مشتری کا مال
 ہلاک ہوگا نہ بائع کا مگر جبکہ قاضی اس کے پیرے نے بائع پر مکرمے تو بائع کا مال ہلاک ہوگا اس واسطے کہ قضا علی الغائب بلا حضور و عدم ناقد ہوجاتی ہو
 بنا بر قول اظہر کے کذا فی الدرر ہم نفاذ قضا علی الغائب میں دو روایتیں ہیں کتاب المغنودین نفاذ کی روایت کی تعلیم ہو اور کتاب القضاء میں عدم نفاذ
 کی روایت کی تعلیم ہے شرح حموی میں ہے کہ ظاہر کلام فقہا اس پر دلالت کرتا ہے کہ قاضی سے قاضی مجتہد یا قاضی غیر خفۃ المذہب مراد ہے جس کے مذہب
 میں قضا علی الغائب جائز ہے اور خفۃ المذہب قضا علی الغائب کیونکہ اگر اپنی رائے پر قرار دیکے حالانکہ اس کے واسطے کوئی رائے نہیں باوجود امتداد کرنے
 اپنا امام مذہب کے کذا فی الطحاوی و مضافاً علی العبد المقبوض او قطع بسبب کان عند البائع کقتل او یرد یرد المقتطوع او امسک
 و رجع بنصف ثمنہ جمع و اخذ ثمنہما ای من المقتطوع و المقتول را ایا غلام مقبوض مشتری کا یا اسکا ہاتھ کا گیا اور اس سبب جو
 واقع ہوا تھا بائع کے پاس پانچہ قتل یا ارتداد پیرے غلام کا تو مشتری غلام مقبوض کو پیرے دی اور دونوں کا ثمن پیرے یعنی مقبوض اور مقتول کا
 ثمن مقبوض کو دیکھ لے اور اس کا نصف ثمن بائع سے پیرے کذا فی الجمع ہم اور اگر غلام نے بائع اور مشتری و دونوں کے پاس چوری کی اور مشتری
 پاس اسکا ہاتھ کا گیا تو صاحب کے نزدیک بقدر نقصان ثمن پیرے اور امام عظیم کے نزدیک ربع ثمن پیرے اور اگر بائع اسکا پیرے لینا قبول کرے
 تو یوں ثمن پیرے کذا فی الطحاوی من البر لو تدّ اولتہ الایدی فقیط عند الاخیار و قتل رجۃ الباعۃ بعضهم علی بعض وان ھلکوا
 بذلک لکنہ کلا استحقاق لا کالعیب خلافاً لھما اور اگر اسکی بیہ چند بار دست بدست ہوئی پھر مشتری کے پاس اسکا ہاتھ کا گیا یا وہ
 مقتول ہوا تو بعض بالعمین بعض سے رجع کریں یعنی ایک بائع و دوسری بائع سے ثمن پیرے اگرچہ اسکو اس قطع قتل کا سبب لوم ہو بسبب ہوا اس قطع قتل کے
 مانند استحقاق کے نہ اند عیب بخلاف صاحبین ہم یعنی جیسے علم بالاستحقاق مانع رجع نہیں ویسے ہی اسکا علم ہی مانع رجع نہیں اور صاحبین کے نزدیک

مشتري انير اپنے بانے سے ثمن پہیلے اور وہ اپنے بانے سے نہ پہیلے اس واسطے کہ وہ بمنزلہ عیب کے ہو کہ اسنے اطمینان و صحیح البیوع بشرط البیوع
من کل عیب وان لم یستخرج خلافاً للشأنی لان البیوع عن الحق لا یصح لولا یصح عندنا و یصح عندنا لعلنا نعلم انفسنا
ان المتأذعة ویکخل فیہ الموجد والحادث بعد العقد قبل القبض فلا یصح ان یمسح به شیء بشرط بری الذمہ ہونیکے
ہر عیب کے اگرچہ بانے نے عیب کو معین نہ مذکور کیا ہو مگر ان امام شافعی کے واسطے کہ بری الذمہ ہونا حق مجہولہ سے اس کے نزدیک صحیح نہیں اور ہمارے
تذریع صحیح ہے اس واسطے کہ عدم تعین براءت میں منازعت کو نہیں پہنچاتی اور اس شرط میں داخل ہی وہ عیب جو موجود ہو قبل عقد کے اور
جو پیدا ہو بعد عقد قبل قبض کے تو اب مشتری ہمسکے کو پہیر نہیں سکتا ہم براءت عیب کی یہ صورت ہو کہ بانے نے مشتری سے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے
ساتھ بیچا اس شرط پر کہ میں بری الذمہ ہوں ہر عیب کے کذا فی الہنر تو اب مشتری کسی عیب قدیم یا حادث سے اس کو پہیر نہیں سکتا اس واسطے کہ غرض اس شرط
سی یہ ہے کہ عقد لازم ہو جائے اور مشتری کا حق درباب سلامت عیوب ساقط ہو اور یہ حاصل نہیں ہوتا کہ عیب قدیم اور حادث کی براءت سے خواہ بانے
عیب کا عالم ہو یا نہ ہو اور مشتری اس کا واقف ہو یا نہ ہو اس کے طرف اشارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو وخصہ محمد و مالک بالموجوب لعلنا نعلم ان کل عیب
اور محمد اور امام مالک نے براءت کو عیب موجود کے ساتھ مخصوص کیا ہو نہ عیب حادث کے ساتھ چنانچہ یون کہنا بانے کا کہ میں بری الذمہ ہوں اس کے
ہر عیب سے عیب موجود کے ساتھ بالاتفاق مخصوص ہے تو اس میں عیب حادث بالاجماع داخل نہیں کذا فی الہنر یعنی اگر بعد عقد قبل قبض عیب پیدا ہو گا تو اس
صورت میں مشتری پہیر سکتا ہو و لو قال ما یحدث صح عند الثانی ولقد عند الثالث ہذا اگر بانے نے کہا کہ میں بری الذمہ ہوں اس
عیب سے جو پیدا ہو تو صحیح ہے ابو یوسف کے نزدیک اور فاسد ہے یہ صحیح محمد کے نزدیک کذا فی الہنر اس واسطے کہ ہر اصل انصاف کا نہیں تو یہ شرط
فاسد ہوئی اور ابو یوسف کی یہ دلیل ہے کہ غرض اس سے ایسا وہیم ہی اس طرح کہ استحقاق سلامت عیوب اس میں نہ تھے کہ اسنے اطمینان کیا ہو
من کل داء یلحق علی المرضی وقیل علی ما فی الباطن واعتدلا المصنف تبعاً للاختیار والحواس لانه لا یصح ان یشترک فی العقد
وما یسوق الی العرف من ضح بانے نے ابرا کیا ہر داء سے تو وہ مرض پر محمول ہو اور بعضوں نے کہا کہ باطن کے مرض پر محمول ہو اور اس قول
ثانی پر مصنف نے اکتفا کیا ہو اختیار اور مجہولہ کا تابع ہو کر اس واسطے کہ لفظ داء عادت میں مرض باطنی میں مشہور ہو اور سوائی بیماری اور عیب
عرف میں مرض مشہور ہو ہم مذہب مشہور ہی ہو کہ داء مطلق مرض ہے اس واسطے کہ لغت میں مرض ظاہر اور باطن دونوں کو دوا کہتے ہیں لیکن
عرف میں پٹ کی بیماری کو داء بولتے ہیں چنانچہ تلی یا فساد و فیض کی بیماری کذا فی النسخ و لو آتوا من کل غائلة نفعی التبرقة والاباق
والزنا اور اگر بانے نے ابرا کیا ہر فائده سے تو فائده سے مراد سرقہ اور گرتھنگے اور زنا ہی ہم ہر چند لغت میں فائده سے مراد بری ہو لیکن
تفصیل میں اس واسطے ہے کہ مدار احکام عرف پر ہی اشتد فی عین افعال فی ساقومہ ایا لا اشتد فلا عیب بہ فلو تعلق بینهما
البیع فوجد مشدیه بہ عیباً فلا رد ولا علی بائعه بشرط لا یمتنع من الرد علیہ اقوال السابق بعدم العیب لانه
مما ذعن الذویجہ خرید کیا غلام کو پر مشتری نے اس سے کہا جو اس خریداری کی گفتگو کرتا تھا کہ تو اس غلام کو خرید کر اس میں کوئی عیب نہیں ہو
دو وزن میں بیچا اتفاق نہوا پر مشتری نے اس غلام میں عیب پایا تو اس کو پہیر لینے کا اختیار ہو اس کے باوجود وہیم کی شرط کے موافق
اور پہیر لینے کا مانع نہ ہو گا اس کا اگلا اقرار عدم عیب اس واسطے کہ وہ مجازی تو وہیم سے ہم یعنی آدمی عیب کے گزرا لی ہونا ہی تو قاضی یقین کر گا کہ
تھے کرنا مطلق عیب کا ظاہر اور ہمیں لہذا اس کا کلام تو وہیم مال پر محمول ہو گا چنانچہ مولی کا کہنا اپنی لوندی سے بازانیہ یا مجنونہ عیب کا اقرار نہیں کیے
مشتري پر محمول ہے اور ردیم کی شرط کو وہ ہم یا اقرار بانے کا یا انکار اس کے کذا فی اطمینان و لو عینہ ای العیب فقال لا عیب بہ ولا شلل
لاہر لولا حظہ العلمیہ الا ان لا یحدث مثله کلا صبیحہ ذاتہ ثم وجد ما فله ردہ للیقین لیکن یہ اور اگر مشتری مذکور
نے عیب کا نام لیا اور یون کہنا اس شخص سے جو خریداری ظاہر کر رہی ہو کہ اس غلام میں عیب یک چشمی یا یکا رسی دست نہیں اور اس نے خرید کیا

الذی یشتی عیباً وین ظاہر ہو اقرار مشتری او کو پھر نہیں سکتا سبب دریافت ہونے اس عیب کے بخوبی تمام کر چکا کہ ایسا عیب ہو کہ دیکھا پیدائش ہو جائاد فتنہ چنانچہ بائع کا یون کہنا کہ اگر زائد اعلیٰ نہیں پھر مشتری نے زائد اعلیٰ اوسین پائی تو اس کو اس صورت میں پھر دینا جائز ہو یا وجود نے عیب کو سبب متیقن ہو جانے کے جو شک قال لاخر عبدی هذا یوق فاشتری منی فاشترایه و باع منی آخر فوجد المشتري الثاني ايقالاً من سبق من اقرار البائع الاول ما لم یبرهن أنه یوق عند لان اقرار البائع الاول ليس بحجة على البائع الثاني المجهول منه الشك قال كما دوسرے سو کہ میرا یہ غلام بھگوتا ہو تو اس کو مجھ سے خرید کر لے سوا دے اسے اس کو مول لیا اور دوسرے شخص کے ہاتھ بیچا پھر مشتری ثانی نے اس کو بھگوتا پایا تو مشتری ثانی اس کو پھر نہیں سکتا بائع اول کے اگلے اقرار سے متعلق کہ گواہوں کی ثابت کرے کہ وہ اس کے پاس سے بھاگا اس واسطے کہ بائع اول کا اقرار محبت نہیں بائع ثانی پر جس سے سکوت حاصل ہے اور بائع ثانی نے اس کو سکوت بائع اول کے اقرار کا مصدق نہیں ہو سکتا کہ لے لیا وی اشتدای بکارية لها لبن فاشترى صبيها ثم وجدها عيباً كان له ان يرد له لانه استخدا ثم خريده کی غیر دار لوندی سوا دے دودہ بلا مشتری کے لڑکے کو پھر اوسین عیب پایا تو اس کو پھر بیٹے کا اختیار ہی اس واسطے کہ دودہ پلوانا خدمت لیں جو م یعنی اور خدمت لیکر پھر دینا جائز بخلاف الشاة المتصر التي فلاجلها هم كالبئح او صاع من تير بل من جم بالبقصها بن علی المختار وشر وروح جمع وحرر زنا نهما علقناة علی المنارة بسلامت اوس بکری کے جو کچھ غیر تیر سوا دے کے بائع نے اس کے تین باندہ یعنی دو چار روز دودہ نہ داتا و دین دودہ جمع ہو رہے اور مشتری گمان کرے کہ بہت دودہ والی ہو تو اس بکری کو پھر پھر اس کے دودہ کے ساتھ یا ایک صاع کھجور کے ساتھ بلکہ بقدر نقصان شرب پھر لے بقول مختار کہ لے شرف الجمع اور معنی اس کی تحریر کی ہو شمار کی شربین کہا کو استخدا محافی غیر ذلک نفی الملبس الا استخدام بعد العلم بالعیب ليس يرضى استحساناً لان الناس يتوسعون فيه وهو الاختيار وفي البزازية القصيدة انه يرضى في المرة الثانية الا اذا كان في نوع آخر وفي الصغرى انه يرضى ليس يرضى الا على ان لا يكون من الفتن من حيث ان مشتری نے خدمت لی لوندی سے دودہ پلوانے کے سوا کسی اور کام میں تو پھر دینا جائز ہو اور بسو طین سے کہ استخدام بعد دریافت ہونے عیب کے باعتبار استحسان رضامندی نہیں اس واسطے کہ استخدام میں لوگوں کے نزدیک وسعت ہو تعلق نہیں اور استخدام آزمائش کے پہلی ہوتا ہو کہ ملوک لائق کار ہی یا نہیں اور بزازین میں کہ عیب قیل یہ کہ دودہ بارہ خدمت لینا رضامندی ہو کہ عیب ملوک سود و سری قسم کا کام لیا تو رضامندی نہیں اور صغریٰ میں کہ عیب رضامندی نہیں مگر ملوک پر بزدلی کر کوفت لینا البتہ رضامندی کی دلیل ہو کہ انی البمر اس واسطے کہ آدمی اپنی ملوک پر کر پتا ہو غیر کی ملوک پر قال المشتري ليس به بالمبيع اصبتم رائداً وحقها كما يحدث مثله في تلك المدة ثم وجد به ذلك كان له الرج بل اذمين مما شترى مشتری نے کہا کہ ہمیں زائد اعلیٰ یا مانند اس کے دیکھا عیب نہیں جواتنی مدت میں پیدا ہو سکے پھر اس اقرار کے بعد وہی عیب پایا جس کا وہ انکار کر چکا تو اس کو پھر بیٹے کا اختیار ہی دونوں قسم کے دلیل گذشتہ یعنی نفی عیب کو رہین کہ ب مشتری متیقن ہے کیونکہ او اعلیٰ اتنی مدت میں پیدا نہیں ہو سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ عیب ہم سے جو بائع کے پاس موجود تھا باع عبدی اوقال للمشتري برئت اليك من كل عيب به الا الايات فوجدنا ايقالاً ولو قال الا باقة لالا في الاول لم يضيف الا باق للعيب ولا وصقه به فلم يكن اقراراً باقاً لئلا في الثاني أضافه اليه فكان اخباراً بان لا يفيكون راضياً به قبل الشراء خانبه بجا غلام کو اور مشتری سے کہا کہ میں میری الذمہ ہوا میرے جانب اس کے ہر عیب سے سوائے گزشتہ کے پھر اس کو مشتری نے بھگوتا پایا تو اس کو پھر بیٹے کا اختیار ہے اور اگر اس نے کہا کہ میں اس کے ہر عیب سے بری الذمہ ہوں سوائے اس کے بھاگنے کے تو پھر بیٹے کا اختیار نہیں اس واسطے کہ یہی صورتیں بائع نے گزشتہ کی نسبت غلام کی طرف نہیں کی اور نہ اس کو موصوف بگزشتہ کیا تو اس کا قول غلام کی فی الحال گزشتہ کا اقرار ہوا اور دوسری صورتیں گزشتہ کو اس کے طرف نسبت کیا تو اس نے خبر کر لی کہ وہ بھگوتا ہو تو مشتری راضی ہو چکا اس عیب سے قبل خریداری کے گذشتہ فی الثانیہ اور بعد رضا بالعیب و بیع میں اختیار نہیں وہاں لوجہ اتی محبت

کلی حق له قبله دخل العیب لا الذکام در غائبہ میں ہو کہ اگر مشتری نے اپنے ہر ایک حق قبل اس کی برائت کی تو اس قول میں برائت عیب داخل ہوگی نہ درک۔ چنانچہ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ میں نے اپنا ہر ایک حق چھوڑا تو اس میں عیب داخل ہے نہ درک یعنی اب وجود عیب سے ہر نہیں سکتا اور اگر بیع مستحق غیر ثابت ہوگا تو ضمان میں مشتری ساقط ہوگا یعنی اگر بیعہ قول کفیل بالمدک سے کہا ہوگا تو کفالت باطل نہ ہوگی شاید اس واسطے کہ حق مشتری ہنوز متحقق نہیں جو اس کی برائت سے ساقط ہوتا کذا نے اہل علم کے مشقیر لعبد اوامہ قال آعلق البائم العبد اوامہ واستقل الامامہ اوامہ حشر الامیل وانکر البائم حلف لعن المشدوی عن الانبات غلام بالونڈی کے خریدار سے کہا کہ بائع نے غلام کو آزاد کر دیا یا مدبر کیا یا لونڈی کو ام ولد بنایا وہ حرام صلی ہے اور بائع نے اس کا انکار کیا تو بائع سے قسم لیا جائے سبباً جزوی نے مشتری کے اس دعوی کے اثبات یعنی در مشورہ عدم ساقط فاضی قسم لیا فان حلف قیض علی المشدوی بما قالہ من العلق وحق لا قران بذلک ہر اگر بائع نے قسم کھائی تو مشتری پر حکم ہوگا جو جس کے قول کے یعنی متن اور ماخذ اسکے اس واسطے کہ مشتری اس کا اقرار کر چکا ہے یعنی متن اور تدریغ غلام اور سبیلہ اور حریت اصلی ملوک کی ثابت ہو جائی مشتری کے اقرار کے سبب تو ثابت ملک کا دعوی مشتری کر سکتا ہے نہ میں ہر سکتا ہے درجہ بالعیب ان فلعوبہ لان المبطل للرجوع اذ اللہ عن ملک الی غیرہ بانشاءہ اول قران ولحق جد حتى لو قالہ باعہ و هو ملک فلان و صدقہ فلان و اخذہ لا يرجع بالنقصان لان اللہ باقران کائنہ وھبہ اور مشتری بقدر نقصان عیب بائع سے من ہر ہے اگر میبکا ہونا اس غلام یا لونڈی میں معلوم ہو اس واسطے کہ رجوع نقصان مبطل مشتری کا ازالہ ہو اپنی ملک غیر کو مال کر کے انشاء تملیک یا اپنے اقرار سے اور وہ موجود نہیں یعنی رجوع نقصان اس صورت میں درست ہوتا کہ اگر مشتری نے غلام کو غیر ملک کر دیا ہو یا بیع وغیرہ سے یا اقرار ملک غیر سے سو بیان کوئی بات حاصل نہیں تو اگر مشتری نے اس کا دعوی کیا کہ بائع نے غلام کو بیچا اور وہ فلان شخص کی ملک ہو اور فلان شخص نے بھی اس کی تصدیق کی اور اس غلام کو لیلیا تو مشتری بائع سے رجوع بالنقصان نہیں کر سکتا سبب ازالہ اس کی ملک کے خود مشتری کے اقرار سے گویا مشتری نے اس کو سہ کر دیا و جد المشدوی لعینہ محترقہ بدارنا او غیر محترقہ لو البلیع من الامام او امینہ بحس قال المصنف فقید محترقہ فیہ لازم عینا لکیم علیہما لان الامین لا ینقصب خصما عیب کو پایا اس غنیمت کے خریدار جو محفوظ ہوگئی دارالاسلام میں اگر یا غنیمت غیر محفوظ ہو اگر مشتری نے خرید کی امام سے یا اسکے ایسے کذا فی البحر مصنف اپنی شرح میں کہا غنیمت میں محفوظ ہوئی قید لازم نہیں تو مشتری بعلت عیب امام اور اسکے امین کو نہ ہرے اس واسطے کہ امین صاحب خصوصت نہیں ہو سکتا امین سے عام مراد ہی ناویل مد عاک موافق ہو جائے اس واسطے کہ خود امام ہی امانت دار ہو بیت المال کا کذا نے اہل علم کا بلی ینقصب لہ الامام خصما فیلک علی منصوص الامام ولا یختلف لان فائدہ الحلف النکول ولا یصح نکولہ و اقران بلکہ اگر مشتری عیب غنیمت کا مدعی ہو تو امام اسکے واسطے ایک شخص کو مدعا علیہ بنا کر قائم کرے اور مشتری میسکو منصب پر رد کرے اور قسم نے منصب اس واسطے کہ فائدہ قسم کا نکول ہو یعنی انکار قسم اور حالانکہ نکول اور اقرار شخص منصب کا صحیح نہیں ہم تو اب در مشورہ نہیں بدون گواہوں کے کذا فی المنع فاذا امرت علیہ المعیب بعد شوق زہد یتباع ویذہم الفتن الیہ و یرث النقص والفضل الی محلہ لان الغرم بالظنم دمل ہر جب عیب والی چیز اس کو پیر دی بعد ثبوت میبکے تو وہ دوبارہ بیچی جادی اور میں مشتری کو ذیابا و مدعی اور زیادتی ہر پیر جادی اسکے محل میں اس واسطے کہ نقصان مقابل مقصد ہے کذا فی الدرر ہم یعنی امام اس کو بیچد اے اگر میں ثانی میں اول سر کم ہو تو اگر ہم بیچد یا اگر میں سے ہو تو اس میں سے ہو تو اس میں سے دی اور ہر طرح اگر میں ثانی میں اول سر زیادتی تو زیادتی کو ہی میں کہے جہاں کی بیع ہو کذا نے لہج و جد المشدوی بمشیرہ عینا و ارادہ الیہ فاصطکھا علی ان یدفع البائم الذکام الی المشدوی ولا یجوز علیہ جاز و یجوز حلفا من العن مشتری نے اپنی خریدی چیز میں عیب پایا اور دولون نے اس پر مصالہ کیا کہ بائع چند درامہ مشتری کو دی اور مشتری اس کو نہ ہرے تو جائز ہو اور یہ مصالہ میں کا گشتا دینا قرار دیا جائے ہم بحر الرائق میں کہا کہ بیان کہ ظاہر ہو گیا کہ عیب صاحب جو تاہم وقت بیع یا وقت قبض کے دریافت ہوئے سے یا راضی ہو جانے سے بعد بیع اور قبض کے اور شرط برائت ہر بیعے اور کسی چیز پر

در مشورہ عدم ساقط فاضی قسم لیا فان حلف قیض علی المشدوی بما قالہ من العلق وحق لا قران بذلک ہر اگر بائع نے قسم کھائی تو مشتری پر حکم ہوگا جو جس کے قول کے یعنی متن اور ماخذ اسکے اس واسطے کہ مشتری اس کا اقرار کر چکا ہے یعنی متن اور تدریغ غلام اور سبیلہ اور حریت اصلی ملوک کی ثابت ہو جائی مشتری کے اقرار کے سبب تو ثابت ملک کا دعوی مشتری کر سکتا ہے نہ میں ہر سکتا ہے درجہ بالعیب ان فلعوبہ لان المبطل للرجوع اذ اللہ عن ملک الی غیرہ بانشاءہ اول قران ولحق جد حتى لو قالہ باعہ و هو ملک فلان و صدقہ فلان و اخذہ لا يرجع بالنقصان لان اللہ باقران کائنہ وھبہ اور مشتری بقدر نقصان عیب بائع سے من ہر ہے اگر میبکا ہونا اس غلام یا لونڈی میں معلوم ہو اس واسطے کہ رجوع نقصان مبطل مشتری کا ازالہ ہو اپنی ملک غیر کو مال کر کے انشاء تملیک یا اپنے اقرار سے اور وہ موجود نہیں یعنی رجوع نقصان اس صورت میں درست ہوتا کہ اگر مشتری نے غلام کو غیر ملک کر دیا ہو یا بیع وغیرہ سے یا اقرار ملک غیر سے سو بیان کوئی بات حاصل نہیں تو اگر مشتری نے اس کا دعوی کیا کہ بائع نے غلام کو بیچا اور وہ فلان شخص کی ملک ہو اور فلان شخص نے بھی اس کی تصدیق کی اور اس غلام کو لیلیا تو مشتری بائع سے رجوع بالنقصان نہیں کر سکتا سبب ازالہ اس کی ملک کے خود مشتری کے اقرار سے گویا مشتری نے اس کو سہ کر دیا و جد المشدوی لعینہ محترقہ بدارنا او غیر محترقہ لو البلیع من الامام او امینہ بحس قال المصنف فقید محترقہ فیہ لازم عینا لکیم علیہما لان الامین لا ینقصب خصما عیب کو پایا اس غنیمت کے خریدار جو محفوظ ہوگئی دارالاسلام میں اگر یا غنیمت غیر محفوظ ہو اگر مشتری نے خرید کی امام سے یا اسکے ایسے کذا فی البحر مصنف اپنی شرح میں کہا غنیمت میں محفوظ ہوئی قید لازم نہیں تو مشتری بعلت عیب امام اور اسکے امین کو نہ ہرے اس واسطے کہ امین صاحب خصوصت نہیں ہو سکتا امین سے عام مراد ہی ناویل مد عاک موافق ہو جائے اس واسطے کہ خود امام ہی امانت دار ہو بیت المال کا کذا نے اہل علم کا بلی ینقصب لہ الامام خصما فیلک علی منصوص الامام ولا یختلف لان فائدہ الحلف النکول ولا یصح نکولہ و اقران بلکہ اگر مشتری عیب غنیمت کا مدعی ہو تو امام اسکے واسطے ایک شخص کو مدعا علیہ بنا کر قائم کرے اور مشتری میسکو منصب پر رد کرے اور قسم نے منصب اس واسطے کہ فائدہ قسم کا نکول ہو یعنی انکار قسم اور حالانکہ نکول اور اقرار شخص منصب کا صحیح نہیں ہم تو اب در مشورہ نہیں بدون گواہوں کے کذا فی المنع فاذا امرت علیہ المعیب بعد شوق زہد یتباع ویذہم الفتن الیہ و یرث النقص والفضل الی محلہ لان الغرم بالظنم دمل ہر جب عیب والی چیز اس کو پیر دی بعد ثبوت میبکے تو وہ دوبارہ بیچی جادی اور میں مشتری کو ذیابا و مدعی اور زیادتی ہر پیر جادی اسکے محل میں اس واسطے کہ نقصان مقابل مقصد ہے کذا فی الدرر ہم یعنی امام اس کو بیچد اے اگر میں ثانی میں اول سر کم ہو تو اگر ہم بیچد یا اگر میں سے ہو تو اس میں سے ہو تو اس میں سے دی اور ہر طرح اگر میں ثانی میں اول سر زیادتی تو زیادتی کو ہی میں کہے جہاں کی بیع ہو کذا نے لہج و جد المشدوی بمشیرہ عینا و ارادہ الیہ فاصطکھا علی ان یدفع البائم الذکام الی المشدوی ولا یجوز علیہ جاز و یجوز حلفا من العن مشتری نے اپنی خریدی چیز میں عیب پایا اور دولون نے اس پر مصالہ کیا کہ بائع چند درامہ مشتری کو دی اور مشتری اس کو نہ ہرے تو جائز ہو اور یہ مصالہ میں کا گشتا دینا قرار دیا جائے ہم بحر الرائق میں کہا کہ بیان کہ ظاہر ہو گیا کہ عیب صاحب جو تاہم وقت بیع یا وقت قبض کے دریافت ہوئے سے یا راضی ہو جانے سے بعد بیع اور قبض کے اور شرط برائت ہر بیعے اور کسی چیز پر

صلح کر لینے سے وہ ان کے علی التکس وهو ان یصلحوا ان یدفع المشرق الذی راہوا الی البایع ویرث علیہ ولا یصلح لہ لا وجہ لہ غیر الشیء
فلایجوز اور بالکس اس کے وہ یہ ہو کہ دو وزن سپر صلح کریں کہ مشتری چند راہم بائع کو دیکر بیسیر سپردی تو بیع نہیں اس واسطے کہ اس بیع کی
کوئی وجہ نہیں سوائی رشوت کے تو جائز نہ ہوگی کیونکہ رشوت حرام ہے ہم سو اگر دن کی اصطلاح میں اسکو احمقانہ کہتے ہیں سو معلوم ہوا کہ حرام ہے
کیونکہ رشوت ہی ابو نصر بغدادی کی شرح قدوسی میں ہے کہ رشوت اور ہدیہ میں یہ فرق ہے کہ رشوت وہ ہے جو ایک شخص دوسرے کو کچھ دے
بشرط اسکی اعانت کے اور ہدیہ میں اعانت شرط نہیں دے فی الصغر سے اذی عیناً فصالحہ علی الی ثم برج او قطعان لا عیب فللبایع
ان یرجع بما اذی و لو نزل بمعالجۃ المشرق لا فنیہ اور صغرے میں ہے کہ مشتری نے عیب کا دعویٰ کیا اور بائع نے اس سے مصالحت
کر لیا کچھ مال پر ہر وہ عیب اہل ہو گیا یا ظاہر ہوا کہ اس میں کچھ عیب نہیں تو بالظن جائز ہے کہ جو دیا ہے اسکو سپرے اور اگر عیب اہل ہوا مشتری کے
سوا کچھ کرنے سے تو سپرے لیا جائز نہیں کذا فی الفتنۃ رقی الوکیل بالعیب لزم الموکل ان کان المبیع مع العیب الذی بہ یسأی الفتن
المستق والایسکون لایکن الموکل راضی ہو گیا وکیل بیع کے عیب سے تو موکل کو یہ بیع لازم ہوگی اگر بیع اس عیب کے ساتھ جو اس میں موجود ہے
قیمت میں برابر ہو شریعت سے کی اور اگر قیمت اسکی میں عین سے برابر نہ ہو تو موکل کو بیع لازم نہیں چلے تو سپرے فروغ مسائل ملحقہ شارعی
لا کحل کتمان العیب فی بیع او ضمن لان الخس حرام الا فی مسئلتین طلال نہیں چھپانا عیب کا بیع یا ضمن میں اس واسطے کہ خس یعنی
تدلیس اور اخفاء عیب حرام ہے مگر دو صورت میں حرام نہیں الا کوئی ایسا نہ ہو تو شریعتاً مستحبہ و فم الشمن مغشوشاً جائزاً فان
کان حراً لا عیباً پہلی صورت یہ ہے کہ مسلم سپرے اگر کوئی خریدان یعنی دار الحرجہ میں خرید کرے اور کہوٹا شمن دی تو جائز ہے اگر وہ آزاد ہو نہ
غلام ہے شہادہ میں جہان سے شایع نے یہ مسئلہ نقل کیا یوں ہے کہ خرید کر یا مسلم سپرے کو دار الحرجہ اور شمن کہوٹا مغشوش دیا تو جائز ہے
اگر سپرے آزاد ہو اور اگر غلام ہو تو جائز نہیں آیت اور یہی کی موافق قاضیان میں یوں ہے کہ ایک مرد نے قیدیوں کو اہل حبس سے خرید کیا تو
اون کو کہوٹے اور مغشوش درم و پنجہ جائز ہیں اس واسطے کہ احرار کی خرید در حقیقت خرید ہی نہیں اور اگر قیدی غلام ہیں تو کہوٹے درم و پنجہ
نہیں آیت تو معلوم ہوا کہ سپرے بیع سے نہ مشتری خود کرے کذا فی الطحاوی یعنی شایع نے شہادہ کی عبارت میں دہو کہا کہ یا کہ سپرے مشتری قرار دیا
الثانیۃ یعنی نہ اعطاء الزینۃ والتاقص فی المجاہیات اشکیلا و دوسری صورت یہ ہے کہ کہوٹے اور ناقص درم و پنجہ حاکم کے غلام میں جائز
ہے کذا فی الاشباہ و مجاہیات با و مودہ نہ بنون چنانچہ بعض غلط سمجھے ہیں اور وہ جمع سے جہاد کی جہادیت وہ ہے جو لوگوں سے بظلم مال لیا
جاوے کذا فی الطحاوی و فیہا نرد المبیع بعیب بقضائے قسم فی حق الكل الا فی مسئلتین اور شہادہ میں ہے کہ سپرے بیع کا
عیب کی علت ہے حکم قاضی منع ہے سب لوگوں کے حق میں مگر دو صورت میں منع نہیں ہم سب کے حق میں منع ہے یعنی بائع اور مشتری کے حق
میں منع ہے اور یہ منع باعتبار استقبال کے ہے نہ باعتبار رافعی کے لہذا نہ داند بیع شرعی کے ملک ہیں تو انکو اہل کے ساتھ نہ سپرے کذا فی الطحاوی
من البیوع احدثها لو احوال البایع بالشمن نفرد المبیع بعیب بقضائے لکھو کھیل الخوالہ ایک صورت یہ ہے کہ اگر بائع نے شمن کا حوالہ کیا سپرے
بیع سپرے کی عیب ہے حکم قاضی تو حوالہ باطل نہیں ہوتا ہم صورت اسکی ذخیرہ میں یوں ہے کہ غلام بچا ایک مرد سو ہزار درم کو سپرے بائع نے اپنے
قرضہ کو مشتری پر حوالہ کیا بقید شمن پر غلام مر گیا قبل قبض کے بیان تک کہ شمن ماقطع ہوا یا غلام سپرے دیا گیا یا روقیہ یا خیار شرط یا خیار العیب تک
قبض کے بعد قبض کے تو حوالہ باطل نہیں آیت اور اگر مشتری نے حوالہ کیا تو قاضی اسکو باطل کرے لکن فقہاء اس سے معلوم ہوا کہ لفظ بائع شایع
کی عبارت میں منع ہے بنا برناطیک کذا فی الطحاوی الثانیۃ لو احوال بعد الر بعیب بقضائے من غیر المشرق و کان منقولاً لوجہ
قبل قبضہ ولو کان فسخاً لجاز و دوسری صورت یہ ہے کہ اگر بائع نے بیسیر بچا غیر مشتری سے بعد اس کے سپرے کے عیب کی علت ہے حکم قاضی
اور جیم مال منقول تھا تو یہ بیع جائز نہیں قبل اس کے قبضہ کر نیے اور اگر وہ بیع حکم قضا منع ہے تا تو بیع جائز ہوتی ہم غیر مشتری کی قید ہر حال کا

کے مشتری سے دوبارہ بیع کرنا جائز ہے کیونکہ مبیعہ اس کے پاس ہے اور منقول کی قید اس واسطے لگائی کہ اراضی کی بیع جی نہیں سمجھتا ہے ورنہ
 البزازیہ شری عیبتاً فاضلین لہ رجل عیبتاً فاعلم علی عیبت ورنہ لا یضمن لایہ ضمان العقد وحقنہ الثانی لایہ
 ضمان العیوب واین ضمن الشیء أو الحرثیة أو الجملون أو العسی فوجدا کذلک ضمن الثمن اور بزازیہ میں ہے کہ ایک غلام
 خرید کیا اور ایک مرد اس کے عیوب کا ضمان ہو اور مشتری کسی عیب پر مطلع ہوا اور اس نے غلام کو پھر دیا تو وہ مرد ضمان میں نہیں اس واسطے کہ یہ ضمانت
 عمدہ کی ہے اور ضمانت عمدہ امام کے نزدیک باطل ہے اور ابو یوسف نے اس کو ضمان کہا ہے اس واسطے کہ یہ ضمانت عیوب ہو اور ضمان عیوب جائز
 ہے اور اگر وہ مرد دزدی یا آدمی یا دیوانہ یا بانی کا ضمان ہو اور مشتری نے اس کو سب طرح پایا تو وہ شخص ضمان کا ضمان میں ہونی چاہیے
 الفتاویٰ شری ثمرۃ کی فرمائی کہ قطاً فیما بخلتہ الزنا یبرئ بعد القبض لیرد کذا وان قبلہ فان انقص المبیع بدناً ولی الزنا یبرئ
 فله الفسخ لتقرن الصقعة علیہ اور جو اہر القادسی میں ہے کہ خرید کے پہلے انکسور کے اور ممکن نہیں ادخا تو نہ پھر ورنہ کی کثرت کے سبب اگر
 بعد قبض غلبہ ہو تو نہ پھر یہ کہ یہ عیب مشتری کے پاس حادث ہوا اور اگر قبل قبض کے ہے اور پہلے کم ہو گئے ہوں پھر ورنہ کے کہا جائے تو اس کو
 نسخ یعنی اختیار و سبب متفرق ہونے صفت کے مشتری پر یعنی جس قدر پہلے خرید کے تھے وہ پورے باقی نہ ہو پھر ورنہ کے کہا جانے سے **باب**
البیع الفاسد بعد باب بیع فاسد احکام میں ہم بیع صحیح کو اس واسطے اول ذکر کیا کہ وہ مقصود کی موصل ہے کیونکہ شروع و
 سے سلامت دین مقصود ہے تا مقابلہ منفع ہوا اور حاجات دنیاویہ حاصل ہوں اور بیع فاسد کو اس واسطے مخر کیا کہ مخالف دین ہو اور فاسد متفق ہو
 فاسد سے جو ضد صلاح ہو اور حاصل یعنی لغوی تغیر و منف کبھی راجح سے اور مطلق شرعین فاسد وہ ہے جسکی اصل مشروع ہونہ و ضد فاسد اس کا
 مشروعیت اصل سے مراد یہ ہے کہ مال مقوم ہو اور اس کا جواز اور صحیح ہونا مراد نہیں اس واسطے کہ فاسد ہونا اسکی صحت کا مانع ہو کذا فی المطاویٰ اور
 اس باب کو ملقب بفاسد کیا باوجودیکہ باطل کو بھی شامل ہے اس وجہ سے کہ فاسد کثیر الوقوم ہے لہذا ہر سبب کے کذا فی النہر المکرم بالفاہیہ المنوع
 بجا آہر فیما فیہ الباطل و المکرر و قد ینکر فیہ بعض الفقہیم تبعاً فاسد سے مراد منوع ہے باعتبار مجاز صنف کے تو اب فاسد بیع باطل
 اور مکروہ کو بھی شامل ہو گئی اور گاہی سبب میں بعض اقسام بیع صحیح کی بھی بالتبع مذکور ہوتی ہیں ہم مجاز عرفی کا قول بہتر ہے ہشتراک کے قول سے اور
 مشتری مشتری فقہاء مراد ہے کیونکہ اہل فقہ ایسے لوگ ہیں جو نفرد کرتے ہیں فاسد اور باطل میں بخلان اہل لغت کے کہ اس کے نزدیک فاسد اور باطل
 میں کچھ فرق نہیں کیونکہ لغت میں باطل یعنی فاسد یا ساقط الحکم کے ہے اور فقہ میں بیع باطل وہ ہے جسکی اصل اور وصف دونوں مشروع ہوں
 اور حکم باطل عدم ملک ہو قبضہ ہو یا ہوا اور مکروہ سے حتمی مراد ہے مکروہ لغت میں ضد محبوب اور مطلق فقہ میں مکروہ وہ ہے جسکی اصل اور وصف
 دونوں مشروع ہوں لیکن وہ منہی ہے جو سبب مجاز کے پناہ بیع اذان جمعہ کو وقت کذا فی المطاویٰ و کل ما آوثر خلافی رکن البیع فاسد و باطل
 و ما آوثر نہ فی غیرہ ففسد اور جو چیز غل پیدا کرے بیع کرکے میں وہ باطل ہے جو اور جو غل پیدا کرے سو اور اس میں وہ منفسد ہے
 بیع کا ہم شرح یہ ہیں کہ رکن بیع یعنی ایجاب اور قبول اور محل بیع یعنی بیع اگر ہر ایک غل سے سالم ہو تو بیع صحیح ہے اور اگر سالم نہ ہو مگر ہر ایک ایجاب
 اور قبول میں غل پڑے عدم البیت متصرف مشتری سبب ہونے عاقد کے منہی غیر عزیز یا مجنون یا معیہ میں غل پڑے سبب اس کے ہونے کے مراد یا خون یا شراب
 تو بیع باطل ہے بواسطے عدم اجتماع ارکان اور شرائط کے اور بیع فاسد وہ ہے جس کا رکن اور محل غل سے سالم ہو لیکن اس کے منہی میں غل واقع ہو مگر ہر
 کہ منہی شراب ہو یا سو یا یہ غل ہو کہ بیع مقدر و نہی نہیں ہو یا دسین ایسی شرط ہو جو مقتضای عقد کے مخالف ہو تو اس طرح کی بیع فاسد ہونہ باطل کیونکہ رکن اور
 محل بیع غل سے محفوظ ہے اتنے تو بہتر یہ تھا کہ شریع یوں کہتا کہ جو شر غل سے رکن بیع اور اس کے محل میں وہ باطل ہے تو فقہاء کی مقتضای کلام سے
 ظاہر ہو کہ اصل بیع عبارت ہو رکن بیع اور بیع سے یعنی مال مقوم اس واسطے کہ بنا بر بیع انہیں دونوں چیزوں پر ہو اور اصل سے اس کا نام بیع
 جس پر اس شے کی بنا ہو اور یہ ظاہر ہو کہ وصف بیع اس سے عبارت ہے جو رکن اور محل بیع سے خارج ہو پناہ منہی ہونا کہ یہ صفت ہے عقد کی کہ نہ

روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمل الجملہ کی بیعت فرمائی اور موطا میں یہ منسا میں اور طایق اور جبل الجملہ کی بیعت مروی ہو اس احتمال سے کہ شاید
 اونٹنی نہ بنے یا مریٹے ہو ہونے سے پہلے کڈانے یعنی بیعت و بیعت امتہ تبین انکہ ذکر الضمیر لکن کیر الخبر عبد و عکسہ بخلاف البہاؤ اور
 اوس لوتھی کی بیعت باطل ہو جسکا غلام ہونا ظاہر ہوا اور بالعکس کے معنی اوس غلام کی بیعت جسکا لوتھی ہونا ثابت ہوا باطل ہے بخلاف جائزوں کے مصنف
 نمبر ذکر الایا بسبب تذکرہ حیکہ والاصل ان الذکر والاغتشی من بنی آدم جنسان حکما فیدبطل و فی سائر الحیوانات جسدش واحد فیہ صفت
 و بختی لفظ ای الق صفت اور قاعدہ جواز اور عدم جواز کا یہ ہے کہ زاور مادہ بنی آدم میں دو جنسین ہیں باعتبار حکم شرع کے تو دوسری
 جنس ہونے سے یہ باطل ہوگی اور باقی حیوانات میں زاور مادہ ایک جنس ہیں تو یہ صحیح ہوگی اور مشترک کو لینے لینے میں اختیار ہوگا بسبب قوت ہونے صفت
 مرغوب فیہ کے ہم آئے میں زاور مادہ اس واسطے دو جنس ٹھیکے کہ مرد اور عورت کے خرید کر نہیں اغراض بکثرت متفاوت ہیں بخلاف بہائم کے کہ وہ نہیں چاہتے
 تفاوت اغراض نہیں تو اگر بکر خرید کیا اور وہ بکری نکلی تو یہ صحیح ہوگی و موقوفہ التسمیۃ عمداً ولو من کافر یا زاریۃ و کذا ما ختم الیہ لوان
 صح صتہ بالیقین ادا و اس ذبیحہ کی بیعت باطل ہے جسکے ذبیحہ کے وقت نام خدا حمد امروک ہوا اگرچہ کافر کے ہاتھ ہو سکو چاہے اور سب طرح اوس بکری کی
 بیعت باطل ہو جو مترک التسمیۃ لاکرینچہ اس واسطے کہ مترک التسمیۃ حرام ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے جو مترک التسمیۃ عمداً امام شافعی کے نزدیک حلال
 ہو اگر ذابہم اوس کا مسلم ہو اس واسطے کہ نام خدا ہر مسلم کے دل میں ہے تو اگر کوئی کہے جب کہ مترک التسمیۃ عمداً مجتہد فیہ ہوا تو چاہے کہ اس کے ساتھ والی کی بیعت
 جائز ہو جیسے مدبر کے ساتھ والی کی بیعت جائز ہے صاحب کافی نے اس کا جواب دیا کہ مترک التسمیۃ کی مشترک نص قرآنی سے ثابت ہے اور مورد نص میں سناغ
 اجتہاد نہیں تو یہ اختلاف مستبر نہیں اور حکم ظنی بھی نافذ نہیں و بیع الکراۃ و کروی الاغیار لانه لیس بالی منقوم بخلاف بیعتنا و شیخی فیہم اذا
 لکر بشرط ترک کھاؤ لولجیتہ اور کہیت جوتے اور نہ کہ ہونے کی بیعت باطل ہو اس واسطے کہ یہ موجود مال نہیں بخلاف عمارت اور درخت کے کہ وہ مال
 منقوم ہے تو بیع اوسکی صحیح ہے بشرط اوسکے عدم ترک کے کذا فی اللولہ یہ ہم یعنی ایک شخص نے دوسری شخص سے زمین اجارہ لی پھر اوس زمین کو زراعت
 کے واسطے جوتا اور اوس میں بل چلایا اوس میں پانی کی نہر کھودی پھر اجارہ فسخ ہو گیا یا اوسکی مدت منقضی ہو گئی پھر تباہ ہو گیا کہ اپنا یہ عمل صحیح تو جائز
 نہیں کیونکہ یہ بل منقوم نہیں کذا فی المطاوی و مافی حکمہ ای حکم مال لیس بل کام القی لادو المکاتب و المکاتب المطلق فان بیعتہم
 باطل ای بقاء فلم یملکوا بالقبض ابتدا فصیح بیعتہم من انفسہم و بیع فی حقہم الذمہ و درہ اور جو چیز کہ حکم مذکور میں ہو یعنی جو چیز کہ مال
 نہیں ہو چنانچہ ام ولد اور مکاتب اور مدبر مطلق تو انکی بیعت باطل ہے یعنی باعتبار انجام کار باطل ہے تو انخاص مذکور میں ملوک نہیں ہوتے قبض مشترک ہے
 اور باطل نہیں انکی بیعت باعتبار ابتدا کے تو انکو چنانچہ خود انکی ذات سے صحیح ہو اور اوس ملوک کی بیعت صحیح ہے جو انکے ساتھ ملا کر بیچا گیا کذا فی الدرر مرکی
 یہ ابتدا اور بقاؤ دونوں طرح باطل ہے کیونکہ وہ سب طرح محل بیعت نہیں اور ام ولد اور مکاتب اور مدبر مطلق کی بیعت ابتدا و باطل نہیں کہ وہ فی الجملہ محل
 بیعت ہیں کیونکہ حقیقت حریت بغیر ادین موجود نہیں لیکن بہت بار انجام کار کے انکی بیعت باطل ہے اس واسطے کہ اتفاق عقوام ولد میں حدیث سے ثابت ہے
 کہ اوسکو اسکے ولد سے آزاد کر دیا اور سب حریت مدبر میں نے الحال متحقق ہے کیونکہ بعد موت الہیت باطل ہے اور مکاتب کا اتفاق اپنے تصرف
 ذاتی سے ثابت ہے تو اگر انکی ملک بیعت سے ثابت ہو تو یہ سب حقوق باطل ہو جائیں گے کذا فی المطاوی و قول ابن کمال بیعت حق کہ باطل کہ حق فوق
 ضیقہ فی البحر بان المرشح اشتراط رضی المکاتب قبل البیعت وعدم نقاذ القضاہ بیدہ ام الولد و صح فی الفہم نقاذہ قلت
 الا وجہ توقعہ علی قضاہ اخر القضاہ ان لگا یعنی و غیر فلیکن المتفق اور ابن کمال کے اس قول کی کہ انکی بیعت باطل نہ ہے
 نقض کی ہے اس قول کی بحر الرائق میں کہ مرجع اشتراط رضی مکاتب ہو قبل یہ کہ بعد بیعت کے اور راجع عدم نقاذ قضاہ ام ولد کی بیعت اور بیعت
 القدر میں نقاذ قضاہ کی بیعت میں کہتا ہوں کہ قوی تر یہ ہے کہ نقض ام ولد دوسرے قاضی کے حکم پر ہوتا ہے جو حکم اول کے جاری کیجئے میں یا
 رد کرنے میں کذا فی بیعت و النہر قریبی قول کو دافع اختلاف قرار دینا چاہیے یعنی بحر الرائق کا قول عدم نقاذ اوس مشترک ہو کہ وہ سب قاضی

لہ المکاتب اگر بیعت باطل نہ ہو تو بیعت باطل نہ ہو

اور اطلاق و قبضہ کی تسمیہ کی ہو فی حق و عبداً و المملک لا یقال فی الجملة تو صحیح ہو یہ بعد اس کے صد کے غلام میں دیکر
ساتھ لہر بائع کے غلام میں غیر کے غلام کے ساتھ اور ملک میں وقف کے ساتھ اس واسطے کہ دہر اور غیر کا غلام اور وقف نے البطل مال ہیں و لو
باعتهم فی حق و لو تمسکوا بالمساجد المقایم لہو صحیح یعنی اور اگر ایک گاون بچا اور دان کی مساجد اور مقابر کو یہ سے ہشتا کر لیا تو یہ صحیح
نہیں کہ فی البیوع میں ہر الرائق میں محیط ہو مقول ہے کہ مکر قرینہ بچا اور اس میں کی مساجد اور مقابر کو ہشتا کر لیا تو قول اصح یہ ہے کہ ملک میں یہ
صحیح ہے اس واسطے کہ مساجد اور مقابر بنا بر عادت کے میٹھے ہیں مگر عادی سے کہا کہ ہر الرائق کا قول اولیٰ ہے اس واسطے کہ جو عرف میں معلوم وہ
مشرکے برابر ہو کہما اطلق بیع میں لا یقبل و محمولاً شیعاً کیسے باطل ہو چنانچہ غیر مائل اور یمن کا کسی چیز کو غیر مائل کی قید اس واسطے لگائی
کہ میں مائل کی یہ اور شہا مستند ہو اور اس کے دلی کی اجازت پر موقوف ہے و بعد از مر جعیر آدمی کو بطلان علیہ قراب فلو مغلو کا بہ بجاز
کی طرف و بقر و اکثر فی البیوع میں حکم طہ بذاب اور باطل ہے یہ آدمیکے پیشاب اور گوہ کی مسپر میں نہ غالب ہو گئی ہو اور اگر میں غالب ہو اور
وہ مغلوب ہو تو بیع جائز ہے گوہر آدمی کی بیع جائز ہے اور ہر الرائق میں الکفایا ہے بعد اس کے ملنے کے قطع نظر میں کے غالب ہونیکے ہم طہ
نے کہا اگر کوئی کہے کہ قطع کو مال نہیں اور خالص میں مل نہیں پر و وزن کے اجتماع سے کیونکر بابت پیدا ہو گئی اس کا جواب یہ ہے کہ جو ادب کا ماطت
انتفاع پر ہے اور غلط سے انتفاع جائز ہے نہ ہون غلط کے و شیعہ انسان لکرا مہ الا دمی ولو کا کرا ذکج المصنف و غیر فی بحث شیعہ
الحق نہیں اور آدمی کے ہال کی یہ باطل ہے بسبب آدمی کی بزرگی اور عزت کے اگر آدمی کا زہو مصنف و غیرہ سے اس کو سورد کے ہال کی بحث میں مذکور
کیا ہو و غیر ماکین فی ملک لہ بطلان بیع المحدث و مالاہ خطر القدم اور باطل ہے یہ اس چیز کی جو آدمی کی ملک میں نہیں ہو بسبب باطل
مطلوبہ معدوم کے البیوع میں بیع کا خطر و مکارم موقوف علیہ کی شرط یہ ہو کہ مال موجود و مستوف ملوک نے نقب ہو اور بائع کی ملک ہو یا دیکھے موکل کی
اور مقدمہ و تسلیم خود و بجز اس کے پس نہیں تو وہ نہ اس کی ملک ہو نہ مقدمہ و تسلیم ہے اور میں نیستی کا خطر و مکارم اس کی یہ بھی جائز نہیں چنانچہ
حل اور نہیں کا وہ وہ اور ثمر اور زرع قبل از ظهور ایہ صحیح و بجز سے کے اندر اور گہلی بجز کے اندر اور گوشت اور چربی اور کڑے زندہ بکری کے اندر
اور گہلی تلون کے اندر کہ لے لے الخ لا یصلح فی التسلیم فانه صحیح لانه علیہ المصنوع و التسلیم غنی عن ہم ماکین عند الانسان فی حق
فی التسلیم چیز آدمی کے پس نہیں اس کی یہ بطریق سلم باطل نہیں بلکہ وہ صحیح ہے اس واسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس کی بیع سے جو
انسان کے پس نہیں اور نصبت دی سلم میں ہم ہما پس میں نے حکیم بن حزام سے روایت کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ نبضاً شخص مسکے پس جس سے
کرنے کو آیا ہو اور پس میں وہ میر نہیں ہوتی سو کیا میں اس سے بیع کیا کروں پھر اس کو بازار سے خرید کر دیا کروں فرمایا لا بیع فیہ یعنی یہ صحیح
اس کو جو تیر یا پس نہیں ہے کہ ان فی التسلیم و بطلان ہم صحیح یعنی الحق فیہ لا خدام الرکن و ہوا مال اور باطل ہو وہ صحیح میں نفی میں کی
مقرر ہے بسبب ہونے دیکھ کے یعنی مال ضرر اور اس کو ہونے سے توجہ ناسد مقدمہ جو کی چنانچہ مذکور ہو لا و البیوع الباطل حکمہ عدم طاک
المشتری لکذا اذا قبضہ فلا یحکمان لو هلك البیوع عند لا تہ امانہ و صحفی القنیۃ ضما کہ قبل و علیہ الفوق اور یہ
باطل کا حکم ہم ملک مشتری یعنی مشتری بیع کا قبضہ کرنے سے مالک نہیں ہوتا تو مشتری پرتا وان نہیں اگر مسیح اس کے پس ملک ہو ہو مگر وہ
امانت ہے اور قبضہ میں تاوان نہیں کی تسمیہ کی ہے بعضوں نے کہا اسی قول پر فتویٰ ہو جو عمومی میں ہے کہ شخصی کے نزدیک ضمان تھا تو
اور قبضہ میں وہ بہت یہ ذکر ہے کہ مشتری نے اس کو اپنی دانہ کے واسطے قبضہ کیا تو مشاہیر فقہ کے ہوا اور حاشیہ سری الدین میں قاضی
خان سے متقول ہو کہ ضمان و بیاع صحیح ہو تو غلامہ یہ ہے کہ دو وزن قول صحیح میں کہ ان فی الطہادی و ہما بیع الحسب آباء و اوابہ قبل باطل
و قبل فایمید کوئے و صابا ہما بیع الحق مال البیوع بقین فایحیی باطل و قبل فاسد کی بیع اور قبضہ میں جو کہ بیع حری کا بیع با
بیع کو بعضوں کے نزدیک باطل ہے اور بعضوں کے نزدیک فاسد ہو اور قبضہ کی وصایا میں جو کہ بیع حری کا بیع کے مال کو نقصان مر یہ باطل

کپڑے پر سنگریزہ پڑی اور سبز دافع ہو بلا تامل و بلا دیرت و بلا غبار کے اسکے بعد وحی من ہو ع الما ہلیمہ فتی عنہا کلما عینے
 لوجہ القبار نکات فاسدات متعلق ذکر العن مجی اور یہ یعنی ماسدہ اور منابذہ اور التوا و جرزمانہ کفر کی یوم میں سے ہر روز و ہر
 ان سبب تھی واقع ہوئی کذا فی شرح العینے بسبب پائے جانے فاسد کے تو یہ سبب بیع فاسد ہیں اگر من کا ذکر پہلے ہو چکا ہو کہ لاف البحر من
 بیوعین وجود فاسدے بواسطے معلق ہونے تک کے افعال مذکورہ پر گویا باغ سے یون کہما مشرکے کہ جس کپڑی پر تو سنگریزہ ملے جسکو تو ہاتھ لگادی
 تو میں نے تیری ہاتھ او سکو چھائی ذکر ہو یا ہو بہر صورت یوم مذکورہ فاسد ہیں باطل نہیں بواسطے عدم تصریح فتن کے ذکر من کی بواسطے
 قید لکھی کہ متوہم صحبت ہم ہو ذکر من کی وقت کے لاف الخطاوی مجہین من ابو سعید خدی سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماسدہ اور منابذہ
 فی البیوع سے نہی فرمائی اور مجہین من ابو ہریرہ سے مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع افراد و بیع لکھنا سے نہی فرمائی کذا فی التیسر اور مجہین
 جابر سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزینہ اور محافلہ سے نہی فرمائی کذا فی الفتح تھا ظہر یہ کہ گہون کو اداسکی بالیون میں بیچے ہوئے
 گہون کچرا بر پٹنے میں ظن و تخمین سے کذا فی الہر و بیع فی بیع من ثوبین او عبید بن عبد بن جہا لہ المہم اور فاسدے ہم ایک کپڑے کی دو
 کپڑوں میں سو ایک غلام کی بیع دو غلاموں میں سو سبب جہات جہہ کے یعنی معلوم نہیں کہ دو کپڑوں میں سو کون کپڑا یا دو غلاموں میں سو کون
 غلام ہم ہو تو منازعت پیدا ہوگی باغ نہیں جانتا کہ کس کو تسلیم کری اور مشتری جہین جانتا کہ کس پر قبضہ کری تو کراہی میں قیمت والی چیز کا اسوہ و قید
 لگائی کہ بیع ہمہ کی مشی میں جائز ہو فلو قبضہ ما و ہلک ما مہین نصف قیمت کل اذ الفاسد معتد بہ العیض ہر اگر مشتری نے دو دن
 کپڑوں یا غلاموں پر قبضہ کیا اور دو دن ساتھی ہلاک ہو گئے تو مشتری تاوان دے ہر ایک کی نصف قیمت کا اسواسطے کہ بیع فاسد معتد بہ بیع ہمہ
 ہم ہر ایک کی نصف نصف قیمت کا ضمان اسواسطے ہوا کہ ایک کپڑا تو مضمون قیمتی ہو کیونکہ مقبوض حکم بیع فاسد ہو اور دوسرے کپڑا امانت ہو اور ایک
 امانت نہیں دوسری سے تو امانت اور ضمان دو دن میں ضائع ہو گئے کذا فی المسخ اور بیع ہمہ کی یہ صورت ہو کہ دو کپڑوں پر قبضہ کیا اس
 شرط سے کہ ایک بیع مشتری مختار ہو پر دو دن ضائع ہو گئے تو ہر ایک کی نصف نصف من کا تاوان او سپر لازم ہو گا اور قیمت بیع فاسد میں سے
 من بیع ہمہ میں کذا فی البحر و لو صرحتین فقیمۃ الاول لتعد درہم کا اور اگر دو دن کپڑے ایک بعد دوسرے ضائع ہوئے تو اس کپڑے کا
 تاوان سے جواہل ضائع ہو اکیونکہ اس کا پہرہ سبب ہلاکی کے معتد بہ یعنی در صورت تعدد مالک ادسا مضمون ہونا متعین ہو گیا و در
 کپڑا امانت باقی رہا والقول للضمان و ہذا اذ العریضہ خیار التعین فلو خلد ایتھا شاء جازما مر اور تعین مضمون میں ضمان
 یعنی مشتری کا قول معتبر ہے یعنی جب کہ اس نے دعویٰ کیا کہ اول ظا نا کپڑا یا فہم مالک ہوا نہ فلانا تو اسکی تصدیق ہوگی اور یہ یعنی فساد بیع ایک
 کپڑے کی دو کپڑوں میں سے اس وقت ہو جبکہ مشتری نے خیار التعین کو شرط کیا ہو اور اگر شرط کیا ہو گا ایک کا لینا دو میں سے جسکو چاہو تو ہم
 جائز ہو چنانچہ خیار التعین میں مذکور ہو چکا والمرایۃ ای الکلاہ واجازتھا اما بطلان بیعھا فلعدم الملک لحدیث الناس
 شروکا فی ثلاث فی الماہ والکلاہ والنار اور فاسدے بیع گہاس اور چارہ کی اور اجارہ اسکا بطلان اسکی بیع کا تو بسبب عدم ملک کہ ہے
 بدلیل اس حدیث کے کہ سبب لگ شرکین تین چیزوں میں پانی اور گہاس اور آگ میں ہم ابو داؤد میں حدیث مذکور ہاں لفظ ہے کہ السیون شرکاء
 فی ثلث فی الماہ والکلاہ والنار و جواز میں ہو کہ پانی کی شرکت کا یہ مطلب ہو کہ غیر کے گنوی اور عرض او تالاب اور نہر سے ہر شخص کو پانی پینا اور
 جانا ورنہ کے پانی بلا شک کا اختیار ہو اور گہاس کی شرکت کا یہ مطلب ہے ہر شخص کو گہا چرانا اور کاٹنا زمین سے درست یعنی مالک اور غیر مالک
 اس میں برابر ہیں اور آگ کی شرکت کا یہ مطلب ہے کہ اگر آگ جلتی ہو تو ہر شخص کو تاپنا اور کپڑے خشک کرنا جائز ہے لیکن انکا مال لینا ورنہ اذن مالک
 جائز نہیں اور محل شرکت نہ کہہ کا وہ جو کہ پانی کو بہتوں میں نہ کہہ چوڑا ہو اور گہاس کو کاٹ کر کھا ہوا اسواسطے کہ در صورت برتن میں ہر کونو
 اور گہاس کاٹ لیکھنے کے پانی اور گہاس کی بیع جائز ہو کیونکہ وہ شخص بسبب اعزاز کے ادغما مالک ہو گیا اور عدم جواز بیع کا یہ بھی محل ہے جب کہ گہاس

خود و جو اور اگر ایک شخص نے پانی پیکر گھاس مائی ہو تو اس کی بیم جائز ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہو چنانچہ ذخیرہ اور محیط اور نازل میں جو اور
 یہی قول ہو اگر فقہ کا خلافاً القدری کہنے لگا وہی جعفر و اما بطلان وجارحاً فلا یجوز استعمالہ میں ابن کمال اور گھاس
 کے اجارہ کا بطلان اس واسطے سے کہ یہ اجارہ خشو مباح کے ہتھلاک پر ہو کہ اس طرح ابن کمال جلا کر کہنے سے مملوک کے ہتھلاک کا اجارہ جائز نہیں
 چنانچہ گامی کو اجارہ لینا وہ وہ سینے کے واسطے تو مباح بطریق اسلے جائز ہو گا کہنے لگا اللہ عزوجل اذ انبت بنہیدہ وان ابتک فی سقی و ترویح
 مملکہ وجارحاً یصح یعنی وقیل لا یجوز مباح کی بیم جائز ہو نا اس وقت یہ جب کہ گھاس خود ہو اور اگر اس کو پانی دیکر اور پرورش کر کے جا با
 ترادو اس کا مالک ہو اور اس کی بیم جائز ہے کہنے لگے اور یمنون نے کہا یعنی خود ہی سے کہ جائز نہیں قال و ہم القوییل والیطیلا
 ملی ثلثہ اوجہ ان لیصلحہ اولیٰ یصلحہ آیتہ فنا کلہ جائز قلت لیہ کہہ لیجی یعنی سے کہا اور خرید اور طبع کی بیم میں طبع پر
 اگر اس واسطے ہو کہ اس کو کثرت سے یا اس واسطے کہ اپنے جائز کو اس میں جوڑی کہ اس کو کہلین تو بیم جائز ہے اور اگر اس واسطے ہو تا مشتری ہو
 قائم رکھے تو جائز نہیں ہم قبیل بقاوت و مبادیہ خرید ہو اور طبع ایک قسم کا چارہ جو اللہ میں اس کو کھتے ہیں فارسی میں اس کو کہتے
 کہتے ہیں و حیثیتہ ان یستاجر الارض لیس فی حلقہ لایطاق دو اوجہ اولیٰ یصلحہ اخریٰ کمقیل و مرلیہ و تائمہ فی نفس
 الا شہادہ اور گھاس کے اجارہ لینے کی مذہب یہ ہے کہ زمین کو اجارہ سے لینے کے لئے کھڑی کر دینے کے واسطے جانے پر پابون کے باغی کے
 یا اور منفعت کے واسطے چنانچہ آوری ہون یا ہون ٹہنے کے بعد جائز ہون کے ہتھلاک کے واسطے اجارہ سے اور پورا بیان اس کا ہتھلاک
 وقت میں جو میں اس طرح اجارہ لینے میں دونوں مطالبہ حاصل ہیں چنانچہ مذکور ہو اور وہ ان کی گھاس ہی و بیام و ذوق القریۃ
 اکابریم و بیعتہ ای بڑا و ہو بڑا القلیق الذی فیہ المرقع اور جائز ہو سے ریشم کے کڑی کی اور اس کے اندر کی یعنی اس کو
 ریشم کی جس کو عرب بزرگ نہیں کہتے ہیں ریشم کا کڑا پیدا ہوتا ہو و الفصل الثانی و ہو و فی القسطل اور جائز ہو یہ عمل حمز کی یعنی شہد
 کی کہی مقدور التسلیم ہر جہر کہ شہد اور چہنے کے ساتھ اس کی بیم ہو کذا فی القسطل و ہذا عند محمد وہ قالہ الثالثہ و ہ یقول میں ہاں
 قالہ و خلاصہ و خدیوہا اور یہ یعنی ریشم کے کڑی اور اس کے اندر سے اور شہد کی کہی کی بیم محمد کے نزدیک ہو اور یہی قول ہو امہ ثلثہ
 مالک اور شافعی اور احمد کا اور یہی قول کا فوری سے کہانی لینے ہاں ملک و خلاصہ و غیرہم عمل حمز کی بیم اس واسطے جائز ہو گی کہ شہد
 کی چیز جو حقیقت میں اور شرعاً مقدور التسلیم ہے اگر یہ کہی مالک نہیں ہے خیر اندک ہو کی بیم کذا فی القسطل الحموی اور ریشم کے کڑے کی بیم ہو
 جائز ہو گی کہ لائق قطع ہو اور اس کے اندر کی بیم بسبب ضرورت کے جائز ہو کذا فی القسطل و اجاز ابو اللیث ہم العلقی وہ یقول لک
 جعتی اور فقہ ابو اللیث نے مطلق کی بیم جائز رکھی جس کو فارسی میں زو اور ہندی میں کیرمی اور جو کہ کہتے ہیں اور یہاں فوری جو بسبب حاجت اور
 ضرورت کے کذا فی المجتبے بخلاف غیر ہا میں احوال فلا یجوز الفاقا لحیات و ضرب و عافی لجر کسر طین الا السہک و ما جا لا لک
 یجوز او عظمیٰ و الحاکم ان جو از البیہ ہذا صرح حل الامتاع مجتبے و عند المصنف و من یجوز فی المتفرقات بمرآۃ
 اور کیرن کے سوا ہی ریشم کے کیرمی اور شہد کی کہی کے کہ اس کی بیم بالاتفاق جائز نہیں چنانچہ ساپ اور گوہ اور ادن و امانات کی جو وہاں
 رہتے ہیں کہ اس کی بیم جائز نہیں سوا ہی مجبلی کے اور اس ہاں کی جس کی کہال اور ہندی سے قائم لینا جائز ہے اور خلاصہ یہ کہ جو بیم کا مالک
 قطع ہو کذا فی المجتبے اور یہی پر ہتھلاک سے مصنف نے اپنی مشر میں اور اسکا بیان با المتفرقات میں آویا فوری و مسلک محمد شایع کا انکس فی
 الشرح فی القریۃ اذ کان البیض منها و العمل منها و ہو بلیناً آنصافاً لا ائلاً کا قلوبہ فہم من القریۃ و بقرہ او حجاب لا یجوز
 بالعلف مناصفۃ فالخارج مملکہ للمالک لحدیث میں مملکہ و علیہ قیۃ العلف و اجر مثل المعامل یعنی طعمہا و مثلاً فہم
 اللہ میں مملکہ لایحیٰ شرکت ریشم میں جائز نہیں مگر جب کہ اندر ریشم کے کیرمی کے دونوں شرکاء ہوں اور عمل یعنی پرورش ہی دونوں سے

ہوا اور جو ریشم پیدا ہو وہ دونوں میں آدھوں آدھ ہونے میں تمام ہو اگر ایک نے ریشم کا بیج یا گاڑی یا مرغیان دوسرے شخص کو دین نصف نصف
 ہر چوائس کے دے تو جو ریشم بیجے گا اور مرغی کے پندہ ہوں گے وہ مالک کے ملوک ہو گئے یہ واسطے پیدا ہونے کے ادسکی ملک سے اور مالک پر چاروی کی
 قیمت اور عامل کی اجرت مثل عابج ہوئی کذب نے ایسے لطف ادرسیکے مانند ہوا دیکھا دینا دوسرے شخص کو چنانچہ یہ شہید نہیں مانتا ہے
 عالم گیری میں باب الابان میں مذکور ہے کہ ایسا اجارہ فاسد ہو اور اس کے مسائل کا جملہ یہ ہے کہ انڈون کا مالک آہے انڈی اور مرغیان کا مالک
 آدھی مرغیان اوش شخص کے ہاتھ بیہ کرے پھر مرغی سے ابراہد کرے تو اب جو کچھ پیدا ہو گا وہ دونوں میں نصف نصف ہو گا کذا فی المطاوی و الاقین
 ولولطفیہ ان لبیت فی حجرہ ولوقحبہ لہا حق عینی ومافی الاکتسابا لخصمک من اور فاسد ہو بیع غلام کریمہ کی اگر بیہ اپنے انور فرزند
 سیر سے یا اس بیہ سے جو ادسکی کو دین بیہ کی جو اور اگر اسے قتل یا بیع کو غلام کریمہ یہ کیا ہو تو بیہ سے اور جو شہادہ میں بیہ و مرغیان
 ہو کذا فی النسر من العاقلین میں مذکور ہے کہ طفل اور بیہ کے ہاتھ بیہ درست نہیں ہے درست ہو اور غائیہ کے بعضے نے میں اس کے ہاتھ کو
 ہو اور دوسرے نے میں اس کے موافق ہے اور شاید کہ پہلا نسخہ غریب ہے اور صاحب بحر نسخہ ثانیہ پر مطلع نہیں ہوا نسخہ شارح کو مناسب ہے بعض
 نسخہ ثانیہ کی بعض نسخہ کو نسبت کرتا ہے شہادہ کی طرف ہوا اسطرح شہادہ کی روایت اس کے موافق ہے کذا فی المطاوی و الہر الاحقن برقم انفلا
 ای الاقین عتلا لخصمک من بیہ لصلح المایع غلام کریمہ کی بیہ فاسد ہو کر اور اس شخص سے بیہ فاسد نہیں ہو سکتا کہان ہو کہ وہ یعنی غلام
 کریمہ اس کے پاس موجود ہے تو اب ادسکی بیہ جائز ہے واسطے عدم مانع کے یعنی مانع جو انڈون قادر ہونا تسلیم ہوتا ہے پھر بیہ مشتری نے
 اس کے بغیر بیہ کا اقرار کیا تو تسلیم کی کہہ حاجت نہیں وہل یجوز فایضا ان قبضہ لخصمک او قبضہ لوقحبہ نعم ادسکا
 مشتری ادسکا قابض نہیں گیا یا نہیں ادسکا جواب یہ ہے کہ اگر اسے اس پر قبضہ کیا ہو پہلے واسطے یا قبضہ کیا اور کسی کو گواہ کیا تو مشتری غلام
 مشتری کا بیہ اسطرح کہ بیہ نصب کا قبضہ ہے اور وہ بجای قبضہ من الیم ہو کیون کہ وہ قبضہ ضمان سے قبضہ بیگ نہند ولان اشہد کلا لایا
 قبضہ امانیہ فلا یجوز عن قبضہ الضمان لایا اقوی حنا یہ اور اگر قابض مذکور نے غلام کریمہ کے قبضہ کر کے دت لوگو کو
 گواہ کیا ہو کہ میں اس کے مالک کے واسطے قبضہ کرتا ہوں تو وہ قابض نہ مشتری کا واسطے کہ بیہ قبضہ امانت ہو تو وہ قائم تمام قبضہ میں
 ہو گا واسطے کہ قبضہ ضمان قوی تر ہے قبضہ امانت سے کذا فی لہنا یہ ہم اگر غلام مذکور مالک جو مشتری کے پاس قبل بیہ قبضہ کے
 تو مانع کامل بلکہ ہو گا نہ مشتری کا ولا لا الاقین من الناصب فباقہ المالك منه فاقہ یعقر لعدم ان یعمل التسليم خذین
 اور بیہ غلام کریمہ کی فاسد ہو کر بیہ کا غلام بھاگ گیا فاصح ہے ہر مالک نے اس کے ہاتھ بیہ یا بیہ بیہ سے بیہ نہ لازم ہے تسلیم کے
 کذا فی الذمیرہم یہ قول مطلق ہو لایمن بزمیرہم ولوقبایعہ شعرا قد مسئلہ یدیم البیوع علی القول بفسادہ ورجحوا الکلام
 وقیل لا یمن علی القول بطلانہ وہی الاصل من الروایۃ واختار فی الھدایۃ وغیرہا وہی کان یفنی
 البیوع وغیرہم وابتدع کمال اور اگر ایک نے اپنے غلام کریمہ کو بیہ پر غلام پر آیا اور مالک نے اس کو مشتری کے قبضہ میں کر دیا تو بیہ
 نام ہو جائیگی بیہ مذکور کے فاسد ہونے کے قول پر ادسکی تریم دی سے این ہام نے اور دوسرے قول یہ ہے کہ بیہ تسلیم ہی بیہ تمام نہیں ہوتی بلکہ
 باطل ہو چکے قول پر یعنی جس کے نزدیک یہ بیہ باطل ہے تو تسلیم سے ہی بیہ نہیں ہوتی اور بیہ قول ظاہر الروایۃ ہو اور ہیکو صاحب ہایہ وغیرہ نے
 پسند کیا ہے اور بیہ وغیرہ ہیکو فتویٰ دیتا تھا کذا فی البیوع وابتدع کمال مخرج القدر میں ہو کہ بطلان بیہ غلام کریمہ مختار شایع بلخ اور بلخی ہے
 بناءً مثلاً وجہ کذا فی المطاوی ولین امر اولی فی وجایہ ولوقبایعہ علی الاصل ولا یجوز ادعی والرقی مختص بالحنی ولا حیث کذا فی
 الابن فلا یجوز الی اب اور فاسد ہو بیہ عورت کے دودہ کی اگرچہ وہ دودہ برتن میں ہو اور اگر بیہ عورت لونڈی ہو بنا بر قول ائمہ کے واسطے کہ
 دودہ آدمی کا جزو ہو اور ملوک ہونا یا زنا کے ساتھ مخصوص ہو اور علانکہ دودہ میں حیات نہیں تو ادسین ملک کا طول نہیں و شغل الخیر

مشتري کے وارث سے خرید کرنا بعض کمزور شے کے ثمن اول کی مقدار سے قبل پلٹے تمام ثمن اول کے فاسد ہو صورتہ اسکی یہ ہو کہ کوئی چیز مثلاً دس درم کو بچی اور ثمن پر قبضہ کیا پھر اسکو پانچ درم سے خرید کیا تو جائز نہیں اگرچہ اس چیز کا نرخ ارزان ہو گیا ہو فسادیم بسبب بیاج کے ہو چکا
 امام شافعی کے نزدیک ہم جب دس درم کو بیچا پھر پانچ کو خرید کیا تو پانچ درم زیادہ بلا عوض باقی رہے تو یہ فائدہ ہوا اور صورت عدم ضمان کے
 حالانکہ جسے رام ہو گا اسے شرح الزمعیے مشتری کے وارث کی قید اس واسطے لگائی کہ بائع کے وارث کو اقل ثمن سے خرید کرنا جائز نہیں بل
 قبض ثمن کی قید اس واسطے لگائی کہ بعد قبض ثمن کے خرید کرنا فاسد نہیں اور کل ثمن کے قبض کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ایک درم ہی باقی رہ گیا تو خرید
 جائز نہ ہوگی کہ انی الطحاوی و شیخ احمد من لا یحضرہ شہادۃ لہ کاتبہ و ابیہ کثیراً علیہ فیسیہ فلا یجوز ان یتما خلافاً لہا فی غیر
 عکبر و مکاتبہ اور خرید کرنا اسکا جسکی گواہی ہو چکا ہو اس واسطے جائز نہیں چنانچہ اس کے بیٹے اور باپ کی خرید بائع کی ذات کی خرید کے برابر
 تو اسکا خرید کرنا بھی جائز نہیں بخلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک بائع کے اصول اور فرد و ملک و کثر ثمن سے خرید کرنا جائز ہو سوائے اس کے غلام اور
 کھانیکے و لکن لعدم الجواز من اتحاد جنس الثمن و کون المبیع بحالہ فان اختلف جنس الثمن او تعین المبیع جائز علیہ
 کما لو شراہ یا ترید او بطل النقل اور ضروری عدم جواز کے واسطے جنس ثمن کا متحد ہونا اور مہیم کا بحال خود باقی رہنا اور اگر جنس ثمن
 مختلف ہو مہیمیں مشتری کے پس جب لگ جائے تو ہر طرح بیع جائز ہے خواہ نقصان ثمن بقدر عیب کے ہو یا زیادہ چنانچہ بیع جائز ہو اگر بائع
 ثمن اول سے زیادہ ثمن کو خرید کیا یا بعد قبض کرنے ثمن کے کثر ثمن سے خرید کیا والد سراج و اللہ ناقد جنس واحد فی ثمنان سلیل
 منها کھنادی قضاء دین و شفعہ و الا لای و مضہاد بتر ابتدا و انتہاء و بقاء و امتناع مرا بھنچہ در زاد ذکوة و شفعہ
 و قیوم متلفات و آخر شہنا پات کما بسطہ المصنیف معیناً الی العاد یغہ اور در اہم اور دنانیر ایک ہی جنس میں آہستہ
 مسئلہ میں انرا بخلہ کچھ مقام ہے اور ادار دین میں اور شفعہ اور اگر اہ اور مضاربت میں باعتبار ابتدا اور انتہاء اور بقاء کے اور امتناع
 مرا بھ میں اور چارے مسائل مذکورہ پر اور زیادہ کہے گئے ہیں زکوۃ اور شرکات اور شہادۃ و شفعہ کی قیمن اور بیانات کی دیت چنانچہ
 اسکو معرج بیان کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں عادیہ کی طرہ نسبت کر کے ہم اقل ثمن سے خرید کی صورت یہ کہ عدول در اہم ہو یا
 بھر بائع نے اسکو دنانیر سے خرید کیا جسکی کثر قیمت ہو در اہم سے تو جائز نہیں اس واسطے کہ چہاں احسان در اہم اور دنانیر بھان
 الجنس میں اور ادای دین کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص پر در اہم کا دین تھا خواہ سنے ادار دین میں بھلو تھی کیا پھر اس کے دنانیر قاضی
 ماہتہ میں پڑی تو قاضی کو جائز ہو کہ دنانیر کو در اہم سے بدل کر ادار دین کرے اور غیر دنانیر کی ادار مال سے قاضی ادار دین نہیں کر سکتا
 امام کے نزدیک ظافراً صاحبین اور شفعہ کی یہ صورت ہو کہ شفعہ کو خبر ہوئے کہ مشتری نے گھر کو ہزار درم سے خرید کیا پھر تسلیم شفعہ ہوئی
 بھر ظاہر ہو کہ مشتری نے دنانیر سے گھر خرید کیا جسکی قیمت ہزار درم ہیں یا زیادہ تو اسکو در اہم کا مطالبہ نہیں ہو چکا اور اگر اہ کی یہ صورت
 ہو کہ ایک شخص پر زبردستی ہوئی کہ اپنا غلام ہزار درم کو بیچے سوا دسے پچاس دینار کو بیچا جسکی قیمت ہزار درم ہے تو یہ بیع علی مکملہ اگر اہ ہو اور
 اگر کبلی یا ذرنی یا سبب جسکی قیمت اتنی ہے بیع ہوگی تو یہ بیع زبردستی کی نہ ہوگی اور ابتدا و مضاربت کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے
 ہزار دینار پر عقد مضاربت منعقد کیا اور فائدہ بیان کر دیا پھر مضارب کو اسے درم شے جسکی قیمت ہزار دینار ہیں تو مضاربت صحیح ہو اور
 فائدہ برقرار ہے شرط کے موافق اور سیر طرحت انتہاء اور بقای مضاربت ہو اور امتناع مرا بھ کی یہ صورت ہو کہ ایک کپڑا دس درم کو خرید کیا
 پھر اسکو بطور مرا بھ بارہ درم کو بیچا پھر اسکو ایک دینار سے عمل لیا تو اب اسکو بطور مرا بھ بیع کرے اور سیر طرحت اگر دس درم کو خرید کرے
 اور ایک دینار کو بیچے جسکی بارہ درم قیمت ہو تو مرا بھ متنع ہے اور زکوۃ کی یہ صورت ہو کہ ضم در اہم کا دنانیر سے اور زکوۃ کا نصف ایک جنس کا
 دوسری جنس کو جائز ہو اور شرکات کی یہ صورت ہو کہ جب ایک شریک کا مال در اہم ہوں اور دوسرے شریک کا مال دنانیر ہوں تو دونوں میں شرکت علانیہ

فصل ابتدا و انتہاء و بقاء و امتناع مرا بھ و ذلک

معتد ہوگی اور شیار منصفین قیمت کرنے والا مختار ہو جائے اور اس کی قیمت مقرر کرے چاہے وہ نایب سے اور جنابا کی دیت کی یہ صورت
 کہ موصوفہ میں نصف عشر دیت ہو اور اٹھ میں عشر ہو اور منصف عشر ہو اور جائزہ میں ثلث ہو اور دیت یا ہزار دینار میں یا دس
 ہزار درہم میں تو شیار مذکور میں چاہے دیت کرنے کی مقرر کرے چاہے چاندی کی کذا فی الخطای فی الخلاصة کل عوض مملک بقوله
 یتضمن جلا قبل قبضہ لہم یجن التصر فیہ قبل قبضہ اور خلاصہ میں ہو کہ جو عوض کہ ملوک ہو ایسے عقد سے جو منع ہو جائز ہو
 ہلاکی سے قبل اس کے قبضہ ہو نیکی تو اس عوض میں نصف بائز نہیں قبل اس کے قبضہ کے ہم چنانچہ مال منقول کو جب کہ خرید کرے تو شیار
 اوسین نصف کرنا قبل قبضہ کے صحیح نہیں عوض مذکور کی قید سے منحل گیا کہ اوسین نصف بطور یہ یا یہم کے قبل اس کے قبضہ ہونے کی جائز
 ہو خواہ من متین ہو جائز ہو تعیین سے چنانچہ کیل یا متین ہو جائز ہو چنانچہ فقہ اور اس کی علت یہ ہے کہ عقد یہ منع نہیں ہوتا من کی ہلاکی سے ہو سکتا
 کہ اصل یہم میں یہم ہونے میں وصی البیوع فیما ضحی الیہ کل باع بعشر ولو یقضیہا ثم شراہ مع شیء آخر بعشر قسدا فی الاول
 وجا نفي الآخر فینقسم الثمن علی قسمتها ولا یتقیم الفساد لانه طارحی ولما کان الاجتماع اور یہم ہونے اور اس چیز میں جو طائی
 گئی اس کے طرف چنانچہ تحت بیادیں درہم کو مثلا اور من پر قبضہ کیا ہو اس کو دوسری چیز یعنی مثلا کپڑے کے ساتھ دس درہم کو مول لیا تو بیع
 اول یعنی تحت میں یہم فاسد ہو گئی اور دوسری یعنی کپڑے میں یہم جائز ہوگی تو من اس کی قیمت پر منقسم ہوگا اور یہم اول کا فساد بیع ثانی میں شائع
 ہوگا اس واسطے کہ وہ طاری ہو رہی ہے اور بسبب مل اجتماع کے یہاں تک کہ اگر فاضی اس کے جواز کا حکم کرے تو یہم صحیح ہوگی کذا فی الزیلع و
 بیع زکی علی ان یزید بظرفیہ و میطرح عنہ بکل ظرف کذا رطلان مقتضی العقد طرہ مقدار و فیہ کما افادہ بقولہ
 بخلاف شیء طرہ وزن الطرف فائدہ یجوز لہما لو عثر قد وزنہ اور فاسد ہو بیع زیتون کے تیل کی اس شرط پر کہ بائع تیل کو
 قول دی اس کے ظرف کے ساتھ اور اس سے کم کر دالے بقا بلہ بر بر تن کے لئے رطل اس واسطے کہ مقتضای عقد کم کر دالنا بیع تن کے وزن کے برابر
 اور وہ اس شرط میں طے للتحقیق حاصل نہیں چنانچہ مصنف نے اس کو اپنے اس قول سے بیان کیا کہ بخلاف شرط کم کر دالنے وزن ظرف کے کہ جائز
 ہو جیسا یون ہی بیع جائز ہو اگر مقدار وزن ظرف معلوم ہو جائز ہو زیتون کا تیل بطریق مثال کے ہے اور یہی حکم ہے جمیع موزونات کا ہر انفاق
 میں کہا اس واسطے کہ یہم جائز ہو کہ اس شرط کو عقد مقتضی نہیں اور یہم اول المتعاقدين کا نفع ہے اس واسطے کہ ظرف کا وزن بیشد کتر ہو
 سے تو یہم شتر کا نفع ہے یا زیادہ ہو تو بائع کا فائدہ ہے اور اگر وزن ظرف کا سا قطر نامشروط ہو تو بیع صحیح ہے اس واسطے کہ اس شرط کو
 عقد مقتضی ہو تا مقدار بیع معلوم ہو جائز ہو بیع سے تو من مخصوص ہو جائز ہو بیع کے ساتھ و لو اختلاف فی نفس الطرف وقد ہ
 فالقول للمشتري یجوز لہما لا فایض او متکبرا اور اگر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا نفس ظرف یا اس کی مقدار میں تو مشتری کا
 قول ستر ہے قسم کے ساتھ اس واسطے کہ وہ قابض ہے یہ حکم طحاوی کہا و قدرہ کا داویعے اور ہی بیعے مائتہ الفلو اس واسطے کہ گاہ ظرف
 کی مقدار واحد ہوتی ہو اور دو ظرفوں کی ذات مختلف ہوتی ہے لہذا مترجم نے اس کے موافق ترجمہ کیا اور مشتری کے قابض میں ہونے کی یہم
 وجہ ہو کہ جب مشتری نے ظرف پیر دیا اور وہ نول گیا اور اس کا وزن دس رطل نکلا تو بائع نے کہا کہ میرا ظرف اس کے سوا اور تھا جس کا وزن پانچ
 رطل تھا تو یہاں مشتری ہی کا قول ستر ہوگا اس واسطے کہ یہم اختلاف یا ظرف قبضہ کے متین میں ہو یا من کی مقدار میں اگر اول ہی تو مشتری قابض
 ہو اور قبل ستر نہیں مگر قابض کا اور اگر ثانی سے نئے تحقیق من کا اختلاف ہی تو یہی مشتری ہی کا قول ستر ہوگا کیونکہ وہ منکر سے زیادتی من کا
 اور قول ستر نہیں مگر منکر کا قسم کے ساتھ اور اگر بائع گواہ لا دیا تو مقبول ہونے و صحیح بیع الطریق فی الشریعۃ عن الخانیہ لا یصح
 اور یہم سے بیع راہ کی اور شریعۃ البیوع میں نایب سے مذکور ہے کہ راہ کی یہم صحیح نہیں و من قسمۃ الوہابیۃ سے ولیس لہم قال الامام تقام
 بدلتیہ و لہم یقعد کذا البیوع لک کہ اور وہابیہ کی کتاب القسۃ سورہ بیتہ کہ امام عظم نے فرمایا کہ اہل کوہ کو باہر قسم کر لیا کہ وہ غیر نافذہ کا

بیم زمین اور کسی طرح اس کے بیچ ہی مذکور ہے یعنی بیم بھی جائز نہیں اور غیر نافذہ کی قید ہواسطے لگائی معلوم ہو جاوے
 کہ کوہ نافذہ یعنی شارع عام کی بیم بطلان والے جائز نہیں کہ لفظ اعطی وی فی معایا تھا و آرتضاہ فی القاز الاشباہ و مما لک ارض
 لیس کما لک بہما کہ لغویہ میں لکھا ہے کہ لفظ اعطی وی فی معایا تھا و آرتضاہ فی القاز الاشباہ و مما لک ارض
 کیا کہ مالک زمین کو کوہ نافذہ کے نیچے کا مالک زمین سوای اپنے شریک کے پھر اگر اپنے شریک سے بیچے تو اس میں قائل ہے یعنی ناظم اس کے
 جواب پر مطلع نہیں ہم عدم جو اس پر طریق غایہ میں مذکور ہے اور مشایخ بلج جواز کے قائل ہیں کہ ان فی اعطی وی اور ہایہ اندر قایہ میں
 بھی بیم طریق اور اس کے مہ کی صحت مذکور ہے حدای ہی بقیہ لہ خول و عرض اولاد و ہیبتہ مع طریق کی مجسم سے خواہ اس کی
 حد و یعنی طول اور عرض مذکور ہو یا نہ ہو اور ہیبتہ بھی مجسم ہے و اذ المویہین یقتد بعرض باب الدار القطنی اور جب
 کہ بیم ہایہ طریق میں حدود کا بیان نہ ہو تو اس کا عرض بڑی گہر کے دروازے کے عرض کی برابر نہیں یا جاوے ہم بھرتیہ ہتا کہ شارع باب الدار
 الاعظم کہتا یعنی ہواسطے کہ اعظم صفت ہو باب کی اور مراد اس سے پھلا دروازہ سے گہر کا نقشہ لیکن بیع القیر وغیرہ میں ہی باب الدار لفظ
 وار دی تو ظاہر اعظم کہنے کی کچھ حاجت نہیں ہواسطے کہ بڑی گہر کا اکثر بڑا دروازہ ہوتا ہے جس کو ہند میں پھانک بولتے ہیں واللہ اعلم بالصواب
 تسبیل الماء و ہیبتہ بقیہ کتہ اذ لایدری قدر ما یشتغلہ من الماء میخ نہیں پانی بچنے کے مکان کی بیم اور نہ ہیبتہ اس کا سبب ہے
 مجہول ہونے کے ہواسطے کہ جتنا پانی مکان سیل میں پہنچتا ہو اس کی مقدار معلوم نہیں ہم سیل سے یا رقبہ سیل مراد ہو یعنی وہ مکان جس میں مراد واقع ہے تو مقدار سیل مجہول ہو لہذا اس کی بیم
 ہتا ہو چنانچہ نسخہ یا سطح یعنی چہت اور طریق سے یا رقبہ طریق مراد ہے یعنی وہ مکان جس میں مراد واقع ہے تو مقدار سیل مجہول ہو لہذا اس کی بیم
 اور ہیبتہ جائز نہیں اور رقبہ طریق معلوم ہے اگرچہ اس کی حدود مذکور نہ ہوں تو اس کی بیع اور ہیبتہ جائز ہو سیل سے حق تسبیل یعنی پانی بہنے کا حق
 مراد ہو تو اگر زمین پر سیل ہو مجہول ہو اور اگر چہت پر ہے تو وہ حق نقلی ہے جس کو بقائیں یا طریق سے حق مراد مراد ہے اس کی بیمیں دور وایتیں
 ہیں وجہ بطلان یہ ہے کہ بیم مال نہیں اور وجہ صحت یہ ہے کہ اس کے طرف حاجت ہو اور وہ حق معلوم ہے اور عین بانی سے متعلق ہو یہ اوس
 صورت میں ہو جب من حیث السیل اعتبار ہو اور اس کا طول اور عرض نہ بیان ہو اور اگر سیل کو نہر بننے کی مشیت سے اعتبار کیجئے تو وہ زمین
 ملوک ہے اور اس کی بیم جائز ہے چنانچہ حشری نے ذکر کیا ہے یا من حیث السیل اعتبار کیجئے لیکن اس کی حدود مذکور ہوں تو ہیبتہ اس کی بیم
 جائز ہے بقول قاضی غان کہ ان فی شرح الو قایہ وحاشیہ اللسن الہلبی و صحیح بیع حق المرقیہ بتا لارض بلا خلاف و مقصود
 وحلا فی رواہ و بہ اخذ عاتقہ المشائخ شیعنی فی آخری لا و صحیح ابو اللیث اور میم جو بیع حق مراد یعنی راہ چلو کے
 حق کی بیم زمین کے ساتھ بالاتفاق بلا خلاف اور بالذات فقط حق مراد کی ایک روایت میں بیم جائز ہو اور ہیبتہ روایت کو اکثر فقہائے یارہی اور
 دوسری روایت میں بیم اس کی بیم نہیں اور فقہ ابو اللیث نے اس کو میم کہا ہے حق مراد کی بیم زمین کے ساتھ صورت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص
 زمین کا مالک ہو اور اس کو دوسرے کی زمین میں ہو کر اپنی زمین میں لے کر حق ثابت ہو اس شخص نے اپنی زمین اور حق مراد کو بیچا تو یہ بیع
 میم ہے کہ اس نے اعطی وی و کذا بیع المشرب و ظاہر الروایۃ فسادہ الا انہا کانیہ و شوم و ہیبتہ و صحیح فقہ فی اشباہ و مما لک ارض
 اور ہیبتہ شرب بالکسری بیم یعنی زرت پنچو اور جانور دن کے پلنے کو پانی لینے کی باری کی بیم جائز ہے زمین کے ساتھ بالاجماع اور فقط باری
 پنچا ہون زمین کے ایک روایت میں جائز ہو اور ہیبتہ مشایخ بلج کا مختار ہو اور دوسری روایت میں جائز نہیں اور یہ قول مشایخ بخارا کا
 مختار ہو کہ ان فی المبح اور ظاہر الروایت میں بیم فاسد ہے مگر زمین کے ساتھ کہ لفظ الفانیہ شرح الو ہایہ اور ہم اس کی تحقیق کرینگے ایما والو
 کی کتاب میں لایعہ بیم حق التسبیل و ہیبتہ معا مکان علی الارض لجمالہ محلہ مکہ و علی السطح لا یحق التخلی
 وقد مر بطلانہ میم نہیں بیم حق تسبیل کی اور ہیبتہ اس کا فساد سیلان آب کا حق زمین پر ہو بسبب مجہول ہونے اس کے مکان کے چنانچہ مذکور

برج کا قبل اسکے یا چہ پر جو سولے کہ وہ حق نقلی ہو اور اسکے بطلان کی وجہ سے مذکور ہر جگہ ولا البیوع بین مؤجل الی النیون وہو
اول یوم من الیوم یختل فیہ الشمس یمسح الشمس الخ وھذا استدلال بالسلطان وند ویرا لھو میں یوم یختل فی الخ و
کل الیوم سبعة فاذا العیدینا فالعقد فایسک ابن کمال اور سیم نہیں بیچ اس میں سے جو مؤجل ہو روز تک روز پلا دن ہو
فضل ربیکا جیمہ آفتاب برج حمل میں آئے اور یہ روز ویر سلطان ہو اور جو سیون کا روز وہ دن سے جیمہ آفتاب برج حوت میں آوے اور
برج جدی سے سات روز دشما کے ہیں ہر جب ماقد میں سے روز کی مدت بیان کی اور تصریح کی کہ کون کون روز مراد سے تو عقد فاسد ہو گا صریح
ہاں کمال یعنی بسبب مجہول لئے مدت کے وایموجان ہوا اول یوم یختل فیہ الشمس سیدہ المیزان اور سیم نہیں
ہر جان کی مدت تک ہر جان پلا دن سے فصل غریف کا جیمہ آفتاب برج میزان میں آوے مہربان سورج ہر گاہ کا چونکہ وہ دن بھی
ہو روز کی مانند لہذا جیمہ نہیں و صوم النصارى وفطر یحییٰ وفطر الیھو و صوم صفا کفی بد کو احد ہا سورج اور کھانا
کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی مدت اور یہودیوں کے روزہ نہ کہنے اور رکھنے کی مدت سے یہ جیمہ نہیں مصنف نے نصاریٰ کے صوم اور یہودیوں
کے فطر پر کفای اختصار کے واسطے کذا فی السراج اذ العیدینا قلنا قد ان النیدق و ما بعدہ فلو عرفا لجازیم ہوت جیمہ نہیں
کہ متاخرین روز اور اس کے نابعد کی مدت کو نہ جانتے ہوں اور اگر دونوں اوقات مذکورہ کو جانتے ہوں طے التحقین تو یہ جائز ہو یعنی سولے
کہ اب جہات مدت باقی نہیں بخلاف فطر النصارى بعد ما شرعوا فی صومہم و لعلہ و هو خضوع یوقا بخلاف نصاریٰ
روزہ توڑنے کے مدت مقرر کرنا ان کے روزہ شروع کرتے کے بعد تو یہ جیمہ سے بسبب اس کے معلوم ہونیکے اور وہ یعنی صوم نصاریٰ کی مدت
پچاس دن ہیں مہر میں مرتاشی سے صوم نصاریٰ کی مدت پچاس دن مذکور ہیں اور فتح المقدیر اور نہر الفائق اور موسیٰ میں پچاس دن اور
نہستانی میں تیس دن سطور ہیں ولا الی قدوم الحاج والحصار للزرع والد یامس للحب والقطاف للعب لا غنا
تتقدم و تناخروا و سیم نہیں بیع عاجوں کے لئے اور کہتے ہائے اور میں کو بی یعنی کہ بیان یا توڑنے اور انکو توڑنے کی مدت تک اس واسطے کہ
امور نہ کہ میں تقدم اور تاخر واقع ہوتے تو جہالت باعث منازعت ہوگی و تو باع مطلقا عنہا ای عن ہذا الاجال ثم اجل الثمن
الدیون اما تا جیل المبیع او الثمن فمفسدہ و لو الی معلوم شیمی الیھا صوم التاجیل اور اگر مطلق بیع کی یعنی بلا ذکر اوقات
مذکورہ کے ہر ثمن دین کی مدت اوقات مذکورہ میں مقرر کی تو ہر طرح مدت ہر نام صحیح ہو اور سیم اور ثمن میں کی مدت ہر نام مفسد سیم ہو اگر یہ
مدت معلوم اور میں ہو کہ انی ثمنی ہم ثمن دین کی طرح کی تا جیل سیم سے بقول اصح اس واسطے کہ یہ دین کی تا جیل سے اور تا جیل بعد سیم جمع
ہو تو تا جیل مجہول کو قبول کر لیا پس مفسد بیع وہ تا جیل مجہول سے جو صلب عقد میں واقع ہو کہ انی المنع کما کو کفیل الی ہذا الاوقات
لان الجھالۃ البسیرۃ مستلھ فی الدین والکھالۃ لا الفلحشۃ چنانچہ ضامن ہر نان اوقات تک سیم ہو اس واسطے کہ کس جہالت دین
اور ضمانت میں محمل سے نہ جہالت فاحشہ کثیرہ چنانچہ محبوب سیم اور قدوم غائب او اسقط المشری الاجل فی الضمن المذکور ان
قبل حلولہ وقبل فسخہ وقبل الاذراق حتی لو نقر قاقیل الا سقاط تا کہ الفساد ولا یقلب جائزا اتفاقا ابن کمال
و ابن ملک کجھالۃ فاحشہ کھو ب سیم و محمی مطلق فلا یقلب جائزا وان ابطال الاجل عینہ یا جیمہ شری مدت کو
ساقط کرے اشد مذکورہ میں قبل لئے مدت کے اور قبل فسخ کرنے سے بیع کے اور قبل افراق کے بھانٹک کہ اگر ماعدین متفرق ہو جاویں قبل
ہقاط مدت کے فساد بیع مضبوط ہو جائیگا اور منقلب ہو جائیگا بالاتفاق کذا صریح ابن کمال و ابن ملک مانند جہالت فاحشہ کی جیسے ہر طرح
در مینہ برسنے کی مدت سے بیع بل کر جائز ہوگی اگر یہ مدت مذکورہ کو باطل کرے کذا فی العینہ او امر المسلم ببيعہم حمرا و خنزیرا و غیرا فھما
و کل المسلم فیمیا او امر الحرم فیرا ای فیرا المسلم ببيعہ مستیدا یعنی صیۃ ذلک عند الامام مع اشد ذکر اشد کما صرح امام

حرم بنا دی یا ملوک مشتری کی ملک سے بطریق دیگر کے خارج ہو سیکھ اتفاق وغیرہ اور شرط کی مثال ہے جس میں نفع ہو اور جس کا جو مستحق ہو نفع کا
 هم اتفاق وغیرہ میں منفعت ملوک مروج ہو اور عدم اخراج عن الملك میں بھی فائدہ ہے اس واسطے کہ ملوک کو پسند سیکھ لے کہ دست بہ دست نہ
 پھر کسی کذا نے اطماعی فہم فرع علی الاصل بقولہ فیہم البیوع بشرط یقتضیہ العقد کثیر طالع ملک للمشتري و شرط حبس
 المبیع لاستيفاء الثمن او لا یقتضیہ ولا نفم فیہ ولا کلام لو اجنبیا ابن ملک فلو بشرط ان یستکفیا فلان کما و ان یقرضہ
 البائع او المشتري کذا نا لا ینفذ لفساد ذکر اخی ذادہ و طاهر البیوع حیم البیوع ہر مستحق کا عدہ مذکورہ پر تفریع کی بیچوں اس
 قول کے نتیجہ میں ہے اور شرط سے جسکو عقد مقتضی ہے جیسے شرط کرنا ملک بیع کا مشتری کے واسطے اور شرط کرنا حبس مبیع کا بیع لینے کے واسطے
 یا ایسی شرط جو جسکو عقد مقتضی نہیں اور اس میں کسی شخص کو فائدہ نہیں اگرچہ وہ شخص جسے ہو کذا صرح ابن ملک تو اگر بائع نے یہ شرط کی کہ اگر میں تمہیں
 اجنبی رہی یا بائع مشتری اور سکو اتنا قرض ہے تو قول نظر نہ آئے اس بیچ کا چنانچہ اخی زادہ اسکو ذکر کیا ہو اور بحر الرائق کا ظاہر کلام محنت بیع کی ترجمہ پر
 دلالت کرتا ہو کثیر طالع لا ینبغی عبدان کمال یذکرک الدابة المبیعة فاذا لیس باھل للنفع شرط غیر مانع جسکو عقد مقتضی نہیں
 جیسے یہ شرط کرنا کہ بیع جانور کو مشتری شیچے اور ابن کمال نے بون تعمیر کی ہے کہ مشتری جانور پر سوار نہ ہو اس واسطے کہ جانور مشتری نفع نہیں کیونکہ
 اہلیت اتفاق منفعت آدمی میں منحصر ہے او لا یقتضیہ لکن یلازمہ کثیر طالع میں معلوم و کفیل حاضری ابن ملک یا شرطہ جسکو عقد
 مقتضی نہیں لیکن وہ مناسبت عقد کے جیسے رہن میں اور کفیل حاضر کا شرط کرنا کذا صرح ابن ملک ہم یعنی بائع مشتری سے کہے کہ میں تمہارا ہون اس
 شرط سے کہ بابت ثمن کے تو فلاں چیز میرے پاس رہے کہہ یا اس شخص کو ثمن کا ضامن بنویم ہم یہی شرط سے بحر الرائق میں کہا کہ رہن کا معین
 ہونا خواہ ہمارہ ہو یا بیعہ تو اگر سے اور ثمن راہ نہ ہو تو جائز نہیں مگر جب کہ دونوں اسکی تعمیل کے بعد کے اندر راضی ہو جاویں اور متبل
 تفرق مشتری اسکو تسلیم کرے مشتری ثمن نے میں تعمیل کرے اور عائدین رہن کو باطل کر دیں حضور کفیل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ضامن
 غائب ہو اور قبل تفرق قبول کرے یا حاضر ہو اور ضمانت قبول کرے تو جائز نہیں اور جری العسک بہ کبیر نعل ای جس میں متالا باہم یا تو قول
 المبیع یعنی علی ان یجذوا البائع و کثیر کہ ای یصم علیہ الشراک و هو المستبد ومثله تسمیة العقباء استحقاقا للتعامل
 بلا تکیا یا عادت جاری ہو گئی ہو اور شرط کی جیسے نعلین کی بیع اس شرط پر کہ بائع چمرا لکے اور سپرد وال لا دی اور سیکے ماند کیلین خزاہ کو لڑا
 کا اس شرط سے بیع ہم یہ سبب تعامل اور رواج کے بلا انکار اہل علم شایع نے کہا مستحق چمرا کا نعل نام کہا یا اعتبار انجام کا کہے کہ انی العیض
 شراک کبر اول عبارت ہو سیکر لغت میں مہملہ و سکون یا ہی تھا نہ یعنی وہ دو وال اور تسمہ جو نعلین میں پشت قدم پر رہتا ہو ہم صرم لغت صا و صوب ہو
 چرم فارسی کا کذا نے اطماعی و هذا اذا خلفه بکلمة علی لان بکلمة ان بطل البیوع الا فی بعت ان رقی فلان و وقتہ کخیار
 الشرط اشتیاء من الشرط والتعلیق و بحر من مسائل شئی یعنی شرط مذکور سے بیع صحیح ہوتا ہوتا ہے جب کہ شرط کو بلفظ علی تعلیق کرے
 اور اگر بلفظ ان شرط تعلیق ہوگی تو بیع سب صورتوں میں باطل ہے مگر اس مثال میں کہ بیع کی اگر فلا شخص راضی ہو اور اسکی رضامندی
 مدت تین دن میں کی خیال شرط کی نہ کہ لے الاشباہ من الشرط والتعلیق و البحر من مسائل شئی و اذا قبض المشتري المبیع بمحضی عدوان
 کمال یا دن باقیہ صریحا و کلامہ بان قبضہ فی مجلس العقد منہ و اگر جبکہ مشتری نے بیع پر قبضہ کیا اس کے بائع کی رضامندی سے خواہ
 رضامندی صریحا ہو یا باعتبار دلالت مال کے بطرح کہ مشتری اور سپر قبضہ کرے مجلس عقیدین بائع کے سامنے ابن کمال کے بیان میں بجا ہی رضای
 بائع اذن بائع مذکور ہم ابن کمال نے اذن ذکر کیا نہ رضا اس واسطے کہ بیع فاسد میں رضای بائع معتبر نہیں اور صاحب کنز نے تفسیر ہر بائع کی ہو اور
 امر بائع شامل ہے بیع اگرہ اور تسلیم اگرہ کو کہ اس سے ملک ثابت ہوتی ہے باوجودیکہ رضامندی اگرہ میں ثابت نہیں اگر مصنف کنز کی مانند بجا ہی رضا
 امر بائع کہتا تو بہتر تہ کذا فی اطماعی عن ابی اسود فی البیوع الفاسد و بہ خریر الباطل و نقلاً ہم حکم کہ مشتری نے قبضہ کیا بائع کے

باعتبار
 البیوع
 البیوع

باعتبار
 البیوع
 البیوع

امر سے بیع فاسد میں اور بیع فاسد کی قید سے بیع باطل نکل گئی اور اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے بیع باطل کا جس حکم مذکور ہو چکا کہ باطل میں قبضہ سے مشتری
 ملک ثابت نہیں ہوتا اگر وہ کے پاس بیع ہلاک ہو تو اس پر تادان نہیں کیونکہ وہ امانت ہے اور قبضہ میں تادان کی تصحیح کی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے
 وحید بن فلاح جاحۃ لقولہ الیحدایۃ والعنایۃ وكل من عوقضہ مالاً کما آقا دلا ابن کمال لکن اجاب سعدی بآۃ لمانان
 الفاسک شہم الباطل جاحۃ لکما من حق احوالہ ہذا لک فتنبہ اور اس وقت میں یعنی جب کہ بیع باطل بیع فاسد کے ذکر سے خارج ہو گئی
 تو کچھ حاجت نہ رہی اخراج کی باطل کے واسطے یہ ایہ اور عنایۃ کی اس قول کی اور بیع فاسد کی دونوں عوضوں میں سے ہر ایک عوض مال ہو چکا
 اس کو ابن کمال نے بیان کیا ہے لیکن سعدی نے جواب دیا یہ اس طرح کہ جب فاسد مال سے باطل کو مجازاً چنانچہ اس باب کی ابتدا میں مذکور ہو چکا تو اس طرح
 باطل کا ہدایہ کے اس قول سے محقق ہو گیا خبردار رہنا ہم موصی نے سعدی کے جواب کا جواب دیا کہ باطل کی افراد سے وہ جو اس قید سے بھی خارج نہیں
 ہوتی یعنی بیع خمر اور خمر کی درہم سے کیونکہ یہ بیع باطل ہے باوجودیکہ دونوں عوض مال ہیں تو اس قول کا خلاف کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ مقتضی
 اس قید کا یہ ہے کہ بیع فاسد میں قبضہ سے ملوک ہوتی ہے اور حالانکہ ایسا نہیں کہ انہی لفظوں میں لکھا ہے البائتم غنہ ولم یکن
 فیتہ خیار شرط اور بائع نے مشتری کو بھی نگی جو قبضہ سے اور نہیں خیار شرط نہ ہو ہم نہیں بائع کی قید کی کچھ حاجت تھی اس واسطے کہ رضامی بائع
 معنی ہے اس قید میں لیکن خیار شرط کی قید نہ رہی اس واسطے کہ در صورت خیار شرط کے قبضہ سے ملک ثابت نہ ہوگی کیونکہ بیع صحیح میں خیار شرط سے
 ملک نہیں ہوتی تو بیع فاسد میں بطریق اولیٰ ہوگی ملک کے یعنی بیع فاسد میں جبکہ مشتری بائع کے امر سے در صورت عدم خیار شرط بیع پر قبضہ
 کر لگا تو اس کا مالک ہوگا ہم یعنی اس کی ذات کا مالک ہوگا علمای بلخ کے نزدیک اس واسطے کہ اگر مشتری غلام کو بعد قبضہ ذکر آزاد کرے تو صحیح ہے اور اگر
 اس کو بیع کر لگا تو شہن کا مالک وہی ہوگا اور اگر مشتری جاریہ کو پیر کے تو بائع پر سہتر واجب ہوگا اگر بائع کی ملک سے جاریہ خارج ہوتی تو سہتر واجب
 نہوتا اور علمای عراق کے نزدیک مشتری بقرن کا مالک ہی نہ ذات کا الا فی تلک فی بیع الھذیل وفی شرائع الالب من مالہ لفظاً اور بیع
 لکن لک فاسد الا یمکنہ حتی یمکنہ مگر تین صورت میں بعد قبضہ کے بھی ملک ثابت نہیں ہوتی بزل کرنا اور بیع میں اور بائع غریہ کرے
 میں اپنی مال سے اپنے طفل کو اسطے یا باپ کے بیع فاسد کر نہیں طفل سے سیطرح یعنی اپنی مال سے اس کا مالک ہوگا بدوین اعمال کے ہم بحر الزمان میں یہ
 مسئلہ محیط سے باین عبارت منقول ہے بائع عبد من ابنہ الصغیر فاسد مشتری عبد النفس من مل الصغیر فاسد الا یمکنہ حتی یمکنہ لیسئلہ انتہی یعنی
 باپ بطور بیع فاسد اپنے غلام کو اپنی ولد منیر سے بیچا یا منیر کا غلام اپنی ذات کو اسطے سیطرح فاسد فرید کیا تو ملک ثابت نہ ہوتا وقتی کہ اس پر قبضہ
 کرے اور نہ حال میں نہ لادوی اس واسطے کہ قبضہ دونوں صورتوں میں باپ کا ہی تو ملک ثابت نہ ہوگی مگر استعمال سے اور جب کہ غریہ منیر کے واسطے ہو
 تو استعمال ثابت نہ ہوگا مگر جب کہ منیر کی حاجت میں استعمال ہو اگر شارح یون کہنا کہ بیع الاب من مالہ لفظاً فاسد الا یمکنہ حتی یمکنہ من مال طفل لکن
 لایمکنہ حتی یمکنہ لیسئلہ و انفع تر ہوتا کہ انی لفظاً و المقبوض فی ید المشتري اما نہ لایمکنہ ہم اور جو بیع قبل از قبضہ
 ہو مشتری کے ہاتھ میں وہ امانت ہو مشتری اس قبضہ سے اس کا مالک نہ ہوگا ہم یہ قول سہتر یعنی ہو کہ تخلیف نہیں کہ انہی لفظوں میں والعمادیہ اور دوسرا
 قول یہ ہے کہ تخلیف قبضہ ہو اور غایہ میں اس کی تصحیح سے چنانچہ فتح القدیر میں کہا کہ اگر مشتری کے پاس دو بیت ہو تو اس کا مالک ہوگا بجز و قبل اور جمع تغاثر
 میں ہو کہ دو بیت حاضر ہو مالک ہوگا کہ انہی لفظوں میں و اذا مملکۃ تثبت کل احکام المملکۃ لا یجوز لہ اکلہ ولا لبسہ ولا
 وطیہا ولا ان یتزوجا منہ البائتم ولا شفعة لجان لو عقداً اشباہا اور جب کہ بیع فاسد کا مشتری مالک ہو تو سب احکام ملک ثابت ہو گئی
 سو اسی پانچ حکموں کے حلال نہیں شریک اکھا نا اگر بیع طعام ہو اور نہ پینا اس کا اگر لباس ہو اور نہ جماع لودھی کا اور حلال نہیں نکاح کرنا بائع کا لودھی سو مشتری کی ہیں
 اور شفعة نہیں اس کے پڑوسی کو اگر بیع زمین ہو کہ انی الاشباہ ہم مشتری کو وہی اس واسطے جائز نہ ہو کہ اس پر فسخ بیع واجب ہو تا معصیت پر امرانہ پایا
 جادوی تو اشتغال بوطی اعراض ہو فسخ سے تو اس سبب دلی جائز نہ ہوئی نہ بعبہ ہم ملک کی اور شفعة اس واسطے ہوا کہ حق بائع منور منقطع نہیں بسبب وجہ بیع

المشتری اور غلام کو فساد و اس بیگاہ کے لئے اور اگر فساد و اس بیگاہ کی جہت سے ہے تو جمیع تصرفات مشتری کے منقوض اور ناجائز ہوں گے اور وہ بے وسئلہ و اعتقہ و کاتبہ و اسد و کدھا و لوی و تحبک و ہام و حقیرا ہا اتفاقاً سراج مشتری نے بیع بہ فی غیر بائع کو اور قبضہ کر دیا یا غلام کو آزاد کر دیا یا اس کو مکاتب کیا یا لونڈی کو حرم بنایا اور اگر وہ حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو پہلے اس کے ہر مثل کو ساتھ بالاتفاق کڈنے تسلیم بعد قبضہ فلو قبلہ لم یعتق بعقہ بل یعتق البائتہ بآمن و کذا لوی آخر بطریق الخطیۃ و ذہب الشافعی فی حدیث المشتری قابضاً اقتضاً فقد ملک المأمور مما لا یشکک الایثار آزاد کیا غلام کو بعد اس کے قبض کے تو اگر قبل قبض آزاد کر دیا تو آزاد ہو گا مشتری کے آزاد کرنے سے بیع بے سبب مٹے گا بلکہ اگر مشتری بائع کے آزاد کرنے سے آزاد ہو گا یعنی اگر قبل قبض کے مشتری بائع سے کہے کہ اس غلام کو میری طرح آزاد کر اور بائع آزاد کرے تو آزاد ہو گا اور اگر مشتری نے قبل قبض گیموں یا بکری کے بائع کو امر کیا کہ گیموں کو پسو یا بکری کو ذبح کرے تو مشتری طرح کے امر کرنے سے قابض ہو گا بطریق اقتضا کے اور یہ عجیب بات ہے کہ البتہ شخص یا مور مالک ہو اٹھا جس کا امر کرنے والا مالک نہیں و تانی الخانیۃ علی خلاف هذا امار وایہ او خلط من الکاتب کما بسطہ العادی و جو غانیہ میں برعکس قول ہے یا دوسری روایت ہے یا غلام کا تبسی جو چاہے عادی نے اس کو مشرعی بیان کیا ہے ہم غانیہ میں ہے کہ جب غلام کو بشراف و فساد خرید کیا اور قبل قبض بائع سے کہا کہ اس کو آزاد کرے میرے طرف سے پھر بائع نے اس کے طرف سے آزاد کر دیا تو یہ حق بائع کی طرف سے ہو گا نہ مشتری سے اور اگر مشتری گیموں اور بکری کا مسئلہ کڈانے لہذا و وقفہ و قفا یمتلا لہ استقلالک حین وقفہ و آخر جہ عن ملکہ و ما فی جام الفصی علی خلاف هذا غیر صحیح کما بسطہ المصنف مشتری نے بیع فاسد کو وقف صحیح کیا ہو اسطے منع متنع ہو گا کہ مشتری نے بیع کو مستہلک کیا جب کہ اس کو وقف کیا اور اس کو اپنی ملک سے نکالا اور جو روایت جامع لفصلین میں برخلاف اس کے ہو سو صحیح نہیں چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں اس کو مفصل بیان کیا ہے ہم جامع لفصلین میں یوں ہے کہ اگر بیع فاسد کو وقف کیا پس بعد قرار دیا تو حق منع بل نہیں ناقدی کے عمارت بنا کے انتہ ہر الفائق میں اس کو روایت ثانیہ قرار دیا ہو اور یہ بہتر ہے فلفصلین میں اس کو عدم التعمیل قاضی پر محمول کیا ہو کذا فی المطاوع و مرقہ و ادوخی و تصدیق بہ نقد البیہ الفاسد جیم مامر و امتنع الفسح لتعلق حق العبد بہ الا فی الایع مذکور فی فی الاشباہ و البیہ فاسد کو رہن کہا یا اس کی کسی شخص کو یہ سہو وصیت کی یا خیرات کی تو بیع فاسد نافذ ہو گا دیگی جمیع تصرفات مذکورہ میں بیع یا ہبہ یا امان یا کتابت یا استیلا یا وقف یا رہن یا وصیت یا صدق کرنے سے اور انہی بیع متنع ہو گا بسبب متعلق ہو جانے حق لہجہ اس کے مگر چار صورتوں میں جو شبہہ میں مذکور ہیں ہم اشباہ میں ہے کہ عقد فاسد تعلق حق العبد لازم ہو جائے اور فساد مرتفع ہو جائے مگر چند مسائل میں اجارہ فاسد یا ہرستا جوئے اجارہ میم و دیگر کو یا تو شخص اول کو اس کا توڑ ناجائز ہے یا شخص دوسرے کو بی بیع مولیٰ پر اس کی بیع صحیح کی تو مکررہ کو اس کا توڑ ناجائز ہے مشتری نے بیع فاسد کو اجارہ دیا تو بائع کو اس کا توڑ ناجائز ہے اور اگر بطریق الخراج کر دیا ہے چونکہ کلام من کا تصرف مشتری میں ہے تو مسئلہ اولیٰ کا مستقنا صحیح نہیں اور اسی طرح مسئلہ ثانیہ کہ خود من میں موجود ہے اور اگر بطریق مسئلہ ثالثہ اور البعد خود شایع کے آئندہ قول میں موجود ہو کذا فی الجلب و کذا فی النص و فی عتبار اجارہ و نکاح اور بطریق بیع وغیرہ کی نہ ہند ہر تصرف فوری سوائے اجارہ اور نکاح کے چنانچہ تدبیر موجب نفاذ بیع فاسد کا ہم اجارہ اور نکاح سے ہو اسطے منع متنع نہ ہو کہ اجارہ منع ہو جاتا ہے عذر سے اور رفع فساد ہی عذر ہے اور نکاح میں حرج عن الملک نہیں و هل یبطل نکاح الایمان بالفسح المتعذر ولو الحیۃ اور کیا نکاح لونڈی کا باطل ہو جاتا ہو اس کے منع بیع فاسد کو قول تماریہ ہے کہ ان باطل ہو جاتا ہو کذا فی الولو البیت ہم بیان گفتگو سمجھیں کہ مشتری بعد قبض نکاح کر دے چنانچہ یہی موضوع ہے جمیع مسائل سابقہ میں اور کلام دلالتیہ قبل از قبض میں مفروض ہے تو اب یہ جواب کہ یونکر میم ہو گا کذا فی المطاوع و نقصا و حق ذال المانیہ کر جوع حبیب و عین مکاتب و ذالک دھن عادی الفسح فلو قبل الفضا بالقیمۃ لاجلہ اور جب کہ مانع منع کا دور ہو جائے چنانچہ پہر لینا و اہلک اپنی ہبہ کو اور عاجز ہونا کتابت بدل کتابت سے اور غلام ہونا رہن کا نتیجہ

میان مشتری و بائع کے بیع فاسد کو وقف صحیح کیا ہو اسطے منع متنع ہو گا کہ مشتری نے بیع کو مستہلک کیا جب کہ اس کو وقف کیا اور اس کو اپنی ملک سے نکالا اور جو روایت جامع لفصلین میں برخلاف اس کے ہو سو صحیح نہیں چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں اس کو مفصل بیان کیا ہے ہم جامع لفصلین میں یوں ہے کہ اگر بیع فاسد کو وقف کیا پس بعد قرار دیا تو حق منع بل نہیں ناقدی کے عمارت بنا کے انتہ ہر الفائق میں اس کو روایت ثانیہ قرار دیا ہو اور یہ بہتر ہے فلفصلین میں اس کو عدم التعمیل قاضی پر محمول کیا ہو کذا فی المطاوع و مرقہ و ادوخی و تصدیق بہ نقد البیہ الفاسد جیم مامر و امتنع الفسح لتعلق حق العبد بہ الا فی الایع مذکور فی فی الاشباہ و البیہ فاسد کو رہن کہا یا اس کی کسی شخص کو یہ سہو وصیت کی یا خیرات کی تو بیع فاسد نافذ ہو گا دیگی جمیع تصرفات مذکورہ میں بیع یا ہبہ یا امان یا کتابت یا استیلا یا وقف یا رہن یا وصیت یا صدق کرنے سے اور انہی بیع متنع ہو گا بسبب متعلق ہو جانے حق لہجہ اس کے مگر چار صورتوں میں جو شبہہ میں مذکور ہیں ہم اشباہ میں ہے کہ عقد فاسد تعلق حق العبد لازم ہو جائے اور فساد مرتفع ہو جائے مگر چند مسائل میں اجارہ فاسد یا ہرستا جوئے اجارہ میم و دیگر کو یا تو شخص اول کو اس کا توڑ ناجائز ہے یا شخص دوسرے کو بی بیع مولیٰ پر اس کی بیع صحیح کی تو مکررہ کو اس کا توڑ ناجائز ہے مشتری نے بیع فاسد کو اجارہ دیا تو بائع کو اس کا توڑ ناجائز ہے اور اگر بطریق الخراج کر دیا ہے چونکہ کلام من کا تصرف مشتری میں ہے تو مسئلہ اولیٰ کا مستقنا صحیح نہیں اور اسی طرح مسئلہ ثانیہ کہ خود من میں موجود ہے اور اگر بطریق مسئلہ ثالثہ اور البعد خود شایع کے آئندہ قول میں موجود ہو کذا فی الجلب و کذا فی النص و فی عتبار اجارہ و نکاح اور بطریق بیع وغیرہ کی نہ ہند ہر تصرف فوری سوائے اجارہ اور نکاح کے چنانچہ تدبیر موجب نفاذ بیع فاسد کا ہم اجارہ اور نکاح سے ہو اسطے منع متنع نہ ہو کہ اجارہ منع ہو جاتا ہے عذر سے اور رفع فساد ہی عذر ہے اور نکاح میں حرج عن الملک نہیں و هل یبطل نکاح الایمان بالفسح المتعذر ولو الحیۃ اور کیا نکاح لونڈی کا باطل ہو جاتا ہو اس کے منع بیع فاسد کو قول تماریہ ہے کہ ان باطل ہو جاتا ہو کذا فی الولو البیت ہم بیان گفتگو سمجھیں کہ مشتری بعد قبض نکاح کر دے چنانچہ یہی موضوع ہے جمیع مسائل سابقہ میں اور کلام دلالتیہ قبل از قبض میں مفروض ہے تو اب یہ جواب کہ یونکر میم ہو گا کذا فی المطاوع و نقصا و حق ذال المانیہ کر جوع حبیب و عین مکاتب و ذالک دھن عادی الفسح فلو قبل الفضا بالقیمۃ لاجلہ اور جب کہ مانع منع کا دور ہو جائے چنانچہ پہر لینا و اہلک اپنی ہبہ کو اور عاجز ہونا کتابت بدل کتابت سے اور غلام ہونا رہن کا نتیجہ

مردے کو تہی ہزار درم کو بقدر فاسد خرید کی اور دو وزن میں تقاضا البیوعین واقع ہوا اور ہر ایک کو نفع حاصل ہوا اپنے مقبوض میں امام نے فرمایا کہ جسے
 نوڈی پر قبضہ کیا وہ نفع کو خیرات کرے اور جس پر درہم قبضہ کئے اسکو نفع حلال ہے اسے اس واسطے مشترک نفع حلال ہوا کہ عقد متعلق بالمتعین ایسے جاریہ پر
 توخت نہیں ہو گیا اور بالغ کو اس واسطے حلال ہوا کہ عقد ثانی مال متعین کو متعلق نہیں بلکہ اسکا مثل ذمہ پر واجب توخت نہیں ہو سکتا تھا تو اسکا نقد بق
 واجب نہو ایچکم جو پس خبث کا جو سبب فساد ملک کے تھا اور اگر عیسیم ملک کے خبث ہو چنانچہ منصوب اور امانات میں جبکہ نہیں امانت واریجات کرے تو مطلق
 کے نزدیک مال متعین اور غیر متعین دونوں کو خبث شامل ہوگا چنانچہ مودع یا غاصب جب کہ عرض یا نقد میں تصرف کرے اور نفع حاصل ہو تو طریق کے نزدیک نفع
 نفع لازم یعنی اگرچہ دو وزن نے ضمان ادا کیا ہو اور حلت نفع بالغ اور مشترک نفع مشترک کا محل وہ ہر جب تک بیع متعلقہ نہ ہو کہ نہیں ہیں دونوں کو نفع
 حلال نہیں چنانچہ عقد مشترک میں دو وزن کو نفع حلال ہے کذا فی المطالع لا یطیب للمشتق فاستحق فی بیع متعین بالمتعین بان کما یقال بالمتعلق
 العقد بعینه فتمکن الخبث فی البیوع فتمنع بہ حلال نہیں ہو گا فائدہ کہ حاصل ہوا اس بیع میں متعین ہو نہیں سکتا سہم سہم کہ مہم مذکور کو
 زیادہ تر من سے بیع سبب متعلق ہونے عقد کے عین بیع سے توخت ہم گیا نفع میں تو شکوکہ قدق کرے ہم مطاوی نے کہا مدعت عقد ادا میں منصوص ہوا اگر
 بیع ہو چکا ہے نہیں ہو سکتا تجارت کرے اور نفع حاصل ہو تو یہ فائدہ حلال ہوگا سبب عدم تعین کے عقد ثانی میں کما طاب ورجح مال اخصا علی اخو فصدق
 علی ذلک فقہی ای او قال ایاہم ظہر عدلہ بتصادقہما انہ لو یکن علیہ شیء لا ینال المسحق ملوک ملکاً فاسداً والخبث لفسا
 الملک انما یصل فیما یعتق لا ینتہا لا یتعین چنانچہ حلال پر نفع اس مال کا جس کا مدعی نے دوسرے شخص پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ اسکی تصدیق کی ہو یا نہ
 مدعی کو مال ادا کیا بعد کے تضادق طرفین سوا سکا عدم ظاہر ہوا اس طرح پر کہ مدعا علیہ پر کچھ مال مدعی کا نہ تھا اس واسطے نفع حلال ہوا کہ مستحق کا عوض ملوک ہو تو
 ملک فاسد اور جو خبث کہ سبب فساد ملک کے ہوا یہ دو فقط مال متعین میں عمل کرتا ہو نہ غیر متعین میں ہم مدعی مذکور کو نفع ہر وقت حلال ہوگا کہ نقد میں مدعی
 کیا ہو نہ عرض کا کیونکہ عرض میں تعین ہے نہ نقد میں منصوص مسئلہ جامع صغیر میں یوں مذکور ہے کہ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے کہا کہ میرے بھتیجے ہزار درم میں
 ادا کر دے اور اسے اس کے سپرد دو وزن نفی مال پر مشفق ہوئے اور مدعی نے مال مذکور میں تصرف کیا اور فائدہ شکوہ حاصل ہو تو یہ فائدہ شکوہ حلال ہے اس واسطے
 کہ دین اقرار سے ثابت ہو یا ہر جب مدعا علیہ اقرار کیا اور ادا کیا تو مدعی کو اپنی ملک میں نفع حاصل ہوا پھر جب اسکے بعد دو وزن نے عدم میں اتفاق کیا
 تو دوا ہم مقبوضہ بزرگہ بل سخی کے ہوئے مستحق سے مراد بیان دین ابدی سے مراد درہم مقبوضہ ہیں کذا فی المطالع واما الخبث تقدم الملک والفساد
 فیعل فیہما کما یستطیع منہ واین الکمال اور جو خبث کہ سبب فساد ملک کے ہے چنانچہ غصب سو متعین اور غیر متعین دونوں میں عمل کرتا ہو چنانچہ ماضی
 اور ابن کمال نے اسکی تصریح کی ہے وقال الکمال لو تمکن الخبث فی دعوی الدین لا یملکہ اھل الدین فی النہار اور کمال الدین نے نفع القدر
 کہا کہ اگر مدعی مذکور عموماً دعویٰ دروغ اپنے دین میں کر گیا تو نفع کا اسلام ملک ہوگا اور نہ اتفاق میں اس قول کی تقویت کی ہے ہم اتفاق میں کہا کہ فقہائے
 کتاب الاقرار میں تصریح کی ہے کہ اگر مترادف جانتا ہو کہ مفر کا ذب ہی اپنے اقرار میں تو شکوہ بزرگہ مال لینا حلال نہیں بان اگر شکوہ شبہہ ہو تو محمد کے نزدیک
 حلال ہونے ابو یوسف کے نزدیک تو ہر وقت میں شکوہ نفع حلال ہوگا اور یہاں کلام ظن مدعی پر عمل ہے یعنی مدعی کو گمان ہوا کہ میرے باپ کا قرض مدعا علیہ پر ہے
 پر معلوم ہوا کہ مدعا علیہ وکیل نے اسکے باپ کو قرض ادا کر دیا تھا سو دو وزن کا عدم دین پر تضادق ہوا تو اب نفع حلال ہوگا اور یہ نہایت خوب فہم
 اسکو فوراً کر لیتے فقہاء الحرام ینتقل فلو دخل بامان واخذ مال حلی بلا رجوع و آخر حرجہ الینا ملکہ وھم بیعہ لکن لا یطیب
 لہ ولا المشرقی منہ بخلاف البیوع الفاسد فانہ لا یطیب لہ لفساد عقد و یطیب للمشتري منہ لعمدہ عقد اور سہی کتا ہر
 ہو کہ حرام انتقال انا ہر ایف مہ سے دوسرے ذمہ تک سوا اگر سلم دار الحرب میں امان لیکر داخل ہوا اور حرلی کا مال بدوین اسکی خوشی کے لیے اور مال
 کے طرف نکال لادی ہوا اسکا مالک ہوگا اور اسکی بیع صحیح ہوگی لیکن چونکہ اسکی ملک میں خبث ہے دغا کے سبب تو وہ مال شکوہ حلال نہ ہوگا
 نہ اس کے نویدار کو نہ خلاف بیع فاسد کے کہ بالغ کو حلال نہیں اس کے عقد کے فساد کے سبب اور جس نے اس سے حشر یہ کیا اسکو حلال ہے

مدعی کا مال
 مدعی کا مال
 مدعی کا مال

سیر و پانچ سیر بد کرلا سو دہ لایا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسین اپنی دست مبارک سے بنیٹ ڈالا پھر فرمایا کہ جا کر لڑائی لایا کر اور بیجا کر اور سیر
 بچھو پندرہ دن نہ دیکھوں اگھر ایسا ہی کیا پھر وہ آیا اور اوسکو وہی درم حاصل ہوئے سو اوسنے کچھ درمون سے کپڑا خرید کیا اور کچھ سیر کھانا
 نو حضرت علیہ السلام فرمایا یہ تیرے حق میں بہتر ہے تیرے آنے سے سوال کیا ہی کا داغ نیری مونہہ میں برقیامک کے دن کڈنے لفظا و ہم بندہ
 جواز نیلام کی جو بفعل ہند میں مشہور ہے اصل ہو و تعلق الجلباب یعنی الجلباب اور مکروہ جو اناج کی بہرنی کو لگے بڑھ کر لینا اور خیر نہ کرنا
 جلباب یعنی ختم ہونے کا سبب ہے کہ ایک شخص کو اہل شہر سے خبر ملی کہ انا بچو بڑا قافلہ آتا ہے اور اناج بہر
 قافلہ میں گرفتار ہیں سو وہ شخص قافلہ میں جا کر ملا اور ان سے سب فائدہ خرید کر لیا اور شہر میں آکر اسنے خاطر خواہ بیجا اور اگر شہر میں نہ جانا و فاعلم
 شہر میں آتا ہے اہل شہر کو کشائش ہوتی در صورت قافلہ تلخے جلباب کروہ ہے اور اگر اہل شہر کو تلخے جلبابے غیر نہ ہو تو مکروہ نہیں اور بعضوں نے کہا صورت
 اہل شہر سے کہ شہر والا قافلہ کو لگے بڑھ کر لے اور شہر کے نرخ سے سستا خرید کر لے اور حالانکہ اہل قافلہ کو نرخ شہر کا معلوم نہیں تو یہ خرید جائز ہے لیکن مکروہ
 ہے سبب خرید کے خواہ اہل شہر کو ضرر ہو یا نہ ہو کڈنے لفظا و عن الاتقانی و لهذا اذا كان يصير باهل البلد او يكتسب السعير على الوارد بن لعدم علمهم
 فیکون للتصير والغیر اور یہ کہ بہت یعنی تلخے جلباب ہوتے ہیں جب کہ اہل شہر کو ضرر ہو یا نہ ہو خاص غلاموں پر شہر کے نرخ کو مخفی رکھے سبب ادا کی جائے
 تو یہ مکروہ سبب ضرر اہل شہر کے پہلی صورت میں اور سبب دہو کہانی کے دوسری صورت میں آتا اذا انتقیا فلا یکن اور جب کہ ضرر اور تبیس نرخ مخفی نہ ہو
 تو تلخے جلباب مکروہ نہیں و کرا بیع الحاضر للباقی اور مکروہ ہے ہم حاضر کی واسطے ادا کرنے شہر کا رہنہ والا شخص بیرونی کا مال دلائی کر کے بیچے صحیح مسلم
 وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ حاضر بادی کے واسطے ہم کرے اور چوڑو لوگوں کو تا اسد تکا و
 دوسرے شخصوں کو بعضوں نے و هذا فی حاله فخط و حق و لا یکن اذ اقام الفضل اور یہ کہ بہت مکروہ اور حاجت کی حالت میں ہو اور اگر خط نہ ہو شخص بیرونی کا
 مال بیچ دینا بطریق دلائی کے مکروہ نہیں سبب ہم ہونے ضرر کے ہم تلخے جلباب کی حالت میں باہر کا آدمی اناج بیچنے لایا اور شہر والے نے اوس کو کہا کہ
 تو یہ میں جلد ہی کر میں بچھو لڑان بیچ دینا تو اسو سطرے کروہ ہے کہ اہل شہر کو ضرر نہ سانی ہے بخلاف فراخ سالی کے قبل الحاضر المالك والباقی
 المشتری والا صحیح کما فی المجتبی انما السمسار والباہیم لکن اذ اقام الفضل وحق الناس برزق الله بعضهم من بعض ولذا عکد بالام
 لایم بعضون نے کہا کہ حاضر سے مالک مراد ہو اور بادی شہر کی اور قول صحیح تر چنانچہ مجتہدین جو یہ ہے کہ حاضر سے مراد دلال ہو اور بادی کسی بائع
 موافق ہونے اس تفسیر کے آخر حدیث سے یعنی چوڑو لوگوں کو تا اسد تکا و دوسری بعضوں کو بعضوں کو اور سبب اور بیجا تقدیر لا شہر ہوا ہے میں ہم تفسیر میں
 رضی اللہ عنہما سو وہی ہے سنن البراد و دین لایکن بیع من یزید لما و کسبی بیع الکالاہ مکروہ نہیں ہم من یزید بدلیل حدیث گذشتہ جس میں پالا بیکر کا
 قصہ مذکور ہو چکا اور اس کی اوائل مکر عرین ہم الدلالتہ کہتے ہیں کذا فی لغتہ اور بالفعل ہندوستان میں اہل کو نیلام تلخے ہیں اسی کو ہم من یزید اسو سطرے کہا کہ بالغ
 زیادتی میں چاہتا ہے لہذا کہتا ہے کہ اس میں سے کوئی شخص زیادہ من دیتا ہے ولا یقرق عبرا بالغی مبالغۃ فی المنع لکنہ علیہما الصلوٰۃ والسلام
 من کفر فی بن والد وکذا و آخر و اخیر دوا الاین مآجۃ و غداہ علی و عن الثانی فسادہ مطلقا و بہ قال زفر و الامۃ الثلثہ بن سعید
 غیرہ کالم و ذی رحم محمد منہ ای محرم من حرمہ الرضا کان عتہ و آخر رضا کا فاضل اور بدائی نہ کی جلتے صغیر غیر بالغ اور اس کے قریب
 محرم کے درمیان یعنی وہ محرم جو سبب نہ ہو نہ رضا کا چنانچہ چاکا بیجا و رضاعی بہائی ہو تو اسکو بوجہ بیعت شائع کہتا ہے سنف نے ہنی تقریق کو لکھی کہ یہ کیا
 مبالغہ کے واسطے منع ہم میں سبب لغت کرنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسکو جو جدائی دالے درمیان باپ اور اس کے بیٹے کے اور درمیان ایک
 بہائی اور اس کے دوسری بہائی کے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے اور ابو یوسف سے روایت ہے کہ یہ بیع ناسہ ہے ہر طرح سے خواہ قرابت
 ولادت ہو یا نہ ہو ہم تلخے میں مبالغہ منع کا اسو سطرے ہوا کہ تقریق کو محال عدم الوقوع ہوا اور صغیر میں غیر بالغ کی قید اس و ہم کے دفع کیواسطے لکھی کہ صغیر
 سو وہ مراد ہے جو اپنا ضروری کام کر کے تو اس قید سے راجع یعنی قریب البلوغ ہی صغیر میں داخل رہا الا اذا کان التقرب باعتباری و نواجہ و لقا

اور یہ کہ بہت مکروہ اور حاجت کی حالت میں ہو اور اگر خط نہ ہو شخص بیرونی کا

حل مال او بیع من حلف بعتہ او کان المالك كما في عدم حلفه بالشرايع او متعلقا ولو الاخر لفظه او مكاتبه فلا باس او نعتا
 محارمه فله بيع ما يبيع واحد غير الاقرب والابون والمملوكي فافهم مگر جب کہ تفریق بسبب اعتاق اور او کے توابع کے جو چنانچہ نہ برادر استیلا
 اور کتابت اگرچہ اعتاق بیعت مال کے ہو یا انیس شخص کے یا نہ بیع کے سبب تفریق ہو جسے غلام بیع کے آزاد کرنے کی قسم کھائی یا مالک غلام کا کارفرما ہو
 کہ فرماتے ہیں یا مالک متعہ و ہون اور اگر دوسرے غلام کے طفل یا کتاب کا ہو تو تفریق میں کچھ مضائقہ نہیں یا غلام کے محارم چند ہوں
 تو مالک کو محارم کا بیچنا جائز ہے سوائے ایک محرم خیرات اور والدین کے اور جو مملوک بوالدین سے کھائے لفتح ہم اگر صغیر کی دادی اور عہدہ اور خالہ ہو تو عہدہ
 خالہ کی بیع جائز ہے دادی کی کو نہ وہ مافی برابرے اور بیعت مستحق کفر وجہ مستحقا یا تفریق بواسطہ حق سستی کے جو چنانچہ ایک غلام سستی غلام بیعتی
 زیر کے پس دو غلام محرم ہیں اور ایک غلام نہیں دوسری شخص کا مملوک خلا تو اب تفریق ممنوع نہیں و کذا فم احدہما بالجناۃ و بچہ بالکذب و ابان لان
 مال الغیر و مکرہ بعیب لان النظر فی دفع الضرر عن الغیر لا فی الضرر بالغیر و چنانچہ دینا و دین سوائے ایک غلام کو بسبب اد کے انتخاب بنانا
 کے اور بیع غلام کی غلام کے دیکھ سبب یا غلام کا دینا غیر کے مال تلف کر ڈالنے سے اور پرہیز دینا غلام کا عیب ظاہر ہونے سے تو ان امور مذکورہ سبب تفریق
 جائز ہے سوائے کہ مالک کو جو تفریق غلام صغیر اور اسکے محرم میں منع ہو تو بنظر دفع ضرر کے ہی غیر سے صغیر سے نہ غیر کے ضرر میں ہم یعنی منظور شرح ہے
 کہ صغیر سے ضرر دفع ہو لہذا صغیر کو جدا کرنا اسکے محرم سے منع فرمایا اور یہ منظور نہیں کہ غیر کو یعنی مالک کو ضرر پہنچے تو اگر مطلقا تفریق منع ہو تو در صورت
 بنانا غلام مالک پر فساد لازم آوی اور دوسری صورت میں قرض خواہوں کو قیمت دینی پڑی اور دوسری صورت میں عیبہ اور لینا پڑی کذا فی المطاوی
 بخلاف الکبیرین والزوجین فلا باس به خلافا لاحد فاما المستثنی احد عشر بخلاف کبیرین اور زوجین کی تفریق کے کہ اس میں کچھ مضائقہ
 نہیں بخلاف امام احمد بن حنبل کے نہ بک تو مستثنی گیارہ میں ہم یعنی صغیر اور اسکے محرم نسبی میں تفریق بطریق بیع یا بیعہ جائز نہیں مگر گیارہ صورتوں
 میں جائز ہے اعتاق ۲ توابع اعتاق ۱۴ اسکے ہاتھ بیچنا جسے غلام کے آزاد کرنا کی قسم کھائی ۴ جب کہ مالک غلام کا کارفرما ۵ جب کہ مالک متعہ و ہون ۶ جبکہ
 صغیر کے محارم کے شخص ہوں ۷ جب کہ محرم صغیر غیر کا سستی ۸ دینا غلام کو غلام کی جنایت میں ۹ بیچنا غلام کا غلام دیوں کے دین میں ۱۰ غلام کا بیچنا اطلاق
 مال غیر میں ۱۱ آپر دینا بسبب عیب بحر الرائی میں بارہویں صورت یہ زیادہ کی ہے جب کہ صغیر قریب البلوغ ہو اور اسکی ماں اسکی بیعت سے راضی ہو و کما یکن
 التفریق ببیعہ وغیرہ من اسباب ملکت کصدقہ و وصیہ یکن بشرا و الا من حرابی ابن صلیک و بقسمتی فی المیراث و الغنائم و غیرہ
 اور جیسے تفریق کردہ ہو بیعت سے اور اسکے سوا اور اسباب ملک سو چنانچہ متعہ و اور وصیت سو بطریق خرید کر بیعت سے ہی کردہ ہے مگر حوالی سے خبر کردہ
 نہیں کذا ذکر ابن ملک اور میراث اور غنائم نیست کرنے سے تفریق کردہ کی کذا فی الجوبہ ہم ایک شخص دو بیعتے اور دو غلام محرم ہیں ایک صغیر سے نہ کر دیا گیا
 اور ایک ایک غلام ایک بیعتی کو پونچھا ہے تو واجب یہ ہے کہ دونوں غلاموں کو ایک بیعت خرید کرے اور دونوں بیعتی اور تھانٹن قسمت کر لیں اور ہم بطریق
 کے قاسم اور غامی پر تفریق حرام ہے کیونکہ غازی غزیرہ مشترک ہے کذا فی المطاوی اب لگے شایع بیعت کردہ کا حکم بیان کرتا ہے بعد ذکر بیعت کردہ
 کے و اعلم ان فتح المکر و واجب علی کل واحد منہما ایضا شکر و غیرہ لکن لا فیم الا فیم جمع اور معلوم کر کہ بیعت کردہ کا نسخ کرنا ہر ایک بائ اور تفریق
 پر واجب ہے یعنی جیسے بیعت فاسد کا نسخ واجب ہے ویسے ہی کردہ کا بھی واجب ہے کذا فی الجوبہ وغیرہ بسبب دو کر ڈالنے گناہ کے کذا فی الجمع و فی
 تصحیح شرا و کا فی مسلما و صحیحنا علی الجبار علی الخواص اعم من ملکہ و یصح فی المنفقات واللہ اعلم او جمع میں یہ ہے روایت ہے کہ ہم جمع تہویں
 شرا و کا فرسلمان غلام اور صحیف کو اخراج عن الملک کی اجارہ کے ساتھ اور سبب متفرقات میں آدھا و اندھا علم ہم بیعتے اگر کا فرسلمان غلام صحیف کو خرید کر نہ وغیرہ
 صحیف کو باطل یا فاسد نہیں لیکن کارفرما کیا جائیگا کہ او کو اپنی ملک میں نہ رکھے تا مسلمان ذات سے اور قرآن مجید امانت سے محفوظ رہے و اندھا علم لہو با فضل فی
 الفتن فی فصل ہے بیعت فضولی کے حکام میں ہم فضولی نسبت ہو فضول کی طے جو ہم سے فصل سے زیادت کے چنانچہ الفاری اور عربی حد اسبب ظاہر ہے
 مناسب بیعت فضولی کی بیعت فاسد ظاہر ہے کہ فاسد اور موقوف کی ملک ایک شیء پر موقوف ہو یعنی فاسد میں قبضہ پر اور موقوف میں اجازت پر کذا فی الجوبہ ذکر کردہ

فی الکذب بعد الاستحقاق لانه من حیثی اور کمتر میں بیع فضولی کو باب الاستحقاق کے بعد ذکر کیا ہوا اسکو کہ فضولی استحقاق کی صورتوں میں سے ہے
 ہم وہ ایک ہی ہے کہ سستی ذمہ کے وقت یہ کہتا ہے کہ یہ بیع میری ملک ہو اور جسے تیسرا کہتا ہے بیچے اور جسے بلا اذن میرے بیچے سو یہی بیع فضولی
 حقیقت ہو اور دوسری وہ ہے کہ بیع فضولی کے بعد اگر اجازت نہ ہو تو ظاہر ہوتا ہے کہ بیع غیر کا حق ہے ہوا من یشغل بالآیضیہ فالقائل
 یمن بأمر المعروف انت فضولی فی حیثی علیہ الکفر فہم وہ یعنی فضولی انت میں کہتے ہیں جو مشغول ہو بیعاً نہ کام میں تو جسے کہا اور جس نے جس پر جو
 امر بالعرف و کتابے کہ تو فضولی ہے تو اس پر کفر کا خون ہو کہ نہ انت فہم ہوا اسطے کہ امر بالمعروف شرعاً واجب اور فاعل کو مفید ہے تو اسکو فضولی کہنا
 ظاہر الحقیقہ وجوب پر دلالت کرتا ہے اور قائل مذکور کی فی تحقیق تکفیر ہوئی ہوا اسطے کہ اس کلام کو نفی وجوب مقصود نہیں ہوئی و اصطلاحاً حکم میں ہے
 فی حق غیر بحدۃ الجہنم بغیر اذن شرعی فصلی کسراج بہ مخفی و کلیل و وصی اور ولی اور فضولی سب اہل بن اور بغیر اذن شرعی
 کہے بدون اذن شرعی کے تصرف کرنا حق غیر میں بمنزلہ جنس کے ہے تو اس میں دلیل اور وصی اور ولی اور فضولی سب اہل بن اور بغیر اذن شرعی
 فصل ہو جس سے سوا نذ وکیل اور وصی کے چنانچہ قاضی محل گیا فضولی کے تعریف سے کل تصرف بحدۃ الجہنم قلیل کا کثیر و نزدیک و استعاطاً
 کطلاقاً و اعتنائاً ولہ حیثی لہذا التصرف من یقل علی اجازتہ حال وقوعہ انعقد موقوفاً بقرنہ کہ صادر ہو فضولی سوا
 وہ تصرف تمسک ہو چنانچہ بیع اور تزویج یا سقاط ملک ہو چنانچہ طلاق اور اعتاق اور عالا نکاح و سکا مجز ہے یعنی اس تصرف کو واسطے وہ شخص موجود
 ہو جو قادر ہے اسکی اجازت پر تصرف کر کے واقع ہونے کی وقت میں تو یہ تصرف منع ہوگا مالک کی اجازت پر موقوف ہو کر ہم یعنی اگر مثلاً بیع خالہ
 کے مال کی بیع کیا یا سکا کسی عورت سے نکاح کر دیا یا اسکی زوجہ کو طلاق دی یا اس کا غلام آزاد کر دیا تو اگر خالہ اجازت دے دیا اور جائز رکھے گا تو
 بیع اور تزویج اور طلاق اور اعتاق نافذ ہوگا مالا باطل ہوگا و مثلاً مجیزہ حالۃ العقد لا یعقد اصلاً بیانۃ صبیۃ بام مثلاً بیع بلغ
 قبل اجازتہ و یتیم فاجازتہ بنفسہ بآذان لہ و یتیم مجیزہ حالۃ العقد بخلاف مالو ملک مثلاً بیع بلغ فاجازتہ بنفسہ لہ و یتیم لہ
 وقت العقد یتیم لہ فیدخل مالہ یقل او قعۃ فیصحۃ انشاء لا اجازتہ کما بسطہ العادی اور جس تصرف کا کوئی مجز نہیں حالت عقد
 میں تو وہ مصلحت منع ہوگا تفصیل اس بحال کی یہ ہے کہ ایک منیر نے اپنا مال بیچا مثلاً پروہ بالغ ہوا قبل اجازت اپنے ولی کے سوا جسے بیع سابق کو جائز
 رکھا تو بیع مذکور جائز ہوگی اس واسطے کہ اس سے پہلے وہ بیع کا ولی اجازت دینے والا حالت عقد میں موجود تھا بخلاف اسکے کہ اگر منیر نے مثلاً اپنی زوجہ کو
 طلاق دی پروہ بالغ ہوا اور اسنے بذات خود طلاق مذکور جائز رکھی تو طلاق جائز ہوگی اسکو کہ عقد طلاق کے وقت اسکا کوئی مجز نہ تھا یعنی
 منیر بسبب عدم بلوغ کے اہلیت طلاق کی نہ رکھتا تھا اور اس کے ولی کو طلاق میں مطلق دخل نہیں تو طلاق مذکور باطل ہوگی جب تک بعد بلوغ نہ
 نہ کہے کہ میں نے طلاق واقع کی تو اب طلاق صحیح ہوگی بطور انشاء و طلاق کے نہ بطریق اجازت کے چنانچہ اسکو عادی نے مشرعی بیان کیا ہے ہم
 ہر چند منیر تصرفات مذکورہ میں فضولی نہیں کیونکہ غیر کی ملک میں تصرف نہیں لیکن چونکہ اسکا تصرف اپنے مال میں نافذ نہیں لہذا اسکو
 فضولی قرار دیا وقف بیع مال الغیر لو الغیر بالیتیم یا قلاً فلو صغیراً و مجزاً فالعقد یعقد اصلاً کما فی الزواہر معنی بالحقای و اور
 غیر مال کی بیع متوقف ہو اگر شخص غیر بالغ عاقل ہو تو اگر غیر شخص صغیر یا مجنون ہو تو بیع اصلاً منع ہوگی چنانچہ زواہر الجواہر میں ہے عادی کو
 نقل کر کے و لہذا ان باعہ علی انہ لما لکھ اور یہ بیعے توقف بیع میں صورت میں ہے اگر فضولی نے بیع کو پیش پر بیچا ہو کہ بیع مالک کے واسطے ہے
 یعنی بیع فضولی جو اجازت پر موقوف ہوئی ہے تو فقط اسی شرط سے ہوا مالو باعہ علی انہ لنفسیہ او باعہ من نفسیہ او بشرط الخیار فیہ
 لما لکھ المتکلف او باعہ عنہا من خاصۃ بعض احوال لکھ بہ فالکثیر باطل اور اگر اسکو بیچا اس طرح کہ بیع میرا مال ہے یا اسکو بیچا اپنی
 ذات سو یہ خود خرید کیا یا اسکی مالک کے واسطے خیار شرط کیا یا فضولے نے متاع کو بیچا اور جس شخص سے جسے دوسری متاع مالک کی غصب
 کی بیع متاع مخصوص ہے تو یہ ان چار صورتوں میں باطل ہے ہم البسود نے ماشیہ مشباہ میں ذکر کیا کہ دو شخص نے ایک شخص کی دو متاع کو

غصب کیا ہر ایک غاصب نے دوسرے غاصب و متاعین منصوصین کی بیع کی ہر ایک کے اس سیکو جائز کہا تو ہم جائز نہ ہوگی اس کو ہر ایک کو فائدہ ہیکا ملک رقبہ اور تصرف ہر
سوا ملک کو بدون عقد ہی بدین میں حاصل ہے لہذا ہم منع نہ ہوگی تو اجازت بھی ہوگی اور اگر دو غاصبون نے دیکھو کسی متاع کو غصب کیا اور
ہم منع نہ کی اور دونوں مالکوں نے اجازت دی تو جائز ہے اور ظاہر ایسی حکم ہے دو غاصبون کا جنہوں نے ایسا کیا تو غصب کچھ قید نہیں اور متاع کی
قید اس واسطے لگائی کہ اگر دو غاصب ایک شخص کے نقد کو غصب کر کے عقد منکر کر کے تو میم ہوگا اس واسطے کہ نقد مساوات میں متعین نہیں کذا فی
الطحاوی والمصنفین ان بیعہ موقوف الا فی هذه الحفصة فیا طلک اور حاصل کلام یہ ہے کہ فضولی کی بیع موقوف ہو کر ان پانچ صورتوں
میں باطل ہو م چار صورتیں تو یہی ہیں جو ابھی مذکور ہو چکیں اور ایک صورت مال منیر اور جنون کی بیع ہے قید بالبدیع لانه لو اشترى لغيره نقد عليه
الا اذا كان المشرى صديقا ومجربا عليه فيوقف مصنف نے فضولی کی بیع کو بقید توقف مقید کیا اس واسطے کہ اگر فضولی غیر کے واسطے
کو بیع حشرید کرے یا تو مشتری نے غصب پر نافذ ہوگی مگر جب کہ مشتری منیر یا منوج تصرف ہو تو اس کی اجازت پر خرید موقوف ہوگی جس کے واسطے
خرید واقع ہوئی ہم جب فضولی پر حشرید نافذ ہوئی تو اگر غیر اب اجازت ہی ہے تو بیع کے واسطے نافذ نہ ہوگی کیونکہ اجازت موقوف کلا حق ہوتی ہے
ن نافذ کو ہر غیر فضولی نہیں خرید کر سکتا اور جس سے تو دونوں میں بیع المتحاب ہو جائیگی کذا فی الطحاوی عن البحر هذا اذا لم يصفه الغضوي في ال
غیره فلو اضافه بان قال في هذه العربة لفلان فقال البائعه بعت لفلان توقف بنمازیه وغیرہا یعنی خرید کا نافذ ہونا فضولی پر ہوتی ہے جب کہ
اوستے نے بیع میں شرط نہیں کیا ہو تو اگر غیر کی شرط نسبت کی ہوگی طرح پر کلائے سے کہا ہو کہ اس کلام کو بیع طائے شخص کے ہاتھ میں بیع کے لئے کہا کہ
میں نے اس کے ہاتھ میں بیع کیا ہے اور علی اجازت پر خرید موقوف ہوگی کذا فی البرازی وغیرہ لان بیعہ لنفسه باطل کذا فی البحر والاشباه عن البدائع کذا
فی البدائع کا یہ ہے کہ بیع کے لئے فضولی کی بیع اپنے واسطے باطل ہے کذا فی البحر والاشباه عن البدائع شاید کہ بیع بیع اس واسطے باطل ہے کہ فضولی مانتے بیع کا
ہم علی نے کہا کہ شرط کے قول سابق یعنی قابلیہ باطل کی تفسیل ہے طحاوی نے کہا بہرہ یہ ہے کہ مصنف کے قول میں لانا کہ بیع قول تعلیل ہو کذا فی
لغیرہ لان الواحد لا یستطیع ان یبیه الا بالکمال اور سہلیم فضولی کا خرید کرنا اپنے واسطے باطل ہے اس واسطے کہ ایک شخص ایک دو طرفوں کا بیع
ایسی باور قبول کا منولی میں ہوا سو وہ اپنے چنانچہ کتاب البیوع کے اول میں مذکور ہو چکا وعبان الاشباہ بیع الغضوی فی موقوف الا فی ثلث فیا طلک
اذا باع لنفسه بدائع و اذا شرطه اخیاره فیه لما لا یتعلق و اذا باع عرضا من غاصب عرض اخو للمالك به فیه لکن شرطه المصنف
الاولی بخالفه لفرع المذنب المتصور بان بیع الغاصب موقوف وبان للمبیع اذا استحق للمشتري اجازته علی الظاهر من ان لبايع
بايع لنفسه لا للمالك الذي في المستحق مع ان توقف علی الاجازة اور عبارت اشباہ یہ ہے کہ بیع فضولی کی موقوف ہو کر تین صورتوں میں
باطل ہے جب کہ فضولی نے اپنے واسطے بیع کی کذا فی البدائع اور جب کہ نہیں مالک کے واسطے اختیار شرط کیا کذا فی التلخیص اور جب کہ فضولی نے متاع بھی انحصار
نہ نہ جسے مالک کی متاع غصب کی بعض متاع منصوص ہیں لیکن مصنف نے اپنی شرط میں پہلی صورت کو ضعیف کہا ہے بسبب اسکے مخالف ہونیکے مسائل مذکور
سو کیونکہ فقہائے تصریح کی ہر ایک بیع غاصب کی موقوف ہونا باطل اس کی تصریح ہے کہ بیع جب غیر بالغ کی مستحق نخلی تو شخص مستحق کو اس بیع کی اجازت دینا
ہو جائز ظاہر قول کے باوجود دیکھ بانع نے بیع کو اپنے واسطے بیعانا مالک مستحق کے واسطے ساتھ اسکے کو مالک کی اجازت پر موقوف ہو واما لثانی ففی
النهر وینفی الغاء الشرط فقط قلت وحاصلہ کہ قالہ شیخنا ان بیعہ موقوف لغيره فیا طلک اور دوسری صورت
کی تصنیف ہر الفائق میں ہون ہو اور فقط شرط خیار کا ذکر نہ یا لائق ہے خارج کہتا ہے میں کہتا ہوں اور حاصل کلام یہ ہے کہ بیع حشرید ہر مالک کے لئے جائز ہے
یہ ہر ایک بیع فضولی کی درمیان شرط خیار موقوف ہو کر بیع اپنے واسطے ہو بنا بر حال میم کے اتنے کلام شیخ الشرح کذا فی الطحاوی لکن فی حاشیہ الاشباہ
لان المصنف ویزدک علیہ مسئلتان من الخاوی واما بیع الغضوی فی مال صغیر وجعلوا لا یعقدان مستقلا الی هنا لیکن ابن سبیر نے کہا
حاشیہ اشباہ میں ہر دو بیع اشباہ کے تین مسئلوں پر اور بیع اور زیادہ کے ہیں حادوی سمی اور وہ دونوں بیع میں بیع فضولی کی مال منیر اور جنون کی

کہ بیع ہم ہرگز منع نہیں ہوتا یعنی باطل سے ہاتھ نہ نکال دے کہ اگر بیع منع ہے تو وقف بیع العبد والشیء المحبوس علی اذن المولیٰ والولیٰ
 لکن المعتق اور غلام ممنوع تصرف اور منکر منع التصرف کی بیع موقوف ہو مگر دلی کی اجازت پر اور سہ طرح منہ کی بیع دلی کی اجازت پر موقوف ہو
 دلی العادیہ وغیرہا لا تنقذ آقا ذر العبد ولا عقوقہ واستحقاقہ فی الحجۃ اور عادیہ وغیرہ میں کہ غلام کے اقرار منع نہیں ہوتے اور اس کے
 عقود اور اس کی جماعتیں کر سکتے کتاب الحجۃ میں ظاہر عادیہ کی عبارت متن کے مخالف ہے اس واسطے کہ بیع منکر منع ہے اور وہ موقوف ہو غیر منع
 اور جواب اسکا یوں ممکن ہے کہ غیر منع سے غیر لازم مراد ہو وقف بیع مالہ من فاسد عقل غیر عقید علی اذن المولیٰ والولیٰ اور باقی کا بیع اپنے
 مال کو مرد فاسد عقل غیر رشید یا فاضی کی اجازت پر موقوف ہو مگر رشید وہ ہو جو تصرف کرنا بخوبی جانتا ہو ویکم مکرہا ولا المستاجر والارض فی
 ہزار عتہ الغیر علی اذن مرقن ومستاجر مزارع اور ہر چیز گرد ہو اور غیر کے اہل ہر میں ہے اور جو زمین میں بیع کرے اس میں بیع موقوف
 مستاجر اور مزارع کی اجازت پر موقوف ہو مگر مکرہا مستاجر اجازت بیچنے مالک ہیں نہ فسخ بیع کے لیکن اگر بیع کرے کہ مکرہا مکرہا مکرہا مکرہا مکرہا
 مالک ہے نہ مستاجر کا فی الحقیقہ وقف بیع شیء برأسیہ ای بالکتاب علیہ فان علیہ المشتري فی مجلس البیع نقد والا بطل اور موقوف
 ہو بیع شے کی اس کی رقم پر یعنی من کی غلام و سہر لہی ہو سو اگر مشتری نے مجلس بیع میں علامت مذکورہ کو دریافت کر لیا تو بیع نافذ ہے اور نہیں تو بطل
 ہو مگر مصنف نے اس بیع کو صحیح عارض الفساد قرار دیا ہے اور بحر الرائق اور شریعہ مالہ میں اس کے لکھنے قلت وی مترجہ البحرانہ فاسد کذا عتہ
 النص لا بالعکس ہو العیض وعلیہ فخرم متاثرہ وعلی الضعیف لا ین کہتا ہوں اور بحر الرائق کے باب المراجہ میں ہے کہ بیع بالرقم فاسد
 جسکو عارض ہو سکتی ہے یعنی علم نے لکھا ہے نہ لکھا ہے یعنی صحیح عارض لہا نہیں ہی قول صحیح ہے تو بنا بر قول صحیح کے مباشرت اس کی
 حرام ہے اور بنا بر قول ضعیف کے جسکو مصنف نے لکھا ہے مباشرت حرام نہیں وترك المصنف قول الدار و بیع المبیع من غیر مشیۃ لہ دخل
 فی بیع مال الغیر اور مصنف نے در کے اس قول کو ترک کیا اور بیع بیع کی اس کے غیر مشتری کو سبب اغل ہونے اس بیع کے مال فیزیکی بیع میں در میں
 ہو کہ ایک شے نہ بیچے نہ بیچے پہلے پہلے کو کر کے ماسخ یا تو بیع مانی نافذ نہیں بیان تک کہ اگر بیع اول کو عاقدین فسخ کر دیں تو بیع مانی نافذ نہیں ہوگی لیکن مشتری
 کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر بعد قبض بیع ہوئی ہو مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ میں نے اس بیع کے ذکر سے اعراض کیا اس واسطے کہ یہ تحقیق بیع مال غیر
 کی طفرہ راجع ہے جبکہ ذکر پہلے ہو چکا اس واسطے کہ مشتری بیع مال ہو گیا خرید کرنے سے کڈنے لفظاً و مضمناً و بیع لکھتا ہے اور بیع مرتہ کی موقوف
 ہو اس کی اجازت بعد الاسلام پر امام کے نزدیک خلافاً للفاہین والبیعہ بما یام فلان والبیعہ یعلم والمشتري لا یعلم والبیعہ بمثل کا بیعہ والناظر
 بہ او بمثل ما اختلف فلان فان علیہ فی المجلس صحہ والا بطل اور بیع موقوف ہے بوض اوس من کے جو فلاں شخص نے بیچا اور مالانکہ بائع
 اور سکو جاتا ہے اور مشتری نہیں جانتا اور بیع اوس من کے مانند جس لوگ بیع کرتے ہیں یا مانند اوس من کے جس من سے فلاں شخص نے لیا تو اگر
 مشتری مجلس عقد میں من کو دریافت کر گیا تو تینوں صورتوں میں بیع صحیح اور نہیں تو باطل ہے فیہ الشیء یقتضی ان ین فی المجلس صحہ والا بطل
 والیٰ اور موقوف ہو بیع شے کی اس کی قیمت پر سو اگر قیمت مصرح ہوگی مجلس عقد میں تو صحیح ہے نہیں تو باطل ہے کذا ذکرہ لعلہ التوا و بیع فیہ خیار
 المجلس اور موقوف ہو وہ بیع میں خیال مجلس شرط ہو یعنی اگر مجلس میں اختیار کر لیا تو صحیح ہے والا غیر صحیح وقف بیع الغاصب علی اجازۃ المالك
 یعنی اذا باعہ لمانکہ لا لنفسیہ علی ما مر عن البدایہ اور موقوف ہو بیع غاصب کی مالک کی اجازت پر یعنی بشرطیکہ غاصب اس کے مالک کے
 واسطے بیع کی ہو نہ اپنے واسطے چنانچہ بائع سے مذکور ہو چکا وقف ایضاً بیع المالك المغموب علی البیتنہا و اقرا الغاصب
 اور یہی موقوف ہو بیع مالک کی شے منسوب کو گواہوں پر یا غاصب کے اقرار پر یعنی در صورت انکار غاصب اگر گواہوں کو غصب کیا یا غاصب نے خود
 غصب کیا اگر کیا تو بیع صحیح والا نہیں و بیہ ما فی تسلیمہم فہم علی تسلیمہ فی المجلس اور بیع اس چیز کی جسکی تسلیم میں ضرر ہو بالکمال اس کی تسلیم فی مجلس
 موقوف ہو مگر چنانچہ چہ کی کڑی بیچا و بیع المرص لوارثہ علی اجازۃ الباقی اور موقوف بعض کی بیع اپنے ایک وارث کے واسطے باقی وارث کی

اجازت پر موقوف ہو و بیع الیٰ شئ الذی المستغنیٰ علیٰ ايجان القرماء اور بیچا دار فون کا ترکہ مستغرق کو مورث کے قرض خواہوں کی اجازت پر موقوف ہو و بیع احد الوکیلین والوصیتین او الناظرین اذا باع بخصم الاخری توقفت علی اجازتہ او بغیبہ فلا یطاع اور دو وکیلوں یا دو وصیتوں یا دو ناظروں میں سے ایک وکیل یا وصی یا ناظر کی بیع دوسرے کے سامنے موقوف ہے دوسری اجازت پر یا دوسرے کی غیبت میں بیع کی تو باطل ہے و او حکمہ فی النهی الیٰ بیع و ثلثین اور نہر الفائق میں بیع موقوف کو بیس اور کئی قسم تک پہنچا یا ہو ہم نہر الفائق میں اگر بیس تسعین بیع موقوف کی مذکور ہیں از اہلہ مصنف اور شارح نے تیسری تسعین ذکر کی ہیں و حکمہ ای بیع الفضل فی لو کہ مجازت بحال وقوعہ کا مرقبول لا اجازت من المالك اذا كان المبيع والمشتري والمبيع قائما بان لا يتغير المبيع بحيث يعد شيئا اخر لان اجازتہ کا بیع حکماً اور حکم یعنی اثر مرتب بیع فضولی کا اگر اسکے واسطے مجز ہو وقوع جبکہ وقت چنانچہ گذر گیا قبول کرنا اجازت کا ہے مالک سے جب کہ بائع یعنی فضولی اور مشتری اور بیع قائم ہو سطر چہر کہ بیع متغیر ہو گئی ہو سطر چہر کہ دوسری چیز شمار ہو گئی ہو سطر چہر کہ اجازت مالک کی بیع حکم کے برابر ہے ہم تغیر بیع کی یہ سطر چہر کہ مثلاً کپڑے کی قطع اور دخت نہ ہوئی ہو والا اجازت مفید ہو گئی کیونکہ اب اس کا نام کپڑا نہ رہا قبا یا نہیں نام ہو گیا بخلاف کپڑا اگر کپڑا کرے کہ اس میں اجازت مفید ہو گئی ایسا کچھ کہ ہو مصنف نے اپنی شرح میں لیکن بحر الرائق میں اس کے خلاف ہے یعنی بعد رنگ کرنے کے اجازت غیر مفید کہنے لگا و کذا ایشد قیام الفتن ایضا لو کان عرجنا معینا لانه مبیع من وجه فیکون ذلکا للفضول علیہ مثل المبیع لو مثلیا والافقیستہ وغیر العرض مالک للبیع اما نہ فی ید الفضول ملتی اور سطر چہر شرط ہو قائم رہنا من کا بھی اگر من عرض معین ہو سطر چہر کہ عرض معین بیع ہو سکتا ہو ایک راہ سے تو فضول مشتری ہر گجھا اور نہ یہ فضولی خود فضولے پر نافذ ہے تو عرض مذکور فضولی کا ملک ہو گا اور فضولے پر مثل بیع واجب ہو گا اگر بیع مثلی ہے اور نہیں تو قیمت اس کی واجب ہو گی اور جو من کے غیر عرض ہے یعنی منجملہ لغو ہے تو وہ مالک مجز کی ملک ہو فضولی کو ماتہ میں امانت ہو کہ اس نے الملتقی و کذا ایشد قیام صہاب المتاع ایضا فلا یجوز اجازتہ و امرتہ لبطلان بیع اور سطر چہر صہاب متاع کا بھی قیام شرط ہے تو جائز نہیں اجازت اسکے وارث کی بواسطے بل ہو جائے اجازت کے اوکی موت و حکمہ ایضا ان اخذ المالك الفتن او طلبہ من المشتري یكون اجازتہ عمادیۃ اور بیع فضولی کا یہ حکم ہو کہ من لینا مالک اور اس کا من مانگنا مشتری سے اجازت ہو کہ انی لہما و ہل للمشتري الرجوع علی الفضول بمثلہ لو هلك فی ید قبل الاجازتہ الاصح تعوان لم یحکموا نہ فضولی وقت الاداء لای علم قنیہ واعتدای ابن النخبة و اقرہ المصنف و حزم الزیلعی و ابن مالک بانہ اما نہ مطلقاً اور کیا مشتری کو جائز ہے مثل من کا سپر لینا فضولی سے اگر من فضولی کے ماتہ ہلاک ہو جائے قبل اجازت مالک کے قول ایچ یہ ہو کہ ان رجوع لہل جائز ہے اگر مشتری اداسی من کی وقت میں نہ جاتا ہو کہ وہ فضولی کو جائز نہیں اگر اس کو فضولی جان چکا ہو کہ انی لہما اور اسی قول کو مستند جانا ہو این شمن نے اور سیکر ثابت رکھا ہو مصنف نے اپنی شرح میں اور زیلعی اور ابن مالک نے سپر یقین کیا ہو کہ من امانت ہو مطلقاً یعنی خواہ قبل اجازت کے من ہلاک ہو یا بعد اجازت کے کہ انی لہما اور در صورت امانت رجوع مثل من جائز نہیں و قولہ مستغنیٰ عن ما صنعت و احسنت او احسنت علی الخفاء فہم اور مالک کا یون کہنا فضولے سے کہ بر کیا تو نے کہ انی لہما فہم بری چیز تو نے کی یا خوب کیا تو نے یا اچھا کیا تو نے اجازت ہو بقول منار کہ انی لہما فہم اور غیر منار قاضی خان کا قول کہ حسنت اور احسنت اجازت نہیں کہہ ن کہ استہزاکے واسطے ہی بولتے ہیں کہ انی لہما وی و ہبۃ الفتن میں المشتري والتصدق علیہ یہ اجازتہ کو المبیع قائماً عمادیۃ اور من مہبہ کرنا مالک کو مشتری سے اور من کا قصد کرنا مشتری پر اجازت ہو بیع کی بشرطیکہ بیع قائم ہو کہ انی لہما و قولہ لا یجوز غیر لہ ای المبیع الموقوف فلو اجازت بعد لم یجوز لان المفسد لا یجوز خلاف المستحب لو قال لا یجوز ہم الاخری اجازتہ اور مالک کا یون کہنا کہ میں اجازت نہیں دیتا بیع موقوف کر کے اگر بعد اسکے اجازت دیکھا تو جائز نہیں ہو سطر چہر کہ غرض تاجر کو کہو کہ میں اجازت نہیں دیتا اجازتہ والی کی جیکو بعد اس کی اجازت دے تو بیع موقوف قائم کلاضہ جو اثر اجازتہ بالفعل فذلک لانا لک الاجازتہ والغنم و المشتري والغنم و کذا للفضول فی ملک الی المبیع لا یجوز لہم ان یتحدوا من اجازت

انہ نکر یا مکر بالکیم للعبد واداد المشتري دکر المبيع مکر وکلمة للثنا قض فضولی نے غیر کا غلام بدو ن اسکے امر کے بجا
 پر مشتری نے گواہ گذارنے مثلاً بائع فضولے کے اقرار پر یا گواہ لایا غلام کے مالک کے اقرار پر کہ مالک نے فضولی کو بیع کے واسطے نہ کہا تھا اور مشتری نے بیع
 پر بیع کا ارادہ کیا تو اس کے گواہ مرد و دہن اور اس کا قول مقبول ہوگا بستی بائع فضولے کے شارح نے کہا تیر امر مالک کے قید اتفاق سے بیعنے ہو واسطے
 کہ محل نزاع بائع اور مشتری میں تو ہی امر ہے ہم دہن بنا قض بیع ہو کہ عاقلین کا اتمام عقد پر صحت بیع اور اس کے نفاذ پر دلیل ہو اور گواہ
 مقبول نہیں ہو تو مریحہ دعوے پر پر جب دعوے کا مل ہو تو گواہ ہی مقبول نہ ہونگے کما لو اقام البائع البیعة انہ بائع بلا امر او برهن علی اقرار
 المشتري بذلك واصله ان من سعى فی نقض ما من حین لا یقبل الا فی مستثلین چنانچہ گواہ مقبول نہیں اگر بائع گواہ لایا اس پر کہ اس نے
 بیع کی بلا امر مالک کے یا گواہ لایا مشتری کے سطر کے اقرار پر اور قاعدہ اسکا یہ ہے کہ جو شخص سے کرے اس چیز کے قوت نے میں جو اسی شخص کی جہت سے
 کامل اور پوری ہوئی ہے تو اس کی سہی مقبول نہیں مرد و دہن مرد و مستوفین مقبول ہم ایک سہلہ یہ ہو کہ ایک شخص نے غلام کو خریدا اور بیع قبضہ کیا
 پھر دعویٰ کیا کہ بائع نے اس کو قبل اسکے فلاں شخص غائب کے ہاتھ بیچا تھا اور سہلہ گواہ لایا تو گواہ اسکے مقبول ہیں دوسرا سہلہ یہ ہو کہ ایک لونڈی کسی کو بیع
 کی اور مریحہ نے اس کو حرم بنایا پھر داہج نے دعویٰ کیا کہ اس کو بیع نے دہرہ کیا تھا اور سہلہ گواہ لایا تو گواہ مقبول ہیں تو لونڈی پر سہلہ اور سہلہ محمول ہوگا
 کہ اس نے بیع فعل کیا پھر وہ ثابت ہوا اور اس کو مذکور کا اقرار کیا تا ناہ میں گرفتار نہ رہے کہ لفظ لفظ و ذل اقرار البائع المذکور وہ عند خیر انما یخو
 یحس بان رب العبد نکر یا مکر بالکیم وواقعه علی عدم الامر المشتري انقض البیعة لان الثنا قض لا یتم حین الا فی اذاعة ام المبیع
 فاذا اتوا فابطل فی حق المالك للعبد ان کذا یجاء واذعی ان کان بائعاً فی ملک البائع بالثنا لانه وکیل لا یستدلی حلاقاً
 للثانی اور اگر بائع نے اقرار کیا اگر مریحہ قاضی کے سوا اور کسی سے پس اقرار کیا ہو کہ انی البیع سطر پر کہ غلام نے مالک نے مجھ کو بیچا اور نہیں کیا اور عدم
 امر پر مشتری ہی بائع کے موافق ہوا تو بیع ٹوٹ جائیگی اس واسطے کہ ایسا تناقض عدم امر کی صحت اقرار کا مانع نہیں سبب ہونے جہت کے اپنی ذات کے
 اقرار میں پر جب متعاقدین موافق ہوئے تو بیع باطل ہوگی دو وزن کے حق میں نہ غلام کے مالک کے حق میں اور دونوں کی تکذیب کرنا اور اس
 دعویٰ ہو کہ بیع میرے امر سے ہوئی تھی تو مالک بائع سے منکر کا مطالبہ کرے گا کیونکہ وہ وکیل ہے نہ مشتری سے بخلاف ابو یوسف کے مذہب کے یعنی اس نے نہ وکیل
 مشتری سے ہی مطالبہ کر سکتا ہو سوا اگر مشتری منکر اکرے تو بائع سے بہرے کہ انی لفظ و بائع اذ غیلا بغیر آخر و آقبضتها المشتري نہیں و انما
 ردحاکھا فی بناء المشتري فقیہ اتفاق دوسرا بیع غیر کا گھر بیچا بدو ن اسکے امر کے اور اس پر مشتری کا قبضہ یا ان فی الذکر اور گھر کا داخل کرنا
 مشتری کی عمارت میں چنانچہ کنز میں واقع ہو سو قید اتفاقی ہونہ امر تازی کہ انی الدرر ہم بلا امر مالک کے قید اتفاق ہو کہ یہ بیع بائع کے امر سے ہو تو
 احدث البائع الغضوی بالغصب وانکر المشتري ثم یتم البائع قیمۃ الدار لعدم بیع البائع اقرارہ علی المشتري پر بائع فضولی
 نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری نے غصب کا انکار کیا تو بائع گھر کی قیمت کا تاوان نہ دے گا سبب نہ سبب کرے اقرار بائع کے مشتری پر ہم عدم سبب
 اقرار بائع اسکے عدم ضمان کی علت نہیں بلکہ عدم سبب عدم نفع دار کی علت ہو بیع مشتری کے ہاتھ سے گھر نہ نکالا جائیگا بائع کے اقرار سے وہ ہم
 ضمان بائع کے باوجود اقرار غصب کے یہ علت ہو کہ زمین کا غصب کرنا بیشعین کے نزدیک صحیح نہیں اور محمد کے نزدیک بائع قیمت دار کا ضمان ہے اور ابو یوسف
 کا یہی پہلا قول ہی تھا کہ انی لفظ و ای فان برهن المالك اخذ حاله فکذا یجاء به اذا اراد مالک گواہ لایا غصب پر تو گھر کو لیکھا اس واسطے کہ
 اس نے بیع دعوے کو شہادت سے روشن اور ثابت کر دیا **فروغ** مسائل لمحہ شارح کے باقی فضولی و اجابہ انرا و ترا جہۃ و ہنہ فاجیز
 معانیت الا قوی فتم یجوز کہ لا نزاع فیہ غصب کے غلام کو فضولے نے بیچا اور دوسرے فضولے نے اس کو اجارہ دیا یا اس کا نکاح کر دیا یا رہن
 رکھا پھر دونوں فضولیوں کے فعل کی اجازت ہوئی سبب ہی بالقدم اور تاخیر تو غیر عقد ثابت ہوگا اور لونڈی ملکہ ہوگی نہ زوجہ کہ انی لفظ
 یعنی اس واسطے کہ بیع قوی تر ہے نکاح سے اور اگر دونوں عقد برابر ہوں چنانچہ ایک شخص کا دو فضولیوں نے دو عورتوں کو بیع کیا یا غلام کو

صاحبین کے ہر ایک کا دیکھا اور اگر اقالہ بلفظ بیع ہو گا تو بالاجماع بیع سے ہم بلفظ بیع اقالہ کی یہ صورت پر کہ بائع نے مشتری سے کہا کہ مجھے ہاتھ پر حکم
تو نے خرید کیا وغیرہ فی مواضع الاول لو كانت المبيع عتقا انفسكم الشفعة ثم تقابلوا فليس له ان يبيع ما كان له من الشفعة ثم تقابلوا
اور اس کا اثر ہے یعنی حق ثالث میں اقالہ کے بیع ہو نہ گا۔ چنانچہ مواضع میں سے موضع اول بیع کہ اگر بیع نہ ہو جو اور شفع نے شفعہ کو دیا ہو پھر بیع
اور مشتری نے اقالہ کیا ہو تو پھر اگر شفع سے بیع ہو گا تو شفعہ ہو گا۔ واجب دیکھا سبب اس کے ہونے کے بیع جدید تو شفعہ متاخرین کا قیاس ہوا۔
الثاني لا يترتب الباطل الثاني على الاول بعينه بطلته بعد هالكه لا نه يقيم في حقها اور موضع ثانی بیع کہ بائع ثانی بائع اول پر رد بیع نہیں کر سکتا سبب
اس میں ہے کہ جو حکم معلوم ہوا بعد اقالہ کے ہوا سطل کہ وہ بیع سے لے کے حق میں مٹنے جب کہ مشتری نے بیع کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچا ہو دونوں میں
اقالہ ہوا پھر معلوم ہوا کہ بیع میں عیب تھا بائع اول کے پاس اور بائع ثانی نے چاہا کہ بیع سے بیع اول کو تو اس کو بیع جائز نہیں ہوا سطل کہ یہ اس کے
حق میں بیع ہے گویا بائع ثانی نے اپنے مشتری سے خرید کیا کہ اس نے بیع الثالث ليس للواهب الرجوع اذ اباؤه الموهوب له الموهوب
من الموهوب تقابلوا لا يترتب الباطل الثاني من المشتري من المشتري من المشتري اور موضع ثالث بیع کہ واجب کو بیع پہلے لیا جائز نہیں جب کہ موهوب لہ نے موهوب کو دوسرے
شخص کے ہاتھ بیچا ہو دونوں میں اقالہ ہوا ہوا سطل کہ موهوب لہ مشتری کے ہاتھ سے اپنے مشتری سے والزام لے لے مشتری اذ اباؤه المبيع من الموهوب لہ
المشتري جاذب الباطل لا يترتب الباطل الاول اور موضع رابع بیع کہ مشتری نے جب کہ بیع کو بیچا دوسرے کے ہاتھ قبل نقد من کے تو بائع کو اس سے خرید کرنا
کتر من سوا جائز ہے ہم صورت اس کی یہ ہے کہ کوئی چیز خرید کی اور قبضہ کیا اور موزن نہیں دیا پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچا ہو بائع ثانی مشتری
ثانی میں اقالہ ہوا اور مشتری اول کے پاس وہ چیز پہلے بیچا ہو بائع اول نے مشتری سے بیع کو خرید کیا قبل نقد من کے من اول سے کمتر کہ تو جائز ہو
گویا بائع اول نے مشتری ثانی سے خرید کیا کہ انی لهما والحقا ايس اذا اشتري بغيره من الباطل هذا الخدمة بعد ما حال عليها الموقوف
وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَزَادَهُ بغير فضاة واسترد العراض فحلكت في يد المالك لستقط الزكوة فالغنية تملكها اذا لزمه بغيره بل لا فضاة اقاله
اور موضع خامس بیع کہ جب اجناس تجارت سے خرید سکے واسطے غلام خرید کیا بعد گند جاتے سال کے اجناس مذکورہ پر اور غلام میں کوئی عیب نہ مشتری
نے اس کو بغیر حکم قاضی سے پر دیا اور اجناس کو پہلے لیا اور اجناس ہلاک ہو گئیں مالک کے ہاتھ میں فواد کی زکوۃ ساقط ہوگی پس بیان غیر تیسرے سے متاخرین کا
اس واسطے کہ وہ اسطو عیب کے پہلے دینا بلا حکم قاضی اقالہ سے ہم غلام میں خدمت کی قید ہوا سطل کہ اگر تجارت کا غلام ہو گا تو اس کی خرید و بیع ہلاک
ہو گا کیونکہ مال تجارت کو تجارت کے مال سے بدلتا استعمال نہیں اور غیر فضا کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ بکرا قاضی رد کرنا سب سے حق میں غیر ہو تو کہ باہم دفع ہوئی اور ہلاک
ہلاک ہو گئیں زکوۃ واجب ہوگی کہ عیب بلا فضا ہو سطل اقالہ ہو کہ وہ بیع ہو بیع غیر کو حق میں تو مشتری میں اول سوا سطل کہ اگر کوئی عیب ہو تو بیع باطل ہے اور بیع باطل ہے
کہ انی لهما والحقا ويزاد المتعاقض في الصوف ووجوب الاستبراء لا نه حق الله تعالى قاله لا يملكها صاحبها الا بالشرعية اور مواضع منہ سے
تقابل منہ کا اور وجوب ستر کا زیادہ کیا گیا ہو واسطے کہ ستر احسن اللہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے ستر ستر استحقاق کا کہ انی لہ صدقہ لہ ہم وجوب ستر
کی یہ صورت ہو کہ تو نہ ہی ستر کی اور ستر قبضہ کیا پھر اقالہ بیع ہوا تو ستر اقالہ بمنزلہ بیع کے حق ثالث میں تو بائع اول کو وسط کی جائز ہوگی
مگر بعد ستر کے والا قاله بعد الا جاز والحق من فلكم عن نالتم متاخر فحقه بشفعة اور مواضع مذکورہ پر زیادہ سے اقالہ بعد اجارہ اور من
کے تو منہ تیسرے سے متاخرین کا کہ انی النهر مواضع من اور شرح کے تو ہوتے ہم ہر الفائق میں کہا کہ مجھے سوال ہوا اقالہ بعد الرهن سے تو بیع جواب
دیا کہ اقالہ موقوف ہے بیع کے ہند بدل قول فقہا کہ اقالہ بیع جدید سے ثالث کے حق میں اور ثالث بیان مرتب سے اور ستر اگر اجارہ دیا پھر اقالہ
کیا تھے تو اقالہ بعد رهن کے اجازت مرتب یا فضا و دین پر موقوف ہے اور اقالہ بعد اجارہ کے متاخر کی اجازت پر موقوف ہے اگر اس سے جائز
رہا تو فائدہ سے اور نہیں تو باطل ہے مشایخ کو یقین کہنا سبب تھا کہ مرض اور متاخر ثالث ہو کہ انی لهما والا قاله يملكها هلاك المبيع ولو حلت
کیا باقی اور صحت اقالہ کا مانع ہے ہلاک ہونا جبکہ اگرچہ ہلاک حقیقی نہیں بلکہ جس کے ہو چنانچہ ہلاک ہونا غلام کا ہم اور اگر ہلاک بیع کی بعد اقالہ کے ہو تو اقالہ

علا ہی ستر کا اور وجوب ستر کا زیادہ کیا گیا ہو واسطے کہ ستر احسن اللہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے ستر ستر استحقاق کا کہ انی لہ صدقہ لہ ہم وجوب ستر

تو اقالہ باطل ہو کر بیہ ہر قائم ہو گا۔ انہی البیوع لا الثمن ولو فی بدل العتق ہذا کی ہر ہر ہلاکی میں کی بدل صرف میں واقع ہو جو کہ اصل میں بیہ ہو نہ میں ہذا ہلاکی میں بیع بالغ صحت اقالہ میں ہلاکی میں کی دھلا کہ بعضہ یتمم الاقالہ بقولہ اعتباراً بالجزء بالکل اور بعض میں ہلاک ہو جانا مانہ اقالہ کا نہیں بقدر باقی کے جز کو اس کے ساتھ ہذا ہلاک کے ہم از انجہ یہ ہے کہ زمین کو خرید کیا کہیت کے ساتھ اور کہیت کاٹ لیا ہوا اقالہ کیا تو زمین میں بقدر اس کے حصہ کے اقالہ میں ہے چنانچہ شراح کو قنیز سے مذکور ہے کہ اگر کوئی بیع منہ مال کو شری صابو فابحت فبقا بلا لبقا کل المبیع قطع اور ہلاک بعض میں بیع بیہ صورت نہیں اگر صابون خرید کیا ہو وہ خشک ہو گیا ہو ورنہ نے اقالہ کیا سبب باقی رہنے تمام میں ہے کہ انی افصح تو مشتری کو زمین کم کرنا بیع کی صابون کے جائز نہیں واذا هلك احد البدلين في المقايضة وكذا اني الشك في اقالته في الباقي منها وعلى المشتري فيه اهلاك البدلين قيمتهما ومثله ان مثلياً ولو هلكا بطلت الا في العتق اور جب کہ احد البدلين معاينة او سطر سطر سلم میں ہلاک ہو جاوے تو اقالہ صحیح باقی بدل میں مشتری ہر ہلاک کی قیمت لازم ہو اگر وہ میت والی چیز ہو اور مثل ہلاک لازم ہو اگر وہ منی ہو اور اگر دو تو نہ بدل ہلاک ہو گئے تو اقالہ باطل ہے مگر مشتری بدل نہیں ہم معاينة عبارت ہو بیع بعین بعین یعنی متاع کو بعض متاع کے پیمانہ اور صرف کا ہشتا منقطع ہے تقایلاً فانق العتق من يد المشتري وجمنا عن تسليمه اوهلك المبيع بعد ما قبل المبيع بطلت برأية سنا قد ربح اقالہ کیا ہر ظلم ہلاک گیا مشتری کے ہاتھ سے اور وہ عاجز ہوا دسکی تسکیم و بیع ہلاک ہو کہ بعد اقالہ قبل القبض کے تو اقالہ باطل ہے کہ انی البرأية وان اشترى ارضاً مشتملاً فقطعه او عبداً فقطعت يده واتخذ ارضها ثم تقايلا حقت ورنه جميع الثمن ولا شيء كباقيہ میں ان میں انجہ والبدلين حالاً بہ بقطع المبيد الشجر وقت الاقالہ لان غير قائم خیر بین الاخذ بجميع الثمن والالتصفيه اور اگر درخت والی زمین خرید کی ہو درخت کاٹ لیا یا ظلم خرید کیا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور مشتری نے ہٹکا خون بیاں ہو ورنہ نے اقالہ کیا تو قنیز میں ہے اور تمام میں ہو کہ لازم ہو اور اس کے ہٹکا درخت اور ہاتھ کے عوض سے کچھ نہیں اگر باقی قطع دست اوخت سوا گاہ ہوا اقالہ کے وقت اور وہ اگر آگاہ ہو تو وہ مختار ہے تمام میں کے لینے میں یا ترک کرنے میں کہ انی القنیه وفيها شترى انهما من رفعة ثم حصدا ثم تقايلا حقت في الاخذ بجميع الثمن من يرد وخرید کی ہر کہیت کاٹ لیا ہوا اقالہ کیا تو اقالہ صحیح ہے زمین میں اس کے حصے کے برابر ہم شتر بعض میں ہے ہلاک میں داخل ہے چنانچہ مذکور ہو چکا دو تقایلاً بعد اصرار کہ لم یجبر اور اگر دو تو نہ نے اقالہ کیا کہیت کی جنگی کے بعد تو جائز نہیں ہوا اسے کہ عقد خرید برادر ہو نہ گہن پر کہ انی البیوع تقايلا حقت على ان المشتري كان وطى المبيعة رذها واتخذتها اور قنیه میں ہو کہ دو تو نہ نے اقالہ کیا ہر ہٹکا معلوم ہوا کہ مشتری نے نوڈی میں بیع و طلی کی ہو تو اسکو سپرد اور اس کا شتر کے وفيها سقنة الرقة على الباقي مطلقاً اور قنیه میں ہو کہ پیڑیے کا خرچ باقی ہے ہر سچ یعنی خواہ اقالہ بیع حضور ہوا ہوا اس کے غیبت میں کہ انی ان لم یکن بیع اطلاق قنیه کی حجاز میں یا باطنین کہ انی املی و بقطع اقالہ الا قاله ولو تقايلا ابيع ثم تقايلا اهاى الا قاله ان لم یکن وعاد المبيع الا قاله الشك فاعاد لا قبل الا قاله تكلون ان الشك فيه دینا سقط والشا قلا یعی شیا اور بیع ہوا اقالہ کا شتر کا اقالہ کیا ہوا اقالہ اور ہٹکا اور بیع ہوا اقالہ کی سوای اقالہ سلم کے کہ وہ اقالہ کو قبول نہیں کرنا ہوا اسے کہ سلم میں سلم فیہ دین ہو کہ ساقط ہو گیا اور جو ساقط ہوا وہ پر نہیں آتا کہ انی الاشباہ وفيها رأس المال بعد الاقالہ کہو قبلها فلا یستوفى فيه بعد ما قبضها او رشاہ میں ہو کہ رأس المال بعد اقالہ کے ویسا ہو جیسا قبل اقالہ کے ہوا تو اس میں تصرف کرنا اقالہ کے بعد جائز نہیں جیسا قبل اقلہ تصرف جائز نہیں ہم منسے سلم الیہ کو قبل قبض رأس المال کے نہیں تصرف جائز نہیں جیسے راس المال کو بعد اقالہ قبض رأس المال کے تصرف جائز نہیں بلکہ کوئی چیز رأس المال سے غیر نہیں کر سکتا کہ انی المصلح ولا فی مستلین لو اختلفا فيه بعد ما فلا یخالف حکم رأس المال کا قبل اقالہ اور بعد اقالہ کے یکساں ہو مگر دو صورت میں کیا ان میں ایک صورت یہ ہو کہ اگر السلم اور سلم الیہ نے اختلاف کیا رأس المال میں بعد اقالہ کے تو دو تو نہ پر یا بیع سلم نہیں ہم اس صورت میں سلم الیہ کا قول معتبر ہو گا اور اگر دو تو نہ نے قبل اقالہ کے اختلاف کیا تو دو تو نہ سلم کہا میں کے یعنی در صورت عدم ہو کہ انی المصلح ولا ولو تصرفا قبل قبضه جازا انی البیوع اور اگر السلم اور سلم الیہ متفرق ہو تو قبل قبض کرنے رأس المال کے بعد اقالہ کے تو جائز ہو مگر صرف میں جائز نہیں

یعنی ضمان پر نفع یکر جلی نے کہا کہ شارح تصنیف کی تشریف میں تصریح کر کے کہہ گا کہ اگر کوئی مال نہ مراہم صنف یہ ہے کہ مراہم عبارت ہے ہم ملوک سے
ساتھہ من اور زیادتی منفعت کے اور یہ عبارت ہیک ہی الثبت علم والتولیة معصداً کئی غیث جعلہ والیما اور تولیہ معصداً وہی غیرہ کا یعنی غیر کو والی
اور کار ساز مقرر کیا و شرعاً بقیۃ بئینہ الاول ولو حکماً یعنی بقیۃ و عاثر عنابہ لا تہ الغائب اور سہلح شرحین تولیہ یہ ہے ملوک چیز کی اسکے
من اہل سے اگرچہ من مکی ہو مراد من مکی ہے اس چیز کی قیمت ہو اور مصنف نے قیمت کو من سے تعبیر کیا ہوا ہے کہ تولیہ من میں اکثر رائج ہے ہم من سے کو فریہ
کرنا اوتے کو چھنا اسکا نام تولیہ ہو لیکن ظاہر یہ تشریف یہ خاص کو شامل نہ ہی جبکہ وہ مقصود کو بعد تقصین قیمت کے بطریق تولیہ یہ کرے ہذا شارح
من کو عام پھر ادا من حیثے اور من مکی سے تا اذ سکھ بھی شامل ہو جاوے طحاوی نے کہا بہترین یہ ہا کہ شارح لفظ عنابہ کو حذف کرتا ہوا ہے کہ من سے مراد
ہو جو قیمت کو بھی شامل ہو نہ یہ کہ من سے فقط قیمت ہی مراد ہے و شرط صحیحاً کون البعوض مثلاً او قیماً ملوکاً اللہ شادی اور مراہم اور تولیہ کے
میں ہونے کی شرط ہونا عوض یعنی من اہل کا مثالی یا ہونا عوض کا قیمت والی چیز ملوک مشتری کی ہم من منے چنانچہ دراہم اور دنانیر اور کیل اور موزون اور
ستار یا فضی وغیرہ کا ہوا ہے شرط صحت ہوا کہ اگر من غیر منے ہو چنانچہ کپڑا البعوض غلام کے خرید کیا تو یہاں مراہم اور تولیہ قیمت غلام پر ہو گا اور حالانکہ
قیمت بھول سے ان اگر مشتری اسی قیمت والی چیز کا مالک ہو جو عوض تھا بالعمی غریہ میں تو فرشتے سے بھی مراہم جائز ہے صورت اسی یہ ہے کہ اگر مشتری
کیا عوض کہے دے اور اس کو تسلیم کر دے یا پھر کہے کہ بائع نے وہی کپڑا مثلاً زیہ کو بطریق یہ یا ہیکے یا پھر کہے کہ مشتری نے گھر چارہ کے ہاتھ عوض
اوسی کرے اور کچھ منفعت کو جائز ہے کیونکہ زیادہ کے دینے پر قادر ہے کہ لائے البیہ بصر و کون الیہ شیئاً معلوماً و لو قیماً مثلاً مشکاً الیہ
لکذا الثوب لا تنفاد الجہا لہ حتی لو باعہ ویرمہ یا نردہ ای العشرۃ باحد عشر لہ عشر الا ان یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر شرح الجمع
للعبی اور شرط صحت مراہم ہونا نفع کا چیز معلوم اگرچہ نفع منے ہو بلکہ قیمت والی چیز مثلاً کواہ ہو چنانچہ کپڑا یا شے ہونے جہالت کے تو اگر یہ کہہ دے یا
کے نفع پر لینے دس کو بعض گیارہ کو چھنا تو جائز نہ ہو گا مگر یہ کہ مشتری کو من اسکا مجلس عقد میں معلوم ہو جاوے تو اسکو لینے شے میں ہتیار ہو گا لکذا
فی شرح الجمع لینے ہم وہ بارہ کے نفع سے کل من اسکا معلوم ہوا لہذا یہیم جائز نہ ہوئی و یصح البائع ان یسأل المالی ان یجوز القضاہ و الضمان
لو کان و الطراز بالکسر علم الثوب و القتل و حبل الطعام و سقوف العنبر و اجرة الغسل و الخناطہ و کیشوق و طعام المبیع بلا سرق و سقوف
النزہیم و الکرم و کسح و کوی الیہ و کاتہار و غیرہ الا ان یجوز و یخصص الدار و ملائے بائع رأس المال کیطش مزدوری و ہوبی اور رنگ
کی کوئی رنگ بون نہ ہو اور مزدوری کپڑی نقش کاری کی اور دمال و غیرہ کے مزدوری ہونے کی مزدوری اور غلام و بھالائے البیہ بکریون کے ایک لائے
کی مزدوری اور شوب اور دخت کی مزدوری اور پوشاک اور طعام سیم کا بد و ن سہرات کے اور کہیت اور سچائی انگوڑی اور لکی جار و بکشی اور بون
اور نہروں کی صفائی اور درخت لگانا اور گہر کی چوڑ کاری ہم اور سہلح لکھری سے دروازہ بنانے اور موتی میں سوارح کرنے کی مزدوری اس کے من
کے ساتھ ملاوے کہ ان فی النہر واجرة الیہ مسارہ ہوا لہ لان علی مکان السلاطۃ و صاحبها المشرط فی العقد علی ما تجزم بہ فی الدار و شرح فی
البحر الاطلاق اور رأس المال کے ساتھ ملاوے مسار کی وہ مزدوری جو عقد اول میں شد و طہی اسی قید پر یقین کیا ہے در میں اور بحر الیقین الاطلاق
کو ترجیح دی ہو مسار وہ شخص جو جو متاع اور صاحب متاع کو بتا دی ہم اہل لغت کے نزدیک مسار اور دلال میں کچھ فرق نہیں صاحب قاضی نے کہا کہ مسار
اور دلال وہ ہے جو متوسط ہو بائع اور مشتری میں لیکن مشفقہا میں دونوں میں سرق ہو مسار وہ جو شارح نے ذکر کیا اور دلال وہ جس کے ساتھ متاع
غالباً نہر الغنائت میں ہو کہ عدم سرق ہر دلال بالاجماع ثابت ہو و ضابطہ کی ما بزیل فی المبیع او فی قیمینہ یضہو درہ و اعلم العینی و غیرہ عاقد
القبض المضمون اور قاعدہ کلیہ شہادہ نہ کر کہ ملائے کا یہ ہے کہ جو چیز کہ سیم میں زیادہ ہو جاوے جیسے رنگ وغیرہ یا اسکی قیمت میں زیادہ ہو چنانچہ محل طعام
اور خیاطت تو وہ ملائی جاوے گی کہ ان فی الدار و عینی وغیرہ نے سودا گردن کے ملائے کی عادت پر اعتماد کیا ہے جسکو تجارت اپنے عرف میں رأس المال
کے ساتھ ملائے ہوں انکو ملا تا چاہو و یقول قائم علی بکن الا یقول اشتہار لہ کذب اور بائع کہ کہ یہ چیز مجھ کو اتنے کو پڑی اور یون کہو کہ میں

اتنو کو فریاد کی اسواسطے کہ ہمہ جہت سے ہم مشائیک کھڑا چار و پے کو فریاد کیا اور ایک روپہ اسکی سلامتی میں منہر ہوا تو مالک اسکے بچنے کے وقت
 یوں کہے کہ یہ قبضے یا یہ قباجکو پاؤ پے کو توڑی اور یوں کہنے کہ میں نے پانچ کو فریاد کی کہ صاف جہت سے یہ اس صورت میں ہے جب سر بہترین مراجم
 یا تو یہ کے منظور ہوا اور اگر مجھ میں سنا دے چنانچہ منظور ہو تو بلا بیان من اور سلامتی وغیرہ کے بعد گویا میں نے کچھ دیکھا اور انور و شوق و باہر
 لو صاف کافی الرقیہ فیہ اور سہلرت مراجمہ جائز ہو جب کہ شے موروٹ وغیرہ کی قیمت ٹہرا دی یا مچا و اسکی زمرہ ہر شے بشرطیکہ بیان رقم میں سہلرت ہو گئی
 الفج ہم رقم عبارت ہو اس علامت سے جو کہترے وغیرہ پر لکھی ہو اور من پر دلالت کرے صدق فی الرقم سے مراد یہ ہے کہ مشتری رقم کو نہیں پہچانتا
 اور کہترے پر دوسرے کی رقم لکھی ہے تو اگر بائع نے کہا کہ یہ دس کی رقم ہو میں سپر اتنا نفع لیکر بیچوں گا خواہ وہ رقم اصل من کے موافق ہو یا زیادہ تو
 جائز ہو اور اگر دس کو لکھا رہتا دیکھا تو بیچیم ہم نبوی لایضہا جو الطیب والمعلیم مدرہ ولو للعلم والشعر فہو ما فیہ فلذا علاء فی المبیع بعد
 الرقیہ ملا دی غیب اور معلوم کی اجرت کہ انی الدرا کرچہ معلوم علم اور شعر کا ہو اور مدیم شتم تعلیم کی علت میں جو کچھ کہے سے سہلرت ہوا سہلرت ہوا میں مدیم
 شتم تعلیم کی بہترین معلوم عرف کو علت قرار دیا جو ہم بعضے علمائے مدیم شتم کی علت یہ بیان کی ہے کہ تعلیم سے کوئی چیز ملک بن زیادہ نہیں ہو جاتی حال
 آنکہ بہ غلط ہو بلکہ تعلیم سے غلام کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہے تو بسوٹ کی تحلیل غیب ہو یعنی اگر رواج جو ضم کر لیا تو ملا دی والا نہ ملا دی کذا فی الفج مضافاً
 الی کذا والقرائی اور ملا دی اس کے اس سہلرت دلال اور چرانے واسطے کی ولا یفقیہ نفسیہ اور ملا دی اپنی ذات کا خرچہ ہم یعنی جو سوا کر
 کا خرچہ ہو اپنی ذات کے طعام اور کسوت میں سفر تجارت کے اندر شکوہ ہی اس میں حساب نہ کری ولا یجوز علی نفسہ او یقول بہ منطوق ہم اور نہ ملا دی
 اجرت اس محل کی جو بذات خود کیا یعنی مثلاً اپنا رنگنا اور سینا حساب نہ کرے کسی نے کوئی محل مفت کر دیا اسکی حشر یہ نہ ملا دی و یجوز الایق و کئی غیب
 الخلف بخلاف اجرة المخرن فانها تنقسم كما حق جوابہ و کاتہ للعرف والا فلا فرق یظهر کذا بتبر اور طعام کریمتہ کے پڑانے کی اجرت اور میت
 الخلف کا کریمتہ ملا دی بخلاف اجرت مخزن کے کہ اسکو راس المال کے ساتھ ملا دی چنانچہ فقہانے انکی تدریج کی ہے اور گویا کہ ضرورت مخزن اور مدیم
 کریمتہ ببت الخلف بسبب راجع کے ہو اور اگر ہمہ علت نہیں تو کچھ فرق ظاہر نہیں جو ثابت الخلف اور مخزن میں سوا مل کر لے دیا یوخذ فی الطرفین
 انظلم الا اذا اجرت العادة یقتضی هذا هو الاصل كما حلست فلیکن المتعول علیہ کما یقید کلاهما التکال اور راس المال کے ساتھ نہ
 ملا دی اس خرچہ کو لیا جاتا ہو یا نہ بن ظاہر ہے اگر وقت پانا چاہیو جب کہ رواج میں کے ملاسنے کی عادت ہو عادت اور رواج ہی اصل جو ضم اور ہم
 ضم میں چنانچہ معلوم کر چکا تو میں نے وغیرہ کے کلام سے تو یہی قول معتد علیہ ہو چنانچہ کلام کمال الدین صاحب فتح القدیر اس پر دلالت کرتا ہو ہم طعام دی نے کہا کہ
 ہموم شہار عرف اسکو مفتی ہو کہ در صورت رواج اپنی ذات کے خرچہ کو بھی راس المال کے ساتھ ملا دی فان ظهر خیانتہ فی مراحق ما قوالا او جہان
 علی دلائق او بتکولہ عن الیمین اخذ المشری بکل شئہ او حرکة لکوائف الرضی بر ارباع کی خیانت ظاہر ہو مراجم میں اس کے اقوال سے ملا دی
 سے یا انکار کرنے قسم سے تو مشتری اسکو ملاسنے پر اور من سے یا اسکو پیشے بسبب فوت ہونے رضامندی کے سمجھے در صورت خیانت مشتری اور
 بیع سے کہ نہ کر راضی ہو گا ہذا اسکو لینے لینے میں خستہار ہوا نہر لائق میں جو خیانت یہ کہ من کے ساتھ اسکو ملا دی جسکا لانا جائز نہیں یا جو نہ کر
 مثلاً خرید کی ہو اسکو دس درم کی بنا دی والہ الخط قد لا یخایانہ فی التولیة لخلق التولیة اور مشتری کو اختیار جو مقدار خیانت کا کہ کر دانا تو یہ میں
 تا تو یہ متحقق ہو یا واسطے متحقق ہونے تو یہ کے ہم نے اگر قدر خیانت کو کم کرے تو تو یہ ثابت ہوا اسواسطے کہ تو یہ من اول سے زیادہ نہیں ہوتا بلکہ
 مراجم کے ولو هلك المبیع او اسخلكه فی المراجعة قبل ان تدفع له ما یمنع منه من الی ذلک ما یمنع المبیع من المبیع و یسقط خياره
 اگر بیع ہلاک ہو جاوے یا اسکو مشتری ہلاک کر دیو مراجم میں اس کے پیشے سے چلے یا وہ چیز حادث ہو جائے جو رو کی چنانچہ صیب یا زیات مانند تو بیع ہلاک
 انہم ہو گی تمام من سہم سے اور اس کے پیر دینے کا اختیار ساقط ہو گا وقد متانہ لو وجد المولی بالمبیع عیثا ثم حدث آخره رجوعاً بالتمسک
 اور ہم اول ذکر کر چکے ہیں کہ اگر صاحب تو یہ بیع میں عیب ہو پھر دوسرا عیب نہیں پیدا ہو تو قدر نقصان کو نہ پیر لے ہم مولا بیع مفعول ہو تو بیع رجوع ہوتا

ہو سہو جائز نہیں کہ جو ع سے بیہوشی کتر ہوگی بجا اول سے اور مال کہ تولد شادی مقصدین کا مقصدی سے کذا فی المسئلہ و غیرہ انما یجوز فی البیوع الا ان
 بعد بیعہ بریج فان کسبہ من غیر ما کسب قبل ذلک خرید کیا ہو دو بارہ من اول کے بھنس سے بعد اس کے بیچنے کے نفع لیکر ہر گراؤ کا مراجمہ کیا جاوے تو
 کم کر ڈالے ہند کو جو نفع پہلے سے قبل ہو کہ صورت پہلی سے ہو کہ ایک پڑا مثلاً دس کو خرید کیا ہو پندرہ کو بیچا ہو اس کے مشتری سے بعد تقابض کے دس کو
 خرید کیا تو اگر اب دوسرے بار فائدہ لیکر بیچنا چاہے تو کچھ سے پہنچ کو سا فطر کو امام کے نزدیک ادویوں کے کہ یہ کچھ اچھو پاچھ کو پیا پس ہر بیچنا چاہو نفع
 لے اور قیہ بھنس من کا فائدہ یہ ہے کہ اگر من اول متاع یا دابہ ہو اور من ثانی دس درم ہوں تو ہند کو دس درم ہر نفع زیادہ کرنا جائز ہے ہوا سطلے خرید
 ثانی بغیر بھنس من اول کے ہوسے تو اس کا طرح کرنا مستعد رہیں مگر قیمت سے اور مال کہ قیمت کو مراجمہ میں دخل نہیں کذا فی البیوع وان استغفر فی البیوع
 لغیر ما یجوز بخلافہا و هو اذ قیق و قولہ او نفعی یجوز اور اگر فائدہ اس کے من کو مستغرق ہو سطر چہ کہ دس درم ہو خرید کر کے بیس درم کو بیچو بطور مراجمہ
 ہر اس کو مشتری سے خرید کرے ہوض دس درم کے تو اب دوسرے بار امام کے نزدیک بطور مراجمہ ہو کو بیچے بخلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک دو نوموتوں
 میں من اخیر پر نفع لینا بلا بیان جائز ہو اور یہ قول خلق پر سبکتہ ہو اور امام کا قول مضبوط تر ہے کذا فی البیوع ولو بین ذلک او باع بغیر الجنس و قائل
 ثالث جازا اتفاقاً فخر اور اگر ہو بیان کرے سطر چہ کہ بیس ہو بیچا ہوتا نفع پر بیچا ہوں بیس سے بیس من اخیر بھنس من
 اول کے یا بیس بھنس درمیان میں واقع ہو یعنی زید نے مال کے ہاتھ بیچا اور خالد نے محمد کے ہاتھ ہر محمد سے زید نے خرید کیا تو خریدانی پر باقی امام
 اور صاحبین کے نفع لینا جائز ہو کذا فی البیوع و ایضا ای جاذا ان یبیم مراجمہ لغیر ما یجوز من مکاتیبہ او ما ذونہ ولو المستغفر فی ذلک لایبیم
 فاعلم ان هذا الفیض یحقق الشراء فغیر المذون بالاولی علی ما اشتری الما ذون کعکسہ نفعاً للتمتہ و مراجمہ کرے یعنی بطور مراجمہ غیر بھنس سے
 بیس کرنا جائز ہو اس مولے کو جس نے اپنے مکاتیب یا ما ذون سے خرید کیا اگر ما ذون کا دین ہوگی گردن کو مستغرق ہو مراجمہ کرے ما ذون کی خرید پر جسے
 بالعکس کے یعنی ما ذون اگر اپنے مولے سے خرید کرے تو مراجمہ مولے کی خرید پر کرے ہمت و در کر نیچے واسطے شارج ہے کہا اس قید سے ہتھوڑا دین کا ہوتا
 خرید کی تحقیق کے واسطے ہے ہو سہو کہ اگر غلام ما ذون دیون ہوگا تو مولے کا اس خرید کرنا صحیح ہوگا کیونکہ وہ مولے کا مال ہے تو غیر دیون میں بطریق اولیٰ
 بھی حکم ہوگا کہ صورت مسئلہ یہ ہو کہ ما ذون دیون یا مکاتیب یا ما ذون اس درم کو خرید کیا ہو اس کے مولے نے اس کے پندرہ درم کو مول لیا تو مولے اس
 درم پر نفع لیکر بیچے اور سطر اگر مولے نے کچھ اس درم کو خرید کیا ہو اس کے غلام مذکور نے اس کے پندرہ درم کو مول لیا تو غلام اس درم پر بطور مراجمہ بیکر ہو گیا
 امام اور صاحبین کے ہوا سطلے کہ یہ عقد اگر صحیح ہے کیونکہ ملک میں نہیں ہے کو مفید ہو مگر امین عدم عقد کا شبہ ہو ہوا سطلے کہ غلام کا مال حق مولے سے
 خالی نہیں ہوگا جو اس نے اپنی ذاتی ملک کی اپنی ذات سے خرید فروخت کی لہذا حکم مراجمہ میں اس عقد کو معدوم فرض کیا ہمت خیانت کی لئے کر نیچے واسطے
 کذا فی البیوع و کذا اکل من لا تقبل شہادۃ کا صلیہ و ذرہ و لو بین ذلک و ایضا علی غیرہ انفسہ ابن الکمال اور سطر حکم پر ایک شخص مال جس کی کو ہی
 جسے من مغول نہیں چاہی ہوگی اصل اور فرع اور اگر محلی یا غلام اصل یا فرم بیان کرے کہ میں نے اس کو اپنے غلام یا بولے سے یا اپنی اصل یا فرع سے خرید کیا
 ہو تو اپنی ذات کی خرید پر نفع لیکر بیچے کذا صرح ابن الکمال ہم اس حکم میں جہاں زوجین اور اعدا المتقارضین اصل اور فرع کے ساتھ برابر ہیں اور یہ مذہب ہے
 امام کا خلاصہ صاحبین کذا فی البیوع و لو کان مضاراً ماعہ عشراً بالنصف اشتری ما فو باعہ من رب المال بخمسة عشر و باع الثوب لیس
 رب المال بائنی عشر و نصف لیس و لو کان مضاراً ماعہ و کذا عکسہ کما سبجی فی بابہ و تحقیقہ فی النہو اور اگر بائنی ایسا مضارب ہو جس کے
 پاس دس درم ہیں یا لٹا نصف نفع پرا دہنیں درم من سے اس نے کچھ خرید کیا اور صاحب مال سے پندرہ درم کو بیچا تو کچھ کے کو بطور مراجمہ صاحب مال کا
 ساڑھو بارہ درم کو بیچے ہوا سطلے کہ نصف نفع یعنی اڑھائی درم ملک ہو صاحب مال کی اور سطر اس کے لیکس میں حکم ہے بیس جبکہ صاحب مال بائنی ہو اور مضارب بیس
 چاہیہ اس کا ذکر کتاب البضاریہ میں آچکا اور متحقق ہوگی ہر الفائق میں ہو کر اسے خرید کر ہا بلا بیان ای من غیریان انہ اشترى سلکاً اما بیان نفس العیب
 فواجب فقیہ حنکۃ بالتعب بافتیہ و یستفہم للبیع و وطی الثیب و لو یقصرھا الوطی کفر من فاد و حق فای الثوب المشدوی و

و لو کان مضاراً ماعہ و کذا عکسہ کما سبجی فی بابہ و تحقیقہ فی النہو اور اگر بائنی ایسا مضارب ہو جس کے پاس دس درم ہیں یا لٹا نصف نفع پرا دہنیں درم من سے اس نے کچھ خرید کیا اور صاحب مال سے پندرہ درم کو بیچا تو کچھ کے کو بطور مراجمہ صاحب مال کا ساڑھو بارہ درم کو بیچے ہوا سطلے کہ نصف نفع یعنی اڑھائی درم ملک ہو صاحب مال کی اور سطر اس کے لیکس میں حکم ہے بیس جبکہ صاحب مال بائنی ہو اور مضارب بیس چاہیہ اس کا ذکر کتاب البضاریہ میں آچکا اور متحقق ہوگی ہر الفائق میں ہو کر اسے خرید کر ہا بلا بیان ای من غیریان انہ اشترى سلکاً اما بیان نفس العیب فواجب فقیہ حنکۃ بالتعب بافتیہ و یستفہم للبیع و وطی الثیب و لو یقصرھا الوطی کفر من فاد و حق فای الثوب المشدوی و

[illegible]

موت کے دو فون موصون میں اور سلم بن یحییٰ رأس المال میں اور من میں اقالہ کے وقت اور اس کے بعد اور اس میں میں کے عوض شفیق نے شفعہ کیا اور میں
میت میں اور ساتویں قرض میں ہم عمر الزائن میں ہے کہ اگر مشتری شفیق سے من کی مدت مقرر کرے تو صیم نہیں خلاصہ میں ہو کہ اگر دیون مرگیا اور دیون مال ہو گیا
اور وائے نے اس کے وارث سون کی مدت مقرر کی تو صیم نہیں نہر الفائق میں ہے کہ ظاہر کلام فقہا اس پر دلالت کرتا ہے کہ مسائل مذکورہ میں تاویل صیم نہیں نہر صیم
غیر لازم ہے چنانچہ ظاہر برائے اس سبب ملے کہ جو کہ صیم مسائل مذکورہ کو قرض کے ساتھ ملے کیا ہو فلاں ہم تاویل کہ تو تاویل قرض کی لازم نہیں ہم و بعد اس کی یہ
کہ قرض باعتبار ابتدا کے اعادہ اور صلہ سے و بعد بلغظ اعادہ صیم ہے اور جو تبرع کا مالک نہیں وہ قرض میں کا ہی مالک نہیں چنانچہ وصی اور وصی اور ولی اور نیک
اور عبدنا دن پر چربا ریت ہیرا تو اس میں تاویل لازم نہیں کیونکہ معتبر اگر اس سے عاریت کی مدت ہیرا ہی ہو تو پیر لینا قبل مدت کے جائز ہے اور باعتبار نہر کی
قرض میں و نہر ہو کہ اس میں و مثل واجب تو اس اعتبار سے تاویل صیم نہیں کیونکہ لازم تاملے کہ درہم کی بیع درہم سے اور درہم سے متفقے نسیا قرض
نہر الفائق یہ خلاف اجماع ہے لہذا علما و حنفیہ قائل ہیں کہ تاویل قرض صیم غیر لازم ہے کہ لفظ الزیلعی و فی الہر یعنی اگر قرض صیم ہے کہ وعدہ پڑا ہو تو قرض مستقر
نہر فی الحال مطالبہ کر سکتا ہو الا فی ادبہ اذ اکان یجوز تاویل قرض لازم نہیں مگر یا در صورتوں میں لازم ہے جب کہ قرض محمود ہو یعنی مستقر قرض کا اگر تاویل قرض
مستقر قرض ہوتا ہے تو اس کی یہ کہ مستقر قرض سے کہتا ہو کہ میں میرے قرض کا اقرار کرنا تھا تو اتنے کہ تو اس کی کچھ مدت مقرر کرے یا اصل مال سے کچھ کم کر
و اسے پھر مقرر کرنے کی یہ بھی کیا تو صیم ہے تو ثابت لازم ہوگی کہ اس کے خلاف الحال مطالبہ نہیں کر سکتا یہاں صورت میں ہے جبکہ اس کے پوشیدہ کہا ہو اور اگر
مذنیہ تو اس میں کہ رو بر و یہ کہتا ہو تو مقرر فی الحال اخذ ہو گا کہ انی لطمطاط و احوک ما لکی بلو و بعد ثبوت اصل الذی بن عندنا مالکی مذنیہ لزوم مدت کا
مستقر ہو نہر ثابت ہونے اصل دین کے مالکی کے نزدیک او احوالہ علی آخرہ فجاءہ المقرض و احوالہ علی مدہون موجب دل دینہ لان النحوۃ صلیت یہ قرض نے
قرض کے حوالہ دوسرے شخص کو کیا تو مقرر نے محال علیہ کیا اسلئے کہ یہ قرض مقرر کر دی ہے قرض نے اپنی اس دیون پر حوالہ کیا جس کا دیون مقرر ہے ہوا اسلئے کہ حوالہ ہی لکھ دیا
اور اس میں کہ ہم جو دیون کے دو فون صورتیں مگر ایک مسئلہ میں ہے مسئلہ رابع یعنی وصیت میں و صورتیں بن والراہم الوصیۃ او طی بان یقرض من کالہ
اقت برہو فلا نالی سکتہ فیلزم من ثلثہ و یکا تم فیہا نظر المسلم و ادا و صی تاویل قرض الذی الہ علی ہذا یلزم سکتہ فیہ و بیکہ قرض ہی صورت
نہر و تاویل قرض کی وصیت ہو یعنی ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے مال سے ہزار درہم فلاں شخص کو قرض دیو جائیں سال ہر کی تیر نو وصیت لازم ہوگی اس کے ثلث مال
اور اس کی کچھ سال کی مدین بمطابق قول موسیٰ کے یا ایک شخص نے اپنے اس قرض کی جو یہ پورے سال ہر کی تیر ہر ایک کو وصیت کی تو صیم ہی اور نہ لازم ہے
و النحاصل ان تاویل الذین علی ثلثہ اوجہ باطل فی بدل من سلم و صیم غیر لازم فی قرض و اقالہ و شفیق و بن حبیب و لانہم کہنا اصل ثلثہ
و اقرہ المصنف و تعقبہ فی الہر ان الملتحق بالقرض تاویل باطل اور خلاصہ یہ ہے کہ تاویل دین کی تین طرح ہے بدل نہر اور سلم میں تو تاویل باطل ہو اور
تاویل صیم غیر لازم ہے قرض اور اقالہ اور شفیق اور دین میں اور تاویل لازم ہے سوای دیون مذکورہ کا اور صیم کی اس تقریر کو مصنف نے اپنی شرح میں ثابت
کر کہا ہے لیکن نہر الفائق میں پھر اعتراض کیا ہے کہ موقوفات قرض یعنی اقالہ اور شفیق اور دین میں میت کی تاویل باطل ہے ہم قول صاحب نہر کا سابق مفصلاً مذکور ہو چکا تھا
و من حیث تاویل القرض کفالتہ موجباً لفتنا اثر من الاصل لان الذین واحد ہر غیر فنی خاصہ کلفظ میں کہتا ہوں اور نہر مذکور تاویل
قرض کے ضمانت ہو قرض کی تیر ہر اگر تو مطالبہ قرض کا اصل سے ضمانت مقرر ہو جائیگا ہوا اسلئے کہ دین تو ایک ہی ہے کہ انی البحر والہر تو یہ پانچویں صورت عدم جواز تاویل
قرض سے ستنے ہوئی ہو کہ یا در کہنا چاہیو ہم سے اگر یہ نے مثلاً سو درہم قرض لئے اور چاہا کہ ادا ہی قرض کی کچھ مدت مقرر ہو جائی تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ
زیادہ جو کو ضمانت ہے اور محض ایک سال یا ایک مہینہ کی مدت ضمانت کرے تو ضمانت یہی مطالبہ مہر جائیگا لیکن نہر الفائق میں سراج سے منقول ہے کہ ابو یوسف نے نہر کی
در صورت ضمانت قرض ضمانت و مدت معلومہ مطالبہ نہر کا مگر مستقر قرض سے قبل مطالبہ ہے تو شاید کہ جلد مذکورہ طرفین کے مذہب پر مبنی ہو و انہ تکا علم قرض جیل
الا شباہ حیلہ تاویل دین المیت ان یقر الوارث بانہ قسیم ما علی المیت فی حیاتیہ موجباً لکی کذا و یصارت الطالب انہ کان موجباً علیہا و یقر
الطالب بان المیت لم یترك شيئاً والا کما لو ارث بالبدیع لکن فی هذا علی ظاہر الروایۃ من ان الذین اذا حل بموت المیت یون لا یحل علی کفیلہ

اشتبکے باب الحیل میں تاویل دین میت کا یہ حیلہ مذکور ہے کہ وارث اقرار کرے کہ وہ یعنی وارث خاص جو اتہامیت کے دین کا اتنی مدت مقرر کر کے اور طالعہ الی
 ایک تصدیق کرے کہ میت اور اسکے کفیل پر دین مؤجل تھا اور طالب یہ اقرار کرے کہ میت نے کچھ مژدہ نہیں چوڑا اور اگر مژدہ ہوگا تو اسکے بچہ الی
 کا ادا ہی دین کی واسطے وارث کو حکم ہوگا اور یہ حیلہ ظاہر الی پر مبنی ہے کہ جب دین مؤجل نے الحال واجب الادا ہو جاتا ہے دیون کی موت سے نویسے کے
 کفیل پر فی الحال لازم الادا نہیں ہوتا مگر غریب کو جو چکا کہ خاص میں پر دین مؤجل ہو جاتا ہے اگرچہ اصل پر دین حال ہو تو اسکے واسطے فقط تصدیق خاص کافی
 ہے علاوہ اسکے اگر طالب کی مراد تاخیر سے تو اس تکلف کی کچھ تاہین خلاف واقع ظاہر کر کے کہ ان فی الحکم و قلت و بیعی ایضا کتاب اللہ لو حل بین
 ادا و لا قبل حلولہ لیس له من التمر ليجتہد لا یقلد ما مضی من الايام وهو جواہل لما شرب من بین کہتا ہوں آخر کتاب میں آجگا کہ اگر دین دیون کی موت
 سے فی الحال لازم الادا ہو یا دیون کو قبل اسکی مدت کے آئیے ادا کر دیا تو اس کے واسطے منافع تجارت سے کچھ نہیں گر بقدر ایام گذشتہ اور یہ جواب ہے
 متاخرین فقہاء کا یعنی جو مراحمہ کہ جاری ہو ہی دیون اور دین کی بین اس میں سے دیون کچھ نفع نہا دیگا مگر بقدر ایام گذشتہ کہ ان فی الحکم و قلت و بیعی۔
فصل فی الفرض یہ فصل میں فرض کے بیان میں ہو لکن ما تعطیہ لانتفاضا فرض لغت عرب میں وہ چیز ہے جسکو تو نے تا ادسا نقاشا کر دی ہے
 عام برقی اور مثلی سے اور تقاضا ہی عام ہو یعنی ہو یا بیکلہ تو فرض لغوی عام ہے فرض شرعی سے و شرما تعطیہ من مثلی لانتفاضا وہو آخر
 میں قولہ اور عین شریعہ وہ ہے جسکو تو دی بیکلہ مثلیات کے تا ادسا کو تقاضا کرے اور یہ شریعہ فرض کی منقسم ہے مصنف کی تعریف آئندہ ہم مطالعہ
 نے کہا لیکن یہ تعریف سب پر صادق آتی ہے جس میں میں شریعہ کا تقاضا ہوتا ہو چنانچہ ودیعت عقد مخصوص بلطف الفرض و خفیہ علی دفع مای
 بمقتلہ الجلس مثلی خراج القلمی الخ و کما مثلاً خراج مخفی دبیعة و حبة فرض وہ عقد مخصوص جو وارد ہوا مال مثلی کے دینے پر دوسرے شخص کو یا شریعہ
 مال پر ہے شریعہ نے کہا عقد مخصوص بلطف فرض ہو یا ماند اس کے چنانچہ دیون کہنا کہ بیکلہ سے درم دی تا میں تمکو مثل اسکی پیروں دفع مال بیکلہ جس سے ہر
 ارشی کی تیس سے قیمت والی چیز نکل گئی اور رد مثل کی قید سے ماند ودیعت اور یہ نکل گئے رسم ودیعت کی ماند عاریت ہو کیونکہ ودیعت اور عاریت
 میں رد میں ہے نہ رد مثل اور یہ کی ماند صدقہ ہو کہ دونوں میں رد میں ہوتا رد مثل و حبة الفرض فی مثلی ہوا بل فیض من بالمثل عند الاستیلاء
 اور میم جو فرض مال مثلی میں مال مثلی وہ ہے جسکے تلف کر دینا سے کسی کے ماند تا وان یا پڑے ہم مال مثلی چنانچہ کیلی اور و زنی چیز اور مددی متعارف ہے
 اندہ اور اخروث و حیوانات اور عدا و متفاوہ میں فرض میم نہیں کہ ان فی العالمیہ ظاہر الی انتہی مددی متعارف بشرطیکہ قابل کینا
 ہوگا فی غیر من القیسیا کحیوان و حطب و عقال و کل منقالت لتعذر لیس فی مثل فرض میم نہیں مثلی مال کے سوا قیمت والی چیزوں میں چنانچہ دیون اور
 لکڑی اور زمین اور ہر متفاوہ چیز بشبہ دیونے رد مثل کے ہم چکر مثلیات کے سوا قیمت میں رد مثل نہیں ہو سکتا لہذا فرض و غیر میم ہوا قادی مالکیری میں
 متفاوہ چیز میں فرض میم نہیں چنانچہ راجحین طبا و لبول میں لیکن خدا اور سہ اور یاسین لیکہ ہتھ قراض بطریق کیل کے کچھ ضائع نہیں و اعلم ان المقبوض
 بقرض فاسد مقبوض بلید فاسد ہو اگر فاسد لانتقام بہ لایقہ لشیق ایماک جامع الفصل اور در فیت کر کہ جو چیز مقبوض بقرض فاسد ہو وہ
 فاسد مقبوض کی برابر تو اس کے فائدہ لینا حرام لیکن اسکا بیچنا حرام نہیں بسبب بات بچنے کے کہ لےنے یا بیع مقبوض میں فرض فاسد ہے کہ فرض لینا بیکلہ
 سائر عیان فرض فاسد انتفاع ہو اسطے حرام ہوا کہ شارع کی اس میں اجازت نہیں اگرچہ متاخرین راضی ہو جاوین کہ ان فی الحکم و قلت و بیعی اصل لایقہ
 و الا فایر و کذلک مالک و یونان و یعد متفاوہ استقراض جو لید و بیعی کا غنی عدا و لید و شرنا و خبر و نرا و عدا کا سببی تو ہے
 ہو فرض لینا درام اور دنانیر کا اور سیرج ہر ایک اس چیز کا جس میں پیکر اور تو نا جاری ہو یا دس کا شمار ہو تا ہے بشرطیکہ قیمت اربس میم جو فرض لینا
 افروٹ اور اندھ کی کا و کذا کا شمار کر کے اور گوشت کا قول کر اور وئی کا قول کر اور گرن کر چنانچہ باب الربوا میں آجگا ہم مطالعہ نے کہا کہ کذا کے ہتھ قراض
 فقہائے محدثی اور کئی اور زیادتی کو مستبر نہیں کہا استقرض من القوم الراجحة و التالی فکنت فعلیہ و مثلاً کاسدہ و لایقہ فیما و کذا
 کل مالک و ہون لکما قرآنہ مضمون کبستہ فلا یعد بغلا و استقرضہ ذکر فی المبسوط و فی خلاص و حاکم فی اللانہ و غیرہا قول لکما

میت کا یہ حیلہ

وَعِنْدَ الثَّانِي عَلَيْهِ فَيُتَمَّ بِإِيجَابِ الْقَبْضِ وَعِنْدَ الثَّالِثِ قَبْضًا فِي أَخْبَارِهِمْ وَرَوَاهُ عَلَيْهِ الْعَقْلُ وَكَانَ فِي غُلُوبِ قَرْضِ مَرْجُوهِ أَوْ مَالِي قَرْضِ لَيْسَ بِمَوْجُودٍ
 جاتا رہا تو اس پر لازمہ اس کے غیر مرجع غلوس انہم الا دہین اور وہ شخص اس کی قیمت کا تاوان نہ لے اور ہر کیل اور وزنی چیز کے قرض کا حکم ہے ہر اس کے
 مذکور ہو چکا کہ قرض میں ضمان لیں بل سے تو کچھ ہنس بار نہیں کی گرائی یا ازرائی کا مٹو میں کھولا ذکر خلاف مذکور کیا ہو اور برازیہ وغیرہ میں وجوہ بل کو امام غزالی
 قول نہیں آیا ہو اور ابو یوسف کے نزدیک اور سیریم القبض کی قیمت ہو اور محمد کے نزدیک واجب غلوس کے پچھلے دن کی قیمت اور سیر لازم ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہو
 گرائی اور ازرائی کا شہوت جبار نہیں جبکہ قرض لینا اور ادائی قرض کرنا ایک ہی شہر میں ہو چنانچہ لگے مذکور ہو گا غایہ میں سے کہ ظاہر عدالتی مع ہر عدلی کی اور
 بحر الرائق کے باب الصرف میں بنایا سو منقول ہے کہ عدالتی بفتح میں ہلہ و تحفیف ال سملہ دلا کم سوہ وہ در اہم میں جو عدالت کی طرف منسوب ہیں شاید عدالت بادشاہ کا
 نام ہو جس کے طرف در اہم متشوش کی نسبت ہو کذا فی المساک قال وکذا الخلاف اذا استقرض طعاما بالعراق فاختاره صاحب القرض بکذا ضلیہ فیمتہ
 بالعراق یوم فاقضہ عند الثانی وعند الثالث یوم اخرهما ولیس علیہ ان یرجمہ الی العراق فیأخذ طعاما متا بزازیہ نے کہا اور اس طرح
 مسئلہ غلوس کے مانند اندر شدہ میں خلاف ہے جب کہ ایک شخص نے گھوٹن مطلق اناج قرض لیا عراق میں مستقر قرض سے صاحب قرض نے مواخذہ کیا کہ شریعت میں قرض پر
 قیمت طعام واجب ہو وہ قیمت جو عراق میں تھی اس کے قرض لینے کے دن ابو یوسف کے نزدیک اور محمد کے نزدیک وہ قیمت لازم ہو جو روز خصومت ہو اور
 حسابہ قرض پر لازم نہیں کہ مستقر قرض سے ساتھ ہر جا عراق کی طر اور دان اپنا طعام ہم اس مسئلہ میں قیمت عراق اور قیمت مکہ معظمہ کا حال بیان نہیں کیا ہو
 دو دنوں میں شہر و ملک ایک ہی قیمت ہو تو قیمت عراق کا کچھ اعتبار ضرور نہیں اور اگر قیمت مختلف ہو تو جس کے مسئلہ لاحقہ کے مخالف ہے ولو استقرض من الطعام
 ببلاط الطعام فیہ رخیع فلیقیہ المتقرض فی بلای الطعام فقیہ قال فاختاره الطالب بحقه فلیس له حبس المطلق ویوم المطلق بان
 یوفی له بکفیل حتی یعطیہ طعاما فی البلاء الذی اختلف منہ اور اگر اناج قرض لیا اور شہر جس میں اناج ازراں ہو ہر قرض لینے والے نے اس
 شہر میں قرض لینے والے سے ملاقات کی جس میں اناج گران ہے اور طالب نے اپنی حق کا دس سے مواخذہ کیا تو طالب کو قید کرنا مطلوب ہے جائز نہیں اور مطلوب کو حکم
 ہو گا کہ اعتماد کر لے خاص میں دیکر شہر میں مطلوب لیا گیا اناج دی اور شہر جس میں اس سے قرض لیا تھا مستقر قرض شدت میں الفوالہ کیلا او ترا فلو یقیضہ
 حتی انقطم فانہ یجب صاحب القرض علی تأخیر الی محلی الحدیث الا ان یذاخیا علی القیسة لعدم وجوب بخلاف القلوس اذ کسبت وکانہ
 فی حین الخانیة قرض لیا کوئی میوہ یا کریانہ سے یا تو کرا اور قرض دینے صاحب فسلو اذ کیا یہاں تک کہ میوہ منقطع ہو گیا یعنی اس کی فصل جاتی رہی تو صاحب
 قرض پر جبر کیا جائیگا تاخیر قرض پر تازہ میوہ پیدا ہونے تک مگر یہ کہ دونوں اس کی قیمت پر راضی ہو جائیں بسبب موجود ہونے میوہ کے بخلاف غلوس کے
 جب کہ ادکار و اراج جاتا رہے تو اس کی قیمت دینا جائز نہیں کیونکہ غلوس غیر مردہ پیدا نہیں اور پورا بیان اس کا خانیکہ باب الصرف میں و ہیکذا
 المستقرض القرض بنفس القبض عندہما ای الامام و محمد خلافا للثانی فلا حرج المثل ولو قاتا خلافا لہ بناء علی انعقادہ بلفظ
 القرض و فیہ تصحیحان و بہنغی اعتمادا لا انعقادا لادیتہ المملک للمال بھرا مالک ہو جائے مستقرض قرض کا بجز قبضہ کرنے کے امام احمد
 محمد کے نزدیک بخلاف ابو یوسف کے تو طرفین کے نزدیک مدلل جائز ہے اگرچہ قرض موجود ہو بخلاف ابو یوسف کے کہ اس کے نزدیک قیام قرض اس کا
 رد مثل جائز نہیں طرفین کے قول کی بنا پر قرض کے انعقاد پر ہے بلفظ قرض یعنی بدون اس کے سہ ہلاک کے اور جس انعقاد اور عدم انعقاد دونوں کو
 یقیم و از ہو اور ملاقی ہے اعتماد کرنا انعقاد قرض پر بسبب اس کے مفید ہو سیکو ملک کو فی الحال کذا فی البیوع بجز بلفظ قرض اور قبضہ کے ملک عین فی الثابت
 ہو جاتی ہے تو ثابت ہو کہ سہ ہلاک میں پر انعقاد و موقوف نہیں فجاءت المسقوض القرض و لو قاتا من المعوض بدراھم مقبوضہ
 قالوا لفرقا قبل قبضہا بطل لاثہ اتفاق عن حین ہرازیہ فلیخلفہا تو جائز ہو مستقرض کو قرض کا خرید کرنا اگرچہ قرض قانع ہو خرید جائز ہے مقرر ہے
 بمرغض و اہم مقبوضہ کے ہر اگر دونوں شخص تفرق ہوئے قبل قبضہ در اہم مذکور کہ تو خرید باطل ہے کیونکہ فیہ شہاد عن الدین ہے بلا قبضہ کذا فی البرازیم
 ہم خرید مستقرض قرض فادہ ملک پر مقرر ہو یعنی جبکہ مستقرض قرض کا مالک ہو تو اس کے ذمہ بیان مثل ثابت ہو گیا تو اب اس کو اس کا خرید کرنا جہن نقد

جائز ہوا بولرائق میں جو کہ سید الدین بالین جائز ہو بشرطیکہ بعد قبض بلین افتراق ہو صرف میں یا بعد قبض احد البالدین افتراق جو غیر صرف میں کذا فی المطاوعی
 صحتاً محجوراً فاستحلکھ الصبی لا یضم من خلا فاللثانی وکذا الخلاف لو باعہ او اودعکھ ومثلکھ المتفق قرض دیا منیر منیع التفرغ کو اور منیر نے اگر
 تلف کیا تو اوپر ضمان نہیں بخلاف ابو یوسف کے اور سبط خلاف ہر طرفین اور ابو یوسف کا اگر منیر کے ہاتھ کوئی چیز بیہ کی یا اس کے پاس امانت رکھی اور اس کو تلف
 کر ڈالی اور منیر کے اندر وہ ہوش ہے ہم ابو یوسف کی نزدیک منیر پر ضمان قرض ہو قنادی عالمگیری میں مہبوط مہبوط سے کہ یہی قول صحیح ہو کذا فی المطاوعی
 ولو کان المستقرض عبد المحجور الا لو اخذ به قبل الحقی خلا فاللثانی وہی کالو یعد سواکھ خانہ اور اگر قرض لینے والا عبد منیر نہ ہو تو اس قرض کا
 مواخذہ نہیں اسکے آزاد ہونے سے پہلے بخلاف ابو یوسف کے اور قرض اور ودیعت حکم میں برابر ہیں کذا فی النہایہ وہاں استقرض من آخر در اہم کاتاہ المتفق
 ہا فقال المستقرض القفا فی الماء فالکفا قال محمداً شی علی المستقرض وکذا الدین والکفر بخلاف الشراء والی ہتھ فان لا لایاء یعد قایہا
 والفرق ان له اعطاء غیری فی الاول لا الثانی وعمر الہرب الروایۃ اور غانیہ میں کہ ایک شخص نے دوسرے کو درہم قرض لے لے سو قرض اس کے پاس درہم لایا
 مستقرض نے کہا کہ انکو پانی میں ڈال دی اور اسنو درہم پانی میں ڈال دی محمد نے کہا کہ مستقرض پر کسی چیز کا مواخذہ نہیں اور یہی حکم دین اسلام کے راس المال کا ہو بخلاف
 خرید اور امانت کے کہ وہ یعنی مشتری اور حاکم ودیعت پانی میں ڈال دیو سے فالغیر گنا جائیگا اور فرق دونوں صورتوں میں یہ ہو کہ ماور کو غیب سے لینے کا اختیار ہے
 پہلی صورت میں قرض اور دین اور راس المال نہ دوسری صورت میں یعنی خرید اور ودیعت میں اور صاحبانہ یعنی قاضیان اس قوا کو روایت غریبہ اور کہ من
 نسبت کیا ہو خرید سے مراد یہ ہو کہ بائع مبیع کو مشتری کے کہنے سے پانی میں ڈال دی اور منی مفقود کا پانی میں ڈالنا مراد نہیں کذا فی المطاوعی وہاں الفرق
 لا یعلق بلجائز من الشرط فالقائد ضہا لا یطہر وکفہ یلقو شہد وشمع اخر فلو استقرض الدراحم المکسولہ علی ان ہو یؤتی صبیحاً کما یطہر
 وکذا لو اقرضہ طعاماً بشرط ردہ فی مکان اخر کان علیہ مثل ما قبض اور غانیہ میں کہ قرض متعلق نہیں ہوتا جائز شرط سے لینے تعلیق بشرط کو قرض قبول
 نہیں کرتا تو شرط فاسد قرض کو باطل نہیں کرتی و لیکن دوسری چیز کی پیر نیچے کی شرط تو جو جاتی ہو تو اگر ٹوٹے ہوئے درہم قرض لے اس شرط پر کہ مستقرض صحیح
 اور ثابت درہم ادا کرے گا تو بشرط باطل ہے اور سبط اگر مستقرض نے مستقرض کو اناج قرض دیا بشرط کہ اسکو دوسرے شہر میں ادا کرے اور واجب کہ مستقرض
 مانع مقبوض کی لینے ٹوٹے ہوئے درہم کا دینا اور سبط ایسی شہر میں اناج کا دینا جہاں قرض لیا جائے لے لینے میں کہ قرض مجمل الفاظ شرط نہیں اور قرض کا محض
 ہو کذا فی المطاوعی فان قضاه اجمع بلا شرط جاکذا ویجوز الدین علی قبول الا جود وقیل لا یجوز پر اگر مستقرض نے نہایت کبری جس ادا کی بدو بشرط ہوئے
 محمدی کے توجائز سے اور حاکم دین پر زبردستی کجا نیکی کہری چیکے قبول کرنے پر اور سبط اول یہ ہے کہ اوپر زبردستی نہیں کجا نیکی کذا فی البحر قول ثانی
 یعنی عدم جبر مجسم ہو جیسے ناقص ترکے قبول میں جبر نہیں کذا فی العالمگیریہ اور اگر دین جو قبل تھا اور اسجو قبل مدت کے ادا کیا تو اس کے قبول میں جبر ہوگا
 شارح نے اسکا حکم بیان کیا جبکہ مستقرض قرض سے زیادہ کثرتاً دی عالمگیری میں کہ اگر لہیسی یا دتی ہو جو دو وزنوں میں جاری اور موزج ہو چنانچہ
 ایک انگ یعنی بقدر جہ جو کے سودرم میں توجائز سے نہ ایک درم اور دو درم کی زیادتی اور نصف درم کے جواز اور عدم جواز میں دو قول ہیں اور اگر
 ایسی زیادتی ہو جو دو وزنوں میں جاری اور موزج نہیں اور دیون اسکو چاہتا ہو تو اسکو سپرینا چاہیو اور اگر دیون زیادتی کو چاہتا ہو تو اگر دیون چاہیو
 کو تصفیہ میں اسکا کٹنا یا جدا کرنا مضر ہو توجائز نہیں اور اگر درہم کا تو زنا مضر ہو تو اگر تمیز زیادت بدو تو زنی کے ممکن ہو سطر جہ کہ او میں کوئی خفی الزن
 درم بقدر زیادت موجود ہو توجائز نہیں اور اگر تمیز بدو تو زنی کے ممکن ہو توجائز سے بطریق ہب کے اچھے لمٹھا اور تبین الحارم میں ہو کہ اگر مستقرض نے زیادت
 بہ کر دی مضر کو تو صحیح نہیں کیونکہ بیشعار محمل العتہ میں جائز نہیں اور غیر محمل العتہ میں جائز ہے کذا فی المطاوعی والخاصۃ القرض بالشرط خواہ
 والشرط کلف بان یقرض علی ان یکتب بہ الی اللہ کذا فی دینہ اور خلاصہ میں کہ شرط کر کے قرض دینا حرام ہو اور شرط لغوی طبع کہ قرض دی بشرط ہر
 کہ مستقرض اسکو فلائے شیکے طرف لے سکے تا اسکا دین دیا جاوے ہم اسکو مستقرض مطلقاً بلا شرط ہوا در بعد اسکے ایفا دین دوسری شہر میں ہو تو کو
 نہیں کذا فی العالمگیریہ اس صورت کو ہندوستان میں ہندو ہی کہتے ہیں اور باقی بیان ہندو ہی کا کتاب الحوالہ میں آجگا و فی الاشیاء کل قرض جبر نقضاً کما فی

اسباب میں وہ حدیث جو صحاح ستہ میں سوای بخاری کے جادون بن انصاری مروی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی یبذل الذهب والفضة والبر والاشعیر ما شیر والتمر البکر والبیض والبلح والحنظل سواہ لیسوا یدیا بیدہ فاذا اختلف ہذا الاجناس فیسویو کیف شئتم اذا کان یدیا بیدہ راو مسلم من فراڈ ہسترا وغیرہ

کذا فی البہر والفتح مضمون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا سونے سے اور چاندی چاندی سے اور گہیون گہیون سے اور جو جو کسی اور چیز سے اور ایک نمک سے جو چھ مثل کے بعض مثل کے برابر برابر دست بہ دست پھر جب کہ میرا جناس مختلف ہوں تو جو جو تم باہر جو بطرح بشرطیکہ دست بہ دست جو صحیح مسلم میں اتنی زیادہ ہے کہ جسے زیادہ دیا اور زیادہ لیا وہ بیاج کامرکبک اشابع علیہ السلام نے اس حدیث مشہور میں مثال کو شرط ہم قرار دیا تا احوال خلق تلف ہونے سے محفوظ رہیں اور شہادۃ شریعہ کے بطور مثال کے ذکر فرما کر قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہوا ہے کہ سونا چاندی کو وزن میں اور گہیون اور جو اور کھجور اور نمک کیل میں تو گویا اشارہ ہوا کہ ہر کیل اور وزنی چیز میں مماثلت واجب ہو اور ہر سی مماثلت و چیز میں دو اعتبار سے ہونی ہو باعتبار صورت کے اور باعتبار ہونے کے تو کیل اور وزن کے مماثلت ضروری حاصل ہوتی ہو اور جو کہ جنس میں کسی مماثلت معنی اور جملہ تفریق میں مساوی ہو تھانہ فی البدلین میں کیونکہ حال کو مؤخر و عزت سے مثل مشہور ہے

النفذ خیر من التیسیر لہذا امام غفرلہ نے کہا کہ علت تحریم ربو اکیل یا وزن ہے اتحاد جنسیت کے ساتھ ساتھ وحد احرام الفضل ای الزیادۃ والنقصان کی وجہ سے

فلم یجزم فیہم تغیر ہر گہیون کی ہم تغیر ہر گہیون کے برابر اور حالانکہ ایک عوض میں تاخیر ہو م نہا و بالذی دفع وزن عبارت ہو تاخیر سے اور سیطرہ اگر دو وزن عوض نسبیہ ہوں تو بھی مستثنیات ہر شے سے فضل پر تغریض کی سبب اس کے ظاہر ہونیکے اور اگر فضل اور تاخیر دو وزن جمع ہوں تو حرمت فضل کی سبب ہو گی کہ ذاتی

العلل وذلک علی ما یستلزم من باب علیہما من ملک حاکم لہذا فی کتابہما علی ما یستلزم من علیہما من ملک حاکم لہذا فی کتابہما علی ما یستلزم من علیہما من ملک حاکم لہذا فی کتابہما

مقدم ہوں تو زیادتی اور تاخیر دو وزن ملال میں چنانچہ ثوب ہر دوسری کی ہم دو ثوب ہر دوسری سے بسبب سے علت تحریم کے تو ہم اپنی اصل ابحاث باقی رہی شایستگی

ابن ملک کو نقل کیا کہ عبد البکر مال علم لیس کے ایک ہم کپڑی میں نئے مقدار تو ظاہر ہے کیونکہ وہ ذریعے سے نکلی اور ذیانی اور نئے نسبت بہ تفاوت نام اور حاشا مقصود کے ہی ہر جب علت تحریم کے دو وزن جزیئہ پلٹے گئے تو ہم ابحاث اہلیہ یا ذیانی ہی جائز ہوئی اور تاخیر قبض بھی سیطرہ نسبیہ پاکستان کو دو یا تین نسخوں میزان طلب و بیعنا یا گاڑی کے ایک ہتان کواد ہوز کے دو چار ہتانوں سے یہ ملال ہو اگر ہم احد البدلین مقدم ہوا اور و سرتبہ دان و حد احد ہما کی القہر و حد احد الجنس من الفضل و حد النساء و لو مع التساوی حتی لو کما عبد البکر بعد الی آج کل لم یجزم لوجہ الجنسیۃ اور اگر دو وزن چیزان میں سے ایک چیز باقی باقی بچھ فقط قدر یا فقط جنس تو زیادتی ملال ہو گی اور تاخیر حرام اگرچہ تاخیرت ہی بدلیں کے ساتھ ہو تو اگر ایک غلام دو سر غلام سے بچا کہ بچہ مقرر کر کے تو ہم جائز نہ ہو گی بسبب پاؤ بچلے جنسیت کے ہم اجتماع امرین نہ کو رین حقیقت علت تھا تو ایک امر کے ہونے سے شبہ علت کا ہو گا تو حقیقت علت حقیقت

فضل حرام ہوئی اور شبہ علت سے شبہ فضل کا ہے تاخیر اس واسطے کہ تاخیر مشابہہ فضل کے ہو اور حقیقت میں فضل نہیں تو اگر ایک ہما نہ ہر گہیون دو ہما نہ ہر جو سچے دست بہ دست تو جائز ہے کیونکہ میان فقط قدر ہی واسطے کہ دو وزن کیل میں مگر جنس متقد نہیں لہذا زیادت احد البدلین جائز ہوئی اور اگر جو نقد ہوں اور گہیون کا وعدہ و وعدہ کا یا بالعکس تو ہم حرام ہے اور فقط جنس جو نیکی یہ مثال ہو کہ ہم غلام کی غلام سے یا کتاب کی کتاب سے یا ثوب ہر دوسری کی ثوب ہر دوسری یا تخت کی تخت سے واسطے کہ شہادہ مذکورہ کیل یا ذیانی نہیں اگر کوئی کہے کہ ابو داؤد میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ ایک اونٹ بعض دواؤں کے بھرت خرید کر اور موٹا میں سے کہ علی مرتضیٰ نے ایک اونٹ بعض بیس اونٹ کے بھرت بچا تو معلوم ہوا کہ فقط حقار جنس محکم تاخیر کا نہیں آو سکا جواب ہم یہ کہ نزدیکی وغیرہ ہما بچھ میں نے سمرۃ بن جندب سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کا بچھا حیوان سے بطریق نسبیہ یعنی دت ہر کر منع فرمایا اس حدیث سے قاعدہ معلوم ہوا کہ علت ربو کا ایک جزیئہ اتحاد جنس تحریم تاخیر کی پوری علت ہو اور اس حدیث سے اعلیٰ دو نوہر شین متعارف نہیں چسکتیں کیونکہ وہ نسبیہ میں اور ربو محکم اور حالانکہ محکم مقدم ہے بیچ پر اور جمع بن الاما دین یوں ہو سکتا ہو کہ اجازت نہ قبل تحریم ہو اس کے ہو کی علت شایعہ ہم قاعدہ شایعہ فی ظہر و الدلالتہ منقطعہ فی مؤخر و ان کیل کہ لیسندہ اکثر ابو اہل التعلیہ اور شایعہ ہم جمع اور دین

الذی یبذل

بہرہ کی شے ہے

مطلوبہ

نسب ہر دوسری کی شے ہے

غلیہ میں ہو کہ جو تفاوت پیدا ہوا ایشی چو چانچہ ترک جو زاذ شکست کجوز اور غنہ اور ناقص پس یہ ساقط لا متبار ہر معنی اور نہیں تفاضل جائز نہیں اور جو تفاوت کر دینا
فعل سے ہو چنانچہ گہون کی بیہ آن سے اور نہ ہو گہون کی بیہ بن سنے سے وہ مفید سے چنانچہ آگے نہ کر ہو گا کہ کیم جو مختلف بعض متفاضل کا
بیل اور بیہ جائز ہے یہ جو مختلف کی بعض کی بعض سے زیادہ کر کے دست بدست ہم محوم مختلف میں تفاضل جائز ہوا اختلاف جنس کے اور جو بدست کی شرط ہو
سبب اتحاد قدر کے واکین بعضی غنہ اور جائز سے بیہ گامی کے وودہ کی بہر کر ہی کے وودہ بڑا کر دست بدست بخلاف بکری اور بکری کے وودہ کہ اور نہیں تفاضل
جائز نہیں کہ وودون ایک ہی جنس میں کذا فی الجملة و دخل دقل بفحشین دوق القدر خصہ باعتبار العادة يحصل غلبہ اور جائز سے ناقص کجور کے سرکہ کی
یہ انگریز سرکہ سے بڑا کر دقل بفتح وال وقاف عبارت ہر ناقص کجور سے ہکو مخصوص کر کیا ہمارا عادت کے یعنی ہر کجور کے سرکہ کا ہی حکم ہے لیکن تا مطلق
یہ سرکہ ناقص کا سرکہ بنائے ہیں لہذا فقط اوسکو نہ کر کیا و شیعہ یحییٰ بالکلیۃ فالقہ ما یستقیمہ العوام لایہ اولیٰ اور جائز سے بیہ پت کی چوٹی کی ونبہ کی پکٹی
یا گوشت سے گرہ ونبہ کا گوشت ہو کہ کذا فی الجملة والیہ بفتح الف وہ جو حکو حوام عرب یہ کہتے ہیں وخبز و لوصن بریدہ اور دقیق و نوصنہ اور جائز ہو وونی کی
یہ گہون اور آن سے ٹکڑے گہون کی وونی اور گہون کا آنا ہو تو بیہ یا ونی جائز ہو واسطے کہ وونی بسبب فعل عباد کے دوسری جنس ہو گئی کیل نہ رہی بخلاف گہون
اور آن سے ٹکڑے کہ وہ وودون کیل ہیں تو قدر اور جنس وودون مغفود ہیں بیہ تک کہ بیہ بطریق نیہ جائز سے کذا فی الجملة و عن البر و ذیت مطبوخ بغیر مطبوخ
و دھن مربی بالبتسمیم بغیر المربی منہ متفاضل اور ورنہ تالیف کان لاختلاف اجناسہا فلا یؤخذ لوجہ متفاضل الا فی لحم الطیر لانه لا یؤثر ان
عادی حتی لو دھن المربی لایلی اور جائز سے بیہ ورنہ زیتون پخت کی غیر پخت سے اور ورنہ غنہ کی ورنہ سادہ بڑا کر یا تو کو جس طرح ہو بسبب جو اونکی
اجناس کے یعنی محوم مختلف سے بیکر ورنہ غنہ تک کی بیہ میں تفاضل ہو واسطے جائز ہو کہ اجناس مختلف ہیں اگر متحدہ جنس میں تو تفاضل جائز نہیں مگر یون کے گوشت میں
باوجود اتحاد جنس تفاضل جائز ہو کہ کذا فی الجملة و عن البر و ذیت مطبوخ بغیر مطبوخ و فی الغنہ لحم الدجاج
والا و ذی ورنہ فی عادی و مصر و فی النضر لعلہ فی رصنہ اما فی زماننا فلا و لعلہ ان الاختلاف باختلاف الاصل او المقصود او بدیل الی الصنف
فی لحفظ اور نفع القدر میں ہو کہ مرغی اور بط کا گوشت ورنہ سے مصر کی عادت میں اور ہر الفائق میں ہو کہ شاید ورنہ ہونا اوس کے زمانے میں ہو گا ہمارا زمانہ میں تو
مصر میں ورنہ نہیں اور خلاصہ یہ ہو کہ اختلاف جنس کا اصل کے اختلاف سے ہے یا اختلاف مقصود سے یا تبدل صفت سے ہو گا یا ورنہ چاہو ہم اختلاف مہل چنانچہ گامی کا
گوشت بکری کے گوشت کو سادہ اور اختلاف مقصود چنانچہ چربی اور ونبہ کی چکٹی میں اور تبدل صفت چنانچہ زیت مطبوخ غیر مطبوخ کے سادہ و جازر الاخیرہ و لو
الخبز لیسینہ ہا یفتی دہر ای اذا اتی بشرائط السلم لحاجة التامین والاکو ط المذم اذا قلنا یقبض من جنس یقینی اور جائز ہو اخیر ستر یعنی و
کی بیہ گہون اور آن سے گرہ ونبہ کی تسلیم میں تاخیر ہو سکا فتویٰ ہے کذا فی الدرر یعنی تاخیر ہو وقت جائز ہے جب سلم کی شرائط پوری ہو جائا و فتویٰ ہو جو
بسبب حاجت آدمیوں اور زیادہ تر احتیاط منع سلم میں ہے واسطے کہ کتر قبض واقع ہوتا ہو سے کی جنس ہم نے اکثر ہونا ہو کہ سلم ہوتا ہو گہون کی وونی میں
مقبوض ہو کی وونی جو ہے تو ہمیں تبدل مستم فیہ اس کے قبضہ سے ہے اور یہ جائز نہیں و فی الغنہ ستانی معرباً بالخنا ذی الا حسن ان بیہ
خاتمہ اختلاف من اختلاف بقدر ما یؤید من الخبز و جعل الخبز لکونہ فی بھقتہ معلقاً تحت کفی یصیر ذینا فی ذمتہ الخبز و لیس سلم الخاتم ثم بشدی
المنع بالبر و رستانی میں خزانہ سے منقول ہو کہ بہر طریقہ گہون کی سلم کو نیکار دینی میں یہ ہو کہ مثلاً انگوٹھی پچوٹان بائی سے بقدر ارادہ روٹیکے اور اوس روٹیکو
جو منہ بصف میں من قرار دنا کہ وہ نا نجامی کے ہے پر دین ہو جا و اور انگوٹھی ہو تسلیم کر ہی پھر انگوٹھی گہون خرید کر لے یعنی اس طریق سے شرائط سلم
پوری ہو گی و فیہ معرباً بالمعرب لیس سلم الخبز و ذی و کذا عادی و علیہ الفتویٰ و بیہ بھی جو ان استقرار خذہ ایضا اور رستانی میں منقرات سے منقول ہے کہ سلم
جائز ہے وونی میں ذکر اور طریق کن کر اور ہی پر فتویٰ ہے اور وونی کا جواز استعراض نہ کر ہو گا ہم سلم کا جواز وونی میں کن کر رستانی میں نہ کر نہیں علاوہ
روٹی معدود منضبط نہیں تو سلم کو کتر بیج ہو گی اور حاشیہ البوسود میں ہر الفائق سے منقول ہے کہ وونی میں سلم الیوسف کی نزدیک جائز ہے کہ وونی جو
اونکی نزدیک سلم جائز ہو بہر طریقہ ورنہ اگر ہر رواج شمار کا ہو کہ کذا فی الجملة و وجاہہم اللہین بالجمین لاختلاف المقاصد الاسم حادی اور جائز ہو و و کما چنانچہ بیہ

و لو شکر المشتري فصار له المشتري لا يملكه الا بطل حرج الرجوع و متاكمه في جامع القضاة و انما هو اسطر محمول على المشتري
 مستحق له بيع كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 هم بنى مستحق من المشتري من كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 فصح ان المتفق اتفاقا و استحقاقا بطل موجب فسخ عقود كالاتفاق لم يفسخ عقود كالاتفاق لم يفسخ عقود كالاتفاق لم يفسخ عقود
 في المدد فكل واحد من الباعين الرجوع على بائعه و ان لم يفسخ حكمه و لو كان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري
 من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 اشباهه و ادعى ان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 على ان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 سابق من اذ كان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 المحل فلا تتم دعوى المالك من احد و بوجوب حرث اصلية كالحكم سب لو كونه هو او كونه شخص كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري
 حرثه الاصل الا سطر حرج عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن
 مطلق من ثابت هو و اما الحكم بالحق في المالك المتعلق فعلى الكافة من وقت النكاح و لا يكون قضاء قبالة كما بسطه من لا يحضره و يعقوب انما
 فان اكثر الكتب عنه كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 مشحج بيان كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 حكم هو ان ملك مخرج من متن كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 غلام بن حبيب بر سر كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 من تير مالک بن سنان و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن و فروع عمن
 بطحا و عن الدرر و اختلافوا في القضاء بالحق قبل كل شرط و قيل لا نسلم فيه دعوى طعن آخر و قد بينا في آخره و قد بينا في آخره
 اختلاف كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 دعوى سمع هو كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 على الاصل و ادعى ان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 هم يعني جب فاضى عورت كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 بائعه بائع اذ كان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 لانه حجة قاطعة و ادعى ان المشتري كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 بنين هو اسطر كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري
 و المعنى بل في عيني و حق كذا كچه بن ذكروا بشتري بائع من غير ان يبيع له المشتري من غير ان يبيع له المشتري

هذا هو الذي ذكره في المتن

لغو قبل للتناقص وان قال بئس اوانی قبل اور اس میں سے تناقص کی بہت فروغ ہیں جو کتاب الدعوی میں آونٹی اور انہماک یہ ہو کہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ
میرا بیای ہے اور اس پر نفقہ کا دعویٰ کیا سو مدعا عینے کہا کہ وہ میرا بیای نہیں پر مدعی کچھ مترکہ چور کر گیا تو مدعا علیہ یا دوسری میراث طلب کرنا اگرچہ
کہا کہ وہ میرا بیای تھا تو مقبول ہو گا بسبب قن کے اور اگر اس کو کہہ کہ میرا بیای یا بیٹا تھا تو مقبول ہو گا ہم شایع کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے دل انوت کا دعویٰ
کیا اور اسکے بعد مدعا علیہ آتوہ یا توتہ کا دعویٰ کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے اور شایع کو یہ کہہ صاحب بحر و غیرہ کے کلام کو پو گیا بلکہ مطلب دنان کا یہ کہ لڑ جائی تو
خود مدعی خود البتہ کا دعویٰ کیا تو مدعی معاد کیا مقبول ہو گا کیونکہ ہر اور دیکھا غرض مقبول ہے بخلاف وہ کہ لڑائی لڑا اور مدعی نے کلام تناقص دعویٰ حریت کا مانع نہیں داکا اھل
انہ الذناقص لا ینعم دعویٰ ما یخفی سببہ کالتسبیح الطلاق وکذا الخیرۃ اور قاعدہ کلیہ یہ کہ تناقص اسکے دعویٰ کا مانع نہیں ہو گا سبب جو چاہے نسب
او طلاق اور حریت ہم تناقص نسب کی یہ صورت ہو کہ زید کے پاس ایک غلام پیدا ہوا اور اس نے ہکو بچا اور شتری سے دوسری کے ماتہ بچا پر زید نے دعویٰ کیا کہ
غلام اس کا بیٹا ہے تو دعویٰ اس کا سمجھ ہو گا اور ہم اول اور ثانی باطل ہو گی ہواسطے کہ نسب کی بنا غلوک پر ہو اور یہ لطف رہنا امر مخفی ہے تو مدعی تناقص میں نہ
ہو اور یہ طرح اگر بولا کہ میں اس کا وارث نہیں پر بولا کہ میں اس کا وارث ہوں تو مسموع ہو اگر سبب قن نہ کر کہے اور تناقص طلاق کی صورت یہ ہو کہ زید بچا
رجوع سے منع کیا پر وہ گواہ لائی کہ زوج نے ہکو قبل طلاق کے طلاق دی تھی تو دعویٰ مقبول ہے اور منع کا مال وہ پیر لگی اگرچہ کلام تناقص ہے ہواسطے کہ
زوج ایضا طلاق میں مستقل ہے اور اسکی اطلاع زوج کو ضرور نہیں کہ اس نے اھلک و عن الیخ فلو قال عبدالمشتری اشتری قانا عبدی فاشترکوا معا علی
معاہلہ فاذہو متوازی ظہر حرقان کان البائتم حاضر او قائما غلبہ معروہ یعرف کما نہ فلاشی علی العبد لوجہ القایض فواکر غلام ابن شتری سے
کہ ہکو خرید کر کہ میں زید کا غلام ہوں سو اس نے خرید کیا اسکے کلام پر قنما ذکر کے اور وہ آزاد نکلا ہے اس کا آزاد ہونا غلام ہو گیا بسبب اربعہ مانع ہو یا غنیت
معدودہ فاشترک یعنی مکان اور مدعی معلوم ہو تو غلام پر کچھ نہیں سبب موجود ہونے قایض کے یعنی قایض سے شری پیر لیا مقصور ہے ولا یرحم المشتری علی العبد
بالاشترک خلا لالتانی اور اگر مانع حاضر ہو یا مکان غنیت اور مدعی معلوم ہو تو شتری غلام سے من پیر لے بخلاف ابویوسف کا مذہب میں بلکہ
ایک مذہب ہوا کہ لانی اھلک و عن الیخ فلو قال اشتری قنطا وانا عبد فقط لا رجوع علیک اتفاقا قادم اور اگر آزاد نہ ہو کہ لانی فقط یا بن نہ ہو کہ مدعی غلام
ہو نہ فقط اور اس پر رجوع نہیں بالاتفاق کشف الدر ہم عدم رجوع کی وجہ پہلی صورت میں یہ کہ کسی آزاد کی خرید اسکی خلاصی کو اسطے ہوتی جو چاہے مسلم سیر کی خرید اہل
عرب اور عدم رجوع کی وجہ دوسری صورت میں یہ کہ ایک شخص کا جو غلام ہوتا ہو کسبکا اور اس کا خرید کرنا محرم نہیں چنانچہ مکان کی خرید ورجوع العبد علی البائتم اذ ظہر
بہ او غلام من پیر لے مانع ہے جب اس کو بچلا ان الرهن بان قال ادرحق فانی عبدکم یضمن اصلک والاھل ان اکثر بہ وجب الضمان فی خبر علق
انما وحقہ لا یثبۃ بخلاف رہن کے یہ شخص نے کہا من میں سو کہ بکو رہن رکھے کہ میں غلام ہوں پر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہو تو ضامن نہ ہوا اصل اور قاعدہ یہ
ہو کہ وہ ہوکما وجب ضمان عقد معاوضہ اگر ضمنین نہ عقد وثیقہ کے ضمن میں یعنی ضمان ہواسطے ہو کہ وہ عقد معاوضہ ہو اور رہن میں ہو مطلقا نہیں کہ وہ
وثیقہ ہو نہ عقد معاوضہ ہا م عقد الخیر ہون انہ وقعت محکوم بلزومہ قبل والا لایان حیرۃ الوقف لا یزول الملك بخلاف الاعیان فیہ واعتدلا
للمصنف تبعا للبر علی خلاف ما صحوا الریاضی فلو قال ادرحق فانی عبدکم یضمن اصلک والاھل ان اکثر بہ وجب الضمان فی خبر علق
قاضی کا حکم ہو گیا ہو تو یہ تناقص مقبول ہو اور نہیں تو نہیں یہ قن غیر محکم کما تناقص مقبول نہیں ہواسطے کہ فقط دفع بلا حکم قاضی مزیل ملک نہیں بخلاف عناق کے کہ انی انتم
اور ہی قول پر مصنف نے قنما کیا بجز اللان کی پیر دی کر کے بخلاف بقویہ زیدی کے اور اس کا ذکر قنما بوقوف میں ہو چکا اور آخر کتاب میں آدیا گیا ہم شری اور قاضی
نرم دم وقف میں امام کا قول ہے اور نو زوال ملک پر مطلقا اشتری شیئا ولم یقیمہ حتی اذا علا آخر انہ لا یتیم دعوا الابدان حضور البائتم المشتری
للقضاۃ علی ما خرید کی ایک چیز اور پیر قبضہ نہیں کیا تا ایک دوسرے شخص نے اس کا دعویٰ کیا کہ وہ پیر میری ہو تو دعویٰ اس کا سمجھ نہیں ہون حاضر ہونے اور شتری کے
الحکم قاضی اور پیر بادی ہو تو قننی کہ حضور قنما برحق اھلک و عن الیخ فلو قال اشتری قنطا وانا عبد فقط لا رجوع علیک اتفاقا قادم اور اگر مدعی غلام
ہو نہ فقط اور اس پر رجوع نہیں بالاتفاق کشف الدر ہم عدم رجوع کی وجہ پہلی صورت میں یہ کہ کسی آزاد کی خرید اسکی خلاصی کو اسطے ہوتی جو چاہے مسلم سیر کی خرید اہل

مدعی نے غلام کو خرید کر

وہاں قدر میں المال ان تعلق العقد بعد از کافی تکلیف و سبب و بعد از عدمی غیر متفاوت و اکثریاً بالاشاہد کان مذکور و حیوان و متعلق
 المال کا بیان اگر عقد متعلق ہو رأس المال کی مقدار سو پانچہ کیل اور موزون اور عددی غیر متفاوت میں اور صاحبین نے اشارہ پر کفایت کی ہے جیسی مذکور و درج
 میں ہم صاحبین کہہ کہ جب رأس المال کے طرف اشارہ ہو تو اب بیان اس کی مقدار کا ضرور نہیں چاہیے اگر اس المال مذکور یا موزون ہو تو وہ بالمشابہ بالاتفاق کافی
 ہو ہوا سبب کہ مذکور میں موزون کا معلوم ہونا مشروط نہیں کیونکہ عقد اس کی مقدار سے متعلق نہیں ہوا سبب کہ مسلم فیہ موزون کو شمار پر قسم نہیں ہو سکتا کہ موزون
 ہوا اس کے مقابل میں کچھ بیش نہیں پڑتا تو اس کی جہالت سے جمالت مسلم فیہ لازم نہیں کہ انی الحظ و قلنا کہ بما لا یقلد علی خصیل المستوفیہ فقہائے اہل دین
 المال ابن کمال ہم جو اپنے میں امام کے طرف سے کہ کامی مسلم الیہ قادر نہیں ہوتا مسلم فیہ کے تحصیل میں تو رأس المال کے سپریشے کی حاجت ہوگی کہ اصرار ابن کمال نے
 اگر مقدار رأس المال کی معلوم ہوگی تو نزاع واقع ہوگا و قد یحقق بعقہ فوجید بآقیہ معیناً فقہاء ولا یستند لہ دغ السلطانی مجلس الورد فیہ یفسخ
 العقد فی المرد و یقی فی غیرہ فہلزم جالۃ المستوفیہ فیہما بقی ابن طاک فوجب بیانہ اور کامی مسلم الیہ بعض رأس المال کو خرچ کر دینا ہی ہر باقی رأس المال کو
 میب و ارباب تاجر تو اس کو سپریشہ دیا ہو اور البیوع مجلس دین کیوں بدل نہیں دیتا تو عقد مسلم فیہ ہوگا اور مقدار رأس المال میں جو سپریشہ دیا گیا اور مقدار باقی رہیگا غیر موزون
 تو جہالت مسلم فیہ لازم آوے گی بلکہ میں کہ اگر مذکور ابن ملک تو واجب ہو بیان رأس المال کی مقدار کا و الشاہد بیان مکان الاہتمام للمستوفیہ فیہما لہ حل و مؤکد
 اور کے ایفاء مسلم فیہ کے مکان کا بیان اس مسلم فیہ میں جس میں بار برداری اور کفایت ہے یعنی جس مسلم فیہ کی بار برداری میں کفایت اور شفقت ہو وہ ان بیان مکان
 ایفاء شرط ہو نہ مانند مشک اور مونی کے و مثلاً الشئ و الکجر و القسۃ اور مانند مسلم کے من و حرجت اور دست جو ہم من کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص نے عبد اسکر
 کیل یا موزون کیا و اور بار خرید کیا دت معین کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفاء شرط ہو اور اجرت کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص گہرا جاوے اور جارہ لیا ہوا من کیل موزون
 کے مدت مقرر کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفاء شرط ہو اور دست کی صورت یہ ہو کہ دو شخصوں نے ایک گہر فست کر لیا اور اگر شخص نے اپنے حصہ سے زیادہ لیا اور بقا زیادہ
 لے کے کیل یا موزون کر کے دے گا وعدہ کیا دت معین کر کے تو امام کے نزدیک مکان ایفاء شرط ہو بخلاف صاحبین کے کہ لے لے الحظ و قلنا مکان العقد وہ قالت الثلثۃ
 الکبیر و قرین و خلاف و تحصیل قلنا ہذا و وجبۃ التسلیم فی المال بخلاف الاوئی اور صاحبین نے مکان عقد مسلم کو معین کر دیا جو واسطے ایفاء مسلم فیہ کے اور یہی
 مذہب ہو باقی تیون الامون کا چنانچہ ہم اور قرض اور لاف مال اور فسخ بین واسطے تسلیم ہم اور قرض اور بدل شلف اور موقوف مکان ہم اور قرض اور لاف مال اور
 فسخ کے میں ہم جابہ تری میں امام کے طرف سے کہ بیشہا یعنی ہم اور قرض وغیرہ واجب تسلیم میں فی المال لہذا و ہمیں وہی مکان نہیں ہو گیا بخلاف پہلی صورتوں کو یعنی
 مسلم اور من اور اجرت اور قسمت شرط لا یفاء فی مدینہ و کل محل لا یفاء فیہ ای فی الاہتمام حتی لو آؤا فی حلقہ منہا و فی و لیس لہ ان یطالکبہ فی
 محلہ یعنی بزمانہ ایفاء مسلم فیہ کو شرط کیا یکے شہر میں و سبب اس کے برابر ہیں ایفاء میں تو اگر وہ تسلیم کرے اور شہر کے کسی محل میں بری الزم ہوگا اور رب المسلم کو اختیار
 نہیں ہے کہ اس کو مطالبہ کرے دوسرے محل میں کہ ان فی البرازیہ و فیہا قبلہ شرط محلہ الی غیرہ بعد الاہتمام فی مکان المشرط لم یحکم لاجتماع التصفیقین
 الا حکما و قد یقتاد و اور برازیہ میں قبل مسلم سابقہ کے ہو کہ رب المسلم نے مسلم فیہ کا لاؤ کر پونچھا ملے گہر تک بعد ایفاء مکان شرط کیا تو صحیح نہیں لیکن ہم
 جو جائے دو عقد کے یعنی بارہ اور تجارت ہم اجارہ تو شرط محل بعد الاہتمام ثابت ہوا اور تجارت تو عقد مسلم سے ثابت ہو و ما لہ لہ کیسک و کافی و یمنک
 لو ان لا یشرط فیہ بیان مکان الا ہما متافا و ہو قیہ حیث شاعنی الاہتمام و حقیرات الکمال مکان العقد احسن خبر میں اوہنے کی کچھ حاجت نہیں چاہی
 مشک اور کافور اور جڑے مونی تو وہ میں مکان ایفاء مسلم فیہ کا بیان کہ بشرط نہیں باتفاق امام اور صاحبین کے اور پونچھا دو جہان او سکاجی چاہی قول اصح میں اور ابن
 کمال نے مکان عقد کی تصریح کی ہے ہم محل اور موزون اس چیز میں نہیں جس میں بیشہ پر لے لے اور محال کے مزدوری بیٹے کی حاجت نہیں اور یہی قول معتدھم کہ انی الحظ و
 ولو عین فہذا ذکر مکان تعین فی الاہتمام لہذا یفسد مقولہ الطریق اور اگر مکان معین کر لیا نہیں جو مذکور ہو چکا یعنی جس میں بار برداری کی حاجت نہیں تو مکان
 شرط متعین ہو جائیگا قول اصح میں کہ انی الفسخ ہوا سبب کہ تعین مکان شرط ضرور راہ کی مفید ہے و یقی من الفسخ و طبق رأس المال و لو عین قبل الفسخ
 یا بدایہ و ان تا ما و متسیا فرختا و اکثر اور باقی رہا شرط سو رأس المال مفضوض ہوا ابدان عاقبت کے انفاق سے پہلے اگرچہ اس المال میں ہونے لفظ مذکور کہ عاقبت

کیا بعد اقلہ کے مشترک کے ہوتے ہوئے اگر مشترک ہی قادر ہو اور اسکی تسخیر پر واسطے بائع کے قرائن اہل بطل ہے اور بیہ بحال خود قائم ہو کر انی العنیدہ والحق لکھنا
الرداء والکامل والکافی والوصف وھو الرداء والکامل اور مشترک قول نقصان اور ناجیل کے مدعی کا ہونہ وصف اور اہل کی نفی کرنے والے کا ہم یعنی اگر
ایک شخص کے کہنے میں یعنی ناقص شرط کیا ہو اور کوہما ہو کہ میں کچھ شرط نہیں کیا تو وہ عین قول مشترکے نہانی کا اور سطر مدعی اہل کا مشترک ہو گا نہ ہونی
کا اور رداء یعنی نقصان بیان بطور مثال کے ہو تو اگر ایک شخص مدعی ہو گا جو کہ اس کا اور کوہما نہانی ہو گا تو یہی ایسا ہی حکم ہو گا تاہم عبارت ہو تو غیر اہل سے
لیکن بیان ناہل سے اہل مراد ہو اور اہل عبارت ہو قاضی وقت سے کہ لے لے الہند والحق والکامل ان من خرم کلما تفتت الفول لکھنا والکافی
وان خرم خصوصاً ووقم الاغنائی علی عقیدہ واسطی فالقول للمدعی النص عندہما وعندہما لکھنا اور مسند سابقہ کا فائدہ کلیہ یہ کہ جس نے اپنا کلام
بطریق لغت کے خلاف خود دوسری اس کے ساتھ ہی کا قول مشترک سے اتفاق امام اور صاحبین کے اور اگر ادیس اپنا کلام بطریق خصوصیت کے خلاف اور اتفاق واقع ہو گیا
ایک ہی عقد پر تو مدعی صحت کا قول مشترک صاحبین کے نزدیک اور امام کے نزدیک منکر کا قول مشترک ہم تفتت لغت میں اس عبارت ہو کہ انسان دان کر ہی جان
کلی نہ سکے لیکن بیان لغت میں مراد یہ ہو کہ اس کا منکر ہو جو اس کے حق میں نافع سے لغت کی صورت یہ ہو کہ رب المسلم کے کہ میں نے کچھ شرط نہیں کیا تو یہاں
مسلم الیہ کا قول مشترک میں مشترک ہو گا اور چونکہ مسلم فیہ رأس المال پر عادت میں رائد ہوتا ہو تو رب المسلم ہی صفت کا منکر ہو اور اس طرح مسلم الیہ کا یون کہنا کہ
مدت تہی اور رب المسلم مدت کا قائل ہے تو رب المسلم کا قول مشترک واسطے کہ مسلم الیہ صفت ہو اپنے حق کے انکار میں یعنی مدت میں اور خصوصیت کا کلام دے کر ہی
مضر خیر کا منکر ہو چنانچہ رب المسلم کا یون کہنا کہ میں نے مدعی شرط کیا بنا اور مسلم الیہ کہ میں نے کچھ شرط نہیں کیا اور چنانچہ رب المسلم نے کہا کہ اہل نہ تہی اور مسلم الیہ
کہا کہ اہل شرط تہی تو یہی صورت میں رب المسلم کا قول امام کے نزدیک مشترک ہے کیونکہ وہ مدعی صحت کا اگرچہ دوسرا منکر ہے اور صاحبین کے نزدیک مسلم
قول مشترک ہو کیونکہ وہ منکر ہے اگرچہ صحت کا منکر ہے اور کوہما صورت میں امام کے نزدیک مسلم الیہ کا قول مشترک ہو کہ مدعی صحت ہو اگرچہ دوسرا منکر ہے اور صاحبین
رب المسلم کا قول مشترک ہے اگرچہ صحت ہو صاحب در نے کہا غلط ہے کہ امام کے نزدیک دونوں صورتوں میں یعنی لغت اور خصوصیت میں مدعی صحت کا قول مشترک
اور صاحبین کے نزدیک منکر کا قول لائق اعتبار کے ہے اس تقریر سے معلوم ہوا کہ شایع کو یون کہنا مناسب فالقول للمدعی الحق عندہ وعندہما لکھنا انی الطلاق
یعنی شارح نے کلام کا قول صاحبین کی نسبت کیا اور صاحبین کا امام کے طرف ہوا لائق میں ہی امام اور صاحبین کا نہایت کی نہند معنی طلاق دینی کہا عقد واحد
پر اتفاق ہوا چنانچہ اہتمام میں ہے واسطے کہ سلم عقد واحد ہو کیونکہ سلم لاثم ہی سلم فاسی دوسرے عقد نہیں بخلاف خلاف مضارب کے کہ اگر وہ فاسد ہوگی تو اجاز
ثابت ہو گا اور در صورت شرکت شرک متحقق ہوگی ولو اختلاف فی مقدار فالقول للمطالب تم یحییہ لا نکادہ الزیادۃ اور اگر مادی میں اختلاف کیا مدت کی مقدار
میں خطاب یعنی مدعی اقل کا قول قسم کے ساتھ مشترک ہو کیونکہ زیادہ کا منکر ہے ہم طالب ہو اور رب المسلم جو اقل مدت کا مدعی ہو وائی جو حق قبل ان
برہنا یعنی یتیمہ للمطالب ای المسلم الیہ لکھنا تا الزیادۃ اور دونوں میں جو گواہ لا دیکھا تو مقبول ہون گے اور اگر دونوں گواہ لا دیکھے تو مطلوب یعنی مسلم الیہ
گواہوں پر غاضی کا حکم ہو گا بسبب بکرتے زیادہ کے یعنی زیادہ اہل کے دان اختلاف فی مضربہ فالقول للمطالب ای المسلم الیہ یحییہ لا نکادہ
یہ برکت الاخر ان برہنا فیہ المسلمہ المطلوب اور اگر دونوں نے اختلاف کیا مدت کے گند جلتے میں تو مطلوب یعنی مسلم الیہ کا قول قسم کے ساتھ مشترک ہو گا جبکہ
دوسرا گواہ لا دیکھا اور اگر دونوں گواہ لا دین تو مطلوب کے گواہ مقبول ہون گے ولو اختلاف فی السلم علیا اسحقا فالقول للمطالب ای المسلم الیہ یحییہ لا نکادہ
ایک شخص عقد سلم کا مقربا اور دوسرا مدعی تو دونوں قسم کہا میں بطریق آسان کے کہ انی الفی وکذا فیہ صناع ہو طلب علی الصنعة اور نہ صناع عبارت ہو طلب حل
صنعت ہو یعنی کوئی چیز جو نام یہ لغوی معنی ہون اور مشہد میں تسنن یہ ہو کہ صانع یعنی کارگر یا چمچہ موزہ گر یا کشک یا شیریں سے کہے کہ مجھ کو اتنا بنا چڑا موزہ
یا کشک بنا دے یا چمچ یا شیریں آنا سا دے اور وزن اس کا اتنا اور شکل ایسی ہو اتنی قیمت کہ بنا دے خواہ قیمت دے یا شے اور صانع اس کو قبول کرے کہ انی الفی
باجل ذکر علی سبیل الاستحسان کا الاستحسان فائہ لا یجوز سلما سکر تفتت بشرائطہ صناع سلم ہو اگر نہیں مدت علی سبیل الاستحسان ذکر کر ہون
بطریق استمال کی واسطے کہ بطریق استمال کے مدت ذکر کرنے سے صناع سلم نہیں ہو جاتا پر جب صناع ہو جی سلم ہو گا تو شرط سلم کی مشترک ہوگی یعنی

الواقف الذرہم اعتبار منہ انت خیر من الکافہ فی القیاس لانی کما لو قیت بالقرۃ کما قیت الشیخیۃ والصر غلو شیۃ وغیرہا فقیسہ ہرما
 منہما فی اورنہ الفائقین بصریح کی ہو کہ درم کی قیمت مختلف ہے چنانچہ اختلاف ازمان کے سولہائی نے قومی دیا کہ درم برابر سے سارہو تین فلوس کے تو اگر وقف
 کرے تو لا درم کو مطلق کہے چاندی یا تانبے کی قید نہ لگا دی تو اس کے زمانے کا اعتبار ہوگا اگر اس کے زمانے کا عرف معلوم ہو اور نہیں تو درم چاندی کے درم کی طرہ سے
 منصرف ہوگا کیونکہ وہی اصل ہے چنانچہ اگر درم کو نقرہ کے ساتھ مقید کیا جائے یوں کہا کہ نقرہ کا درم تو چاندی کا درم مراد ہوگا چنانچہ بخوبی اور منصرف ہوگا
 اس کے مانند درم نقری کی قید لگائی ہے تو اس کے درم کی قیمت دو نصف ہو ہم لسانی سے مراد علامہ ناصر الدین لسانی مالکی سے کہ لسانی النہر طحاوی
 حوی سے نقل کیا کہ درم کی قیمت دو نصف ہو یا بہ کلام ہو صاحب ہنر کا اور یہ او صوف مسلم ہے جبکہ درہم مذکورہ صاحب ہنر منبر ہو گئے ہوں علامہ
 صاحب ہنر تو ذکر کیا کہ زمانہ واقفین کا اعتبار ہو تو اس سے عدول کرنا چاہیو واذالمصنف ان النقرۃ تعلق علی النقصۃ والذہب علی الفلوس والفلک علی
 مصر الان فلا بد من مرجح فان لم یوجد فالکمل علی الاستنباط القدیۃ للوقف کما علقوا علیہا فی نظائر کسفر خوارزم وغیرہا قال وبہ اتفق
 الملا ابی السعوی آخذاً اور مصنف نے اپنی شرح میں بصریح کی ہو کہ نقرہ بولا جاتا ہو چاندی اور گنے اور فلوس سی پر مصر کے بھل کے عرف میں تو درم
 نقری کی قید میں ہی مرجع ضرور ہو سوا کہ مرجع نہا جاسکے تو وقف کی عطایا ہی قدیمہ پر عمل ہوگا چنانچہ فقہائے نظائر وقف میں سپر تھا دیکھا ہی چنانچہ
 منفر خارج اور اس کی ہند میں مصنف نے کہا اور سپر قومی دیا ہو ملا ابو سعید فہدی نے ہم مرجع افضل وہ ہو جو صاحب ہنر نے بیان کیا ہو یعنی اعتبار زمانہ
 واقفین اگر معلوم ہو سکے والا بقول مصنف سپر قدیم سپر ہوگا سپر قدیم سے مراد عطایا قدیمی سے کہ لسانی لفظاً و دلالتاً بقول فقہاء ابدالاً جبکہ کان لہ
 علی اخرجا علیہ فلو علم واتفقہ کان قضاء اتفاقاً واتفق واتفقہ فلو فاما ردۃ اتفاقاً فلو قضاء حقیقہ اور اگر ایک شخص نے کہنہ درم واقفی سے
 قیس کے عوض کہے درم کے جو دوسرے شخص پر اس کے تھے اور درم خرچ ہو گئے یا اس کے خرچ کر ڈالے تو یہ اس کے حق سے ادا ہو جاتا ہو طرفین کے نزدیک
 سوا کہ کہنہ مابو نہاسکو معلوم ہو اور اس شخص کے ردالاً تو ادای حق باتفاق طرفین اور ابو یوسف ہو اور اگر واقفی سے کہنہ درم اور وہ ہنوز موجود ہیں تو انکو
 بالاتفاق سپر کہ ہم بحوالہ ان کی کہ ابو یوسف نے کہا درہم زین عتبار ہی درم منشوش سے ہنر الفائق میں ہو کہ درم زین وہ ہو جو بیت المال میں داخل ہو وفاقاً
 ابو یوسف اذہم یقولون مثلاً زینہ وہ ہے جیداً سمحاً تا کما لو کان سلقاً و بھر جہۃ واختار لا یفتق فی ان کمال قلت ورجحہ فی البصر النہر
 والشیخ لایہ ذہب یقول ابو یوسف نے کہا کہ صاحب حق کو درم کا کہنہ مابو نہاسکو معلوم ہو تو بعد خرچ ہو جانے کے بھی ہند کہنہ درم سپر کا اور کہہ کر
 درم اس سپر کے بطریق امتسان کے چنانچہ اگر سترقہ اور ہنر جہ درم ہوں تو رد مثل جائز ہے اور یہی قول کو پسند کیا ہو ان کمال نے تو یہی کہنہ اسطے
 میں کہتا ہوں اور یہی قول کو ترجیح دی ہے بحوالہ ان اور ہنر الفائق اور شہر بنالیہ میں تو سپر قومی دیا جاسکے تو وہ درم سپر چاندی کا تیر ہو اور ہنر جہ
 درم جو دار لہرب سلطان میں نہ بنا ہو ولو توخر او باض طیکری ارض رجل او تکثر فیہا ظمی ای انکسر لرجلہ بنفیسہ فلو کسر ہا رجل کان لکما جہا
 لا یأخذ حق الاخذ لسبق بدلا لمباکیم اور اگر چاہے بھیا اندہ دیا ایک مرد کی زمین میں یا ہرن کا یا اون اس میں خود بخود ٹوٹ گیا تو وہ اس کا ملوک ہو جس
 اسکو پایا اور لیا کیونکہ اس کا قبضہ مباح چیز پر ہے ہوگا تو اگر کوئی مرد اس کے پانوں کو توڑ گیا تو ہرن توڑنے والے کا ہوگا نہ پکڑنے والے کا اذہباً
 ارضہ لذلک فہو کہ اگر جب کہ سنا زمین اپنی زمین کو بیچے واسطے بھیا کر کہا ہو تو صاحب زمین اس کا مالک ہوگا نہ آخذا وکان صفاً ارض قریباً من
 البصید حیث یقل علی اخذ لا لو ملک یدہ فہو اصحاب الارض لملکۃ منہ فلو اخذ احدہما غنیمۃ ملک لہ نھر بازمین کا مالک شکار سے قریب ہو ستر چکر کا درم
 اس کے پکڑ لینے پر اگر اپنا انتہہ پسلا دے تو وہ شکار زمین کے مالک کا ہو سبب اس کے قادر ہو سیکے شکار پر تو اگر شکار غیر مالک پکڑ لیا تو اس کا مالک ہنر کا فی النہر
 وکذا امثل ما فی صید تعلق بملکۃ کویسب للیماف او دخل دار رجل ودرہم او شکر لک فہو علی قریب لیتال لہ سابقاً و لو یکتف لاحقاً فلو
 اخذ او کفہ ملک فذل الفعل اور سطر مسند مذکورہ کی مانند ہو وہ شکار جو پسند گیا اس مال میں جو پسلا گیا یا نہا شک کر نیکی واسطے یا شکار داخل
 ہو گیا ایک مرد کو کہ میں اور درم شکار جو چاہے گئے یعنی والوں کے واسطے سوا میں کہہ سے پر ہو جو سابق ہو درم شکار لینے کو واسطے ہیہا نہیں کر کہا اور نہ پکڑا

اور اگر درم نقری کی قید لگائی ہے تو اس کے درم کی قیمت دو نصف ہو ہم لسانی سے مراد علامہ ناصر الدین لسانی مالکی سے کہ لسانی النہر طحاوی حوی سے نقل کیا کہ درم کی قیمت دو نصف ہو یا بہ کلام ہو صاحب ہنر کا اور یہ او صوف مسلم ہے جبکہ درہم مذکورہ صاحب ہنر منبر ہو گئے ہوں علامہ صاحب ہنر تو ذکر کیا کہ زمانہ واقفین کا اعتبار ہو تو اس سے عدول کرنا چاہیو واذالمصنف ان النقرۃ تعلق علی النقصۃ والذہب علی الفلوس والفلک علی مصر الان فلا بد من مرجح فان لم یوجد فالکمل علی الاستنباط القدیۃ للوقف کما علقوا علیہا فی نظائر کسفر خوارزم وغیرہا قال وبہ اتفق الملا ابی السعوی آخذاً اور مصنف نے اپنی شرح میں بصریح کی ہو کہ نقرہ بولا جاتا ہو چاندی اور گنے اور فلوس سی پر مصر کے بھل کے عرف میں تو درم نقری کی قید میں ہی مرجع ضرور ہو سوا کہ مرجع نہا جاسکے تو وقف کی عطایا ہی قدیمہ پر عمل ہوگا چنانچہ فقہائے نظائر وقف میں سپر تھا دیکھا ہی چنانچہ منفر خارج اور اس کی ہند میں مصنف نے کہا اور سپر قومی دیا ہو ملا ابو سعید فہدی نے ہم مرجع افضل وہ ہو جو صاحب ہنر نے بیان کیا ہو یعنی اعتبار زمانہ واقفین اگر معلوم ہو سکے والا بقول مصنف سپر قدیم سپر ہوگا سپر قدیم سے مراد عطایا قدیمی سے کہ لسانی لفظاً و دلالتاً بقول فقہاء ابدالاً جبکہ کان لہ علی اخرجا علیہ فلو علم واتفقہ کان قضاء اتفاقاً واتفق واتفقہ فلو فاما ردۃ اتفاقاً فلو قضاء حقیقہ اور اگر ایک شخص نے کہنہ درم واقفی سے قیس کے عوض کہے درم کے جو دوسرے شخص پر اس کے تھے اور درم خرچ ہو گئے یا اس کے خرچ کر ڈالے تو یہ اس کے حق سے ادا ہو جاتا ہو طرفین کے نزدیک سوا کہ کہنہ مابو نہاسکو معلوم ہو اور اس شخص کے ردالاً تو ادای حق باتفاق طرفین اور ابو یوسف ہو اور اگر واقفی سے کہنہ درم اور وہ ہنوز موجود ہیں تو انکو بالاتفاق سپر کہ ہم بحوالہ ان کی کہ ابو یوسف نے کہا درہم زین عتبار ہی درم منشوش سے ہنر الفائق میں ہو کہ درم زین وہ ہو جو بیت المال میں داخل ہو وفاقاً ابو یوسف اذہم یقولون مثلاً زینہ وہ ہے جیداً سمحاً تا کما لو کان سلقاً و بھر جہۃ واختار لا یفتق فی ان کمال قلت ورجحہ فی البصر النہر والشیخ لایہ ذہب یقول ابو یوسف نے کہا کہ صاحب حق کو درم کا کہنہ مابو نہاسکو معلوم ہو تو بعد خرچ ہو جانے کے بھی ہند کہنہ درم سپر کا اور کہہ کر درم اس سپر کے بطریق امتسان کے چنانچہ اگر سترقہ اور ہنر جہ درم ہوں تو رد مثل جائز ہے اور یہی قول کو پسند کیا ہو ان کمال نے تو یہی کہنہ اسطے میں کہتا ہوں اور یہی قول کو ترجیح دی ہے بحوالہ ان اور ہنر الفائق اور شہر بنالیہ میں تو سپر قومی دیا جاسکے تو وہ درم سپر چاندی کا تیر ہو اور ہنر جہ درم جو دار لہرب سلطان میں نہ بنا ہو ولو توخر او باض طیکری ارض رجل او تکثر فیہا ظمی ای انکسر لرجلہ بنفیسہ فلو کسر ہا رجل کان لکما جہا لا یأخذ حق الاخذ لسبق بدلا لمباکیم اور اگر چاہے بھیا اندہ دیا ایک مرد کی زمین میں یا ہرن کا یا اون اس میں خود بخود ٹوٹ گیا تو وہ اس کا ملوک ہو جس اسکو پایا اور لیا کیونکہ اس کا قبضہ مباح چیز پر ہے ہوگا تو اگر کوئی مرد اس کے پانوں کو توڑ گیا تو ہرن توڑنے والے کا ہوگا نہ پکڑنے والے کا اذہباً ارضہ لذلک فہو کہ اگر جب کہ سنا زمین اپنی زمین کو بیچے واسطے بھیا کر کہا ہو تو صاحب زمین اس کا مالک ہوگا نہ آخذا وکان صفاً ارض قریباً من البصید حیث یقل علی اخذ لا لو ملک یدہ فہو اصحاب الارض لملکۃ منہ فلو اخذ احدہما غنیمۃ ملک لہ نھر بازمین کا مالک شکار سے قریب ہو ستر چکر کا درم اس کے پکڑ لینے پر اگر اپنا انتہہ پسلا دے تو وہ شکار زمین کے مالک کا ہو سبب اس کے قادر ہو سیکے شکار پر تو اگر شکار غیر مالک پکڑ لیا تو اس کا مالک ہنر کا فی النہر وکذا امثل ما فی صید تعلق بملکۃ کویسب للیماف او دخل دار رجل ودرہم او شکر لک فہو علی قریب لیتال لہ سابقاً و لو یکتف لاحقاً فلو اخذ او کفہ ملک فذل الفعل اور سطر مسند مذکورہ کی مانند ہو وہ شکار جو پسند گیا اس مال میں جو پسلا گیا یا نہا شک کر نیکی واسطے یا شکار داخل ہو گیا ایک مرد کو کہ میں اور درم شکار جو چاہے گئے یعنی والوں کے واسطے سوا میں کہہ سے پر ہو جو سابق ہو درم شکار لینے کو واسطے ہیہا نہیں کر کہا اور نہ پکڑا

سینا گیا بعد اسکے تو اگر دم اور شکر لینے کی واسطے کراہیا گیا ہو یا کراہیٹ لیا ہو بعد پڑنے دم اور شکر کے تو کراہیا مالک دم اور شکر کا مالک ہو گا اس میں
سوفوع مسائل منہ شارح عیال فی ارضہ ملکہ مطلقا لانه صار من انزلها شہد کہی کا ہو اسکی زمین میں تو وہ اسکا مالک ہو گا مطلقا
 زمین شہد کہی واسطے ہیا ہو یا نہ ہو واسطے کہ شہد زمین کی زیادہ پیدائی سے ہو گیا ہم انزال الفتح جمع ہو کر زمین کی شہد زمین کی زیادہ تفرود کھڑے
 اطماع و شری دارا فطلب لمشتری ان یکتب له الباتم صکا لاجب علیہ ولا علی الاضمار والخراج الیہ الا اذا جازا بعلم فی وصالت فلیس
 له الامتناع من الاقراہ فرید کیا اور شری نے بائع سے بیعناہ لکھا ناچا تو اس پر برکتی کی جائیگی اور نہ گواہ کرنے پر اور نہ مکان باہر نکل کر شاہد
 کرنے پر اگر جب کہ مشتری بائع کے پاس ہمدول اور بیعناہ لایا تو بالکواب اقراریم سو اقتناع جائز نہیں ہم صکت و وثیقہ جو حسین اقراریم اور قبضہ میں
 اقرار ہو بائع پر بیعناہ اور شہاد کے واسطے جبر اسے جائز نہیں کہ یہ معتقنا عقدیم نہیں ہے اور شاہد عدول کی قید نظر مشتری کے ہو اور اسکو کہ
 مشتری عدول ہی شاہد دن کو لاوگا مزید عتقاد کے واسطے والا اگر مشتری فاسق گواہوں کو لاوگا تو بائع پر شہاد ضرور ہو کہ انی اطماع و شری
 قطناً فترکتہ امرأۃ فکملہ روى خرید کی سوا اسکی زوجہ اسکا سوت کا تو سب ت مرد کا ہو ہم چون کہ زوجت اجرت کا سننے کی شرط نہیں کی تو ظاہر
 زوج پر اجرت لازم نہ ہو کی لیس اذا اکتفت بلا اذن الولی فکف مثلیہ وجبت فی الذکر زوجتے جب کہ بلا اذن درش کے زوج کو کفن مثل دیا تو مرد کو
 زوج سو پر لوی الا کذا ترجیح بشی قال رحمہ اللہ ولو قبل ترجیح بقیہ کف لکن لا یبعد اور اگر کفن نامہ ہو کفن مثل سے تو زوجہ کو رجوع مکرر سے
 جائز نہیں قابل رحمہ اللہ علیہ کہا اور اگر یوں کہا جا کہ کفن مثل کی قیمت مرد کو سے بہرے تو بعد نہیں طوطا وی نے کہا کہ مرجع نسیم قال پرین مطلع نہیں
 ہم ظاہر مرجع نسیم مطلق کا مصنف ہے جہاں شارح نیز مع نقل کی ہیں بدینیں کہ نکاح مرجع نسیم مرد اللہ علیہ اکتب حل ما واشتد بہ ابوالدراہم لم یفتی
 شیئا قال الکرخانی ان تقد قبل البیوع تصد بالیوم والا لا و هذا قیاسی وقال ابوالکرکلاہما سوا ولا یطیب لہ کسب حرام سو کہہ پیدا کیا اور اس میں
 یاد اہم منصوبہ کوئی چیز خرید کی کرنے نے کہا کہ اگر من و یا قبل بیعے تو بیعے فائدہ کو خیرات کرے اور اگر قبل بیع من نہیں یا تو خیرات کرے اور قبیل قیاس
 اور ابوبکر نے کہا کہ قبل بیع اور بعد بیعے دینا و دن برابر ہیں اور کو فائدہ لینا حلال نہیں ہم تصدیق کرنا منفعت کا در اہم منصوبہ نہاں کے بعد مرد اور
 ظاہر قول ابوبکر کا استحسان ہے تو وہی معتد ہو گا اور کسب حرام کی ایک صورت یہ ہے کہ غلام کو غصب کیا اور اسکو بعض دوسرے غلام کو بعض عرصے
 بیچا ہو عرصہ در اہم سے بیچا تو امام کے نزدیک قیمت عبد منسوب کی ضمان سے جہد نہ یا و منفعت حاصل ہو سو تصدیق کرے کہ انی اطماع و شری العا لکیر و
 کن الواشد فی و لکریل ہذا الدراہم واقطی من الدراہم اور اس طرح اگر کوئی چیز خرید کی اور یہ کہہ کہ بعض ان در اہم کے خرید کی اور من و یاد اہم سے
 یعنی در اہم منصوبہ ہم فائدہ و عالمگیری میں محیط سو منقول ہے کہ اگر مال غصب کیا یا ودیت اور مضارب میں مخالف مالک کی عمل کیا اور فائدہ حاصل ہوا تو
 امام کے قول میں لغال کو تصدیق کرے اور ابوبکر سے نے کہا کہ زائد مال او سکو طلال ہے اور اگر کوئی چیز غیر غصب کی اور غصب میں دیا یا بعض غصب کی
 اور غیر غصب میں دیا تو وہ بھی ایسے ہی ابوبکر سے قول میں اور امام نے کہا کہ ہمیں تصدیق کر کہ انی اطماع و دفع ملکہ مضاربہ تو جہل جاہل جانا احتیاج
 مال یتعلم انہ اکتب المرام اپنا مال یا بطریق مضاربت کو اس مرد کو جو مسائل مضاربت سے جاہل ہے تو اسکی منفعت لینا جائز ہے جب تک علم ہو کہ اسکی کسب
 حاصل کیا ہم طوطا و کہنا مستام وہ مسئلہ جو غانیہ میں مذکور ہے کہ ایک مرد کو کچھ خرید کیا تو اس پر یوں سوال کرنا کہ وہ طلال ہے یا حرام ہے یا نہ ہے یا نہیں تو مل
 کرنا جائز ہے اگر بائع اس شہد اور اس نے میں ہو جسکے بازار دن میں اکثر مال طلال سے تو مشتری پر پوچھنا لازم نہیں اور بنا و حکم ظاہر ہو سکی اور اگر غالب
 حرام ہو یا بائع طلال حرام دونوں چھتا ہو تو احتیاط کرے اور سوال کرے کہ انی بہ لا یجوز لایحی احتیاطا مال یقل حین دخی لیا احتیاطا من آذ اسو پنا کرا
 ہو سکی یا تو کسی کو اسکا لینا جائز نہیں جب تک کہ اسو پنا کرا ہو یا کسی کو قتب یوں کہا ہو کہ اسکو لے جسکا چاہی چاہی ہم یہ قول ظاہر آتا ہے نہ کہ یہ کہ اسکو لے
 نہیں نہیں اور مباح ہے کہ ہستیاک مباح کا بیج کی ملک پر جائز ہو اور جب آیتا صحت کا قیل معلوم ہو تو ظاہر لینا جائز نہیں کیونکہ بظاہر مالک اصل ہو کہ اسے
 اطماع و باتم الاب منفعۃ طفلہ والاب منفعۃ فاسق ہم بیعناہ لکھا ناچا تو اس پر برکتی کی جائیگی اور نہ گواہ کرنے پر اور نہ مکان باہر نکل کر شاہد
 کرنے پر اگر جب کہ مشتری بائع کے پاس ہمدول اور بیعناہ لایا تو بالکواب اقراریم سو اقتناع جائز نہیں ہم صکت و وثیقہ جو حسین اقراریم اور قبضہ میں

ف
 منہ شارح عیال فی ارضہ ملکہ مطلقا لانه صار من انزلها شہد کہی کا ہو اسکی زمین میں تو وہ اسکا مالک ہو گا مطلقا
 زمین شہد کہی واسطے ہیا ہو یا نہ ہو واسطے کہ شہد زمین کی زیادہ پیدائی سے ہو گیا ہم انزال الفتح جمع ہو کر زمین کی شہد زمین کی زیادہ تفرود کھڑے
 اطماع و شری دارا فطلب لمشتری ان یکتب له الباتم صکا لاجب علیہ ولا علی الاضمار والخراج الیہ الا اذا جازا بعلم فی وصالت فلیس
 له الامتناع من الاقراہ فرید کیا اور شری نے بائع سے بیعناہ لکھا ناچا تو اس پر برکتی کی جائیگی اور نہ گواہ کرنے پر اور نہ مکان باہر نکل کر شاہد
 کرنے پر اگر جب کہ مشتری بائع کے پاس ہمدول اور بیعناہ لایا تو بالکواب اقراریم سو اقتناع جائز نہیں ہم صکت و وثیقہ جو حسین اقراریم اور قبضہ میں
 اقرار ہو بائع پر بیعناہ اور شہاد کے واسطے جبر اسے جائز نہیں کہ یہ معتقنا عقدیم نہیں ہے اور شاہد عدول کی قید نظر مشتری کے ہو اور اسکو کہ
 مشتری عدول ہی شاہد دن کو لاوگا مزید عتقاد کے واسطے والا اگر مشتری فاسق گواہوں کو لاوگا تو بائع پر شہاد ضرور ہو کہ انی اطماع و شری
 قطناً فترکتہ امرأۃ فکملہ روى خرید کی سوا اسکی زوجہ اسکا سوت کا تو سب ت مرد کا ہو ہم چون کہ زوجت اجرت کا سننے کی شرط نہیں کی تو ظاہر
 زوج پر اجرت لازم نہ ہو کی لیس اذا اکتفت بلا اذن الولی فکف مثلیہ وجبت فی الذکر زوجتے جب کہ بلا اذن درش کے زوج کو کفن مثل دیا تو مرد کو
 زوج سو پر لوی الا کذا ترجیح بشی قال رحمہ اللہ ولو قبل ترجیح بقیہ کف لکن لا یبعد اور اگر کفن نامہ ہو کفن مثل سے تو زوجہ کو رجوع مکرر سے
 جائز نہیں قابل رحمہ اللہ علیہ کہا اور اگر یوں کہا جا کہ کفن مثل کی قیمت مرد کو سے بہرے تو بعد نہیں طوطا وی نے کہا کہ مرجع نسیم قال پرین مطلع نہیں
 ہم ظاہر مرجع نسیم مطلق کا مصنف ہے جہاں شارح نیز مع نقل کی ہیں بدینیں کہ نکاح مرجع نسیم مرد اللہ علیہ اکتب حل ما واشتد بہ ابوالدراہم لم یفتی
 شیئا قال الکرخانی ان تقد قبل البیوع تصد بالیوم والا لا و هذا قیاسی وقال ابوالکرکلاہما سوا ولا یطیب لہ کسب حرام سو کہہ پیدا کیا اور اس میں
 یاد اہم منصوبہ کوئی چیز خرید کی کرنے نے کہا کہ اگر من و یا قبل بیعے تو بیعے فائدہ کو خیرات کرے اور اگر قبل بیع من نہیں یا تو خیرات کرے اور قبیل قیاس
 اور ابوبکر نے کہا کہ قبل بیع اور بعد بیعے دینا و دن برابر ہیں اور کو فائدہ لینا حلال نہیں ہم تصدیق کرنا منفعت کا در اہم منصوبہ نہاں کے بعد مرد اور
 ظاہر قول ابوبکر کا استحسان ہے تو وہی معتد ہو گا اور کسب حرام کی ایک صورت یہ ہے کہ غلام کو غصب کیا اور اسکو بعض دوسرے غلام کو بعض عرصے
 بیچا ہو عرصہ در اہم سے بیچا تو امام کے نزدیک قیمت عبد منسوب کی ضمان سے جہد نہ یا و منفعت حاصل ہو سو تصدیق کرے کہ انی اطماع و شری العا لکیر و
 کن الواشد فی و لکریل ہذا الدراہم واقطی من الدراہم اور اس طرح اگر کوئی چیز خرید کی اور یہ کہہ کہ بعض ان در اہم کے خرید کی اور من و یاد اہم سے
 یعنی در اہم منصوبہ ہم فائدہ و عالمگیری میں محیط سو منقول ہے کہ اگر مال غصب کیا یا ودیت اور مضارب میں مخالف مالک کی عمل کیا اور فائدہ حاصل ہوا تو
 امام کے قول میں لغال کو تصدیق کرے اور ابوبکر سے نے کہا کہ زائد مال او سکو طلال ہے اور اگر کوئی چیز غیر غصب کی اور غصب میں دیا یا بعض غصب کی
 اور غیر غصب میں دیا تو وہ بھی ایسے ہی ابوبکر سے قول میں اور امام نے کہا کہ ہمیں تصدیق کر کہ انی اطماع و دفع ملکہ مضاربہ تو جہل جاہل جانا احتیاج
 مال یتعلم انہ اکتب المرام اپنا مال یا بطریق مضاربت کو اس مرد کو جو مسائل مضاربت سے جاہل ہے تو اسکی منفعت لینا جائز ہے جب تک علم ہو کہ اسکی کسب
 حاصل کیا ہم طوطا و کہنا مستام وہ مسئلہ جو غانیہ میں مذکور ہے کہ ایک مرد کو کچھ خرید کیا تو اس پر یوں سوال کرنا کہ وہ طلال ہے یا حرام ہے یا نہ ہے یا نہیں تو مل
 کرنا جائز ہے اگر بائع اس شہد اور اس نے میں ہو جسکے بازار دن میں اکثر مال طلال سے تو مشتری پر پوچھنا لازم نہیں اور بنا و حکم ظاہر ہو سکی اور اگر غالب
 حرام ہو یا بائع طلال حرام دونوں چھتا ہو تو احتیاط کرے اور سوال کرے کہ انی بہ لا یجوز لایحی احتیاطا مال یقل حین دخی لیا احتیاطا من آذ اسو پنا کرا
 ہو سکی یا تو کسی کو اسکا لینا جائز نہیں جب تک کہ اسو پنا کرا ہو یا کسی کو قتب یوں کہا ہو کہ اسکو لے جسکا چاہی چاہی ہم یہ قول ظاہر آتا ہے نہ کہ یہ کہ اسکو لے
 نہیں نہیں اور مباح ہے کہ ہستیاک مباح کا بیج کی ملک پر جائز ہو اور جب آیتا صحت کا قیل معلوم ہو تو ظاہر لینا جائز نہیں کیونکہ بظاہر مالک اصل ہو کہ اسے
 اطماع و باتم الاب منفعۃ طفلہ والاب منفعۃ فاسق ہم بیعناہ لکھا ناچا تو اس پر برکتی کی جائیگی اور نہ گواہ کرنے پر اور نہ مکان باہر نکل کر شاہد
 کرنے پر اگر جب کہ مشتری بائع کے پاس ہمدول اور بیعناہ لایا تو بالکواب اقراریم سو اقتناع جائز نہیں ہم صکت و وثیقہ جو حسین اقراریم اور قبضہ میں

بہ جائز نہیں بطریق استھان کے ثبوت لفظاً علیٰ ان لا یصح علیہ بالشرعاً و ہوا کہ لہذا بہ مستحسناً لان ابنی طفل کی واسطے کوئی چیز خریدی کی یا بشرط پر
 کہ منبر پر رجوع ثمن کرنی کو جائز ہے اور یہ خریدی کی مانند ہی بطریق استھان کے قال لا یشترک فی او فکفی شراً لا رحم باذی کا نہ اقربہ فیدی
 دوسرے سے کہا کہ مجھ کو خرید کر یا مجھ کو غلام کر سوا اس کے کہ کو خرید کیا تو جو اس کو دیا ہی پیر قید ہی کو یا اس کے اس کو فرض دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جو او مضمیٰ
 عدم جوع ہو اور اس کے ہند نہ شخص ہی جس کو سلطان نے مصادر کے واسطے پر کر کے ان کے لفظاً و من جامع لفہولین و نو قال بالقی شراً لا بالشرعاً لکن الفضل لا
 تخلی عن لا شراً اور اگر سیر کہا کہ مجھ کو شل ہزار درہم خرید کر سوا اس کو اس کو زیادہ ہزار درہم سو خرید کیا تو اس پر قرار درہم سو زیادہ لازم ہوگا سو سیر کی غلام
 کرنا ہو نہ خرید کر نام جامع لفہولین میں از م جوع فضل نہ کو رہی اور تعلیل تخلی عن لکن لکن عدم لزوم کہ ان فی لفظاً و فی غلامی داؤد جوع و آذی جوع
 لان علی الدائم جوع و علی الدائم جوع منہ ایک کہ خرید کیا اور سیر دبا یعنی چرچا یا اور اس کے پڑوسی اذیت پانے کے تو اگر دبا علی عدم کرنا ہو تو من
 کیا جاوے اور اگر گھوٹے کرنا ہو تو بردشت کرنا یا ہی ہم جامع لفہولین میں ایسے مسائل میں قیاس سے کہ جو اپنی ملک العین میں نصبت کر دی وہ رو کا بنا جو اگر
 غیر کو ضرر ہو لیکن یہ قیاس سے کہ جو ان جہان غیرون کو متضرر ہو بضرر مریم بعضوں نے کہا ایک کثیر مشائخ نے لیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہے کہ ان فی لفظاً و
 شری لفظاً علی ان لا یصح علیہ بالشرعاً و ہوا کہ گوشت خرید کیا اس شرط پر کہ وہ بہرہ کا گوشت ہو اور اس کو بکری کا گوشت پایا تو اس کو سیر دینا جائز ہو
 ہم غنم بکری کو سیر دینے کی کیا وجہ ہو کر یہ کہ عرف میں غنم بہرہ کے ساتھ مخصوص من حیث ان لی من هذا اللحم ثلثۃ اوطال فون لہ
 آجیو دین هذا اللحم فون لہ لم یجد مشتری نے کہا کہ مجھ کو اس گوشت سے تین اوطال تو لے دو سو اس کو تو لے دو مشتری پر جبر کیا جائیگا اس کے لینے پر اور اگر کہا
 اس روٹی میں سو تول دو اور اس نے تو لے دو اس پر لینے کو اسے جبر ہوگا غوی بڑا آخریفاً فاذا ہوا ہی و غوی بڑا البطن فاذ ہوا ہی بڑا القناہ
 نك قامتا رة و لان مستہنگا علیہ و مثلاً خرید کیا خریف کا بیج اور وہ ربیکا بیج نکلا یا خرید کیا خربوز کا بیج اور وہ گڑھی کا بیج نکلا اگر قائم ہو تو اس کو
 سیر دے اور اگر مستہنگ ہو تو اس پر اس کی نہ سیر دینا جائز ہے ہم پیر نے کی وجہ سے کہ جو مشتری بخیا وہ غیر بیج ہو سادہ صاحب لکھ لکھ قد قہلہ
 قد ما یظفر فون منہ علی ان لا یصح فاکسرت حین الا قد اح لا القدام ایک شخص نے خرید کی گفتگو کی شیشے والے سوا اس کو پیالہ دیا کہ اس کو بیج
 سوا اس کے ہاتھ سو پیالہ گر پڑا اور پیالوں پر کہ وہ ٹوٹ گئی تو تادان کو پیالوں کا نہ اس پیالہ کا جو گر پڑا ہم پیالوں کا ضمان ہو اسے لازم ہو کہ لوگوں کے
 اموال میں خطا نہ نہیں اور اس پیالہ کا ضمان ہو اسے نہیں کہ وہ مقبوض ہے سو شراویہ علی سوم النظر جو طایان ثمن تو وہ آتا ہو کہ بلا تعدی ہلاک ہوئی
 لہذا اسطفاً من غیر شری شری بھر با صلیحاً و فی قلیحاً من الاصل قہلہ بالکلام یقطعہ من وجہ الارض من حیث لا یخلف بہ الباتم و لو اھدام
 من سفی طفاً حین القام ماق لکمر قلہ ایک رخت خرید کیا جرمیت اور جسے اس کے اوکھاڑنے میں بالکما ضرر ہو تو اس کو کاٹ لی۔ بین او سے
 جہان بالکمر ضرر ہو اور اگر اس کے ماقط ہونے سے کوئی دیوار گر پڑے تو درخت کا اوکھاڑ نہیالا و کا تادان کو جو اس کو اوکھاڑنے سے پیدا ہوا دفعہ دوسرا بیج دینا
 فکمر ما لشری لا شی علیہ و قہلہ مانتہم حیث غشہ و حانہ و کلا الو قہم الیہ لیتظر الیہ فکمر کہ جو مشتری نے اس کو توڑا تو اس کو پتہ
 تادان نہیں اور اس کو بت اچھا کیا کیونکہ اس کو دھادی اور خیانت کی بدور سیر اگر اس کو اس کو زیادہ ہو کو بیجے اور اس کو اس کو توڑا تو اس پر کچھ نہیں
 مناسب ہے کہ شریعہ ہی مشتری نے کہا یا میرے حق مشتری پر حمل ہے کہ وہ ان پر عاقبہ پر باع اور مشتری صادق آتا ہو کہ باس بیع فکسرت اذ ابنت
 غشہ او کان ظاہراً لہا و کذا قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ فی حیطہ حیطہ فیما الشیء و الشیء ثری لا باس بیعہ وان غشہ لا بیعہ کہ منافع مشتری پر
 پیر کی بیعین جب کہ باع کی طرفی بیان کر دی جائے ظاہر ہو کہ مشتری اس کو دیکھا ہو اور سیر طرہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا اس گہون میں بیج جو غوطہ میں اور جو
 نظر آئے ہوں اس کی بیج میں کچھ منافع نہیں اور اگر غوطہ کا آنا پس تو بیج ہے ہم اسے کہ بیج سو مینا نہیں رہتا ان کی بیان کر دی قیاس جائز ہو و قال
 الدانی فی جلی معہ ففہ غشایں لا بیعہ لکن بیع اور ابو یوسف نے کہا اس بروئے باب میں جب کہ اس نے باع کی چاندنی ہو کہ نہ ہو کہ بیج کی بیان تک کہ بیان
 کرے و علی شی لا یجوز ناہ ابی ان یقلم و ہا قہ صاحبہ اذ الفقہ و ہوا بیع اور جو چیز کہ جائز نہیں سوائے کہ کاش ٹوٹی جائے اور اس کا ٹکڑا یا جاکر

جب کہ مشغوش کو وہ خرچ کرے جان بوجہ کہی فلیکس باہم فذلکما الیہ وقال ہی ہد حلت لا یتفق احیٰ بیکما پس خرید کو درم سو بائے نے ہو گیا ہے
 بیئے اور کہا کہ یہ بیوے درم کے عوض ہیں تو انکو خرچ کر جو جب تک کہ شمار کرے ہم ظاہر اشارہ کرنا اس صورت پر محمول ہے جب کہ یہ بطریق عدہ کی ہوئی ہو
 نہ بطریق وزن کی شمار کرنا اس حال سے ضرور ہوا کہ شاید درم بھیج ہو تو فلوکس خرچ کر دالو کے بعد معلوم ہو کہ کتنے پیسے ہو شری بالذکر الیہ خرچ کا
 مابیندزی بلید حل لہ کوئی چیز خرید کی کہوئے درم سو اور بقدر کہے درم سو مل لیتے ہیں اس کے کتر سے راضی ہو گیا تو اسکو حلال ہو یعنی ایک چیز کو
 درم مثلاً سیر برکتی ہے اور اسکو کوئی چیز درم سے آدہ سیر لی راضی ہو کر تو اس کے واسطے حلال ہے تو خرید کا ابتدا علی ان یوقی فتمتہ بسمیہ لم یجرب الذ
 الاصل کتر سے خرید کو ابتدا میں اس شرط پر کہ اسکا متن مستحسن ادا کر گا تو جائز نہیں سبب بھول پنوت کے باجم نصف ادنیہ بشرط خراج کلما اصل
 المشتوی فلوکس ایک شخص نے اپنی نصف زمین بھی اس شرط پر کہ ساری زمین کا خرچ مشتری پر ہو تو یہ فاسد ہے یعنی واسطے کہ اس شرط کو
 عقد مقفی نہیں اور اس میں بالکافہ ہر کوئی الخراج من الاکمالہ ان یکس علی الیہ حقان محسنا الخراج لیگیا کثرت سو تو اسکو زید سیر برکتی بطریق
 استعسان جائز ہے شری الملک مہم الغلو و قضاہ ان مری الاکمالہ جاز البیوع ولا حصنہ من الثمن وان لم یجرب مہم بچہ انکو کے درخت خرید
 کئی بیوے کے ساتھ اور سیر بقضہ کیا اگر کثرت سے ہو تو یہ جائز ہو اور کثرت کو بقدر اس کے حصے کے من لیکھا اور اگر وہ شے زمین تو اسکی بیہ جائز نہیں ہم مرد
 و کثرت سیر برکتی بیوے میں ہے قضاہ لا یرہا قال انقوہ ولا ینکح حل فقیہ لہ رگہ محسنا باخلان جاذبہ وجد با عیبا فلان اخر تھا
 او بیہا وان لقیقت والاخرہ حاضر تھا علی البیوع سقط الخ مشتری نے بانکو درم دو اور کہا کہ خرچ کر اور اگر خرچ نہ ہو تو بیکو پیر سو بائے نے اسکو قبول کیا
 اور خرچ نہ کیا تو اسکو پیر سو کا اختیار جو بطریق استعسان بخلاف اس کو بیہ مشتری نے عیب پایا سو بائے نے کہا کہ اسکو بیچنے واسطے پیش کر دینا
 سو اگر ایک جائز بیوہ والا بیکو پیر سو مشتری نے اسکو بیچنے واسطے پیش کیا تو پیر سو ساقط ہو گیا ہم دونوں صورتوں میں فرق یہ ہو کہ درم مقبوض میں
 قابض نہیں بلا تخریج خلاف تصرف فی البیوع کہ وہ میں تک قابض ہے لہذا اس میں اختیار ملے کہ انی بیکو کثرت فاکل ابو حنیفہ رحمہ اللہ اذا وطی رجل
 امته ثم دوسرے مکانہ فلزویہ وظہا بلا استبراء فلان ابو حنیفہ مستقیم ولا یفرج ما حتی یقوض حیضہ کاواشدھا کا سیحی فی الحظر اکل من الحظر
 المم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا جب کہ ایک مرد اپنی لونڈی سے وطی کی پیرا سکنا خرچ کر دیا وہ میں تو زہر بکوا داسکی طی باہر جائز ہو اور ابو یوسف نے کہا کہ میں سکو نہیں
 جائز ہوں اور زوج اسکا قربت کرے جب تک اسکو ایک حیض نہ آوے جب سیر کو خرید کرے تو ستر لازم ہے چنانچہ آدھ کتاب لم یطہر من اور سیر فروغ سقطی
 سقط من ہم امام کے نزدیک زوج پر چند ستر لازم نہیں اگر ملک پر ستر واجب چنانچہ شائع کتاب النکاح من وغیرہ نقل کیا ہو اور یہ جو کتاب النکاح کا
 شرط سقط کی عبارت میں ہو گا والا درخت میں مذکور نہیں کذا فی النکاح ما یبطل بالشروط الفاسدہ ولا یصح تعلیقہ بہ باطل یعنی فاسد ہونا کی کذا فی النکاح و شرط
 فاسدہ اور اسکی تعلیق شرط صحیح نہیں وہ یہ اوست اور اجارہ اور اجارت اور حجت اس کے من المال اور ابراہین اور غزل وکیل اور عکاف اور مرادہ
 ساحلہ اور اقرار اور وقف اور تمکیر ہے ہنا اخلان احدھا ان کل ما کان متباد کہ مال بالی یفسد بالشروط الفاسدہ کالبیوع وما لا فلا کالقرض بیان
 و فاسدہ ہیں ایک فاسدہ یہ کہ جو مال کا سادل ہوا اس سے و شرط فاسدہ ہو جائے چنانچہ ہم وغیرہ اور جو سادل مال کا مال سی نہیں وہ شرط فاسدہ و فاسدہ
 نہیں ہوا چنانچہ قرض وغیرہ جو سادل مال کا مال سی نہیں اسکی تو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سادل ہوا مال کا غیر مال سے یا تبرعات سے تو شرط فاسدہ نہیں
 ہو سکتا کہ شرط فاسدہ بیاج سے متعلق ہیں اور بیاج مساویات مایہ و لحم سے نہ اس کے غیر سے تو ان فقط شرط سی مل ہو جائیگی ناخیا ان کل
 ما کان من التعلیقات او التقدیسات کما یجوز بطل تعلیقہ بالشروط فی الاصحیہ و مراد فاسدہ یہ کہ جو تبرعات کی تعلیقات میں ہو چنانچہ بیعت
 تو اسکا متعلق کرنا شرط سی مل ہو اور اگر تعلیقات تقدیسات نہیں بلکہ عطا یا اطلاق یا ابراہین یا تبرعات سے ہو تو اسکی تعلیق شرط صحیح ہے ہم جب تقدیر
 کی مثال سے نہ تعلیق کی لکن فی استعانت والذمات یجوز بطل تعلیقہ بالشروط الفاسدہ لکن ان عطا یا تبرعات میں جس کو فاسدہ کی تعلیق
 ہو چنانچہ اور اطلاق تو اسکی تعلیق شرط صحیح ہو چنانچہ سبب ہم ج اطلاق میں لکن و بشرط تبرع ہو یعنی تبرع الیہ

تین اور دو دیم جو صرف کے ساتھ ہوا اسلئے کہ صرف کا حکم بعد اسکے مذکور ہوگا و اما فی العرف فکغالب غش فی بیع باعنا بطا کر اور ہم نے
 میں تو غالب الغش کے مانند جو صرف بیع ہوئی ہزار گز شدہ سو بیٹے اگر بجسہ خالص سیویم العرف ہوئی ہے تو ضرور ہے کہ خالص اس سے اکثر ہو والا ہزار
 نہیں اور اگر کسی بیع میں ہے تو فاضل جائز ہوا و خلاف جس سے بھی جائز ہے باوجود قبض کے و دون صورتوں میں کرائے لفظ و اشتری شکیبہ بیع
 الغش و هو قانی و بطلان و ناقض فکسہ خلت قبل التسليم بطل البیع کما لو انقطعت عن ایکی لکسا فانه کالکساد غریہ کی کوئی چیز کا
 الغش سے آمد ملا کہ وراج سے یا غش میں رو بہ خرید کی ہر اور سکار وراج جانا یا قبل تسلیم باع کے تو بیع باطل ہو گئی چنانچہ اگر وہ منقطع ہو گئے ہوں گے
 کے ہاتھ سے و انقطاع کس کے مانند و کذا حکم لکسا و کذا انقطعت بطل اور یہی حکم ہے درہم کا اگر و کذا وراج جانا سے یا منقطع ہو
 جائزین تو بیع باطل ہے و صحاح بقیۃ البیوع و بہ یقین دینا بالکس مجر حقائق اور صاحبین بیع کی قیمت سے بیکویم کہا جو اور ہیکہ قوی ہو لو کہ
 کی آسانی کے واسطے کہ اسے البر و الحقائق ہم بھی قیمت بیع قیمت کا یہ کہنا سوا اب ہوا علامہ فوج نے کہا کہ در حد بقا و حد قیمت کا سد واجب ہو ابو یوسف
 نزدیک یوم البیوع کی قیمت اور محمد کے نزدیک یوم الکساد کی قیمت مبر سے صاحب ذخیرہ اور علامہ ابن عیینہ نے شرح کنز میں کہا کہ ابو یوسف کے قول پر قوی ہو
 اور صاحب محیط اور حقائق نے کہا کہ محمد کے قول پر قوی ہو لو کہ ان کی ہستی کی واسطے اتنے تو جواہل کہ شایع کے کلام میں اس تقریر سے معلوم ہو گیا
 کہ لفظ لکسا و کذا ان تذاک المعاملات فی بیع البیاد فلواتجت فی بعضہا لم یبطل بل یختار البیاع کتظہیر اور کسا و بیع عدم وراج کی حد
 یہ ہو کہ اگر کسی کو بیع بلا دین متروک ہو جائے تو اگر بیع بلا دین اچ ہو تو بیع باطل نہیں بلکہ باع مختار ہو بیع کے ہم سے اگر باع
 کے شہر میں راج نہیں تو اس کو اختیار ہو چلے او کوئے یا ہر ذکی قیمت کے کذا فی البر و کذا لفظ عام حکم کو حوالہ فی السنن و ان فی حدیث فی بیع لکسا و کذا
 و فی البیوع لکذا ذکر ابن العینی و ان المملک بالعتف خلافاً فی کسۃ المصنف و قد مر لا یلزم و لم ارکها و الله اعلم و انقطاع کی حد نہ ہو جو در
 بازار میں اگر ہر صرافین کے پاس اندک ہر دن میں موجود ہو چلے اس کے ذکر کیا ہے مجھے اسی طرح ایک نے بکسر عطف میں فی البیوع کا لفظ لکسا و کذا
 خلاف شرح مصنف کے نمون کے کہ او میں عطف مذکور نہیں اور مصنف عدم عطف کو ہر ایک طرف منسوب کیا ہے اور میں نے ہر ایک میں کہ نہیں کیا و الله اعلم
 محکمات نے کہا کہ یہ عبارت ہر ایک میں اس سلسلہ کے بیان میں مذکور نہیں کسی محل میں مذکور ہو فی الذراۃ لور کتب قبل فیہ البیاع البیوع و کذا
 لعدم انفساخ العقل بلا فسح و علیہ فقول المصنف بطل البیوع ای کتب للبائع و لا یفسخ و الله الموفق و اور برائے بیع کے اگر در
 ہر وراج ہو گیا قبل اسکے کہ باع بیکو فسخ کرے تو جائز ہوگی یہ ہر کے بسبب فسخ ہوئے بیع کے بدون فسخ کر نی کے اور بموجب اسکے تو مصنف کا یون کہنا
 کہ قبل تسلیم کے عدم وراج ہو چلے باطل ہو گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ باع کو اسکے فسخ کی ولایت اور اختیار ثابت ہو اور حق تعالیٰ تو فرمے عینہ و لا یفسخ و کذا
 یا لکسا و لا ھو لو فسخت فمما قبل القبض فالبیع علی حالہ ایما کما ولا یفسخ البیاع اور بطلان میں مصنف کساد کی قید لگائی ہو اسلئے کہ اگر غالب
 غش کی قیمت کم ہو جائے قبل قبض کے تو بیع بحال عدم قائم ہے و اباح اور باع فسخ میں مختار نہیں ہم جہاں غش کی ارزانی اور گرائی قیمت کا حکم معلوم ہوا تو
 غالب الغش کا حکم بطریق اولیٰ ثابت ہو گیا و کذا فسخت فمما و اذ ذات فکذا لک البیوع علی حالہ ولا یفسخ البیوع و یطلب بتفقی خلافاً
 الذی کان ذقہ و قہ البیوع فمما و البیوع اسکے اگر غالب غش کی قیمت گراں ہو گئی اور زیادہ ہوئی تو بیع بحال خود قائم ہے اور مشتری شاکر
 اور مشتری سو چند نقد کا مطالبہ ہو گا جو بیع کے وقت تھا کہ اس نے بیع ہم عیار سو مراد وہ مقدار ہو جو وقت عقد مذکور ہوئی اور بعد اسکے قیمت زیادہ ہو
 جائے کا اختیار نہیں کرائے لکسا و کذا بقولہ قبل التسليم لانه لو باع ذلک و کذا انفسوی متاک الغیر فیہ از نہ بدرا ھ و معلوم و اسلئے فاکھا
 فکذا قبل فسخ الی ذلک انما لا یفسخ البیوع لان حق القبض لہ عین و خبر اور مصنف نے بطلان میں کساد و قبل تسلیم کی قید لگائی ہو اسلئے کہ
 و حال باطل فسخی نے غیر کی تا مکہ و دن اسکے ادک درہم معلوم ہو جا اور درہم مذکور مشتری سے پوری ہر لیے ہر اور کذا وراج موقوف ہو گیا
 صاحب متن کے بیچ سے پہلے تو بیع فاسد ہو گئی ہو اسلئے کہ حق قبض کا دلال اور فضولی کے واسطے ثابت ہو کہ لفظ لہینی وغیرہ کو کہ قاعدہ میں ہے نہ صاحب

دعویٰ کیا اور دوسرے نے اس کا انکار کیا تو دعویٰ پہلے کیا قول اس کی قسم ساتھ معبر سے ہم ملنا اور کچھ شایعہ اس واسطے سے کہ ہر پہل سے یعنی ہر ایک سے
 پہل سے ہذا اس کا قول معبر نہ ہو اور جو کہ حق آحاد ہائیکل کو لو کہنا فالتجیہ اور دونوں میں سے اگر کوئی گواہ لایا یا جو دعویٰ پر تو کوئی دعویٰ نہ ہو
 اور اگر دونوں گواہ لاویں تو دعویٰ نجیہ کی گواہی مقبول ہوگی جسے ہوا سے کہ شہادت خلاف ظاہر کی انبات کیواسطے سے وکوتبایعانی العلایق ان
 بدائیہ علی التجیہ فالبیوع باطل لانفاقا اثمما ہر لایہ والا فلا یم وکولہ مختصر جانبہ باطل علی الظاہر منیہ اور اگر دونوں نے غلام
 بیع کی اگر دونوں اقرار کریں کہ بنا و بیع تجیہ پر ہی تو بیع باطل سے بسبب متغیر ہونے دونوں کے سپر کہ انظار بیکار مال کے طور پر اور زمین تو بیع لازم
 ہو یعنی اگر دونوں اعراض پر متفق ہوئی یا بنا و اور اعراض میں مختلف ہوئی تو بیع لازم ہے اور اگر دونوں کو بیچنے کے وقت کوئی نیت حاضر نہ ہوئی نہ بنا کی نہ
 اعراض کی تو بیع باطل ہے قول ظاہر پر کہ لایہ النیہ ہم منار میں بیع سے کہ در صورت عدم ضرورت عقد میم سے اور منیہ سے معلوم ہوا کہ باطل ہے تو شہاد
 بیان دو قول میں کہ لایہ النیہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں چنانچہ قول منیہ یعنی ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے فائدہ تھا ہم فالتجیہ کہ انظار
 لو تو اضماعا علی التو فاقبل العقد ثم عقد اخلایا حق شرط الوفا فاعقد جائز ولا یقین المتواضعون کہتا ہوں کہ منیہ کے قول سے استفادہ ہوا
 کہ اگر عاقبتین دفا و من نہیں ہیں قبل عقد کے پھر بیع منعہ کریں خالی شرط و فاسو تو عقد جائز ہے اور کچھ مہار نہیں مواضعت میں نہیں کہتے کا ہم دہر فاق
 یہہ ہو کہ بیع التجیہ ہر وقت باطل ہے جب کہ دونوں اسکا ہر ان کریں کہ بنا و علانیہ تجیہ پر ہی والا بیع لازم ہے تو معلوم ہوا کہ اگر اسکا صدور وعدہ
 و فاقہ ہو تو بیع باطل نہیں جائز ہے قہم الوفا ذکر نہ ہوتا تھا لایہ اور بیع الوفا کہ بیع بیہان ذکر کیا صدر کا نام ہو کہ قہم و فاقہ ان بیع باطل ہیں
 یا کتب علی انہ اذا رد علیہ الثمن رد علیہ العین و فاقہ الشافعیہ بالرحمن المتعادل یعنی معہ وہم اکما فاقہ و بالنسب ہم الاطاعہ اور
 بیع الوفا کی مشورہ یہ ہو کہ کوئی جنس بیکری ہزار درہم مثلاً اس شرط پر کہ جب بائع مشرک کو من سبب سے تو مشرک ہی ہو جنس سبب سے ہر دو اور شافعی مذہب
 اسکو رہن نہ کہتے ہیں اور مصر میں بیع الامانہ ہوتے ہیں اور شام میں بیع الاطاعہ کہتے ہیں ہم رحم صاحب کے تسبیح کی دہر ہے کہ اسکا صدور ہر یک طرف
 جو تا ہی ایفا و نبوض کے وقت اور بیع الامانہ کی وجہ ہے کہ صدر اس بیکار آتا ہے جس سے کہ صاحب نے بانگو امین جان کر درہم لئے اور بیع
 نے صاحب درہم کر امین سبب کہ بیع وہی کہ جب بیع کو درہم دیا تو وہ بلا تکرار بیکو سپر دیا اور یہی وجہ ہے بیع الاطاعہ کی کہ ایک دوسرے کی مشاک
 مستند ہے بعد و شرط کے قول ہو کہ فاقہ من فاقہ من ذواتہ لا اور بعض نے کہا کہ بیع الوفا نے الحقیقہ رہن ہو تو زائد اس کے ضرور میں میں مشرک
 منافع میں حلال نہیں نہیں ہوں کے وقیل ہم ہیکل لا شفاع یہ اور بعضوں نے کہا کہ بیع الوفا در حقیقت بیع ہے کہ بیع سوا فاقہ و فاقہ منیہ جو و
 فی اقلہ شہدہ الجمع عن الخایہ و علیہ التعلیٰ اکثر معنی کے باب الاقالہ میں نہایت سے منقول ہے کہ سہی پر تو ہی سے ہے بیع ہونے پر وقیل ان
 بلفظ البیوع ہم ہیکل فاقہ من فاقہ من ذواتہ لا اور بعض نے کہا کہ بیع الوفا بلفظ بیع ہو تو نہیں ہوگی ہم ہوا سے کہ بیع اور رہن ہر واحد عقد مستقل ہے شرط اور ہر ایک
 احکام مستند ہیں کہ انے اور درہم اذا رد الاضطر فیہ او قبلہ او بعدہ او فاقہ من فاقہ من ذواتہ لا اور بعض نے کہا کہ بیع الوفا کے اندر بائع قبل
 منیع کو ذکر کیا ہے شرط کیا یا دونوں نے سہو کہ بیع غیر لازم گمان کیا تو بیع فاسد ہوگی و لو بعدہ علی وجہ المبیع جائز و لازم الوفاء بہ لان
 الملو اخیذا قد تکلی لا نرہم لحاجۃ الناس و ہوا الصغیر کفی الکافی والخاصۃ و اقل خسرو غنا والمصنف باب الاکراہ و ان یبذل
 فی باب الاکراہ ہذا یاد ہے اور اگر شہد کہ بعد بیع الوفا کے بطریق و ، مذکور کیا تو بیع جائز ہے اور اس مدہ کا و فاقہ لازم ہے ہوا سے کہ صاحب
 کے لازم الا یفا و جو بیعت میں لوگوں کی حاجت کے واسطے اور یہی قول صحیح ہو کہ انے الکافہ والخاصۃ اور ثابت رہا ہے قول کو ماخوذ ہے بیان اور
 نے باب الاکراہ میں اور ابن کثیر نے باب الاقالہ میں زیادہ بیان کے ساتھ دینی الظاہر ہے فاقہ من فاقہ من ذواتہ لا اور بعض نے کہا کہ بیع الوفا کے اندر بائع
 و لم یبذل فی جلیس العقد ابداً اور ظہیر بیع کہ اگر شرط مذکور ہوئی بعد عقد کے تو وہ شرط عقد کے ساتھ لائق ہوگی اور صاحب ظہیر نے
 یہ ذکر نہیں کیا کہ ذکر شرط مجلس عقد میں ہوا یا بعد اس کے ہم جب شرط منیع نام کے نزدیک بیع عقد ہوئی تو بیع فاسد ہوئی اگر شرط بعد بیع کنافی

یعنی دعویٰ کرنے والا
 یا فاقہ من فاقہ من ذواتہ

در ذکر
 بیع الوفا

یہ سب غرض ہے کہ اگر موت دیا جائے تو اس کو بخیر و برکت کی زندگی پہنچے پس ہر کوئی محتاج بن جائے کہ اس سے سبب عرف اور عادت کے بہت سی
 شبانہ اور کسی قاعدہ کو آخرین ہزار کی کتاب الاجارہ کو نقل کیا کر اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے مٹا بیخ اور خوارزم اور ابو علی نے بھی کہا صاحب
 اشباہ اور حرم فتویٰ تو مسئلہ پہنچا کہ جواب پر جو کتاب یعنی قدوری میں مذکور ہے تلخیص مدم جواز واسطے کہ مسئلہ طمان کا جواب مخصوص علی ہے
 تو جواز مسئلہ ساکس سو ابطال نفس لازم تھا ہے ہم مفتی ابو سوری نے کہا کہ فقہا کے عرف میں کتاب جو مراد عند الاطلاق قدوری ہے اور یہی مٹا بیخ ہے کہ اس کا
 محمد مراد جو سب کو مل بولتو میں کہ اول عبارت اشباہ میں مسطور مذکور ہے بالجملہ مسئلہ طمان میں کہ اگر آنا پسو کا اجارہ کرے کچھ کہنے کو امرت مقرر کر
 تو جائز نہیں اور جو کہ مسئلہ طمان کا منہ ہو تو وہ بھی جائز نہیں کہ ان فی الحکمۃ مخصا بتصرف وہاں من الہدیہ الفاسد القول السادس فی تہذیب
 انہ صحیح کما جحد النکاح فی الزمان لایؤا دقا لواما تھا کہ علی النکاح امر الا انہ حکمہ صاحب اشباہ نے کہا اور ہزار میں یہ الفاظ کو قول
 سادس ہم الوفا میں ہے کہ مع الوفا صمیم ہو بسبب حاجت آدمی کو بیع سے بجا کتو کی واسطے اور فقہا نے کہا ہے کہ کوئی امر لوگوں پر تنگ نہیں ہو اگر
 اس کا حکم کشادہ ہو جائے ثم قال والحاصل ان المذنب لم یعتبر بالکفر بالکفر بل بالکفر بالکفر فانما قول علی اعتبارہ بغنی
 ان یفنی بان ما یقع فی بعض الاسواق من خلوات الخوانیت لازم ویصیر المخلو فی الخانات حالہ فلا یبطل صاحب الخانات بخروجہ منہا
 ولا یحاکم علیہ فیہ ولو كانت وقفا بر صاحبہا منے کہا کہ البتہ ظاہر مذہب صدم عبار عرف خاص و لیکن بہت فقہا نے عرف خاص کے سبب کچھ سا
 فتویٰ دیا ہے تو میں کہتا ہوں بموجب اعتبار عرف خاص کے یوں فتویٰ دینا لائق ہے کہ جو بعض بازاروں میں واقع ہوتا ہے دوکانوں کا خلوتہ لازم ہے
 اور دوکانوں کا خلوتہ کا حق ہو جائے اگر تو صاحب دوکان اس کے کھانے کا دوکان سے روک نہیں دے تو اس کے کرایہ دینے کا اس کے غیر کو اگر چہ
 وقف ہو ہم تحقیق خلوات کتاب البیرو میں مذکور ہو چکی و کذا قول علی اعتبار عرف الخاص قد تعارف الفقہاء الزول عن الوفا لوف بمال
 یقتضی لصاحبہا فینبغی الجواز والہ لو ترکلہ وقبض منہ المبتلہ ثم اراد الیوم لا یلک ذلک ولا یلک ولا یلک ولا یلک ولا یلک ولا یلک ولا یلک ولا یلک
 عرف خاص کے اعتبار کرنے پر کہ البتہ فقہا میں متعارف ہو نزول عن الوفا لوف یعنی باز رہنا وظائف عینہ سے بعض اوس مال کے جو مستحق وظیفہ کو دیا جاوے
 تو لائق ہے کہ یہ نزول جائز ہو اور لائق ہے کہ اگر صاحب وظیفہ اپنا وظیفہ چوری اور طالب وظیفہ سے مبلغ قبض کرے پھر اپنے وظیفے کے لیے کما لایا
 کرے تو وہ اس کا ایک نہیں ولا حول ولا قوۃ الا بالکفایۃ فی زواہر الجواہر بمافی واقعات المظہری رجل فی بیادکان قناب کتہ
 المتولی اتق القاضی فاکثر القاضی یفتوہ ولا جازاۃ فصل المتولی ذلک وحکمہ القاضی فہو اذلی بدکایہ دان کان لہ خلوات فی خلوات
 ایضا ولہ الخیار فی ذلک فان شاک فتم الاستجارۃ وسکن فی کما یہ وان شاک تجازاۃ وجرم جلی علی مستاجر و ثوم مستاجر آدایہ
 ذلک ان ترضی بہ ولا یؤمر بالخروج من الدکان انہی بل غلطہ شام کہتا ہوں کہتا ہوں نزول الجواہر میں قول اشباہ کی تائید کی ہے اس
 روایت سے جو واقعات ضروری میں ہو کہ ایک مرد سے کہ اس کے ہاتھ میں دوکان ہو بخود کا کین وقف کے سودہ غائب ہو گیا اور متولی وقف نے اس کا
 حال قاضی کے روبرو پیش کیا قاضی نے دوکان کہو لئے اور اس کے اجارہ دینے کا وہ سر شخص کو حکم دیا سو متولی نے ایسا کیا اور شخص اول حاضر ہوا تو شخص
 غائب ہی اپنی دوکان لینے کا نزادار تر ہے یعنی واسطے کہ اس کی شہادہ ہوز بانی ہے اور اگر غائب کا خلوت ثابت ہوو دوکان میں خودہ اپنی خلوت کے لیے
 میں ہی اسے ہو اور ہر کوئی اس میں اختیار ہو سو اگر وہ چاہے تو اجارہ تانیہ کو بیع کرے اور اسے اپنی دوکان میں اور اگر چاہے وہ دوکان کے اجارہ کو جائز
 کرے اور اپنا خلوت مستاجر سے پھر لے اور مستاجر ثانی کو بھی خلوت کے اور اگر کیا حکم ہو گا اگر صاحب دوکان راضی ہو اس کے باقی کچھ سے اس کے دوکان
 خارج ہو جائے حکم نہیں لایا ہے بعد دیو حق خلوت کے اتنے بقول الزواہر کذا فی حاشیۃ المدنی **کتاب الفکال** دیکھ کہ کفالت یعنی ضمانت میں مناسبت
 دیکھ کہ کفالت کا یہ مالک و کفو غائب کا کفو و حاضریہ انما مناسبت کفالت کی یہ سو مناسبت مناسبت کے ہیں اگر اور مناسبت ضمانت بالار کے ساتھ غائب
 میں ہم کو کفالت ضمانت یا میں کی ہوتی ہے اس کی لہذا میں ضمانت غالب القرض ہو تو یہ مناسبت ہوتی ہے عموما اور ہم لہ عرف سے مناسبت یہ ہو کہ تھا اگر

یعنی دوکان
 ختم الیہ
 روایت ہوئی
 علی و صاحب
 اس کا مالک
 اور اس کا مالک
 مالک اس مالک
 مالک اس مالک
 مالک اس مالک

تفویض کل موضوع قلنا بآیه الیه للطالب ان یسئل عن کفیل لئلا ینتقل الاخر من مکان من منابر من یشکر کما هو طالب
 جائز ہے کہ ضامن کے مقبول کر کے ضامن لکیر تاکہ کو راغب نہ ہو کہ وہ پتہ الکفیل بالتفویض جو الکفیل الیہ وقلی قبل ارادہ دفعہ تو
 ان العبد مال فاذا انقضى تسليمه لزمه قيمته وسبب ما لو كفل برقيقه اور بری الذمہ ہو جائے حاضر ضامن بقول یہ کی موت سے اگرچہ کفیل علیہ
 جو مصنف نے غلام کے ذکر کر کے اس دم کو دفع کیا کہ غلام نو ماں سے پر جب اس کی تسلیم تضر ہوئی تو اس کی قیمت ضامن پر لازم ہوئی اور اگر آج کا قریہ
 غلام کی ضمانت کا مسئلہ وبقول الکفیل وقیل یطلب ارضه یا خضاره مندرج اور برات حاصل ہوتی ہے ضامن کی موت سے اور قول ضعیف ہے
 کہ ضامن کے وارث سے کفیل پر کہ حاضر کر کیا مطالبہ ہو گا کہ انے لہذا لا یحق الطالب بل وادکۃ او وصیہ یطالب الکفیل وقیل یکر او وصی
 والمذنب الاول اور ضامن بری الذمہ نہیں ہوتا طالب کی موت سے بل طالب کا وارث یا اس کا وصی ضامن سے مطالبہ کر گیا اور قول ضعیف یہ ہے کہ طالب
 کی موت سے ضامن بری الذمہ ہو جائے اگر لے الوصایہ اور قوی ذہب پہلے ویکر ابد فیہ الی من کفل له حیث ای فی موضع یکن محاصہ
 سواء کیلہ الطالب او لا ذلک لم یقل وقت الکفیل اذا دفعته الیک فانما یجوز ویکر ابد فیہ من کل سکنۃ الیک جبرہ انکفالا وک
 لان طلبہ منہ والا فلا یکن یقول ذلک اور بری الذمہ ہو جائے ضامن کفیل کہ کو سپرد کر دینے سے امکان میں جہاں اس کو ضمانت ممکن ہو خواہ طالب
 اس کو قبول کرے یا نہ کرے اگرچہ ضامن ضمانت کی وقت یوں کہتا ہو کہ جب میں کفیل پر کو سپرد کر دے اور بری الذمہ ہوں اور بری الذمہ ہو جائے یا کیا
 کی تسلیم سے خواہ ضامن طالب سے یوں کہتا ہو کہ میں نے اس کو سپرد کیا تیرے کفالت کی جہت سے یا نہ کہتا ہو سبب اور شرط یہ ہو جب کہ طالب اسے کفیل پر
 طلب کیا ہو اور اگر طالب کیا ہو تو یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے اس کو ضمانت کفالت پر کو سپرد کیا ہم مکان ممکن الحاقہ کی قید ہو اسطے لگائی کہ اگرچہ جلی یا رہا میں نے یہ
 تو ضامن بری الذمہ ہو گا کیونکہ طالب ان خصوصیت پر قادر نہیں وکوشیہ تسلیم فی مجلس القاضی سلمہ فیہ وکوشیہ تسلیم فی غیرہ بہ یفتی فی نوکنا
 لہما لکن الذائیں فی لعاۃ الخی اور اگر تسلیم کفیل پر کی مجلس قاضی میں شرط ہو تو ضامن وہیں اس کو حاضر کرے اور اس کی تسلیم غیر مجلس قاضی میں جائز نہیں ہے
 قوی سے ہمارے ہاتھ میں سبب سے کرنے لوگوں کے امر حق کی دو گامی میں ہم یہ نہ فرماؤں مفتہ ہو وکوشیہ عند الامیرا وشرط تسلیمہ عند هذا
 القاضی سلمہ عند قاضی آخر جائز ہے اور اگر در صورت شرط مجلس قاضی ضامن اس کو اس کے پاس حاضر کیا یا اس کی تسلیم اس قاضی کے پاس شرط نہیں ہو گا
 دوسرے قاضی کے پاس سپرد کیا تو جائز ہے کہ ان فی الخیر وکوشیہ فی السبب لای یجوز هذا القاضی و یجوز امیر البلد فی هذا الموضع جازان ملک اور اگر
 اس کو قید خانہ میں سپرد کیا تو اگر اس قاضی قید خانہ پر یا حاکم شہر کا قید خانہ ہو اس شہر میں تو جائز ہے کہ اصح ابن ملک فی شرح الجمع وکذا یجوز الکفیل بتسلیم
 المطلوب لنفسه لمصلحة المقصود وبتسلیم وکیل الکفیل لقیامہ معاملہ ورسولہ الیہ لان کثولہ الی غیرہ کالاجنبی اور جلیح ضامن بری الذمہ
 ہوتا ہو مطلوب کی تسلیم سے اپنی ذات کو دینے اگر کفیل بہرہ و حاضر ہو تو ضامن بری ہو گیا بسبب حاصل ہونے مقصود اور ضامن بری الذمہ ہو جائے یا جو وکیل کی
 تسلیم سے سبب قائم ہونے وکیل کے مقام اس کے اور بری الذمہ ہوتا ہے ضامن فرستادہ کی تسلیم سے طالب کے طرف ہر شرط کہ ضامن کا فرستادہ غیر طالب کے طرف اجنبی کے
 ہوتا ہو ہم تسلیم مطلوب کی وقت ضامن بری الذمہ ہوتا ہے کہ جب کفالت باہر مطلوب ہو اور اگر اس کے بغیر امر ہو تو بری نہیں ہوتا اور غیر طالب کی طرف تسلیم ہونے
 کی یہ صورت ہے کہ ضامن نے ایک شخص کو کہا کہ اسے اس کو اور فلاں شخص کو سپرد کر تا وہ طالب کو سپرد کرے جو چاہے حصول سے خود طالب کو سپرد کر دینا تو یہ اجنبی کی مانند ہے
 اور تسلیم اجنبی کی یہ صورت ہے کہ شخص اجنبی نے مطلوب کو طالب کی طرف سپرد کیا اور کہا کہ میں اس کو تیرے پاس ضامن کی جانب سپرد کرتا ہوں سو اگر طالب اس کو قبول
 کرے تو ضامن بری الذمہ ہو گیا اور اگر چاہے تو ضامن بری نہیں کہ انی لوطا و فیہ کیشروط قبول الطالب وکیشروط ان یقول کل واحد من
 ہدی کہ سلمت الیک عن الکفیل دہ من کفالتہ ای بیکم الکفایۃ عینی والا فلا یکر ان کمال فلیحفظہ اور تسلیم رسول میں قبول کرنا طالب کے شرط
 ہو اور شیعہ طالب جو شخص اشخاص خود کو سپرد یعنی مطلوب اور ضامن کا وکیل اور ضامن کا رسول طالب کو کہ جسے بیکم سپرد کر دینا ضامن کی جانب سے کہ ان فی الذمہ
 اس کی ضمانت سے یعنی بیکم ضمانت سپرد کر دینا کہ ان فی العینی اور اگر اس طرح ہو گا تو ضامن بری الذمہ نہ ہو گا کہ امر جہاں کمال تو ہو گا یا نہ ہو گا فان قال لن لا

جو ہر اور کنز اور صلح اور بیع اور وصیہ وغیرہ ایسی چیز ہے کہ مدعا علیہ کا اقرار شدہ نہیں بلکہ مدعی کا بیان کافی ہے لہذا جبر المدعی علیہ علی حقیقۃ النکاح
بالنفس فی دعویٰ حلیۃ قوتی مطلقاً مدعا علیہ پر جبر نہیں حاضر ضامنی دینے کے واسطے حد اور قصاص کے دعویٰ میں مطلقاً وقال الجبر فی قوتی
قدین و غیر قوتی نہ تفسیر آدمی والمراد بالکلی الملامۃ لا یطعن اور صاحبین کہہ کہ مدعا علیہ پر حاضر ضامنی دینے کو واسطے جبر و قصاص
اور حد و ذنوب اور سرقہ میں تعزیر کے مانند کیونکہ وہ آدمی کا حق ہے اور جبر سے مراد بقول صاحبین ملازمہ ہے یعنی ساتھ ہی چڑھنا نہ قید کرنا و تو اعملی
برضا کا کفیلان قوتی و قدین و سرقہ جاز انفا کا ان کمال فقط ہر کام میں حد اور قصاص میں جبر نہیں کہ سستی یا حد اور قصاص ضامن سے ممکن نہیں و تحقیق
حلیۃ قوتی علیک التوفیق اور اگر مدعا علیہ اپنے خوشی نامی یا قصاص اور قدین اور سرقہ کے دعویٰ میں تو بالاتفاق جائز ہے کہ صاحب این کمال
توفیق کا ظاہر کلام ہے کہ ضمانت حق تعالیٰ کے حقوق میں جائز نہیں لکن ان فی الہرین کہتا ہوں آگے آگیا کہ ضمانت نفس حد اور قصاص میں جبر نہیں تو
و دون قول میں اتفاق ہو جانا چاہئے ہم نفس حد اور قصاص میں ہو واسطے ضمانت جبر نہیں کہ سستی یا حد اور قصاص ضامن سے ممکن نہیں و تحقیق
جواز اور عدم جواز ضمانت میں ہے کہ جو حد و خالصہ میں ضمانت کا مجوز ہے چنانچہ مستفاد ہے بطریق ترجیح کے قائل ہے بخلاف اس کے جو جواز ضمانت
مانع ہو تو اب دونوں کلام میں تناقض نہ ہو لاجنس فیہما حق یشہد شاہدین مسلمون او واحد عدل یقر القاضی بالعدل لولا ان الجبر
ملتزم مشرورہ و لکن لغیرہ المثلہم بھی حد اور قصاص میں قید کرنا جائز نہیں جبکہ دو شاہدین مسلمون و القاضی گواہی زمین یا ایک شاہد عادل
جسکی عدالت کو قاضی جانتا ہو واسطے کہ قید کرنا سبب ثبوت کے شروع ہو اور پہلے تعزیر مہر کی شریعت ہو کہ ان فی البحر فوا مدعیہ فائدہ میں جسکو شریعت زیادہ
کیا لایکون احدا احصاء احدا فلا یلزم ان ذبح احصاء نہ وجہ فہما حق علیہا الا فی الذبح کفیل نفس و تجماع قاض و الایب فی ہولین
فی الاشباہ لانہم نہیں کسی پر حاضر کرنا کسی کو زوج پر لازم نہیں اپنی زوجہ کا حاضر کرنا دعویٰ مدعی کی مشاکو واسطے مگر چاہئے پر حاضر کر دینا لازم ہے حاضر ضامن
اور قاضی کے مابعدہ مجسج ہر باب پر دو صورتوں میں کہ لفظ الاشباہ تمیز میں ہے کہ مدیون کو قاضی نے قید کیا اور دار و نہ مجسج ہو چور دیا تو ضامن
تین کو دار و نہ سے اس کے حاضر کر دینا کا مطالبہ جائز ہے نحو ہائے اپنی سو کہا کہ میرے بیٹے کا ضامن جو سو ضامن ہو کو طلب کیا تو باپ پر اس کا حاضر کر دینا
ملازم ہے دوسری صورت میں کہ اپنے اپنی بیٹی کا ہر اس کی زوجہ یا ناکھ سوز و چہنے دعویٰ کیا کہ وہ اس سے قربت کر چکا ہو یعنی ہر بچہ کا ہر اور اس کی زوجہ کے
احصاء کا مطالبہ کیا تا ہر دینا اس سے ثابت ہو تو اگر وہ عورت اپنی حاجات کے واسطے نکلتی ہو تو قاضی حکم کرے کہ باپ اس کو حاضر کرے اور نہیں تو زمین
اس کے پاس بھیجے و فی حاشیتہ لاین المصنف فیہ الاحکامات العادۃ الایب یطلب باحصاء طفله اذا تعقیب اور ابن مصنف کو حاشیہ ہشتاد
ہو احکامات عادیہ نقل کر کے کہ باپ اس کے منیر کے حاضر کر دینا کا مطالبہ جو کہ جب کہ وہ غائب ہو یا کہ اس کو سمجھو کہا کہ شاید یہ بہت دور ہیں جو جب اپنے منیر کو تھام
کلاذون و ہر اور وہ فرستاد ہر کر نائب ہو گیا ہو کہ ان فی الحاکم و ہذا القاضی یاخذ کفیل لک بحضور المدعی و لکن المدعی علیہ الا فی الذبح مکاتہ و
مأذونہ و حق وکیل اذ لا یثبت المدعی الوصایہ ولو کمالہ اور شہادہ میں کہ قاضی ضامن مدعیہ کو حاضر کر دینا کو واسطے اگر وہ مال منقول ہو کہ اس نے
قائم دار خانیہ اور پہلے مدعا علیہ کے حاضر کر دینا کو واسطے ضامن مگر چار صورتوں میں ضامن کے اس کے کتاب اور آذون میں اور وصی اور وکیل میں جب کہ مدعی نے
وصایت اور وکالت ثابت کی ہو ہم جب کہ اس نے کتاب پر بل کتاب یا کسی مددین کا دعویٰ کیا تو اس سے ضامن لیا جاو گیا اور عہد آذون غیر دیون نے
اپنے محلے پر دینا دعویٰ کیا یا ہمس قوتی سے حاضر ضامن لیا جاو گیا اور اگر سے وصایت اور وکالت کو ثابت کر چکا ہو اور مدعا علیہ میت یا غائب پر اثبات میں
اور ادھر کہ مدعا علیہ سے تین کی ضامنی طلب کرے تا اگر کہ جو کہ حاضر کرے تو قاضی ہر وقت وصی اور وکیل سے ضامن لیکر ان فی الحاکم کو فی شہر
الجبر حق میں ان کا کان المدعی علیہ معرفۃ الجبر علی الکفیل و لو کان قریباً لا یجبر انفا کا بل حقہ فی البین فقط انھی اکثر جمع میں محمد و ایک
روایت یہ ہے کہ مدعا علیہ ہر شخص ہو تو اس پر جبر نہیں ضامن دینے کی وجہ سے اور اگر مدعا علیہ سزا فر ہو تو بالاتفاق جبر نہیں بلکہ اس کا حق فقط ضامن جو ہم سے
روایت ظاہر اردو ایہ کے خلاف ہے ہر آدمی الا حلیل ہر الا کفیل الا کفیل النفس الا اذ قال لا حق لی قبلہ ولا لولی ولا لہم انما مدعیہ ولا لولی

نہ کی گواہی اور گواہی پر نہیں ہر

اس قول اور حالاکہ وہ یعنی زیر کفول عنہ جو یا ضامن کا مضارب یا امانت دار یا ادا کا غاصب تو وہ غلط ہے جو اس کے آنے سے متعلق ہے جائز و سبب کا درجہ ہے
ضامن کے ابراہم دین پر اور مکر کا کفول لایا ای الاستیفاء و مخرجات غائب زید من المحصر فعلی وامثلته کثیراً فذلک لاجل الشرط والقی بوجہ تعلیق الکفایۃ
ہذا بشرط ہو کہ کے نقد کی یعنی ہتھیار دین کے نقد کی چنانچہ یوں کہنا کہ اگر زید شہر سے غائب ہو تو اس کا دین مجھ پر اور نقد کی مثالیں سبب بن سوبہ بالکل وہ شرط
ہیں جن پر مطلق کرا ضامت کا جائز ہے ہم منقولہ امثلہ کثیرہ مذکورہ کے بعد مثالیں ہیں کہ اگر زید مال جو غلطے پر ہو تلف ہو یا وہ مر جائے یا زید دین کا وعدہ آدھ اور وہ
نوی یا زید دین چھ مہینوں تک نہ دے تو میں ضامن ہوں ولا تقصم ان موقت بنید مخرجات غائب زید من المحصر فعلی وامثلته کثیراً فذلک لاجل الشرط والقی بوجہ تعلیق الکفایۃ
ولا یلزم المال وما فی الہدایۃ مشکوٰۃ کلحون ابن الکمال اور بنیسنے صحیح نہیں اگر اس کی تعلیق ہو شرط غیر مافی سے چنانچہ اگر ہوا پہلے یا بیہ آدمی تو مجھ پر
کیونکہ یہ تعلیق غلط ہے یعنی وجود اس کا بالیقین معلوم نہیں تو ایسی شرط باطل ہوگی اور مال لازم ہوگا ضامن پر اور جو عادیہ میں وہ سہو ہو چنانچہ ہر کمال
نے تقریر کیا ہے ہم علامہ ہایوں جو کہ تعلیق محبوب ہو مجھے مگر اگرچہ صحیح نہیں مگر ضمانت صحیح ہو کیونکہ جب کفالت کی تعلیق شرط پر صحیح ہوئی تو شرط فاسدہ
باطل نہ ہوگی ہند مطلق اور عاق کے فتح تقدیر میں کہا خلاصہ یہ ہے کہ شرط غیر ملائم کے ساتھ کفالت ہلا صحیح نہیں ہوتی اور اصل غیر ملائم کے ساتھ فی الحال
صحیح ہوتی ہو اور مدت بل ہوجاتی ہے اور مقام میں محبت گفتگو سے اس کا کچھ اثر نہیں سوائے اس علامہ کے کہ لائے لوطا و لکھ لوجلہ اجملا صحت ولیم
المال للتحال فیلحفظ مان اگر شرط غیر ملائم کفالت ضمان قرار دے تو ضمانت صحیح ہوگی اور مال نے المال لازم ہوگا تو ہوگا یا نہ ہوگا چاہے ہر مدت قرار دیا ہے
طرح کہ ضامن کے کہ میں ضامن ہوں تاہو بوجہ دمجی مطلق ولا تقصم یعقبا کما لک الکفول عنہ فی تعلیق وامثلہ کثیراً فذلک لاجل الشرط والقی بوجہ تعلیق الکفایۃ
فلان فقصم والتعین للمکفول لہ لایہ صاحب لحنی اور صحیح نہیں ضامن کی کفول عنہ کی جہالت سے ہی تعلیق اور ضمانت میں تخیل میں چنانچہ میں ضامن
زیر جو اس مال کا جو غلطے پر ہو یا فلاں پر تو تخیل میں یہ ضمانت صحیح ہے اور ایک کام میں کر لینا مکفول لہ کے اختیار میں ہو کہ وہ متعلق ہو ہم تعلیق فی مثال یہ ہو کہ
اگر تھیں کوئی انسان کوئی چیز غصب کے تو میں ضامن ہوں اور ضمانت کی مثال یہ ہے کہ جو لوگوں پر تیرا دین ثابت ہو اس کا میں ضامن ہوں کہ ان فی الجلی مطلقا وحی
کہا کہ امثال کی ضمانت کی مثال نہیں آتا بلا وجہ اور جو غلطے سے تعلیق کی مثال دجی ہو عادیہ میں ضمانت کی مثال میں ذکر کیا ہے اور حالاکہ یہ بھی ضمانت
ترشہ ضمانت سے زمان مستقبل کی ضمانت مراد ہو والدہ تنکلا علم ولا کما لک الکفول لہ وہ مطلقا اور صحیح نہیں ضامن کی کفول لہ اور مکفول لہ کی جہالت
مطلوع خواہ تعلیق ہو یا ضمانت ہم مکفول سے مراد بیان نفس نہ مال ہوا سطلے کہ سابق مذکور ہو چکا کہ جہالت مال مانع ضمانت نہیں نعم لو قال کفالت رجلا کذا
یوجہ لا یصح جواز دای رجلی آتی بہ وحلف اللہ ہو یعنی نہ ازبہ ان اگر ضامن کہے کہ میں ضامن ہوں اس مراد کا جس کا منہ نہ چھتا ہوں نام نہ ہوگا
تو ضامن چاہے ہو اور جس مراد کو لا دیکھا تو نہ کہہ دیکھا کہ یہی شخص کفول ہے جو تو وہ بری الذمہ ہوگا ضمانت سو کہ ان فی البرازیہ وفی الشراعیۃ قال لکصفیاء ووجہ
یصاک علی الذیۃ من الذیۃ ابن اہل الذیۃ سائرک فانما ضامن فاکلہ الذیۃ لہ یقصر اور سراجہ میں ہو کہ صاحبانہ اپنے ہمان کہا اور حالاکہ
ہمان اپنے جانور پر ہر سڑے سے ذرا ہو کہ اگر سیر یا زید لکھا جائے تو میں ضامن ہوں سو ہو سیر یا زید لکھا تو وہ ضامن نہیں ہم غلبہ عدم ہمان اکل ذیہ کل سبع میں ہو کہ
ہو چکی خفا ذاب ای صاکیب لک علی لکس آد علی حدیثہم فعلی مثال الاول وحق ما با یعت لحدان الناس معین المعنی چنانچہ جو ثبات ہو یا زید
لوگوں پر یا کسی شخص پر سو مجھ پر یہ مثال ہوا اول کی یعنی کفول عنہ کی جہالت کی اور ہند اس کے یہ ہو کہ جو تو یہ کہ کسی جو لوگوں میں سے وہ مجھ پر کہ ان فی المعنی
آؤ صا ذاب علیک الناس ولا یحکم علیک فعلی مثال لکافی یا جو ثبات ہو لوگوں کا مجھ پر کیا لوگوں میں سے مجھ پر سو مجھ پر یہ مثال کی مثال کی یعنی کفول
کی جہالت کی ولا تقصم بنفسی لای وقصا میں لان النیابۃ لا یجوز فی العقوبات اور صحیح نہیں ضمانت نفس مراد و قصاص کی ہوا سطلے کہ نیابت جاری نہیں
ہوتی عقوبات میں ولا یجوز دایہ معینہ مستاجر لہ وخدمۃ عبدین مستاجر لہ ای الخدمۃ لہ لک لکتم تغیر المعقود علیہ اور نہ ضمانت صحیح نہیں
جائز ہوگی یا ہر وادی کی جس کو کرایہ لیا یا ہر وادی کی ہوا سطلے اور نہ ضمانت خدمت گزاری غلام میں کی جس کو کرایہ لیا خدمت کے واسطے ہوا سطلے کہ ضمانت میں مقود
علیک تغیر لازم آئے ہے ہم تغیر مقود علیہ ہوا سطلے لازم آتا ہے کہ جب جانور میں ہو تو ضامن کی نسیم سو عاجز ہو کیونکہ ہو کہ قدرت نہیں غیر کے جانور پر اور

قبول کرے تو وہ طالب کی اجازت پر موقوف ہے اور ضامن سے کچھ کمال سکتا ہو ضامن قبل اجازت کے کہ اپنے لفظ کو و جہی حالاً بلایا قبول و
 بہ یعنی دروازہ و آخر فی الجملہ بہ کالت لایحیۃ الثلثۃ لکن یقل لمصنف عن الطرسوس ان الفلانی علی قولہا واختارہ المصنف
 کلام لہذا لکن لا نشاء اور ابو یوسف نے جائز کہا ہے ضامن کو بہ دن قبول کرنے طالب کے اور کچھ فتویٰ ہے کہ ان فی الدرر والبرازید اور ثابت رکھا ہے کہ
 بکر الرافی میں ادبی قول ہے یمن الامون کا لیکن مصنف نے اپنی شرح میں طرسوسی سے نقل کیا ہے کہ فتویٰ امام در محمد کے قول پر ہے اور شیخ قاسم نے
 اس قول کو پسند کیا ہے یہ یعنی ہم صحت ضمانت بلا قبول طالب انشاء وضمانت کا حکم ہے ولو أخبر عنها بان قال انا کفیل بالی فلان علی فلان حال غیبت
 الطالب او کفل دارث المرضی امی عنہ بامی بان یقول المرضی لو ادلیہ اکل عنی باعلی من الدین تکفل بہ مع غیبتہ اگر باوجود غیبت
 بلا قبول اتفاقاً اسحسنا مالنا و صیۃ فلو قال لا جینی لم یعم و ذیل یعم شہر الجمع اور اگر ضامن خبر مرضیات سے سہل چر کہے کہ میں فلان کے مال کا
 ضامن ہوں جو فلان پر ہے یہ خبر دی طالب کے غائب ہو نیکی وقت یا ضمانت کی مریش الدار کے وارث نے مریش کی طرف سوا کے امر سے سہل چر کہ مریش
 کہو اپنے وارث سے کہ تم میرے مرضی ضامن ہو اس مال کا جو مجھ پر ہے سو وہ ضامن ہوا باوجود غائب ہونے اور باب دیون کے ضمانت صحیح ہے و دون سورنیز
 بلا قبول طالب کے اتفاق طرفین ابو یوسف کے بطریق احسان کے کیونکہ ضمانت مرضی مذکور کی وصیت ہے و اگر مریش مذکور ضمانت کے واسطے کہے ضمانت صحیح
 ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ صحیح ہے کہ اپنے شرح الجمع ہم کفالت وارث ہوا سہل جائز ہوئی کہ مرضی قائم مقام ہے طالب کا اس ضرورت سے کہ مرضی فارغ الذہن
 ہو جائے اور سہل طالب کا فائدہ ہے لوگ یاد و بذات خود حاضر و شایع نے تبدیل سند اولی ذکر کی لیسبک ظاہر ہو نیکی ہوا سہل کے اخبار عن العقد اخبار جو
 اسکے و دون رکن سے لینے ایجاب اور قبول سے فی الفہم العقد اوجہ و حقیقی انہ کفالت لکن ہو علیہ توقف علی مال اور نہ ہر میں ہو کہ ضمانت
 اجنبی کا صحیح ہو یا زیادہ تر متوجہ ہو اور ثابت کیا ہے کہ وہ یعنی ضمانت وارث کفالت ہو نہ وصیت لیکن سہل مہر افن وارث ہوا ہو موقوف ہونے کفالت کا مال برگر کفالت
 برنی تو مطلقاً جائز ہوئی مال پر موقوف نہ ہوئی و لو لم یکن علی قائم حل یوم الفیاء بانظار و او یطال لکفیل لم ارآ و یعنی علی اٹھ و صیۃ کہ ان یظن
 لا علی انہ کفالت اور اگر مریش کا مال غائب ہو ہو تو کیا صاحب کچھ اسکے انتظار کا امر کیا جائیگا یا وہ ضامن ہو سکا ہے کہ مریش او سکو کسی کتاب میں نہیں دیکھا اور اسکے
 وصیت ہونے پر لائق یہ ہے کہ شخص غائب کا انتظار کیا جائے و اس کی کفالت چھنے پر ہم یہ بحث ہے صاحب نہر کی اور صاحب بحر الرافی نے بیان کیا ہے کہ مرضی
 مذکور کی ضمانت مہر طر ضمانت نہیں ہے اس واسطے کہ وہ صحیح نہیں بدون مال مرضی کے مگر مطلقاً کفالت ہوتی تو مطلقاً صحیح ہوتی
 اور وصیت نہیں ہے ہر طرح اس واسطے کہ اگر وصیت ہوتی مطلقاً تو شخص صحیح سالم کا امر بھی صحیح ہوتا حالانکہ ایسا نہیں و قیلاً بامی لان تدریم
 الوارث بضمانہ فی غیبتہ لا یعم و ردی الحسن العقد اور قید لکامی ہونے ضمانت مرضی میں اس کے واسطے کہ تبرع وارث کا اس کی ضمانت میں
 مہر اب دیون کی غیبت میں صحیح نہیں اور یہی قول مستند ہے کہ ان فی لفظ و اگر سہل صحت کی رایت کی ہو وہ امر کے ہو و لو قہنہ بعد موتہ صحیح ہو لیم و بعد موتہ
 قول الثانی طائر خیر اور اگر وارث ضامن ہو اسیت کا اس کی موت کے بعد تو صحیح ہے کہ ان فی السراج اور شاید کہ یہ ابو یوسف کا قول ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ
 انہ ہم مذکور یہ ہو چکا کہ ابو یوسف کے نزدیک قبول کرنا شرط نہیں و فی البرازید اجتکافی الاخبار و الانشاء فالقول للشیخ و اور برزازیہ میں ہے کہ دونوں میں
 اختلاف کیا کفالت کے اخبار اور انشاء ہونے میں تو خبر کا قول مستند ہے یعنی مدعی اخبار کا اور وہ طالب ہوا سہل کہ صحت ہو اور صحت عقد نے بیان کلام کو چاہا
 قرار دیا کہ ان فی لفظ و لا تقم بدین ساقط و لو من و ادنی عن مبیۃ مغلیس الا اذا کان بہ کفیل اور میں معراج او کھلا تاں فقہم بقولہ
 ابن طاک اور صحیح نہیں ضمانت اس دین کی جو ساقط ہو میت مغلیس سے اگر ضمانت میت کے وارث کی ہو مگر ہوت دین ساقط نہیں جب دین میت کا کوئی کفیل
 ہو گیا ہو کسی زندگی میں یا دین ہو کہ ان فی السراج یا اسکال ظاہر ہو گیا ہو تو ضمانت صحیح ہوگی بقدر مال مذکور کہ ذکرہ ابن ملک ہم سقوط دین میت مغلیس کی
 حکام ہیں بسبب ضرورت کے تو بعد ضرورت نہ ہوگی تقدیر ہوگی جو کفالت اس کی حیات میں ہوئی یا اسنو کچھ دین رکھ دیا تو اب دین اس کا ساقط ہوگا بسبب ہم
 ضرورت کے قیہ ہیں کہ ایک شخص نے کفالت کی میت مغلیس کی پر میت کا مال ظاہر ہو تو بقدر مال ضمانت صحیح ہوگی او کھلا تاں بعد موتہ فقہم ان کفالت بہ

بأن حفر بئر على الطريق فقلت به شئ بعد موت منتهى المال في مال وثمان النعم على ما قلناه فيقول الله بن مستنير الى وقت
 الشئيب وهو الحفر الثابت حال قيام الله تعالى ببيت كدين الحق هو اوسكى موت کے بعد تو اوسكى كفالت صحیح ہر طرہ کہ میت نے کنواں کہو دیا
 راوینے اپنے غیر ملک میں ہر اوسکی کوئی چیز تلف ہوگئی ایسی ہی موت کے تو لازم آویگا ضمان الی او سکے مال میں اور ضمان نفس او سکے اہل عیال اور برادری
 مستثبات ہونے دین کے سبب کے وقت سو مستند ہو کر اور سب کنواں کہو دیا جو ثابت ہو قیام دوسری حالت میں گذارنی البر و هذا عندنا وصحیحاً مطلقاً
 دیہ قالت الثالثة اور یہی عدم موت ضمانت دین میں غفلت امام کے نزدیک جو اور صاحبین نے ضمانت کو سیم کہا ہو مطلقاً خواہ او سکے مال ظاہر ہو یا نہ ہو اور
 بھی قس سے ائمہ ثلثہ کا قول تو یہ کہ ہم بہ احد حق اجماعاً اور اگر کسی شخص نے بطریق تبرع ضمانت کی تو صحیح ہے بالاجماع ہوا سطلے کہ تبرع کا ہوا قیام دین پر نہیں گذارنی
 الطمطاع ولا تقع الغفلة الوكيل بالتمسك الموقوف فيها وكل يدعيه لان حق القريض له بالاصالة فيعبر ضماناً مطلقاً لنفسه اور سیم نہیں ضمانتی وکیل کی ضمان
 میں واسطے موقوف کے اوس چیز میں جسکے بچنے کے واسطے او سکے وکیل کیا ہو واسطے کہ فیض میں کا حق وکیل کے واسطے ہے بالاصالة تو وکیل اپنی ذات کے واسطے
 ضمان نہیں کیا اور حالانکہ سیم پر نہیں ہم وکیل کی تہ ہو وکیل کا کہ ضمانت سیم پر اور وکیل الیم کی قید ہو وکیل کا حق تو وکیل کا ہے نہ شخص وکیل کر فیض میں کا وکیل جو توب ضمانت
 وکیل کی سیم سے اور ضمانت کی قید سے اسطے لگائی کہ کس حاج کے وکیل کو ہر کا ضمانت سیم پر جو گذارنے الیہ و مقام لا آق الوصی والتمسك لا يصح ضماناً مطلقاً عن
 المشرى فيها ما لا لا القرض لها ولا الاثر الا عن المشرى وصحیحاً اور تعلیل مذکور کا مفاد یہ ہے کہ وصی اور ناظر وقف کا ضمان ہونا مشتری کے
 طرف سے اوس چیز میں جسکو وہ لون نہ بچا ہو سیم نہیں ہو سطلے کہ فیض میں کا حق او نہیں دونوں کے واسطے ہے ولہذا اگر دونوں میں سے کوئی ایک نہ کرے تو نہ کرے
 میں ہو سیم سے اور دونوں پر ضمان لازم ہو گا ہم یہ استنباطی صاحب ہر اور ہر کا فقہ کے کلام سے ولا تصح كفالة المضارب لوقيل مال به ای بالثبوت
 بما قرأه لان الثمن آتاهما فانضما كان تعيناً ككسر الشرح اور سیم نہیں مضارب کو ضمانت میں کی صاحب ل کیوں سطلے اس دلیل سے جو وکیل کی ضمانت میں نہ کرے
 ہو چکی اور اسطے دلیل اور مضارب کی ضمانت سیم نہیں کی ضمانت ہو وکیل در مضارب کے پاس تو ضمانت ہونا اور کس حکم شرع کا بدل دانا ہو کہ نہ کسی پر ضمان نہیں
 طحاوی نے کہا کہ این ہونا دونوں کا بدون فیض ظاہر نہیں اور عدم موت كفالت کا عام ہے فیض اور عدم فیض سو ولا تصح كفالة المضارب بل بن مستنیر نے مطلقاً
 و لو بآرث لانه لو لم يضمن مع الشربة يصب ضماناً لنفسه ولو لم يضمن في حصة صاحبه يؤول الى قبضه الدین قبل قبضه وذا لا یجوز اور سیم
 نہیں ایک شریک کو دوسرے شریک کی واسطے ضمان ہونا دین ترک کین سطح کا اشتراک ہو اگرچہ بطریق ادش کے ہر تاک ہو اسطے کہ اگر ضمانت شریک کے ساتھ سیم
 ہو تو شریک اپنی ذات کا ضمان یعنی ہو سطلے کہ جو قلیل یا کثیر مشتری یا ضمان میں ادا ہوگا تو شریک اس میں حصہ ضرور ہو گا اور اگر اپنے شریک کو ضمانت میں
 ضمانت سیم پر تو ضمانت دین قبل او کے مفروض ہو سکے لازم آتی ہے اور یہی ضمانت لغویہ اور نسبت دین قبل فیض جائز نہیں ہے تو بقرع عاز کا تو کہے آتا
 صفتین مان اگر شریک بطریق تبرع ضمان میں ہو گا تو بجز چنانچہ صورت میں ضمانت شریک جائز ہے جب ہر ایک شریک کا عقد ہم جدا ہوا ہو جدائی عقد امام کا کہ
 سطح ہی کہ لفظ ثبت نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک سطح کہ من جدا ہوا کہ ہر توب ایک شریک کو دوسرے شریک کے حصہ کا ضمان ہونا سیم ہو کہ ہر ایک حصہ
 جدا ہوا ہو گیا تو شریک باقی نہ رہی ولا تعد الكفالة بالعهدة لا شتبا لا المراد بها اور عہدہ کی ضمانت سیم نہیں کیونکہ عہدہ کی مراد میں شتبا ہو ہم ضمانت عہدہ
 سطح پر کہ غلام کو خرید کر دیا یا ایک شخص مشتری سے عہدہ کا ضمان ہو اور مشتری اور ضمانت سیم پر سکوت کر دین بیان نہیں کہ عہدہ کسی کا بجز مراد سے تو ضمانت سیم نہیں
 ہو اسطے کہ عہدہ کا لفظ اس وقت میں تک بایع کا شاہد ہو اور وہ بایع کا ملک ہو تو اگر اوسکی تسلیم کا مشتری کیوں سطلے ضمان ہو تو او سکے ضمان ہو جس پر قاضی نے
 اور مشتری کو عہدہ میں اور او کے حقوق اور دیگر اور خیال شرط میں اور ہر کہ مل او سپر قبل بیان شدہ ہے بسبب یہاں کے لہذا اوسکی ضمانت سیم نہیں ہو
 باطل ہے کہ انی لہذا ولا بالتأخر ای تخلیص میں یہی مستحق ہے لہذا عہدہ ضمانت خاص کی لئے اس میں یہی کو غلام کر کے ضمانت میں یہی جو مستحق فیض ہو
 بسبب عاجز ہونے ضمانت کے اوس سے نعم تو نہیں تخلیص ہے ولو بشرط ان قدر ولا فائدة النفس كان كمالاً یعنی ان اگر تخلیص میں کیا ضمان ہو اگرچہ تخلیص
 او سکے خرید کر کے سبب ہو تو قسٹ ہو نہ ہر اور نہیں تو میں شریک کو سپر توب ضمانت مثل ضمانت مدک کے سیم ہوگی کہ لے یعنی قائدہ یہ ہوا دے

اس واسطے کہ ہم کامیاب ہو سکیں چنانچہ فقہی سے اور شاید اس واسطے کہ اسی کے ہونا واقعہ یا درجہ کے اعتبار سے یا مال کے لحاظ سے
 واسطے کہ اسی کو ہی ہو کہ اگر ہمیں معلوم ہو تو ہمارے لئے لکھنا کہ اکتبت شہادۃ علی لقاہ العاقدین لا ھکھم وخبائلا متافضاً
 اپنی گواہی کے عاقدین کے افراد پر تو ہمیں تسلیم اور تصدیق ملک بائع نہیں کیونکہ یہ غیر انباء سے تو کچھ ناقض نہیں ہونے دعوے ملک شاہد سب سے ہو گا کہ شہادتیں
 میں مشروط نہیں اور نہ گواہی ملک کا اقرار سے اس واسطے کہ یہ گواہی ملک سے صادر ہوتی ہے اسے غیر ملک سے کہانی نہیں کہ لکھنا کہ لا ھکھم وخبائلا متافضاً
 باعتبار عاقدہم اور مصنف نے کتابت شہادت کے ساتھ ہر کرنا ذکر کیا چنانچہ کثرت وغیرہ میں مذکور ہے اس واسطے کہ ہر کا ذکر اتفاقی سے باعتبار عادت قدیمہ اہل
 زمانہ تھے اہل زمانہ سابق کی عادت یہ تھی کہ بعد کتابت اپنے ناموں کے ہمیں کرتے تھے تاہم اور تدریس و محفوظ سے لیکن حکم ہر صورت ایک ہی ہے ہر ہر ہر ہر
 قال الکفیل ضمیمۃ الی شہرہ وقال الطائف ہو حال قال قول لکضامین لا یتکلم المطالبۃ ضامن کہ باکہ میں اس کا ترجمہ ہے ضامن ہوا
 ایک ہینہ تک اور طالب کہ باکہ وہ یعنی دین مال ہے نہ مؤجل تو ضامن میں کا قول معتبر ہے کیونکہ وہ مطالبہ مال کا شکر ہے وکسہ ای الحکمۃ المذکور
 فی قولہ لک علی حاکمۃ الی شہرہ مثلاً اذا قال الآخر وہو المقر حالۃ لان المقر یتکلم الاجل اور حکم مذکور کے بالکسر حکم ہوا قرنی میں کہ تدریس و محفوظ
 میں ایک ہینہ کی مدت تک شائبہ کہ دوسرے شخص نے مقرر نہ کیا کہ ہوا مال میں نہ مؤجل ہوا اس واسطے کہ مقرر مدت کا شکر ہے والخیلۃ علیہ وبنی مؤجل
 وحق الکتب اذ ملوہ باقوان آن یقول اھو حال او مؤجل قال حال آنکھ ولا ھکھم علیہ زلیلی اور ہر دین مؤجل ہوا درودہ کذب یا
 اصول دین و سبب اپنا اقرار کے قریب و اس کا حیلہ یہ ہے کہ کے صاحب بن سہو کہ تدریس و محفوظ یا مؤجل ہوا اگر دائیں کہے کہ دین طالب ہوا اس کا انکار کر
 اور اس انکار میں ہر حکم ہر چیز نہیں کہانی لکھتے ہم خوف کذب در صورت انکار دین سے اور ملول کا خوف یعنی مواخذہ حلون دین کا سبب اقرار دین مؤجل کے جو
 انکار حلون میں اس واسطے کہ ہمیں سے کہ وہ ہین صادق ہے ولا یؤخذ ضامن الذکر اذا استخفی للبیم قبل القضاء علی الہائم بالشہر اذ ھکھم
 الاستخاف لا ینقض البیم علی الظاہر حکم اور مواخذہ ضامن درک کا جب کہ ہمیں حق غیر کے قبل اس بات کے کہ بائع پر دشمن ہر دین کا حکم
 اس واسطے ضامن مواخذہ نہیں ہوتا کہ جو ہر حقائق کے ہم منتقض نہیں ہوتی بنا بر ظاہر مذہب کے چنانچہ کتاب البیوع میں مذکور ہو چکا وھم ضامن الخ وکھم
 انھم ظیف فی کل سنۃ وھو یجب علیک فی الذمۃ لقرینۃ قولہ والرحمن بہ اذا الرحمن یخیر المقاتلۃ باطل کھر علی خلاف ما اطلقہ
 فی البیوع اور صحیح ہر ضامن خراج کی یعنی خراج مؤلف کی جو ہر سال ایک بار ہوا ہر خراج مؤلف وہ ہر گشتکار کے ذمہ پر واجب ہوا ہر قید مؤلف کی مصنف کے
 اس مال کے ذمہ ہو گا لکھی اور صحیح ہر واسطے خراج کے رہن لینا اس واسطے کہ رہن لینا بذریعہ خراج متاخر باطل سے کہانی لکھنا خلاف اطلاق ہر الزمان کے
 ہم خراج مؤلف کی تخصیص ضمانت کی سبب وہ ہر کہ مؤلف دین سے جس کا مطالبہ میں جہہ اللہ ہوا تو مؤلف باقی دیون کے نہند ہو گیا مضمون ہر ضامن بھلا خراج
 سنا کہ وہ غیر مضمون سے یہاں تک کہ اگر کہتی تلف ہو جائے تو گشتکار پر کچھ واجب نہیں اور کفالت ایمان غیر مضمونہ کی جائز نہیں اور صاحب ہر نے اطلاق اور
 تنقید دونوں نقل کئے ہیں قراوس ہر کچھ ہر ماضی وار نہیں کہانی لکھنا وھو یخیر الزلیلی الوھن فی کل ما یخیر بہ انکھالہ بجا یم التوفی منتقض
 بالذکر لہو انکھالہ بہ دون الرحمن اور جواز رہن کہنا زلیلی کا ہر ایک اور ہر چیز میں سبکی کفالت جائز سے بواسطے جامع توفیق کے منتقض سے درک ہر ہر
 جائز ہونے کفالت بالدرک کے نہ رہن بالدرک کے ہم جامع توفیق یعنی حصول دھون کفالت اور رہن میں یکساں ہر مطالوعی سے کہنا نقص مذکور صاحب ہر کہ
 ہوا اور متاخرین مصنفین اس کے تابع ہیں جمعی نے اس کا جواب دیا ہر کہ فقہ کے قضا یا اعلیہ ہر نہ کلیہ اور اد کو کلیہ جو کہتے ہیں تو نہیں کہ داخل تحت شوا
 نہیں ہیں نہ یا نہیں کہ ہر فرد پر سبب ہیں وکن اللہ وھو الیہ نواب کی ضمانت میوہ سے ہم نواب بھی ہوا نواب کی بھیض مصیبت و ما نہ یہاں مراد وہ
 مال سے جس کو حکم لوگوں پر مقرر کرے ہر القافیہ میں ہے کہ نواب دو قسم ہیں واجب اور غیر واجب واجب واجب جیو ہر مشرک کا صاف کرنا جس سے
 سبب غلن کو فائدہ ہے اور جو کہ بار محلہ کی چیز اور مال کہ بادشاہ اسلام شکر اسلام کے سالن کے واسطے اور مسلمان قیدیوں کے چھوڑنے کے واسطے
 سین کرے در صورتیکہ بیت المال خالی ہو تو ایسے نواب کی کفالت بالاتفاق جائز ہے کیونکہ امور مذکورہ ہر سلم مالہ ہر واجب ہیں اس واسطے کہ اطاعت بادشاہ

طہ
 لکھی یا نواب کے فوائد
 کی دوسری بات
 چاہئے

چہن لین نہ اوقاف میں اور اموال کو داخل کرین نہ بت المال میں بکہ اذکون لائق امور میں مرت کرین یعنی اپنی خواہش نفسانی میں تو اس کو خوب یاد رکھنا
 چاہیو کہ انی اطعادی فی التکفیل لو کفّل الحال موثقاً ما شرع الا صلی ولو قریناً ثلاث الدین واحد کفّل و قد ما انما حیلة تأجل
 القرض اور نفیس میں ہو کہ اگر دین نے الحال کی ضمانت کرے کوئی مدت مقرر کر کے تو مطالبہ مؤخر ہو جائیگا اسلئے اگرچہ دین قرض ہو اسلئے کہ دین تو ایک
 ہی ہو میں کہنا ہوں اور ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں کہ کفالت مؤجلہ تأجل قرض کا جملہ سے قیستی مگر ان للتکدیون السفر قبل حلول الدین و لیس للباث
 منعہ و لکن یسافر معہ فاذا اسل منعہ لم یؤفہ اور آد جا کہ دیون کو سفر کرنا قبل طول دین جائز ہے اور صاحب دین کو اس کا روکنا درست نہیں
 و لیکن صاحب دین اس کے ساتھ سفر کرے ہر جب دین کی مدت ہو چکے تو اس کو سفر سے روکے تا وہ ادائی دین کرے ہم مستحق ہیں جو کہ در صورت
 ارادہ سفر میں صاحب دین کو ضامن لینا جائز ہے اگرچہ دین مؤجل ہو اور بعض نے کہا کہ اگر دیون ادائی دین میں مال لے کر رہا ہو تو ضامن کو ہر
 تو نہیں کہ انی اطعادی و اسحق بن ابوسفی اخذ کفیل شہراً لا مرأی طلبت کفیل بالنفقة لسفر الزوج و علیہ القلوی اور ابو یوسف
 نے بطریق احسان جائز رکھا ہے ایک مہینہ کا ضامن بنا دوس موت کے واسطے جسے اپنے نان نفقہ کا ضامن مانگا بسبب سفر کرنے زوج کو اور قریب
 تو ہے ہر جہاز کفالت نفقہ بطور احسان ہو اور بطور قیاس کی کفالت صحیح نہیں کیونکہ نفقہ دین صحیح نہیں و قاس علیہ فی المحيط بعبیۃ الدین لکن
 مع الفارق کما فی شرح الوہابیۃ للشرعیلابی اور محیط میں کفالت نفقہ پر بقیہ دین کا قیاس کیا ہو لیکن وہ قیاس مع الفارق ہو چنانچہ شرعیلابی لکھتے
 وہ ہانیہ میں ہے ہر بیٹے صاحب محیط نے بقیہ دین مؤجلہ کو قیاس کیا جو کہ کفالت او کی لجا جو بسبب سفر کرنے دیون کے علاوہ عبد البر نے کہا کہ یہ ترجیح قول
 ہو صاحب محیط سے قیاس مع الفارق ہو نیکی وجہ یہ کہ دیون قریب تر ہیں نفقہ کو کیونکہ وہ مدت گزر جانے اور موت دیون سے ساقط نہیں ہوتے بخلاف نفقہ
 کے علاوہ برین مستحق ہیں تجویز کفیل دیون سے سفر مقرر ہو اگرچہ دین مؤجل ہو اور بلا شک صاحب محیط کی ترجیح میں لوگوں کو ہانیہ پر کہ انی اطعادی
 لکن فی المنظورۃ الجلیبۃ لو قال مدیون مرادہ الشقر و اجل الدین علیہ ما استقر و طلبت کفیل فالوا یکن تم و علیہ اطعادی کفیل
 یکن لکن منظور مجیب میں ہے کہ اگر صاحب دین نے کہا کہ میرے دیون کی مراد سفر ہے اور دین کی مدت اس پر ہفت روزہ مستقر نہیں اور ہفت روزہ کفیل کی طلب کی
 تو فقہانے کہا کہ ضامن کا دین لازم ہے وہ کفیل جو معلوم اور مشہور ہو یعنی ہو اسلئے کہ کفیل مجہول لائق تھا و نہیں ہے لو محیس الکفیل فالواجب ان لا
 اذا اراد حبس من قد کفله و لا نہ قد کان لا تجلہ و محیس فلیجازہ بفعلہ و اگر ضامن مجہول ہو تو طلبنے کہا کہ جب وہ جیل میل کا ارادہ کرے تو
 اس کو جائز ہے کیونکہ ضامن کی مجوسی اس کے واسطے ہوئی ہے تو چاہیو کہ وہ اس کو بلا دی اپنے فضل سے مگر الکفیل ان یست قبل اکمل و لا شک
 ان الدین فی ذل حال حل و علیہ فالوارث ان اذ اہلہ ہر جہازہ من قبل التاجیل تقر پر اگر ضامن مر جاو قبل مدت کے تو بیشک اس حالت میں
 دین فی الحال اس پر واجب الادا ہو گیا تو اگر ضامن کا وارث شکوہ ادا کرے تو پھیل سے نہ پہلے قبل تمام مٹنے مدت کے ہم مل میں دیون تھا کہ کم ترچھ میں
 قبل ماتہ الاجل ما صدر یہ ہو اور فاعل فعل مقدم ہو گیا اپنی فعل پر اور یہ بعضوں کے نزدیک جائز ہے بجمہ اور خبر ہے کہ انی اطعادی **باب کفالت**
الرجلین یہ باب ہو دوم دون کے ضامن ہونے کا ہر جہاز کفالت رجلین مرکب کے مانند ہو تو بعد فراغت سفر کو شروع کیا دین علیہما لا خیران
 اشتراکاً نہ عبدکما سادہ و کفّل کل عن صاحبہ بامان جاز و لہم جملہ علی شریکہ الا باذناہ از انکما علی النصف لیجان حصة الا ما لا علی
 اللیاقۃ دین جو دو شخصوں پر دوسرے آدمی کا طرح پر کہ دونوں نے اس سے ایک غلام سو روپے کو خرید کیا اور ضامن ہو اور دیون اپنے ساتھی او کے
 اور سو تو جائز ہو اور نہ پہلے اپنی شریک ہو گراؤ تا جتنا زیادہ ادا کیا نصف سو بسبب غالب ہونے جہت اصالت کے نیابت کی جہت پر یعنی ضمانت کی جہت
 پر کیونکہ پہلے جہت دین سے اور دوسرے مطالبہ ہم یہ حکم مشہور نہیں ہے جب کہ دونوں دین صفت اور سبب میں برابر ہوں اور اگر صفت مختلف ہو مگر
 کہ ایک شخص پر دین مؤجل ہو اور دوسرے پر حال تو اگر صاحب اجل ادا کرے گا تو اس کی قیمن اپنی شریک کے جانب سے صحیح ہے اور اس کو پہلے اور اس کے
 بالعکس میں رجوع نہیں اور اگر سبب مختلف ہو مگر طرح پر کہ ایک پر قرض ہو اور دوسرے پر عین میم تو قیمن موڈی اپنے شریک کی جانب سے صحیح ہے اسلئے کہ

و جنس مختلف بین نیت سبتر سے نہ جنس واحد میں اور دونوں کی کفالت اس واسطے شرط کی کہ اگر ایک اپنی شریک کا ضامن ہو گا نہ دوسرا اور ضامن اور اگر کما
اور اپنی شریک کی جانب سے اگر شریک ادب کا تو اس کی تصدیق ہوگی اور نصف سے مراد وہ جو اس کے حصہ سے زیادہ ہو اگرچہ نصف سے کم یا زیادہ ہو کہ نصف
اعطاء دی ولا ھہ لورجم بنصفہ لآذی الی اللہ کی حد اور اس واسطے کہ اگر رجوع بنصف دین کر گیا تو وہ درکار موجب ہو گا کہ انی الدرہم اس واسطے دو روپے
کہ اگر نصف شریک کی جانب سے ہو سبب کفالت کے تو اس کو شریک سے ہر لینا جائز ہو گا اور شریک کو بھی رجوع کرنا جائز ہو گا اس واسطے کہ ادائی نائب یعنی آدھ
کفیل با مرہیل نہ ادا کرنے اکیل کے اور اگر اکیل آپ ادا کرنا تو رجوع کرنا ایلح نائب کے ادا کرنے سے رجوع کرنا چاہیو کہ یہاں حقیقتاً وہ
مراومین کیونکہ وہ عبارت میں توقف اشیء علی نفسہ سے اور نہ حقیقتہ بیان تسلسل نے الرجوعات لازم سے لأن کفلاً عن رجل بشیء بالتعاقب بان
کان علی رجل دین تکفل عنه رجلان کل واحد منہما بجمیعہ منفرداً ثم کفل کل من الکفیلین عن صاحبہ بامی بالجمیع وهذا لا یقوت لکفالت
الاولی اور اگر دو شخص ضامن ہوئے ایک ہر کے جانب سے بطریق تعاقب ہر چہ کہ ایک روپے دین تھا سو اس کے دو مرد ضامن ہوئے اور جن سے ہر شخص جیم دین کا علم
علمہ ضامن ہوا ہر دونوں کفیلوں میں سے ہر کفیل اپنے ساتھی کا ضامن ہوا اس کے اور سے سب دین کا اور ان قیود مثلاً نہ کہ روپے یہ مسئلہ پہلے مسئلہ ہوا
ہو گیا ہم تعاقب کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر دونوں شخص جانب سے ہیل سے جیم دین کے ہر شخص ہی ضامن ہوں ہر شخص اپنے ساتھی کا ضامن ہو تو یہ پہلا مسئلہ
ہو جائیگا کہ دونوں پر دین نصف نصف منقسم ہو گا تو ہیل کے جمع دین کا ضامن نہ ہوگا اور جیم دین کی کفالت کی واسطے قید لگائی کہ اگر ہر شخص نصف نصف کا
ضامن ہو گا ہر ہر واحد اپنی ساتھی کا ضامن ہو تو یہ پہلا مسئلہ ہو جائیگا اور اپنے ساتھی کے جیم دین کی ضمانت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ہر شخص اکیل کے
جمع دین کا ضامن ہے تعاقب ہو ہر ہر واحد اپنے ساتھی کے نصف دین کا ضامن ہو تو یہاں مسئلہ جو جائے گا فائدہ آلا آھک ہا رجیم بنصفہ علی شریک
تکون الکفالت کفالتاً سو دونوں شخصوں میں سے ہر شخص جس مال قلیل یا کثیر اور اگر کما اس کے نصف کو اپنی شریک سے ہر لینا کہ یہاں بالکل کفالت ہو جیم
بالکل کفالت ہوئی بلا شائبہ صالت و رجحان یہاں ثابت ہو بخلاف مسئلہ اولے کہ وہاں اصالت راجع ہے کفالت پر اور جیم لٹ شائبہ بالکل علی الاصل
تکون کفالت بالکل بامی یا اگر چاہو اکیل سے سب مال ہو دین ہر کے کیونکہ وہ کل دین کا ضامن ہے اکیل کے اگر سو ولت اگر طالب احداً أخذ الطالب
الکفیل الآخر بیکل حکم کفالت اور اگر طالب بری الذمہ کر دے ایک ضامن کو تو طالب دوسرے ضامن سے مواخذہ کرے تمام دین کا حکم اس کی کفالت کے ہم
چونکہ صورت مفروضہ یہ ہو کہ ہر واحد کل دین اکیل کا ضامن ہے ہر شخص اپنے شریک کا ضامن ہو ہر جب طالب نے ایک کو صاف کر دیا تو دوسری شخص کی کفالت جیم
دین کی باقی سے لہذا کل دین کا مطالبہ اس سے جیم ہو و لو افتقر الکفالت و صحتان و علیہما دین أخذ الفریق ایتا شاء فہما بکل الدین لتعین الکفالت
اٹھا کر اور اگر شریک مفادض بین افتراق ہو یعنی شرکت مفادض باقی سے اور دونوں پر دین ہو تو صاحب دین اور ان میں سے جس کو چاہو اپنے دین کا مواخذہ اور
مطالبہ کرے بسبب تعین نے مفادض کے کفالت کو یعنی ہر شخص اپنے شریک کا ضامن ہو اسے چاہے کتاب الشرک میں نہ کہ روپے کا ہم ہستور میں نہ کہ روپے کا ہم
ہو جس کا دین ہوا اگر سب دین ہو کہ نصف اعطاء دی یعنی دائن اور مدیون دونوں کو غریم کہتے ہیں ولا یجوز علی صاحبہ حتی یؤدی اکثر من النصف لما مر
اور رجوع نہیں اپنے ساتھی سے تا دہی کہ اکثر نصف دین سو ادا کرے چاہے مسئلہ اولے کی قلیل میں نہ کہ روپے کا کہ وہ اکیل سے نصف دین اور کفیل سے نصف
باقی میں تو ہر دیکھا کہ وہ اس کے دین میں شمار ہو گا بسبب اصالت ہر اگر نصف سے زیادہ ہو گا تو زائد کفالت میں داخل ہو گا تو اس سے تصدیق رجوع ہو گا بیکل
کنا بہ واحد و کفالت کل من العبدین عن صاحبہ ہم لا یستحقان مولے نوکارت کیا اپنی دین و غلاموں کو ایک ہر کی کتابت سے یعنی یون کہ شاکر کوئی
نوکارت کیا ایک ہر دین ہر ایک سال تک اور ہر غلام اپنی ساتھی دوسرے غلام کا ضامن ہو اگر جیم ہو بطریق امتحان کے ہم بطریق قیاس سے کفالت جیم نہیں کہ
کفالت کفالت کی اور بدل کتابت کی کفالت علمہ و علمہ جیم نہیں تو در صورت اجتماع بطریق اسے جیم ہوگی وجہ امتحان یہ ہو کہ صرف انسان کا ہی امتحان ہے
تہیم ہے اور شام کی رضامندی حق میں ثابت ہو کہ نصف اعطاء دی مفادض و حیثین فائدہ آھک ہا رجیم علی صاحبہ بنصفہ لآستواھا اور ہر زمین
جو کچھ کہ ایک کتابت اور اگر گلاہنے ساتھی سے اس کا نصف مال ہر لینا بسبب برابر ہونے دونوں کے معنی اصالت اور کفالت میں ولو ائق المولی احداً

والاستقلال بما لها حق واخذ اياها منه جسد من لم يتيقظه المعلن بالكفالة والاخر بالامكانه اورا رسوله في ايك كتاب كواذا ذكر
اور مسكوتور سابق جو قديم ہو اور مواخذہ کری ہوئے دونوں میں سے جس سے چاہی اس غلام کا جس کو اسنو آزاد نہیں کیا غلام آزاد سے مطالبہ کرے
بسبب کفالت کے اور دوسرے غلام آزاد سے باعث اسات کے فان اخذ المعلن رجح على مباحية ككفاليته وان اخذ الاخر لا مباحية
پہر اگر ہوئے مواخذہ اور مطالبہ کرے آزاد غلام سے تو وہ اپنے سانہی سے برے بسبب اسکی ضمانت کے اور اگر دوسرے غلام سے مطالبہ کری تو وہ
رجح نہیں کر سکتا بسبب اپنی اسات کے ولاذا كفل شخص عن عبده ما لا موصو فابكون نه لم يظفر في حق مولاه بكن في حقه بعد حقيقه
كالي ترميه باقرايا واستقر اجن واشتتلاك ود يقرهواي المال المذ كوكسكال وان لم يتيقظه اى الحلول لملو له على العبد
وعدم مطالبته بعتيره والكفل غير متغير ويرج بعد حقيقه لو بامير ولو كفل من قبله ككفاله كما مراد به من هو ايك شخص غلام کے
طرف سے اس مال کا جس کا دین پر مباح ملے میں ظاہر نہیں بلکہ غلام کے حق میں ظاہر ہے بعد اس کے آزاد ہونیکے چنانچہ وہ مال جو غلام کو لائے ہو آزاد
یا استقر من قبله دلیعت سے تو وہ اپنے مال مذکور مال سے نہ موبال اگرچہ اسنے طول کا نام لیا ہو بسبب مال ہونے مال کے غلام پر اور عدم حاق
مال غلام کو بسبب اسکی فیری اور غلام سستی کے اور کفیل اسکا فقیر اور غلام سست نہیں اور نہ مال مذکور بخریہ الکفالت غلام کو اس پر ہو
ہو اور الرضا میں مال کی ضمانت موبال کی ہو تو اس صورت میں مال موبال ہو گا نہ مال چنانچہ مذکور ہو چکا اذ عن شخص ذقبه عبده ككفل به رجح ضمانت
العبد انكفول به قبل تسليمه فذ عن المذعي انه كان له فحين الكفيل قيمته لجوازا بالاعتيان المضمون كما مراد دعوى ككفاله غلام
گردن کا سوا اسکا ايك مرد ضامن ہو اور غلام كفول بہ کر لیا قبل اسکی تسلیم کے سو دمی نے بشهادت ثابت کیا کہ وہ غلام اسکا مملوک نہ تھا نہ من ضمان وہ
اسکی قیمت بسبب جائز ہونے اجماع مضمون کی ضمانت کے چنانچہ مذکور ہو چکا اجماع اعیان مضمون سے اعیان مضمونہ بنفسہما مراد ہیں اور نہیں قابض پر نہیں رہے
اور بعد ہلاکی عین رو قیمت واجب ہو اطمین ضامن پر شہادت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر ملک دمی قابض کے از اسکو یا عند تعقیف قسم کے انکار سزا ت ہو
قیمت عہدہ مالیم پر لازم ہے نہ کفیل پر کذا فی المطاوی ولو اذ عن علی عبده ما لا ككفل بنفسه اى نفیس العبد رجح ضمانت العبد بخریہ الکفیل
کما مر فی الحل اور اگر غلام پر مال کا دعوی کیا سو ايك مرد غلام کا حاضر ضامن ہو اور غلام مر گیا تو ضامن بری الذمہ ہو گیا چنانچہ آزاد کی حاضر ضامن میں نہ کر چکا
یعنی اس واسطے کہ كفول پر کی موت سے ضمانت : ظل ہو جائی ہے بسبب نقد تسلیم کے ولو كفل عبدا غیر مدیون مستغرق من سیدہ بامر لاجاز لان الحق
لہ اور اگر وہ غلام مدیون مستغرق الذین ضامن ہو اچھو ہوئے کی طرف سے اس کے اس سے تو جائز ہو اس واسطے کہ حق ملکیت غلام ہوئے کی طرف سے غلام پر
غلام میں لیاقت کفالت نہیں کیونکہ وہ اہل تبرع نہیں مانند منیر کے گروئے کے اس سے اسکی عہدہ مستغرق رائل ہو گئی پھر جب کہ غلام پر دین ہو تو اسکی قیمت
میں مولی کا حق ہے لہذا مولی کا اذن اس کے ضامن ہونے میں کافی ہو گیا اور اگر غلام مستغرق بالذین ہو گا تو اسکی کفالت صحیح نہیں کذا فی المطاوی فاذا علق
فاذا اذ ككفل سیکل احنه بامر فاذا ولو بعد حقيقه لم يمتجر واحد منها على الاخر لا نفع له ما غير من جبهه لرجوع لان كلاهما لا
يسكن وجب دینا على الاخر فلا منقلب من جبهه له بعد ذلك پر جب کہ غلام كفیل آزاد ہو اور اسنو مولی کا دین ادا کیا یا مولے غلام کا ضامن ہو غلام
کے طرف سے اس کے اسکو پھر اسکا دین ادا کیا اگرچہ بعد متق غلام دین ادا کیا ہو نہ رجح کہے کوئی غلام اور مولی میں سے دوسرے پر بسبب منفعت ہونے
کفالت غیر موجب واسطے رجح کے اس واسطے کہ ہر واحد غلام اور مولی سے مستوجب دین نہیں دوسرے پر تو اب کفالت منقلب با یکا دین نہیں کی جی
اس کے اپنے بعد اتمتہ وغیرہ جب کما لو كفل رجل عن رجل بغير امر قبله فاجاز الكفالة له لكن الكفالة من جبهه لرجوع عما قلنا چنانچہ اگر
ہو ايك مرد دوسرے مرد کی جانب سے پھر كفول عنہ کہ کفالت مذکورہ کی خبر ہو پھر اسکو کفالت جائز رہی تو نہ کفالت رجح دین کی وجہ ہوگی اور نہ اسکی
جس کو کہہ چکے یعنی امتناع رجح موجب منقلب با یکا رجح نہیں ہر دوا لوالا فاند لا كفالة المولى عن عبده وجوب مطالبة بايضا الذین من سیدہ
اموالہ اور غلام نے کہا کہ مولی کے ضامن ہو نیکا فاند نہ اپنے غلام سے موجب مطالبہ ہوئے ہو ادای دین کفالت کے واسطے اس کے بانی اموال سے یعنی غلام

اس شرط پر کہ مستقرض ہو کہ گھدی فلاں شہر کی طرف اور اگر قرض یا بغیر اس شرط کے اور مستقرض سے لکھ دیا تو جائز ہے فتح القدیر اور نہ الغافلین میں جو کہ غافل
 کہا کہ عدم شرط کے ساتھ ہفت حلال سے جب کہ اسکا لینے دوسری شہر ہو کہ گھدی نے کارواج اور عرف ظاہر ہو اور اگر معروف اور رائج ہو کہ یہ شرط ہو
 جو تاہی یعنی یہ اقراض سقوط شرط کے واسطے مروج ہو تو حلال نہیں اتنے طحاوی نے کہا خلاصہ یہ ہے کہ عدم شرط کے قول پر حلت ہو چکا ہے وہ جو جب کہ
 اسکا رواج ہو اسطے کہ متعارف مشروط کے مانند نہ تھے **فمن** مسئلہ شایع کافی المنہ والجر عن حکم الذرازیہ ولو ان المستقرض من
 حنہ الزائد لا یجوز لاقہ مستقام یحتل القسم ہذا در بحر میں برازیہ کے باب لغرف سے منقول ہے اور اگر مستقرض آئین سے ماند کو یہ کہ دیو تو جائز نہیں
 کیونکہ وہ مشایخ جو محمل لغرفہ شایع نے ختم کیا عبارت کا اور چوسری روایت برازیہ کی یوں ہے کہ دیون کے ہدیہ قبول کرنے اور اسکی دعوت قبول کرنے
 بلا شرط کہ جب مضایق نہیں اور سہ طرح اگر عدہ ترا کر سے مقبوض سے تو حلال ہی بلا شرط اور اگر ناقص تر یا وزن میں راجع ترا کر سے اگر وہ کثیر ہے تو جائز نہیں
 اگر قلیل ہے تو جائز ہو اور جو تفاوت سوا زین میں داخل ہو اور بین الکیلیں جاری ہو تو وہ شک میں ہے دائن کو مسلم نہیں بلکہ لکھو پیر دی اور ایک درم کو سو درم
 بالانفاق پیر دی اور نصف درم میں اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ کثیر سے اور بعضوں نے کہا قلیل سے اور اگر مستقرض آئین سے زائد کو یہ کہ دیو تو جائز نہیں کیونکہ
 وہ مشایخ محمل القسمہ ہوا ہے اور اسکو تا مل کر کہ اگر نصف دینار قرض لے اور پورا دینار ادا کرے اور زائد کو یہ کہ دیو تو وہ ایسا شایع ہے جو محمل لغرفہ نہیں ہوتا
 عارف سنان افندی کی تبیین الحرام میں دیکھا کہ اول تو ادنیوں نے قاضی خان سے برازیہ کی ہند نقل کیا پیر یہ کہ کہ جسین اتمان نسبت ہو تو جائز ہے یعنی یہ
 مشایخ کذا فی المطاوی ولو توکل الخیل عن الخیل بقضی دین الحوالہ بشرط عدم برائۃ الخیل کذا فی خانہ اور اگر ختم میل پرتا دان شہر مکر ہو تو مجرم
 میجرم نہیں کہ میل اپنے واسطے مل کر تاہی تا ابراہم ربہ حاصل کرے کذا فی البحر مطاوی نے کہا بعض نسخہ میں سجای عن الختمات سے لڑوان علی معنی عن موقوف
 لو شرک الختمات الضمان علی الخیل صح و یطالب آیا شاء لان الحوالہ بشرط عدم برائۃ الخیل کذا فی خانہ اور اگر ختم میل پرتا دان شہر مکر ہو تو مجرم
 ہو اور مطالبہ کرے جس کا جو خواہ میل سے خواہ خمال علیسی ہو اسطے کہ حوالہ بشرط عدم برائۃ الخیل کذا فی خانہ چنانچہ کفالت بشرط برائۃ میل
 حوالہ سے کذا فی خانہ لکھ گیریہ ذیہا عن الثانی لو غاب الخال علیہ نرجاء الخال واذ عی جحی لا مال کم یصلون لان بکرھن لان المشہوق علیہ غائب
 فلو حاضراً وجمداً الحوالہ ولا یقینہ سکان الفعل لہ و یجوز جحی لا یصلون اور غائبہ میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر خمال علیہ غائب ہو پھر ختمال آوی اور اگر
 انکار مال کا دعوی کرے تو اسکی تصدیق ہوگی اگرچہ اس دعوی کو لبہا بات ثابت کرے اسکو کہ مشہود طبعی یعنی خمال علیہ غائب ہے سو اگر خمال علیہ حاضر ہو اور
 وہ حوالہ انکار کرے اور گواہ نہ ہوں عقد حوالہ کے تو ختمال ہی کا قول بہر ہوگا اور اسکا انکار نسخہ حوالہ قرار دیا جائیگا ہم تو اس صورت میں میل پر دین عود کرے گا
 کیونکہ برائت میل مشروط بسلاطت حق ختمال ہو اور یہ مسئلہ ہلاکت دین کا بھی جو سابق میں مذکور ہو چکا **فمن** مسئلہ لمفہ شارح الکاتب او الوعی اذ الخال
 بمالی الیقین فان کان خیر اللیقین یا کل الثانی املکھ تسراجیہ والا لیسجج کما فی معتارۃ الجورہ قلت ومفادہ عدم الجواز لو تبا ویا ادا
 تقارباً وبعثتم فی الخانیۃ والوجه لہ لانہ جینڈی اشتغال بالاعتناء بالعقود فالتیست للفاذۃ انھی یاب یاوسی جب کہ مال یتیم کا حوالہ قبول کرے
 تو اگر یہ یتیم کے حق میں بہر جو سہر چر کہ کو سنا شخص سے خمال علیہ زیادہ تر الدار ہو میل سے تو صحیح ہے کہ انی البتر اجبہ اور اگر زیادہ تر الدار ہو تو حوالہ قبول کرنا
 جائز نہیں چنانچہ جوہر کی کتاب المضاربتہ میں جو میں کہتا ہوں کہ مفاد شرط خیریت عدم جواز حوالہ ہو اگر دو لوٹ شخص میل اور خمال علیہ متساوی ہوں والد
 اور اداسی دین میں باد و لون متقارب ہوں اور سیکایقین کیا ہو غائبہ میں اور دلیل ہی اسکی مقتضی ہے اسواسطے کہ در صورت تساوی یا تقارب حوالہ
 قبول کرنا اور سیکایقین کا اشتغال ہے جو مفید نہیں اور مشرعیہ عقد نہیں مگر فائدہ ہی کے واسطے والدہ تھا اہم م دیون نے دائن کا حوالہ کیا سو ختمال علیہ بہر
 سہر طر غائب ہو گیا کہ اسکا مکان معلوم نہیں بسبب اسکی حسرت اور عاجزی کے سو ختمال نے جائیداد اپنا حق میل سے بہرے قرار کو رجوع بالیدین میل پر جائز
 نہیں جب تک خمال علیہ کی موت ثابت نہ ہو کذا فی المطاوی عن العالمگیریہ والدہ سبمانہ اہم استفراشد لہم **کتاب القضاء** یہ کتاب ہے مسائل
 انفا یعنی جہر دا فیصل کرنے میں لکھا کان اکثر المنازعات تقع فی الدیون والبیاعات أعقبھا ما یقطع ہا ہر گاہ کہ اکثر جہر دیون اور بیاعات میں انفا

ہوتے ہیں تو مسند دیون اور بیاعات کے متقابل ہو لایا جو ادنیٰ قاطع اور رافع سے یعنی قضا کہ رافع منازعات دیون اور بیاعات ہو دیون سو مراد دیون
 میں جنہیں گذار اور حالہ واقع ہوتا ہو بالکل و یقیناً لغتاً و فقہاً قضا بالمرء و وہ سے اور بالف مفسورہ یہی آیا ہو لغت میں مجزئ حکم سے ہم چہ قضا
 لغت میں مجزئ حکم و فراغ و عداوت و ادا و ائصال سے و معنی و تقدیر سننے سے کہ انی البھر لیکن شارح نے فقط حکم پر اختصار کیا تا سنے لغوی اور مطلق کی نسبت
 ظاہر ہو جائے و شرعاً فصل الحفظ و قلم المنازعات اور مطلق شریعت میں قضا عبارت ہو فیصل کرنے خصوصاً اور قطع کرنے منازعات سے یعنی
 وہ فیصلہ خصوصاً میں واقع ہو سطر حکم کا حق بیان ہو اور مطلق کا معنی اور الزام ثابت ہو تو فیصل راجع سے قطع ہو تو تشریف میں عطف تفسیری ہوا اور
 بہتر یہ تھا کہ مصنف علی درمخصوص کی قید زیادہ کرتا تا اس پر چھوڑ دے کی فصل خصوصاً قضا سے نکل جائے کہ انی لطلادی و قبل غیو ذلک کما بیسط فی الموطا
 اور بعضوں نے تشریف قضا کی اسکے مراد طرح سے ہی کی ہے چنانچہ کتب مطولہ میں مصرح ہو کہ انما یجوز بان فی تعریف یون مذکور کہ قضا عبارت ہو حکم
 الناس بالحق سے جو خدا کے نزدیک حکم حادثات میں ثابت ہو خواہ حکم قطعی ہو سطر چہ کہ اس پر دلیل قطع ہو یعنی نفس مفسر کتاب اور سنت متواترہ مشہورہ یا امام
 سو خواہ حکم ظاہر ہو سطر پر کہ دلیل ظاہر قائم ہو جو غلبہ ظنی کے موجب ہو کتاب اور سنت اور قیاس و مسائل اجتہاد میں جو جنسین خلاف
 فقہائے یاجنین سلف سے روایت نہیں تو اگر قاضی وہ حکم کرے جو دلیل قطع کے مخالف ہو تو وہ جائز نہیں کیونکہ وہ حکم بالیقین باطل ہے اور سطر موقوف
 میں وہ حکم کرے جو قاضی قضا خارج سے تو جائز نہیں کیونکہ حق اور سبب و تہمین اور یہ تفصیل مذکور مجتہد قاضی کے حق میں ہو اور مطلق قاضی یعنی مسئلہ
 ضعیف یا قاضی پر تو یہ واجب ہو کہ اپنے مذہب کے ساتھ قول پر حکم کرے تو وہ یسبب اپنے خلاف مذہب کے حکم کر نہیں موزل سے اور اگر غیر مذہب کو مؤمن
 حکم کر لیا جان کر تو اس کا حکم جاری ہو گا اور اگر ادا نہ ہو سکے تو اس کو ابطال حکم مناسب ہو اور بعض روایات میں اس کی قضا امام غزالی کے نزدیک جائز
 ہو بخلاف صاحبین کہ انی لطلادی عن البھر و انکا تہ سبب علی نظہ ابن الغزالی بقولہ سے اطراف کل قضیۃ حکمیۃ بیت یلوک بعدا للتحقیق
 حکم و حکم کو یہ ولہ و حکم کو علیہ و حکم کو و حکم کو و اور ارکان قضا کے چہ ہیں چنانچہ ابن الغزالی نے اپنے اس قول میں نظم کئے ہیں یعنی اطراف ہر قضیہ کے
 چہ ہیں جسکے شمار کرنے سے تحقیق ظاہر ہوتی ہے احکم سے ۴ محکوم ۵ محکوم ۶ محکوم علیہ ۷ محکم ۸ طریق ہم ابن الغزالی نے بھی فرما کہ ہر یہ کا مصنف ہو اور
 اطراف سو مراد ارکان ہیں اور تعین عبارت ہو حادثہ جس کو عرف میں مذہب کہتے ہیں محکم و قسم سے قولی اور فعلی حکم قولی یہ کہ قاضی کو کہ یہ جو حکم کیا بالانہم کیا
 اجتہاد پر قضا میں جاری کی یا میرے نزدیک ظاہر یا صحیح ہو گیا یا میں جان گیا اور حکم سے سطر چہ کہ قاضی نے مثلاً یتیم کا مال آپ خرید کیا یا اپنا مال یتیم کے ہاتھ بچا
 تو جائز نہیں کیونکہ قاضی کی یہ حکم سے اس کا اور وہ اپنی ذات کا قاضی نہیں ہو سکتا اور محکوم بہ یعنی جس امر کا قاضی نے حکم دیا اس کی شرط یہ ہے کہ معلوم ہو اور
 محکوم بہ یعنی مدعی اس کی شرط یہ ہو کہ دعویٰ اس کا صحیح ہو اور مدعی اور ذین برحکی شہادت قاضی کے واسطے مقبول ہے اور محکوم علیہ یعنی مدعا علیہ میں کس شرط
 جو کہ حادثہ ہو کیونکہ قضا علی الغائب صحیح نہیں اور حاکم یعنی قاضی کی فشرطین ہیں اول عقل لا یجوز ہم ہم حریت ۵ مع ۶ بصر و لفظ ۸ حد و قد سے سکتا
 رہنا ۹ حکم یہ کیواسطے مقرر ہونا نہ خط و دعویٰ کی سماعت کیواسطے اور مقرر ہونا اور مجتہد ہونا شرط نہیں اور طریق عبارت ہو بینہ یا اقرار یا انکول سے کہ انی لطلادی
 مختصراً و اھل الشہادۃ ای ادا علی المسلمین کذا فی الحواشی الشعدیۃ اور لائق قضا کو وہ ہو جو گواہی کے لائق ہو یعنی جو ادا ہی شہادت علی
 المسلمین کے لائق ہو کہ انی لطلادی الشہادۃ ہم ادا ہی شہادت کی قید سے نکل شہادت خارج ہو گیا کیونکہ نکل شہادت کا رقیق اور کفر کی حالت میں صحیح ہو نہ ادا ہی شہادت
 اور مراد ما بین یہ کہ قضا اور شہادت دو وزن کا مہم ایک چیز کے طرف سے یعنی حرم مسلم یعنی قائل ہونا نہ ادا نہ محمد و فی القذف نہ ہو گواہ ہونا اور چون کہ
 اوصاف شہادت زیادہ تر مشہور ہو اوصاف قضا سے لہذا اوصاف قضا کو اوصاف شہادت سے بیان کر دیا اور ان شرطیں یعنی جو شہور کی آواز سے تو قول صحیح ہے
 ہو کہ اس کا قاضی ہونا جائز ہے کہ انی لطلادی و ہر علیہ ان الکا و یجوز لتقلید القضا لھکم بان اھل اللیاقۃ ذکرا الذہلی فی الفقہ و ہر علیہ کہ
 پر یعنی جو اہل شہادت علی المسلمین سے وہ قضا کا اہل ہے یہ اعتراض دار و ہوتا ہو کہ اگر قضا جائز ہو تا وہ دیون میں حکم کرے چنانچہ میرے دوسکوباب
 الحکم میں ذکر کیا جو خلاصہ اعتراض یہ ہو کہ کا زیادہ دیکھ شہادت علی المسلمین کی اہلیت نہیں رکھتا اگر اس کا قاضی ہونا دیون پر صحیح ہو تو کلیہ مذکورہ صادق

کہ حکم کہ ان دیون میں قضا جائز ہے

نزیہ اعتراض سے صاحب پہنچا جواب اعتراض یہ کہ یہ قاضی خاص کی تعریف میں یعنی قاضی سلم کی اور یہ خود ظاہر ہے کہ شاہ علی السلام شاہ علی الزیجی
ہو تو جسے پراسکی قضایہ جاری ہوگی کہ انی اطمحادی و شکرک اہلکنا شریط اکلینہ فان کلاہما من بابل لولا کتد الشہادۃ و اقویٰ کلاہما من
علی القاضی والقضاء من علی الخصم فلذا قبل حکم القضاء کیستنی من حکم الشہادۃ و ابن کمال اور اہلیت شہادت کی شرط اہلیت قضا کی شرط ہے
اسو سلم کہ شہادت اور قضا دونوں باب ولایت سے ہیں اور شہادت قوی تر ہے قضا کیونکہ شہادت قاضی پر لازم ہے اور قضا خاصہ پر لازم ہے
اس واسطے کہا گیا ہے کہ حکم قضا حکم شہادت سے مترتب ہے کہ اصح ابن الکمال ہم جہی نے کہا کہ ماتن کا بعد قول کر ہو گیا اس کے قول سابق کے ساتھ ملتا
نے کہا اگر کا فائدہ ہم سے کہ قول آئندہ یعنی الفاسق ابکہ اس پر مترتب ہو و الفاسق اہل القضا کیونکہ اہلہ لکنہ لا یقبل وجہ با و یا تم مقلد
کھیل شہادۃ یہ یعنی اور فاسق اہل سے شہادت کا تو قضا کا بھی اہل ہوگا لیکن واجب ہے کہ فاسق کو قاضی نہ کیجئے اور اس کا قاضی کرنا بالکل گناہ ہے
جیسے اس کی گواہی قبول کرنے والا عاصی ہوئے ہے کیا قوی ہے ہم خرب میں ہو کہ لغت میں فسق خروج من الاستقامۃ کو کہتے ہیں اور شریع میں ارتحاب
کبیرہ یا اصرار علی الصغیر و فسق سے فاسق کو اس واسطے قاضی کرنا پناہ ہے کہ قضا باب امانت سے ہے اور فاسق امر دین میں امانت وادی کے لائق نہیں
اس کی غلبہ بیانات کے سبب اور قول مفتی بہ کے مقابل وہ قول ہے جو بعضوں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ شہادت فاسق مقبول نہ ہو اور اگر قبول کر تو
جائز ہو اور وہ قول ہے کہ قضا فاسق صحیح نہیں اور یہی قول ہے ائمہ ثلاثہ کا اور یہی مختار ہے علماء دیوبند کا کہ یہی قول پر قوی دینا لائق ہے
خصوصاً اس زمانہ میں نہر الفاسق میں کہا کہ اگر اس کا اعتبار کیجئے تو قضا کا دروازہ بند ہو جائے خاص کر جاری نہانے میں لہذا جو مصنف نے اختیار کیا وہی
اصح ہے چنانچہ خلاصہ میں ہے اور بھی اصح الا قادیل سے چنانچہ عادیہ میں ہے کہ انہی اہلہ لکنہ لا یقبل و فی القضاۃ یہاں اذ اقلب علی طائفہ حیدرآباد
فلحقنا حمرہ اور قادیہ میں قبول شہادت کو طبع مفید کیا ہے جب کہ قاضی کے گمان میں فاسق کی صداقت اور درستی غالب ہو جائے تو سکھو کہ کونا چاکر
نقد فی اللہ یعنی اگر ظن غالب صدق کا ہو یا صدق اور کذب گمان میں دونوں برابر ہوں تو سکھو قبول نہ کرے یعنی ہلا قبول کرنا صحیح نہیں و استثنی الثانی
الفاسق اذا الجاہل و المرؤۃ فانہ یحب قبول شہادۃ ہذا ذیہ قال فی النہر و عنہ فلا یأثم ایضا بقولہ القضاۃ حیث کان کذا لک الا ان یفرق
بینہما انتہی قلت سبھی تھم صیغہ کو آجہ اور ابو یوسف نے فاسق صاحب جاہ اور مردت کو مستثنیٰ کر لیا ہے کہ کہ اس کی شہادت قبول کرنا واجب ہو
کذا فی الزاویہ نہر الفاسق میں کہا تو بموجب اس قول کے اس کے قاضی کرنا میں بھی گنہگار نہ ہوگا جب کہ فاسق صاحب جاہ اور مردت ہو مگر یہ کہ ابو یوسف قبول شہادت
اور قضا کی تقلید میں ہنر کرتے ہوں اس لئے طائفہ النہر میں کتابوں تفتیش اس قول کی آگے آتی ہے اس کے طرف رجوع کر ہم کتاب الشہادۃ میں نفع لقا ہر سونہ کو
ہوگا کہ فاسق صاحب مردت کی گواہی مقبول نہیں کیونکہ یہ تعین بمقابلہ اس سے دینی مقرضات المتفق ابی السعوی علیہ السلام و تم التساوی فی قضائہ زما نیا
فی وجوب العدۃ الظاہر و ذکر الامر بتقدیم الاقضی فی العلل والیائز و العدۃ التبرہ و متفق ابو سعوی کی معروضات میں ہو کہ ہر گاہ ظاہر التساوی واقع ہو
ہمارے ہاں اسکے قاضیوں میں رجوع عدالت میں تو امر سلطانی و اردو ہوا اس کی تقدیم کا جو فضل یعنی زیادہ تر جو علم و دیانت اور عدالت میں ہم یہ مفتی محمد
نہانے میں تھا اور ابو عدم عدالت میں ساوی موجود ہے تو اب اس کے مقدمہ کی معروضات متفق ہے وہ مسائل مراد ہیں جو مفتی موصوف کے زمانہ میں سلطان کو
معروض ہوئے اور اس نے جو ان میں امر کو کذا فی اطمحادی و العدۃ لا یقبل شہادۃ علی عدۃ اذا کانت ذبیقہ و لو قضی القاضی ہا لا یقبل ذکرہ
یعقب باشا فلا یقبل قضائہ علیہ لما تقررات اہلہ اہل الشہادۃ قال المصنف و بہ اتفق مفتی محمد شیعہ الاسلام ابی الدین ابن
حکیم اعدال اور دشمن کی گواہی مقبول نہیں اس کے دشمن پر جب کہ دولوں میں دیوس عداوت ہو اور اگر قاضی دشمن کی گواہی کے بموجب حکم کرے تو اس کا
حکم نافذ نہیں یعقب باشا نے سکھو کر کیا ہے تو دشمن کی قضا بھی دشمن پر صحیح نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا کہ اہل قضا ہر جو اہل ہے شہادت کا مصنف
اپنی شرح میں کہا اس کا قوی دیا مصنف مفتی شیخ الاسلام امین الدین ابن عبدالحال نے قال و کذا یستعمل العدۃ ولا یقبل علی عدۃ و کہا مفتی امین الدین نے
اور طبع بکل عدۃ کا مقبول نہیں اس کے عدو پر ہم بکل عدو جو مراد قاضی کی کتاب ہے جو دوسرے کا قاضی کی کتاب ہے دشمن کے مقدمہ میں اور بکل عدو قوی

مراد نہیں کیونکہ خط پر عمل کرنا بامورد نہیں بلکہ اس عبادت کا مطلب بھی ظاہر ہو اور ضمیر قائل راجح سے منہی مذکور کے طرف کیوں کہ یہ عبارت مصنف کی
شرح میں موجود نہیں کہ لفظ "مقرر" سے مراد نقل عن شرح الوکھانیہ انا لہویر نقلاً عنہذا وابتغی الثبوت لوالقاضی حدیثاً ہر مصنف نے اپنی شرح میں
علامہ عبد البر کی شرح و ہبانیہ سے یہ نقل کیا کہ دشمن پر قضا و قاضی کے مسئلے کی نقل نظر نہیں پڑی ہمارے نزدیک اور نقاد قضا لائق سے اگر قاضی عادل ہو و
قال ابن وکھبان بمثل ان یعلیہ لم یخیر فلان بشہادۃ العدل بحضرة من الناس جائزاً نہی اور ابن وہبان صاحب و ہبانیہ نے بطریق بحث کے کہا
کہ اگر قضا اپنے دشمن پر قاضی کے علم سے ہو تو بے بوجب اس کی دانست کے فوجاً و نہیں اور اگر شہادت عدول ہو تو لوگوں کے سامنے تو جائز ہو اپنی کتابت
و اعتمد القاضی علی الذین فی منطق صیغہ فقال لہ و لو علی عدلہ قاض حکمہ لان عدلہ لا یحکمہ ذک و انہ یحکمہ و اختار بعض العلماء و فضل
ان کان بالعلم قضی ان یقبل و ان لیکن بحکمہ من الملاء و بشہادۃ العدل قیلاً میں کہتا ہوں اور مہتا دیکھا کہ قول مذکور پر قاضی محب الدین نے اپنی غلطی
میں سو یوں کہا اور اگر اپنے دشمن پر قاضی نے حکم کیا اگر قاضی عادل سے تو یہ حکم صحیح ہے اور برترم اور بعض علماء نے پسند کیا اور یوں تفصیل کی ہے کہ اگر قاضی
نے اپنی دانست پر حکم دیا تو مقبول نہ ہوگا ہرگز اور اگر قضا جماعت کے سامنے شہادت عدول سے تو مقبول ہو قلت لیکن نقل فی البحر والعبی والظہی
و المصنف و غیرہ عند مسئلہ التعلیل من الجائر عن الناصح فی تہذیب آداب القاضی للتحف ان من لو یخیر شہادۃ نہ لیس قضا
و من لو یخیر قضا لا یعتقد علی کتابہ نہی و ہو مرید و کا تصریح بنا اعتماداً المصنف کا لا یخیر فلیعتقد و بل آفتی محقق الشافعی اربع
و میں خطہ نقلت انا لو قضی علیہ شرأ ثبت عدا و نہ بطل قضا و فلیحفظ من کہتا ہوں بحر الرائق اور مینی اور زیلعی اور مصنف و غیرہ نے
سلطان ظالم کی تقلید قضا کے مسئلہ کے پاس خصاف کی تہذیب دیا قاضی میں ماضی سے یہ نقل کیا ہے کہ جب شہادت جائز نہیں کی قضا جائز نہیں ہوگی جسکی قضا جائز نہیں اس کے
مکتوب پر مہتا نہیں اتنے کلام الناصح اور یہ قول مرید یا مرید کے اندر سے اس قول میں جس پر مصنف نے من میں اعتماد کیا چنانچہ یہ پرشیدہ نہیں تو ہسی
اعتقاد کرنا چاہیے اور یہ کیا قسم دیا ہر علی محقق شافعی نے اور ربی کے قول سے یہ نقل کیا کہ اگر ایک شخص پر قاضی نے حکم کیا ہر اس شخص قاضی کی عداوت ثابت کر کے
تو اسکی قضا باطل ہے کہ ہر اور کہنا جائز و فی شرح الوکھانیہ للشرعی لا یثم انما ثبتت العدا و ہو قد ذلت و جرح و قتل و لا یجوز انما صحیح
تقرری عن الشہادۃ ہما وقعت فیہما الخصامۃ کتھا و د وکیل ہما وکیل فیہ و وصی و شریک اور شریک کی شرح و ہبانیہ میں ہے ہر عدل
و ثابت ہوئی ہے اندھن اور غمی اور قتل کرنے والی کے نہ قطع خصامت سوان خصامت ان شہادت ہر اس مقدمہ میں جس میں خصامت واقع ہو گئی ہو
شہادت وکیل کی ائمہ مدین میں وہ وکیل ہر اور جس شہادت وصی و شریک کی ہم نے وصی کی گواہی اس امر میں مقبول نہیں کی اسکو و سبت ہوئی
اور نہ شریک کی مال شرکت میں کذا فی المطاوی و الفاسق لا یصلح لمفتی لان الفتوی من اموال الدین و الفاسق لا یقبل فوکہ فی الدیانات ان
ملک زاد العینی و اختارہ کثیر من المتأخرین و جزم بہ صاحب الجمع فی منہ و لہ فی شرحہ عبارات بلوغ و ہو قول الامام التلث فیضا
امہ فاسق ملاحیت نہیں رکھتا مفتی ہونے کی طے امام کو فاسق کا مفتی مقرر کرنا لائق نہیں اس واسطے کہ فتوی دین کے امور ہو اور فاسق کا قول دینا میں مقبول
ہے نہیں ہوتا کذا مرشح ابن ملک علامہ عینی نے اتنا زیادہ کہا اور کہ بہت متأخرین فقہا نے اختیار کیا ہے اور ہسی پر صاحب مجمع نے اپنے من میں یقین کیلئے
اور مینی کی شرح مجمع میں عبارات بلوغ ہیں اور مینی ائمہ شیعہ کا بھی قول ہے و ظاہر مافی القوی انہ لا یجوز استفتاء و اتفاقاً کا بسطہ المصنف اور
جو تحریر میں ہے اسکا ظاہر مطلب یہ ہے کہ فاسق سو فتوے لینا اور مسئلہ پوچھنا بالاتفاق حلال نہیں چنانچہ کہو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے کہ
قیل لہویر یصلح و بہ جزم فی الذکر لا یجوز ہذا حدیثاً و نسبت الخطا اور قول ضعیف یہ ہے کہ ان فاسق مفتی گری کی ملاحیت رکھتا ہو اور ہسی قول پر
کنز میں یقین کیا ہے اس واسطے کہ مفتی فاسق قول موافق بتانے میں کوشش کرنا جو نسبت خطا کے خوف سے یعنی اس خوف سے کہ کوئی اسکو ماطی نہ ہو
مطاعا ہی نے کہا ہر یہ تھا کہ شراج حدیث نسبت الخطا کہنا اس واسطے کہ خدا ربہ و مقررہ یعنی نہی نے امر کذا فی القاموس و الاخلاص فی اشتراط تسلیم
و عقلہ و شرکھم یبطلہ لا حرمۃ و ذکر لیسۃ و نطقہ فیصلہ انما الاخرین لا قضا و اور علماء میں خلاف نہیں مفتی کے اسلام و عقل

عداوت
میں
میں
میں

منہا فی الکی
بیشتر نہیں

شرط ہونے میں اور بعضوں نے مفتی کی ہر شیارہ میں اور بیدار کسی شرط کی سے نہ مفتی کا آزاد ہونا اور نہ اس کا مرد ہونا اور نہ کو یا ہونا تو کہنے کا فتویٰ دینا یہی
 نہ اس کی قضاہ کو کہنے کا فتویٰ دینا اور سوت مجھ سے جب کہ اس کا ہمارا مفہوم ہو بلکہ مفتی تامل سے اگر کہا جائے کہ یہ چیز کیا جائز ہے یہ وہ سہلاد کر
 یعنی ان کہہ کر تو اس کے اشارہ پر عمل کرنا جائز ہے کہ لفظ الہر قاضیہ جلیلہ قادی مالگیری میں سے سزا دار یہ ہے کہ مفتی خواہم عزت سے سزا دار
 فقہ الفس سلیم اللہ جن جن لہر ت ہوا اور مجھ سے کہ فتویٰ دینا غیر کردہ ہو اس شخص کو اس کی لیاقت رکھتا ہو اور حاکم پر لازم ہو کہ نفس اور تلاش
 کرت کہ کون عالم فتویٰ دینے کے لائق ہے اور نہ کرے فتویٰ دینے سے اس کو جو لیاقت نہیں رکھتا اور نہ لفظ فتویٰ سے یہ ہو کہ تزیب مستغیر کی یاد
 رکھے اغیار اور ہوان سلطان اور امر کے طرف سیلان کرے بلکہ پچھلے اس کا جواب کہ چھٹے میں مستفاد کیا خواہ وہ غنی ہو یا فقیر اور آداب افتا سے یہ ہو کہ
 کا خدا استقامت کو مسترے اور سوال کو ہر شیارہ سے پڑھو بار بار تا ایک حقیقت سوال خوب ظاہر ہو جائے یہ جواب کہ اور پیشہ طے کہ کا ذکر سپیک
 نہ دی جیسے کہ بعض لوگوں کی عادت ہو کہ چونکہ سہمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور تعظیم نام مقدس کی واجب ہو اور جب مفتی جواب تحریر کرے تو لائق یہ ہے
 کہ جواب کے بعد واللہ ہم بائند اسکے لکھے اور واجب ہو کہ مفتی طہرین نرم زبان اور خدان رو ہو اور لائق نہیں کہ بد دن سوال کے فتویٰ کے
 واسطے اجتماع کوئے اور اگر فتویٰ دینے میں چوک جائے تو جرح کرے اور اس کو نہ شراوی نہ نگ کرے اور پیشہ طے کہ لپٹے امام کے مسائل یا ذکر کرے
 اور اس کے قواعد اور سالیب کو معلوم کرے اور واجب نہیں افتا اس امر میں جو ہنوز واقع نہیں افتا فتویٰ میں تساہل کرنا اور حیلوں کی پردہ کی کر لہر
 اگر اغراض بن فساد واقع ہو اور فتویٰ نہ دی اس حالت میں جبکہ اس کے مستغیر ہوں اور بہتر یہ ہے کہ بعد فتویٰ دے اور اگر بیت المال سے رزق کی تر
 جائز ہو یا وجہ کفایت کے اور مستغیر ہوں سوا جرت سے اور اگر اہل شہر اسکے واسطے کچھ روزی مفرد کر دیں تو جائز ہے اور حاکم پر لازم ہو کہ درس
 اور مفتی کی یہ سہل بقدر کفایت روزی مفرد کرے اور ہر شہر کے واسطے سہل ہوتی ہے بل لابل میں تو مستلغات لفظ سہل شہر کو فتویٰ دینا اس مفتی کو
 جائز نہیں جو انکی سہل لفظ سے واقف نہیں اور حاکم اور مفتی کو قبول ہو یہ اور اجابت دعوت خاصہ یا زہو ابو یوسف سے منقول ہے کہ جب ان سے
 کوئی مسئلہ پوچھا تو پوچھا کہ بن عمارہ باندہ ہر شہر اور فتویٰ دینے تنظیم افتا کو سب سے کذا فی الطلادی لفظاً تعجب بن حسن سوال ہو اگر مرد کو فتویٰ دینا چاہے
 فرمایا کہ جب اس کا صواب اکثر ہو اس کی خطا سے اتنے بعضوں نے کہا کہ اگر مفتی سے مسائل اجماع اہل سنت کا سوال ہو تو لائق یہ ہے کہ اس کے جواب کے بعد
 واللہ لوفیق باللہ اللہ توفیق لکھے کہ لفظ الہر و یکتفی بالاشار لاصنہ لافنی للہم صلیتہ مخصوصہ حکمت و الزکمت بعد دعویٰ صحیحہ
 اور مفتی سے اشارہ کرنا کفایت کرتا ہے نہ قاضی سو بسبب زہم ہونے میں خصوصاً کے چنانچہ حکمت اور لزمت بعد دعویٰ صلیتہ کے یعنی قاضی میں لفظ صلیتہ
 حکم بعد دعویٰ لازم ہو تو یہ کہنے کے ہمارا کہ نہیں جو سکھتا بکاف مفتی چنانچہ ذکر ہو چکا واما الاطراف و ہومن یتیم الصوت الفقی فلا یحکم
 بخلاف الاطراف و ہومن یتیم جو شریک آواز سے نصحت امج قول ہے بکاف اس پر کہ جو مطلق نہیں استا و یقنی القاضی و لوفی مجلس القضاء
 هو العصمہ مدر من لہر کما ہم الیہ ظہیرہ و سیتہم اور فتویٰ دے قاضی شکوہ اس کے پاس فیصد کر دینے نہیں آیا کذا فی لہر تہ اور اس سے
 مسئلہ واضح ہو گا فتویٰ دینا قاضی کا جائز ہے اگرچہ افتا مجلس فقہانین ہوا یہی قول مجھ سے کہ لفظ اللہ در خواہ مسئلہ مسلمات کا ہو خواہ دیانات کا کذا فی لہر و
 یاخذ القاضی کلفی بقول اکی حلیۃ علی الاطلاق اور قاضی مفتی کے اندام الوضیفہ کا قول ہے مطلقاً یعنی خواہ صاحبین امام کے ساتھ متفق
 ہوں یا نہیں ہم جامع لہر لہر میں ہے اور اگر ایک مسئلہ میں ہماری ہجاب مختلف ہوں تو اگر الوضیفہ کے ساتھ صاحبین میں ہو کوئی جو خود دونوں کے قول
 سے بسبب ظاہر ہونے صواب کے نہیں اور اگر صاحبین نے اختلاف کیا ابو حنیفہ سے تو اگر اختلاف او کا بحسب زمان ہو جیسے ظاہر ہلت پر حکم کرنا تو یہاں تک
 قول ہے بواسطہ لہر احوال مردم اور فراموشی و معالمت میں ہی صاحبین کے قول کو اختیار کرے کہ اس پر متاخرین کا اجماع ہو اور اسکے سوا میں بعضوں نے
 کہا کہ مجتہد فقہ سے اپنے جہاد کو موافق عمل کرے اور بعضوں نے کہا کہ بیان ابی حنیفہ کے قول کو لے کر اسے کذا فی الطلادی مثلاً بقول ابی ہریرہ
 تم بقول لکروا الحسن بن زیاد و ہوا لا یحکم منیہ و سواجیہ و عبا ک المہر ثم بقول الحسن فقہ پر ابو حنیفہ کے بعد ابو یوسف کا قول ہے لہر و

بعد محمد کا قول ہے پیرا دیکھئے بعد زفر اور حسن بن زیاد کا قول ہے اور یہی ترتیب مذکور اس قول سے کہ ان فی المغنیۃ و ہر سراجیۃ اور عبارت نہر الفائق سہل رح جو کہ پیر زفر کے بعد حسن بن زیاد کا قول ہے سو خبردار ہونے سے مرتبہ حسن کا بعد زفر کے سے نہر الفائق میں اور منیہ اور سراجیہ میں زفر اور حسن بن زیاد و غیرہ میں عمومی ہے کہا کہ جب ایک مسئلہ میں دو قولوں کی تصریح واقع ہوئی ہو تو سختی مختار سے جسکا چلے تو جسے اور یہہ جائز نہیں کہ ایک مقدمہ میں دو قولوں کا فتویٰ دے چنانچہ ہمارے زمانے کے بعض مفتون سے ایسا ہی واقع ہوا و صحیح فی الجواب اعتبار قولہ المذاکرۃ والا کول اصبط ظہار حادی قدسی میں اعتبار کرنے قوۃ درک کی تعمیم کی ہے اور قول اول اصبط ہو کہ ان فی النہر ہم فصیح ہادی اطلاق من کے مقابل سے اور مذکرک بفتح تر اسعہ بمعنی اور اک لینے دو مختلف قولوں میں قوت اور اک مستبرجہ اور قوت اور اک واجب سے دلیل کی قوت کے طرف یا مذکرک سے محل ادراک مراد ہے معنی دلیل صاحب نہر نے قول اول سے منیہ اور سراجیہ کے قول کو واسطے اصبط کہا کہ وہ عام اور عام کو شامل سے عام وہ جو شخص قوت درک کو اور اک نہیں کر سکتا علاوہ اسکے گامے انسان کو بعد اپنے ادراک کے قوت معلوم ہوتی ہے اور واقعہ اسکے برخلاف ہوتا ہے یکسب لیل قوت معلوم ہوتی ہے اور صاحب ہب کی دوسری دلیل سے جس پر شیخ شخص مطلع نہیں بحوالہ اراق میں کہا کہ تعمیم حادی قدسی ہی صورت میں ہے جب کہ امام ایک جانب میں ہوا و حیثیات دوسری جانب میں صاحب بحوالہ اراق نے کہا اگر تو کہے کہ مشائخ کو فتویٰ دینا بغیر قول امام کیونکہ جائز ہوا باوجودیکہ وہ مقدمہ میں امام کے میں کہتا ہوں کہ یہ مشہد مجہد پر دراز تک مشکل بنا اور اسکا جواب میں نے نہیں دیکھا مگر جواب میں سبھا ہوں اسکے کلام سے وہ یہ کہ مشائخ نے ہمارے صاحب کو نقل کیا کہ کسی کو فتویٰ دینا ہمارے قول کا ملال نہیں جب تک یہ نہ بنائے کہ مجھے کہاں سے کہا ہو اور سراجیہ میں نقل کیا کہ عصام جہ امام کی مخالفت کیا کرتے ہو تو اسکا ہم ہی سبب تھا اور وہ بخلاف قول امام اکثر فتویٰ دیا کرتے تھے کیونکہ امام کی دلیل او کو نہ معلوم ہوتی تھی اور ان پر دوسری دلیل ظاہر ہوتی تو اکثر موافق فتویٰ دیتے ہو سو میں کہتا ہوں کہ یہ شرط مشائخ سابقین کے زمانے میں تھی یعنی واسطے کہ ان کو رجحان اجتہاد حاصل تھا اور ہمارے ہاں نہیں تو حفظ یعنی حفظ اقوال امام کافی سے چنانچہ قنیہ وغیرہ میں جو جواب فتویٰ دینا بقول امام طال سے بلکہ واجب ہو اگرچہ معلوم نہ ہو کہ امام نے کہا کہ کسی کو ہر جیسے فتویٰ دیکے جس قول کی مادی میں تعمیم کی وہ اسی شرط مذکور پر مبنی ہے اور فقہانے تعمیم کی ہے کہ فتویٰ دینا امام کے قول پر جو تو نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ہر شیخ نے معتدین پر افتاء بقول امام واجب ہے اگرچہ مشائخ نے برخلاف اسکے فتویٰ دیا ہو کیونکہ انہوں نے برخلاف قول امام فتویٰ یا بسبب فقدان شرط کو ان کو حق میں معنی واقف ہونا امام کی دلیل پر اور ہر شیخ پر افتاء بقول امام لازم ہو اگرچہ او کی دلیل بنجائے منحنی مضمون البحر کہ ان فی المطاہی ولا یجوز ان الذم یلک مجتہد بل المقلید متی خالف معتد مذہبہ لا ینفذ حکمہ و ینقض ہوا الخناز للفتاویٰ کما تبسطہ المصنیف فی فتاواہ و عینہ و قد صلا فی اولی الکتاب و شیخ اور قاضی خوارزمی نے اختیار نہیں اخذ غالب میں جب کہ وہ مجتہد نہ ہو بلکہ قاضی مقلد جبکہ اپنے مذہب کے معتد قول کا خلاف کر گیا تو اسکا حکم جاری نہ ہو بلکہ توڑ دیا جائیگا یہی قول خوارزمی فتویٰ کو واسطے چنانچہ مصنف نے اسکو شرح بیان کیا ہو اپنے فتاویٰ میں اور غیر مصنف ذہبی اور ہر اس کتاب کے اول میں قبل گفتار بطبارہ ہو کہ مقدم ذکر کر چکے ہیں اور اگر کسی نے بھی مذکور ہوگا وہی القحستانی وغیرہ اعلم ان کل موضع قالوا الرأی فیہ للقاضی فالمراد قاضی لہ مملکۃ الاجتہاد الخ و قحستانی وغیرہ میں جو معلوم کہ جس مقام میں علمائے امام نے کہا کہ اس میں قاضی کی راسی سے نو مان وہ قاضی مراد ہے جو حکومت اجتہاد حاصل سے انتہی وہی الخلاصۃ و انما ینفذ القضاء فی المجتہد فیہ اذا علم انہ مجتہد فیہ والا فلا اور غلامہ میں جو کہ مجتہد فیہ یعنی حسین اقلات مجتہدین جو اس میں قوت حکم قاضی نہ ہو جب کہ قاضی کو مجتہد معلوم ہو کہ وہ مجتہد فیہ ہو اور اگر مجتہد نہ ہو تو حکم اسکا نافذ نہیں ہم یہ حکم جو قاضی مجتہد کا واسطے کہ ابھی معلوم ہو چکا کہ قاضی مقلد پر امام معتد مذہب واجب ہے غیر مذہب کا اسکو خلاف معلوم ہو یا نہ اور مجتہد کو حکم مجتہد فیہ اسو شرط ہوا کہ شاید صحابہ یا غیر صحابہ کے اجماع ہو اسکا حکم مخالف نہ ہو کہ ان فی المطاہی و انما اختلف مفتیان فی جواب حدیث اخذ بقول القاضی ما بعد ان یکن او کما مر سراجیہ اور جب کہ دو مفتی ایک مقدمہ کے جواب میں مختلف ہوں تو فقہ ترکا قول ہے بعد مفتی ترہ شیعہ کہ ان فی ہر سراجیہ یعنی جو دو وزن میں زیادہ ترفیع اور زیادہ تر پر مہر کار ہوا اسکے قول پر قاضی عمل کرے وہی الملقط و اذا اختلف علیہ امر کو لا رأی لہ فیہ شاذ و البطلان و نظر حسن انما و یلیم و قضی باذناہ صوابا لا یفید الا ان یکن

قاضی جاہل غیر شخص کے فتویٰ سے ہم ہوا سطلے کہ مقدمہ و قضائے خدادار کو حق کا پورا پورا حاصل ہو سکتا ہے غیر کے فتویٰ سے کہ انی البھران غرض صاحب فہم کہ بیدار
 کیا کہ قضایا کی مراد عامی سے جاہل شخص نہیں بلکہ ناقل ہم اور فہم فرد ہے اور کمتر مرتبہ بھی جس کی بعض حوادث اور مسائل و قیود کو خوب جانتا ہو اور طریقہ تحصیل احکام
 شرعیہ کتب مذہب اور صدور شائع ہو جانتا ہو اور دلائل اور دھاری اور مجہدین کیفیت آراء اور مہاشائے واقف ہو انہو کو کافی شیخ محوی وغیرہ نکلیں
 ایسا کہ الذی اذہم المقتضی یفتی بالذی بانہ والقاضی یفتی بالظاہر دل علی ان الجاحل لا یکتبہ القضاء بالفتویٰ ایضا فلا یدکن کون الحاکم فی
 الیامہ والقاضی حاکم و ینا کالکتاب الا حکم و ان الکتاب الا حکم و ان العلم لیکن برازیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ مننے دیانت پر فتویٰ دیتا ہو اور فتویٰ
 ظاہر ہو حکم کرتا ہے یہ قول اسپر دلات کرتا ہے کہ جاہل کو فیس کے فتویٰ پر حکم دینا ممکن نہیں تو ہمارا در فرج میں قاضی حاکم کو عالم اور دیندار ہونا ضروری ہے
 اور عالم دیندار پر نا کبریت امر کے ماننے اور کہاں کی کبریت احمد اور کہاں علم انتہی کلام البرازی ہم مننے جب یہ ثابت ہو کہ بنا ہی فتویٰ دیانت پر چہ مننے
 فیما بینہ و بین اللہ اور بنا ہی قضا ظاہر لفظ پر سے اور اسپر تراش دلات کو بن قواب قاضی کو مننے کے فتویٰ پر حکم کرنا غیر ممکن ہے یعنی ہر مقدمہ میں مستنبط
 اس واسطے کہ جائز ہے کہ فتویٰ بالذی بانہ و او اور فردج کو ہوا سطلے خاص کر کے ذکر کیا کہ دونوں میں تفریق اور اختلاف انساب سے فرزندہ ہو مطلقاً
 کہا جاتا ہے اسکا جواب یوں دیا کہ اقسام سے وہ مراتب سے ہر قاضی محل کو سے ہر جہ کہ قاضی مننے سے سوال کری کہ اگر ایسی صورت قاضی کے رو برو پیش ہو
 تو وہ اس میں کیا حکم کری علاوہ اسکے مخالفت دیانت کی قضا سے اور مسائل میں جو نہ ہر مسئلہ میں و مثلاً فیما ذکر المقتضی اور قاضی کی مانند اوصاف مذکور
 میں مننے سے یعنی مننے کا بھی موقوف ہو جو نامراد ہو مفت اور عقل اور صلاح اور فہم اور عدل اور آثار اور وجہ فقہ کے علم میں و جو عدل کا ہم و علیہ المحدث
 انما من یحکم قال المجتہد فلیس بمفتی و فتواہ لیس بفتویٰ بل ہو نقل کلام کا مستطاب ابن اہام اور مننے ہو لیون کے نزدیک عبادت ہو مجتہد سے
 اور جو اقوال مجتہد کو یاد کرے وہ مننے نہیں اور اسکا فتویٰ بھی مستطاب نہیں بلکہ وہ نقل کلام ہے چنانچہ ابن ہام نے اسکو فتویٰ القدر میں شرح بیان کیا جو مننے
 القدر میں سے رہی ہو لیون اسپر مستطاب ہو گئی ہو کہ مننے وہ ہو جو مجتہد ہو اور غیر مجتہد ہو مجتہد کا قول یاد کرے وہ مننے نہیں اور جب اسکو کوئی سوال کرے
 تو اس پر واجب ہو کہ مجتہد مثلاً امام ابوحنیفہ کا قول بطریق حکایت کو ذکر کری تو اسکو معلوم ہو کہ ہمارے مقلدین میں علماء موجود ہیں کا فتویٰ وہ درحقیقت فتویٰ نہیں بلکہ
 وہ کلام مننے کی نقل ہے اور اسکے نقل کر نیکی کے واسطے بن یا یہ کہ ناقل کی اس نقل میں مجتہد مننے تک سند ہو یعنی نقل مجتہد واسطے روایات مستطاب ہو سکتی
 یا ناقل نے کتاب مشہور سے جو دست بدست متداول ہو قول مجتہد کو یاد کیا ہو چنانچہ محمد بن حسین شیبانی کی کتب یا مانند اسکے تصانیف مشہورہ معتدہ مجتہدین سے کہہ کر
 کتب مذکورہ منیرہ غیر متواتر مشہور کی ہیں ایسا کہ یہ ذکر کیا ہو برازی سے انہو کلام الفتح ولا یطلب القضاء بغلیہ ولا یستلزمہ بلستائہ اور نہ خواہش کری
 قضا کی اپنے دل سے اور نہ اسکا سوال کرے اپنی زبان سے ہم یہ فقہی مجتہد ہی سے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں اس سے مروی ہو کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قضا کا سوال کر لیا وہ اپنی ذات پر سپرد کیا جائیگا یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے توفیق خیر ہو کہ ہوگی اور سپرد کر لیا جائیگا اپنی جو
 تر برستی قاضی کیا جائیگا تو اس کے طرف فرشتہ نازل کیا جائیگا وہ اسکو طریق مستقیم پر قائم رکھوگا اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا کہ امی عبد اللہ بن مسعود امارت کا سوال کیجیو اس واسطے کہ اگر امارت سوال کیجیو دیکھو گی حوائج کے طرف تو سپرد کیا جائیگا اور اگر بدو سوال کیجیو امارت دیکھو گی
 تو تیری اعانت کیجائیگی کہ انی الفتح معلوم ہو کہ طلب اور سوال قضا کا علل نہیں حرام ہے اس واسطے کہ جب سوال سوا عانت رہا ہی نہ ہو تو سوا ہی خذلان ہو
 و این او سکا کی غرہ ہو اور اس واسطے کہ طالب قضا اپنے نفس پر عہد کرے کہ ہر قوم و ہر گاہ اور سپرد برستی ہوگی وہ اپنی رہا پر توکل کر لیا تو وہ لکھ کر لیا جائیگا
 فی الخلاصہ طالعہ لا یؤتی الا اذا تعین علیہ الفضل و کا خط التولیعہ مشروط لہ ادا کی ان القائلین اللاضی الا ان یجوز
 نھو اور غلامہ میں ہے کہ جو ولایت طلب کری اسکو حکومت نہ دیا جائیگی مگر جب کہ طالب پر قضا میں ہو جاو یا تولیت وقف اسکے واسطے مشروط ہو یا متواتر یا نبی جید
 یہ ہو کر کہ معزولی میری قاضی اول کیما نب سے بلا قصد ہے کہ انی النہر ہم نبر الفائق میں سے کہ جیسے طلب جائز نہیں ویسوی تولیت بھی طالب کی جائز
 نہیں اور اس میں کچھ فرق نہیں ابین قضا اور تولیت وقف اور وصایت کے اور در صورت مشروطیت تولیت اگر طلب کر لیا تو یہ مفید نہ ہوگی طالب جو اس

درجہ

وکرار ما در حق تعالی
تقدیر

فیه قطعاً من غیر تردید فی ہر منہ فقیہ الاحکام المحکمۃ اور حرام پر نااہل پر داخل ہوا قضائین یقیناً بلا تردید فی الحوتہ تو حسین کا حکم جس میں ہم غلام
ہیں جو کہ قبول تھا کامی قرض میں چاہے اگر وہی شخص متین جو قضا کے واسطے اور قرض کفایہ میں واسطے متاحل کے جب کہ اس کے سوا اور لوگ بھی قضا
قضا کہتے ہوں اور کردہ سے جب کہ ظلم کا خوف ہو اور عوام سے اگر ظلم کا ظن غالب ہو اور صباح سے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے در صورت بخونی ظلم و
انصاف کذا فی النہی سبب چند احادیث در باب تقدیر قضا نقل کرنا مناسب مقام سے اصحاب شیخ ابن ابی شیبہ ابو ہریرہ سے روایت کی ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال من قبل علی قضا نقد و یوم بغیر سیکین یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قاضی بنایا گیا وہ سب سے چری دبیج ہو گیا تردید میں
کہا جیسے یث حسن سے اور ابن عدی نے لائل میں ابن عباس سے حدیث مرفوع روایت کی من شقی نقد و یوم بغیر سیکین یعنی جس نے قضا طلب کی وہ جسے
چری دبیج ہو گیا لہذا اکثر سلف نے قضا سے پرہیز کیا چنانچہ امام عظیم ابو حنیفہ نے ضرب اور قید اختیار کی مگر قضا قبول کی اور بیان تک میر کیا کہ فیہ
غانہ میں مرگے اور محمد بن حسن اس واسطے ایک ہینہ چند روز قید سے ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قضا میں سمندر سے کیونکر ادا سکے ہاں ہوسکتا تیر کرنا ہوسکتا
نے کہا کہ جو عین اور سفینہ وثیق سے اور طاع عالم واقف کاسے تو امام نے فرمایا کہ کتنے تک قاضیا میں شاید کہ تو قاضی ہوگا مجھ سے مسلم بن ابی ذر
ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی ابو ذر میں تیری واسطے وہ چیز محبوب کہتا ہوں جو اپنی ذات کی واسطے محبوب رکھتا ہوں ہرگز نہ مکہ کیو و دشمنوں پر اور
مال یتیم کا متولی ہو جو ادا و دین روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی تین میں دو دوزخ میں ہیں اور ایک بہشت میں ایک
مرد وہ جس نے حق کو دریافت کیا پھر اویس کے موافق حکم دیا تو وہ بہشت میں ہے اور ایک مرد وہ جس نے شک کو دریافت کیا اور سپر حکم دیا اور حکم میں جو کیا
تو وہ دوزخ میں ہے اور ایک مرد وہ جس نے شک کو دریافت کیا اور لوگوں کا فیصلہ کیا ادا لے اور جہل سے نوہ دوزخ میں ہے اور صحیح ابن حبان میں مائشہ
صدیقہ سے روایت ہو کہ نبی نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ قاضی عادل بلا جائیگا قیامت کی دن تو شدت مساب میں آنا گرفتار ہوگا
کر آرزو کر لگا کہ اپنی عربین و دشمنوں میں فیصلہ کیا ہوتا آدہ نسائی میں روایت سے کہ کھولنے کہا کہ اگر مجھ کو اختیار دیا جائی میری گردن ہانے میں اور قضا قبول
کرنے میں تو میں اپنی گردن کو آنا اختیار کر دوں اور حاکم نے ابن عباس سے حدیث مرفوع نقل کی کہ جو دشمنوں پر حاکم ہو پھر اس نے اذنین او کی خوشی
یا خوشی کیو موافق حکم کیا تو وہ قیامت کے دن بلا جائیگا اور اس کا ہاتھ گردن میں بند ہوگا سو اگر اس نے قرآن کے موافق حکم کیا اور رشوت نلی اپنی حکم میں
اور ظلم کیا تو حق تعالیٰ اس کے قتل اور بندش کو چھوڑ دیا اور اگر بغیر قرآن کے حکم کیا اور اپنے حکم میں رشوت لی اور ظلم کیا تو اس میں اس کا ایمان ہاتھ
داعی ہاتھ کی طرف باز دیا جائیگا پھر وہ ڈال دیا جائیگا جہنم میں کذا فی فتح القدیر و یحییٰ نقلاً عن القضاۃ من الشلطان العادل والجلال و لو کا قوا ذکر
مسکین و غیرہ الا اذا کان ینتقل عن القضاۃ بالحق و یحییٰ اور جابر سے قبول کرنا قضا کا بادشاہ عادل اور ظالم سے اگر بادشاہ کا فر ہو ذکر کیا
اسکو مسکین وغیرہ مگر جب کہ بادشاہ مذکور قاضی کو قضا با حق سے منع کرے تو اب حرام ہو ہم عادل وہی جو ہر شے کو اس کے مقام پر چھو اور بعضوں نے کہا
جو توسط اختیار کرے افراط و تفریط میں خواہ توسط عقائد میں ہو یا حال میں یا اخلاق میں و قیل غیر ذلک اور حجاج بن یوسف کے ظلم میں کچھ شک نہیں اور حال
عمامی سلف نے اس کے لئے میں قضا قبول کی تا ارغانیہ میں سے کہ سلام شرط نہیں اس بادشاہ میں جو قاضیوں کو مقرر کرتا ہے اور جو بلا و سلام کہ کا فزون
قبضے میں ہیں وہ بلا شک بلا سلام ہیں نہ بلا و حرب اس واسطے کہ انہوں نے اذنین کفر کا حکم جاری نہیں کیا اور قاضی وہاں مسلمان ہیں اور لوگ جو ان کی اطاعت
بضرورت کرتے ہیں وہ مسلمان ہیں اور اگر بلا ضرورت اطاعت کرتے ہیں تو فاسق ہیں اور جس شہر میں کہ کفار کے طرف سے حاکم مسلم ہے تو اس میں فاسق بھی
خو عید اور اخذ خارج اور تقلید قضا اور تردید جائے جائز سے کیونکہ اداون پر مسلم ستوی جو اور طاعت کفر تو خدا دہ ہو اور وہ بلا دین پر کفار حاکم ہیں مسلمانوں کو
دن میں اقامت جمہور اور عید جائز ہو اور قاضی تو قاضی ہو جائے ترافعی سلین سے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ کفار سے حاکم مسلم کی درخواست کو نہ مانگو اور
مسکین نے اسکو اپنی شرح میں اصل کے طرف نسبت کیا جو اور انڈا اسکے جامع لہو لیلین میں سے کذا فی النہر و لو قعد والی بکلف کفار و جب علی
المسلمین تعیین لکالی للامام الجمیع فقہ اور اگر حاکم مفقود ہو بسبب غلبہ کفار کے تو مسلمین پر واجب ہو معین کر لینا حاکم اور امام جمیعہ کا کذا فی الفتح ہم

افق القدرین ہو کہ اگر بادشاہ نہ ہوتا تو وہ چھبہ تقلید تھا جائز سے چھبہ یعنی بلاکین میں اب کاغذ غالب ہو گا کہ میں چھبہ قرطبیہ میں تو مسلمین پر واجب ہو
 کہ چھبہ مسلمین ایک شخص پر اتفاق کریں اور ہکودہ الی قرار دین چھبہ قاضی کو مقرر کرے تادمہ او نہیں فیصلہ کیا کری اور طبع ایک شخص کو امام شہرا دین ہو گا
 چھبہ پڑا کر وائے ادب سے کہے کہ طعن منطوق ہو تا ہو تو اسی پر ہما کرنا چاہیے کہ انی البند و حسن سلطان الحواریہ و اھل البقیہ و اذا
 صلیت التوبیۃ فی القریۃ و اذا کفر فی قضاۃ الباغی الی قاضی العدل نقد و قیل لا بہ بجریم الناصحی اور جائز ہو قضا قبول کرنا خارجین کے
 بادشاہ اور باغیوں کو اور جب کہ اہل بغاوت کی توبیت قضا معیم ہوئی تو اونا کا معزول کرنا بھی معیم ہے یعنی اگر قاضی عادل کو معزول کر کے قاضی باغی
 مقرر کرے تو معیم ہے اور جب کہ قاضی باغی کا مرافعہ ہو قاضی عادل کی طعن تو ہکودہ جاری رکھے اور بعضوں نے کہا کہ جاری نہ کری اور اسی پر یقین کیا ہو چکی
 ہم عمر الرائق میں ہے کہ قاضی باغی کی قضا نافذ ہے جیسے فساق اہل عدل کی قضا نافذ ہے اس واسطے کہ قیل مع میں فاسق صلاحیت قضا کی رکھتا ہو اور
 یہی قول مستند ہو جانتے تو معلوم ہو کہ قول نسیم خلاف مستند ہے فاذا اقصیٰ المقتضی طلب ہوان قاضی قضاۃ یعنی التبیہ لیت پر ہے کہ بعد قضا ضروری
 ہو تو قبل کے قاضی سے دیوان یعنی سجلات کو طلب کر و ہم دیوان صل میں منسے جرم حساب ہی بہر حساب پر اسکا اطلاق ہو اپہر موضع حساب پر ادیان مراد
 وہ تہیلان اور بستے میں زمین سجلات اور محضر و غیرہ ہوں دستور یہ ہو کہ قاضی منسے کہتا ہی ایک اپنے پاس رکھتا ہو کہ شاید اس کے طرف کا جو حاجت ہو اور
 اور سرخص کے ماتحت بن تیار ہو اور جو خص کے ماتحت ہیں وہ ہما کے لائق نہیں تو قاضی محسوب دو شخص یا ایک امین کو بھیجے تا قاضی منزل یا وکیلان سے
 کو افندہ گورہ لے اور ہر ایک کا فندہ کا حال اس کو پوچھو اور ہر قسم کو علمدہ علمدہ تہیل میں رکھے تا خان آسان ہو پھر بعد قضا کے اوپر ہر کہ جو تہیز رکھتا
 اسو سجن وہ حسین حضرت قضا میں اور قرار دے نا علیہ یا انکار اور حکم لشہادت یا بیکول ہر طرح پر نہ کہ جو کہ شہتاہ نہ رہے اور ہکودہ ضروری کہہ میں او مسک و سجن
 یہیم یار میں اور اقرار وغیرہ مکتوب جو اور حجت اور وثیقہ تہیز کو شال ہے اور حال کے عرف میں سجن وہ جو جسکو شاید وین و اقصیٰ ان کہتا اور قاضی کے
 پاس نا اور شہر قاضی کا خط نہیں اور حجت وہ حسین سجن سے واقعہ منقول ہو اور اس کے اوپر قاضی کی علامت ہو اور سجنے اس کے شاہد ان کا خط ہو اور جو حکم
 دیا جا تو کہ انی لطلادی من البحر و نظری حال المحبوسین فی سجن القاضی اور قاضی نظر کر و ان قیدیوں کے حال میں جو قاضی کے قید خانہ میں ہیں
 ہم یعنی قاضی ایک مستند کو قید خانہ میں بھیجے اور وہ قیدیوں کے نام اور ان کی اخبار اور اس کے مفید ہونے کا سبب لکھو اور دریافت کر و کہ کسی کو کون سے قیدی
 کیا و نا المحبوس فی سجن التوالی فعلی الامام النظر فی احوال المحبوس اور جو شخص حاکم کے قید خانہ میں محبوس ہے تو امام یعنی بادشاہ پر لکھو کہ حال کا نظر کرنا لازم
 نفس کی صحت ادب آگاہ کہ الا اطلقہ سو جس قید کو ادب دینا لازم ہو تو اس کو ادب دے یعنی تقریر دے اور نہیں تو ہکودہ چھبہ دے ہم یوں کہنا مناسب تھا
 جیسا کہ برالائق میں شرح ادب ہے کہ اگر محبوس کا کوئی قضیہ ہو تو چھبہ دے ہر واسطے کہ جائز ہو کہ محبوس لائق تاویب ہو مگر اس کو قضیہ مستغنی ہو و لا یستغنی
 احکام فی قید الا اطلقہ لعلہ اور کسیکو شب باش نہ ہونے دی قید میں مگر اس مرد کو جو خوریزی میں ماخذ ہو و تفتقہ من لیس لہ قال فی بیت
 المال لیس اور اس قید کا خیر جس کے پاس مال نہیں بیت المال میں ہے کہ انی البحر یعنی مجلس محبوس کی خوراک اور پوشاک بیت المال میں ہو اور یہی حکم ہے
 شرکین کے مجھوٹا اور نہ داربہ ہو کہ اس کام پر ایک مرد صالح کو مقرر کر و جس کے پاس نوکر نام لکھو ہوں اور شہرخص کا خرچ ماہ ماہ دیا رہے اور شہرخص کو بلا کر اپنے
 ماتہ سو دے کہ انی لطلادی فمن اقرضہ صحتی او قامت علیہ بقیۃ الزمۃ المحبس کل حبسکین وقیل الحق سو برسین میں سو چوں کا قرار کرے
 یا اور سپر گرامی قائم ہو تو اس کو جس لازم ہو کہ سو سکین نے شرمین ذکر کیا اور قول ضعیف بہہ ہو کہ اس پر حق لازم کرے یہ قولی یعنی ادب میں جام کامی
 و لا نادی علیہ بقدر ما تری لہ فی طلقہ بکفیل بنفسہ فان آبی نادى علیہ شہر اخر اطلقہ ماہ مگر اقرار یا گواہی ہو تو اس پر منادی کر و کہ
 جسقہ کہ دت قاضی کی راہ میں آدمی ہو کہ سو چھبہ دے اور سو حاضر مناسن لیکر سو اگر وہ حاضر مناسنی دیو سے انکار کر و تو اس پر ہینہ بہر منادی کر و کہ
 پھر ہکودہ چھبہ دے ہر طریقہ نہ دیوں ہو کہ قاضی اپنے جلوس کے وقت محل میں منادی کو بھیجے کہ وہ کچا رہے کہ جسکو ظان بن ظان محبوس ہو کچہ دے وہی جو چاہے
 ہوتا اسکی بدکاری ہو و علی فی الودائع و مکتات الوقف بیتنا و الاقرادی البتہ اور قاضی محل کر و اسوال مدلیت اور محاصل وقف میں بھی

دوسم نے حکم فرمایا اس سو کہ ہم ایک خصم کی ضیافت کریں مگر کہ اس کے ساتھ اس کا خصم جو اس کا بیچ عبد الرزاق اور ارقطنی نے روایت کی اور ہوا سطلے کہ تین میلان سے کہ انے لہتم کفر لو فعل ذلك معهما جائز عن ان اگر ہو سکود و وزن کے ساتھ کری تو جائز سے کہ انی النہرم نہر الفائق بین جو کہ ضیافت میں احد ہر جا کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر دو وزن کی ہمتی ضیافت کرے تو جائز سے اور قیاس اس کا یہ جو کہ اگر دو وزن کو سرگوشی کری یا دو وزن کے طرف نشانی اشارہ کری تو جائز سے انہی ولا یفرخ فی مجلس الحکم مطلقاً ولو بغیرہا لذلک حاکم ابیہ اور قاضی خوش طبعی کہ جو حکم کی مجلس میں مطلقاً اگر یہ خصمین کے ہوا اور کسی سے کری اس واسطے کہ خوش طبعی سے مہابت اور رعب نہیں ہوتا ولا یلقیہ جنتہ وعن الثانی لا بأس بہ عینی اور قاضی کسی سے عینی اور عینی کو جنت نہ سکھاوی اور ابو یوسف سے روایت ایک بھ بھی ہے کہ تعلقین حجت میں کچھ مضائقہ نہیں کہ انی لہنی ہم تعلقین حجت اس واسطے جائز نہیں کہ سہین ہمت ہو اور دوسرے کی دل شکنی سے ولا یلقی الشاہد شہادۃ واستحسنہ ابو یوسف فیما لا یستفیک بہ زیادۃ علیہ امد قاضی شاہد کو تعلقین شہادت کرے اور تعلقین شہادت کو ابو یوسف نے پسند کیا ہے جس تعلقین میں شاہد کو زیادہ دہشت حاصل ہو ہم ابو یوسف اور قاضی کا ایک قول یہ ہے کہ جس شاہد پر شہادت اور بیعت غالب ہو سو وہ شہادت سے کچھ ترک کری تو مضائقہ نہیں کہ قاضی اس کی اطلاع کرے کہ تو گواہی دیا ہے ایسی اور ایسی بشرطیکہ عمل بت ہو اور اگر محل نہایت ہو طرح پر کہ عینی پندرہ سو کا دعویٰ کرے اور عا علیہ پانچ سو کا منکر ہو اور شاہد ہزار کی شہادت دی تو قاضی کے کہ شاید عینی نے پانچ سو کر دی ہو اور شاہد کو اس سے علم حاصل ہو سو معافی کے قول سے اپنی شہادت کو دعویٰ دیکھ کے موافق کرے جس طرح قاضی نے توفیق دی تو یہ بالاتفاق جائز نہیں جسے تعلقین امد تعلقین جائز نہیں اور متوسطین سے کہ طرفین کا قول عزیمت ہو اور قول ابو یوسف رخصت سے اس واسطے کہ جب ابو یوسف بتلا بقضائہ اور دیکھا کہ ہیت مجلس قضا سے شاہد ادا کی شہادت سو بند ہو جائے تو کہا کہ اگر ہم کو تعلقین کریں تو حق ضائع ہو جائے کہ انی الفتح والفتویٰ علی قولہ فیما یعلق بالقضاء لزیادۃ یحییٰ بنہ برازیہ اور فتویٰ ابو یوسف کے قول پر سے متعلقات قضائین ابو یوسف کے زیادہ بجز یہ ہونیکے سبب ہم اور تین میں ہی برازیہ کے موافق فتویٰ بقول ابو یوسف نہ کرے کہ انی النہر مطلقا وہی نے کہا کہ فتویٰ بقول ابو یوسف قضائین غلبی سے یعنی اکثری سے نکلی دے لو لو الجیہ یحکم ان ابابوسف وقت موتہ قال اللہ عز وجل انکم تعلمون انی لم اقل الی احد الخصمین حتی بالقلب الا فی خصوصۃ تعمرانی ہم الرشید لم استوی بہما وقضیت علی الرشید ثم یحکم انہی قلت ومفادہ ان القاضی یقضی علی من ولاہ وانی للفتی وبعثتہم ولا یحکم علیہ وبعثتہ اور ولوالہ یہ میں حکایت ہے کہ ابو یوسف نے اپنی موت کے وقت کہا الہی تو جانتا ہے کہ میں میلان نہیں کیا یعنی میں نہیں چکا احد الخصمین کہ میں یہاں تک کہ دل سے ہی مگر ایک نصرانی کی خصوصت میں ہارون رشید کے ساتھ میرے دو نو کو برابر نہیں کیا یعنی مجلس میں اور حکم کیا میں نے ہارون رشید پر یعنی اس کو تبرایا اور نصرانی کو چٹایا پھر ابو یوسف رد فرماتے ہیں کہ اس حکایت کے مسئلے سے معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم جاری ہے اس بادشاہ چرخی کو قاضی مقرر کیا اور ملتے الامیر میں سے اور قاضی کا حکم صحیح ہے اس سلطان کو فتح اور نصرت میں جسے اس کو قاضی کیا اور اس کا ذکر آگے آئے گا فروعہ مسائل لمحۃ شامع کے فی البدایہ من محملہ آداب القاضی انہ لا یحکم احد الخصمین بلسان لا یمیزہ الا خیر بانی من جو کہ جملہ ادب قاضی ہے کہ قاضی کلام کرے احد الخصمین سو اس بولی میں ہو کہ دوسرے خصمین جانتا ہے اس واسطے کہ یہ بزرگ کلام مخفی کے سے و فی التنازع خانیۃ والا حق طاک یقول للخصمین تم حکم دینا حکم حتی اذا کان فی التقليد حکم یصدر حکماً بحد حکم ہا اور تا زمانہ میں جو اور زیادہ تر احتیاط ہے کہ قاضی عینی اور عینی کے کہو کہ تمہاری باہن میں حکم کر دوں تو اگر قاضی کی تعلیم قضائین کچھ خلل ہو گا تو قاضی حکم اور پھر ہو جائیگا و وزن کی حکیم سے ہم یعنی قاضی حکم کریں کی دو وزن اجازت چاہے جب وہ کہیں کہ حکم کیجئے تب حکم کری فائدہ اس کا یہ ہے کہ اگر تعلیم قضائین کچھ خلل ہو مثلاً رشوت دیکر عہد قضا لیا ہو تو بطور نجات کے فیصلہ صحیح ہو گا کہ انی لہم کفی بحق ثم آخرہ السلطان بالاسنیان فی حقہ من العلماء لم یکرہہ برازیہ قاضی نے فیصلہ دیا ہے کیا پیر بادشاہ نو ہو حکم کیا کہ پیر سے ملے ملے کے سامنے فیصلہ کر دینے دعویٰ اور گواہی سن کر تو قاضی پر ہتھان لازم نہیں کہ انے البرازیہ ہم مطلقا وہی کہا بحر الرائق میں برازیہ سے یوں منقول ہے کہ قاضی پر یہ فرض نہیں تو معلوم ہوا کہ ہتھان جائز سے طلب المتعفی علیہ کفۃ السبیل من المتعفی لہ یکرہہ علی العلماء

ثمن بعض نفع است و جیسو امرت اور مانند قرض کے اگرچہ ذمی کا قرض ہو مسلم ہوا اور مانند مہر مجمل کے اور جو دین کا اور سکولانہ مہر کے کفالت سے اگرچہ کفالت بالکسر
 ہو یا ضامن کا ضامن ہو اگرچہ ضامن کبشتہ ہوں کہ ذی الزانیہ ہو اسلئے کہ ضامن نے دین کو اپنے اوپر لازم کر لیا بسبب عقد کفالت کے مانند مہر کے اور جیسو
 یعنی ثمن اور قرض اور مہر مجمل اور دین کفالت میں مجبوس ہونا بلا تعدیق دعویٰ محتاجی قول مقدمہ جو برخلاف فتویٰ قاضی خان کے بسبب مقدمہ جو بنون اور قرض
 قادی پر کذا فی البحر تو سکو یاد رکھنا چاہئے ہم قاضی خان نے کہا کہ در صورت دعویٰ افلاس جس نہیں مگر ثمن اور قرض میں اور مہر مجمل اور دین کفالت میں جس نہیں مگر ثمن
 مفلسی میں لیکن یہ فتویٰ متون اور شروح مذہب کے مخالف ہے لہذا مقدمہ نہیں اشیاء مذکورہ میں جس کرنیکی وجہ باوجود دعویٰ افلاس یہ ہے کہ جب مال اسکے ہا
 میں آیتلئے بیم اور قرض نواد اسی میں پر قدرت ثابت ہوئی اور جو دین کہ بعد از اتمام کیا مانند مہر اور کفالت کے اس میں بھی قدرت ایضا ثابت ہے کیونکہ
 قبول مہر اور کفالت پر پیش قدمی کرنا دلیل ہے قدرت ایضا پر تو مجبوس ہو گا اور اسکا قبول کہ میں محتاج ہوں سبب نحو گا کیونکہ یہ قول مناقض کے مانند جو سبب
 وجود دلیل کشادہ دستی بمحصل اس ملت میں حال غالب کو معتبر کہا والا شیا مذکورہ کو باوجود افلاس بھی کرتے ہیں کیونکہ مناط حکام غالب پر ہے
 نہ نادر پر کذا فی البحر طعن حکم فی الاختیار بدل الحکم ہنا خطا قنہ مان اختیار شرح مختار میں بدل منع کو یہاں شمار کرنا خطا ہو گا و رہنا
 ہم بدل منع کو یہاں شمار کرنا یعنی جہاں جس لازم ہے باوجود دعویٰ محتاجی و اذا القاضی انہ یحبس ایضاً فی کلی عین یقتل علی تسلیم کا علی
 المنصوص اور قلاسی نے اشیاء اربعہ مذکورہ پر یہ بھی یاد کیا ہے کہ مد علیہ جس کی جگہ ہر ایک اس میں جس کی تسلیم ہو وہ قدرت رکھنا ہر چاہے جسبب
 کی بری بیزا یحبس فی غیرہ ای ذیل ما ذکر ہو فیہ صلوہ بدل الخلم و معصوم و مستغنی و دم عین و علق حظ شریک و اگر ثمن چاہے و نفقہ
 قریب زوجہ و مہر و مجمل جس کی جگہ ہر چہ اشیاء اربعہ مذکورہ کو غیر میں اور کسی خصوص میں ہیں بدل منع بدل معصوم و مستغنی یعنی جو چیز منع کردالی اسکا بدل
 دم عین کا بدل شریک حصہ آزاد و کوئی اجابت کی دیت کے نفقہ قریب دار نفقہ زوجہ مہر قبول قلت ظاہرہ و لو بعد طلاق میں کہنا ہوں اور ظاہر
 اطلاق مہر قبول کا اسبب لالت کرنا ہے کہ اس میں جس نہیں طلاق کے بعد بھی ملنے اگرچہ مہر قبول طلاق سے بھل ہو گیا تو یہی جس نہیں دینی نفقات الزانیہ
 یثبت الیساک و ایضاً ہنا بخلاف سائر الذہب اور بزانیہ کی نفقات میں جو کہ کشادہ دستی خبرینے سے ثابت ہوتی ہے یہاں یعنی نفقات میں بھلائی
 یا فی دیون کہ دیاں نفقہ خبر سوا ثابت نہیں ہوتی لکن آفتی ابن نجیم بان القول لہ بجدیہ و مالہ یثبت غناہ و ایضہ لیکن ابن نجیم نے فتویٰ دیا کہ غنی
 مستغنی کا قول کہ ہم ساہنے معتبر ہے نہ فقیر کے اسکی تو نگری ثابت ہو تو اسکی طرف مراجعت کر ہم دار ہستدار کہ سپردی کہ تعمیر ثبوت سے متبادر ہے کہ کشادہ دستی
 شہادت سوا ثابت ہونا اخبار سے اور جواب یوں ہو سکتا ہے کہ دین نفقہ میں ثبوت اخبار سے ہوا ہو اور اس کے غیر میں شہاد دس کیونکہ اسکی عبارت میں فیہین
 نہیں کذا فی البحر و لو استلکنا فالکد ہون لیس بدل مال و قال الدارین انہ ممن مستغنی فالقول للکد ہون مالہ بکد ہون دیکل لدین ہر ہر
 یحنا و آخر فی النہر اور اگر دون میں غلط ہو اور مدیون کہتا ہو کہ مجھے نہیں بدل مل کا نہیں ہے اور دائن کہتا ہو کہ وہ من سے سماع کا تو مدیون بھی کا قول
 معتبر ہوتا و قبی کہ صاحب بن کواہی سوا ثابت نگری چاہے سکو طر سوسی نے بطریق بحث کے بیان کیا ہے اور نہ الفائق میں کہ ثابت رکھا جو ہم مدیون مجبوس
 نہ ہو گا اگر مدعی فقر ہو فرس مسئلہ لا یحبس فی دین ہو کلیل و کذا لا یتم من الشقوق لصلوہ الاجل دان بعد لہ الشفرعہ فاذا حل نفقہ
 منہ حتی یوفیہ بدائم و قد منکنا فی الکفالت مدیون مجبوس ہو گا دیون مل میں اور ہی طرح سفر جانے سے ممنوع نہیں ہو سکتا قبل ملنے دین کے اگرچہ سفر
 بعید ہو اور صاحب بن کواہی مدعی کے ساہنے سفر کر دی ہر جب مدت دین ہو چکے تو اسکو سفر سے روکے تا ایضا دین کذا فی البدائع اور ہم کہ مقدمہ ذکر
 کر چکے ہیں کتاب کفالتہ میں ان اذی لمدیون الفقرا اذا حصل العسر اشیاء اربعہ کے غیر میں مجبوس ہو گا اگر مدعی اپنے افلاس اور فقر کا دعویٰ کرے اگر
 کہ ہل تنگ دستی سے ہم بھنے ہر شخص کے حق میں شتر ہل سے اس واسطے کہ مدعی مدیم المال پیدا ہو کذا فی النہر اور شے امر طر فک کا دعویٰ کرنا ہے یعنی الدار کی تو
 بدون شہادت اسکا دعویٰ مقبول نہ ہو گا کذا فی البحر ان یکتب علی غناہ اسی قدر یہ علی التوفار و لو باقرض او بتقاضا غریبہ مگر یہ کہ
 اسکا صاحب بن اسکی الدار میں مدیون نگری کو اسی سوا ثابت نگری مدیون کا قادی ہونا ادائی بن پر ثابت کر دی اگرچہ قدرت قرض لینے یا پو مدیون کو قضا کر دی

۱۲۔ ایک شخص میں خطا کے بعد ظاہر ہوئے

ولا یقبل برہانہ علی افلاسیہ قبل حبسہ لقیاض علی النفی و صحیحہ عمری زادہ اور مقبول نہیں دیوں گے گواہ لانا اپنے افلاس پر مجبوس ہونے سے پہلے
بسبب قائم ہونے کے گواہی کے لئے نفی غنا پر اور عمری زادہ نے اس قول کو صحیح کہا ہے ہم بلا تائید جس گواہی لئے پر مقبول نہیں اس واسطے کہ جب چند مدت
وہ مجبوس رہا تو ظاہر ہو گیا کہ اگر اس کے پاس مال ہو تو جس کی سختی نہ اٹھاتا اور اس قول کی صاحب نہایت اور اکثر مشائخ نے یہی تعمیم کی ہے کہ ذاتی لفظ کا
عن البدایہ و صحیحہ خیر ہو گا اور غیر صحیحہ زادہ اور طمان نے قول شہادت افلاس قبل الحبس کی تعمیم کی ہے ہم اور سب کا فتویٰ دیا ہے محمد بن فضل اور سید
بن حامد بن ابی منیفہ اور بغیر بن یحییٰ نے اور بھی قول سے شافعی اور احمد کا کہ نہ لفظ کا و لکن قول حلیہ رأیہ حکم قرآن محکم عسارہ قبلہ کا و لا
خیر فی حفظ اور ابن سہم عنہ علیہ فاضی کی رائی سے موافق ہے اس کا افلاس صلوٰۃ کرے تو گواہی قبول کرے اور نہیں تو نہیں کہ ذاتی لفظ تو ہو یا دیگر کہنا چاہیے
و لکنہ یسارہ اس میں بینہ و عسارہ بالقبول لان الیسارہ عارضہ و البینات للاثبات اور گواہی بالدار ہی دیوں کی حق بالقبول ہو اور اگر
افلاس کی گواہی سے اس واسطے کہ الدار ہذا امر مارض ہے اور گواہیان تو اثبات کے واسطے ہیں نفی کی واسطے ہم نے اگر طالب گواہ لاد مطلوب کی الدار ہی
اور مطلوب گواہ لاد اس واسطے کہ اس صورت میں الدار ہی کی گواہی حق بالقبول ہے بدیل گزشتہ تعمر لو بہن سبب عسارہ و شہد رأیہ فقط مر
لا یناہا امر عارضہ بمقتدا اعتقاد فی النہر ان اگر دیوں اپنے منظر ہو جانے کا سبب بیان کرے اور گواہ اس کی گواہی دین تو اب افلاس کی گواہی
مقدم ہوگی بسبب اثبات کرنے شہادت مذکور کے امر مارض کو جسے یہ گواہی اثبات کی ہوئی شافعی کی کہ نہ لفظ بختا از سہی پر نہر الفائق نے تمام کیا و فی
القولین ان لم یکنوا مقدار مایک فیک و لا لکن فبہا لکھا فامت للحبس و ہوں منکر و البینہ معنی قامت لکن لا تقبل اور
تین میں سے کہ اگر شہد و الدار کی قاض کے وقت نہ بیان کریں اس مقدار کو جس کا دیوں مالک ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر مقدار بیان کریں تو اس کا قبول
کرنا ممکن نہیں اس واسطے کہ مجبوس کے واسطے گواہی قائم ہوئی ہے اور وہ منکر ہے اور گواہی جب منکر کے واسطے قائم ہو تو مقبول نہیں و لکن حبس الموقر
لا لہ جزاء الظلم قلت و سببی فی الحجۃ انہ یبک ما لہ لاینبہ عندہا وہ یفنی و حیثین فلا یتا بد حبسہ فتنہ اور مجبوس بالدار کی دائمی
کیا ہو اس واسطے کہ جس نے اسے ظلم نہیں کہتا ہوں اور کتاب الحجج میں آگے آگیا کہ دیوں کا مال اس کے دین کے واسطے چم بیا جاتا ہو صاحبین کے نزدیک
اسی کا فتویٰ ہے اور اس وقت میں تو اس کا حبس دئے نہیں رہتا تو خیر دار ہو جاہم نے بموجب قول مفتی بہ مال پیکر دین اور اس کے وہ چم دیا جائے گا ہر دو لم
جس کہان باقی رہا و لا یحبس لما مضی من نفقہ زوجہ و لکن اذا ادعی الفقر لان فیضی ہا لکھا لیست بدل لای ولا لکن متہ بعقد علی کا
مترقی لو کہ حنت علی یسارہ حبس بکھا اور قید کیا جائے گا و ہر اور بیو کے نفقہ گزشتہ کی واسطے جب کہ وہ اپنی محتاجی کا دعویٰ کرے اگر وہ فاضی
نفقہ لینے کا حکم ہی کر دیا ہو اس واسطے مجبوس کو کہ نفقہ بدل ل نہیں اور نہ اس کو لازم ہو اسے بسبب عقد کے چنانچہ نہ کو رہو چکا یہاں تک کہ اگر زوجہ بیو کی
بالدار ہی شہادت سے ثابت کر دے تو اس کی درخواست سے جس ہو گا ہم خلاصہ یہ ہے کہ نفقہ واجبہ مجتمعہ میں جس نہیں در صورت ادعای فقر اگر اس صورت میں
جب کہ زوجہ اس کی الدار ہی ثابت کرے کہ ذاتی لفظ بل یحبس اذا حنت علی یسارہ بکھا کا لوانی ان یتفق علیہا اد علی اصنع و فروغہ
فی حبس حیاتیہ لہر بلکہ زوج مجبوس بموجب کہ اس کی الدار ہی گواہی سے ثابت کرے عورت کی درخواست سے چنانچہ اگر والدہ کرے زوجہ اور والدہ خرم کرے
سو اپنے اصول اور فروع پر طرح کر نیچے تو جس کا جاوے اور لوگوں کے جلالے کے واسطے قلت و هل یحبس لکھا لوانی لم انا وظاہر تعلیل
لا لکن فامتن الا شباہ لا یحبس الحبس الا و ثلاث یضیدہ فاما عند الفقہاء میں کہتا ہوں اور کیا آدمی مجبوس ہو تا ہو اپنے محرم کے سبب اگر
نفقہ لینے سے محرم کر دینے اس کو صحیح نہیں کیا اور ظاہر تعلیل یہ ہے کہ مجبوس نہیں ہے تعلیل زوجہ اور اصول اور فروع اس کی مقتضی ہے کہ محرم کے نفقہ
مذکور سے مجبوس نہیں ہو لکن جو روایت شہادہ سے مذکور ہو چکی کہ نہ مارا جاوے مجبوس مگر میں صورت میں مفید جس ہی تو تامل کیجئے تو یہی کہ وقت ہم غفلت سے نہ کیا
صورت یہ ہے جب کہ اتفاق ہو کر اپنی قریب پر اور مرد قریب سے غیر اصول اور فروع میں کیونکہ مہول اور فروع اقارب میں اقل نہیں اور اقارب میں کیا نفقہ
واجب نہیں مگر فراتر محرم کا طحاوی نے کہا میں کہتا ہوں کہ عدول جائز نہیں قبول مریحہ سو اس تعلیل کی طرف جو ذکر عدویٰ مذکور و سببی حبس لکھا

اگر کوئی طالب مذہب میں گذر کر ازسریعہ دلیسے دابن کمال ہم خدامہ مقام پر پہنچے کہ جب قاضی نے امر مجتہد فیہ میں اگر مختلف فیہ جان کر حکم کر دیا تو وہ مجمع علیہ ہو گیا تو دوسرے قاضی پر اسکی تنقید واجب ہے یہ تصور حقین ہے جب کہ قاضی نے اپنے مذہب کے موافق حکم کیا اور اگر اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا تو اگر انسان مذہب کے حکم کیا تو امام کے نزدیک قاضی ثلثیۃً ہو سکتا ہے اور اگر عدل حکم کیا تو سہمین دور وایتین میں یعنی تنقید اور عدم تنقید اور عدل کے نزدیک انسان اور عدم دونوں صورتوں میں اسکا حکم نافذ نہ کیا ہے اسواسطے کہ اسکا حکم کیا جو خود اس کے نزدیک خطا ہے اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ لفظ شرع الوقایہ مطلقاً اسی نے کہا یہ مجتہد قاضی کے حق میں محمول ہے قنیت میں ہو کہ قاضی مقلد جب اپنی مذہب کو مخالف حکم کرے تو نافذ نہ ہو گا اور نہ مستحق القدر میں ہے کہ نہ مستحق صاحبین کے قول پر ہو اسواسطے کہ مجتہد فیہ میں اپنی مذہب کے مخالف سہوا یا عمدتاً قضا نافذ نہیں اسواسطے کہ جو چاہتا ہے عمدتاً چھوڑتا ہو تو خواہش باطل ہی سے چھوڑتا ہے نہ قصد حمل سے اور ناسی کی قضا اسواسطے نافذ نہیں کہ مقلد نے اس کی تقلید نہیں کی مگر اس کے مذہب کی ہیست ہو نہ اس کے غیر کے مذہب اور یہ سب مجتہد قاضی کے حق میں ہے اور قاضی مقلد کو تو سلطان نے اتنی واسطے قاضی کیا ہے تا وہ ابو صفیہ کے مذہب پر مشتمل حکم کرے اور وہ خلاف نہیں کر سکتا تو وہ پسنیت حکم مخالف مضرول ہو گا لہذا اور جو الرائق میں دعویٰ کیا کہ مستند قاضی جب غیر کے مذہب پر حکم کرے یا روایت نصیحت یا قول شعیف پر حکم کرے تو نافذ ہے اور اسکی قومی رد و بیل وہ ہے جو برازیہ میں ہے کہ اگر قاضی مجتہد ہو اور فتویٰ لیکر اپنے مذہب کے مخالف حکم کرے تو نافذ ہو گا اور دوسرا قاضی کو قطع حکم جائز نہیں جسکے نزدیک خود اس کا قاضی کو اپنا حکم توڑنا جائز ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جائز نہیں انتہو مانی البرازیزہ اور جو قاضی القدر میں ہے وہی قول مستند علیہ مذہب میں اور برازیہ کا قول صاحبین کی ایک روایت پر محمول ہے اسواسطے کہ نہایت کاریبہ کی قضا مقلد سنی اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا مگر نہ اس قاضی مجتہد کے حق میں نے کیا ہے مخالف حکم کیا اور مجتہد میں صاحبین روایت قومی نہ کو روایتی کہ حکم اسکا نافذ نہیں تو مقلد کی قضا بطریق اولیٰ نافذ ہو گی کہ لفظ اللہ واللہ واللہ جو شہ نبلائی نے کہا اور برٹان میں بھی قاضی القدر سنی ہی منقول جو ہر شہ نبلائی نے کہا کہ یہ حق صریح ہے جسکو دانوٹن پکڑ لیا چاہیے لفظ کلام الطحاوی تکن فی الخلاصۃ فی کفایۃ الخلافہ وکافیۃ تبسیراً فی الخلافۃ لیکن خلاصہ میں کہ خلاف اس کے فتویٰ دیا گیا اور تو یا کہ فیستوی آسانی کرنے کے واسطے ہے تو ہر کو یا کہ کہنا چاہیے ہم خلاف اسکو فتویٰ دیا گیا ہو یعنی قضا علی الخلافہ نافذ ہو خواہ قاضی اس مسئلہ میں اختلاف مجتہدین کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ابن الفرس نے کہا تو کہ ہر یہ میں ہو کہین کہتا ہوں لائق یہ ہے کہ علم بالا اختلاف کو شرط نافذ کیجئے خصوصاً ہمارے زمانہ میں اسکو کہ ہمارے قاضی کے قاضیوں کو اپنی مذہب کی معرفت حاصل نہیں ہے جو جامی علم مذہب بقیہ مجتہدین پر اسنے خلاصہ روایت مذکورہ کو نقل کیا ہے انتہو مطلقاً نے کہا مذکور ہو چکا کہ یہ یعنی ہر شرط علم مذہب مجتہدین قاضی مجتہد کے حق میں ہے یعنی جب ثابت ہو کہ علم مذہب مجتہدین مجتہد قاضی کو لازم ہے نہ مقلد کو تو اب قضاء زمانہ کے عدم علم کا ذکر کرنا محمل ہے اسواسطے کہ قضاء زمانہ مقلد محض ہیں نہ مجتہد بعد دعویٰ صحیحیت میں خصوصاً علی خصم کے خلاف لیسہ دعویٰ صحیح کے ایک خصم کو دوسرے خصم کے ساتھ ہم جیسے نے کہا بعد دعویٰ طرف ہو الزم کا حصے قاضی حکم کو لازم کرے بعد دعویٰ صحیح کے جو صادر ہوا ہو اس کے سامنے یعنی قاضی ثانی کے رد و راجع مطلقاً دیئے کہتا ہے یہ کہ طرف مذکور کو مان کے قول یعنی حکم قاضی کی طرف راجع کیجئے یعنی قاضی ثانی قاضی اول کا حکم اسوقت نافذ کرے جب کہ قاضی اول کا حکم دعویٰ صحیح کے بعد واقع ہوا ہو اور خصم شہر دہل شہ نہیں بلکہ اثبات قضا قاضی کے لئے ہے برازیہ میں ہے کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک مرد پر مال کا حکم کیا اور سہل لکھدی پھر قاضی مرگیا اور اسے اپنے خصم محکوم علیہ کو دوسرے قاضی کے پاس حاضر کیا اور قضا اول کو ثابت کیا تو قاضی ثانی نے برسرستی اس سے مال ملا دی شہر طیکہ پہلا حکم صحیح ہوا اور ضرور سے نام لینا قاضی کا اور بیان اس کے نسخہ انتہی قضا کا کافی ہے حکم جلد ہیہ کا خیر بھی اور اگر ایسا نہیں تو یہ افتا ہی تو اپنے مذہب پر حکم کرے نہ غیر اسکے کہ لفظ البیہرہ میں چلی ہے کہ حکم سے مراد افتا ہی بقرینہ قول کان افتاء اور اسواسطے کہ دونوں دعویٰ حکم نہیں ہوا لہذا قاضی نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ کان افتاء حکم اول کے طرف راجع ہو جو بدو دعویٰ صحیح صادر ہو انتہو خلاصہ مطلب یہی یہ ہوا کہ اگر قاضی ثانی کے رد و راجع صحیح واقع نہ ہو تو یہ افتا سے یعنی طلب فتویٰ ہو نہ طلب قضا تو قاضی ثانی اپنی مذہب کے موافق فتویٰ ہے اور قاضی اول کے حکم کو جاری کرے اور حاصل مضمون مطلقاً دیئے کہ جب قاضی اول کا حکم صادر ہوا بلا دعویٰ صحیح تو وہ افتاء نہ قضا

وکیل ضرورت اور دعویٰ کا ہونا حکم کے واسطے شرط ہے کہ مدعا علیہ پر بات چیت ہو ہی سوا دھستے کسی کو وکیل مقرر کیا تا دوسرے حکم پر غصہ میں چلا گیا
 دھستے وکیل پر جوئی سودہ غائب ہو گیا اور مولیٰ اس کا حاضر ہوا یا بکس یا مورث پر اقامت چیت ہوئی سودہ ہو گیا اور مدعا علیہ صحت حاضر ہوا یا ایک یا دوسرے
 اقامت ہوئی سودہ غائب ہو گیا اور دوسرا وارث حاضر ہوا اس وقت مذکور ہو یا دوسرے حکم ہو گا جو حاضر ہے اس وقت سے سودہ دوسری مراد سے جو بیت کے
 طرف سے ہو یا قاضی کے طرف سے اور منورے وقت پر قضا جائز ہے اگر وہ وہیل ہو گا تو اس کا افادہ بالامتناع ان القاضی انما یحكم علی
 الغائب والمیت لا علی الوکیل فی التسلیل انہ حکم علی المیت وعلی الغائب بحضور وکلیہ وبجہت وصیہ حکم
 الغائبین مصنف نے وکیل اور منورے کے ہشتا کرنے سے یہ فائدہ نکالا کہ قاضی تو فقط غائب اور بیت پر حکم کرتا ہے نہ وکیل اس سے پر تو قاضی محل
 میں یوں کہے کہ بیٹے بیت اور غائب پر حکم کیا وکیل کے سامنے اور بیت کے منورے کے رو بہ رو کھڑے جامع الغیر لین دا فادہ لا کاف عدم الحضور فان
 احد الی ذلک ان یقتضی صناعہ الباقین وکذا احکم شریکی الدین واجنبی ویدال مال یتیم وبعض الحقوق علیہم ای لوالی القرب
 ثانیاً کا قریٰ بابا اور مصنف نے کاف تیشلی سے فائدہ ظاہر کیا عدم صر کا نصف نیات حقیق وکیل اور وصی اور مولیٰ وقف میں مختصر نہیں اس واسطے کہ مختصر
 وارثوں میں اس طرح خصم قائم ہو جاوے اور وارثوں کی طرف سے اور اس طرح دین کے دو شریکوں میں سے ایک شریک خصم ہو جائے دو سرے شریک کی طرف سے
 اور اسی طرح وہ اجنبی کے ہاتھ میں تیرم کا مال سے خصم ہو جائے تیسرے جانب سے اور جن پر وقف ہے اور جن سے ایک دوسرے کا غائب ہو جائے یا بیٹی اگر
 وقف ثابت ہو چکا ہو یا باوجود وقف میں مذکور ہو چکا اور انبیہ شریک علی منی نصیبہ القاضی تحریر المسطر کا سیبھی یا قضا جائز سے غائب پر اد کے
 شرفاً غائب کے شرف سے جیسے غائب کا دوسرے جس کو قضا نے مقرر کیا قاضی کے وصی کی قید سے سفر محل گیا چنانچہ غریب و سکا ذکر آدھام سفر ہو کر قاضی
 ایک کیں قائم کر م غائب کی طرف سے تا وہ دعویٰ کا دعویٰ کرنے لگے لہذا کہ من البراء حکما بان یکن مالک علی الغائب سبباً لا محالہ فلو غلب
 آتہ ثم ادعی ان مولیٰ ہا ذلک جہا من فلان الغائب وادارہ گھا بعیل لہ واجب لم یقبل لاحتمال انہ طلقها و زال العیب ابن کمالی ای
 علی الحاضر ا قضا جائز سے غائب پر اد کے حکم کی تہ سے اس طرح کہ جو دعویٰ کیا جائے غائب پر وصی لا محالہ یا جہا سبب اس دعویٰ کا شخص حاضر ہو کر دعویٰ
 جاری تو اگر ایک شخص نے لوندی خریدی پھر لوندی کے مالک پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے لوندی کا خراج دلائے شخص غائب ہو کر دیا اور دعویٰ نے ادا کیا کہ لوندی کو
 پہر دے نہ کہ جو بیٹے جیسے لوندی کا دوسرا مقبول ہو گا اس احتمال سے کہ شاید غائب نے اس کو طلاق دی ہو اور حین ایل ہو گیا ہو کہ اگر حرم میں کمال
 ہم شارع نے یہ تفریق کی لا محالہ کی تیز زیادہ کر نیسے تو طلاق کے احتمال سے تو واسطے الغائب یقین سبب ہوا او علی الحاضر کا لینے تفریق غائب سے
 المرئے کا سبب فلسی نہ پھر انشاک کہ جہاں سے مثلاً کا اذا دعی دارانی علی رجل و برحق المدعی علی ذی الید انہ اشق الدار من کلان القضا
 حکم الحاکم علی نفع الید الحاضر کا ان ذلک حکماً علی الغائب ای لکن لہ حق لہ حرم و انکر لہ یقتضی ان الشیء من الممالک سبباً لا محالہ
 لا محالہ مثال سبب لا محالہ کی چنانچہ دعویٰ کیا اس گہر کا جو ایک مرد کے نہیں ہے اور دعویٰ قاضی پر اس بات کے گواہ لایا کہ میں نے اس گہر کو ظلم سے شخص غائب
 سے خرید کیا پھر حاکم نے قاضی کا حکم کیا تو یہی حکم شخص غائب پر بھی ہو جائیگا تو اگر غائب حاضر ہو جائے اس حکم کے اور بیع کا انکار کرے تو سبب ہو گا اس واسطے کہ
 خرید کرنا مالک سبب ملک کا لا محالہ قطعاً ہم اس صورت میں او علی الغائب یعنی شراہ دار سبب تفریق علی الحاضر کا لینے مالک کا اس واسطے کہ مالک سے
 خرید کرنا سبب ملک کا لا محالہ لینے لا محالہ انھما کہ سببیت کذا فی الکلیۃ ولا حق کذا فی ذلک کو نہ کافی الجہتی شیعاً و عشویں اور غائب کی نیابت
 حکم کی بہت صورتیں ہیں اور میں سے جہتی ہیں اور نہیں صورتیں مذکور ہیں ہم انہما سبب ہے کہ دعویٰ گواہ لایا اسپر کا اس کا ظلم غائب پر آنا دین سے
 اور یہ شخص حاضر اس کا خاص من ہے اس کے امر سے تو غائب اور حاضر دونوں پر حکم ہو گا اور اگر غائب یا غائب نہ کہتا تو غائب پر حکم نہ ہوتا اور اد
 جملہ یہ ہے کہ دعویٰ نے دعویٰ کیا حاضر ہو کر فونے خرید کیا یہ گہر ظلم سے غائب سے خرید گیا اس کا شخص جو بون اور حاضر ہو کر اس سے گواہ لایا اس کی
 خرید نہ کر پر تو غائب پر حکم ہو گا اس سے خرید کر لیا اور حاضر پر لوندی شفعہ کا اور انہما سبب شیعہ ہے اور انہما اثبات من علی الغائب کا سبب ہو گا

۱۰۱

شایع ذکر کرنا کہ اسے بطلان عن النہی عن المحرمات علی ما یذکر علی خلاف شرط مطلقاً بدیعہ علی الحاضر کا اذاعی عبدک علی مکی
 اَنَّهُ مَلَقَ عَتَقَهُ بِطَلِیقٍ ذُو جَوَازٍ دَیْرَہُنْ عَلَی التَّطْلِیقِ بِکَلِمَةٍ ذَلِیلَ لَا یَقْبَلُ فِی الْاَصْحَرِ اِذَا كَانَ فِیْہِ اِبْطَالٌ حَتّٰی الْغَائِبُ فَلَوْ
 اَلَمْ یَلِکْ سَا اِذَا مَلَقَ طَلَقَ اَمَّا اَنَّهُ یَدْحُلُ فِی الدَّ اَوْ یَقْبَلُ لَعَدَمَ خُصْمِ الْغَائِبِ اَوْ جَوَ دَعْوِی کَیَا بَا ی غَائِبٍ پُر گروہ شرط ہو اوس دعوی کی
 جو حاضر پر اذاعہ ہو چنانچہ اگر غلام نے اپنے بیان پر اسکا دعوی کیا کہ اوسنے معلق کیا میسر عن کوز و جزیہ کی تطلیق پر اور گواہ لایا زید کی زوجہ کے
 اطلاق واقع ہونے پر زید کی غیبت میں تو گواہ مقبول نہ ہو گئے قول اصح میں جب کہ اس میں عن غائب کا ابطال ہو چنانچہ مطلقہ ہو زید کا مطلقہ نہ کر دین
 تو اگر غائب کا حق باطل نہ ہوتا ہو چنانچہ اگر زوج نے اپنی زوجہ کی طلاق زید کے دخول دار پر معلق کی یعنی یون کہا کہ اگر زید گھر میں داخل ہو تو اوسکی زوجہ مطلقہ ہو
 تو ثبوت دخول دار کے گواہ مقبول ہوں گے بسبب عدم ضرر غائب کے بسنے زید کا کچھ ضرر نہیں دخول دار کے ثابت ہونے میں ہم قضائی اشرطین ہوتا شائع
 ہو اور صحیح ہے کہ مقبول نہیں سبب اور شرط میں فرق ہے کہ سبب اصل سے نسبت بسبب ماضی غائب ہو گا صاحب کا یعنی غائب کا مانند وکیل کے اور
 ایسا نہیں جب کہ شرط ہو یعنی شرط اصل نہیں ہے نسبت بشرط تو حاضر غائب کا ثابت نہیں ہو سکتا کہ اسے صدر اشرطیہ و من حیث الایات العتیق علی
 الْغَائِبِ اَنْ یَذْکُرَ الْمَشْهُوْ عَلَیْہِ اَنْ الشَّاهِدَ عَبْدًا فَلَا فَرْقَ بَیْنَهُمَا لَمْ یَذْکُرْ اَنْ اَللَّہُ الْغَائِبُ اَلْحَقُّہُ تَقْبَلُ اور اثبات عنق علی الغائب کے
 جیلون میں سے ایک جیل ہے کہ مشہور علیہ یعنی مدعا علیہ دعوی کرے کہ شادی کا طے شدہ شخص کا غلام سے سو گواہ کا دعوی کہ اس کے مالک غائب تو اسکا
 آزاد کر دیا ہو تو گواہی عنق کی مقبول ہوگی و من حیث الطلاق حیلة الکفالة علیہا معلقہ ابطالاً اور حیل طلاق سے جیلہ ہو عورت کی ہر کی کفالت کا
 معلق بطلاق عورت ہم صورت اوسکی ہے کہ عورت ایک مرد پر دعوی کرے کہ تو نے کہا کہ اگر تیرا زوج طلاق دی تو میں تیری ہر کا ضامن ہوں جو
 زوج پر سے سوا دوس نے کفالت کا اقرار کیا اور طلاق کا انکار کیا سوا دوسنے طلاق پر گواہ قائم کئے تو طلاق اور کفالت کا حکم ہو گا مطلقاً سبب کیا بیان سے
 من یکس جنو مسائل ہیں وہ قول ضعیف پر متفرع ہیں چنانچہ من الغفار میں اسکی تصریح ہے اس واسطے کہ من قبیل شرط مضر میں غائب کی واسطے جائز نہیں
 میں جو کہ باوجود اس کے اگر قاضی سپر حکم کرے گا نہ حکم نہ ہو گا اختلاف مشائخ کے سبب و دعوی کفالتہ بنفقہ لعدۃ معلقۃ بالطلاق اور نفقہ
 عدت کی کفالت معلق بطلاق کا دعوی ہم صورت اوسکی ہے کہ عورت نے ایک مرد پر دعوی کیا کہ تو نے کہا کہ اگر تیرا زوج نہ ہو تو میں نفقہ عدت کا
 ضامن ہوں سوا دوس نے کفالت کا اقرار کیا اور طلاق کا انکار کیا سو عورت نے طلاق پر گواہ قائم کئے تو طلاق اور کفالت کا حکم ہو گا بر قول ضعیف
 و من اراد انک لا یزنی فلیک ما فی دعوی الذراۃ اذعی علیہا ان زوجہا الغائب طلقها وانقضت عدتها وتزوجها فاکتبت بزوجه
 الغائب وانکثرت طلاقہ فذہن علیہا بالطلاق یفرض علیہا انکثار زوجہا الخافیر ولا یجوز انکثار الی لا حادۃ البینۃ اذ احضر الغائب اور جو شخص
 ارادہ کرے کہ زنا کرے تو اسکا جیلہ ہو جو بزنا کی کتاب الدعوی میں ہے کہ دعوی کیا ایک عورت پر اسکا کہ اس کے زوج غائب نے اسکو طلاق دی اور اسکی
 عدت منقضی ہو گئی اور مدعی نے اس سے تحلیح کر لیا سو عورت نے غائب کی زوجیت کا اقرار کیا اور اس کے طلاق دینے کا انکار کیا تو مدعی نے عورت پر گواہ
 طلاق ثابت کر دی تو عورت پر حکم ہو گا کہ وہ زوجہ ہو حاضر کی اور اعدہ شہادت کی حاجت نہ ہوگی جب کہ شخص غائب حاضر ہو گا ہم مطلقاً سبب کیا کہ اگر
 یہ دعوی رہت ہو تو اسکو جیلہ کہنا بلا وجہ ہو اذ ذکر عدم ارادہ زنا بی موقع ہو اور طرزیان شایع اسکا وہم ہے کہ دعوی دروغ میں ہے جیلہ جاری ہو اور
 حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ایسا فعل اکبر الکبائر میں ہو اور ظاہر کلام بذراۃ سپر دالات کر کے کہ برہان طلاق مثبت زوجیت ہو حالانکہ دونوں میں لازم
 نہیں سو اگر یہ مرد ہو کہ گواہی طلاق اور نکاح دونوں پر قائم ہوئی تو اب ظاہر ہے انہو دو قضیوں میں غائب بلا تاخیر یجھل فی اظہار الواجبات
 عن اکتھابنا فکن متلاحض فی باب نیار الغائب اور اگر قاضی نے حکم دیا غائب پر دون تاخیر کے تو قضاۃ مذہبی حنفیہ کی نظر اور دایتین میں ان
 کیا ہو سکو ملاحظہ کرنے کے درخیز العیب کے باب میں ہم مطلقاً سبب کیا کہ یہ محمول ہے محض پر جب کہ مفقود کی منقذ کی واسطے حکم ہو اور مطلق غائب میں جب
 الرائن میں ہو کہ اس فعل سے کہ قضا علی الغائب کو نفاذ پر نفوی ہے بہت لوگوں نے وہ کہا کیا یا یہ یعنی وہ کام بھی ہیں کہ خواہ قاضی شافعی ہو جس کے مذہب

میں قضا علی الغائب جائز ہے خواہ حنفی جسکے نزدیک جائز نہیں اور ظاہر یہ فتویٰ اور س قاضی کے حق میں ہے جسکے نزدیک قضا علی الغائب جائز نہیں ہوتا
 کہ حنفیہ کا اجماع ہے کہ قضا علی الغائب جائز نہیں چنانچہ مشہور ہے کہ قضا علی الغائب جائز نہیں اور اگر عام ہو تو ہمارے صحابہ کرام نے نہ بلائے ہیں اور
 یا فتویٰ متنازعہ کا منقول ہے کہ قضا علی الغائب جائز نہیں اور س قاضی کے حق میں ہے جسکے نزدیک قضا علی الغائب جائز نہیں ہوتا
 اور دوسرا قول یہ ہے کہ قضا علی الغائب بلا غائب نافذ نہیں اور س قاضی کے حق میں ہے جسکے نزدیک قضا علی الغائب جائز نہیں ہوتا
 قول پر فتویٰ ہے کہ قضا علی الغائب جائز نہیں اور س قاضی کے حق میں ہے جسکے نزدیک قضا علی الغائب جائز نہیں ہوتا
 پر یعنی قضا علی الغائب جائز نہیں اور س قاضی کے حق میں ہے جسکے نزدیک قضا علی الغائب جائز نہیں ہوتا
 یہ بیہودہ فتویٰ ہے کہ قضا علی الغائب جائز نہیں اور س قاضی کے حق میں ہے جسکے نزدیک قضا علی الغائب جائز نہیں ہوتا
 مستند وہ ہے کہ حکم کرنا مسخیر جائز نہیں مگر ضرورت کے سبب اور یہ ضرورت پانچ مسئلوں میں سے ہے سفر کی تفسیر عنقریب گذری یعنی جسکو قاضی سماع صوت
 کے واسطے وکیل مقرر کرے غائب کی طرف سے لاش کی بلخیار فتواری پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی چیز شرط یا خرید کی سوا باقی چھ نام یعنی مشتری نے
 مدت خیال میں ردیم کا قصد کیا اور باقی مٹنے سے تو مشتری قاضی سے درخواست کرے کہ باقی کی طرف سے وکیل قائم کرے تا وہ اسکو بیع پیر و صاحب
 بھرنے میں دے قول نقل کئے ہیں بلا ترجمہ تحقیق الکفول کہ دوسرے مسئلہ یہ ہے کہ کفول پر چھ نام صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کا حاضر ضامن ہے
 شرط ہے کہ اگر کفول کا حاضر نہ ہو تو کفول غائب کا دین کفیل پر سے سو کفول پس غائب ہو گیا اور کفیل نے سکون پایا بیان تک کہ مدت گذر گئی تو کفیل پال
 لازم ہو گیا اور اگر کفیل نے قاضی سے لاش کی سوا کفول پر کفیل سے وکیل قائم کیا اور کفیل نے سکون پایا بیان تک کہ مدت گذر گئی تو کفیل پال
 یہ ظاہر الودایہ کے مخالف ہے تو یہ ابو یوسف کی بعض روایات میں ہے کہ کفیل نے سکون پایا بیان تک کہ مدت گذر گئی تو کفیل پال
 کہ دیون نے قسم کھائی کہ البتہ اسکا دین آج ادا کرے گا سو دائن غائب ہو گیا مگر خواہ طلاق کی قسم ہو یا عتاق کی متوجہ ہو بھلق اور مخالف حنفی ہے تو یہ
 غائب کے طرف سے وکیل قائم کرے اور کفیل کو دین ادا کرے تو عانت ہو غائبہ میں کہا س قاضی قول پر فتویٰ ہے شرف الدین غری نے کہا کہ نصب کفیل کی وجہ سے
 نہیں اگر قاضی کو دین ادا کرے گا عانت ہو گا بر قول مختار مٹنے پر چنانچہ اکثر کتب مستندہ میں ہے اور اگر دائن قاضی نہ ہو تو عانت ہو گا بقول مفتی بہ کہ لے
 مطلقا وہی جمل اقرہا بیدہا ان کفر یصل نفقہا فتعیت چہما مسئلہ یہ ہے کہ زوج نے زوجہ کو طلاق کا اختیار دیا اگر اسکا نفقہ نہ پہنچے سو عورت
 چھپ رہی ہے بقصد ایقل طلاق تو قاضی وکیل قائم کرے وغیرہ قبض کر نیکی واسطے الحامسہ اذا توادى الخصم فالتاخر وان القاضی غیب
 وکیلانی الکلی وہو قول الثانی خاتمة پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ جب متخاصمین حاضر نہ ہوں تو متخاصمین کہا کہ قاضی وکیل قائم کرے سبب نون
 میں اور یہ قول ہے ابو یوسف کا کہ لا یر الحامیہ قلت و نقل من الودایہ عن شرح آد قبل لقاضی انه قول الکلی وان القاضی یختص بہ مد
 ہر آہام یہ نصب لو کفیل اور وہ بیان کے شمار میں ہے شرح آداب القاضی سے نقل کیا کہ بیہ یعنی نصب کفیل امام اور صاحب کا قول ہے اور یہ کہ قاضی غیر حاضر کے
 گھر پر ہر کرے جس قدر مدت کہ اسکو مناسب معلوم ہو پھر وکیل قائم کرے ولایۃ بیع الزکۃ المستقر فی الدین للقاضی لا لولئہ لکم ملککم حیث کان
 الدین لیسوا ہر ولایت بیع ترکہ مستغرق بالمدین کی قاضی کے واسطے ہونے وارثوں کو بسبب مالک ہونے وارثوں کے جب کہ دین وارثوں کے سوا کسی اور کا
 ہو مگر شلہ متذکرہ ہے انشوا اور میت پر دین انشای یا زیادہ تو اب قاضی کو بیکار ادا دین کر گیا نہ اس کے وارث مگر جب کہ ارباب دیون بیع و رشہ ہو قاضی پر
 اور وارثوں کو استخلاص منزکہ کا حق ہے تو اگر وارث استخلاص کا قصد کرے اور مال نقد ادا کرے تو ارباب دیون سے زبردستی قبول کر دیا جائے گا اور اگر وارث
 کہیں کہ ہم دین کو ادا کرینگے اور مال نقد حاضر کریں تو قاضی کو بیع منزکہ میں مستیار ہو کہ انی لاطاع و یفرض القاضی مال الوقف والغائب والمقطوع
 والیتیم من مای موقن حیث لا و موقن ولا من یقبہ مضار بہ ولا من یستغل بشیئہ قاضی قرضہ لمل وقف اور مال غائب اور مال مطلق
 اور مال یتیم مالہا امانت دار کو جب کہ یتیم کا کوئی وصی نہ ہو اور نہ وہ شخص ہو جو مال کو بطریق عقد مضارب قبول کرے اور نہ مستقل ہو جسکو قاضی خرید کرے

القاضی حکم فلو لم یکن یقینه او ابینه لعل یحکم فاضی کا فعل حکم ہے تو اگر قاضی یتیم لڑکی کا نکاح اپنی ذات سے یا بیٹے سو کر سے تو جائز نہیں
 ہم فعل سے مراد وہ جو جو قاضی سے ہو بلا تلفظ صیغہ حکم نکاح مذکور ہو اسطے جائز نہیں کہ قاضی کا فعل مذکور جب کہ حکم نہیں اور جائز ہوا کیونکہ قاضی کو
 اپنی ذات کی واسطے یا اپنے عزیز کے واسطے حکم کرنا صحیح نہیں الا فی مسئلتین مگر قاضی کا فعل دو صورتوں میں حکم نہیں ہم یہ بتانا ہے فعل قاضی حکم سے
 نہ کہ حکم سے کہ اولی القاضی بتا دینا کا کافی کیلک ایک صورت یہ ہے کہ جب ولی قاضی کو ترمیم صغیر کا اذن دے تو قاضی دلیل
 ہم قاضی جب دلیل نہیں تو فعل ترمیم حکم ہو گا تو اگر اس کے عقد کا مانع ہو دوسری قاضی مخالف نہ ہو کہ طرف تو ہو کہ نقص نکاح جائز سے کہ انی لطلی دی
 من الاشباہ وذاذا عظمی فقہر اس وقت انفقراء کان لہا عطاء صغیر دوسری صورت یہ ہے کہ قاضی نے ایک فقیر کو دیا فقیر کو وقف سے تو دوسرے
 قاضی کو اس کے غیر اور فقیر کو دینا جائز ہے ہم اس مسئلہ میں قید یہ ہے کہ قاضی نے فقیر کے واسطے راتبہ نہ مقرر کر دیا ہو اور فقیر قرابت واسطے حکم کر دیا
 والا قاضی نے کو فقیر اس کا جائز نہیں کہ انہ لطلی دی امر القاضی حکم الا فی مسئلتین الوقیف المذکورہ قاضی فلو وقف لغيرہ حق امر قاضی حکم
 ہو گا اس مسئلہ وقف میں جو مذکور ہو چکا ہے اور اس کا فروع سے تو اگر اس کے سوا اور کے طرف صرف کرے تو صحیح ہے ہم مثلاً قاضی کا یون کہنا۔ عا علیہ السلام
 برآن کے بعد کہ اگر کسی مسئلہ میں ایسا ہو کہ اگر ترمیم حکم سے اشباہ میں عادیہ اور برازیہ سے ہے کہ وقف کیا فقیر پر بعض قرابتہ واقف کے منحل ہو
 سو قاضی منع امر کیا کہ یہ وقف میں سے ہو یا جائز ہو یا نہیں اور ترمیم مستوی سے یہاں تک کہ اگر وقف یہ امر دہ کرے کہ ہو دوسری فقیر کے طرف مقرر کرے
 صحیح ہے کہ حق تعلق غرض انصاف و لولہ فیکون الخ فی حق منہ و یست کے دین والیکو اگرچہ مرئیس نے اس کا اقرار کیا جو یعنی میت نے مرض الموت
 میں دین کا تو کیا ہو تو یہی قسم بنا چاہیے اور اگرچہ وارث مستحب کریں کہ انہ لطلی دی کا یقین قول امین القاضی انہ حلف الخ لہ الا بشاۃ
 قاضی کے امین کا یون کہنا کہ اس کے عورت پر نہیں کو حق دلائی بقول امین مرد و شاہد دن ہم نزدیکی نے کہا مخدہ وہ عورت پر نہیں جو جسکو بخیر
 مذکور ہیں کو اسی پر یا جیسا اور جو عورت بدو گاہ مردوسی میں بیٹی اور اسکو رجال اجنب نے دیکھا چنانچہ بعضی بلاد میں عادت ہو وہ مخدہ نہیں کہ انہ
 الحوی من احدث علی امر القاضی الذی لیس بشر عی لم یحکم عن القضاۃ الخ منہا دیکھا قاضی کے اس امر پر جو شرعی نہیں وہ عہدہ خارج ہو گا یعنی
 بری الذمہ ہو گا جسے کلام الاشباہ ہم مثال اسکی یہ ہے کہ ایک نے دوسرے کو وصیت کی کہ فلا نے مشہر کے فقیر کو سو دینا خیرات کر دی اور وصی دور ہو گیا
 مشہر سے اور دکان تک پہنچ سکے اور سوچی اس مشہر میں ایک دیون جو چسپنہ راہم ہیں تو قاضی نے دیون مذکور کو امر کیا کہ دراجم مذکور فقیر کو
 دی تو دیون پر اسکا دین باقی رہیگا اور دیون کا دینا تطوع ہو گیا اور وصیت میت وصی پر بحال باقی قائم رہیگی کہ انہ لطلی دی وقد منافی الخ
 عن المنظور الخیبة معین یا المیسوط ان لا سلطان مخالف شرط الواقف لو غالبہ قوی و مزایع و انہ یقل بامین وان غایر الشرط فلیست
 اور سابق ہم ذکر کر چکے ہیں منقولہ مجیبہ سولیت ببطل کہ سلطان کو مخالفت کرنا شرط واقف کا جائز ہو اگر اگر وقف دینا اور کشت زار ہوں اور یہ کہ محل کیا
 جاوے سلطان کے امر پر اگرچہ اسکا امر مخالف ہو واقف کی شرط کا تو ہو کہ باور کہنا چاہیے ہم منقہ ابو سونہ نے فتویٰ دیا کہ ملوک اور امرا کے اوقاف میں وقفین
 کی شرط کی رعایت نہیں اسو بطور کہ وہ اوقاف یعنی اراضی بیت المال کی ملوک پر یا بیت المال کے طرف راجع ہے ہر طرح پر کہ واقف اور وقفین سے بیت
 المال کا جسکی آزادی ثابت نہیں تھے اور جسپر سلطان نہیں بلکہ اذن اراضی میں سے جنہیں واقفین کی ملک ثابت نہیں اور اگر انکی ملک ثابت ہو تو شرط کی
 مخالفت صحیح نہیں کہ انی لطلی دی و خیرات صرف قلت و اجاب مقتفی آفندی بآئہ منی کان فی الوقف سعة ولم یقتصر فی آداء خدامتہ کا حکم فقہ
 میں کہتا ہوں اس سے آفندی نے یون جو ابدا ہو کہ جب وقف میں گنہائش ہو اور جسکے واسطے سلطان نے وقف میں وظیفہ مقرر کر دیا بلا شرط واقف وہ اپنی
 خدمت کے ادا کر نہیں ضرور ذکر کرے تو ممنوع نہیں لیکن اسکو وظیفہ لینا حرام نہیں سوا گاہ رہنا ہم یہ بھی اسبب مقرر ہو کہ جب کہ وقف واقف کا ملک ہو
 یا جواب اس عناد پر ہو کہ گنہائش وقف ظاہر اس دلیل پر ہے کہ محل اسکی بیت المال سے ہو کہ انی لطلی دی و الوکباۃ نیکبیس لولی بدین
 انصغیر حق یوقیہ و یظہر فقہ الصغیر قلت لکن قد شاک عن قاضیان لمر العبد والبالک والعبی فی الحبس سواک فلیتأمل فقہ

هنا قاله الشرنبلالی در وہابیہ میں سے مجوس جو ولی طفل صغیر کے دین میں یہاں تک کہ نہ ہو اور اگر وہ صغیر کی محتاجی ظاہر کرے میں کہتا ہوں لیکن وہابیہ کے شراح یعنی عبد البر نے مقدم ذکر کیا ہے قاضی خان سے کہ آزاد اور غلام اور بالغ اور صغیر مجوس جو نہیں برابر ہیں تو غور کرنا چاہیے ولی کی نفی میں یہاں یہ قول ہے شرنبلالی کا یعنی جب جس صغیر جائز ہو تو ولی اس کا ہیکو مجوس ہو گا ہم غلام میں سے کہ صغیر مجبور علیہ مجوس نہیں کیا جاتا دیکھئے ہتھکڑی ولیکن اس کا باپ یا دوسری جس کا جائز ہے اور ظاہر اور ہر دو فریق میں اقلین سے کہ قاضی خان کا غلام صغیر یا ذون میں اور غلام اور وہابیہ کا غلام صغیر مجبور میں ہر چنانچہ غلام کی عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہی لفظوں کا قال وليس للقاضي البیہ مع وجود البیہ او وحقہ ہی فالتی حسنہ قلت وحقہ فی القنیۃ وحقہ یا کما قال القاضی نقضہ لوانکلمہ کا نظم الشارح فقہمہ لکن معنی البیہ فقہمہ قلت شرنبلالی نے کہا اور قاضی کو ہم جائز نہیں اور جو باپ یا دوسری کے اور یہ خوب فائدہ دینے میں کہتا ہوں اور یہی ہے تو قنیہ میں ہے اور جب کہ باپ اور دوسری نے یہم کی تو قاضی کو اس کا ذریعہ جائز ہو اگر نفس اس پر چنانچہ وہابیہ کے شراح نے ہیکو نظم کیا ہے سو میں نے ہیکو متن سے ملا البعض الفاظ کو بد کر سو یوں کہا ہے وینقض بیع من آتوا وصیہ + ولو مصلحتا والا حکمہ المنقض یسقط + اور توڑی جائز بیہ باپ یا اس کے دوسری کی اگرچہ باپ یا دوسری مصلح ہو نہ مصلح اور حالانکہ نفس مصلح ہی حکم ساقط کتبہ ہب میں سے یجبس فی دین علی اطفال اللہ وحقہ للتادیب بعض یسقط + اور جس کی جائز طفل صغیر دین میں باپ اور دوسری اور تادیب کے واسطے مصلح غلام جس صغیر کی ہی متور بتاتے ہیں لیکن بعض کے نزدیک جس صغیر تادیب کے واسطے جائز ہو کہ وہ ذہب نہ ہو جائز ہے فی الدین لیکن بعض آگے مکتب + وعتبہ لولا کتکس یسقط + اور صغیر دین میں باپ مجوس نہیں ہوتا یعنی اگر صغیر کا دین باپ پر ہو تو وہ مجبور نہ ہو گا اور نہ مکتب کو دین کہتا ہے و فیروز غلام کو دین میں اور نہ مولی غلام کے دین میں اور نہ دیون مفلس مجوس ہوتا ہو لعلک ملکہ یجبس الملک بدینہ لانہ لفرع ان اگر غلام ہو صغیر شخص کا تو مولے مجوس ہو گا اس کے دین میں اس واسطے کہ نسب کا بھائیوں کا حق ہے یعنی جس کی اس واسطے سے تاکہ ان کو وہ دیون حاصل ہو جائز دین جو غلام پر ہیں کذا فی لفظا و کذا فی یجبس بدین مکتبہ الا فہما کان من جنس لکن ابیہ اور علیہ مولے مجوس ہوتا ہو اپنی مکتب کی دین میں اگر اس دین میں مجوس نہیں ہوتا جو دین کہ کتابت کی جنس ہے وہ یعنی اگر دین مکتب پر مثلا دس من گیون ہیں اور کتابت ہوئی مثلا دس من دم پر تو اس متور میں بدل کتابت متور جو دین کی تو مولے مجوس ہو گا اور اگر کتابت ہی دس من گیون پر ہوئی ہے تو اب دین جنس بت سے ہٹا تو مجبور نہ ہو گا فلف عتاف الوہابیہ سے وہی غیر جنس الحق یجبس سید + مکتبہ و العبد فہا لکتر + سو وہابیہ کی کتاب لعتاف میں سے اور غیر جنس حق میں مجوس کرے مولے کو مکتب اس کا اور غلام کتابت میں مختار ہوتے چلے تو کتابت کو غلام منسوخ کر دیو دین رضا مندی مولے کے کذا فی لفظا و حقہ جیہا کہ و یجبس و التکلیف لعتاف لکتر + علی الدین لکتر + ہو معنی اور وہابیہ کی کتاب المجرب میں اور صمیم کتابوں والا کتاب مجب میں کا دین اس واسطے کہ بسبب کتابوں کے مفلس نہیں ہم قنیہ میں کہ قنیہ پر دین سے اور اس کے پاس کتابت میں تو وہ درحق قضاء دین مقدور والا ہی تو مجبور ہو گا اگرچہ وہ فقیر سے درحق مدد و وجوب زکوۃ کذا فی لفظا و **باب التحکیم** بیہ باب جو تحکیم میں یعنی پنج مقرر کرنے میں تحکیم ہی نفس کی فروع سے ہوا اور تحکیم یعنی پنج کا رتبہ کمتر ہے قاضی جو حکمرانی میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم عام ہے اور حکم کا حکم فقط اوسی پر نفوس سے جسے ہیکو پنج پر اور پنجائیت حدیث سے ثابت ہو اس واسطے کہ ابو شریحہ سے مروی ہے کہ بنو کہا یا رسول اللہ میری قوم میں جب اختلاف ہوتا ہو کسی چیز میں تو میری پاس آتے ہیں سو میں ان میں حکم کر دیتا ہوں تو مجھ سے فریقین راضی ہوجاتے ہیں تو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا یہ کیا خوب ہو رواہ لہنائی کذا فی لفظا و کتفہ جعل لکتر فہا لکتر اور تحکیم لغت میں عبارت ہو اس کے کہ تو اپنے مال میں غیر نفس کے واسطے حکم کرنا مقرر کرے و عتاف لکتر لکتر حاکم یجبس لکتر اور تحکیم حرف میں عبارت ہو متولی اور مقرر کرنے ضمیمہ سے ایک حاکم کو کہ وہ دونوں میں حکم کرے و کتفہ لفظا و الدال علیہ مع قبول لکتر ذلک اور دکن تحکیم لفظا و تحکیم ہو یا غاصم کا وہ لفظ جو تحکیم پر دلالت کرے یا نہ قبول کر لینے دوسری کے یعنی حکم کے ہیکو ہم ہی تمام مکتب کے مرد سو کہیں کہ جسے تجھ کا حکم مقرر کیا تا تو ہم میں حکم کرے اور وہ ہیکو قبول کرے اور امانت اس کے یہ ہے کہ حکم کو کہ میں تم دونوں میں حکم کرتا ہوں اور تم

وہابیہ

اس واسطے کہ نام و کنیت میں لوگ مشترک ہوتے ہیں اور جو کسی کہا پیشہ طریقی کہ تارخ کہے اور اگر تارخ نہ ہوگی تو مقبول نہیں آئے اور پیشہ طریقی کہ مدعی اور طالب کا نام پر وجہ اختیار کیے اور حق اوس میں ذکر کریں اور چاہے تو شہود کا ذکر بھی ہر جہ کی کوئی لفظ و فلوکان العزوان علی ظاہرہم لم یقبل قبل هذا فی عرفہم فی عرفنا لیکون علی لفظ آخر فی عمل یہ سو اگر عنوان لئے سزا بہ خط کے اوپر بر یعنی لغافہ پر تو مقبول نہ ہوگا بعضوں نے کہا کہ یہاں بعض کے عرف میں نہ تھا اور ہمارے عرف میں عنوان ظاہر غلبہ پر ہوتا ہے تو کسی پر عمل کیا جائیگا و اکثری لثانی یا کثرتہم انا کتابہ و علیہ الغنوی کافی الغریبہ فی الکتابۃ و فی الملتقی و لیس الحدیث کا اعیان اور ابو یوسف نے کفایت کی جو سپر کہ قاضی کا تب شاہدوں کو سپر گواہ کریں کہ وہ اس کا خط مدعی یعنی خط کا پڑھنا شہود طریق کے سامنے اور تسلیم کرنا جیسا کہ طرفین کا مذہب ضرور نہیں اور کسی قول پر فتویٰ سے چنانچہ غزنیہ میں کفایت پر اور شافعی میں جو کہ خبر دیکھنے کے برابر نہیں ہم لئے ابو یوسف قاضی ہوئے تھے اور انہوں نے وقائع کو دیکھا اور جب میں مصحف تھی انکو معاینہ اور معلوم کیا اور طرفین کو مصالح تضا کا معاینہ نہیں ہوا تو معاینہ تجزیہ ہر کار کا قول لائق فتویٰ سے کہ لئے لفظ و فاذا وصل الی ملکوت الیہ نظر الی ختمہ اولاً ولا یقبلہ ای لا یقبلہ الا بحضور الخصم و شہود کا پر جب خط پہنچے کہ تب الیہ کہ تو اسکی مہر کو پھلے دیکھے اور اسکو قبول کرے تو اسے اسکو نہ پڑے مگر خصم اور اس کے شہود طریق سامنے ہم تو اگر مدعا علیہ میں کار کر کریں تو خط کی کچھ حاجت نہیں اور اگر منکر ہو اور مدعی کہے کہ میرے سامنے قاضی کا خط ہے تو اس کے خط کو گواہ طلب کرے یہی مطلب ہو مصنف کا کہ شہود کے سامنے خط پڑے یعنی شہود خط اور شہود طریق کو سامنا اور شہود طریق یا مردین یا ایک مرد اور دو عورتیں جو یہی گواہی دین کہ یہ فلا نے قاضی کا خط ہے کہ لئے لفظ و ولا یقبل من اسلام شہودہ و لو کان لکن علی علی شہادہم علی فعل المسلم اور ضروری شہود طریق کے اسلام ہو اگرچہ قاضی کا خط ذمی کے واسطے ہو دوسرے ذمی پر ایسے گواہ ہونیکے مسلم کے فعل پر یعنی اگرچہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں تو بھی اسلام شہود ضرور سے کیوں کہ وہ کمان کے فعل کے گواہ ہیں یعنی قاضی نے اسکو اپنے خط کا گواہ قرار دیا ہو الا اذا اقر الخصم فلا حاجۃ الیہ ای الشہود و گرج کہ مدعا علیہ مدعو کا اقرار کیا تو شہود کی کچھ حاجت نہیں بخلاف کتاب لا مان فی دار الحرب حیث لا یتحاج الی بینه لانہ لیس بمسلم بخلاف کتاب لا مان کے دار الحرب میں کہ شہید شہود کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ وہ لازم نہیں یعنی سلطان چاہا ان کو چاہے مدعی ہم منع نہ تھا میں معاینہ سے متعلق ہے کہ جب خط ادوی کفائے بادشاہ کا طلب مان کیوں سولتے تو اب کی حاجت نہیں کہ شہود گواہی میں کہ یہ خط دار الحرب کا بادشاہ طرف سے ہو تو بہتر یہ کہ شایع بجای فی دار الحرب کے من دار الحرب کہنا کہ لئے لفظ و فی الاشباہ لا یقبل بالخط الا فی مسائل لثانی لا مان کا یکتی بہ الکبریات اور شہادہ میں جو کہ خط موصول ہو اور لائق عمل کے نہیں مگر کتاب الامان کے مسئلے میں اور کتاب الامان سولتی من فرائض الملین در باب وظائف ہم برات و مراد فرامات سلطانہ میں کسی انسان کی نظارت یا وظیفہ مدرس و غیرہ وظائف کے مقرر کرنے کے واسطے اور یہہما حق صاحب اشباہ کی طرف سے ہے نہ منصوص میں کہ انی لفظ و و ذکر کیا و و مکتوبات و مکتوبات اور خط پر عمل نہیں مگر بیاع اور مراف اور متوسط میں بیاع و مراف کے دفتر یعنی اونکے ہی کہاتے پر ہم دفتر بیاع مطلق ہو کتاب الامان پر کیونکہ وہ منصوص اہل مذہب سے یعنی ابو سون و خزانہ اکل سے نقل کیا کہ بیاع وہ شخص ہے کہ اہل دانش اس کے قول پر غریب و زحمت میں ہوا و کہیں اور بیاع کو دلال مراد نہیں کیونکہ اس کے قول پر ہمارا نہیں شہادت میں تو کتابت میں کیونکہ ہمارا ہوا انہی علامہ عبد البر نے شرح منظومہ میں ہر ازیم سے نقل کیا کہ علماء بیع نے کہا کہ یا دکار بیاع کا بخط بیاع حجت لازم ہے جو سپر تو اگر بیاع کہو کہ میں اپنا نوشتہ پایا کہ میرے اوپر فلا نی کے لئے مدعی ہیں تو اس پر میں لازم ہو گیا تجزیہ میں کہا اور اہل مراف اور سار کا خط جو آئے تو موضوع مسئلہ متصور میں ہے کہ جب کتاب پر دین جو نہ کا تھا کا دین خزانہ اکل میں سے کہ مسئلہ اپنے ذات پر کچھ مال معین کہہا یعنی مجھے فلا نے کا آنا دین اور خط اس کا اہل شہادہ سو اگر وہ میں سوم سے پہر وہ مرچھا اور اس کا مستادین تھا اور اس کے ارثوان سے دین کا مطالبہ کیا اور مسیت کا خط لوگ چھپاتی ہیں تو اس کے دین کا حکم ہوگا اس کے ترکہ میں تھے مگر سونے میں مسائل پر اعتراض کیا کہ فقہانے کہا کہ خط شہادہ ہوتا ہے دوسرے خط کے اور یہاں ہکا تھا نہیں کیا اسکی وجہ نہیں کہ خطی شہادہ میں کہا ابن ہبان نے اسکا جواب دیا کہ وہ اپنی دفتر میں نہیں کہتا مگر وہ دین جو اسکا ہو اور سپر جو انہی بیعے دام

قاضی ہو سکتی ہے سوائے جدا دقت قضا کے اگرچہ عورت کا قاضی کرنے والا گنہگار ہوگا بسبب بخاری کی اس حدیث کے پہلا ہوا اس قوم کا جسے اپنا کار بار حضرت
کو دیا ہم جو الرافق میں کن خلیج قوم سے تھے ہرگز پہلا ہوگا اس قسم کا جنہوں نے عورت کو حکومت دی وہم عدم نفع کا ہے کہ انہوں نے اپنا رئیس ناقص العقل بنایا تو نیز
الان اس سے ہو سکتی ہے و تعلم ناظر کو قی و وصیہ کی تہم و شہادۃ فہم تفریم ہا فی النظر الشہادۃ فی الوداف ولو بلا شرط الوافع ہر
عورت بیاقت رکھتی ہے و تف کے ناظر ہو سکتی اور تہم کو مدعی بننے کی اور شہادہ ہو سکتی کہ نے نفع تو صحیح ہے مقرر کرنا اسکا نظارت اور اوقات کی شہادہ میں اگر
بلا شرط و اف کے ہو کر نہ البر قال وقد اقيمت فیہ شرط الشہادۃ فی وقیہ لفلان ثم لو لا فیات وترک شہادۃا مستحق و طیفنا الشہادۃ
صاحب جو نہ لہا اور یونہی دیا اس شخص کے بارہ میں شہادہ شرط کی اپنے دفع میں فلان شخص کے واسطے پہراو کے ولد کو واسطے سو دقت میں گیا اور اس
ایک لڑکی جو دوسری کے وہ لڑکی روزیہ شہادہ کی سخت ہوگی ہم نہیں تو دفع القدر کے قول پر مبنی ہے اور صاحب نے اسے تو یہ اعتراض کیا ہو کہ حرف و ظہن
واجب الرایۃ ہو اور نا حال کشتی اسکا اتفاق نہیں ہو کہ عورت دفع کی شہادہ ہوئی ہو تو واجب ہوا اس کے الفاظ کا صرف کرنا اس کے حرف پر توافقت کی
شہادہ کامل ہے تو اسکی غیر مراد کے طرف کیونکہ اس کے لفظ کا صفت ہوگا کہ نے ابطال و تخلف و فی الاشبہا میں احکام کا کثی اختار فی المسائۃ جو ان
کو غائبۃ لہم سولۃ لبناء حکایت علی الشہادۃ و شہادہ میں بعد احکام عورت کو مذکور ہو کہ مسائرہ میں عورت کے بنی ہو سکتا اختیار کیا جو ان کے بدلہ
ہونے کو کیونکہ عورتوں کا حال ستر اور خفا پر مبنی ہے ہم اور رسول کو قتل طر باکی ضرور جو تعلیم اور اقامت دلائل کو مہمل اور یہ نہیں ہو سکتا مگر مرد
اور جو از نبوت مقتضی وقوع نہیں ہوا الایامی میں کہا کہ عورت کا جو بنی نہیں ہوئی مسائرہ رسالہ سے ملو کا صانع القدر نے اس میں عقیدہ امام غزالی کی شرح کی ہو
کہ انی ابطال و لو فقت فی حدیث فوجہ شہادۃ الی قاضی آخری جو ان کا مضمنا لیس لغیرہ ابطالہ بخلاف شہادۃ عینی اور اگر عورت نے حکم کیا حد
اور قصاص میں پہراو کا مضمنا ہوا و سر قاضی کے طرف جس کے مذہب میں عورت کا حکم کرنا صادر قصاص میں جائز ہو پہراو میں قاضی نے عورت کا حکم جاری و نافذ
کر دیا تو اس کے غیر کو اسکا ابطال جائز نہیں بلکہ شریع کے کہنے کے یسے ہم مبنی نے ذکر کیا کہ شریع کے نزدیک عورتوں کی شہادہ مرد کو ساتھ مرد و اور
قصاص میں جائز ہے اختصار پھر جب ذکر شہادہ جائز ہوئی تو او میں قضا ہی عورت کی جائز ہوگی تو مسئلہ مجتہد فیہ ہوا تو قاضی نے ان کے خلاف سو رنج اختلاف ہوگا
مگر مرد و انکشی کا لائی ہے اور جس نے عورت کو مذکور نہ لے الیہ یعنی تو اسکا حکم غیر مرد و قصاص میں مجسم ہوگا و اعلم انہ اذا وقع للقاضی حادثہ
لو لا فاناب غیرہ فقتضی نائب القاضی لہ الاول لای جافضہا کما لو قضا لا احام الذی قلنا القضاء اولو لای الامام سر لاجیہ اور دریافت کر
کہ جب قاضی یا اس کے ولد کا کوئی واقعہ حادث ہو پھر وہ غیر شخص کو اپنا نائب کرے سو قاضی کا نائب یا اس کے والد کے واسطے حکم کرے تو اسکی قضا جائز ہو
چنانچہ اگر قاضی اس سلطان کو مہمل حکم کرے جس نے اسکو عہدہ قضا سپرد کیا یا امام کے والد کے واسطے حکم کرے تو جائز ہے ہم اور علیہ سلطان کے والد اور زوج
کیواسطے حکم قاضی جائز ہے کہ نے العالیکیرہ فی البرازیہ کل من تقبل شہادۃ لہ و علیہ یقبل قضا لہ و علیہ اخی خلافا لہو ایں قاضی
المقط فلحفظ البرازیہ میں کہ جس شخص کے نفع اور نقصان میں قاضی کی گواہی مقبول ہے تو اس کے نفع اور نقصان میں اسکی قضا بھی مقبول ہے
بر خلاف جو اہر اور نقطہ کے تو اسکو یاد رکھنا چاہیو ہر خلاف جو اہر اور نقطہ سلطان اور اس کے والد کی قضا کو طرف راجع ہے چنانچہ نفع ہمار کی عبارت اس پر
دلائل کرتی ہو کہ انی ابطال و یقتضی نائب القاضی لہ عند الاصل و عکسہ و ہو قضا لہ عند الاصل بکاشہد ابہ عند النائب فیہی ان
للقاضی ان یقتضی ثلاث الشہادۃ بالخیار النائب عکسہ خلاصہ اور حکم کرے نائب و اسکا جسکی گواہی دی گواہوں میں پاس اور بدلیس کے
یعنی اسل کا حکم کرنا اگر اس میں جو نائب کے سامنے ہوئی تو قاضی کو جائز ہو کہ حکم دے اور اس گواہی سے نائب کے خبر نہیں ہو اور بدلیس کے سامنے نائب حکم کرے
قاضی کے خبر نہیں ہے کہ انہی خلاصہ فر و مع مسائل منہ شایع کے لایقتضی القاضی لمن لا تقبل شہادۃ لہ الا اذا دہ علیہ کما قاضی
لا تقبل شہادۃ لہ فیجوز قضا لہ بہ اشباہ حکم کرے قاضی اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حکم قاضی کی گواہی مقبول نہیں چنانچہ ہول اور فر و مع گویا
قاضی کے پاس دوسری قاضی کا خط گواہی اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حکم قاضی کی گواہی مقبول نہیں تو اب قاضی کا حکم کرنا ہو اسطہ مکتوب جائز ہو کہ انی الاشباہ

ایک شخص نے کہا بھائی کا ارادہ کیا تو اگر راہ ہندو مردوں کو گن کے چوڑی اور منی جلد لہجائی اور پینٹل کبھی کسی کرنا جو تو منہ کھیا ہاتھ اور اگر ایک شخص کی
دیوار دوسرے شخص کے گھر میں سے سوا دسے اپنی دیوار میں منی لینے کا ارادہ کیا اور کوئی راہ نہیں دیا جانے کی بدون داخل ہونے تو دوسری
گھر کے دیوار ہندو منہ کوئی اور منی جہاں کے گھر میں پڑی ہے سوا دسے اینٹ اور منی نکالنے کا ارادہ کیا تو صاحب مکان مانع ہونے سے
یا اسکا تاجہ ان سے دوسرے گھر میں سوا دسے کے صاف کوٹنگا ارادہ کیا اور ممکن نہیں بدون اس کے گھر کے داخل ہونے اور منہ کرنا جو تاجہ کے ہاتھ سے
کہا جائے گا کہ با تو اسکو داخل ہونے سے منع کرنا وہ نہ ست کیے با تو چاہا مال خرچ کر کے اسکا مطلب پورا کر دے ہی مردی سے محمد بن حسن اور ہی
تو ایک غنیہ ابو القیس نے لیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی ملک میں کھوان یا نہاست ڈالنے کا ارادہ کیا وہ سوا دسے کے ہاتھ سے کی دیوار ضعیف اور کمزور ہو گئی تو پھر
زبردستی نہیں پر گھر دیوار ہندو منہ کی تو اس پر تاجہ دان نہیں پھیل ظاہر نہایت حکایت ہو کہ ایک شخص نے امام غزالی سے شکایت کی کہ میرے پڑوسی اپنے گھر
میں کھوان کہو دے سے میری دیوار کو اس سے ضرر ہے امام نے کہا تپتے گھر میں اس کے قریب ہر بالو یعنی نہاست ڈالو گا کھوان کہو دے سوا دسے
ایسا ہی کیا تو اس کے پڑوسی کھوان نہیں ہو گیا اور نہ چار ہو کر کھوان بند کر ڈالا امام نے منع جانے کا فتویٰ دیا بلکہ کہو دے تدبیر بتائی جس سے مطلب حاصل
کر لے لیتم الشخص من تصرفه في ملكه الا اذا كان الضرر لغيره من غير ان يملكه من ذلك وعليه الفتوى بزيادة واختار في
العمادية والفتی به قاری اخصا رافق حتى يتم الجار من قلة العتق وهذا جواب لما شكك في مسخا كا اور منہ کیا جاو شخص اپنی ملک میں تصرف
کرنے سے گرجب کو اس کے پڑوسی کو ضرر ہو ضرر صریح جواب اس شخص سے روکا جائیگا اور ہی قول پڑوسی سے کہ خلاف الزامہ اور ہی کو پسند کیا ہو
عمادہ بن اور ہی کا فتویٰ دیا ہے قاری دیا ہے نے تو منہ کیا جائیگا پڑوسی طاق یعنی کڑی اور روزن کہولنے سے اور یہ جواب مشائخ کا بطریق
استحسان کے ہم ضرر میں ملنے ضرر صریح ہو جو موجب سم ہو اور جو عمارت کو کمزور اور مست کردی نہایت سو کھل خارج کردی اور جو عمارت میں کھانے کی چیز
ریشنی کا بالکل بند کرنا اور ہی کو کھانا فتویٰ کے واسطے پسند کیا ہے اور اگر اندک تصرف ہی مانع ہو تو اپنی ملک کا فائدہ لینے کا باب کھل مسدود ہو جاو ماری سے
کتاب الاحسان میں ذکر کیا کہ ایک گھر اگر متصل چند گھر کے سے اور اس گھر کا مالک یہ ارادہ کرے کہ نہیں تو بنادو جو حسین ہندو زبان چاکوں دہکا
کہ مانند پائینے کی بجلیا ہو جو کچھ کٹھی کرنے کی پڑی تاجہ تو جائز نہیں کیونکہ حسین پڑوسیوں کا ضرر فاحش ہے جس سے کھانہ نہیں ہو سکتا ہو اسطرح کہ
تو نہ کو کثرت و شدت و ہرجاں پہنچا اور کھلی کی پڑی سو دیوار میں بودی جو عمارت میں کی مختلف حمام کہ وہ مضر نہیں مگر بسبب طراوت کا اور نہایت
بچا و دکن سے در بیان میں دیوار اوٹھا کر اور بخلاف تو منہ کے جو گھر دن میں ہوتا ہو تو منی نے علامہ مقدسی سے نقل کیا کہ میں نے ہندوستان میں دو قول
پایا جو روزن جانے کے واسطے اس عمارت میں جو مشرف ہو کسی زمین یا گھر یا لائق اختیار ہو وہ یہ ہے کہ اگر روزن و ہوش پائیم کہ واسطے ہو تو منہ کیا جائیگا
اور اگر ریشنی کی واسطے ہو تو نہ کا بجایا جائے اگر نہایت عمارت میں روزن جو پہلی مشور ہو اور اگر طاق عمارت میں ہے یا دوسرے شاک یعنی جالی سے تو وہ
دوسری مشور سے کہ ظاہر ریشنی کی واسطے ہو کہ نہایت اسطرح و جواب ظاہر الروایۃ عدم اللحق مطلقا و بہ افعی طاق کا لا کام ظہر الدین نے
ابن الشحنة والذی لا یحکم فی القدر فیما یجوز بہ یفتی و اعتمد المصنف ثم قال وقد اختلفوا فی یقول ان یقول علی ظاہر الروایۃ
افعی قلت و حیث یعارض منہ و شرک فلا یحکم علی الملون کا تقریر آرا فتاویٰ اور جواب ظاہر الروایۃ کا عدم منع جو طرح جو خواہ پڑوسی کا ضرر
مزمع ہو یا نہ ہو اور ہی کا فتویٰ دیا جو چند کھانا چھ امام غزالی بن اور ابن شہینہ ارادے کے والہ اور فتح القدر میں کھوڑیج دی سے اور کھانے کی کتاب القدر میں
میں جو کہ سہیا فتویٰ ہے اور مصنف نے اپنی شرح میں دیا یعنی کتاب القدر میں کسی پر عطا دیا ہو سو یوں کہا اور البتہ فتویٰ دینے میں بیان اختلاف ہے
جو احوال اور لائق یہ ہے کہ در مشور اختلاف فتویٰ ظاہر الروایۃ پر عطا دیا جائے نہ میں کہنا ہوں اور جب کہ مصنف کے من اور شرح میں فاحش ہو اور
عمل سنوں پر لازم ہو چنانچہ یہ قاعدہ ثابت ہو چکا ہو یا نہ ہو اس کا مل کر ہم جواب ظاہر الروایۃ ہی قیاس ہے کہ انسان اپنی ملک کو تصرف میں مختار ہو کیونکہ
ہو یا نہ ہو اور جبکہ معلوم ہو چکا کہ اگر مشاخرین جواب احسان ہو ہیں جس سے در مشور ضرر مزمع ہوا یہ منع تصرف سے نہ ہر ضرر میں مانند ہم کہ افی الاما

[illegible]

ہم اور بعض حکام اور وہ بھی آہستہ بہ آہستہ کہانی لکھا کہ مختصر الذکر بین الکفرین واللعین اور حق یہ ہے کہ دین اور دین بین فرق سے ہم یعنی
 اور یہ خصم نہیں باقی دار ثون کے طرف سے اس جن کے دعویٰ میں جو میت پر ہے مگر جب کہ جن اور کے ہاتھ میں ہو اور اگر میت پر دین کا دعویٰ ہے
 تو حد اور یہ خصم ہو گا باقی دار ثون کا جب کہ وہ اس کے ہاتھ میں جن ترکہ پر اس واسطے کہ دائن کا حق ہمیشہ مقرر ہے کہ پیش سے نکالت میں یہ مانجا اور بد
 اور تصایہ اور غنایہ کا ظاہر ہے کہ دعویٰ دین میں ہی عین ترکہ کا بھل ہاتھ میں ہونا ضرور ہے۔ بحوالہ اثنین میں کہا کہ جو فوج القدر میں ہے یعنی فرق نہ کر
 وحی حق سے باقی مسہر اور بعد اس صورت میں سے جب کہ دارث مدعا علیہ جو چنانچہ مذکور ہو چکا اور اگر دارث مسہر میں کا دعویٰ جو فابض ہو تو اگر
 اپنا دعویٰ ثابت کرے تو اس کے اور باقی دار ثون کے واسطے ارث کا حکم ہو گا اگر اپنے اور او کو واسطے ارث کا دعویٰ کیا ہو اور اگر دعویٰ ثابت نہ کرے گا
 اور مدعا علیہ اس کا دفع کر دیا ہو سہریج پر کہ اپنے اس کو تیری مورث سے خرید کیا ہے اور خرید کو ثابت کر چکا ہو تو دعویٰ ارث کا حاضر اور غائب کے
 حق میں دفع ہو گا کہ اپنے لکھا کہ من ابی السعد و مشکہ او مثل العقار المنقول فیما ذکر فی الاصل حدیث اور انذا اس کے متعلق غیر منقول کے ہند منقول
 ہو امر نہ کر میں بقول اصح کہ اپنے دارم سے لے کر مال منقول میں دعویٰ ارث مدعی ثابت کرے تو وہ اپنا حصہ اور غائب کا حصہ ذی السبقہ یا جو ہے
 لکن عند فی المملکت اللہ یؤخذ منه اتفاقاً و مشکہ فی البی لیکن متعلق الاجوبین اس قول پر غما دیا ہے کہ منقول لیا جائے ذی السبقہ یا اتفاقاً یا
 اور صاحبین کے اور اسکے ہند بحوالہ اثنین میں سے ہم اس واسطے کہ منقول میں حفاظت کی حاجت ہو اور اس کے لئے یونین زیادہ تر حفاظت ہو اور زمین یا
 خود مختار سے قال و اجمعوا انہ لا یؤخذ لوم یقر صاحب جو کہنے کہا اور امام اور صاحبین نے اجماع کیا ہے اس پر کہ غائب کا حصہ نہ لیا جائے یعنی منقول
 میں اگر ذی البیہ مقرر ہو مطلقاً ہی نے کہا اس پر معلوم ہوتا ہے کہ غیر منقول میں اجماع نہیں حالانکہ ایسا نہیں کہ کہ در حالت اقرار عقار اور منقول کا ایک ہی
 حکم ہے اوصیٰ له بثلث مالہ یقتل ذلک علی کل شیء لا تھا تحت المذیات ایک شخص نے وصیت کی اپنی ثلث مال کی دوسری کے و بطور تفسیر وصیت پر
 چیز پر واقع ہوئی یعنی جمیع ملک پر ہو اس واسطے کہ وصیت میراث کی محض میراث ہو تو جمیع میراث ہر چیز میں جاری ہے جس سے ہی وصیت محض واقع
 کو قال مالی ادا اکلک صدقۃ فلو علی جنس مال الزکوۃ لا یستحق انما اور اگر کہا کہ میراث مال جس چیز کا میں مالک ہوں وہ صدقہ سے تودہ مال زکوۃ کی
 جنس پر واقع ہو گا بطریق آسان کے ہم وہ آسان یہ کہ ایجاب عبد سب سے حق تعالیٰ کے ایجاب یعنی جس چیز میں حق تعالیٰ نے صدقہ واجب کیا
 اوس میں ایجاب عبد بھی واقع ہو گا مال زکوۃ میں ہوا یہ اور فقہین اور سبب تجارت داخل ہے خواہ بقدر نصاب ہو یا نہ ہو خواہ شہادہ نہ کرے مستغرق بن
 ہوں یا نہ ہوں اس واسطے کہ جس چیز میں زکوۃ واجب ہوئی ہے اس کی جنس معتبر ہے قطع نظر اس کی مقدار اور شرط و کذا فی لکھا و دان لم یجس عنہ
 مسئلہ منہ فلو قتلہ فاذا اکلک غداً تصدق بقدرہ اور اگر شخص مذکور نہ ہو سوا مال زکوۃ کے یعنی اس کے پاس سوا مال زکوۃ کے اور فقہین اور
 اسباب تجارت کے اور مال نہ ہو تو اوس میں بقدر اپنی قوت کے رکھ لے اور باقی خیرات کرے پھر سوا مال کے جب کہ مالک ہو تو بقدر اس کے تصدق کرے
 ہم عل و متاخرین بقدر قوت کی ہوں پھر اسی سے کہ پیشہ در اپنی ذات اور عیال کے و بطور ایک کی قوت رکھ لے اور صاحب فہل یعنی جس کو مکان وغیرہ
 کر یا حاصل ہوتا ہو وہ ایک ہینہ کا قوت رکھ لے اور اراضی کا مالک ایک سال کا قوت اور سو دا اگر اذنا رکھ لے جو اس کو کفایت کرے یہاں تک کہ اس کو
 نیا مال حاصل ہو کہ انی لکھا کہ ان فعلت کذا افسا املک صدقۃ فلیت ان یدیم مملک من رجل یغیب فی سبیل یقتضیہ
 و ہم یقر لثقیل ذلک مشرور کذا بنیاء و لودیتہ فلا یکن شیء بحوالہ اثنین میں سے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں میں شہادہ کرے کہ کلام
 تو جس کا میں مالک ہوں وہ صدقہ ہو تو اس کا حلیہ یہ ہے کہ اپنی ملک کو ایک مرد کے بقدر یہ کرے جو اس پر ہو و مال میں لیا ہو اسے
 اور اس پر فقہاء کی یہ دون اس کے دیکھنے کے ہر وہ فعل کرے جس سے زیادہ کلام کرے پھر اس پر کڑی کو بسبب خیار رویت کے پھر سے تو اس پر کڑی
 لازم نہ آئے گا کہ اس واسطے صدقہ لازم ہو گا کہ وقت حث یعنی شہادہ کرے کہ وقت کوئی چیز اس کی ملک میں نمی بسبب بیچہ ان کے اس واسطے کہ ملک
 اعتبار حث کے وقت ہونہ حث کے وقت و لو قال الف درہم من مالی صدقۃ کذا فعلت کذا افسک و ہو یلک اقل از ما بقدر ملک
 ہم سے ہے

بجانب

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

مسزولی کے سزول ہو جاتا ہے غلطی سے یہ کہ موکل مر جائے یا اسکو جنون ملے جو یا غیر مرسل غلط ہو بلکہ مراد غیر مرسل سے چنانچہ ہر ادا میں سے
 یعنی اگر ختم ہوتے تو مرد و عورت و غیر مرسل طبعی اور اگر شنیع ہو تو مشترک ہیں کی خبر دی تو اجماع طلب واجب ہو اگر تاخیر کر لیا تو حق سے قطع ہو گا
 کی خبر و سلفاً عمل لازم ہو خواہ وہ فاسق ہو یا غیر اسکی تکذیب کر کے کذا فی الحکمہ یا عام قاضی ادا نہیں دان لہذا قبل جلتک امتیانی بیوہ مل
 الصبیحہ ولو الجبۃ عیالاً لکن لا یغفر الذنوب الا ان یاتوا بالحق والحق انما یتضح علی اللسان والحق انما یتضح علی اللسان
 القاضی والقاضی الامام وکل منہم لا یغفر الذنوب الا ان یاتوا بالحق والحق انما یتضح علی اللسان والحق انما یتضح علی اللسان
 میں نے جبکہ امین مقرر کیا اسکی بیعت میں بقول میر کہ انے اور الجبۃ غلام کو بجا دین مہون کے ادا دین کے واسطے اور مال لیا سوا اسکا حق منافع ہو گیا
 قاضی کے پاس اور غلام ملک غیر غلام ملک ہو گیا قبل اسکی تسلیم کے تو قاضی اور امین پر ضمان نہیں اسواسطے کہ قاضی کا امین قاضی کے مانند ہو اور ضمان
 سلطان کے مانند ہو اور ہر ایک اور نہیں سوتا وان نہیں دینا بلکہ اسکی قسم پر نہیں لیجائی بخلاف ناظر وقت کے نائب کے کہ اسکا حق بدون قسم
 غیر نہیں ہم قاضی اور سلطان پر واسطے تادان نہیں کہ اگر ادا نہ ہوا تو اس حالت کے قبول کرنے سے وہ پر میر کرین تو مایا کی مصالح معلول
 ہو جادین کذا فی الحکمہ علی لفظہما و لفظہما علی لفظہما اور مشتری ہوتا ہوا دین مالوں کی بھر لے بستہ ہونے رجوع کے
 مایہ پر بیعت قاضی یا امین پر ہم ادا قاعدہ یہ کہ تجب حق حقوق کا مافقہ مستند ہو تو ادش محض و متعلق ہو گا جو اقرب الی العقد اور عقد کے طرف
 اقرب الناس ہے جسکو عقد سے فائدہ حاصل ہو سوبیان بھاب یون میں جگہ واسطے یہ واقع ہوئی کیا تو نہیں جانتا کہ قاضی بیکہ حکم نہیں دینا بیکہ
 صاحب بن طلب نے کذا فی الحکمہ علی لفظہما و لفظہما علی لفظہما اور مشتری ہوتا ہوا دین مالوں کی بھر لے بستہ ہونے رجوع کے
 للعبد من الوبی و ضمان الفتن رجوع للشدی علی الوبی لاکہ وان تصبہ القاضی عاقل انیابہ عن اللیت فترجع الحق البی و ہو یرجم
 علی القدر لاکہ حامل کلام اور اگر غلام کو سے سنے دین والون کے واسطے بجا قاضی کے حکم سے یا بدون اس کے حکم کے ہر کار حق غیر تھا یا میر گیا
 قبل قبضہ کر دینو غلام کے وصی کی جانب سے اور ش منافع ہو گیا تو مشتری وصی کی طرف سے اسواسطے کہ وصی کو اگر قاضی نے عاقل نام کیا ہے کا نائب بنا
 حقوق عقد وصی ہی کے طرف راجع ہون گے اور وصی بن والون پر رجوع کر لیا کیونکہ وہ حامل ہے اد نہیں کی منفعت کیو ہلو ہم جو کیسے دہلو کا کہ ہو
 اور اس کام کے سبب ہر ضمان لازم آوے تو وہ مالان اس سے ہر جس کے واسطے کام کرنا تھا لفظہما حتی بجا ہر سہ ہوا کہ شایع ترجیح کہتا بجا
 ترجیح کے ولو ظہر بعدہ للیت مال وجہ القرض فیہ یدینہ ہوا لاکہ اور اگر بعد اسکے میت کا مال ظاہر ہو تو دین والا اپنا دین اس مال میں ہر
 بھی لیں سے استخراج القاضی لثلاث ماکفرا و لم یعطہم الا حتی حلت کان الھلال الفین مالہ و ای الفقراء و الثلثان للوئذ لما سکت
 قاضی نے سزول کر موصی و سہائی نکالی غیر دن کے واسطے اور انکو نہیں دی بیمان تک کہ وہ لغت ہو گئی تو غیر دن کا مال ضائع ہو گیا اور باقی وہ نہایت
 وارثوں کا حق سے چنانچہ مذکور جو بجا ہم یعنی قاضی غیر دن کے واسطے حامل تھا تو قاضی پر ضمان ہو گا امرک قاضی عدل جو حیرا و قییم فی حق
 ان من فی حلی قضا یہ با ذکر و حلیک لعلہ لو جلد طاعت و لی الامیر ای غایط بھکو قاضی عادل نے امر کیا زانی تحقیق کی سنگاری یا یا نہ
 گئے پوری میں یا ر بکا مدین بکا وہ حکم کر چکا ہے یعنی ثروت رجم بطل یا ضرب کا حکم دیا چکا تو بھکو اس کے فعل میں گنہائش سے نکال نہیں سکتا بجا
 ہونے طاعت مالک کے بیٹے طاعت اولی الامر قرآن مجید سے ثابت ہو اور ہر طاعت مالک کی ہر دین سے ومنعہ عہد حتی یتان الجبۃ و الحلیہ
 فی زملہ کذا فی الحکمہ علی لفظہما و لفظہما علی لفظہما اور مشتری ہوتا ہوا دین مالوں کی بھر لے بستہ ہونے رجوع کے
 ہو کہ کسی حق کا ختمی ہے ہر دین آسان نہ کرنا و قضاء ہے اسواسطے کہ اکثر قاضی رشوت دیکر بعد قضاء حاصل کرتے ہیں تو احکام دیکر طاعت
 اور نہ ایک قطع وغیرہ کا غیر ممکن ہے ہر ادا میں کما لیکن بیٹے لہذا اسکے مستند حدیث کی شرح آداب القاضی میں دیکھا کہ حدیث شریفین کے قول کی طرف رجوع
 کیا ہو چنانچہ ہر شام سے ختم ہو جو کی روایت کی ہے لہذا حدیث میں کہ محمد اہل شریفین کے موافق تھے ہر قابل سنہ ذکر کے جو پھر اسکا رجوع کرنا نہیں

اور لازم نہیں ہم شرع و ہدایہ میں جلال الدین ابو حامد سیّد مقلد سے کہ فقہانے کہا کہ غصّہ کو کچھ مضائقہ نہیں جواب نموی کی کتاب کی اجرت لینے میں اسلئے
کہ غصّہ پر زبان سے جواب یا صاحب ہونے نہ تہہ سے کہہ دنا اور باوجود اسکے نہ لینا بھترے یعنی تا قبل اور قال سے بچے اور آبر و ابتذال سے محفوظ رہی
کذا فی المطہار و اللہ تعالیٰ اعلم و مستقر اللہ بحکم **کتاب شہادات** یہ کتاب ہے شہادات کے احکام میں ہم شہادت مع بر
شہادت کی اگرچہ شہادت اصل میں مصدقہ لیکن مصنف نے جو بعض جمع لایا با اعتبار اسکی انواع کے آخر حاکم القضاہ لانا کالوسیہ و هو
المقصود مصنف نے شہادت کو موقوف کیا قضا سے اس واسطے کہ شہادت نیز وسیلہ کے ہے اور قضا مقصود ہے اور مقصد مقدم ہے و وسیلہ
حق لغیر خیر کا حکم شہادت لغت میں عبارت ہے غیر قاطع سے یعنی قطعی اور یقینی خبر حسین شک اور تردد نہیں و شہادۃ الخبار حدیث لا ینال حق
فہم قلت فاطلاکما علی الزوایح جاز کا طلاق البین علی التمسک اور شرع میں شہادت عبارت ہے اخبار صدق سے حق ثابت کرنے کے واسطے
کذا فی الفہم میں کہتا ہوں جب شہادت اخبار صدق ہوئی تو جہوئی گواہی کو شہادت بولنا مجاز ہے نہ حقیقت جسے قسم بولنا جہوئی قسم پر مجاز ہے ہم اخبار
بیزلہ جنس کے ہوا اور صدق کی قیاس اخبار کا وہ ہے شہادت سے نکل گئیں اور اثبات حق کی قیاس وہ قول نکل گیا جو بعض عرفیات کو کوئی شخص مجلس
قضا میں بلفظ شہدہ نکلم کرے بلفظ الشہادۃ اخبار صدق بلفظ شہادت ہے ہم یعنی شہادت میں بالخصوص بلفظ شہادت متعین ہے تو تعبیر بلفظ علم
یقین کافی نہیں فی مجلس القاضی لو بلا دعویٰ کافی حلق کا مکتا اخبار صدق بلفظ شہادت مجلس قاضی میں اگرچہ بلا دعویٰ مدعی ہو چنانچہ نوڈی کی
آزادی میں ہم مجلس قضا کی قیاس شہاد کی وہ خبر خارج ہوگئی جو غیر مجلس قضا میں واقع ہوئی کہ وہ غیر متعین حق جاریہ اور طلاق زوجہ میں سمیت شہادت
کے واسطہ دعویٰ شرط نہیں بلکہ جیسے شہادت مستحبہ کا بھی حکم ہے کذا فی المطہار و سبب وجوب طلب علی الحق و الحق فوہ حقہ بان لم یکن
بہاذا و الحق و خافت فوہ لزمۃ ان کیشہد بلا طلب فہم اور جو شہادت کا سبب طلب صاحب حق ہے یعنی جب کہ صاحب حق شہادت کی درخواست
کری یا صاحب حق کے حق فوت ہو یا خوف ہو یا طرح پر کہ صاحب حق نہ جانتا ہو شہاد کی شہادت کا اور شاہد دہی فوت ہو جانے حق سے تو شک کو گواہی یا
لازم ہو گا بلا طلب ہی کے کذا فی الفہم یعنی آدمی کے حق میں شہادت شاید پر واجب نہیں بلا طلب دہی مگر در صورت خوف فوت حق اور حق اللہ کی اور اسے
شہادت میں تو شاید شرط مطالب ہو شہادۃ الحد و حدیث شہادت کی شرطیں کیس میں شہادۃ مکاناً و احد مکان شہادت کی شرط ایک
ہو یعنی ایک شرط یہ کہ مجلس قضا میں شہادت واقع ہو مطلقاً کہی کہا بہرہ ہر شہاد کی شرعاً کہ شہادۃ مکاناً و احد مکان و شہادۃ مکاناً و احد مکان
الکامل وقت الفصل والبصر و معاینۃ المشہود بہ الا فیما ثبت بالتسامع و دخل شہادت یعنی شاہد ہر یکی شرطیں نہیں ہیں فعل قابل ہو نا شاہد ہر
کے وقت اور بصارت اور معاینۃ کرنا اور چیز کا جسکی گواہی دیجاو دیگر اسکا ساینہ شرط نہیں ہے شہادۃ مکاناً و احد مکان و شہادۃ مکاناً و احد مکان
بمخون اور صغیر لا یقبل لا گواہ ہونا صحیح نہیں اور سطح اندھ کی گواہی صحیح نہیں بسبب عدم بصارت کے لیکن عقلی شہادت کے واسطے بلوغ اور عرت اور
سلام اور عدالت شرطیں تو اگر گواہ ہونیکے وقت صغیر ماقبل ہو یا غلام یا کافر یا فاسق پھر صغیر بالغ ہو جاو اور غلام آزاد اور کافر مسلمان اور فاسق متوب
کری اور اشخاص مذکورین قاضی کے سامنے گواہی دین تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی البصر و شہادۃ الاداء و سبعة عشر عشر عامۃ و سبعة خاصۃ
اور ادا شہادت کی شہادۃ شرطیں ہیں دس شرطیں عام ہیں جمیع انواع شہادت میں اور سات شرطیں بعض انواع شہادت میں خاص ہیں نہ القبول
از اجلہ ضبط ہے یعنی پیش شرط ہے کہ شہاد کو قاضی یا جہو بلا شک و تردد و اتمام کے نزدیک شاہد کہ اپنے خط پر مہر کرنا یا زنجین بدون مقدمہ یا
ہو نیکی خلافاً لخاصہ میں والو لایۃ فلیشدک الاسلام لو المذی علیہ و مسلماً اور بخلہ شرط و لایت ہو یعنی شاہد کو دایۃ صاحب ہو مشہود و طلب
پر سطر کے کہ دونوں کا دین ایک ہو یا شاہد کا دین حق ہو اور شاہد ہر بالغ ہو کذا فی المطہار و کذا اسلام شاہد کا شرط ہے اگر مدعی علیہ سامان ہو ہم اور اگر مدعی علیہ
ہو تو اس پر اور کافر کی گواہی مقبول ہے والقدر علی التمسک بالبصر و البصر بین المذی والذی علیہ و اور از ہر شہادۃ ہو کہ شاہد کو وقت ہر
اور مدعی علیہ کے مابین امتیاز نہ کی بسبب ساعت اور بصارت کے یعنی آواز سنکر اور صورت دیکھکر دونوں میں فرق کر سکتا ہو و من الشرائط علی

مجلس
الشهادتين

میں نے اپنے دل سے
موت کو دیکھا ہے
میں نے اپنے دل سے
موت کو دیکھا ہے
میں نے اپنے دل سے
موت کو دیکھا ہے

یہ سب سے غلام کو آزاد کر دیا جو بادی مقتول نے قاتل کو خون سناٹ کر دیا سے نواب شکوہ دین اور نکاح اور بیہ اور قتل کی گواہی دینا جائز نہیں اور اگر
 مخبر عدول نہیں تو شاہدوں کو اختیار سے چاہیں گواہی دین اور قاضی سے مخبرین کی خبر بیان کر دین اور چاہیں گواہی نہیں اور اگر مخبر ایک عادل ہو تو ایک
 شہادت میں خستہ نہیں شرط ساج یہ ہے کہ شاہد کو یہ معلوم ہو کہ قاضی خوف سے اقرار کیا ہے نہ کہ گریہ جانتا ہو کہ اس نے خوف سے اقرار کیا ہے
 نواب کے اقرار کی گواہی نہ کر دے لفظاً و معنیاً بصرف و کذا الکتاب اذ انعمین لکن لا آخذ الا جرحاً لا لیساً حدیثی لواء کبہ بلا کلاماً لیساً
 و بہ تعقل لحدیث آگے موا الشہود اور بطبع کاتب کا حکم سے یہ ثابت فرض ہے جب کہ کاتب متعین ہو جائے جسے جب ادسا کو کوئی بدلہ ہو لیکن
 کاتب کو بہت لیساکت بت پر جائز ہے نہ شاہد کو یہ بیان کہ کہ اگر عدلی شاہد کو بلا عذر سوار کر دیا تو اس کی گواہی مقبول نہیں اور عذر سے سوار کر دیا
 سو گواہی مقبول ہے بدلیل اس حدیث کے کہ اگر موا الشہود ہم عذر یہ ہے کہ شاہد ایسا پیر مرد ہو کہ پہلے پرتا در نہ ہو اور جائز کے کرایہ دینے کا مقصد و نحو
 اور یہ تفصیل صاحب نوازل کی ہے ہر حدیث خطیب ابراہین عساکر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اگر موا الشہود و قاتل اللہ تعالیٰ استخفاف
 بہر البغی و فیہ نفع ہم نظام معنی کریم اور نیز کر دین کی اسوہلو کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب حقوق کو نکالتا ہے اور ان کی جہت سے ظلم دفع کرتا ہے کہ کذا
 فی اللہ تعالیٰ تو پروردگار کو سوار دینا بخیر تو قریب از کریم کے ہے و جہنم لثانی الا کل مطلقاً و بہ یقین جہنم اقول المصنف لہو ویرست شاہد ذکر
 کہنا مطلقاً جائز نہیں اور یہ کہ فتویٰ سے اد مصنف نے ہکوات رکھا ہے اپنی شیعہ میں ہم تحریر اکل مطلقاً سے خواہ طامام میا ہو چکا ہو شاہد کے
 لئے سو یہ ہے یا نہیں کے واسطے طیار کیا ہو اور محض مطلقاً منع کیا ہے اور بعضے مشائخ نے تفصیل کی ہے وجب الاداء بلا طلب لول الشہادۃ
 فی حقوق اللہ تعالیٰ اور ادای شہادت واجب بدون طلب کے اگر شہادت اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ہو ہم واجب و مراد فرض سے خواہ فرض کفایہ
 ہو خواہ فرض عین حق اللہ میں قبول شہادت بلا طلب کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے حق کو ثابت کرنا ہر شخص واجب ہو تو شاہد بھی بخلاف اسکے ہے
 جن پر یہ واجب ہو تو شاہد مدعی ہزار من جہہ اللہ وجب اور شاہد ہر امر من جہہ حق الشہادۃ نوازدہ چکی کچھ حاجت ہوئی اور بعضوں نے حق اللہ میں
 قاضی کو مدعی کہا ہو وہی کثیر و کثرت ہائی الاشیاء اربعۃ عشر اور حقوق اللہ تعالیٰ کے بہت ہیں اور میں سو شہادہ میں چودہ شمار کو میں ہم
 حقوق مذکورہ کی تفصیل یہ ہے ہر طلاق صحت متن جاریہ تدبیر جاریہ وقف ہلال رمضان ہر سو اسی حد فتن دسر قہ نسب طلاق ایلا طہار مصاہرت عرت
 اسلیہ صاحبین کے نزدیک طلاق حق عید صاحبین کے نزدیک لیکن قاضی خان نے کہا لائق یہ ہے کہ دفع میں جواب علی تفصیل ہو کہ جب دفع ہو
 عزم پر با عیان ہم لوگواہی بدون دعویٰ عند الکل مقبول نہیں اور اگر فقروں اور مسجد پر وقف ہو تو امام کے نزدیک بدون دعویٰ مقبول نہیں اور صلہ
 کے نزدیک بدون دعویٰ مقبول ہے اسکا فتویٰ ابو الفضل کراچی نے اور یہی مختار عادیہ ہو اور ہلال رمضان کی گواہی قاضی خان کے نزدیک بلا دعویٰ
 مقبول ہو اور عادیہ میں قتادہ رشید الدین کو عدم قبول مذکور ہو اور انھی میں اختلاف ہو بعضوں نے ہکوات ہلال رمضان پر قیاس کیا اور بعضوں نے ہلال
 نظر ہوا و نسب میں خلاف ہو صاحب محیط نے قبول بلا دعویٰ نقل کیا ہے اور بعضوں کے نزدیک بلا دعویٰ مقبول نہیں اور ایلا اور طہار اور مصاہرت میں
 شرط یہ ہے کہ مشہور و علیہ حاضر ہو اور نکاح بلا دعویٰ ثابت ہو تاہو اسوہلو کہ صلت اور مستہ مشرکاء حق اللہ سے اور حق عید میں صاحبین کے نزدیک
 حق اللہ غالب ہو اسواسطے کہ حریت اس حقوق اللہ متعلق ہو تہ من لیغی وجوب زکوٰۃ اور عید اور عید اور حج اور حد و اور امام کے نزدیک حق العیال ہر
 اسوہلو کہ حریت کا نفع عسک طرف راجع ہے کہ انی لہطادی قال و منی آخر شاہد الحدیث شاہد تہ بلا حد فی فسق و فساد صاحب جو نے کہا کہ جب
 شاہد حسبہ اپنی شہادت میں تاخیر کرے بدون عذر کے تو قاضی جو بائیکا پس گواہی دے سکی مرد و ہوگی ہم لائق میں قنہ سو مقبول ہے کہ بعضے مشائخ
 نے ادن گواہوں میں جواب دیا جنہوں نے حسب غلبہ کی گواہی دی یا پھر دن کی تاخیر کے بعد بلا عذر کہ ان کی گواہی مقبول نہیں کا کہنے کا حسب وہ جو میں
 نواب آخرت کی توقع ہو کہ انی لہطادی کطلانی امر ای بکتا و علق آغوش و قد بدیہا حقوق اللہ چنانچہ عورت کی طلاق بائن اور نذیہ کی آزادی
 اور اس کا مدبر ہونا ہم عورت عام ہو خواہ بی بی ہو یا نذیہ بائن کی قید اسوہلو لکھی کہ طلاق رجعی میں زوجین کا پاس رہنا بطور ازدواج مخالف شرع

جن میں سے پہلو کہ ہر طلاق ہر رجعت میں شمار ہوگا تو نہ ہی کی آواز دینی اس واسطے حق اللہ ہو جس کی موت کے بعد اور معرفت حق اللہ سے وکذا عقیق عبدیہ تدبیر شریعہ وحبانیہ اور سلیح ہر غلام کی
 آزادی اور ادوس کا دبر کرنا کہ انی شرح الوہابیہ ہم ابن وہبان نے کہا کہ غلام کے فق اور تدبیر بن غلاف ہو اور لونڈی کا فق اور تدبیر بلا اتفاق حق
 اللہ ہو کہ انی اطلاق وکذا اللہ متاکم کا مگر فی بابیہ اور سلیح رطل حق اللہ ہر چنانچہ باب الرضاع میں مذکور ہو چکا وھل یقبل بجز الشاہد حسبہ
 اطلاقہم لکن نہ حاشا لہ تعالیٰ شہادہ اور کیا طعن کرنا شہادہ میں بار اوہ ثواب مقبول سے یا نہیں جواب ظاہر ہے کہ مان مقبول سے کیونکہ وہ شہادہ
 ہو کہ انی الاشباہ ہم حسبہ مال سے جرح ہو یعنی اگر طاعت شہادہ میں بفسد ثواب طعن کرے تو ظاہر مقبول سے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حسبہ شہادہ سے حال
 واقع ہو چنانچہ بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ انی اطلاق فی کثرت ثانیۃ عشر تو حقوق اللہ اہل ہارہ تک پہنچ گئے یعنی چودہ حقوق وہ جو بحر الرائق سے
 نسخہ مذکور ہو چکے اور چار حق شامع نے زیادہ کئے یعنی عتق عباد اور اس کی تدبیر اور رضاع اور طعن شہادہ اور کھجور مصنف نے طلاق عورت اور عتق
 آمنہ اور اس کی تدبیر کو ذکر کیا سو موجودہ میں داخل ہیں بالحد حقوق اللہ حقوق مذکورہ میں سے نہیں چنانچہ شامع نے پہلے بلفظ کثرت اور اس کے طعن
 اشارہ کر دیا ولیکن کنا مدعی حسبہ الا فی الوقف علی المرجوح فلیحفظ اور نہیں ہے ہمارے واسطے مدعی حسبہ اگر وقف میں نابار تولد ہو
 تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم سے اگر موقوف علیہ اہل وقف میں دعویٰ کرے تو وہ بعض کے نزدیک مسموع ہو اور فتویٰ اسپر ہو کہ دعویٰ مستقیم
 مگر متولی سے پھر جب موقوف علیہ کا دعویٰ مسموع نہ ہو تو اجنبی کا بطریق اولیٰ مسموع نہ ہو گا کہ انی الاشباہ وصدقہا فی الحد وادب الحد وادب الحد وادب الحد
 من سنۃ مسندہ فالاولیٰ الکتمان الا لکنہ یتک بھما اور شہادت کا چہا کر کہنا حد و دین تک تو ہے بدلیل اس حدیث کے کہ جو چہا بیگا وہ چہا یا جا بیگا
 تو حد و دین کتمان شہادت بھتر سے مگر چہا پردہ کے واسطے کتمان بہتر نہیں بلکہ گواہی دینا بہتر ہے کہ ظن البصر ہر چند قرآن مجید میں نہیں من الکتمان
 عام ہے لیکن اس کی تخصیص وہ کی شہادت میں امارت مشہور ہو ثابت ہے اس واسطے کہ اسپن پردہ پوشی سے ازا بخود حدیث ہے جو ابو ہریرہ سے
 بخاری اور مسلم میں مروی ہے من ستر علی شہدۃ اللہ فی الزنا والاخرۃ یعنی جو پردہ پوشی کرے مسلمان کی تو قطع اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی
 کرے ومانہ فی نفع القدر والاولیٰ ان یقول الشاہد فی السیرۃ اخذ احیاء الحق لا سرف رعایۃ للفقہ اور بہتر یہ ہے کہ شہادہ چوری میں یون
 کہہ کر اس نے لیا ناصب مال کا حق تلف نہ ہو اور یون کہے کہ اس نے چوری کی پردہ پوشی کی رعایت کے واسطے ہم یہ قول بمنزلہ سند رک کی کر
 یعنی جب حد و دین پردہ پوشی بہتر ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ چوری کی گواہی مطلقاً نہ کرے کہ وہ مستلزم حد ہو اس کا جواب دیکھ اس طرح کی گواہی حد سے
 کہ موجب قطع یہ نہ ہو اور مالک کی حق تلفی نہ ہو اس واسطے کہ لفظ اخذ عام ہے خواہ بطریق غصب ہو یا بطریق ادعای ملک وغیر ذلک تو شہادت انہ مطلق
 کی مستلزم نہیں اور ابو داؤد اسکے اسپن سر دق منہ کی بھی مصلحت ہو اس واسطے کہ اگر چوری کی گواہی دیکھا تو قطع واجب ہو گا اور زادان مال کا
 منتفی ہو گا در صورت اطلاق کہ ظنہ لفتح لطیفۃ امام رازی نے تفسیر میں حکایت کی کہ اردن رشید کے پاس فقہا جمع تھے وہ ان میں قاضی
 ابو یوسف بھی تھے سو ایک شخص نے دوسری پردہ پوشی کیا کہ اس کا مال اس کے گھر سے لے لیا سو وہ حاملینہ اخذ مال کا اقرار کیا بادشاہ تو فقہا کا
 سوال کیا انہوں نے قطع یہ کا فتویٰ دیا تو ابو یوسف نے کہا کہ قطع نہیں اس واسطے کہ اس نے چوری کا اقرار نہیں کیا بلکہ اخذ کا اقرار کیا ہے پردہ پوشی
 دعویٰ کیا کہ اس نے چوری کی سو مدعا علیہ چوری کا اقرار کیا تو فقہا نے قطع کا فتویٰ دیا اور ابو یوسف نے اس کے خلاف کہا فقہانہ ابو یوسف
 کہہا کہ ہم قطع کی اب کیا وجہ ہو ابو یوسف جواب دیا کہ جب اس نے اول اخذ مال کا اقرار کیا تو ضمان اس پر ثابت ہوا اور قطع یہ ساقط ہو گیا تو اب
 اس کے بعد مدعا علیہ کا وہ اقرار مقبول نہ ہو گا جو مسقط ضمان سے فقہا اس جواب میں مجتہد ہو گئے وینبأ بہا للزنا اربعة رجال لیس مہم این زوہا
 شہادت زنا کی نصاب وہ چارہ وہ جن میں کوئی مرد عورت کے زوج کا بیٹا نہ ہو جو ت زنا کو واسطے چار مرد گواہ ہونا چنانچہ قرآن مجید میں جمع ہے و شہادۃ
 پردہ پوشی کے طرف مشیر ہو اس واسطے کہ چار مرد دن کا بصفت خاص گواہی دینا اکثر راق ہوتا ہے اور ابن زوہی بھی متقدم اس تفسیر سے کہ باب

دعی ہو یا ہن زوج کی مازندہ ہوا اور اگر ایسا ہو تو ہن زوج کی گواہی جائز ہے جو لائقین کے ساتھ کہ خطیبہ یہ جو کہ مرد کی گروہ و عورتین ہوں اور
ایک عورت کے پانچ بیٹے ہوں اور عین سو چار بیٹوں نے اپنے بھائی پر یہ گواہی دی کہ اس نے زنا کیا اور ان کی سہیلیاں سو گواہی مقبول سے کہیں
کہ باپ دعی رہتا ہو یا ان کی مازندہ جو تو گواہی ان کی مقبول نہیں کہ لے لفظ **وَلَوْ كَانَتْ عَشْرَةٌ مِّنْ أَهْلِ بَنِي إِسْرَءِیْلَ** اور اگر مولیٰ نے اپنے غلام
کی آزاد دی اپنے زنا سے متعلق کی بی بی یون بروکہ اگر ہن زنا کر دن تو یہ غلام آزاد سے تو آزاد دی واقع ہوگی و مردون کی گواہی سو اور حد متعلق ہوگی
یعنی اگر دو شاہد مومنین کے زنا کی گواہی دین تو ہر چند سے ہر حد نہیں کہ ہر گواہ نہیں لیکن حق غلام ثابت ہوگا و لو شہدایہ اربعۃ نفر از یکہ
یہ تائید ہے **فَاَصْحَابُهَا فَاصْحَابُهَا** ثم راجعہ **فَرَجَحَ الْكُلَّ فَمِنْ الْأَوَّلَيْنِ قِيمَةُ لَمَوْلَا وَلَا لِبَعَةِ دِيْتِهِ لَهْ اَيْضًا وَلِوَالِدَيْهِ** اور اگر دو شاہدین
اعتاق مومنین کی گواہی دی پھر چار گواہوں نے غلام کے زنا اور حالت احصان کی گواہی دی سو کافی ہے غلام کو آزاد کر دیا یعنی اس کی آزادی کا حکم کیا پھر
غلام کو سنگسار کیا پھر سب گواہوں نے شہادت سو رجوع کیا یعنی کذب شہادت کے قائل ہوئے تو وہ پہلے گواہ غلام کی میت کا ضمان دین کے لئے کہ
اور زنا کے چار گواہ مومنین کے غلام کی دیت کا بھی تادان دین اگر مومنین نے غلام کا وارث ہو و لبقیۃ **لِلْحَدِّ وَالْقَوْدِ** مومنہ اسلام کافی ذکر کیا گیا
بِقِتْلِهِ بِنِهَايَةِ الْأَخْنِ جَعَلَ مِثْلَهُ رَكَّةً وَتُسَلِّمُ لِحَدِّ اور باقی عدد و اور قصاص کی نصاب شہادت و مرد و عورتین و عورتین و عورتین و عورتین
اسلام کی گواہی ہے کہ ہر گواہی کا انجام کار شہادت کا اور کفر کا قتل ہے بخلاف اسلام عورت کے ان فی الجور اور اسلام کا فکر نہ ہند از نداد مسلم ہے مرد کا ف
کر اسلام کی گواہی میں و مرد اس واسطے شرط ہو کہ اگر وہ اپنے کفر پر ہر ارکھیا تو قتل کیا جائیگا بخلاف اسلام عورت کا فہ کہ اس کے اسلام پر عورتون
کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ اس کا قتل نہیں اگر وہ کفر پر ہر ارکھیا تو قتل کیا جائیگا بخلاف اسلام عورت کا فہ کہ اس کے اسلام پر عورتون
اس کا بھی مال کا قتل ہے بخلاف از نداد عورت مسلمہ فم القدر میں ہے کہ زنا کے سو باقی عدد و اور قصاص میں و مردون کی گواہی مقبول ہے
نہ عورتون کی اس واسطے کہ ابن ابی شیبہ نے زہری سے روایت کی قال **مَنْ شَهِدَ امْرَأَةً مِّنْ رِّسَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانْجَلَّتْ بَعْدَهُ اَنْ لَا يَجُوزَ شَهَادَةُ**
الْمَرْءِ فِي الْحَدِّ وَالْيَدَايِ یعنی زہری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد دونوں طیفون سو یہ سنت جاری ہے کہ جائز نہیں عورتون کی
گواہی حد و اور دوا میں فی قصاص میں اور تفتیش میں یعنی صدیق اور فاروق سو اس کی کہ حضرت عقیل شریع اور طرق حکام انہیں و دونوں کے زمانے
میں ہوا اور ان کے بعد اور خلفائین نہ تھا گواہی اجاب اتھے **لَا اَلْمَلِكُ فَبِقَوْلِ الْيَمِينِ** کا کہ اگر شلاع حق متعلق واقع ہوگا اور حد جاری جائیگی چنانچہ حضرت
ذکر ہو چکا ہے لیکن بعض شہد عورات ہوں تو امر متعلق واقع ہوگا بدون حد کے صورت اس کی یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں شہاد ہوں تو یہ
غلام آزاد سے ہر ایک مرد اور دو عورتون نے اس کے شراب پینے کی گواہی دی تو غلام آزاد ہوگا لیکن مومنین کے جس حد قائم ہوگی کیونکہ حد و عورتین
عورت کی مجال نہیں کہ انی لفظ **وَلَوْ كَانَتْ عَشْرَةٌ مِّنْ أَهْلِ بَنِي إِسْرَءِیْلَ** اور اگر مومنین نے غلام کا وارث ہو و لبقیۃ **لِلْحَدِّ وَالْقَوْدِ** مومنہ اسلام کافی ذکر کیا گیا
و **عَلَيْهَا النَّسَاءُ فَمَا يَطْلَعُ عَلَيْهَا الرَّجَالُ** امرأۃ **مِّنْ رِّسَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانْجَلَّتْ بَعْدَهُ اَنْ لَا يَجُوزَ شَهَادَةُ**
اور عیوب النساء کے واسطے جس عضو میں مرد مطلع نہیں ہو ایک عورت مسلمان آزاد سے اور دو عورتون میں زیادہ ترا حیا طہی بعد گواہی ایک عورت
مسلمہ کی آواز طفل میراث کے واسطے صاحبین اور شافعی اور حنبلہ نزدیک ہو اور یہی قول راجح تر ہو کہ انی لفتح ہم یعنی امور مذکورہ میں ایک عورت
کی شہادت کافی ہے قاضی خان نے کہا ایک عورت کی گواہی سے ولادت ثابت ہوتی ہے یعنی بچہ ثروت نسبت بچہ میراث اتھے اگر دائی گواہی سے
طفل کے رونے پر صاحبین کے نزدیک میراث ثابت ہوگی اور امام کے نزدیک میراث ثابت ہوگی بان اس کی یہ گواہی طفل پر نماز جنازہ پڑھو کہ اس کا
ہر عورت کے عیوب چنانچہ شرکاء میں ہنسی یا گوشت زائید ہونا و نڈی خرید کرنے میں ہر کو دیات کی حاجت ہوتی ہے زلیحی نے عورت شاہدہ میں انہی عیوب
کی موز زیادہ ذکر کی ہن کثانی لفظ **فَمِنْ الْأَوَّلَيْنِ قِيمَةُ لَمَوْلَا وَلَا لِبَعَةِ دِيْتِهِ** اور اگر مومنین نے غلام کا وارث ہو و لبقیۃ **لِلْحَدِّ وَالْقَوْدِ** مومنہ اسلام کافی ذکر کیا گیا
یوسف بن غالب بن عبد اللہ عن محمد بن سعید بن السیب و عطاء بن یحییٰ و طاؤس قالوا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **شَهَادَةُ النِّسَاءِ حَاضِرَةٌ فَمَا لَا تَسْتَلِجُ**

کہ غلط شہادت اور سوہے اخبار اور تبیین سے کیونکہ جسے مشاہدہ اور تمہ اور اخبار کے ہی خلاف تکمیل قضا اس واسطے کہ اسد اجل اور غلط عقلمین میں برابر
 اللہ اکبر کے لہذا غلطی غلط اسد اکبر کے لفظ میں محض نہیں انھیں محضاً تبیین و دل کمالاً کثرتاً فیہ ہذا اللفظ کٹھا تو صاف درویشی و حلالی
 اخبار کو لا شہادۃ اور جس میں کہ لفظ شہادہ شرط نہیں ہو طہارت پانی کی یا رویت ہلال رمضان کی تو وہ اخبار سے شہادت نہیں عدالت
 لوجہ اور مراتب اربع میں عدالت شاہد کی لازم ہے وجوب قبول کے واسطے یعنی قاضی پر قبول شہادت واجب نہیں بدون عدالت شاہد ہم
 عدالت شرط ہوئی دلیل آیت قرآنی و شہید و آدمی عدلی و شہد یعنی شاہد کہ وہ شخص عدالت والوں کو اپنوں سے یعنی اہل اسلام سے اور اس واسطے کہ
 عدالت ہی سے صدق کی حجت متین ہوئی جو اس واسطے کہ شہادت خبر جس میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال برابر ہے نظر نفس معلوم تو اس سے
 اور سکا رہت ہونا لازم نہیں آتا کہ اس پر عمل کیا جائے کذا فی الفی فی النبیام العدال من لم یطعن علیہ فی بطن ولا فخر ومنہ الکذب کما یحکم
 من البطن بناہم میں ہے کہ عادل وہ شخص جو چہرہ نہ ہو بیت اور شرکاء میں اور از انجملہ کذب ہے بسبب کذب کے پتہ سے ہم علامہ عبد البر نے
 کہا تفسیر عدالت میں بہر قول یہ کہ عادل وہ ہے جو معتد بہ ہو کیا تر سے معتد بہ منابر پر صلاح اور صواب اسکا اکثر ہوا دے کے فساد اور خطا سے
 صدق اس کے ہتھمال میں ہوا اور کذب کو کارہ گزین ہو دیانت اور مردت کی رائے اور یہی بیان مردی سے ابو یوسف سے دریافت کرنا
 چاہیو کہ لفظ شہادت اور عدالت کے ساتھ تیسری شرط بھی ضروری ہے یعنی تفسیر شہادت تو اگر شاہد یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اسکی
 شہادت کے تو مقبول نہیں اور اگر کہے کہ گواہی دیتا ہوں مثل گواہی اپنے ساتھی کے تو مجبور کے نزدیک مقبول ہو اور روز جہنمی نے اس میں یہ
 قید لگائی کہ اگر یوں کہی کہ میں گواہی دیتا ہوں مثل اپنے ساتھی کی گواہی کے جو اس نے دیکھے واسطے مدعا علیہ پر دی خلاصہ میں جو کہ اسی قول کا
 فتویٰ ہے کہ انی اطاعہ لا یطاعہ خلافاً للشافعی فلو قضی بشہادۃ تو فاسق فقد آت بقضیہ عدالت وجوب قبول کی شرط ہو نہ صحت قبول کی بر
 خلاف امام شافعی کے تو اگر قاضی حکم کرے فاسق کی شہادت سو تو حکم نافذ ہوگا اور قاضی گنہگار ہوگا کذا فی الفی فی النبیام عدال من لم یطعن علیہ فی بطن ولا فخر
 القضاء بشہادۃ الفاسق الامام فلا یفقد ما تراثہ یتاقت وبتقیل بزمان وکان وحادثہ و قول معتد حتی لا یفقد قضاء بالاول
 ضعیفہ اگر یہ کہ امام مسیح کہو اس سے یعنی قضا بشہادت فاسق سو تو اب قضا نافذ نہ ہوگی اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ قضا موقوف اور مقید ہو سکتی
 ہوزمان اور مکان اور حادثہ اور قول معتد سو تو قاضی کی قضا نافذ نہ ہوگی اقوال ضعیفہ میں ومانی القنیۃ والجبلی من قبول ذی الکفرۃ الصاۃ وقول
 فقول الشاکن جس وضعفہ الکمال بانہ تغلیل فی مقابلۃ النص فلا یقبل وافرک المصنف اور جو قنیہ اور مجتہد میں سے صاحب مردت صادقہ
 کی شہادت قبول ہونے سے سو ابو یوسف کا قول ہے کہ انی البر اور اس مثل کو ضعیف کہا ہو کمال الدین نے فتح القدر میں اس طرح کہ یہ تغلیل جو نص کے
 مقابلہ میں تو مقبول نہیں اور اسکو مصنف نے اپنی شرح میں یہ فتح القدر میں ہے کہ ابو یوسف سے روایت ہے کہ فاسق جب کہ کو کو نہیں
 صاحب وجاہت ہو یہی سلاطین کے مصاحب تو اسکی گواہی مقبول ہے اس واسطے کہ بسبب اسکی روداری اور وجاہت کے جہوئی ہو گواہی کے
 واسطے کوئی اس کے واسطے اجورہ مقرر نہیں کر سکتا اور وہ کذب سو باز رہتا ہو بسبب اپنی مردت کے اور قول اول اصح ہے کیونکہ یہ تغلیل
 نص کے مقابلہ میں تو مقبول نہیں لیکن نص سے مراد نص قرآنی ہے یعنی و شہید و آدمی عدلی و شہد یعنی شاہد کہ وہ شخص عدالت والوں کو اپنوں سے یعنی اہل اسلام سے اور اس واسطے کہ
 جو محاسن اخلاق اور جمیل عادات پر باعث ہوں وہی ان علی حاضر یکتا جہ الشاہد الی الاشارۃ و الا ثلاثہ و ما اذیم اعنی الخصمین والمشتوق
 کو عیناً لا عیناً اور گواہی اگر حاضر شخص ہو تو شاہد کو تین موضع کے طرف اشارہ کر کے حاجت ہو یعنی مدعی اور مدعا علیہ اور شہود یعنی جس امر کی گواہی
 دیتا ہو بشرطیکہ مشہود یہ عین ہو نہ دین ہم شاہد یوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ تلوار اس مدعی کی ہے اس مدعا علیہ کے پاس دلان علی فاشیہ
 کما فی نقل الشہادۃ اوصیت فلا یقبل لقولہ لمن یسبہ الی سجدہ فلا یقبل ذکرا سمی واسم آبیک و صناعہ الا اذا کان یقرن ہای
 بالصناعۃ لا صناعۃ بان لا یشارکہ فی المص غیرہ اور اگر گواہی غائب ہو چنانچہ نقل شہادت میں یا میت پر گواہی ہو تو اس کے مقبول ہو تو اس واسطے کہ

منہ مارک

ہذا واحد لا یجوز علیہ بالمال ہونے کا یہی خانیہ ولان اکتی قاری الیہذا یزید خلافہ فلا یقول علیہ واما یقول علی ہذا النص
 الا قاضی خان من اجل من یستند علی نصیحہ کذا اذکر المصنف ہذا فی کتابہ لا قرار و اعتقاد فی الکتاب و اور کچھ خطوں
 میں تشبیہ ہو مطرح کہ مدعی اقرار نامہ کھائے مدعا علیہ کے خط سے سود ما علیہ اپنے خط ہونے کا انکار کیا سود ما علیہ کے اقرار کے واسطے
 کچھ لکھا یا گیا سود سے لکھا اور حالانکہ وہ قون خطوں میں ایسی مشابہت ظاہر ہے کہ وہ وزن خط ایک ہی کا تب کے ہیں تو مدعا علیہ ثبوت
 مال کا حکم ہو گا جس کی وجہ سے کہ لے لے الخانیہ اگرچہ قاری ہر ایہ نے اس کے مخالف قسم دیا ہے یعنی ثبوت مال کا نزاع سپر ہوا دیکھا جائے گا مگر
 فقط اس خانیہ کی نصیحہ پر ہو گا اس واسطے کہ جن لوگوں کی نصیحات پر عہد ہوتا ہے اور میں سے قاضی خان زیادہ تر جلیل القدر ہوا یا کچھ نصیحت
 اپنی شرمین بیان اور کتاب الاقرار میں ذکر کیا ہے اور یہی قول پر شاہ بین ہوا دیکھا ہے م مشابہت خطیج سے صدم حکم ثبوت مال کی وجہ یہ ہے
 کہ تشبیہ خط اس سے زیادہ تر نہیں کہ مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہ میرا خط ہے اور میں نے اس کو لکھا ہے لیکن مجھ پر مال نہیں ہے اس اقرار سے مال قوی
 نہیں ہوتا تو اس طرح تشبیہ خطیج سے بھی واجب ہو گا کہ انہی نے ایسے لیکن فی شرح الوہبانیہ لوقال ہذا خطی لکن لیس علی ہذا المال ان کا ق
 الخط علی وجہ الرسالہ معتقد لا یصلح فی و لیکن بالمال و حق فی المکتبہ و قاری الیہذا ایہ قرار ہے ذلک لیکن شرح
 وہبانیہ میں ہے کہ اگر مدعا علیہ کہ یہ میرا خط ہے لیکن مجھ پر مال نہیں ہے اگر خط بطریق پیام کے معتقد اور معنون ہو تو انکار مدعا علیہ کی نصیقہ نہیں
 اور مال اور سپر نامہ کیا جائے گا اور مانڈا کے مقتطہ اور قاری ہر ایہ کے قادیوں میں سے نزاع کے طرف مراجعت کر م جو قول سے قاضی شکی
 کہ اگر غائب کو بطریق رسالت یوں لکھے آنا بعد تک علی کذا تو یہ مال کا اقرار ہے اس واسطے کہ کتب غائب سوا ایسا ہے جسے خطاب مانتر
 تو کتب مستقر قرار دیا جائیگا نہ لیکن مجبور علماء کے خلاف پر ہیں اس واسطے کہ کہنا گئے ہر کے واسطے بھی ہوا کہ انی الیہ و قاضی و کتبہ
 علی شہاد و غیرہ مالم یشہد علیہ و قید فی النہایہ بلکہ استیعہ فی غیر مجلس القاضی فلو فیہ جاز و ان لو یشہد لاشہاد لکبہ
 حق لیقول اور نہ گواہی سے اپنے غیر شخص کی گواہی پر جب تک کہ شخص غیر ہو اپنی شہادت پر گواہ کرے اور نہ یہ میں اس سلسلہ کی یہ قید لگائی
 ہو کہ جب غیر کی شہادت قاضی کی مجلس سے اس کو کہیں شہادی ہو گواہی دینا جائز نہیں ہون اس کے گواہ کر کے تو اگر کتب قضا میں ہو گئے تو گواہی دینا
 درست ہو اگرچہ غیر شخص نے ہو گواہ نہ قرار دیا ہو کہ انہی نے شہادت لایۃ عن الیہ ہر م وہ جواز یہ ہے کہ شہادت اب لازم ہوا اور یہ تفسیل اس کے مفید ہو کہ
 قاضی نے اس شہادت پر حکم کر دیا کہ انی الحموی اس واسطے کہ شہادت بدون قضا لازم نہیں و بخلافہ نعم ہر فصل الشرع و خیر اور نہ یہ کی
 قید نہ کر کے مخالف ہے صدر الشرع و غیرہ کی تصویر م صدر لشرع نے اس مسئلے کی صورت یوں بیان کی ہے کہ ایک مرد نے قاضی کے پاس اس
 شہادت کو سن کر کہتا ہوں کہ گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں ہے تو اگر ہو قبل قضا پر عمل کیجئے تو منافات مرتفع ہو جائیگا کہ انی الیہ و قاضی و قاضی
 لا بد من التحیل و قبول التحیل و عدم النہی بعلی التحیل علی الاظهر اور نہ یہ کی قید کے مخالف ہے فقہا کا یہ قول کہ ضرور تحیل
 یعنی گواہ کر لینے سے اور ضرور سے قبول تحیل اور عدم نبی سے بعد تحیل کے قبول اظہر م تو ہم عطف ہو تصویر پر اور سوا غرض ثلث میں تحیل معتقد
 باب تفسیل کا وجہ مخالفت یہ ہے کہ تحیل اور قبول تحیل بیان حاصل نہیں اس واسطے کہ شاید عند القاضی نے ہو گواہ نہیں کیا اور سامع نے ہو قبول
 نہیں کیا اور جواب یوں ممکن ہے کہ شہادت بعد از قضا بمنزلہ قضا کی شہادت کے ہے کہ انہی نے اطمینان سے شہادۃ بقضا بالحق
 صحیحہ و ان لم یشہد ہا القاضی عدیکہ و قید ابی یوسف مجلس القضا و ہوا الیہ و کذا فی فی المصلحۃ بان حکم قاضی
 کی گواہی دینا صحیح ہے اگرچہ قاضی نے شاہدین کو سپر گواہ کیا ہو اور ابیوسف نے شہادت قضا کو مجلس قضا کے ساتھ مفید کیا ہے یعنی شہادت
 حکم کی بلا شہاد اور سو قاضی صحیح ہے جب کہ شاہدین قاضی کا حکم مجلس قضا میں شہاد ہوا اور میں زیادہ تر احتیاط ہے کہ لے لے الخانیہ کفی عدل
 و اذکر فی اثنا عشر مسئلۃ علی مافی الاشباہ و منہا اخبار القاضی فلا یسأل المحققین بعد المد و کفایت کرنی جو ایک مادل کی خبر ہوا

میں جو کہ ایک مرد نے عورت کو گواہ بنا کر شہادت کر لیا نہایت سے اگر مخبر عادل ہو اتنے محیط میں ہو کہ اگر انسان کی موت کی خبر
آئی سو اس کے اپنوں سے نہ وہ سامان کیا جو میت پر ہوتا ہو ذبحاً نہ نہیں کہ اس کی موت کی خبر دو وجہ تک کہ شخص سمندر کو یہ خبر نہ دی کہ میں نے
اس کی موت کا معائنہ کیا اس واسطے کہ معائب گاہ سے موت پر مقدم ہو جاتی ہیں خطا کی راہ سے یا مال کے بانٹ لینے کے جیسے کے واسطے کذا
فی المحکمات والکحاح ۱۰ ص ۲۰۰ جماعت سے شے نام کے نزدیک اور دو عادل سے شے صاحبین کے نزدیک تو شہادت کی گواہی دینا جائز ہے
معاویہ میں ہو کہ شہادت بشہرت اور شہادت شہادت میں جائز ہے تو اگر ایک مرد کو ایک عورت پاس آئے جاتے دیکھے اور لوگوں سے کہو کہ غلطی عورت غلطی
مرد کی جو رو سے نہ اس کو اس کی زوجیت کی گواہی دینا جائز ہے اگرچہ اس نے عقد نکاح کا معائنہ نہیں کیا اور درمیان سے کہ اگر ایک شخص نے
مرد اور عورت میں اختلاط اور انہماط دیکھا جیسے جو روغواہ میں ہوتا ہے تو گواہی دی کہ وہ اس کی جو رو سے کذا فی المحکمات والکحاح ۱۰ ص ۲۰۰
بزوجتہ ۱۰ دخول بزوجه ۱۰ یسے یہ بھی لیسام سے اور قبول شہادت پر احکام مرتب ہیں چنانچہ عتد اور ہر اور نسب و ولایۃ القاضی ۱۰ قولہ
قاضی ہم لینے جب تک کہ فلا شخص قاضی ہوا غلطی شہر کا تو اس کو اس کی قضا کی گواہی دینا درست ہو اگرچہ اس نے تقلید سلطان کا معائنہ نہیں کیا
بحوالہ الرائن میں صراح سے کہ امیر قاضی کے ہند سے ذمارت کی شہادت کو بھی زیادہ کرنا چاہیے واصل القاضی ۱۰ ہل دفع ہم لین گواہی
دی کہ بھہ دفع ہو غلطی موضع یا غلطی جماعت پر اور کیا ذکر مصنف کا شرط ہے یا نہیں کافی میں مرغیانی سے مروی ہے کہ ان شرط ہو اور
خرانہ میں ہو کہ شرط نہیں بقول مختار اگر دفع قاسم سے تو فقہرون کے طرف مصنف ہو گا قیل وشرائطہ علی الخیار کا مؤلفی بآیہ اور قول
ضعیف میں شرط دفع کی ہی گواہی لیسام درست ہو بقول مختار چنانچہ مذکور ہو چکا دفع کے باب میں ہم محطادی نے کہا اس کو بصیغہ تریغی ذکر
کرنا بلا وجہ ہو کیونکہ دو وزن قول کی نصیح ثابت ہو بحوالہ الرائن میں فصول عمادیہ سے کہ قول مختار یہ ہو کہ شرائط دفع پر گواہی دینا شہرت سے
مقبول نہیں اتنے اور مجتہدین میں سے قول مختار یہ ہو کہ شرائط دفع پر شہادت بشہرت مقبول ہے انہو اور اسی پر ہما دیکھا جو صراح اور فتح القدیر
واصلہ ہو کہ ملقن بہ حقتہ ونقض علیہ والافین شرائطہ اور قبل ہر ایک وہ چیز ہے جس سے صحت دفع کی متعلق ہو اور جعفر موقوف ہو
اور اگر اب نہیں تو وہ شرائط دفع سے ہو ہم ملقن صحت دفع شرط صحت دفع سے ہو چنانچہ دفع کا مستحضر ہو ناہ ملقن اور سلم ہونا اور انجام
اور صحت کے واسطے متورک و بناجہ منقطع ہو و غیر ذلک اور بہر صحت موقوف نہیں جس جہات صحت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں امام اور مؤذن کا فلاح الشہاد
بذلک اذا اخیع بھا ہذا الاشیاء من شیئ الشاہدۃ من خلیع جماعۃ لا ینصحبوا لکذبہم علی الکذاب بلا شرط حد الذی و شہاد
العادلین الا فی الموت فیکفی العادل ولوائش و ہوا الخیار ملقن و فیہ نو شہاد کو لیسام سے کہ گواہی دینا جائز ہے جب کہ ان شہادہ کو مذکور
و شخص خبر دی جس پر شاہد ہوا کہ ہما سے اور جماعت کی خبر دینے سے جکا متفق ہونا کذب پر موقوف نہیں بلا شرط ملات مخبرین با دو عادل کی شہادت
سوا کی موت کے کہ نہیں ایک عادل کی خبر کافی ہے اگرچہ مخبر عورت ہو یہی قول مختار ہے کذا فی الملحق والفتح ہم قنادی صغری میں مذکور ہو کہ شہرت
کی دو صورتیں ہیں ایک شہرت حقیقہ چنانچہ تو اردو سہری شہرت حکمی طرح کہ دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بلفظ شہادت خبر دیں گرت
میں ایک عادل کی خبر کافی ہے بلا لفظ شہادت انہی مواضع مذکورہ میں باوجود عدم معائنہ بجز ذہن اہل ہما و شہادت بطریق احسان کو جائز ہے دفع
محب کے واسطے اور تا کہ تعطیل احکام لازم نہ آوے اس واسطے کہ شہادہ مذکورہ میں ہر شخص حاضر نہیں ہوتا سوا خواص کے کیونکہ نکاح میں ہر شخص
موجود نہیں ہوتا اور دخول نہ وجہ میں کوئی واقع نہیں ہونا اور اس طرح موت کو ہر شخص معائنہ نہیں کرتا اور نسب کا سبب لاوت ہو سوان کوئی موجود
نہیں ہوتا سوا دای جنائی کے اور نصیب تقلید سلطان سے سوا اس کو کوئی معائنہ نہیں کرتا سوا دایر و غیر خواص کے اور اس طرح دفع سے
وہ احکام متعلق ہوتے ہیں محطہ مراد ہو رہی رہتی ہیں تو اگر ان امور میں مع قبول نہ ہو تو بڑا مرج لازم آدمی اور احکام کھل مطلق ہو جادین کذا
فی المحکمات والکحاح ۱۰ ص ۲۰۰ جماعت میں کافی ہو نہ قضا کے واسطے کیونکہ قاضی بدو شخص کی گواہی کے حکم نہ کیا اور اگر موت کی وقت

یعنی بہ تعقل حل لاہم شہادۃ اور اگر شہادۃ باطنی سے بیان کرے کہ اس کی گواہی اس سے ہے جو یا سببہ بغض سے نہ گواہی قبول کرے
مرد و دہرگی کر دنا مروت میں جبکہ دو شہادہ بیان کریں اور یوں کہیں کہ حکم کو دفع یا موت کی خبر دی ہے اس نے جسے حکم دیا ہے
وہ قبول اصح کو اہی مقبول ہوگی کہ لفظ الخلاء ہم حموی نے کہا علمائے فرمایا ہے کہ شہادہ کو مناسب ہے کہ مطلق گواہی دے اور اس کی تفسیر کرے
اسماع یا سببہ بغض کو نہ کرے بل فی الغرض الخلاء عن الخلاء یعنی التفسیر ان بقول لا شہادۃ لک لا شہادۃ عن الناس اما لو قال لا شہادۃ عن الخلاء
ولکنہ اشہر عندنا لاجازۃ فی الکلی و صحیحہ شایعہ الوجدانۃ و غیرہ بلکہ در کتب شیعہ عزی زادہ میں عینہ سے مقبول ہے کہ منہ شہادۃ
بالتسامع یہ ہے کہ تباہ کہیں کہنے گواہی ہی اس واسطے کہ نکلے و غیرہ لوگوں سے گواہیوں کہیں کہ ہم نے اس کو معاینہ نہیں کیا لیکن وہ جہاز زد یک
مشہور ہے و ہمہ امور میں شہادت بہت اسع جائز ہے اور شہادہ دہیانہ و غیرہ اس قول کو صحیح کہا ہے شہادت اور سماع من الناس میں فرق یہ ہے کہ
شہادت وہ ہے جو سب لوگوں میں مشہور ہو یا کثیر میں اور سماع من الناس میں فرق یہ ہے کہ
وعدلہ ای من حیث علی القاضی قبول شہادۃ وہ من کو یحب لا من یحبہ قبول کیا ولا یحبہ قبول کیا ولا یحبہ قبول کیا مثلاً لا حقیقۃ
المصنعت بکلیہ تعقب یا شاکا و غیرہ یا یہ باب ہو قبول شہادت اور عدم قبول میں معنی کشمکش کی شہادت قبول کرنا قاضی پر واجب ہے اور کسی نے
نہیں یہ کہ کسی شہادت کا قبول کرنا صحیح ہے اور کسی کی نہیں یہ سبب یہ ہونے قضا کے فاسق کی شہادت سے مثلاً اور حالانکہ عدم قبول شہادت نہ
نہ کرے چنانچہ کہ مصنف نے اپنی شرح میں اتباع یعقوب یا شاکا و غیرہ ذکر کیا ہے **قبل من اہل الاہواء** ای اصحاب یکدہ لا کفر کچھ
وقدرہ و فتنہ و خرمہ و تشبیہ و تعطیل و کل منہم اثنتا عشر نفر فہذا فیہ اذ انفتحت و سببہ قبول ہے گواہی اہل ہر گز
اہل بدعات کی جو منسوب بکفر نہیں چنانچہ جبر و قدر اور زنی و فحش اور شہادۃ اور تعطیل اور ہر ایک ان چہ نہ ہوں گے بار و فتنہ میں ذہل بدعات کے
بہتر فتنہ ہو گئے ہم جو عبارت ہی ہمیشہ مذکور ہوا ہے ان ایک فرقہ میں نہیں بلکہ جو مخالف سنت کے ہو یا بدیل ناسد وہ اہل ہوس و مغرب ہیں
کہ اہل ابواء وہ لوگ ہیں جو طریقہ اہل سنت اور جماعت سے گریز کریں اور اہل بدعت ہوں یعنی آپ کو مسلمان کہتے ہوں اور ان کی گواہی اس واسطے مقبول ہوئی کہ
ان کا نفس عقلاوی ہو اور بدعت میں نہ ہو کہ ان کے تین شہادے پہلے نزدیک حق جان کر اس سے بدعت اختیار کی بخلاف فسق میں حیث
المناعی کے اٹھے یعنی فاسق اعتقاد ہی ہمہ کذب نہیں بخلاف فاسق فہم کہ وہ ہمہ کذب ہو لہذا اس کی گواہی مقبول نہیں چہ وہ فرقہ جو فتنہ
عبد کی نفی کرے اور قدر یہ وہ ہے جو حق قاضی کی قضا اور قدر کی نفی کرے اور کہے کہ عہد پہلے افعال کا خلق ہے اور اسے فرقہ مشہور ہے اور
وہ لوگ ہیں جو حضرت علی اور طلحہ اور زبیر اور معاویہ کو کافر کہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کریں اور فتنہ میں ہوں
مرجیہ کا ذکر ہے و فتنہ وہ فرقہ جو کہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور اہل تعطیل اور معتطلہ وہ فرقہ جو حق قاضی کی ذات پاک کو شہادۃ
سے خالی اعتقاد کرے متبانی نے کہا کہ اہل ہوس میں سے جن کی کفر ثابت ہو چنانچہ مجتہد اور خوارج اور غلاوہ و رافضی اور بعضی قرآن کے قائل ہیں
اور انکی شہادت مسلمین پر مقبول نہیں تھے و شایع نے ان فرقوں کو اہل ہوس کے بیان میں شمار کیا ہے یہ کہ ان سب فرقوں کی گواہی مقبول ہے چنانچہ
کلامہ کو الرافضی اس پر لالت کرنا ہو کہ مول ہو چہ میں پر شایع کے نزدیک فرقہ سنیہ کو ذکر کیا کہ لفظ اصح یعرف الاخطا بئہ مصنف میں
الرافضی یرون الشہادۃ لشیعتہم و کل من حکف انہ محض کفر فہم لا یصدقون بل لیسۃ الکذاب و لم یبق لہم حرمہ ذکر کچھ اہل ہوس
کی گواہی مقبول ہے سنا خطابیہ کی وہ ایک قسم ہیں روافض سے جائز جانتے ہیں گواہی اپنی شیعوں کے واسطے اور ماوشیوں کے واسطے جو سنیہ کہا کر
میں حق پر ہوں تو انکی شہادت کا مردود ہونا انکی بدعت کے سبب نہیں بلکہ کذب کی بہت کسب ہے جو اور ان کے مذہب کا ذکر باقی نہیں رہا کہ انکی
البحر یعنی اس مذہب والا کوئی باقی نہیں رہا خطابیہ نسبت ہے ابو الخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد بن ابی زینب سہی اجدع طرف ابو الخطاب کو فتنہ میں شریع
کیا اور مجتہد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن عباس کو لڑا اور امام جعفر صادق کی اطاعت کے طرف دعوت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ علی رضی عنہ ہی الکریم

باب قبول و عدلہ

جعفر صادق خدام ہر سو کو ذہن میں رکھ کر دیکھا خطابیہ کی شہادت فقط جنت سے اس واسطے نہیں کہ بعض بدعت مافوق تکفیر کے نہیں بلکہ طبعی
 دینی کے اندر اعتقاد رکھنے ہوں کہ انہوں نے اطمینان سے اللہ تعالیٰ کو خدا کافی دینا جو حق علیٰ مسئلہ الا فی خمس مسائل علیٰ کون الاشیاء اور ذکر
 کی گواہی کے اندر دو سکڑی پر مقبول سے اگر فی عادل ہوا تو دین میں کہ نہ لے بھرہ مگر پانچ سو تون میں ذہنی گواہی ذہنی پر مقبول نہیں
 اشیاہ میں ہر وہ مسئلہ سائنس ایک جیسے ہو کہ وہ نصرانی ایک نصرانی کے مسلمان ہو جائیسی گواہی دین اور وہ انکار کرنا ہو تو گواہی مقبول نہیں
 اور نصرانی کے اسلام پر گواہی مقبول ہوگی اور اس کے اسلام لانے پر زبردستی کیا ہوگی آج کہ وہ ذہنی نصرانی بیت پر گواہی دین اور وہ مسلم کاہن ہوں جو
 ترکہ ادا میں کفایت کرنا ہو تو جب کہ ذہنی خرید پر مسلم گواہی دین اور مسلم منکر ہو تو جب کہ چار شخص گواہی دین نصرانی پر کہ اس نے عورت مسلمان
 سے زنا کیا مگر دوسرے شہداء مسلمہ مسلمان نے ایک خط کا دعویٰ کیا جو کاذب کے پاس ہے اور کاذب نے ذہنی گواہی دی کہ وہ اس کا غلام ہے اور غلام نے
 مسلم قاضی نے اس کا حکم دیا ہو و بطلان یا شلایہ قبل القضاء و کذا بعد الا لو یعقوب بآلہ نقول ہم اور اہل ہجراتی جو ذہنی کی گواہی اس کے
 مسلمان ہو جائیسی قبل قضا کے اور اہل ہجراتی اہل ہجراتی ہو اگر مغرب کی گواہی ہو چنانچہ نصاب فی الجرح اگر ذہنی شہود علیہ مسلمان ہو جائیسی تو
 گواہی اہل ہجراتی کی ہو کہ اگر اس کی جرح ہو تو لازم آتا ہو مسلمان چل کر گواہی دے اور یہ جائز نہیں لان اختلافہ کا یلہ و النصار
 ذہنی کی گواہی ذہنی پر مقبول سے اگر پشاد اور شہود علیہ کا دین مختلف ہو چنانچہ شہود اور نصار اس واسطے کہ کل کفر ملت واحدہ ہو والذی علی التمسین
 لا حکسہ اور مقبول ہے ذہنی کی گواہی مسلمان پر نہ لکھتے مسلمان کی گواہی ذہنی پر مقبول نہیں کیونکہ ذہنی فضل سے مسلمان سے اس واسطے کہ دار
 الاسلام میں رہنا ہو و کما مر تلی علی مثلاً فی الاصلہ اندر مرد کی گواہی مقبول سے دوسرے دوسرے پر مقبول مع و تقبل منه علی مسلمانین
 مع امتیاز الذاری لان اختلاف دلائلہا یقطع الوکایہ حکما یلزم التوارث اور مقبول سے مسلمان کی گواہی و یسود و سکر مسلمان پر ایک تارک
 رہنے کے ساتھ یعنی جب کہ وہ ذہن ایک ہی ملک رہنے والے ہوں اس واسطے کہ دونوں کا ملک مختلف ہو نا قاطع ولایت ہو جسے توارث کا مانع سے ہم متلا
 ایک مسلمان فرنگ ہوا اور دوسرے اہل ہجراتی کا اور اسلام میں ہوں تو ایک کی گواہی دوسرے پر مقبول نہیں اور اہل ہجراتی ایک دوسرے کا دارث بھی نہ ہو اور کتاب
 مختلف ہونا ہی متلا یلزم و ملکوت کذا فی البر و تقبل میں عدل بسبب لیدین لثنا من التذات بخلاف الذہنی فانہ لا یأمن من التقلول
 حکم کا یہ بھی اور مقبول سے گواہی دشمن دینی کی اس واسطے کہ عداوت دینی بسبب باری کے ہو بخلاف عداوت ذہنی کے کہ آئین اطمینان نہیں دیتا
 گواہی سے چنانچہ آگے آجی اسی باب میں ہم یعنی عداوت دینی ہوتی ہے بسبب ال دینداری اور عدالت کے اس واسطے کہ عداوت کا جو واجب ہوتی
 اس طرح کہ ایک شخص کو ترک خلاف شرع دیکھو اور اس کے منع کرنے سے وہ باز نہ رہے لہذا شہادت مسلم کی کافر پر مقبول سے باوجود کہ وہ ذہن میں
 دینی ہو کہ نہ دینی و اما القصد یقہ فقبل الا اذا کان فی الشہادۃ متناہب بعبث یقتضی کل فی مال الا نحو قتادی
 للصفیہ من کما یلزم الحکام اور ذہنی گواہی نو دست کی واسطے مقبول ہو کہ جب کہ کوئی نہایت مرتبہ ہو اس طرح کہ کہ نصرت کرنا ہو ہر وہ دست
 اور دست کو مال میں تو اب مقبول نہیں چنانچہ مصنف کے فتاویٰ میں سے میں الحکام کیلئے منسوب دین مگر تکلیف صغیر بل لا ضرار ان اجنب
 کا گواہی او طلب صوابہ علی متعلقہ دمر و غیرہ کال دہو معی العدالہ اور مقبول سے گواہی ایک جو مرکب صغیر ہو بلا ہر بار بشرطیکہ جمیع کبار سے
 پر ہیز کرتا ہو یا صواب اس کا غالب ہو اور اس کے صفات پر یعنی خطا پر کہ انی اللہ و غیرہ صاحب دیکھو اور یہی مذکور شدہ عدالت ہو ہم تو اگر نا صغیر ہو طر
 کر یا اس کے کرنے سے خوش ہو یا اس کو بھجوانے یا عالم ہو اور لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں تو وہ صغیرہ اب کبر ہو گیا فتح القدر میں کہا بہتر قول وہ
 ہوا اور اس سے تو فیہ دل میں ہوں مقبول سے کہ کبرہ گناہ نہ کرے اور صغیرہ پر امر نہ کرے اور پردہ پوشی کثرت ہو پردہ دہی سے اور صواب اس کا کہ اگر ہو
 خطا سے اس حدوت اس کی ظاہر ہو اس سے صدق اور متنب کذب ہو باعتبار دلائل اور عداوت کے متبانی نے کہا کہ جو مجتہب ہو کبار سے اور سونیکیان
 اور غناہ صغیرہ نوہ عادل سے اور اگر ایک دیکھ کر اور دگنا صغیرہ نوہ عادل نہیں کذا فی اطمینان فی الخلاصۃ کل فعل برقص المرقۃ والکلام

فان ابن کمال اور غلامہ میں جو کہ جنصل کہ عروت اور کرم کو چورادی و کبر و گناہ و اور ثابت رہا ہو اس کی کمال نے ہم فتح اقد برین سپر
اعتراف کیا جو کہ یہ قول مضبوط اور صحیح نہیں لہذا ہم نے کہا کہ ترک عروت و کرم کبر و غیرہ نہیں ہو سکتا مگر مرثیت منع شہادت کہ انی لہما و قال قی
مسی و انکب کبیرہ سقطت حاکم اللہ ابن کمال نے کہا اور جب کہ مسلم مرگب کبر و گناہ و اس کی عدالت ساقط ہو گئی ہم حوی نے کہا مگر زوال
عدالت کا اس وقت حکم ہو گا جب کہ کبر و مرتبہ ظہور میں پہنچے لہذا اشریت محرم میں اور ان شرط ہو اور ہستیا میں خلاصہ ہے کہ مختار ہے کہ کبار کے
اصرار و مختلف ہو تو اگر اکبار مرگب کبر و گناہ ہو تو اس کی شہادت مقبول ہے ومن اقلعت لوی من عدلہ والا لا دہ تلخذ جہا اور غیر مخزون کی
گواہی مقبول ہے اگر ترک ختنہ خند سو ہو اور اگر بلا قدر ہو تو گواہی مقبول نہیں اور یہی قول کو ہم لیتے ہیں کہ انہ لہجہ ہم عذیبہ کہ ختنہ ترک کر دی ہو
جان کے تلف ہو جانے سے اور جیسے اس کی شہادت مقبول ہے دیکھ ہی اس کی امامت بھی صحیح ہے اور ختنہ کے وقت میں اختلاف ہے خلاصہ میں
کہا مختار ہے کہ ابتدا وقت ختنہ سات برس میں اور آخر وقت بارہ برس میں کذا فی المنع والا متخذا فزاد بشی من الشرائع کفر ابن
کمال اور غرض طبعی اور ہنسی کرنا سات کسی چیکر احکام شرعی کو کفر ہو ذکر ابن کمال وخصی اقلعہ اور گواہی مقبول ہے خرم اور دست بریدہ
کی ہم اسوہ کو خرم کا فخر ظہور سے لانا گیا جیسو کسی گناہ کوئی کاٹ ڈالے اور جگنا متھ چوری میں لانا گیا اس کی گواہی اس وقت مقبول ہے جب کہ وہ
عدل ہو کہ نہ لے لہما و ولد الزنا و اولی بالزنا خلا فاما الکلیہ اور ولد الزنا کو گواہی مقبول ہے اگرچہ وہ زنا کی گواہی دی بخلاف امام مالک کے کہ
کہ ہم سولہ طے کہ نفس والدین منون ولد کا موجب نہیں جیسو کفر والدین کہ انہ لہجہ وخصی کا تعلق لوشکیلا والا فلا شکال اور ختنہ عورت کی
مانند ہو اگر ختنہ شکل ہو اور اگر ختنہ شکل ہو تو کچھ اشکال نہیں ہم شرط علیہ میں ہے کہ ختنہ مشکل جمیع احکام میں عورت کی مانند ہو اس کی گواہی
در سری عورت کے ساتھ برابر ایک مرد کے ہوگی اور اگر ختنہ مشکل ہے اگر علامت مردی غالب ہو تو اس کا مرد کا حکم ہے اور نہیں تو عورت کا
و حقیقہ لم یقفہ و حکمہ لا لہ صیۃ لما فی الخلاصۃ شہد بعد علقہما ان اللہ کذا عند اختلاف بائع و مشتہ لم تقبل
طیغ المقنع بائع العیق اور غلام آزاد کی گواہی آزاد کرنا لیکے واسطے اور آزاد کرنے والی گواہی غلام آزاد کے واسطے مقبول ہے مگر سب
خصیت کے مقبول نہیں اس واسطے کہ خلاصہ میں ہے کہ بائع اور مشتری کو اختلاف من کے وقت و غلام من نے اپنے آزاد ہونیکے بعد یہ گواہی کی
من انما ہا نہ گواہی مقبول نہ ہوگی بسبب بیعت منعت کے اثبات من سو ہم ہر منعت کی وجہ سے کہ اگر دونوں کی شہادت نہ ہو تو بائع اور مشتری
اور دونوں قسم کھاتے اور بیعت ہو جاتی تو من باطل ہوتا قیقن کی گواہی من کے واسطے اس واسطے مقبول ہے کہ شریعہ و فہر کی گواہی علی رفقہ کے
واسطے قبول کی تھی اور فہر ان کے غلام آزاد کے کہ انہ لہما و اولی بالزنا خلا فاما الکلیہ وخصی کا تعلق لوشکیلا والا فلا شکال اور ختنہ عورت کی
وخصام مہ علی کافی القنیہ اور مقبول ہو گواہی بہائی کی اپنے بھائی کی ہو اور بیعت کی اپنی چاکر و سہلو اور محرم رضاعی بھائی رضی کو محرم
گواہی مقبول ہے مگر جب کہ نہایت مجھڑا ہو اور شہد ہو تو ہر عیسے ساتھ نہ تو گواہی مقبول نہیں چنانچہ قنیہ میں ہے محرم رضاعی جیسو رضاعی
بیٹا اور سسرالی بیٹے کی محرم جیسو خندہ امن اور زوجہ کی بیٹی و سکر زوج سوا و اما و اور سوتیلی ما اور بیہ شخص مذکورین کی گواہی اسے سہلو و سست
کہ اٹاک ہر ایک کی جدا جدا ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کو مال میں تصرف نہیں کرنا تو عمل بہت نہیں ہے بخلاف شہادت قرابت و لا ولیک جب کہ شاہد
معی کے ساتھ خصومت کرنا پھر نہ تو گواہی مقبول نہ ہوگی کیونکہ وہ اب دعا علیہ کا گواہ خاص ہو گیا و فی الحقیقۃ انہ تخافہم الشہود و الدلی علیہ
نقل لوی عدل لا اور خزانہ میں ہو کہ تخافہم شہود اور دعا علیہ میں گواہی مقبول ہے اگر شاہد عادل ہوں ہم یہ قول منسب کے ظاہر مخالف ہو صاحب جو
توفیق بن القولین کے واسطے اسکو مسلم حدت مدعی پر محمول کیا ہے ادم کثرت مساندہ پر اللہ شاہد مدعی کا فی علی عیدی کافر ہو لا مسلم کی
علی وکیل محرم کافر ہو مسلم لہجہ نہ کہ مسلم لہجہ ماحلی مسلم قعد ادنی الاولی ختمنا اور مقبول ہے گواہی کافر سوا و من غلام کافر
جس کا مولی مسلم ہے یا اس کیل عر کافر جس کا مولی مسلم ہو نہیں جائز ہو گئے بلکہ بسبب قادم ہونے شہادت کافر کے مسلم پر قعدہ اور ادل میں

منہ نقل کیا
بہت سے
علاقہ میں
اور کچھ
علاقہ میں

تو مقبول نہیں جب تک کہ ہر زمین کا خراج میں نہ ہو یا شاہد کے واسطے خراج میں نہ ہو۔ اگر خراج ہر زمین کا میں ہو تو گواہی بعض کی بعض پر مقبول
 کیونکہ ہر زمین شہادت اور دفع منصف نہیں اور اس طرح جب کہ شاہد کو خراج میں نہ ہو وگرنہ اہل قریۃ شہادت داخل نہیں ہوتے۔ انہما میں ہر ہر ایک مقبول
 وگرنہ اہل سبکۃ بشہادت انہما میں مصالحہ کو غیر نافذ و فی المناقذ و ان طلب حقا لنفسہ لا تقبل ولان قال لا اخذ
 شیتا تقبل وگذا فی دفع المدکرۃ انھی فلیحفظ اور اس طرح اہل قریۃ نے گواہی دی قطعہ زمین پر کہ وہ اود کے گالوان میں ہے تو مقبول نہیں اور
 اس طرح اہل کو کچھ کسی چیز کی گواہی دین بخود مصالح اور سناغ کے خلاف قطعہ زمین کو کہیں کہ ہمارے سکے ہیں گذا فی العالمگیریۃ تو مقبول نہیں بسبب ہر
 منصف کے اگر کوہ غیر نافذ ہو اور کوہ نافذہ میں اگر اپنے واسطے حق طلب کرنا ہو اس طرح پر کہ شاہد اس قطعہ زمین میں دروازہ ہو یا چاہا شاہد ہو تو
 گواہی مقبول نہیں اور اگر کہے کہ میں کچھ نہ لکھا تو گواہی مقبول ہو اور اس طرح وقف مدرسہ میں گواہی مقبول ہے اس لئے مافی قادی السنفی تو اسکو یاد رکھو کہ ہر
 حق وقف مدرسہ کی شہادت کی قید اس واسطے لگائی کہ شہادت سنی کی غلبہ وقف میں مقبول نہیں کیونکہ شاہد کا حق ہے شہود دین میں تو وہ منہم
 گذا فی لطاوی من البحر مسائل نہ کورہ میں عدم قبول شہادت کی وجہ یہ ہے کہ شاہد کا اوس میں فائدہ ہو تو عمل نہایت ہی اکتفا بالخاصہ مستحب
 مسافہ او مشاہدۃ او لحاقیم او التایمہ او الیٰطین الخائن الذی یشک ضررک استاذہ لا یقبل لنفسہ و نفعہ نفعہ نفسہ و دین وہی
 معنی قولہ علیہ السلام لا شہادۃ للغانیم باکل البیت ائی الطالب معاشہ منہم من العنق و لا من القناعتہ اور مقبول نہیں گواہی
 اجیر خاص یعنی مزدور اور چکر کی اپنے مشاہدہ کے واسطے خواہ اجرت بطور سالانہ ہو یا ماہانہ یا ہفتہ وار یا ہر خاص و عام یا تابع یا شاگرد خاص
 ہو جو ہتھوڑے ضرر کو اپنی ذات کا مراد اور اسکے نفع کو اپنی ذات کا نفع سمجھے گذا فی الدرد اور دہی مطلب ہو اس حدیث کا کہ گواہی نہیں قساح
 اہل بیت کی یعنی جو اپنی معاش ان سے یعنی گہر والوں کے طلب کرے تو فانی مشتق سے قنوع انہم سے یعنی سوال و تذلل۔ قناعت سے ہم اجیر خاص کی مراد میں قنات
 ہو بقول اکثر علماء اجیر خاص سے تلمیذ خاص مراد ہے جو ہتھوڑے کے نفع اور ضرر کو اپنا نفع اور ضرر جانے اور ہتھوڑے کے ساتھ کہاؤ اور یہی مراد ہے فانی سے
 جو حدیث میں مذکور ہے اور بعضوں نے کہا کہ سالانہ یا ماہانہ یا ہفتہ وار ہو اور حدیث مذکور مکرر ہو اور اس حدیث کا جو ابو داؤد میں من عمر بن حنبل
 عن ابیہ عن جیدہ مردی جو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رد شہادۃ الخائن والخائزۃ ذی القربۃ علی الخیہ و شہادۃ القانی لاکل البیت و الخائزۃ لیس فیہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کی شہادت خیانت والے مرد اور عورت کی اور عداوت والے کی اپنے بہائی پر اور شہادت فانی کی واسطے اہل بیت کے
 اور غیر اہل بیت کی واسطے شہادت جائز رہی گذا فی فتح القدیر مخطوط نسخی کہا خادم اور تابع اور شاگرد میں بعضوں نے یون فرق بیان کیا ہے کہ خادم ہو وہ شخص
 ہو جو بلا اشتراک ہو اور تابع وہ جو مشہور ہے کہ گہر میں زندہ کافی لبر کرے بلا خدمت نہ بل لازم بیت اور شاگرد سے اہل سناغت مراد ہیں جو اپنے رئیس
 کے کبیر تابع ہوں اجیر خاص کی قید اس واسطے لگائی کہ اجیر مشرک کی گواہی چنانچہ خیاط اور حداد اور سجاد اور نائی اور دہوی کی گواہی مستحب ہے واسطے
 مقبول ہے اس واسطے کہ وہ مستحب اجرت کا نہیں مگر اپنے عمل سے مستحب وہ اجارہ کو کسی چیز کا مستحب ہو تو نہایت باقی نہ رہی بخلاف اجیر خاص کہ اس کے
 منافع مستحب کے مستحق ہیں و لہذا وہ دوسری کی مزدوری اور چاکری نہیں کر سکتا مدت اجلہ میں تو اگر اس کی گواہی جائز ہو تو شہادت بالانہم
 کہ کیونکہ اس کی شہادت بھی مجاہد کے منافع کے ہو تو مستاجر کی تجدد و غیرہ میں مقبول نہیں لہذا وہ مفادۃ بقول شہادۃ المستاجر لا یستأخذ
 نہ اور مفادۃ حدیث مذکور کا یہ ہے کہ مستاجر اور شاہد کی گواہی اجیر خاص اور شاگرد کی اس طرح قبول ہے یعنی اس واسطے کہ وہ اس کا محتاج نہیں بخلاف اجیر
 خاص کہ ہم یہ مسلمہ فتح القدیر میں صریح مذکور ہے و تحقیق بالفتح من یفعل الخیاتی و یقانی اور غنت کی گواہی مقبول نہیں غنت بیع فون وہ جو مال لائق
 فعل کرے و مال لائق فعل کرے یعنی عورتوں کے فہال کرے یعنی عورتوں کا سنا سنا کرے اور قول اور فعل میں اود کے ساتھ مشابہت کرے غنت
 مشابہت یہ کہ محل لواط ہو اور فنی مشابہت یہ کہ عورت کی طہ نرم کلامی اختیار کرے بناوٹ کہ گذا فی المغرب اور بعضوں کے نزدیک فقط قول یا فقط
 فعلی مشابہت کافی ہے یعنی ابو داؤد میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا لعن اللہ المحنث من الرجال و المہملات من النساء یعنی

عنبت کریمہ مردوں میں دھنشت پر اور عورتوں میں سے ادن عورتوں پر جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں واما بالنسۃ فالتکلیف لکلتان
 فی اعطایہ وکلامہ خلقتہ فقبل جہا اور نخت بکسر نون و شمس سے جو پیشانی پر تراویج بچا ہو اپنی منشا اور نکتوں میں تو اس کی گواہی مقبول ہے
 کذا فی الجرح اس واسطے کہ بعد امر اختیار ہی نہیں پیشانی سے بخلاف نخت لمون کے و مقیضہ و لو لنفسہا لخرتہ رقعہ صحت تھا کدر اور گاہی بولت
 کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ اپنی دفع وحشت کے واسطے گاتی ہو اور لوگوں کو سنائی نہ ہو بسبب حرام ہونے عورت کی آواز بلند کر کے کذا فی العذر
 ہم ہستانی نے کہا اگر یہ نکت کا شعر گاتی ہو اس واسطے کہ نبی سے اللہ علیہ وسلم عن القوتین لا یتمین الا یتمینہ و الا یتمینہ و ریافت کرنا چاہیو کہ تفسیر یعنی گانا
 بہذا و جمع مال کے واسطے بالاتفاق حرام ہے اور سلیح نوحہ کر ہی ضرورتاً جب کہ عورت سو ہو اس واسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا بلا خلاف حرام ہے
 کذا فی الطحاوی عن ثبانی و یبغی تقیید لا یجوز او صیغہ علیہ لیظهر عند القاضی حکما فی مدین الشرب علی الکھن و کما فی اللواتی اور لائن
 ہو راگ میں مدامت کی قید لگانا یعنی عورت ہمیشہ گایا کرتی ہو تاکہ قاضی کے نزدیک اس کا گانا ظاہر ہو جیسے وائم الشرب علی الہو میں مدامت شرط
 ہو کذا ذکرہ الوافی ہم سلیح جیم ابواب کبار میں مدامت کی تفسیر کے کذا فی الفسخ یعنی بلا مدامت قاضی کے نزدیک ثبوت نہیں ہو سکتا کہ وہ گوی
 رو کر ہی اور یہ مطلب نہیں کہ اگر عورت ہمیشہ گایا کر ہی تو حرام نہیں ہے و نا حجتہ فی مصیبتہ فیرہا لکج در و فخر زاد العینی فلو فی مصیبتہا
 فقبل و کلامہ الوافی بزیا دۃ اضطرار ہا و انسلاک ہا و اختیار ہا و کان کالترب للندادی اور اس عورت نوحہ کر کی گواہی مقبول
 نہیں جو غیر کی مصیبت میں نوحہ کر ہی اجرت لیکر کذا فی الدرر الفسخ عینی نے اتنا زیادہ کہا کہ اگر اپنی مصیبت میں نوحہ کر ہی تو گواہی مقبول ہے اور علیہ
 دانی نے وجہ بیان کی کہ گواہی مقبول ہے بسبب زیادہ ہونے اس کے نہطار کے اور مصلوب ہونے اس کے مبر اور اختیار کے تو اس کا نوحہ آجی بہ
 میں اند شرب مسک کے ہوا علاج کے واسطے و عدل بسبب لک نیا اور مقبول نہیں اور دشمن گوی جبکی عداوت بسبب نیا کے ہونے بسبب یقین
 ہم عداوت دنیا و جیسی ولی مقبول کی گواہی قائل پر اور مجرد کی جارج پر اور مقدوف کی گواہی قاذ پر اور جس کا سباب راہ میں تھا اس کی گواہی
 رہزن قاتل گر پر اور یہ مطلب نہیں کہ جو شخص کسی شخص سے دشمنی میں نزاع کر ہو وہ اس کا دشمن دنیاوی سے جیسا کہ بعض متفقین نے توہم کیا ہے
 کذا فی البحر جملہ ابن کمال عکس الفرہ لاصلا فقبل لہ لاصلا اور ابن کمال نے دشمن دنیاوی کی شہادت کو مسئلہ شہادت فرع لاصلا کے
 بکسر قرار دیا ہے تو اس کی گواہی اپنے دشمن کے نفع میں مقبول ہے نہ اس کے ضرر پر و اختلاف فی الوہبانیۃ و الحجبۃ فیو کما مام یسنی سبھا
 قالوا الحشد خنس لیغی عنہ اور وہابیہ اور مجبیہ منظومہ میں نقل شہادت دشمن دنیاوی پر ہما د کیا ہو تا دقتی کہ دشمن بسبب عداوت کے فاسق ہو
 گیا ہو نہ مانے کہا ہو کہ دل میں کینہ رکھنا فاسق ہو اس واسطے کہ شریعین کینہ رکھنے سے بھی دار و دیور ہم بہر روایت منصوص ہے اور اطلاق اختیار
 متاخرین جو ہستانی میں ہے کہ قول متاخرین صحیح ہے اس کے نکلنے اور ہمارے زمانے میں کذا فی الطحاوی و فی الاشباہ و فی تاجد و اذاجہ
 الحلال و الحرام و لو العداۃ للذنب لا یقبل سوا شہد علی حدیث او غیرہ لکنہا فیسق و ہوا یختر و اور شہادہ میں اجماع حلال و حرام
 کے قاعدہ کے تہہ میں ہے اور اگر دنیا کے واسطے عداوت ہو تو گواہی مقبول نہیں خواہ وہ دشمن اپنے دشمن پر گواہی دی یا اس کے غیر پر اس واسطے کہ
 عداوت دنیوی رکھنا منہ سے اور منہ نسبت پذیر نہیں و فی قنا و لی لمصنوع لا یقبل شہادۃ الجاہل علی العالم ففسقہ بقرۃ لایجب
 نعلہ شرک فینذیر لا یقبل شہادۃ علی مثله و غیرہ و العالم تغیر علی مکرکہ ذلک عن قال و العالم من یستخرج المعنی من
 الذکیب کا یحیی و یبغی اہل مصنف کے قناوی میں ہے کہ مقبول نہیں گواہی جاہل کی عالم پر بسبب فاسق ہونے جاہل کے اس میں چیز کثیر
 کر نیو جیسا کہ ہنا او سپر واجب ہو شرعی یا معنی احکام شرعیہ بھر جب کہ وہ فاسق ٹھہرے اب اس کی گواہی مقبول نہیں جیسے دوسرے جاہل نہ غیر جاہل پر اور اگر
 جائز ہو کہ جاہل کو تغیر دے ترک تعلیم پر بھر مصنف نے کہا کہ عالم وہ ہو کہ جو سے کو استخراج کرے ترکیب الفاظ سے جیسا کہ واقع میں ثابت اور لائن ہو
 ہم عالم کی تفسیر اس کی تا کوئی نہ سمجھو کہ عالم سے مدرس اور اخراج معنی مولو فہم ہو اور ظاہر مراد تفسیر کر سکی ہو کہ عالم وہ ہو کہ جو علوم شرعیہ

و اما بالنسۃ فالتکلیف لکلتان
 فی اعطایہ وکلامہ خلقتہ فقبل جہا اور نخت بکسر نون و شمس سے جو پیشانی پر تراویج بچا ہو اپنی منشا اور نکتوں میں تو اس کی گواہی مقبول ہے
 کذا فی الجرح اس واسطے کہ بعد امر اختیار ہی نہیں پیشانی سے بخلاف نخت لمون کے و مقیضہ و لو لنفسہا لخرتہ رقعہ صحت تھا کدر اور گاہی بولت
 کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ اپنی دفع وحشت کے واسطے گاتی ہو اور لوگوں کو سنائی نہ ہو بسبب حرام ہونے عورت کی آواز بلند کر کے کذا فی العذر
 ہم ہستانی نے کہا اگر یہ نکت کا شعر گاتی ہو اس واسطے کہ نبی سے اللہ علیہ وسلم عن القوتین لا یتمین الا یتمینہ و الا یتمینہ و ریافت کرنا چاہیو کہ تفسیر یعنی گانا
 بہذا و جمع مال کے واسطے بالاتفاق حرام ہے اور سلیح نوحہ کر ہی ضرورتاً جب کہ عورت سو ہو اس واسطے کہ عورت کو آواز بلند کرنا بلا خلاف حرام ہے
 کذا فی الطحاوی عن ثبانی و یبغی تقیید لا یجوز او صیغہ علیہ لیظهر عند القاضی حکما فی مدین الشرب علی الکھن و کما فی اللواتی اور لائن
 ہو راگ میں مدامت کی قید لگانا یعنی عورت ہمیشہ گایا کرتی ہو تاکہ قاضی کے نزدیک اس کا گانا ظاہر ہو جیسے وائم الشرب علی الہو میں مدامت شرط
 ہو کذا ذکرہ الوافی ہم سلیح جیم ابواب کبار میں مدامت کی تفسیر کے کذا فی الفسخ یعنی بلا مدامت قاضی کے نزدیک ثبوت نہیں ہو سکتا کہ وہ گوی
 رو کر ہی اور یہ مطلب نہیں کہ اگر عورت ہمیشہ گایا کر ہی تو حرام نہیں ہے و نا حجتہ فی مصیبتہ فیرہا لکج در و فخر زاد العینی فلو فی مصیبتہا
 فقبل و کلامہ الوافی بزیا دۃ اضطرار ہا و انسلاک ہا و اختیار ہا و کان کالترب للندادی اور اس عورت نوحہ کر کی گواہی مقبول
 نہیں جو غیر کی مصیبت میں نوحہ کر ہی اجرت لیکر کذا فی الدرر الفسخ عینی نے اتنا زیادہ کہا کہ اگر اپنی مصیبت میں نوحہ کر ہی تو گواہی مقبول ہے اور علیہ
 دانی نے وجہ بیان کی کہ گواہی مقبول ہے بسبب زیادہ ہونے اس کے نہطار کے اور مصلوب ہونے اس کے مبر اور اختیار کے تو اس کا نوحہ آجی بہ
 میں اند شرب مسک کے ہوا علاج کے واسطے و عدل بسبب لک نیا اور مقبول نہیں اور دشمن گوی جبکی عداوت بسبب نیا کے ہونے بسبب یقین
 ہم عداوت دنیا و جیسی ولی مقبول کی گواہی قائل پر اور مجرد کی جارج پر اور مقدوف کی گواہی قاذ پر اور جس کا سباب راہ میں تھا اس کی گواہی
 رہزن قاتل گر پر اور یہ مطلب نہیں کہ جو شخص کسی شخص سے دشمنی میں نزاع کر ہو وہ اس کا دشمن دنیاوی سے جیسا کہ بعض متفقین نے توہم کیا ہے
 کذا فی البحر جملہ ابن کمال عکس الفرہ لاصلا فقبل لہ لاصلا اور ابن کمال نے دشمن دنیاوی کی شہادت کو مسئلہ شہادت فرع لاصلا کے
 بکسر قرار دیا ہے تو اس کی گواہی اپنے دشمن کے نفع میں مقبول ہے نہ اس کے ضرر پر و اختلاف فی الوہبانیۃ و الحجبۃ فیو کما مام یسنی سبھا
 قالوا الحشد خنس لیغی عنہ اور وہابیہ اور مجبیہ منظومہ میں نقل شہادت دشمن دنیاوی پر ہما د کیا ہو تا دقتی کہ دشمن بسبب عداوت کے فاسق ہو
 گیا ہو نہ مانے کہا ہو کہ دل میں کینہ رکھنا فاسق ہو اس واسطے کہ شریعین کینہ رکھنے سے بھی دار و دیور ہم بہر روایت منصوص ہے اور اطلاق اختیار
 متاخرین جو ہستانی میں ہے کہ قول متاخرین صحیح ہے اس کے نکلنے اور ہمارے زمانے میں کذا فی الطحاوی و فی الاشباہ و فی تاجد و اذاجہ
 الحلال و الحرام و لو العداۃ للذنب لا یقبل سوا شہد علی حدیث او غیرہ لکنہا فیسق و ہوا یختر و اور شہادہ میں اجماع حلال و حرام
 کے قاعدہ کے تہہ میں ہے اور اگر دنیا کے واسطے عداوت ہو تو گواہی مقبول نہیں خواہ وہ دشمن اپنے دشمن پر گواہی دی یا اس کے غیر پر اس واسطے کہ
 عداوت دنیوی رکھنا منہ سے اور منہ نسبت پذیر نہیں و فی قنا و لی لمصنوع لا یقبل شہادۃ الجاہل علی العالم ففسقہ بقرۃ لایجب
 نعلہ شرک فینذیر لا یقبل شہادۃ علی مثله و غیرہ و العالم تغیر علی مکرکہ ذلک عن قال و العالم من یستخرج المعنی من
 الذکیب کا یحیی و یبغی اہل مصنف کے قناوی میں ہے کہ مقبول نہیں گواہی جاہل کی عالم پر بسبب فاسق ہونے جاہل کے اس میں چیز کثیر
 کر نیو جیسا کہ ہنا او سپر واجب ہو شرعی یا معنی احکام شرعیہ بھر جب کہ وہ فاسق ٹھہرے اب اس کی گواہی مقبول نہیں جیسے دوسرے جاہل نہ غیر جاہل پر اور اگر
 جائز ہو کہ جاہل کو تغیر دے ترک تعلیم پر بھر مصنف نے کہا کہ عالم وہ ہو کہ جو سے کو استخراج کرے ترکیب الفاظ سے جیسا کہ واقع میں ثابت اور لائن ہو
 ہم عالم کی تفسیر اس کی تا کوئی نہ سمجھو کہ عالم سے مدرس اور اخراج معنی مولو فہم ہو اور ظاہر مراد تفسیر کر سکی ہو کہ عالم وہ ہو کہ جو علوم شرعیہ

والشہادۃ اکثر اہل العراق لتعصبہم اور مقبول نہیں گواہی اہل عراق کے اشراف کی بلکہ تعصب کے ہم اہل عراق کی عادت ہو کہ
 جب کو مصیبت پیش آتی ہو تو وہ اپنے سردار و قوم کے پاس جاتا ہے تو سیدہ قوم اسکے واسطے گواہی دیتا ہے اور اسکی سفارش کرتا ہے تو مجب نہیں کہ
 گواہی دے یعنی پھداری قوم سے کہنے لگے طحاوی عن شرح عبدالبر ونقل المصنف عن جواہر الفوائد ولا من انتقل من مذہب الجندی
 الی مذہب الشافعی اور نقل کیا مصنف نے جواہر الفوائد سے اور نہ اسکی گواہی مقبول ہے جو امام ابو حنیفہ کا مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار
 کرے مصنف نے آخرباب میں جواہر الفوائد سے نقل کیا کہ اگر شخص مذہب شافعی اختیار کرے بسبب قلت مبالغہ فی الاعتقاد کے اور نہ کہ جرات ہو ایک مذہب
 سے انتقال کرنے کی دوسرے مذہب کے طرف بسبب اپنی خواہش نفسانی کے کوئی غرض حاصل ہونیکے واسطے تو اسکی گواہی مقبول نہیں انھیں مختصاً تو
 مذہب ابو حنیفہ کی کچھ سید نہیں بلکہ ہر مذہب حق چھوڑنے کا یہی حکم ہے کہ نہ کہ وہ منع ہے کہ مقدم کہنے لگے طحاوی نصبت قال ولکن آیۃ الہام
 والخلق فہی المصنف نے کہا ہے اپنی شرح میں اور اسطرح کفن اور سبت کی خوشبو چھوڑ دے کی گواہی مقبول نہیں بسبب تنہا کہہنا اس
 شخص کی موت کو ہم جو فقط کفن فرمائی کرتا ہے اسکی گواہی مردود ہے نہ کہ پھر اپنے والیکے کہنے لگے العالمگیریہ ولکن اللہ لالی اور اسطرح دلال کی گواہی
 مقبول نہیں ہم طحاوی نے کہا کہ شاید مراد یہ ہے کہ دلال کی گواہی ہم پر مقبول نہیں اسواسطے کہ قادی عالمگیری میں ہے کہ یہ کے دو دلیل اور دو
 دلال گواہی دین اور کہیں کہ ہم نے اس چیز کو بجا ہو فلانے کے ہاتھ نہ گواہی مقبول نہیں انھیں قیغ القدرین ہے کہ اہل مناعات وغیرہ یعنی دلیل پیشو
 ہمیں طحال غور اور جلاہ اور حجام اصح ہے کہ انکی گواہی مقبول ہے اسواسطے کہ قوم صالحین نے ان پیشوں کو اختیار کیا ہے تو جب تک قادی شہادہ طحال
 ہو تو ر و شہادت کی بنا ظاہر مناعت پر نہیں ہو سکتی اور یہی حکم ہے تختہ سین اور دالین کا انھیں والوکیل لوباثبات النکاح اما لو شہدوا
 امرانہ تعقل والحیلۃ انہ لیشہدا بالنکاح ولا یدکر الوکالۃ بزازیہ وتسهیل اور اسطرح نواح کے دلیل کی گواہی مقبول نہیں اگر اثبات
 نواح کی گواہی ہو اور اگر دون گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی زوجہ ہے تو گواہی مقبول ہے اور جیلہ بزل شہادت کا یہ ہے کہ نواح کی گواہی ہے
 اور وکالت کا ذکر کر دینی یون کہے کہ میں کیل تھا نواح کا کہ انی بزازیہ وتسهیل ہم اسواسطے گواہی مقبول ہے کہ قیام نواح کی گواہی ہو نہ عقد
 نواح کی اور عقد نواح کی گواہی اسواسطے مقبول نہیں کہ اپنے فعل کی گواہی ہے واعتماد لا قدیمی افندی فی واقعاتہ و ذکر المصنف فی
 اجازۃ معینہ معنی بالبرازیہ وخصمہ انہ لا تعقل شہادۃ الدالین والشکاکیں والخصمین والوکالۃ المقطعۃ علی آدابہم فتخرج
 فی فتاویٰ مؤید زادہ اور قول سابق پر مہاد کیا ہے قدیمی افندی نے اپنی واقعات میں اور مصنف نے اسکو ذکر کیا ہے اپنی کتابیں میں کہ
 الاجارہ میں بزازیہ کے طرف نسبت کر کے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ مقبول نہیں گواہی دالون کی اور قبالہ لایسون کی اور انکی جو مدعی اور مدعی علیہ
 قاضی کے پاس حاضر کر دیتے ہیں اور وکیلان مفتل کی جو قاضیوں کے دروازوں پر حاضر ہوتے ہیں اور اسکے مانند مؤید زادہ کے قادی میں ہے ہم
 قادی عالمگیری میں وغیرہ اور غیاثیہ اور فتح القدیر سے کہ اگر قبالہ لایسون غالب الصلاح ہوں تو صحیح قول ہے کہ انکی گواہی مقبول ہے اگر قبالہ لایسون
 کہ عدوان حاکم اور وکیل کہ قاضیوں کے دروازوں پر ہوتے ہیں انکی گواہی مقبول نہیں اسواسطے کہ وہ حق تحقیق کے ابطال میں کوشش
 کرتے ہیں اور وہ حق سے کہنے لگے طحاوی دہھا و معنی آخرتہ من الوہایۃ بعدا قبالہ لایسون شہادۃ لایستہد او کذا الوکیل بعد
 ما اخرجہ من الوکالۃ ان خاصہم اتفاقا والا فکذا لک عند آبی ہی سعت اور قادی مؤید زادہ میں ہے کہ ایک مدعی خارج کیا گیا دست
 سے بعد قبول کرنے وصایت کے تو اسکی گواہی میت کے حق میں جائز نہیں کہی اور اسطرح وکیل کی بعد اعراج وکالت اگر خصوصیت کی ہو تو بالاتفاق
 گواہی مقبول نہیں اور اگر خصوصیت نہ کی ہو تو ابورسعت کے نزدیک مقبول نہیں ہم اسکا ذکر بعد الکورن کے متن میں آجما و مذہب الشریع لغیرہ
 لا یقطع منہا رکن کلب لکیدیہ فترد شہادۃ وما ذکرہ ابن الکمال غلط طحاوی فی البحر قال فی غیر الخیر بشرط الاذمان لان شریک
 صغیرہ اور گواہی مقبول نہیں شہادۃ والیکے سوا شرب کے اسواسطے کہ شرب کو ایک فطرہ پیو سے مرکب کبیرہ ہوتا ہے تو گواہی اسکی مردود ہوگی

نہایت کی گواہی

نہایت کی گواہی

اور جو ان کمال نے ذکر کیا ہے سو غلط ہے چنانچہ بحوالہ ائمہ فقہین اور سنی تحریر کی جو اور سوای شراب کے اور سکرانہ میں ادا مان یعنی دوام شرب شرعی ہو
اس واسطے کہ غیر خمر کا شرب منفرہ گناہ ہے ہم سمجھ جو شارح نے اتباع صاحب بخیر ذکر کیا کہ رد شہادت میں غیر خمر میں ادا مان شرط ہے نہ خمر میں سوائے
احکام کے نہیں کہ صریحاً نقل مذہب کے مخالف ہے کافی میں جو کہ ادا مان اس واسطے شرط ہوا کہ یہ فعل اس کا ظاہر ہو کیونکہ جو خمر پیا ہو پشیدہ
اور ادا مان کا یہ فعل ظاہر نہیں ہوتا تو عدالت سے خارج نہیں ہوتا اگرچہ بکثرت پیت ہو عدالت اسی وقت ساقط ہوگی جب کہ شرب ظاہر ہو ادا مان سے
یا مست ہو کر نکلے اور طحال ادا مان کے کہلین تو ایسے شخص میں مردت نہ رہی اور ایسا شخص کذب سے پرہیز نہیں کرنا ہوتا اور قاضی غلطی میں
کہ مدین خرد اور مدین کی گواہی مقبول نہیں اور ذخیرہ میں جو کہ مدین خمر کی شہادت جائز نہیں چنانچہ زبلی اور حنی میں ہے اور نہایہ میں جو کہ ادا مان
شرط ہے خمر میں بھی سقوط عدالت کے حق میں اتنے تو یہ مقول صریح ہیں کہ خمر اور غیر خمر دونوں میں ادا مان شرط ہے بلافرق اور سابقہ ذکر ہو چکا کہ ہر گز
گناہ میں شہاد شرط ہے بلکہ سقوط شہادت کے واسطے ابن کمال نے کہا کہ شرب خمر کبیرہ گناہ نہیں تو عدالت ساقط نہوگی مگر اصرار سے صاحب بخیر
کہا کہ یہ غلط ہے اس واسطے کہ مشائخ نے تصریح کی ہے کہ شرب خمر کبیرہ ہو اور حدیث مشہور میں شرب خمر کو کبار سبعہ میں شمار کیا ہے انہو تو خمر میں ادا مان
اشعار کے واسطے شرط ہو ہو نہ اس واسطے کہ وہ منفرہ ہو دریافت کرنا چاہی کہ ادا مان اور اصرار میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ ادا مان فعل سے ہوتا ہے
اور دوسرا قول یہ ہے کہ نیت سے ہوتا ہے کہ لفظ طحاوی واذا قال علی اللہ لیخرج الشرب للنداء وی فلا یقطع العدالة لشہادۃ الکذاب
صدور الشرعۃ وابن کمال اور مصنف نے ادا مان شرب میں ہو یعنی کہل کی قید اس واسطے لگائی تا دوا کے واسطے نشا پنا نکل جائے تو عدالت ساقط
ہوگی بسبب جہ اختلاف کے کہ اذکرہ صدر شریعہ ابن کمال ہم لو عبارت ہو دل خوش کر نیسے بواسطہ ادا مان فعل کے جو مقتضای حکمت نہیں ہے
اور مراد کہل سے وہ جو دوا کے واسطے نہ ہو تو عادت کا چنا ہی کہل میں داخل ہے اور قول اصح یہ ہے کہ دوا کو واسطہ ہی پنا حرام ہے ومن
یلعب بالعبیان لعدم مروتہ وکذبه غالباً کافی اور اس کی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کے ساتھ کہیے اور اس کے عدم مردت اور کذب کے
سبب غالباً کافی الکافی ہم لو کون سے مراد ہو جو ان ہیں نہ اطفال صغار چنانچہ عدم مردت کی تعلیل سہر دالت کرنی جو غایۃ البیان میں حسن بخیر
ہو کہ اگر بڑا نوجوانوں کے کشنی کر جو عباس میں تو اس کی گواہی مقبول نہیں کہ انی الطحاوی منع القدرین کرخی سے مقول ہو کہ اگر شہد نوجوانوں سے
عباس کشنی کر تو گواہی کی مقبول نہیں کیونکہ وہ خفیہ ہو واطیلو الا اذا استسکا للاستئناس فیما لا الا ان یخرج امام غیر فلا
لا کلام الحرام عینی وعبائیہ اور اس کی گواہی مقبول نہیں جو چرون سے کہیے مگر جب کہ طہور کو دفع وشت کے واسطے کہے تو سبب جو مگر جب کہ غیر کے
کہو تر کہیم لیتا اور پکر کہتا ہو تو سبب نہیں لیسبب سکی حرام غوری کے کہ انی العینی والغائبہ ہم کہو تر بازی و غیرہ سے اس واسطے کہ گواہی مردود ہوئی کہ مرث
غفلت ہو اور دھمچول سے اس صورت پر جب کہ کہو تر اور انیکے واسطے کہو تر پر پڑتا ہو اور عورات لسا پر مطلع ہوتا ہو کہ انی البحر واطیلو لیسبب
قل لیسبب بین الناس کالطبا بدالمر ایذوان لمر لیکن شیعاً نحو الحداد وضمیم القصب فلا الا اذا تحش یا ان یوقموا
یہ خانیۃ لدخولہ فی حل الکبائر بخیر اور اس کی گواہی مقبول نہیں جو طہور اور ہر ایک ایسا باجا بجا ہو جو قبیح اور مریب ہو لوگوں میں چنانچہ طہور
اور غرامیر اور اگر مریب ہو لوگوں میں چنانچہ اذنوں کے نیز قدم کر نیسے واسطے آہنگ بلند کرنا اور ضرب نصب تو مانع شہادت نہیں مگر جب کہ نہیں
مبالغہ اور زیادتی کرے طہور کہ سہر لوگ رخص کرین تو مانع شہادت ہے کہ انی الغائبہ لیسبب داخل ہونیکے حد کبار میں کہ انی الجرم محیط میں
بھی ہی تفصیل مذکور ہے جو خانہ سے مذکور ہو چکی اور سراج اللہ رائے میں جو کہ طہری و قسم میں ایک قسم حرام ہو وہ آلات مطہرہ ہیں یہ دن را کے یعنی طہر لیسبب
باجو چنانچہ نہ بارغوا وہ خشکے ہون یا قصب کے چنانچہ شبابہ یا طہور بدیل حدیث ابو امامہ ان السد لیسبب رحۃ للعالمین و امرنی تحقن العافون والفراسیر
یعنی جن معافی نے مجھ کو سبھا ساری عالم کی رحمت کے واسطے اور مجھ کو ملک کیا ستانیت اور غرامیکے شائیکے واسطے ادا مان دوسری قسم طہری کی سبب جو
وہ دفع ہو نکل میں اور نکل کے مانع ہو ہر مرد عادت اور اسکے غیر میں دفع ہو کر وہ حواہد کو فتح القدر میں ہی نقل کیا ہے بلا متراض کہ انی الطحاوی

عن البر حدیث مذکور مشکوٰۃ میں نہ احمد بن حنبل سے مستقول سے معاذت آلاتہ سرود اور قاضیوں میں سے کہ معاذت ملا علی بن سندہ عود اور طبریک
اور فرسید جنہ مرزا راہ افغان اور جس نصبہ یعنی نے اور نہ ہری میں گا دین مشکوٰۃ زائدہ اور نہ مار کہتے ہیں امام نووی نے اسکی حجت کی تصریح کی ہے فقہان
کہتے ہیں کہ گائالاب مشرہ سو حرام ہے اور فقط آواز سے کر وہ جو اور اجنبی عورت سے سخت تر کذا فی ترجمہ مشکوٰۃ الشیخ عبدالحی الدہلوی و من
یقینی لانتا میں کا لہ یجزم علی کبیرۃ ہدایہ و خیرہ اور اسکی گواہی مقبول نہیں جو راگ گانا ہو تو کون کے واسطے اسو سطر کہ وہ لوگوں کو
کبیرہ گناہ پر جمع کرنا جو چاہے ہر ایہ وغیرہ میں سے و کلام سعدی آفندی یقیناً تفسیراً بالاجتزاع فتاویٰ اور سندہ افندی کا کلام منی میں
اجرت لیسو کی قید گانے کا مفید ہے یعنی اوس منی کی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کو اجرت لیکر گانا ہو سو تامل کر کہو ہم خطاوی نے کہا مفید
مذکور غیر ظاہر ہے بلکہ فقہا کا کلام مطلق سے بلا قید بشرط و اما المعنی لغتہ لدفع الخشۃ فلا یأمن بہ عند العاصی عنایہ و
صلحہ العینی وغیرہ قال ولوفیہ و حکمۃ فجاء اتفاقاً اور برخص کر اپنی ذات کو سطر کا وہ دفع و حشہ کو لئے تو اسکا کچھ
مضایقہ نہیں چھوڑ فقہا کے نزدیک کذا فی الغایۃ اور اسکو صحیح کہا ہے یعنی وغیرہ نے جنی کو کہا اور اگر سرود میں و عطا اور حکمت ہو تو بالانقض
بہا کر ہے ہم نے اباحت سرود وہ ہو کہ اجاہو اس کے ساتھ اسو سطر کہ برازی نے مناقب میں اجماع نقل کیا ہے حرمت سرود پر جب کہ شر
یاعہ پر ہوتا ہے عود اور بنایہ اور غنایہ میں ہے کہ لہو اور لعب کے واسطے گانا ہمیت جو جمیع ادیان میں و منہم من آجاء فی العزیز کلجان
مذکور الذکر فیہ و منہم من آجاء مطلقاً و منہم من کما مطلقاً انھی و فی البحر و المذہب حرمتہ مطلقاً انقطع
الاعتلاف بل ظاہر الہدایۃ انہ کبیرۃ و لو لم فیہ و آفتق المصنف اور بعض فقہانے جائز کہا ہے سرود کو کھاج میں حبسو و نہ بجا تار
جائز ہے اور بعضوں نے اسکو سباح کہا ہے مطلقاً کھاج اور غیر کھاج میں اور بعضوں نے اسکو کر وہ کہا ہے مطلقاً اجاہو یا نہو کھاج جو یا غیر کھاج انھے کلام العینی اور کبیر
الرائی میں سے و مذہب یہ ہے کہ سرود مطلقاً حرام ہے جو تو اختلاف علما کا قطع ہو گیا بلکہ ظاہر ہر ایہ یہ ہے کہ سرود کبیرہ گناہ جو اگر ہر اپنی ذات کے
وسطر جو اور ثبات رکھا اسقول کو مصنف نے اپنی شریعت میں جو کشار میں تصریح نہیں کی گسرد میں مذہب کیا ہے اور بنایہ اور غنایہ میں سے
کو تنفیص لہو کو اسو سطر ہمیت جو جمیع ادیان میں اور زیادات میں کہا کہ اگر اس چیز کی وصیت کرے جو جمعیت ہے جو ہر مذہب اور اہل کتاب کو نزدیک اور
میں چاہے اسکے وہ وصیت نہ کرے جو متغین اور متغیات کے واسطے ہو انہو و ثبات ہو گئی نص مذہب کی گمانے کی حرمت پر تو اختلاف منقطع ہو گیا
انہو و ثباتی البحر اور تو خود جانتا ہے کہ جو صاحب کسے لفظوں ذکر کریں وہ اطلاق حرمت کی مؤید نہیں کیونکہ بنایہ اور غنایہ کی حرمت مفید لہو جو اور بنایہ
کی عبارت تفسیر شہرت کی مفید ہے اور شہرت اوس وقت ہو گی جب لوگوں کے سامنے گا و ہو و عطا و ہر مشہرت یہ ہے کہ وصیت منصرف ہوئی ہے
مشارف و طرہ اور عرف میں منیہ یعنی نہیں کہو گرا و سکو جو راگ گانے کے ساتھ سرود جو اور شایع اطلاق حشر نفی میں مصنف کا نایع ہے اور صحیح
قول وہ جو قیادہ عالمگیری میں نزائۃ المقتضی سو مستقول سے کہ مقبول نہیں گواہی اسکی جو لوگوں کے واسطے گا و و اور مذکور سندہ و اور یار نفی اپنی
ذات کے سنا ذکر اسو سطر ہونا و حشہ دفع کر اپنی ذات سے بدون سہات کے کہ دو شرخص سو تو اسکا مضایقہ نہیں اور عدالت اسکی سا قضا نہیں کی
قول جمیع میں انہو کذا فی الخطاوی فح الذہر میں ہے کہ فقہانے لفظ ہم کی ہو کہ لہو اور لعب اور ہم مال کے واسطے نفی حرام سے بلا خلاف اگر تو کہے کہ صاحب ہدایہ کی
تعلیل کہ منی لوگوں کو کبیرہ پر جمع کرنا ہو اسکی مقتضی ہے کہ نفی مطلقاً حرام ہو اور حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ اگر اس طرح نفی کرے کہ آپ سنو اور غیر سنو اپنی ذات
سے و حشہ دفع کرے کہ وہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ استفادہ نظم قوانی اور فصیح اللسان ہونیکے واسطے نفی کر وہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اگر لوگوں کے
سنائی کہ اسو سطر کھاج اور ولہر میں تنفی کرے کہ وہ نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ اپنے سنا ذکر اور دفع و حشہ کہ واسطے نفی میں فقہا کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ
مذہب نہیں کر وہ و تنفی ہی جو سطر سبیل اللہ ہو دلیل روایت انس بن مالک کہ وہ اپنی بی بی براہین مالک کو پاس گئے اور وہ زنا و صحابہ میں ہوا اور وہ تنفی
کرے ہوا وہی قول کو شمس اللہ مرغی نے لیا ہے اور بعضے مشائخ نے اسکو بھی کر وہ کہا ہے اور اس قول کو شیخ الاسلام نے لیا ہے اور بعض حدیث براہین مالک کا

یہ ہر کوئی کہ وہ شمار مباح کو خوش آوازی سے پڑھتے جن میں مواعظ اور حکم نہیں اس پر ہر کوئی لفظ غنا و حبس و غنا و معرفت کو کہنے ہیں یہی خبر معروف کو کہی گئی
ہر چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ تم بتیئ بالقرآن فیکون ثناء اور شمار مباح کی شہر خوانی جائز ہے ہر جہ کی خلاف فتنی کا حال معلوم ہوا تو جائز ہے کہ حدیث
ہو یا نہ نہیں منع فتنی کا قائل ہو شیخ الاسلام کے مانند اگرچہ معلوم ہو چکا ہو کہ فتنی محرم وہ ہے جس کے الفاظ لمبے ہوں جو حلال نہیں جیسے مرد عین اور عورت
میں زندہ کا وصف یا شراب کی لہی غریب جو شون انگیز ہوا اسکے طرف یا جو ہوسلم ازہی کی بشرطہ مجوزہ بقصد شہاد و تہنم نصا و بلا اور اگر شمار
غیر عین عورت کے وصف میں ہوں تو مباح ہیں دلیل قصہ بانسان سادہ کہ خود صاحب سال علی اللہ علیہ السلام کے روبرو پڑ گیا اور حضرت نے اہر
اٹھا نہیں فرمایا ان اگر بطریق لایہی کے ہو تو منع ہے اگرچہ مواعظ اور حکم ہوں فتنی میں ہو کہ لایہی دوسرے ہیں ایک محرم چنانچہ آلات مطہرہ غنا جیسے
مزمار اور طنبور وغیرہ اور دوسری سیاح وہ وہ ہے قطع اور اسکے مانند اور سرور حادث میں اور اسکے غیر میں کردہ ہو عبد اللہ بن عمر و مروی ہو کہ جب
آواز دہن کی سننے لگے نہ خیر منگواتے اگر دلیہ ہوتا تو سکوت کرتے اور اگر اسکے ٹوکھ ہوتا تو زور دینے اور چٹاس میں ہو کہ محمد بن شجاع سوادش شخص کمال
سوال ہوا جو انفس کے ساتھ نرم کرنا ہو چاہا کہ یہ ہر کی شہادت کا قانع نہیں اور قرآن خوانی الحان سے بعضوں کے نزدیک مباح ہو اور بعضوں کے نزدیک
منع ہے اور شمار یہ کہ اگر الحان سے صرف اپنی نظم اور حقیقت و غرض نہیں ہوتے ہر تو مباح ہو اور نہیں تو غیر مباح ہو ایسا کہ علمائے ذکر کیا ہو اور ہم ہم
الاذان میں مذکور کر چکے ہیں کہ فتنی بدوان فتنی مقننات حسد کے نہیں ہوتی تو یہ تفصیل جیسے ہونے والی الفتح لغضا صرف قال ولا تغفل شہادۃ
من کیمم الغناء و یجلی مجلس لفتاء و زاد العین و مجلس الغناء و الشرب و ان لم یکن لای اختلاطہ بھو و توالہ الا کمر بالکمر و فتن
یستفیک عدالتہ مصنف نے کہا اور مقبول نہیں گواہی اور شخص کی جو راگ سننا ہوا ال کی مجلس میں بیٹھا ہو یعنی اتنا زیادہ کہا نہیں جو یا غریب کی
جلس میں بیٹھا ہے اگرچہ وہ نشانہ پیا ہوا سوا سوا کے اس کا مختلط ہونا اسکے ساتھ اور اگر ہر ہر کا ترک کرنا اس کی عدالت کا مسقط ہو ہر مجلس میں
بیٹھا مسقط عدالت ہو اگرچہ وہ راگ سننے بلکہ ذکر الہی میں مشغول رہے اور تہج جو راگ سننے اگر ہر راگ کی مجلس میں بیٹھا ہو کہ اس نے اطمینانی اور تکلیف کا
چند بہ لغضیق و مراد کہ من بر تکب کبیرۃ قالہ المصنف و غیرہ یا اس کی گواہی مقبول نہیں جو مرکب ہوا اس جہاں کے سبب اسکو مبارکباد
ہو اسے فس کے اور مطلب اسکا یہ ہو کہ جو کبر و گناہ کا مرکب ہوا اس کی گواہی مقبول نہیں ایسا کہ کہا ہو مصنف وغیرہ نے ہم کبر و گناہ کی حد میں احوال مختلف
ہیں اور قولی محقق وہ ہو جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول الجبل میں اختیار کیا ہو یعنی حق یہ ہے کہ کبر و گناہ وہ ہے کہ جس کو دوزخ یا مذاب شدہ
کی وعید وار ہو قرآن مجید میں جہدیت صحیح میں جوابی حدیث کے نزدیک شہد ہو یا اس کے مرکب کو کا فر کہا ہو چنانچہ مارک معلومہ مستدرک اور اسکے
مرکب پر شرعین حد شروع ہو چنانچہ زنا اور شہر اور قطع طریق اور شرب سر یا امور مذکورہ کے برابر یا ان سے زیادہ تر ہو شرارہ برامی میں حکم ہدایت
عقل اور صغیرہ گناہ ہو جو شرع میں مہنی عہد ہو یا مخالف شرع ہو یا دین کے طریقہ یا نورہ کا رافع ہو یا نفع شیخ ابو طالب کی نے قضا قبول میں کہا کہ
ہے ان احادیث کو جمع کیا جن میں کہا کہی تصریح وار وہی فتنہ کبار ٹپٹے چاروں میں ترک اور نیت اصرار علی اہیبتہ اور نا امید سی رحمت الہی
اور تجوی کر الہی سے اور چار زبان میں شہادت زور اور قذف محسن اور عین غموس اور سواد تین پیٹ میں شرب خمر اور اکال یا تیم اور اکال یا تیم اور اکال یا تیم اور
دو شرکاء میں زنا اور اوطاعت اور دواہتہ میں قتل ناحق اور چوری اور ایک پانوں میں یعنی زار صفت کفارہ اور ایک گناہ ساری بدن سی یعنی
حقون والدین انتہے حق فاسے اپنے کرم ہو ہوا ان سے ہوا میں اوبد خلی الحکمائم بغیر ذلک لایہ حرام یا اس کی گواہی مقبول نہیں جو حرام میں غفلت
و سوا یا ازار برہنہ جاو اس واسطے کہ ہر ہر کی حرام ہو اور ایک بانی و اطاب مطلقا فامر اوکالا یا اس کی گواہی مقبول نہیں جو کیسے نزدیک یا طاب ہو مطلقا
خواہ یا نہی ہو یا نہ بد سے ہم فتح القدیر میں ہو کہ احب طاب کہیں سے ہمارے ہوا یعنی معرہ وغیرہ میں نزد کر مانند ہو یا حساب اور بلا فائز ہو سکتے ہیں جو
کھیل ایسا ہو جسکو شیطان نے پیدا کیا اور اہل غفلت ہو کر کرتے ہوں اور وہ مطلقا حرام ہے انتہے معلوم ہوا کہ طاب ایک کہیں ہو جو ہر کے پاس ان کی طرح
دوسرے ہو کہ ہر آما الشطرین فلیشہدہ الاختلاف شرک واحد من مستاتہ فلذلک انال او یقاہر بشطرین اور شطرین میں تو بسبب جہد خلاف

ملکہ بخت نصرت سے آں کو خوش آواز کی سوز پر پڑھ : ”مہر کے نہیں“

فقیہین کی

نہ
از
میں

منہم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ وخلقہ بالقرن من بعدہم فی الخیر و بالکون فی الشیر بھی اور نہایہ میں جو کہ حد بیان سلف اور خلف کے فرق
ہے جو کہ سلف صالح سے مراد تابعین کا صد اول سے اور نہیں کسی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں اور خلف یعنی امام عہد لوگ ہیں جو تابعین کے بعد تک لوگ ہیں
اور خلف بسکون امام بکار لوگ ہیں جو کہ عرف میں نا خلف کہتے ہیں کہ انی اجمہم صدر شہادت نے کہا کہ سلف سے مراد صحابہ اور علماء و مجتہدین تابعین میں
رضوان اللہ علیہم اجمعین و فیہ عن النکایۃ عن ابی یوسف لا قبل شہادۃ من سب الصحابۃ و اقبلہا من بعدہم لانہ یستقل فیہا
وان کان علی باہل فلم یظہر فیستقل بخلاف الکسایۃ اور بحر الرئی بن غنایہ سے کہ ابو یوسف سے مروی ہے کہ میں قبول نہیں کرتا کہ وہی
اوسکی جو صحابہ کرام کی بدگوئی کرے اور اسکی گواہی قبول کرنا ہوں جو صحابہ سے بیزار اور ناراض ہے اس واسطے کہ وہ ایک دین کا معتقد ہے کا کفر ارج
دار و انقض اگر وہ ہل پر سے تو معتبری نے اپنا نفس ظاہر کیا و لیکن رکھا بخلاف بدگوئی کہ اسکی اپنا نفس ظاہر کر دیا ہم ظاہر ہونے متفق علیہا ہوں اور
ابو یوسف کے طرف اس واسطے منسوب ہوا کہ وہ مخرج میں اس کے شہداء ان اباء کو من الیہ فان اذاعا صحت شہادۃ ہما شخصان الشہادۃ
حائنی المیت و صدقہ فی الموت علیہا و وصیہ لہ لکلی علی الاصل و دو بیوان گواہی کی کہ ہمارے اپنے فلا شخص کے وصی کیا ہے تو اگر شخص مذکور
اوسکا دعوہ کرے تو دونوں کی گواہی صحیح ہوگی بطور ضمانت کے جیسو میت کے دو دائون کر گواہی ایک شخص کے وصی ہونے اور میت کے دو
کی گواہی کسی شخص کے وصی ہونے میں اور جن دو شخصوں کے واسطے میت نے وصیت کی انکی گواہی کیسے وصی ہونے میں اور میت کے دو وصیوں
کی گواہی تیسرے شخص کے وصی کرنے میں صحیح ہو کہ انی لطلوادی و ان انکر لا لان القاضی لا یجوز احد علی قبول الوصیۃ منی اور اگر وہ تیسرے
قبول وصایت سے انکار کرے تو گواہی خاص نہ کرے کہ میں صحیح نہیں اس واسطے کہ قاضی لکھ نہیں سکتا کہ وصیت قبول کر دیا یا نہ کر دیا انی شرع لہی کا لا قبل تو شہداء
ان اباء الغائب و لکما بغیر دیون نہ و اذعی الوکیل و انکر و انکر ان القاضی لا یجوز الوکیل عن الغائب بخلاف الوصی منین
مقبول نہیں گواہی اگر دو شہداء گواہی دین کہ ہمارے غائب اپنے فلا نے کو وکیل کیا ہے پسے دین کے بغیر کرنا خواہ وکیل و کالت کا دعوہ کرے یا انکار کرے اور
فرق وصی اور وکیل کے سبب میں یہ ہے کہ قاضی مالک نہیں غائب کے طرف سے وکیل مقرر کرنا بخلاف وصیت میں کہ اس میں قاضی کو اختیار ہے شہداء الوصی
ای وصی المیت جی لکلیت بعد ما عن لہ القاضی عن الوصایۃ و نصب غیب او بعد ما اذکر ان الوصیۃ لا قبل شہادۃ لکلیت و لکلو
او غیب خاصہم و لا یحلول الوصی محل المیت و لذلک لا یجوز عزل نفسه بلا عزل قاض فکان ککلیت فیہ فاستوی خصامہ و
علا مہ گواہی ہی وصی نے یعنی میت کے وصی نے میت کے حق میں بعد اسکے کہ قاضی نے اسکو معزول کر دیا وصایت سے اور قائم کیا غیر کہ گواہی
وصی بعد بالغ ہونے و ثبوت میت کے تو اوسکی گواہی میت کے حق میں اس کے مال اور غیر مال میں مقبول نہیں خواہ وصی نے خصومت کی جو یا نہ کی جو بسبب ہرج
وصی کے بجای میت کے اور ہوا واسطے وصی اپنی ذات کے معزول کرنا مالک نہیں ہون معزول کرنے قاضی کے تو وصی مثل ذات میت کے ہو گیا تو
اوسکی خصومت اور عدم خصومت برابر ہو گئی ہم در صورت بغای وصایت وصی کا بجای میت کے ہونا ظاہر ہے اور در صورت معزولی ظاہر نہیں کہ ہوا
ما کان ہرجب بجای میت کے ہوا تو گواہی اور اپنے ذات کے واسطے گواہی دی بعد مقبول نہیں بخلاف الوکیل فلذلک انکال و لو شہد الوکیل بعد
عن لہ الوصی محل ان حکامہم فی مجلس القاضی ثم شہد بعد عز لہ لا قبل اتفاقا للہمۃ بخلاف وکیل کے کہ اوسکی خصومت اور عدم خصومت
برابر نہیں تو اس واسطے مصنف نے کہا اور اگر گواہی دی وکیل اپنے معزول جو نیکی کے بعد موکل کے حق میں اگر اوس نے خصومت کی ہو مجلس قاضی میں ہے
گواہی دی بعد اپنے معزول ہونے کے تو گواہی بالاتفاق مقبول نہیں بسبب ہمت کے ہر ہمت سے مراد ہمت تصدیق جو یعنی وکیل میں خصومت کرنا
ہو و اس میں اپنی صداقت ظاہر کرتا ہے گواہی دیکر و لا قبلت بعد ما خلا فاللانی اقبلہ کالوصی میرا ہے اور اگر خصومت نہیں کی تو گواہی وکیل
کی موکل کے حق میں بعد معزولی کے مقبول ہے بسبب ہمت نہ کر کے بخلاف ابو یوسف کے کہ اوس کے نزدیک در ہمت عدد خصومت بھی مقبول نہیں
تو ابو یوسف نے وکیل کو وصی کے مانند نہیں مانا کہ انے اراج و فی قسامة الزبلی کل من صاخصا فی حادۃ لا قبل شہادۃ فیہا و من کانت

ہر ایک کو ابھی وہی اور دوسری نے ہزار اور ایک سو کی اگر مدعی اکثر کا دعویٰ کرنا ہو یعنی گیارہ سو کا نہ اقل کا بیسے ہزار کا اگر اس صورت میں جب کہ مدعی تین
 گروہ ہستیا یا ایہ وہیں کو نہ اور کو ابین کمال ہم یعنی اگر مدعی نے گیارہ سو کا دعویٰ کیا اور ایک شاہد نے ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے گیارہ سو کی تو ہزار
 ثابت ہوئے اس واسطے کہ ہزار میں دونوں کا اتفاق ہے اور ایک شاہد سو میں متفرق ہے اور اگر مدعی فقط ہزار کا دعویٰ کرنا ہو تو مقبول نہیں اس واسطے
 کہ مدعی کذب پر اور شاہد کا جھگڑا گیارہ سو کی گواہی دی کہ انی الدرر ان اگر مدعی طرح تو تین بیان کرے کہ وہ تین بیسے گیارہ سو ہو سو میں سو بیسے
 یا میں نے اسکو صاف کر دیتے تو مدعی اقل میں بھی گواہی مقبول ہے و ہذا فی الدین اور یہ ہے شہر طراعت بین شہادین لفظاً بسبب منع
 دین کے مدعی میں سے تو اس شہادہ اس کے طرف راجع ہے جو اصول سابقہ سے معلوم ہے کہ لفظ الطلاق فی العین نقبل علی الواحد کما
 فی شہد واحد ان ھذا بن العبد بن لہ و آخر ان ھذا الہ قبلت علی العبد الواحد الذی اتفق علیہ اتفاقاً کاملہ اور مدعی میں
 گواہی مقبول ہے ایک پر چنانچہ اگر گواہی دی ایک شاہد نے کہ یہ دو زن غلام مدعی کے ہیں اور دوسری گواہ نے گواہی دی کہ یہ ایک غلام مدعی کا ہے
 تو گواہی مقبول ہے اور اس ایک غلام پر جس پر دو زن شاہد دن کا اتفاق ہوا اجماع امام اور صاحبین کے کہ انی الدرر من الحیط ذی العقد لا نقبل
 مطلقاً سواء کان المدعی اقل المالین ادا اکثرھا عنی زادہ اور اثبات عقد میں کمی زیادتی کی گواہی مقبول نہیں خواہ دوسری اقل المالین
 اکثر المالین ہو کہ اگر مدعی زیادہ اور خواہ مدعی عقد بائع ہو شہری کہ انی الدرر ثم فترج علی ھذا الاصل بقولہ فلو شہد واحد شہراً
 عبد او کتابتہ علی العین و آخر بالین و خمس مائۃ کذا لکن المقصود اثبات العقد و ہو مختلف باختلاف البدل فلیعلم
 علی کلی واحد ہر مصنف نے اس سہل پر تفریع کی اپنے اس قول سے سو اگر ایک شاہد گواہی دی غلام کی خرید یا اس کے مکاتب ہو نیکی ہزار درم پر اور
 دوسرے شاہد کے پندرہ سو کی گواہی دی تو مقبول نہیں اس واسطے کہ بیان مقصود اثبات ہو مقیم یا کتابت کا اور عقد مختلف ہو جانا ہر تعلیق
 ہونے بدل کے نوہ و تمام ہوا یعنی انکشاف عادت تمام نہ ہوئی ہر واحد پر ہم عقد مختلف ہوتا ہو مختلف بدل سے اس واسطے کہ ہم بعض ہزار معاویہ
 اور جس کے بعض پندرہ سو کے سے تو مشہور ہے مختلف ہو گیا سن کے اختلاف سے اور اس واسطے کہ مدعی ایک شاہد کا کذب ہو کہ اسے الدرر
 العین بالی و الصلح عن قوتہ و الیھن و الخلم ان ادعی العبد القاتل و الراھن و المراءۃ لفت و ذکر مرتب اذ مقصود ہم اثبات
 العقد کما مر اور بیع کے مانند حق بعض مال اور صلح قصاص و اورین اور صلح سے اگر غلام مدعی ہو عتق میں اور قاتل مدعی ہو صلح میں اور
 راھن رہن میں اور صلح میں مدعی ہو شایع نے کہا عبارت متن میں لفت و شہرتب ہو عتق و غیرہ مانند بیع اس واسطے ہوا کہ مدعیوں کا مطلقاً
 عقیدہ نہ اثبات مال چنانچہ کہ ہر یکا یعنی اور عقد مختلف ہوتا ہے باختلاف بدل تو ہر واحد پر مصداق عادت پوری نہ ہوئی و ان ادعی الاخر کالی
 مثلاً الذی ادعی ان ھو المال فقبل علی الاقل ان ادعی الاکثر کما مر اور اگر دوسرا شخص مدعی ہو مثلاً سولے مدعی ہو تو
 دین کے مانند ہو اس واسطے کہ مدعیوں کا مقصود مال سے نہ اثبات عقد تو اقل المالین پر گواہی مقبول ہوگی اگر مدعی اکثر المالین کا دعویٰ کرنا ہو چنانچہ
 مذکور ہو چکا ہے توضیح دعاوی مذکورہ طرح سے کہ غلام کے سولے ڈکھا کہ میں نے تمکو پندرہ سو درم پر آزاد کیا اور غلام مدعی کہتا ہے کہ ہزار درم پر
 یا دلی قصاص کہتا ہو کہ میں نے تم سے پندرہ سو پر صلح کی اور قاتل ہزار کا دعویٰ کرتا ہے ہر طرح باقی و صورتین کہ لفظ الدرر و الاجارۃ
 لونی اول المذکرۃ للکتابت العقد اور اجارہ مانند بیع کے اگر اول مدت میں ہو لیسبب حاجت اثبات عقد کے ہم یعنی اگر مستاجر یا ہر
 مدعی کیا کہ اس گھر کی اجرت ایک سال کی پندرہ سو ہیں سو ایک شاہد نے اسکا موافق گواہی دی اور دوسرے نے ہزار کی گواہی دی تو اجارۃ بابت
 مانند بیع کے اس واسطے کہ قبل ہستیا ہی صفت کے اجرت کا اشتقاق نہیں تو مقصود اثبات عقد ہوا اور عقد مختلف ہوتا ہو باختلاف بدل تو اجارۃ بابت
 ہر گواہی کہ انی لہ و کالی بن بعدھا لو ادعی المور و لو المستأجر علی عقد اتفاقاً اور اجارہ دین کے مانند ہر مدت گذر جانے کے بعد اگر مدعی ہو یا
 مستاجر مدعی ہو عقد کا دعویٰ ہر بلا اتفاق ہم مدعیوں میں بیسے میں مقررہ اثبات عقد کی حاجت نہیں خواہ جس طرح صفت حاصل کی ہو یا نہ

کی برتیب اور اجرت کا جو قدر گواہ ہر ایک کی گواہی دی اور دوسرا پندہ سو کی اور جو مرد می ہوا اگر گواہ ہر ایک کا حکم ہو گا اس واسطے کہ جو ہر ایک کا کچھ حصہ ہو
یہ مدت کے سوا ہی حشر کے اور اگر مستاجر مرد می ہو تو بالاجل عقد کا دعویٰ سے کہ نہ وہ مال جاریہ کا معزت ہو تو مستاجر پر حکم ہو گا بقدر اس کے
اعز من کے خواہ شاہدین کا اتفاق ہو یا اختلاف اور عقد ثابت ہو گا بسبب اختلاف کے کذا فی الفتح وحق الیکام بالاقول ای بالحق مطلقاً مستحقاً
نکاحاً فاکمل اور صحیح ہے نکاح اقل مال سے یعنی ہزار سے مطلقاً خواہ مرد می زوج ہو یا زہد خواہ اقل کا دعویٰ ہو یا اکثر کا بطور حسان کے نکاح صاحبین کے اور نہ
نزدیک نکاح باطل سے ہم بجز حسان سے جو کہ مال تابع ہو نکاح میں اور مقصود مہل نکاح میں ملت اور ملک ہو اور اس میں نہایت نہیں بلکہ تابع میں
ہر چوب تابع میں یعنی مال میں اختلاف ہو تو اقل المالین پر حکم ہو گا کیونکہ اقل پر اتفاق ہے شاہدین کا تو اب ہزار پر بالفرد و قضا بکلیت لازم ہو گی
کذا فی الفتح وکرم فی حق الشہادۃ اجر ہر ما دۃ اریث باقی بقول مات و ترکہ یزاد اما لکستحی اور میراث کی گواہی کی صورت میں جو میراث کا بیان
کرنا لازم ہو سطح کے شاہدین کہ کہیں کہ مورث مرگیا اور مرد و ک کو اس نے مدعی کے واسطے میراث چھوڑا ہم جو میراث یعنی ملک مورث کو وارث کی ملک کے
طرف نقل کرنا طریق کے نزدیک لازم ہے کیونکہ وارث کی ملک جدید پیدا ہونی سے مرد و ک میں دلہذا مورد و ثلثی میں وارث پر بہتر واجب ہو اور
وہ وارث غنی کو ملالی ہے جو مورث فقیر و مدد نہ تھا اور متحد و محتاج سے نقل کا تا مستحق مال مثبت نہ ہو اور ابو یوسف کے نزدیک جو میراث لازم
نہیں اس واسطے کہ وارث مالک ہوتا ہو بلکہ خلافت کے مورث سے دلہذا و بیع بسبب عیب کے کر سکتا ہو تو ملک مورث کی گواہی بعینہ ملک وارث کی گواہی
ہو کہ ان شہداً علیک عند موته او قبلہ او بعدہ من یقوم مقامہ کمستاجر و مستغیر و غلام و عیب و موقوف فیغنی عنک عن البیروانی
الایکدی عند الموت یقلب بدو ملک بواستطاعۃ الضمان فاذا ثبت الی ملک ثبت الجرح ضرر و لا میراث لازم ہو کہ یہ کہ شاہدین گواہی
دین مورث کی ملک کی اس کے منیکے وقت یعنی دین کہیں کہ مورث تارک اور سلا ملک یا با اس کے ہند کی بیٹھ اس کے قبض اور تصرف کی گواہی دین
یا اس شخص کے قبض اور تصرف کی گواہی دین جو مورث کے عام مقام سے چاہے مستاجر یا عایت لیو دلا یا غاصب یا امانت دار تو یہ یعنی شہادت ملک
یا قبض غنی سے بیان جو میراث سے اس واسطے کہ قبض اور تصرفات موت کے قریب متعلق قبض ملک ہو جاتے ہیں بواسطہ ضمان کے پھر جب مورث کی
ملک ثابت ہوئی تو جو میراث مرد شہادت ثابت ہو گئی ہم تا وقت موت قبضہ ثابت ہونا ثابت ملک جو اس واسطے کہ قبضہ اگر چہ چند قسم ہوتا ہو یعنی قبضہ غصب
اور قبضہ امانت اور قبضہ ملک لیکن موت کے قریب بغیر بیان قبضہ ملک کا ہو جانا ہو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ غاصب اور امانت دار اگر گواہ بیان
غصب اور امانت کے مرجع و مقصود اور وایت اس کی ملک ہو جانی سے اس پر ضمان واجب ہو کر شرعاً کہ لطف الفتح تلاعنہ در بین کہا موت
نام مقرف دلیل ملک میت جو بواسطہ کے ظاہر مال مسلم ہر حالت کرے کہ اگر غصب اور امانت اس کے پاس ہوتی تو ایسی وقت
تارک میں بیان کر دیا پھر جب اس نے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ جہاد کے تصرف میں ہوا سو اس کا ملک نہاں ہے فقہا و الا بکلام الحق الی ملک کو کہ
من بیان سبیل لو اذ انہ و بیان انہ اخوی لا یبوی و ائیمہ او لا یحدہا و یخفی ان ظہیرہ اور شہادت میراث میں جو مذکور کے ساتھ بیان کرنا
سبب داشت کا ضروری یعنی سبب امر کا بیان کرنا کہ مدعی میت کا بہائی ہے یا چاہا اور یہ بیان ضروری کہ مدعی میت کا سلا بہائی یا غلط پر می بہائی ہو
یہاں جو اور مانند اسکے کذا نے لکھتے ہم اور سولے کی شہادت میں یوں کہنا ضروری ہے کہ مدعی سولے جو میت کا جسٹو اور سکر آواز کر دیا اور کوئی
اور میں وارث نہیں ہوا ہی اسکے اس واسطے کہ غلط مولیٰ مشترک ہو چند معانی میں کہ لے لفظ مدعی و یقی شرط ثالث و یقول الشاہد لا وارث ہو
لا امل کہ وارث یخیر اور شہادت ارث میں تیسری شرط باقی رہی وہ یہ قول ہے شاہد کا کہ میت کا کوئی وارث نہیں سوا مدعی کے یا میں کسی وارث
نہیں مانا سوا اسکے و ائیمہ و ہوا آن یدعی الشاہد المیت و الا فاعلم ان لا یعدم تعایفہ السبب ذکرہا الذی اور باقی رہی چوتھی
شرط یہ ہے کہ میت کو پیا ہو یعنی دیکھا ہو اور نہیں تو شہادت باطل ہے بسبب عدم معاینہ سبب ملک کی شرط ثالث اور و یقی کو برازی می ذکر
یاد و یکریم القیت لیس بشرط اور میت کا نام ذکر کرنا شہادت میں شرط نہیں لان شہداً ابیعد فی سوا عفا لا صدقہا ولا کرمث لبقا عفا

اکل اس کتاب کرنے سے نہیں ہر ایک میں کے واسطے کہ درج مشہور یہ لفظ من اور نہیں تو ہر ایک کے واسطے کہ جسکی فہم ہوگی اسکی فہم
 شدہ علی الشہادۃ علی صاحبہ فی کما یجوز لاق العبد لک لا یجوز بحالہ بیکر کتابت کرتی ہے ایک شاہد کی شہدیں دو صورت ہوتی ہیں کہ
 اول میں اس واسطے کہ عادل ہونے میں ہر ایک اپنے ماننے والے کی دلیل سے ہم میں ہونے کے نزدیک ہر جائز نہیں کہو کہ وہ ہنرمند سے ہوا اسطے
 کہ عادل شاہدین بلکہ رفیق کی دلیل سے یہ جانتا ہے کہ میری شہادت مقبول ہو اور غرض اس پر حکم ہو کہ جس مقبول امر یا نہی سے اس واسطے کہ عادل
 نہ بل شہد سے ہنرمند نہیں ہوتا اپنی ذات کی شہادت میں ہنرمند نہیں ہوتا اسکی ذاتی شہادت بھی اس شخص سے کہ وہ مقبول قبول ہو اور قاضی
 ایک کی شہادت ہر حکم کے تو جس شخص نے بسبب اسکی عدالت کے اس شخص کو مانع شہادت سمجھ نہیں کیا وہی ہی عدیل مثل میں ہی کہ انی اشیخ وانی
 سکت الغرم عنہ نظر القاضی فی حالہ وکذا الوفاک لا یعرف حالہ علی الصبیح شریانیۃ وشریح النجہ وکذا الوفاک کیسی عدلی
 علی ما فی القہستانی عن المحیط فتنبہ اور اگر فرع عدیل میں سے سہ شکر سے تو نظر کو قاضی اصل کے حال میں ہے تو علی گواہی جائز ہی ہے ہر
 نیز فرع میں کی حد البت بیان کرے تو حکم دی اور نہیں تو نہیں کہ نطفہ الفیج اور طبع حکم سے قبول میجر اگر فرع کہو کہ میں اس کے حال کو نہیں جانتا کہ انی الشہادۃ
 وشرح الجمع اور طبع اگر فرع کہے کہ میں عادل نہیں چنانچہ نفسانی میں محیط سے ہو سکا گاہ رہنا ونبطل شہادۃ الغرم ما یستقیم عن الشہادۃ
 علی الکاملہ خلاصہ و یسبحی متنا مایحکافہ اور جمل جو جانی سے فرم کی گواہی خدا اور بسبب یک دین فرم کے شہادت سو میں ہوں نے فرج
 کہا کو تم ہر شہادت کی گواہی ندیکو تو شہادت فرج باطل سے قبول اہل کذا فی القاموس اور ادب کا من میں مخالف اسکے و بخرابہ اصل علی کمالہ
 فتنہ وخرابہ دینی اور جمل ہونی سے شہادت فرم کی بسبب بخلانے ہل کے شہادت کی البت سو نہند من اور گنگی اور بنیائی سے یعنی اگر اصل شہاد
 فاسن اگر گنگا یا اندازہ ہو گیا تو فرع کی شہادت ہل سے طبع جنون اور ازداد ویا کلا اصلہ الشہادۃ لفقہم والکافۃ لکذا و لہ تشہود ہم اور
 اہل کذا ہر وکلا کذا اندر فرم کی شہادت ہل سے بسبب نکار کرنے ہل کے شہادت کو چنانچہ ہوں کا یوں کہنا کہ ہم گواہ نہیں ہیں کہ وہ گواہ نہیں کیا
 یا ہوں کو گواہ کیا اور نہ خط کیا کافی میں ہے مگر مسئلہ یہ کہ ہوں نے کہا کہ ہم اس حادثہ کے گواہ نہیں ہیں وہ مر گئے یا غائب ہو گئے ہر فرج
 ملتے اور انکی شہادت بر شہادت دی اس ماننے میں اور اگر ہوں موجود ہیں تو فرع کی شہادت کے طرف التفات نہیں اگرچہ ہوں شکر ہوں کذا
 نے لہد ولو شیکوا فسکتوا فلیت خلاصہ اور اگر اصل سے فرم علی شہادت کا سوال ہوا اور انہوں نے سکوت کیا یعنی نہ اقرار کیا نہ انکار تو
 فرج کی گواہی مقبول ہے کہ انی لہد ہم اس مسئلہ میں سکوت ماننے لفظ سے شہد علی شہادۃ اثین علی ثلاثہ بنت فلان الغلابیۃ و
 کلا لہد ہر شہادۃ علی اللہ فی کما یجوز لاق العبد لک لا یجوز بحالہ بیکر کتابت کرتی ہے ایک شاہد کی شہدیں دو صورت ہوتی ہیں کہ
 اول میں اس واسطے کہ عادل ہونے میں ہر ایک اپنے ماننے والے کی دلیل سے ہم میں ہونے کے نزدیک ہر جائز نہیں کہو کہ وہ ہنرمند سے ہوا اسطے
 کہ عادل شاہدین بلکہ رفیق کی دلیل سے یہ جانتا ہے کہ میری شہادت مقبول ہو اور غرض اس پر حکم ہو کہ جس مقبول امر یا نہی سے اس واسطے کہ عادل
 نہ بل شہد سے ہنرمند نہیں ہوتا اپنی ذات کی شہادت میں ہنرمند نہیں ہوتا اسکی ذاتی شہادت بھی اس شخص سے کہ وہ مقبول قبول ہو اور قاضی
 ایک کی شہادت ہر حکم کے تو جس شخص نے بسبب اسکی عدالت کے اس شخص کو مانع شہادت سمجھ نہیں کیا وہی ہی عدیل مثل میں ہی کہ انی اشیخ وانی
 سکت الغرم عنہ نظر القاضی فی حالہ وکذا الوفاک لا یعرف حالہ علی الصبیح شریانیۃ وشریح النجہ وکذا الوفاک کیسی عدلی
 علی ما فی القہستانی عن المحیط فتنبہ اور اگر فرع عدیل میں سے سہ شکر سے تو نظر کو قاضی اصل کے حال میں ہے تو علی گواہی جائز ہی ہے ہر
 نیز فرع میں کی حد البت بیان کرے تو حکم دی اور نہیں تو نہیں کہ نطفہ الفیج اور طبع حکم سے قبول میجر اگر فرع کہو کہ میں اس کے حال کو نہیں جانتا کہ انی الشہادۃ
 وشرح الجمع اور طبع اگر فرع کہے کہ میں عادل نہیں چنانچہ نفسانی میں محیط سے ہو سکا گاہ رہنا ونبطل شہادۃ الغرم ما یستقیم عن الشہادۃ
 علی الکاملہ خلاصہ و یسبحی متنا مایحکافہ اور جمل جو جانی سے فرم کی گواہی خدا اور بسبب یک دین فرم کے شہادت سو میں ہوں نے فرج
 کہا کو تم ہر شہادت کی گواہی ندیکو تو شہادت فرج باطل سے قبول اہل کذا فی القاموس اور ادب کا من میں مخالف اسکے و بخرابہ اصل علی کمالہ
 فتنہ وخرابہ دینی اور جمل ہونی سے شہادت فرم کی بسبب بخلانے ہل کے شہادت کی البت سو نہند من اور گنگی اور بنیائی سے یعنی اگر اصل شہاد
 فاسن اگر گنگا یا اندازہ ہو گیا تو فرع کی شہادت ہل سے طبع جنون اور ازداد ویا کلا اصلہ الشہادۃ لفقہم والکافۃ لکذا و لہ تشہود ہم اور
 اہل کذا ہر وکلا کذا اندر فرم کی شہادت ہل سے بسبب نکار کرنے ہل کے شہادت کو چنانچہ ہوں کا یوں کہنا کہ ہم گواہ نہیں ہیں کہ وہ گواہ نہیں کیا
 یا ہوں کو گواہ کیا اور نہ خط کیا کافی میں ہے مگر مسئلہ یہ کہ ہوں نے کہا کہ ہم اس حادثہ کے گواہ نہیں ہیں وہ مر گئے یا غائب ہو گئے ہر فرج
 ملتے اور انکی شہادت بر شہادت دی اس ماننے میں اور اگر ہوں موجود ہیں تو فرع کی شہادت کے طرف التفات نہیں اگرچہ ہوں شکر ہوں کذا
 نے لہد ولو شیکوا فسکتوا فلیت خلاصہ اور اگر اصل سے فرم علی شہادت کا سوال ہوا اور انہوں نے سکوت کیا یعنی نہ اقرار کیا نہ انکار تو
 فرج کی گواہی مقبول ہے کہ انی لہد ہم اس مسئلہ میں سکوت ماننے لفظ سے شہد علی شہادۃ اثین علی ثلاثہ بنت فلان الغلابیۃ و
 کلا لہد ہر شہادۃ علی اللہ فی کما یجوز لاق العبد لک لا یجوز بحالہ بیکر کتابت کرتی ہے ایک شاہد کی شہدیں دو صورت ہوتی ہیں کہ
 اول میں اس واسطے کہ عادل ہونے میں ہر ایک اپنے ماننے والے کی دلیل سے ہم میں ہونے کے نزدیک ہر جائز نہیں کہو کہ وہ ہنرمند سے ہوا اسطے
 کہ عادل شاہدین بلکہ رفیق کی دلیل سے یہ جانتا ہے کہ میری شہادت مقبول ہو اور غرض اس پر حکم ہو کہ جس مقبول امر یا نہی سے اس واسطے کہ عادل
 نہ بل شہد سے ہنرمند نہیں ہوتا اپنی ذات کی شہادت میں ہنرمند نہیں ہوتا اسکی ذاتی شہادت بھی اس شخص سے کہ وہ مقبول قبول ہو اور قاضی
 ایک کی شہادت ہر حکم کے تو جس شخص نے بسبب اسکی عدالت کے اس شخص کو مانع شہادت سمجھ نہیں کیا وہی ہی عدیل مثل میں ہی کہ انی اشیخ وانی
 سکت الغرم عنہ نظر القاضی فی حالہ وکذا الوفاک لا یعرف حالہ علی الصبیح شریانیۃ وشریح النجہ وکذا الوفاک کیسی عدلی
 علی ما فی القہستانی عن المحیط فتنبہ اور اگر فرع عدیل میں سے سہ شکر سے تو نظر کو قاضی اصل کے حال میں ہے تو علی گواہی جائز ہی ہے ہر
 نیز فرع میں کی حد البت بیان کرے تو حکم دی اور نہیں تو نہیں کہ نطفہ الفیج اور طبع حکم سے قبول میجر اگر فرع کہو کہ میں اس کے حال کو نہیں جانتا کہ انی الشہادۃ
 وشرح الجمع اور طبع اگر فرع کہے کہ میں عادل نہیں چنانچہ نفسانی میں محیط سے ہو سکا گاہ رہنا ونبطل شہادۃ الغرم ما یستقیم عن الشہادۃ
 علی الکاملہ خلاصہ و یسبحی متنا مایحکافہ اور جمل جو جانی سے فرم کی گواہی خدا اور بسبب یک دین فرم کے شہادت سو میں ہوں نے فرج
 کہا کو تم ہر شہادت کی گواہی ندیکو تو شہادت فرج باطل سے قبول اہل کذا فی القاموس اور ادب کا من میں مخالف اسکے و بخرابہ اصل علی کمالہ
 فتنہ وخرابہ دینی اور جمل ہونی سے شہادت فرم کی بسبب بخلانے ہل کے شہادت کی البت سو نہند من اور گنگی اور بنیائی سے یعنی اگر اصل شہاد

نہیں پہنچا تو قاضی مکتوب الیہ دیکھ کر حلیف کو سہبات کی اثبات کی کہ میری مدعیہ سے جو قاضی کا تب کی مراد ہو اور جو مدعیہ حاضر قرار کرنا ہو
 سبب محض جو نے نزدیک اور بناوٹ کے کثافی البرودیکل ممدعی کا شدرا الیہ البیان لما بسطہ القا خیفان اور شہر اک کے مدعی کو جان کرنا
 لازم ہو چنانچہ اسکو شرح بیان کیا سے قاضی خان نے ہم قاضی خان نے کہا کہ جب قاضی نے دوسرے قاضی کو خط لکھا اور اس میں مدعیہ کا نام
 اور نسب علی وجہ کمال لکھا تو مدعیہ نے کہا کہ فلاں بن فلاں فلاں نسبت والا نہیں ہوں اور قاضی مکتوب الیہ اسکو نہیں جانتا تو مدعی کو کہے کہ
 تو گواہوں سے ثابت کر کہ یہ فلاں بن فلاں ہے پہر اگر مدعیہ کہے کہ میں فلاں بن فلاں بن فلاں ہوں اور اس محلہ یا اس قبیلہ خاصہ یا اس قبیلہ
 میری سربراہ اور شخص سے اس نام کا تو قاضی کے کہ ثابت کر اگر وہ ثابت کرے تو خصوصاً اس سے مندرج ہوگی اتنے غصہ کذا فی الخطا و قلعی الا
 فیہا القیمۃ لوجہ حق یسبباً ما الی فیخذ ہا کجل ہا اور اگر شہادتیں مسند مذکورہ میں عورت مدعیہ کو قیمتیہ کہا تو جائز نہیں بیان تک کہ
 اگر اس کے قبیلہ خاصہ کے طرف نسبت کرین چنانچہ اس کے دادا کے طرف ہم جو ہمیں بہ بکثرت قبائل ہیں لہذا اسکو معرفت حاصل نہیں ہوتی جب تک
 قبیلہ خاصہ کے طرف نسبت ہو رہا ہے میں فیخذ بکسر خاکی تفسیر قبیلہ خاصہ کی ہے اور زبانی نے قبیلہ کی جو خلاصہ میں ہو حاصل اعتبار تو جہول
 معرفت کا ہو اور ارتفاع شہر اک کا افضاح میں ہے کہ مجھ میں غریب میں ذکر پیشہ ہنزہ قبیلہ خاصہ کے جو اس واسطے کہ مجھ میں انساب ضائع ہیں
 زعمری نے ذکر کیا کہ عربیہ طبقات میں شعب بفتح اور قبیلہ اور عمارہ اور بطن اور فخذ اور فصیلہ تو مضر اور ربیعہ اور حمیر اور مدح شعب ہیں اس واسطے
 کہ قبائل ان سے شعب بنتے ہیں اور کثافت قبیلہ سے اور زبانی میں ہے اور ناشم فخذ ہو اور عباس فصیلہ کذا فی الخطا و قلعی الا
 یستبنا لزوجہا والمقصود الا اعلام ادکفایت کرتی ہو عورت کی نسبت اس کے زوج کے طرف اور مقصود اعلام سے یعنی جس طرف سے کہ حاصل ہو
 الشہادۃ علی شہادۃ تم نہا عنہا لوجہ ای غیبیہ فلہ ان یشہد علی ذلک درہم و اقوال المعنف ہنا کذا تہم ترجمہ خیالہ عن
 الخلاصہ اہل شہادت نے فرکشا ہد کیا اپنی شہادت پر پھر اسکو منع کیا گواہی دینے سے تو معیم نہیں یعنی منکرنا معیم نہیں تو فرکو جائز ہو کہ اسے گواہی
 دے کہ کذا فی الدرداد ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان لیکر اسکی خلاف کی ترجمہ پسے ذکر کی سے خلاصہ ہم چنانچہ شارح اسکو معترقب ذکر
 کر چکا کافران شہادۃ اعلی شہادۃ مسلمین لکافر علی کافر لہ تعقل کذا شہادۃ تقضا علی القضاء لکافر علی کافر دو کافروں کی گواہی دو
 مسلمانوں کی شہادت پر ایک کافر کے حق میں دوسری کافر پر تو مقبول نہیں اس طرح دو کافروں کی گواہی قاضی کے حکم پر ایک کافر کے حق میں دوسرے
 کافر پر مقبول نہیں و تعقل شہادۃ رجلی علی شہادۃ ایمیہ علی تقضا ایمیہ فی الصحیحہ درہم خلافاً للملتقط اور مقبول ہے گواہی ایک
 کی اپنے باپ کی گواہی پر اور اپنی باپ کی قضا پر قول معیم میں کذا فی الدرر جملات لملقط یعنی اس میں عدم قبول مذکور ہے من ظہد ائمہ شہید بیزویر
 بان آقر علی نفسیہ ولم یکن دھمقاً ولا خلطاً لکاحرۃ ابن مال جسٹ ہا حال ظاہر ہو کہ اس جہوتی گواہی ہی اس طرح ظاہر ہو کہ اس نے
 اپنی ذات پر جہوت گواہی دینے کا قرار کیا اور صو کا دعویٰ کیا اور نہ خلط کا چنانچہ ابن کمال نے اسکی تحریر کی سے ہم شہادت زور کو ظہور کی سبب
 صورت ہو کہ شہادت نے قبل ہونے ایک مرد یا اسکی موت کی گواہی ہی پر شہنش زندہ موجود ہوا یا رویت ہلال کی گواہی دی اور تیس دن گز گئی اور
 آسمان پر کچھ ابر اور غبار کی علت نہیں اور چاند نہ دکھلائی دیا اور مانند اس کے کہ نے الدرر فقہا کے نزدیک شہادت زور عبادت جو شہادت ہلکتہ
 عھا کذا فی الخطا و قلعی الا یکن اثباتہ بالبدینہ لا لہ من باطل لغنی اور ممکن نہیں شہادت زور کا اثبات گواہوں کے واسطے کہ وہ منسبیل نفی ہی
 ہم اس واسطے کہ گواہ یہ کہیں گے کہ شہادت نے ناسخ گواہی دی اور اس کے طرف التفات ہو گا کذا فی الخطا و قلعی الا من الشبی غیرہ بالشہادۃ علیہ الفوقی
 سراجیہ جسکی گواہی جہوت ظاہر ہو وہ تعزیر و باجاو شہرہ اور سہی پر قومی سے کذا فی لہ اجیہ ہم شہرہ کا یہ طریقہ ہو کہ اگر شہادتیں ان کا
 ہو تو قاضی اسکو بازدار میں بھیجے اور اگر بازاری نہیں تو اسکی قوم کے طرف عصر کے بعد جہوت لوگ خوب جمع ہوتے ہوں جو قاضی کا دعویٰ کہوں
 ہونے کہ شہادۃ زور پایا تم اس کو پکارو اور لوگوں کو اس کو پکارو قاضی شہادت سے کہ دفت میں یہی کیا کرتے تھے لہذا ماہ غفر نے اسکو پسند کیا و زادا

میں مذکور ہو چکی یعنی شہیر امام کے نزدیک اور قریب اور جس صاحب کے نزدیک اور بعض شہادت سو رجوع چنانچہ زمین اور اسکی عمارت کی اور گھوڑ
 اور اس کے بچے کی گواہی دی ہو عمارت اور شہر کے بین رجوع کیا و بعداً کو قیض مطلقاً لزم بحکم بالاعتناء اور بعد قضا حکم منع ہو گا کسی
 طرح خواہ شاہ کا حال عدالت میں رجوع کے وقت برابر ہو اس حال کے جو شہادت کے وقت بتایا دینے یا اسے ہو کہ اتنی اینج بسبب راجع ہو جائی خبر اول
 کے قضا حکم لکھ شریح تو ضیح کرنا ترجیح الجزا اول من الشاہد لبقضاء تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ ترجمہ کی ظاہر ضمیر حکم کے طرف راجع ہے اور وہ غلط
 مقصود ہو حکم اس واسطے منع ہو گا کہ شاہدوں کی خبر اتنی شائع سے خبر اول کے تو حکم مقوم نہیں ہو سکتا نسبتاً قضا کے اور اس واسطے کہ خبر اتنی
 صدق پر دلالت کرنے میں خبر اول کے مانند ہو اور حالانکہ خبر اول مرجع اور غالب ہو چکی اتصال قضا سے خلاف خبر اتنی کہ اتنی اطمینان بخلاف ظہور
 الشاہد عبد ۱۱ و بعداً فی قذ فی فان القضاء یبطل وہی ما اخذت و لزم الدیۃ کو قضا صافاً و لا یضمن الشہود لما اثران الخ حکم
 اذا اخطأ فالعزم علی المقصود لہ شرح تکملہ بخلاف ظاہر ہونے شاہد کے غلام محمد و فی القذف اس واسطے کہ قضا اس صورت میں ہل مرجع
 ہو اور مقضی لہ پھر رجوع اس لیے لیا اور ولی مقول کے واسطے دیت لازم ہو اگر قضا حکم ہو گیا ہر اور شہود مذکورین پر ضمان نہیں اس واسطے کہ مذکور
 ہو چکا کہ حکم جب خطا کرے حکم میں تو نادان مقضی لہ پر جو کہ اتنی شرح التکذہم صورت مذکورہ میں خطای حاکم یہ ہو کہ اس سے حال شہود کا مقضی
 نامعلوم ہو تاکہ وہ غلام بن محمد و فی القذف و حکمنا ما اتلفناک للشرع علیہ لتسببہما نقل یا مع تعدد تضمنین المباشرة کا لفظ
 الی القضاء اور شاہدین راجعین نادان و پر شہود علیہ کے اس مال کا جس مال کو ادبوں نے تلف کر دیا اس واسطے کہ شاہدین تلف مال کے سبب اتنی
 ہو جو نقدی کے رکاوٹ ساتھ متعذر ہونے تضمن بکسر یعنی قاضی کے اس واسطے کہ قاضی بمنزلہ مضطر کے ہے حکم لینے میں ہم امام شافعی کے نزدیک
 شہود پر ضمان نہیں جب کہ وہ رجوع کریں اس واسطے کہ شہود سبب بن تلف مال کے اور قضاے بکسر ہو اور سبب کا اعتبار نہیں بشک کہ ہوتے اس کا جواب یہ
 کہ شہود اپنی ذات پر سبب بن کا اقرار کیا یعنی شہادت باطلہ سے اور قضاے بکسر پر تضمن متعذر ہو اس واسطے کہ قاضی حکم لینے میں مضطر ہو کیوں کہ
 قاضی پر حکم دینا واجب ہو جب کہ شہود کی عدالت ظاہر ہوتا ایک اگر حکم نہ ہو تو گنہ گار اور سخت غلام اور لائق تعزیر ہو قیض للمدعی المال کام لا یجوز
 یعنی جرم بزازیہ و خلاصہ و خزانة المقلدین شاہدین ضمان دین مدعی نے مال کو قیض کیا یا کیا ہو سکتا تو یہ ہے کہ اتنی البورہ و البزازیہ و الخ خلاصہ
 و خزانة المغنیین و قبلہ فی الوفاۃ و الکنز و الدار و الملاقی ہما اذا قبض المال لعدم الا تلاخف قبلہ اور مفید کیا ہو ضمان کو و قایہ اور کثر
 اور در اور لفظ الابحار میں ہوتا اس لیے کہ جب مدعی مال کو قیض کرے اس واسطے کہ قبل قیض کے اتلاف نہیں وقیل ان المال حیثاً کا لاول دان دیتا
 نکالنا فی واقع القصصاتی اور بعض نے کہا کہ اگر مال حسین ہو یعنی غیر دین سے تو اول قول کے مانند ہو یعنی قیض اور عدم قیض دون صورتوں میں
 ضمان ہو اور اگر مال دین تو قول اتنی کے مانند ہو یعنی بکسر یا قیض ضمان سے اور اس قول منقول کو ثابت رکھا ہو ضمانی نے ہم وجہ تفصیل نہ کر سیکے
 کہ ضمان مفید تھا ثلث ہو سو میں میں تو مشہور علیہ کی ملک نائل ہو گئی قضا سو لہذا مقضی علیہ کو اس میں تصرف جائز نہیں اور مقضی لہ کو جائز ہے اور
 دین میں ملک اسکی زائل نہیں ہوتی جب تک مقضی لہ قیض نہ کرے تو اگر شاہد پر ضمان ہو قیض سے پہلے تو ثالث مستحق ہو کہ اتنی الجلبی والکویۃ فیہ
 یمن بقی من الشہود لا یمن دیم اور ضمان میں اس کا اعتبار ہے جو شاہد کہ باقی رہا نہ اس پر کہ جس نے شہادت سو رجوع کیا ہم یہ قاعدہ کلیہ ہو ضمان
 کا فان رجع احدھا ضمن النصف تو اگر ایک شاہد پر گواہ شہادت سو تو نصف مال کا نادان ہے ہم اس واسطے کہ درودن کی شہادتیں
 ہر شاہد کی شہادت سے نصف حجت قائم ہے تو جب ایک شاہد اپنی شہادت پر باقی رہا تو نصف مال میں حجت باقی رہی تو راجع ہو اس کا ضمان ہے
 حسین حجت باقی رہے وہ نصف ہو کہ اتنی الدر و لان رجع احدھما ثلث یمن یعنی اگر تین شاہدوں میں سے ایک شاہد راجع ہو تو وہ ضمان نہ کیا
 ہم اس واسطے کہ دو شاہد باقی ہیں چکی شہادت سے کل حق باقی ہے لان رجع اخرھما النصف اور اگر تین شاہدوں میں سے دو شاہد راجع ہو گئے
 وہ دونوں شاہدین راجعین نصف مال کا ضمان میں ہم اس واسطے کہ شہادت پر دین میں باقی رہے جس کو نصف مال باقی ہو یعنی ایک شاہد دان حجت

وہی ان کی بیکور و الشہادۃ علی البایعہ او زاد لوالشہادۃ علی المشتري لا خلاف بل انہوں نے اور
 شاید ضمان دین یہ اور شرابین ہفتہ کا جو کم ہو گیا ہو قیمت سے اگر گواہی بائع پر یا ضمان میں سفید کا جو زیادہ ہو گیا ہو قیمت سے اگر ضمانت مشتری پر
 بسبب خلاف بلا عوض کے ہم خلاف بلا عوض نقصان اور زیادت و دونوں کی تعیل سے پہلی صورت یہ ہو کہ مشتری نے کہا کہ میں نے اس غلام کو اس
 مرد سے بعض ہزار درہم لیا اور وہ دو ہزار کا ہے سو شاہد دن نے گواہی دی پھر گواہی سے پہلے کہ تو شاہد ہر ہزار درہم ضمان دین کہ تو نے
 ہر ہزار درہم تلف کئے اور دوسری صورت یہ ہو کہ بائع نے دعویٰ کیا کہ مشتری نے بہ غلام دو ہزار کو لیا اور اس پر من ہے اور مشتری اس کا شکر
 سو شاہد دن نے گواہی دی کہ مشتری نے غلام دو ہزار کو لیا اور حالانکہ وہ ایک ہزار کا ہے پھر شہادت سے پہلے کہ تو شاہد مشتری کو ایک ہزار کا ضمان دین
 کہ انہوں نے مشتری کے ایک ہزار تلف کئے کذا فی الدرر ولو شہداً بالبیعہ ویتقدی الثمن فلو فی شہادۃ واحدۃ صحیحا القیۃ ولو فی شہادۃ ثلثین
 صحیفاً الثمن یعنی اور اگر دو شاہد دن نے یہ اور نقد من کی گواہی دی تو اگر ہم اور نقد من کی سب سے پہلی ایک ہی گواہی دی تو شاہد قیمت کا ضمان دین
 اگر دو شہادت میں گواہی دی یعنی ایک بار بیکی گواہی دی اور دوسرے بار من کی تو من کا ضمان دین کذا فی العیسنہ ہم اس سوال پر پہلی صورت یعنی یہ نہیں
 اور دوسری صورت میں یہ سوال مقفی ہے کہ انی اخطا دی غصا ولو شہداً علی البایعہ بالبیعہ الی سنۃ و قیسوا العت فان شاہدین
 الشہود قیمتہ حالاً وان شہداً أخذ المشتري الی سنۃ و ایاماً اختار یومئ الاخر متاعہ فی خزائنه المتقین اور اگر شاہد دن نے بائع
 دو ہزار کی یہ گواہی دی بہت یکساں اور حالانکہ قیمت بیکی ایک ہزار ہے تو بائع چاہے شہد سو فی الحال کی قیمت کا تا ان کے لئے ہزار کا اور چاہے
 مشتری کو دو ہزار کا مواخذہ کرے تا یکساں اور دونوں میں جو جسکو بائع اختیار کرے گا دوسرے شخص مرنی الذمہ ہو گا بائع کے مواخذہ سو اور پورا بیان اس کا
 خزانۃ المتقین میں ہم مشورہ اسکی یہ ہے کہ مشتری نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کا غلام دو ہزار کو لیا بہت یکساں اور قیمت اسکی ایک ہزار ہو سو شاہد دن نے یہی
 گواہی دی پھر شہادت سے پہلے کہ تو بائع کو اختیار ہو وہ دن سے ایک کے مواخذہ کا اگر شہد سو فی الحال ہزار درہم نے تو شہد مشتری سے یہ تائیکہ
 وقت دو ہزار درہم ہر لین اور کو ایک ہزار حال ہیں اور وہ کو ہزار کو وہ خیرات کر دین سو اگر مشتری غلام میں کوئی عیب پاوے اور اسکو پسند نہ کرے اگر اس نے
 بغیر حکم قاضی کے پسند یا دوسرے منزل بیع جدید ہو تو بائع سے وہ دو ہزار درہم اور اس کا کچھ مواخذہ نہیں بائع پر اور اگر قاضی نے حکم سے بائع کو غلام پسند
 جو دو ہزار اسکو شاہدین کو دے دی ہیں اور کو پسند ہے اور جو شاہد دن نے ایک ہزار درہم بائع کو دے دی ہے وہ بائع سے ہر لین کذا فی العالمگیریۃ من المغنمۃ و شہد
 اخطا وچونکہ بیان عالمگیری کا وضع تر تھا خزانۃ المتقین سے لہذا مترجہ اسکا ترجمہ مناسب دیکھا و فی التلانی قبل و طی وخلقۃ صحیفاً نصف
 المال المصحی او المتعذر ان لو یتم اور طلاق قبل غلط کی شہادت اور رجوع میں شاہدین نصف المال سے بکارتا وان میں بائع کا ضمان دین
 اگر ہر شہد لو شہداً انہ طلقا ثلثا و اخران انہ طلقا واحداً قبل الدخول ثم رجعوا فضاء نصف المهر علی شہد ثلث لا
 فیدلہما علی الغلطۃ اور اگر شاہدین گواہی دی کہ زوج نے اپنی زوجہ کو تین بار طلاق قبل دخول کے دی اور وہ اور شاہد دن نے گواہی دی کہ اسکو
 اسکو ایک بار طلاق دی قبل دخول کے پھر بار دن شاہد شہادت سے پٹ کو تو نصف ہر کا ضمان تین طلاق کے گواہوں پر نہ ہو کہ غیر سبب
 حشر غلطیہ کے ہم اس واسطے کہ طلق و جسدہ کی شہادت پر قاضی حکم نہ لگا کر کہ وہ مفید نہیں اس واسطے کہ طلق واحد کا حکم حشر غلطیہ اور طلاق
 ثانیہ کا حکم حشر غلطیہ ہو کذا فی الخ صلی نے کہا قبل دخول و دونو گواہیوں کی قید سے ولو بعد و طی او خلق فلا ضمان اور اگر گواہی دی
 طلاق بعد و طی یہ غلط کی پھر شہادت سے پہلے کہ تو شہد و ضمان نہیں ہم یہ مسئلہ قدوری اور بدایہ میں اور حنفیہ میں کہ ضمان نہیں گراؤت
 ہر میل زیادہ ہو کذا فی الخ ولو شہداً بالطلاق قبل الدخول و اخران بالدخول ثم رجعوا فضاء نصف المهر علی ثلثه ارباب المصحی
 و فی التلانی کہ بقع اختیار اور اگر دو گواہوں نے طلاق قبل دخول کی گواہی دی اور وہ اور شاہد دن نے دخل کی گواہی دی پھر ہر ہزار درہم
 گواہی پر نہ ہو کہ تو دخول کے گواہ کے تین میں یعنی تین میں ہر کا ضمان دین اور طلاق کے شہد و چوتھائی ہر کا ضمان دین کذا فی الخ اختیار ولو شہداً

غیر اذن با اذن ہر مذہب میں اور عید و روزوں کی صفت ہر مذہب میں کہ مکمل میں قتل شدہ ہو غیر مذہب میں لا یتقی ان الکفر
الکافر فی حقہ ان کا لای محضہ مع الکیل فلذا العقل ویقصدہ و یقتضیہ بات پوشیدہ نہیں کتاب ہما بن صحت و کمال میں لکھا ہے
تہ یہ وکیل کی صحت میں تو اس واسطے صنف نے بیان ہوا کہ وکیل عقد کا قصد کرے و اتباع صاحب کسرت در عدم ذکر ہم ہا یہ اور وقایہ اور ذریعہ
میں وکیل کی شہ طین ہونے کو کہ قتل العقد ویقصدہ یعنی وکیل میں شہ طیب ہو کہ عقد کا نقل کرے اور اس کا ارادہ کرے قصد کی قید اس واسطے
لگائی کہ اگر وکیل بطریق ہزل یا اگر اٹکے یہ کرے گا تو موکل کے طرف سے دفع ہوگی شائع ہے کہ اگر در صورت عدم قصد اگرچہ بیع صحیح نہیں لیکن بیان گفتار
صحت و کمال میں ہے نہ صحت میں اس لفظ کے زیادہ کرنے کی کچھ حاجت نہیں ثم ذکر ضابطہ الموکل فیہ فقال بکل ما یبایع فی الموکل بنفسہ
للمتنبیہ ہر صنف نے قاعدہ موکل کا وکیل میں ذکر کیا ہے مجہم ہے وکیل کرنا ہر ایک اس چیز میں جسکو موکل بذات خود کرے اپنی ذات کے واسطے
مقتضیہ کی قید اس واسطے لگائی تا وکیل سے اخراج ہو جائے اس واسطے کہ وکیل کہ جائز نہیں دوسرے کو وکیل کرنا اس کام میں جس میں وہ وکیل مقرر ہوا کیونکہ
وکیل غیر کے واسطے تصرف کرے اپنے واسطے اگر کوئی کہے کہ وکیل وکیل کا صحیح نہیں اس واسطے کہ موکل استغراض کا پیشہ ہونا ہی ذات خود اپنی و اطوار استغراض
کے وکیل کا مالک نہیں ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ در صورت اضافت الی الموکل وکیل صحیح ہے اس واسطے کہ خانیہ میں مسیح ہو کہ اگر استغراض کا وکیل ہوا تو وکیل
استغراض کو موکل کی طرف منافع اور منسوب کیا تو استغراض موکل کی واسطے ہو گا اور نہیں تو وکیل کے واسطے کہ انہی لفظوں کی تفسیر تو وکیل شامل
ہوئی خصوصت کو ہم صنف کا یہ قول بکل ما یبایع ہر چیز کے کسرت و غیر کے اس قول سے بکل لہفہ اس واسطے کہ صنف کا قول عقد اور غیر عقد میں خصوصت
و غیرہ کو شامل سے خصوصت انت میں تخصیص ہے اور شرح میں بان یا نہیں کا جواب ہو یعنی دعویٰ سے کوئی دعویٰ کیا اور مدعا طلب ہے کہے جواب میں اقبال
یا انکار حقیقت شرعی سے خصوصت کی اور جو ہرہ میں کہ خصوصت عبارت ہے دعویٰ صحیح اور جواب صریح سے کہ ان فی لفظ کا و فلذا قال لہم بخصمہم
فی حقوق العباد رضی اللہ عنہم اس واسطے صنف نے کہا تو صحیح سے وکیل کرنا اس خصوصت میں جو حقوق العباد میں ہو مخاصم کی رضامندی کی صورت
جو آتا بلا ریبہ و یمثلہ اور صاحبین نے وکیل کو بدون رضامندی مخاصم کے نزدیک ہوا اور یہی قول ہے اللہ لہذا کہ امام احمد اور صاحبین کا خلاف
لازم وکیل میں ہے نہ جواز میں ہے امام شافعی نے نزدیک کر دیا مخاصم جائز ہے لیکن یہ ان کے ماضی ہو چکے لازم نہیں بخلاف صاحبین مذہب صاحبین کی
دلیل یہ ہے کہ خصوصت میں وکیل کرنا جو مخاصم حق میں تصرف کرنا جو تو موقوف ہو گا غیر کی رضامندی پر اور امام کی دلیل یہ ہے کہ جواب حق ہو مخاصم پڑے
اور لوگوں کی مادت خصوصت میں متفاوت نہ ہوتی ہو تو اگر لازم وکیل کے ہم قائل ہو تو مخاصم کا ضرر ہو گا لہذا اس کی رضا پر موقوف ہو گا ان فی لفظوں کی تفسیر
فقوی الی اللہ و خیرہ واختارہ العباد و صحیح فی النہایۃ و المختار للفقوی نفی یقصدہ لفظ تام درہم اور صاحبین کے قول پر نتیجہ ابراہیم کا فتوہ
ہو اور پسند کیا ہے اس کے خلاف ہے اور مجہم کیا ہے اس کے نہایہ میں اور فتویٰ کے واسطے یہ ہے کہ حکم حاکم کی رای پر منقض کرنا چاہیو کہ ان فی لفظ ہم مد میں ہو کہ اگر
قاضی گرفت اور کسی مخاصم کی عدم قبول و کالات میں معلوم ہو تو مخاصم کہ غفل نہ ہو وکیل کو قبول کرے اور اگر معلوم ہو کہ موکل کو وکیل کو نہ پسند ہو
رسانی مخاصم کی مراد ہو تو وکیل قبول نہ کرے و دون رضای مخاصم اور یہ عقد خرسی کا ہے چنانچہ کافی میں ہے انہی لفظوں نے ہر ذریعہ سے نقل کیا کہ ان لفظوں
الی الحاکم نظر سابق بتدبیر کہ قاضی اہل دین اور صلاح ہو اور اس زمانہ کے قاضی کے اختیار میں ہے تو فساد سے انہو واللہ تعالیٰ ہم ان ان یکون الموکل
مربطاً لا یکتہ مصلحتی لیس الحاکم یقصد متبایعہن کمال وکیل بدون رضای مخاصم لازم نہیں مگر یہ کہ موکل ایسا چاہے کہ اس کو مخاصم ہونا مجلس
اپنے قریب و دیکھ نہ ہو تا وکیل لازم ہو کہ دون رضامندی مخاصم کے ہم خواہ موکل دعویٰ ہو یا مدعا طلبہ او غائباً مدعا متعطل ہو موکل غائب بقصد تصرف
ہو یعنی اگر تو منزل غائب ہو تو وکیل بار رضای مخاصم لازم ہو مگر اس میں ہے جب کہ مخاصم استکار نہ کرے و لہذا محیط میں ہے کہ اگر موکل مرض یا سبب دیگر
تو وکیل وہ توئی سو لازم نہیں دون رضای مخاصم کہ دعویٰ ہو کہ نہا ہا ہو کہ اگر تو اپنے مخاصم کا جواب چاہتا ہو تو مبر کرنا اختلاف خدا اور مگر مبر نہیں کرنا تو وکیل
راضی ہو پر یہ کہ کہہ راضی ہو جائے تو وکیل لازم ہوگی ظاہر لادانہ میں اپنے رن سفر کی قید اس واسطے لگائی کہ جو مدت سفر سے کسرت نسبت ہو تو وہ مبر

وہی شخص جو اس سے متعلق بہ ماہ آگیا و لو نکلیا ابن ملک اور جس عقد کی نسبت وکیل کی طرف ضرر پہنچا پھر ہم اور اجارہ اور صلح اور وکیل کو اس کے حقوق وکیل سے متعلق ہیں جسکے وہ نہ ہو اگرچہ وہ نائب ہو کہ اصح ابن ملک ہم اضافت الی الوکیل سے استفادہ فی حقیقتہ مراد سے چنانچہ وکیل کا یہ کہنا کہ جو اس کو بیجا یا موکل کا ظلم یا گریہ میں نے بیجا یا اجارہ دیا اور اگر موکل کے طرف نسبت کر گیا بطور پیام و سانی کے کہ یہ گھر موکل نے بیجا تو وکیل نے بیجا نہیں کیا وہ جائیگامی میں ہے کہ اگر وکیل گریہ امام غنوی نے کہا تو عقد کے حقوق اس کے دمی کے طرف منتقل ہوں گے نہ موکل کے طرف اور اگر دمی نہ ہو تو عاقل دمی قائم کرے اور یہی قول مقول سے اور بعضوں نے کہا کہ بعد موت وکیل قبض کی ولایت موکل کے طرف منتقل ہوگی تو فتویٰ کے نزدیک امتیاز کو کا جائز ہے کہ انی خطا ملک کو بدلے مجھ کا بشرطہ کہ وکیل مجھ پر لینے منع النقص نہ ہو ہم یہ اقرار اسے منیہ مجھ اور غلام مجھ سے اس واسطے کہ ان کی وکالت جائز ہو لیکن در لوزن کے حقوق عقد موکل کے طرف راجع ہوں گے کہ ان کے الدرد گتہا ہم سے قبضہ و قبضہ میں و ترجیح یہ عندنا مستحقان و مستحقین فی حبیب الاقتیل ابن حنفیہ موکل و غیبیہ لاثہ العاقد حقیقہ و حکما حقوق عقد کے جیسے بیجا تسلیم کرنا اور بیجا قبض کرنا اور میں نے کہا کہ اگر نا درشن کا پیر لیا پیر و بنا استحقاق بیع کے وقت اور خصومت کرنا عیب مبہم میں بدون فرق کے درمیان حاضر ہونے پہنے موکل کے اور اس کے نائب ہونے کے یعنی خواہ موکل حاضر ہو یا غائب لیکن حقوق فقط وکیل ہی سے متعلق ہیں اس واسطے کہ وکیل ہی تو عاقد ہے حقیقتہ و حکم مقادیم ہوتا ہے کلام سے اور کلام صادر ہوتا ہے وکیل سے تو دمی حقیقت میں عاقد نہیں اور حکام عقد کے وکیل ہی کے طرف راجع ہوتے ہیں تو وہی حکم قائم ہوا کہ فی الجہت لو حکمرا قالہمکذا علی الخیال الفین لا العاقد فی آخر الا قادیلی لیکن جہرہ میں کہ اگر موکل اور وکیل دونوں حاضر ہوں تو عقد حقیقہ عقد کا من کے لیے والے پر سے نہ عاقد پر اس الا قادیلی میں ولو اخذت العقد الی الموکل متعلق الحقون بالموکل اتفاقاً ابن ملک فلیفظ فقولہ لا بدایہ ما فیہ و لذلک قال ابن کمال یکتفی بالیخصا فذل الی نفسه فافہم اور اگر وکیل نے عقد کی نسبت موکل کے طرف کی تو حق عقد کے موکل سے متعلق ہونگے بالاتفاق کہ اصح ابن ملک سو اسکو یاد رکھنا چاہیے تو مصنف کے اس قول میں کہ نسبت عقد کی وکیل کے طرف ضرر ہو وہ غلط ہو چکا ہے اور اس سے ابن کمال نے کہا کہ وکیل کا یہ کہ اپنی ذات کی نسبت پر یعنی اوقوت حقوق عقد متعلق ہوکیل ہوگی سو اسکو بوجہ اہم غلامہ میں من شایع یہ ہو کہ وکالت میں نسبت کرنا عقد کا وکیل کی ذات کی طرف ضرر نہیں چنانچہ ابن ملک کی تصریح سے معلوم ہوا کہ مصنف کا لایہ کہنا یہ محل سے غلط ہے کہ ابن مزاد یہ اور غلامہ میں ابن ملک کے مخالف ہو یعنی خرید عبد کا وکیل یا ملک و بیجا پس گیا سو غلام کے مالک نے کہا کہ یہ غلام بیجا موکل کے ہاتھ بیجا اور وکیل نے کہا کہ میں نے قبیل کیا تو یہ بیجا موکل کو لازم نہیں اس واسطے کہ وکیل نے امر موکل کے خلاف کیا اس واسطے کہ اسکا امر یہ تھا کہ عہدہ اس کے طرف راجع نہ ہو اسے کر دیا اور ابو القاسم متعارف نے کہا صحیح قول یہ ہو کہ وکیل وکیل نے فاضولی ہو گیا اور عقد موقوف رہ گیا موکل کی اجازت پر آئے تو معلوم ہوا کہ وہ وکیل کی گمراہی کہ عقد کو اپنی ذات کو طرف نسبت کرے اور اگر موکل کی طرف نسبت کر گیا تو نہیں اختلاف نہ ہو رہے اور میں نے فقاریں سے کہ وکیل کی قید اس واسطے لگائی کہ رسول کے طرف حقوق عقد راجع نہیں ہے اور رسول کی شرط یہ ہے کہ اپنے پیچھے والے کے طرف عقد کی نسبت کرے انتہی مافی الخطا دمی مختصراً تو معلوم ہوا کہ مصنف کا لایہ کہنا لایہ تھا و شرط الموکل عدم تعلقی الحقون بہ ای باقی کیلئے لیس باطل جو ہر اور شرط کرنا موکل کا نہ متعلق جو ہر وکیل کے فتوہ اور باطل سے کہ انی الجہرۃ والیال کتبت للموکل ابتداء فی الاخذہ اور وکیل کے عقد سے موکل کی ملک ثابت ہوتی ہے سرور قول میں ہم یہ قول ابطل ہر کا ہو اور کرنے کا یہ قول ہے کہ پہلے ملک وکیل کی ثابت ہوتی ہے پھر موکل کے طرف منتقل ہوتی ہے و فلا یفنی فتنہ

وکیل بشرطہ ولا یفسد بکسب و وجہ ہم تو انہذا نہ ہو گا قرابت دار وکیل کا اس کے خرید کرنے سے اور نہ فاسد ہو گا صلح وکیل کی زوجہ کا وکیل کے خرید کرنے سے ہم نے اگر وکیل نے اپنے بیانی کو خرید کیا یا وکیل کی زوجہ کی کوئی بیٹی نہیں اور اس نے زوجہ کو موکل کے واسطے خرید کیا تو نہ بیانی خرید کا نہ زوجہ کا صلح فاسد ہو گا اس واسطے کہ متن قریب اور فساد صلح ملک ثابت ہوتا ہے سو ملک یہاں ابتدا سے موکل کی ثابت ہوتا ہے نہ وکیل کی بیہ و بیہ قول ابو طاہر سے اور کرتی کے قول پر بھی صحیح کم ہو اس واسطے کہ متن اور فساد صلح ملک ثابت ہوا مستقر سے ہونا ہوتا ملک منتقل سے اور اگر

باب اول کا تعلق بالبيع والشراء

علیکم بعد مولا فلا یملک فی حق دین نہ ولی قبض حق استحقاقا مالم یکن علیہ ذمہ ولا یتفرع ما ذمہ اور مثل اسکے معنی میں کہیں کے
ماتہ وہ بعد از دین فی التجارۃ جو سپردین نہیں اپنے منولے کے ساتھ تو مولے مالک دیون عید کے قبض کرنے کا نہیں اور اگر قبض کر لیا وہ سپردین
بریل آسان نہ کہ وجہ ملک غلام پر دین نہ واسطے کہ غلام کے دین میں اسکے دانوں کا حق ہے کہ انی الزمہ یعنی اگر غلام مذکور دیون ہو گا
تو اسکے دیون پر قبض مولے کا صحیح نہیں کیونکہ اس میں مذکور دین کے دانوں کا حق ہے فرض مسئلہ مقدمہ شاریع کا التواکیل بالاسفیاض
بأصل الا لیسالہ در حق قبض لینے کے واسطے وکیل کرنا باطل ہے نہ رسالت کہ ملنے اور دم در میں جو توکیل بالاسفیاض واسطے باطل ہے کہ ملک
غیر میں تصرف کو قبض کرنا جائز نہیں اور استفاض کی رسالت باطل نہیں کیونکہ اس میں مقبول قبض نص نہیں اس واسطے کہ رسول غیر میں ہے
اور نہ کہ وہ چاکر توکیل بالافاض اپنے قبض لینے میں وکیل کرنا صحیح ہے اس واسطے کہ اس میں قبض تصرف ہو اپنی ملک میں اپنے مقدر اطاعت میں
تائید ہے نہ کہ جو کہ مامور بالاستفاض اگر مقرض سے دیون کے لئے مجبور ہو دم قرض ذمہ تو یہ استفاض اپنے واسطے ہو گا نہ اگر کے دیون تو اس کو باطن
جو کہ دم آکر نہ دی اور اگر دیون کے لئے مامور شخص جس سے دم قرض لگتا ہے سو اس نے قرض نہ قبول کیا تو اس دم آکر کے دیون کے لیکل امور صورت
میں رسول ہو گا نہ وکیل اور باطل ہے وکالت فی الاستفاض نہ رسالت اپنے ذمہ و التواکیل للقبض العرقین علیہم فقیہہ اور وکیل کرنا قرض قبض
میں صحیح ہے سو اگر وہ نام صورت اس کی یہ کہ مولی کسی شخص سے کہو کہ مجھ کو اتنا قرض ہے اور وہ اقبال کر دی ہو وہ اسکے قبض کرنے کا کیونکہ
وکیل کرے **باب اول کالۃ بالبيع والشراء** یہ باب جو یہ اور شرکی وکالت میں الاصل انہا ان حجت او حجت او
موجبت جہا لیسیرہ وہی حالۃ النحر المحض کفر میں حجت فاعده کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ اگر وکالت عام ہو معلوم ہو چیل حیالت لینے
ہو اور حیالت لیسیرہ نوع خالص کی حیالت ہو چنانچہ قرض تو وکالت صحیح ہے ہم وکالت عام یہ کہ مولی وکیل سے کہے کہ خرید کر دو مجھ کو بہتر معلوم ہو
کیونکہ اس نے قبض اور اس کی رائی پر کی سو جو چیز کہ وہ خرید کر گیا اتنا مال امر ہو جائیگا معلوم اور متعین ہو سہل کہ مولی نے وکیل سے نص کر دی کہ
موجبی کہا کہ جو چیز میں کی خرید پر وکیل ہوا تو اس میں کی چیز کی حاجت نہیں یا غیر میں کی خرید پر وکیل ہوا تو اس کی جنس اور نوع کا ذکر نہ کرے
چنانچہ غلام حبشی یا ہندی یا اس کی جنس بتاؤ قرض کا ذکر ضرور ہے تا جبکہ واسطے وکیل ہو اور وہ معلوم ہو جائیگا اتنا مال امر ممکن ہو نصتے نوع خالص کی قبہ
اس واسطے وہی تا اس نوع سے ہزار ہو جو متر دین میں جنس النوع ہے چنانچہ عبد اور دار کہ اس میں تفصیل ہے ولان فاحشۃ وہی جالہ الجنس
کذا یقتضی طہلک اور اگر حیالت فاحشہ کشیرہ ہو اور وہ جنس کی حیالت ہے چنانچہ واپہ تو وکالت باطل ہے ہم واپہ لغت عرب میں ہر جائزہ کا اسم ہے
جو زمین پر جسے اور عورت میں گہوڑے اور خیر اور گدے کو کہتے ہیں تو اس میں چند جناس مجمع ہو گئیں اس طرح کہ پیرا ملیوس کو شامل ہے طلس و کتاب
سو ناگزری اور گاڑاوان متعلقہ کعبہ فان یکن الشمن ادا العصفۃ کذری حجت والا فلا اور اگر حیالت متوسط ہو یا میں جنس اور نوع
چنانچہ غلام سو گر مولی اس کا شن بیان کرے یا اس کی صفت نہ کرے کہ خرید کر دو چنانچہ ترکی تو وکالت صحیح ہے اور اگر شن صفت نہ کرے تو وکالت باطل ہے
ہم اگر دشت صفت اور مقاصد میں متحد ہوں تو دو دن ایک جنس ہیں اور اگر حقیقت مختلف ہو یا مقاصد تو وہ وہ جنس ہیں ہر اگر حیالت نہ
کی بکثرت ہو سطح پر کہ ایسی جنس نہ کہ جو جسے حمت میں چند جناس ہوں چنانچہ رفیق کو ہر قسم مرد اور عورت کے طرف اور مرد اور عورت جنس
میں وہ جنس ہیں بواسطہ اختلاف مقاصد ہر ایک لڑکی اور غلام سے لگے خوبصورتی مقصود ہوتی ہے چنانچہ ترکی غلام میں اور گاؤں خدمت
مقصود ہوتی ہے چنانچہ ہندی غلام میں اور سطح ثوب اور دابہ کڈانے شریع الوقایہ وکالہ بشرایع ہر لڑکی اور قرض او قبض ہو جائیگا
حکال الا ذلیلی فاحشہ وان لم یسم فمنا لانہ من المقوم الاولی وکیل کیا اس کو ہرات کے کپڑے یا گہوڑی یا خیر کی خرید کا صحیح ہے نہ مال
مال امر کڈانی لڑکے تو اس کا کچھ طرف مرہب کر توکیل نہ کر صحیح ہے اگرچہ مولی نے مشن نہ کر دیا ہو اس واسطے کہ وہ اپنی قسم سے ہی مال دے کر
جبارت جو نوع خالص کی حیالت سے ہم اتانی نے کہا کہ حیالت نہ کی ضرور ہے اس واسطے کہ تفاوت باطن نوع طیل ہے تو مانع اتنا مال امر کی نہیں ہے

اس بات پر کہ خرید کے وقت نیت موجود نہ تھی تو اس میں دو دلائل ہیں جن میں سے پہلے یہ کہ اگر وکیل نے عقد کی ضمانت اور
 نسبت ایک شخص کے مال کے طرف کی خواہ وکیل کے مال کی طرف یا مولیٰ کے مال کی طرف تو وہ چیز اسی شخص کی ہوگی اور اگر مطلق مال کی طرف نسبت کی تو اگر
 وکیل بعد مولیٰ ایک شخص کی نیت پر متفق ہوئے تو وہ چیز اسی کی ہوگی اور اگر نیت میں اختلاف واقع ہوا تو مقدمہ پر حکم ہوگا اور اگر عدم نیت پر وہ دونوں کا
 اتفاق ہو تو محمد کے نزدیک وہ چیز عاقد کی ہے اور ابو یوسف کے نزدیک نقد پر حکم ہوگا جیسے جو مال جو مصنف کے اس قول کو الا اذا فوذا
 مولیٰ واجب کہ اس صورت پر محمول کیجئے جب کہ وکیل عقد کو اپنے مال کی طرف نسبت کرے خواہ وہ مال کے مال کے طرف نسبت کرے مطلق مال کی طرف
 خواہ مثنیٰ اپنے مال سے اور اسے یا مولیٰ کے مال سے اور یہ جو مصنف نے کہا کہ یا مولیٰ کے مال سے خرید کرے مراد یہ ہے کہ مولیٰ کو مال کے مطلق ہو
 نسبت کرے یا نہ کرے یا وہ غیر میں صریح ہے خواہ وجود نیت اور عدم نیت پر اتفاق ہو یا خلاف خواہ آدھے مثنیٰ اپنے مال سے کیا ہو یا مولیٰ کے مال سے
 اور نیت میں تاجرب اور ترافق ہو وقت کا مراد ہے جب کہ عقد مطلق مال کے طرف مضاف ہو اور دو دلائل ہیں سے صاحبین کا قول مراد ہے
 کہ انی المبیع زعم انہ اشترى عبداً لم يملكه فملك وقال موطأ بل شرباً لنفسك فان كان العبد مملوكاً وهو حي قائم فالقول
 كلما مولى لغيره مطلقاً نقد العتق او لا لا يجاوز عن امر مالك استينافاً وکیل نے کہا کہ اس نے غلام اپنے مولیٰ کے واسطے خرید لیا سو مال
 ہو گیا اور اس کے مولیٰ نے کہا بلکہ تم نے وہ غلام اپنی ذات کے واسطے خرید کیا تو اگر غلام معین ہو اور وہ زندہ موجود رہی ہو تو بالاتفاق یا مولیٰ کا قول
 معتبر ہے مطلقاً خواہ اس شخص نے ادا کیا ہو یا نہ ادا کیا ہو اس واسطے کہ وکیل نے اس کی خبر و حسی کی استیناف کا وہ مالک ہو مہینہ یا عقد یعنی سر
 عقد یہ کر سکتا ہے جس نے اگر وہ وکیل نے اس کو اپنے واسطے خرید لیا ہو لیکن شکوہ عاقد اور استیناف کا اختیار ہے صلح پر کئے کہ اپنے اس کو مولیٰ کے
 واسطے خرید لیا سو اس واسطے کہ مبیعین کی خرید میں وکیل کو اختیار نہیں کہ اپنے واسطے خرید کرے بلکہ اس کے واسطے کہ اپنے اس کو مولیٰ کے
 الحکم اور اگر غلام مبتہج ہو اور حالانکہ مثنیٰ مقدم ہے تو اس صلح حکم ہے یعنی مامور کا قول معتبر ہے والا لکن منقولاً فالقول للمولى لانه يتكلم
 الرجوع عليك اذ اگر مثنیٰ مقدم ہو تو مولیٰ کا قول معتبر ہے اس واسطے کہ وہ اپنے اوپر سے رجوع منکر ہے اور اعتبار کے لائن منکر کا قول ہوگا
 ان العبد غير معين وهو حي او ميت فكذا ای يكون للمأموه ان العتق منقولاً الا انه امين اور اگر غلام غیر معین ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مر
 تو ایسا ہی حکم ہے یعنی مامور کا قول معتبر ہوگا اگر مثنیٰ مقدم ہو اس واسطے کہ مامور میں ہے ولا فلا امر للتصريح خلافاً لهما اور اگر مثنیٰ مقدم ہو تو امر کا قول
 معتبر ہے بسبب جہت کے بخلاف صاحبین کے مہتمم یہ ہے کہ شاید مامور نے اپنے واسطے خرید لیا ہو مگر جب اس میں نقصان دیکھا تو امر پر لا قال فمثنیٰ
 هذا المعنى فبما تقرر الامر ای انكر المثنى ان عمر الامر بالشرع اخذوا من غير ذلك فكذا تقرر الامر لئلا يقتضيه الا قراره بقوله بقطر
 لانی لم يرد احد شخص نے کہا کہ یہ کو بیچ مجھ سے عمر کے واسطے پورا دے اس امر کو بولے کا انکار کیا مثنیٰ نے اس کا انکار کیا کہ عمر نے اس کو خرید کرنے کا
 امر کیا تو عمر و اس میں سے کو لیا اور اس کا انکار اس کے لئے لیسوا ہو گا بسبب ناقص ہونے اس کے انکار کے اس کی توکیل کے قرار سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہے
 بیع عمر سے اسے یعنی جب اس نے اول یوں کہا کہ فلا شیک واسطے بیچ تو یہ قرار ہوا اس کا کہ میں اس کا وکیل ہوں پورا دے دے دالت کا انکار
 کیا تو اب یہ انکار انہو ہو گا کیونکہ یہ انکار قرار توکیل کے نتائج اور مخالفت ہے لہذا ان يقول عمر لم امر به ای بالشرع اخذ لا يأخذ لا عمر لانی قرار
 المثنى ان تقرر ان لا یرد عمر کو کہ یہ عمر کو کہہ بیٹھے اس کو خرید کرنے کا امر نہیں کیا تو اب یہ کو مراد لیتا اس واسطے کہ مثنیٰ کا قرار دے ہو گیا اس کے رد کے
 سو ان ان کسب المثنى ای الی عمر لان التسليم على وجه البيع بیع بالتعاطی وان لم یوجد نقد العتق للعرض کر یہ کہ مثنیٰ نے
 عمر کو بیع کر دیا تو عمر اس کو اس واسطے کہ دیا بیع بیع بالتعاطی ہے اگرچہ اداسی مثنیٰ یا باجاء بسبب ف اور رواج کے یعنی ترخی مثنیٰ مروج
 اس بیع بیع بین معینین او غیر معینین اذا نوا لا نلحق کل کما تو مجھ لے کر کیا مولیٰ نے وکیل کو دو معین چیزوں کی خرید کا یا دو غیر معین چیزوں
 کی خرید کا جب کہ وکیل نے اس کی خرید کے وقت مولیٰ کے واسطے نیت کی یا نہ کی نہ کہ وہ بیع ہو چکا کہ اگر غیر معین چیز کی خرید کا

امرتک جملہ عوام کو یہ حال المامی علیہ السلام علیہ السلام فانیہ برصا قلم برهان المامی لاشا اکثر ثبانا اور اگر دوزخ میں تھان کیا
 مقدار میں بنیے نسبتہ مقدار میں بنیے نہ ہو کہ میں نے جو کہ اس کے خرید کرنے کا امر کیا سو درم سے اور وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درم
 خرید کر لیا تو اس کے قول سے اس کے کہ میں نے جو کہ اس کے خرید کرنے کا امر کیا سو درم سے اور وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درم
 شرا و خیرہ فاشد فی الوکیل فقال الایہ لیس هذا المشترون بل هو الوکیل المشتري لنفسه ولا مثل ان
 الخیراء من الوکیل علی الامر یقصد علی المامی بخلان البیہ کما مرفی خیال الشریعہ اور اگر وکیل نے اس کو امر کیا اپنے بیانی کو خرید کر لیا
 سو وکیل نے خرید کر لیا تو اس کے کہ میں نے جو کہ اس کے خرید کرنے کا امر کیا سو درم سے اور وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درم
 اپنی ذات کے واسطے اور قاعدہ کلیہ یہ کہ خریداری جب کہ وکیل پر نافذ ہوئی تو وکیل پر نافذ ہوتی ہے بخلاف بیع کے چنانچہ کتاب البیہ خیار بشرط
 کے باب میں مذکور ہو چکا ہے درم و بطلان بیع ملک وکیل باقی رہی وحق العبد علیہ او علی الوکیل لوجہ وقف علی غلام خیرہ
 خانیہ اور غلام آزاد ہو گا وکیل پر سبب گمان کرنے وکیل کے اس کا آزاد ہونا اپنے وکیل پر نود و ماخو ہو گا اس گمان پر کہ انی الخانیہ و لکی
 امر عبد بشراء نفس الامر من مولا بلکذا و دفعہ لیس فقال الوکیل لیس هذا اشتريته لنفسه فباعه علی هذا الوجه وحق
 علی المالی وکذا فی السیدہ وکان الوکیل متغیرا اور اگر غلام نے ایک شخص کو وکیل کیا اپنی ذات کے خرید کر لیا اپنے مالک سے بعض لئے
 مال کے اور مبلغ او سکویا سو وکیل نے اس کے مالک سے کہا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اوس کی ذات کے واسطے سو مالک نے اس کو بیچا اسی
 طریق پر نود و آزاد ہو گا مال مذکور پر اور حق آزادی اس کے مالک کا ہو اور وکیل درمیانی سے ہر جب وکیل غیر محض ہو انو حقوق عدا اس کے
 طرف راجع ہوں گے اور مطالبہ الف تانی کا غلام پر ہے نہ وکیل پر بیوی مال میم جو آزاد اس واسطے ہو کہ غلام کا بیچنا غلام سے اعتاق ہو اور
 غلام کا خرید کرنا قبول اعتاق بعض مال سے کرنے لفظ و لان قال الوکیل اشتريته و لو قبل لنفسه فالعبد ملک للمشتري و
 الالف للمشتري فیهما لانه نسب عبده و علی العبد الف آخری فی القویۃ الاولی بدل الاعتاق کما علی المشتري الف
 مشکھا فی الثانیۃ لان الاول مال المولی فلا یصح کما یذکر اور اگر وکیل نے کہا کہ میں اس غلام کو خرید کیا اور یہ نہ کہا کہ غلام کو غلام کے واسطے
 خرید کیا تو غلام مشتری کا ملک ہو گا اور ہزار درم و نون صورتوں میں مالک کا مال سے اس واسطے کہ وہ اس کے غلام کی کمائی سے اور غلام پر دوسرے
 ہزار درم پہلی صورت میں واجب بن عوض اعتاق کے جیسے مشتری پر ہزار بن مانند اس کے دوسری صورت میں اس واسطے کہ اول ہزار مال ہو مولا
 نود و بیات عوض ہونے کی نہیں کہتا و شرا العبد من سیدہ اعتاق فقلقوا الحکام الشرا فلیذا قال فلو شری العبد نفسه لم یلے
 القتل و حاکم الشرا بجمہ اور خرید کرنا غلام کا اپنی ذات کو اپنے مالک سے ہوتا ہے نہ بیع تو احکام خریداری کے لغویہ باین کے تو یہ سہل و مستقیم
 کہا سو اگر غلام نے اپنی ذات کو خرید کیا عطا تک تو خرید میم سے کرنے البعہم اور اگر خرید حقیقی ہوتی تو فاسد ہوتی بسبب مجہول بیعت کے
 کہ انی لک و کما فی حقیقۃ اذ اشتري نفسه من مولا و معہ رجل اخر و بطل الشراء فی حقیقۃ شرا بلکہ یہ صحیح و خرید
 غلام کے حصے میں جب کہ غلام نے اپنے ذات کو مول لیا اپنے لئے سے اور حالانکہ غلام کے ساتھ دوسرے مشتری ہے اور پہلی خریداری اس کے
 ساتھی کے حصے میں ہم مراد یہ ہو کہ غلام اس کے شریک نے بعض قاعدہ خریداری کی چنانچہ تعلیل الحق اشہر مال سے بخلاف مال غیر
 الاب و لکن مع رجل اخر فانه یصح فیہما بیع المانیۃ من حیث الاستحقاق و الفرق ان عقاذا البیہ فی الثانی لا الاول لان الشرا
 جملہ اعتاقا و لکن ابطال فی حقیقۃ شرا بلکہ لزام الجمہ بین الحقیقۃ الجواز بخلاف اوس صورت کے کہ اگر باپ نے اپنا بیٹا خرید کیا ایک اور
 بیوی کے ساتھ شریک ہو کہ یہ خریداری دوزخ میں نہ کیوں کے حق میں صحیح ہے چنانچہ خانیہ کی کتاب البیہ میں ہے اعتاق کی بحث سے اور
 دوزخ میں نہ کیوں کے حق میں صحیح ہے چنانچہ خانیہ کی کتاب البیہ میں ہے اعتاق کی بحث سے اور

میں اس واسطے کہ شرع نے غلام کی خریداری کو عتاق قرار دیا ہے و لہذا ہم باطل سے خارج کے شریک کے حصے میں بسبب ذمہ منہ سے جمع ہیں الحقیقۃ
 والہما کے ہم یہ شایع ہونے جواب دیا سوال مقصد کا حاصل سوال یہ ہو گیا وہ ہے کہ ہم مذکور غلام میں عتاق اور اس کے شریک کے حق میں یہ
 ملک ہوئی غلام جو اب یہ کہ یہ نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس پر لازم آتا ہے ایک لفظ کا استعمال کرنا سے مجازی یعنی عتاق میں اور یہی نتیجہ
 یعنی ثبوت ملک میں اور حالانکہ جمع میں الحقیقۃ والہما جائز نہیں قال للعبد اشترک لنفسك من مولائك فقال لمولا لا یعنی نفسی لفلان فیصل
 ای بآء علی هذا الوجه فهو لازم فلو وجد به حیثا ان قلنا به العبد فلا یزالان علم الوکیل کعلم الموکل وان لم یعلم فالوکل
 للعبد اختیار کیا ایک شخص نے غلام سے کہ میرے لئے اپنی ذات کو خرید کر اپنے مالک سے سو غلام نے اپنے مالک کو کہا کہ بیچ میری ذات غلام نے
 شخص کے واسطے سوا اس نے کیا یعنی اس کے مالک نے اس کو بطریق بیعت تو وہ غلام موکل کا ملک ہو سواگر موکل نے اس میں کوئی عیب پایا اگر اس عیب کو
 غلام جانتا تھا تو پھر دینا جائز نہیں اس واسطے کہ دلالت وکیل کی موکل کی دہشت کے مانند ہے اور اگر اس کو معلوم تھا تو غلام کو اپنی روپیہ کا اختیار
 کرنے لے اختیار شرعی التمام غلام کو روپیہ کا اس واسطے اختیار ہوا کہ غلام وکیل سے اور حقوق بیع میں اہل وکیل ہے ولان للعقل لفلان عتق لانی
 آئی بتعمین انحرقت علیہ وعلیکہ الثمن فیہما کالزوال جحرا بعقلی بالعمی مقدر تا اذین الموکل درہم اور اگر غلام نے یہ کہا کہ یہ مجھ کو
 غلام نے خرچ کے واسطے بلکہ لو کہ مجھ کو بیچ میرے ہاتھ یا یوں کہا کہ مجھ کو بیچ مال کہ اپنے لفظ جاری تو غلام آزاد ہو گا اس واسطے کہ وکالت کے سوا
 اور نہ در سر تصرف کیا تو اس پر نافذ ہو گیا اور غلام پر مشن لازم ہے دونوں صورتوں یعنی در صورت وکالت اور عدم وکالت میں بسبب اہل
 ہونے منع تصرف غلام کے اس وقت کہ سبب جس کا وہ پیش اور فاعل جواز ان مالک کے ساتھ متقبل ہو کر کہ اپنے مالک سے یہ جواب ہو سوال
 مقصد کا تقریر اس کی سبب سے کہ وکیل بیان غلام ہے اور غلام مجھ کو لے کر بیچے کہ حقوق بیع اس کے طرف مایع ہوں تو مسئلہ حقیقۃ
 شایع کا الوکیل ان اختلف لان خلافا فی خیر فی الجنس کبہ بالعمی درہم فبما بالعمی ومانہ نقد وای مانہ دینار لا ولی خیر بآء
 ودرہم وکیل نے جبکہ امر موکل کی مخالفت کی اگر مخالفت موکل کی بہتری کے طرف برابر ہی جسک اندر چنانچہ موکل نے کہا کہ یہ بیوی ہزار درہم کے موکل
 گیا رہ سو درہم کو بیچا تو یہ مانہ ہے اور اگر بیوی سو دینار کے بیچا تو بیع نافذ نہیں گرچہ موکل کے حق میں سو دینار بہتر ہوں ہزار درہم کے کذا فی لفظ
 والد درہم سبب درہم غلام سے منقول ہے تو بہتر یہ نہا کہ شایع فقط غلام پر خیر مکرر تا اذین الموکل فیصل فیصل ہے یہ اور اگر غیر مالکی ہو گا
 کے احکام میں لا یعتق وکیل البیوع والشراء والاجار وادامہ من الشکر وخیل ہامہ من شکر شہادۃ لا لفظ حقیقی بل یہ اور شرع اور مالک
 اور بیعت اور سلم اور ان کے مانند کا چنانچہ ترویج کا وکیل عقد نکاح اور بیعت کے ساتھ جسکی گواہی وکیل کے حق میں مردود ہے بسبب بہت کے
 ہم شلایہ ہول اور بیعت کے ہاتھ وکیل بیعت کرے اجارہ کہ محل بہت ہے اور اس واسطے کہ شایع مابین ہول اور فرو کے متصل ہیں تو اگر با
 اس نے اپنی ذات سے بیعت کی من وجہ حق وکیل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر اس کے ہاتھ بیعت کر گیا جسکی گواہی موکل کے حق میں مقبول نہیں چنانچہ
 موکل کے باپ بیٹے یا غلام یا بیوی یا مکاتب سے وکیل بیعت کر گیا تو جائز ہے اور اپنی ذات سے عدم جواز بیعت حکم بطریق اس کے معلوم ہو گیا کذا
 فی لفظ من البر وجوز الا بمثل القید لا یمن عبدا و حکما تہیہ اور صاحبین مقصد کو جائز کہا ہے قیمت کو مانند سے ملنے غلام اور مکاتب و اگر
 اذا اطلق له الموکل کیم من شئت فبیعہ لیس بمثل القید اتفاقا وکیل کو ان خاص کر بیعت ہاتھ بیچا جائز نہیں گرچہ کہ موکل وکیل کو
 علی الاطلاق وکیل کو بیچا بیعت ہو کہ بیعت جس شخص کے ہاتھ تہیہ جاسے تو جائز ہو گا و اگر بیعت ادن لوگون کے ہاتھ بمثل قیمت بالاتفاق امام اور
 صاحبین کہ لیس عقدہ مقصد کذا من القید اتفاقا ای بیعتہ لا یجوز وکذا لزمنا اتفاقا من بیعتہ جائز ہے عقد وکیل کا ان کے ساتھ
 در صورت عدم اطلاق اکثر قیمت سے بالاتفاق یعنی بیعت وکیل کی در صورت اکثر قیمت جائز ہے نہ خریداری اسکی اکثر قیمت ذکر بالاتفاق ہم شایع نے بیعت
 کی قید لاکر شہادہ کیا کہ مصنف مطلق بل گیا ہے محل تنقید میں کہا کو باء باقل منہا یقین فاحش لا یجوز اتفاقا وکذا لا یجوز عندنا خلافا

ک

ن الا

لحم ابن ملک و غیر چنانچه اگر چکر سے شخاص مذکورین کے ساتھ کز قیمت سے نقصان کمیشن و بالاتفاق جائز نہیں اور اسطرح نقصان قلیل ہم جائز نہیں امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کذا ذکرہ ابن ملک وغیرہ و فی الیتراجیۃ لو حق جھوٹا آجا کا الامن نفسہ و طغلا و عبدہ خیر لکدیونہ اور سہا یہ بیچ کے اگر موکل نے تصریح کر دی ہو شخاص مذکورین کے ساتھ یہ کرنے کی تو بیچ بالا جماع جائز ہے مگر وکیل کو اپنی ذات اور اپنی طفل اور اپنے غلام غیر دیون سے جائز نہیں وہ بیعہ باقل او گڈ و بالقرض اور بیعہ سے یہ وکیل کی قلیل قیمت کمیشن قیمت سے اور بیعہ سے ہر بیعی امام کے نزدیک یہ ہر صورت صحیح ہے اگرچہ غیر فاحش ہو اس واسطے کہ وکیل مطلق سے تو یہ بیچ لے اطلاق پر جاری رہیگی اور اگر انسان بیع سے عاجز ہو جائے تو نقصان قبول کر کے بیچا ہے کذلک لے لطمہ و خفہ بالیقینہ و بالنعق و بہ یقین بزاز یہ اور صاحبین نے سمجھ لیا کہ قیمت اور نفقہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ہسی قول پر فتوے سے کہ لے لے الزام ہم محل حشرات در صورت عدم تعلیقہ موکل ہے سو وکیل قیمت نقد کی نہیں کر دیا تو اسکا خلاف جائز ہو گا کذلک لے لطمہ و لا یجوز فی القہر کذا یاد دہیہ یعنی فاحش آجا کا لانا بہرین و کجا غیرہ کہ میں و کجا حدیثیہ اور جائز نہیں عقد صرف میں بیو ایک دنیا کی یہ ایک درم نقصان کثیر باجماع امام اور صاحبین کے اس واسطے کہ عقد صرف بیچ جو ایک راہ خرید ہے دوسری وجہ کذا فی الصبر فیہم اور معلوم ہو چکا کہ خرید یعنی فاحش جائز نہیں وہ بالنسبتہ ان التوکیل بالبیع المتخار و ان کان للمحتاج لا یجوز کما لکرا اذا دعت غن کا الی رجل لیبیعہ لھا و یتعین النقد بہ یعنی خلاصہ اور بیع ہے یہ اور داسے اگر ہم جن وکیل کرنا تجارت کے واسطے ہو اور اگر حاجت کے واسطے ہو تو او داسے بیچنا جائز نہیں چنانچہ عورت نے جب کہ سوت و یا ایک مرد کو کہ اسے بیچ دے عورت کے واسطے اور اس صورت میں نقد میں سے بیچنا مستحب ہو گا ہسی قول کا فتویٰ ہے کہ انی الخلاصہ ہم اس واسطے کہ دفع حاجت نہیں ہو سکتا مگر نقد سے بخلاف سوداگری و کذا فی کل مؤخرہ فقلت الدلالۃ علی الحاحۃ لھا آقا دہ المصنف اور اسطرح نقد میں سے بیچنا مستحب ہو گا ہر ایک اور مقام میں جن دلالت حال قائم ہے حاجت اور ضرورت پر چنانچہ سکویاں کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں و خدا ایضا ان بام یابیع الناس شئیۃ فان طوالت المدۃ لھن یمکن بہ یعنی ابن ملک اور یہ بھی یعنی تجارت میں اور داسے بیچنا اور صورت میں جائز ہے اگر وکیل نے بیع کی اتنی مدت کے ساتھ جتنی مدت تک لوگ اور رینچے میں سوا وکیل میں کی مدت و راز مقرر کر گیا تو جائز ہو گا اسی کا فتویٰ ہے کہ اصح ابن ملک وصی حیات الاثر شیان تعین لانی یعہ بالنسبتہ بالیع فبام بالنعق بالیع جاکر تجر اور جب کہ موکل کوئی چیز مقرر کر دیا تو وہ متعین ہو جائیگی مگر اس صورت میں کہ موکل نے کہا کہ بیچ سکویاں اور داسے سو وکیل نے سکویاں اور داسے نقد سے بیچنا تو جائز ہے کہ لے لے البورہم اور اگر موکل نے کہا کہ بیچ مدت مقرر کر کے بلا تعین میں سو اس نے نقد سے بیچا امام خرشی کہا کہ اصح یہ ہے کہ بالا جماع جائز نہیں کذلک لے لطمہ و قلت و قد منا انہ ان خالف الی خیر فی ذلک المجلس جاکر و الا لا یمن کہنا ہوں اور ہم پہلے ذکر کر چکے کہ اگر وکیل نے مخالفت امر موکل کی بہتری کے ساتھ اسی جنس میں تو جائز ہے اور نہیں تو جائز نہیں و انھا متعینان مکان و مکان اور البیہ و کالت مقید ہوتی ہے زمان اور مکان کے ساتھ لکن فی البزازیۃ التوکیل لانی عشق ایاکم وکیل فی العشق و بعد ہا فی الاہم و کذا الکفیل لکنہ لا یطالب الا بعد الاجل کما فی تنویر البصائر لیکن بزاز یہ میں کہ دس دن تک کہ وکیل دس دن میں اور بعد کے ہی ہوگی ہے اور اسطرح دس دن کا ضامن لیکن ضامن مطالبہ ہو گا مگر مدت کے بعد کما فی تنویر البصائر و فی قد اہر الحجا ہر قال یعیہ لکدیونہ و قد یعیہ فلاں او علیہ او عرفہ و بام بدہ یضم جاکر بخلاف لانیع الا بشوہ او الا بحضر فلاں بہ یعنی قلت و بہ علم حکمہ و ایتھم الفتویٰ دہر لہ ما لا و قال اشتوی لانیع ہر فلاں فذہب و اشتوی بلا عرفہ فقلت الزیت لہ یضم جاکر بخلاف لا شکر الا بعرہ فلاں فلیحفظ اور زواہر الجواہر میں کہ موکل نے کہا کہ بیچ سکویاں اور داسے اور سکویاں نے شخص کی تجویز سے یا اس کی دست اور دست سے اور وکیل نے سکویاں چاہا بدہ شخاص مذکورین کے تو جائز ہے بخلاف اس قول کے کہ بیچنا اگر کوئی شخص کے سامنے یا بیچنا اگر کوئی شخص کے

اور اس کے ذمہ بیچنے پر کیونکہ وہ کیل افعال مذکورہ کے کرنے میں متبرع جو یعنی افعال مذکورہ ہر لازم لفظ نہیں لایا لیکن مسئلہ اول اذا وکله
بدفع عین مخرجات او بلیع لہن شرط فیہ او بعدا فی الاصل او بخصوۃ بطلب المذبح وغاب المذبح علی علیہ اشتباہ
خیلا لما اتفی بہ قادی الہدایۃ مگر تین مسئلوں میں وکیل پر جو کیا جائیگا جب کہ موکل نے اس کے وکیل کو دفع عین کا ہر موکل غائب کیا
یا اس مرحوم کی بیٹا کیل کیا جس کے عقد رہن میں یہ شرط ہو یا بعد عقد رہن بیکی شرط ہوئی قول ابن زین یا اس کے وکیل کی بیعت
میں دعی کے طلب کرنے سے اور مدعا علیہ غائب ہو گیا کذا فی الاشباہ بخلاف فتاوی قادی ہر بیان شاریح ظاہر اہلالت لڑتا ہو کہ دار
ہایہ مسائل فقہ میں مخالف سے حالانکہ مخالفت اس کی نقطہ میں کے مسئلے میں سے کہ وہ جو وکیل کا قافلے سے در صورت امر موکل پر دفع
وثبت مال موکل دست وکیل چنانچہ منع الغار میں مبیع مذکور سے کہ لانی الحبلی قلت وظاہر الاشباہ ان الوکیل بالاجرة یجب رد فدیۃ رہن
کہتا ہوں اور ظاہر شہادہ یہ ہو کہ وکیل بالاجر پر جو کہ وکیل کر سکو ہم شہادہ میں ہو کہ وکیل پر جو رہن غیر اجرت کے شرط کے قافلے پر
انہو مختصرا اور ابن ضیا کی شرح مجمع میں سے کہ جو بہر لیکر بچتا ہے جیسے بیاع اور مسار او سپر جو کیا جائے گا ہتفا و من پر اس واسطے کہ
اس کو پہنچ گیا بلا اس کے عمل کا مانند مضارب کے در صورت حصول نفع کذا فی لفظہا ولا تنس مسئلۃ واقف الفقیہ و لا یجوز تنویر
البصائر فلعلمہ او فی اور نہ بہر تناد اقنۃ الفتوی کے مسئلے کو اور مراجعت کر تو را البصائر جانشین شہادہ کے طرف کہ دوسرے پورا ہو بیان کیا
ہم واقفہ الفتوی یہ ہو کہ جب کیل ہو اس میں کی قضا کا جو موکل پر ہے تو اس پر جو ہو گا تو مسائل اجبار وکیل ان و دشمنوں کے ساتھ مل کر اپنے
مسئلے ہوئی خلاصہ تنویر البصائر میں سے کہ اگر وکیل امور ہو قضای دین پر اپنے مال سے جو سپر رہن اور اگر امر کے مال سے مامور ہو تو
اس پر جو کہ لانی لفظ دعی مختصا فی فروع الاشباہ النواکیل بغیر وفتوی الختم لا یجوز عند الامام الا ان یكون الموکل حاکما
بنفسہ او مسکرا او میرا یقہا او متخذ کا اور شہادہ کے فروع میں سے کہ وکیل کرنا بدو ان رضاعت ہی میں سے کے جائز نہیں امام کے نزدیک ہر
یہ کہ موکل بذات خود حاضر ہو یا شہادہ نہیں ہو ہم نہیں سہل کر رہا کہ اول کتاب کا لہ میں مذکور ہو چکا الوکیل لا یوکل الا باذن امیرہ لوجوب
الرضعی وکیل و دیگر شخص کو وکیل نہیں کر سکتا مگر اپنے موکل کے اذن سے سبب وجود رضاعت ہی کے ہم وکیل کو دوسرے وکیل کرنا اس واسطے جائز
ہو کہ اس کو تصرف مفوض سے نہ تو کیل اور موکل تصرف میں وکیل کی راسی سے رضی ہو اور لوگ راسی میں تلف ہوتے ہیں اور عواوید ہو کہ جس
کام میں وہ وکیل ہو اس میں دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا تو حقوق عقد کی تو کیا غائب ہو گئے مثلا بیٹا وکیل دوسرے کو نہیں وکیل نہیں کر سکتا
لیکن تقاضی میں بلا اذن موکل کر سکتا ہو اس واسطے کہ حقوق عقد میں وکیل خود پہل سے لگا ادا وکلا فی ذمہ ذکوقا فواکل اخر
متم و شرفہم الا خیر جاز و لا ینقض بخلاف شرائط الاضحیۃ و الضحیۃ لغائبہ وکیل دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا اگر جب کہ وکیل کو
دفع ذکوۃ میں وکیل کیا سو اس نے دوسرے کو وکیل کیا اور دوسرے فی تیر وکلا وریس نے جو کہ اس نے ہذا القیاس ہو وکیل انیسٹر ذکوۃ غیر کو
دسی تو جائز ہے اور یہ جواز موقوف نہ رہا وکیل اول کی اجازت پر بخلاف خرید فریانی کذا فی لانی ہیۃ اتنی تہیۃ سے موکل نے یہ کہ فریانی خرید کر
پر وکیل کیا اور زیہ نے خالد کو وکیل کیا سو خالد نے فریانی خرید کی تو یہ خرید کی اجازت پر موقوف سے اگر اس نے جائز کہی تو جائز ہے
اور نہیں نہیں کذا فی لفظہا و الا الوکیل فی فیض الذمہ اذا وکل من فی حیالہ عہد ابن مالک اور وکیل کو وکیل کرنا جائز نہیں مگر قرض و
وکیل جب کہ وکیل کرے اس کے عیال میں سے تو صحیح ہو کہ اذکرہ ابن مالک والا عند تعدد المعلن من الموکل الا ذل لہ فی الکلام
فیہ بل لا جازا نہ محمول المقصود مد اور وکیل کو وکیل جائز نہیں مگر نزدیکی ہر ایسے میں کے موکل اول کے جانب سے جو وکیل کو تو جائز
ہو بلا اجازت وکیل اول سبب اصل جہنے منصوبہ کذا فی الدرر ہم اس واسطے کہ راسی کے طرف حاجت تقدیر میں کے واسطے ہوئی جو سبب ان ماص
بخلاف ہوس صورت کے جب کہ وہ وکیل مفر کو ادش ہر او یا اس واسطے کہ جب وہ شخص کے طرف تقدیر میں ہوئی یا جو وقت ہر میں تو ظاہر ہو گیا

غرض ہر کل اجتناع راسی وکیلین سے زیادت من اور ہتیار مشتری میں کذا فی الہدایہ والتفقین علی دیکھ کر ہر ایک کا لفظ فی التکلیف
 الا فی طلاق وعتاق لا یختلف بہ فلا یفرق فیہ اور سپرد کرنا وکیل کی راسی کے طرف چھوڑنا ہر ایک کے لفظ سے
 ہون کہنا کہ مل کر اپنی راسی اور تجویز سے اذن کے مانند سے وکیل کر نہیں مگر طلاق اور عتاق میں اذن کے مانند نہیں اس واسطے کہ طلاق
 اور عتاق بظاہر اذن امور کے سے کہ اذن سے منکر کہا جاتی ہے تو غیر وکیل بجای وکیل نہیں ہو سکتا کذا فی القنیہم یہ حکم نظر نہیں ہے ہر
 اور اگر وکیل کو صریحاً اذن ہو طلاق اور عتاق کی وکیل میں تو بلاشبہ صحیح ہے کذا فی الطحاوی قاتل وکل الوکیل غیرہ بدوھا بدوھا
 اذن و تفویض ففعل الثانی جہتہ او علیہ فاجازہ الوکیل الاول و متعلق حقاً بالعاقد علی المعصوم ہر اگر وکیل نے اپنے
 غیر کو وکیل کیا بدون اذن اور تفویض ہو کل کے ہر وکیل ثانی نے وکیل اول کے سامنے یا پیچھے وہ کام کیا سو وکیل اول نے اس کو جائز کیا
 تو صحیح ہے اور حقوق عقد عائد سے یعنی وکیل ثانی سے متعلق ہونگے بقول صحیح اس واسطے کہ مقصود حصول راسی وکیل اول ہو سو یہاں حاصل سے
 الا فی ما لیس بعقد فی طلاق وعتاق لتعلقہما بالشروط فکانت الموکل ملکہ بالفظ الاول دون الثانی مگر اس نصرت میں جو مقدر
 نہیں جیسو طلاق اور عتاق وکیل ثانی کا فعل باوجود اجازت وکیل اول صحیح نہیں بسبب متعلق ہونے طلاق اور عتاق کے شرط سے یعنی دونوں
 متعلق بشرط کی قابل ہیں تو اگر ہر ایک نے طلاق یا عتاق کو مستقل کیا وکیل اول کے لفظ سے نہ وکیل ثانی کے لفظ سے فلا یفرق عن الکتابین
 وخصموتہ قضاء وین فلا یفرق عن الخصم ابین ملک خلافاً لکتابہ اور دین سے ابرا کرنے میں کذا فی القنیہ اور خصوصت اور ابرا میں دین
 میں وکالت فی نہیں حاضر ہونا وکیل اول کا کذا ذکرہ ابن کاب بر خلاف غانیہ کے م خلاف غانیہ فقط خصوصت میں سے اس میں دین جو کہ اگر وکیل
 ثانی نے خصوصت کی اور ہو کل حاضر سے تو جائز ہے اس واسطے کہ جب وکیل اول حاضر ہو تو گو یا اوس نے خصوصت کی بذات خود مانند وکیل
 بیج کذا فی الطحاوی ولت فعل اجب فاجازہ الوکیل الاول جاز الا فی شراؤ فاقہ یفقد علیہ ولا ینقذ حق وجہ نفاذ اور
 اگر جہنی شخص نے کام کیا سو اس کو وکیل اول نے جائز کیا تو جائز ہے مگر خرید کرنے میں کہ وہ اجنبی پر نازد ہو گا اور موتوں نہ ہو گا جب کہ وہ
 نفاذ اور عتاق وکل بہ ای بالامر او التفویض فہو ای الثانی وکیل الاول وجہنی فلا یفرق بعزل موکل او موکل ویکثر کاتی فہو
 الاول کما مر فی القضاء اور اگر وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا ہو کل اول کے امر یا تفویض سے تو وکیل ثانی آمر ہے ہو کل اول کا وکیل ہے اور
 اس وقت میں نہ وہ معزول نہ ہو گا اپنے ہو کل سے وکیل اول کے معزول کرنے اور مر جانے سے اور دونوں وکیل معزول ہونگے ہو کل اول
 کی موت سو چنانچہ مذکور ہو چکا کہ ب القضاء من وفی البحر عن الخلاصۃ والخانیۃ لہ عزالہ فی قولہ لا یمنع ما شئت لیرضاہ بصرہ و
 من صنیعہ بخلاف اعلیٰ بایک قال المصنف فعلیکہ لو قبل للتأخیر لا یمنع ما شئت فله عزالہ تأخیرہ بلا تفویض العقل
 صیح بخلاف الثانی کو وکیل الوکیل اور بحر الرائق میں خلاصہ اور غانیہ سے مذکور ہے کہ وکیل اول کو وکیل ثانی کا معزول کرنا جائز ہو کل
 اس قول میں کہ کہ جو تراجی چاہے بسبب ہونے ہو کل کے وکیل اول کی صفت سے اور اس کا معزول کرنا بھی اوسکی صفت سے بخلاف اس قول
 کہ مل کر اپنی راسی پر مصنف نے اپنی شرح میں کہا تو ہو جب اس قول کے اگر غرض سے کہا جائے کہ کہ جو تراجی چاہے تو اس کو اپنے نائب معزول
 کرنا جائز ہے بدون یہاں کے کہ اس کو معزول کرنا صریحاً مفوض ہوا اس واسطے کہ نائب قاضی وکیل الوکیل کے مانند ہے و اعلم ان الوکیل
 وکالہ عامۃ مطلقہ متفقہ انما یمکنک المتعاضات لا الطلاق والعتاق والتبرکات بہ یقین زواہر الجواہر فی تہذیب الجہات
 اور دریافت کر کہ وکیل ہر کالت عامہ مطلقہ مفوضہ مالک نہیں مگر معاضات کا نہ طلاق اور عتاق اور تبرکات کا سہیا تو جسے کذا فی زواہر
 الجواہر و تہذیب الجہات قال لرجل فی ثبوت البک امرائی صبار وکیل بالطلاق و تعقید طلاقہ بالجلس بخلاف فی ہر کالت
 فی امرائی فلا یقید بہ ہر کہا ایک مرد سے کہ میں تو تفویض کیا تیرے وطن اپنی عورت کا امر تو وہ وکیل ہو گیا طلاق کا اور تعقید طلاق کا

مطلوبہ ابراہیم کے موکل پر گواہ فائز کی تو دیون کی کوئی سبیل نہیں کیل پر اور وہ تو موکل سے پہلے گواہ دینے کو یا سوہلو کہ وکیل کا قبضہ اور تصرف موکل کے قبضہ کے مانند ہو گا ذرا فی الذمۃ الوکیل بالخصوص اذا ابی الخصم ان یجبر علیہا الا اذا کان وکیل بالخصوص مع بطلان مدعی غایب مدعی علیہ فی الاشباہ ولا یجبر الوکیل اذا ائتمن عن فعل ما وکیل فیہ لمتبعہ الا فی ثلاث کما ترخصت کا وکیل بیکہ خصومت کر نہ و گواہ کرے تو خصومت کر نہ بڑ بڑی خبری مگر نہیں کہ وکیل بالخصوص مدعی کی درخواست ہو اور مدعا علیہ و پیش ہو گیا ہر شاہ میں کہ وکیل پر جبر نہیں جب کہ وہ باز ہو اور اس کو حسین وہ وکیل مقرر ہو اسبب تبرع ہو تو وکیل کے مکررین مسئلوں میں جبر کیا جائے گا چنانچہ مذکور ہو چکا اس باب کے پہلے خلاف الکفیل ناانہ یجبر علیہا لئلا لفرامہ بطلان ضامن کے کہ و سپر جبر ہو یا خصوص پر سبب لزام کے ہم میں جو ضامن ہو خصوص کا اس پر جبر ہو گا اور تصرف اور اس کی بون ممکن ہے کہ ضامن ہو ایک شخص کا جو اس پر ثابت ہو سوہلو کہ اس کا اقرار کیا اور طالب ہزار کا مدعی سے نہ ضامن سے خصوص کجائی کی اوس مال میں جو مدیون پر ثابت ہو گا کذا فی المطاری و کذا فی خصوماتہ واخذ حقوقہ من الناس علی ان لا یكون وکیل فیما یدعی علی للموکل جائز ہذا النواکیل فلو ائتمن الوکیل المال کہ ای الموکل لفراد اذا الخصم الدافع لا یسمع علی الوکیل لانه لیس بکیل فیہ درل موکل نے ایک شخص کو وکیل کیا اپنی خصوصیات میں اور اپنے حقوق کے لئے میں لوگوں سے اس شرط پر وکیل کیا کہ وہ وکیل ہو گا اوس میں جو موکل پر دعویٰ کیا جائے تو یہ وکیل جائز ہے سو اگر وکیل نے موکل کا مال ثابت کیا پر مخا صنف دفع مال کا ارادہ کیا تو اس کا دعویٰ وکیل پر سمیع ہو گا اس واسطے کہ وہ اوس میں وکیل نہیں کیا فی الدرر ہم تو مدعا علیہ پر مال کے لئے کا حکم ہو گا پر مخا صنف کو اختیار ہے کہ موکل سے دفع دین کا مواخذہ کرے و کذا فی الوکیل بالخصوص ما لا یغیر ما مطلقا بغیر الحدود والقصاص علی موکلہ عند الفاضی دون غیرہ استثنائا اور صحیح ہے خصوص کے وکیل کا اقرار سوا میں وہ و درنصام کے اپنے موکل پر قاضی کے نزدیک نہ قراضے کے نزدیک نہ حسان کے رنگ نہ فی خصوص کے وکیل کا اقرار مطلقا نہ قاضی نہ غیر قاضی کے نزدیک یعنی وکیل صلح یا وکیل قبض یا وکیل لازمت کا اقرار اپنے موکل پر سمیع نہیں و ان انفعل الوکیل بہ ای یجوز الا اقرار یجوز لا یدفع الیہ المال ولکن برہن بعد علی الوکیل لئلا یفرض حمل وکیل خصوص کا اقرار اپنے موکل پر سمیع ہے اگرچہ وکیل معزول ہو جائے اس اقرار کرنے سے تو وکیل کو مال نہ دیا جائے گا اگرچہ بعد اس اقرار کے گواہ لاوی دلائل پر سبب تا قاضی کے کذا فی الدرر ہم صورت اس کی یہ ہو کہ موکل نے اس کو وکیل کیا اس کا کہ خصوص کرے موکل کے جانب سے دعویٰ سے سو وکیل نے اپنے موکل پر اقرار کیا کہ اس نے بیکی سے نو دہ اس اقرار معزول ہو گیا و کالت سے تو اب خرید کا من مدعی سے نہیں لیکتا کذا فی المطاری و کذا اذا استثنی الموکل اقرارہ بان قال وکلک بالخصوص فیہ جائز الا اقرار یجوز النواکیل والاستثناء علی الظاہر باذیہ اور صلح جب کہ موکل نے اپنا اقرار سننے کر لیا صلح کہ میں نے جو خصوص غیر جائز الا اقرار میں وکیل کیا تو وکیل اور دشنام سمیع سے قول ظاہر پر کذا فی الدرر ہم بمرالائی میں کہا خلاصہ یہ ہے کہ دلائل اپنے طرح جو ایک یہ ہو کہ خصوص کا اقرار کرے تو وہ خصوص اور اقرار دونوں کا وکیل ہو گا یہ کہ اقرار کو مستثنیٰ کرے تو فقط گواہ کا وکیل ہو گا نہ اقرار کا یہ کہ اقرار کو مستثنیٰ کرے تو فقط اقرار کا وکیل ہو گا ظاہر الر دایہ میں ہم یہ کہ خصوص جائز الا اقرار میں وکیل کرے تو خصوص اور اقرار میں وکیل ہو گا یہ کہ خصوص غیر جائز الا اقرار والا محاربین وکیل کرے سمیع متاخرین کا خلاف ہے کذا فی المطاری فلو اقر عند ای الف لا یسمع وخرج بہ عن الوکال فلا یسمع خصمہ درلہ تو بعد دشنام اقرار اور وکیل نے اقرار کیا قاضی کے نزدیک تو سمیع ہو گا اور اس اقرار دلائل سے نکل جائیگا تو اس کا خصوص کرنا سمیع ہو گا کذا فی الدرر ہی موکل بالاقرار ولا یصلح بہ ای بالموکل یقر لیس اور سمیع ہے موکل کو اپنے اقرار کا وکیل کرنا اور موکل اس توکیل بالا اقرار سے معز ہو جائے گا کذا فی الدرر ہم طحاوی نے اس کی ترمیم میں نہ کو کر کی جو کہ ممکن ہے کہ موکل اقرار کے واسطے وکیل کرے شور اور شغب اور خصوص کے خوف سے اگرچہ ہر گچہ میں واجب ہو اس واسطے کہ ہر شخص خصوص پر فاد نہیں سو اگر مخا صنف اور ثبات مال کا ارادہ کرے بسبب کیل بالا اقرار کے تو قاضی سپر حکم کرے گا و یقبل توکیل الکفیل بالمسالی

لنا یصیر حاکماً لنفسه اور اہل ہے مال ضامن کو وکیل کرنا تاکہ وہ اپنی ذات کے واسطے حامل ہو جائیو م صورت اسکی یہ ہو کہ اگر ایک شخص دوسرے پر دین ہو اور کوئی مرد اس کا ضامن ہو سو طالب ضامن کو اس دین کے قبضہ کرنے کا وکیل کرے مدعا علیہ پہلی سے تو وکیل صحیح ہوگی اس واسطے کہ وکیل وہ سے جو غیر کے واسطے مل کرے اور اگر یہ دکالت صحیح ہو تو وکیل اپنی ذات کے واسطے حامل نہیں رہے وہ سامی ہو گا لیکن برمی الذہب نے من تو کر دکالت مقدم ہو گیا پس دکالت باطل ہو گئی کہ نہ لے لہنی کما لا یجوز لہ و کما لا یجوز لہ ای الذہب من نفسه او عبدہ لان الوکیل من عمل لنفسه بطلت الا اذا وکل المدیون یا برآء و نفسہ فیعجز و یجوز عنہ لہ قبل لہ ما یجوز من نفسه اشتباہ جیسے صحیح نہیں تو وکیل اگر سوکل وکیل کرے قبضہ دین کا وکیل کی ذات سے یا اس کے غلام یا ذون دیون سے اس واسطے کہ وکیل جب کہ مال کا اپنی ذات کے واسطے تو دکالت باطل ہو گئی مگر جب کہ دائن دیون کو ابراہی ذات دیون کا وکیل کرے تو وکیل صحیح ہے اور صحیح سے دیون کا مفرد کرنا دکالت سے قبل سہا ت کے کہ وہ اپنی ذات کو برمی الذہب کرے کہ نہ لے لہنی الامشیاء م فو لہ اذا وکل من غیر فاعل سے راجع ان کے طرف اور دیون بھنب مفعول سے فاعل النفس من ہے کہ اگر وکیل کو ابراہی شخص دیون کا وکیل کرے تو صحیح ہے اگر یہ مدعا علیہ ہے اپنی ذات کے واسطے بسبب فاعل الذہب کر نیسے اس واسطے کہ وہ مال کرے صاحب دین کے واسطے اس کے دین کے غلط سے اور دکالت کی شرط یہ ہو کہ غیر کے واسطے حامل ہو نہ یہ کہ اپنی ذات کی واسطے حامل ہو لہذا جب یہ معلوم ہوا تو شایع کا دیون کہنا کہ وکیل جب اپنی واسطے عمل کرے تو دکالت باطل ہے بلکہ وہ سے مگر یہ کہ اپنی ذات کے مال کو خالص نفیہ عمل پر محمول کیجئے کہ نہ لے لہنی الامشیاء وکل المدیون یا برآء و نفسہ من الخصال علیہ او وکل المدیون یا وکیل الطالب بالقبض لہ یجوز لا یجوز لہ فاعلیاً و مقضیاً فنیہ یا وکیل کرے مثال میل کو قبضہ دین کا محال علیہ سے یا وکیل کرے دیون طالب کے وکیل کرے تو صحیح نہیں اس واسطے کہ ایک شخص کا دینے والا ہونا اور تقاضا کرنے والا ہونا محال ہے کہ نہ لے لہنی مگر کوئی کہ وکیل کے ذمے سے دین منتقل ہو گیا بسبب حوالہ کے تو وہ اجنبی ہو گیا تو اسکی تو وکیل کیون صحیح نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ میل سامی سے اپنی براوت نفس من اس واسطے کہ اگر حال علیہ نفس مر جاو یا شکر حوالہ ہو بلا بیان تو دین مجاہد راجع ہو گا غلامتہ عبارت فنیہ یہ ہے کہ اگر دائن نے کسی کو دیون سے دین لینے کا وکیل کیا سو دیون نے اس وکیل کو اپنے طرف سے وہی وکیل کیا کہ یہ میرا سبب یا بیکر صاحب دین کا دین اور اس نے مجاہد و رشن لیا اور وہ ہو گیا تو دیون کا مال تلف ہو گیا کیونکہ اسکا قاضی اور مقضی ہونا محال ہے اور ایک شخص صلاحیت نہیں رکھتا کہ مطلب اور طالب کا وکیل ہو قضا اور قضاء میں کہ انی لطلما وی بخلاف الکفیل بالنفس والرسول و وکیل الامام بدیع القناطر والوکیل بالذریعہ حیث یجوز ہما تھران علیہما من متفقہ بخلاف حاضر ضامن کے اور رسول بقبض دین کے اور بادشاہ کے وکیل کے جو غنا مریجے کا وکیل ہے اور تزیوہ کے وکیل کے کہ اوکل ناؤا دینا صحیح ہے اس واسطے کہ ہر شخص دین سے سیر اور منبر محض سے لئے حقوق عفو و اس کے طرف راجع نہیں جو ادھکا ضامن صحیح ہوا وکیل بقبض الدین اذا اقل ہو و بطل الوکالۃ لان الکفالۃ اقوی للزویۃ فقصہ ناسخ قبضہ دین کا وکیل جب کہ ضامن ہو جائیو دین کا تو صحیح ہو اور دکالت باطل ہوگی اس واسطے کہ ضمانت تو ہی تر سے دکالت سے بسبب ذمہ ہونے ضمانت کے اور عدم ذمہ کالت کے تو ضمانت صحیح ہو سکتی ہو دکالت کی بخلاف العکس بخلاف عکس یعنی جب کہ دین کا ضامن ہو پر قبضہ دین کا وکیل ہو تو دکالت صحیح نہیں اور ضمانت باطل ہوگی پس مطلب ہر مصنف کے قول سابق کا کہ مال ضامن کی وکیل باطل ہے و کذا اکملنا تحت کفالۃ الوکیل بالقبض بطلت و کالتہ تعدیۃ انکفالۃ او تافوت لما قلنا اور اہم جب کہ وکیل بقبض دین کی ضمانت صحیح ہوگی دکالت اسکی باطل ہو جائیگی خواہ ضمانت مقدم ہو دکالت یا غیر ہو بسبب اس میں کے جسکو ہم کہتے ہیں یعنی ضمانت تو ہی تر سے دکالت سے تو اسکی ناسخ ہوگی وکیل البیوع اذا اقصم الغن للباقیہ من مستوی لہو جہر لما تراثہ یصیر حاکماً لنفسه یہ کہ وکیل جب کہ بائع کے من کا ضامن ہو مشتری کے جانب سے ہو جائے تو نہ ہو گا اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ وکیل اپنی ذات کے واسطے حامل ہو جاتا ہے یعنی بشرط وکیل یہ ہو کہ حامل غیر ہو نہ اپنی ذات کے واسطے فان اقلی حکم الضمان

کتاب الوکالت
جلد سوم
صفحہ ۴۳۸

دیکھ لیتا ہے و بدلتا ہے لایستدفعہ پر اگر وکیل نے ضمن اور کیا بلکہ ضمن دشمنی سے پہلے سبب مل جوسنے ضمان کے اور اگر بدین حکم ضمان
 کیا تو دشمنی سے نہ پہلے بلکہ ترعہ اور ہمسایان کے ادا ہی آئے وکیل الغائب بعض دیکھتا ہے کہ الغائب بدلتا ہے قوتہ الیہ
 عمل کا قرار دلا نہیں گئی تو ادا ہی لایستدفعہ دعویٰ کیا کہ وہ شخص غائب کا وکیل ہے اس کے دین کے قبضہ کرنے میں سودیوں نے دوسرے
 وکالت کی تصدیق کی تو اس پر دایمین کا حکم کیا جائے گا بنا بر عمل باقرار دیوں اور مدیوں کی تصدیق نہ ہوگی مگر وہ ایسا ہی دین کا دعویٰ
 کرے گا جیسے بجز و دعویٰ ایسا ہی دین ثابت ہوگا فان حضور الغائب فہم کا فی التوکیل کیا و قیحت والا اھ الغائب بدلتا ہے قوتہ الیہ
 الیہ ای الغائب ثانیاً لفساد الاداء بانکارہ مہینہ پر اگر غائب آیا سو اس نے اس کے وکیل کرنے کی تصدیق کی تو ہر از وجہ
 ہوا اور نہیں تو مدیوں کو حکم کیا جائے گا کہ غائب کو دوبارہ دین ادا کرے بلکہ ہر وجہ سے ادا ہی اول کے اس کے منکر ہونے سے قسم
 ساتھ ہم لینے جب غائب نے قسم کھائی کہ یہ شخص میرا وکیل نہیں تو میں وکالت کو دین دینا فاسد نہیں البتہ اس پر دوبارہ ادا ہی دین لازم
 ہوگا و رجوع الغائب علی التوکیل ان باقیاتی بدلتا ہے لیسفہلک فانا یضمن مثلاً خلاصہ اور مدیوں وکیل سے
 دین پہلے اگر دین اس کے ہاتھ میں باقی ہو اگر یہ بقای دین حکمی ہو نہ حقیقی سہلح کہ وکیل نے دین کو ہلاک کر ڈالا ہو تو اس پر ضمان سہل
 لازم ہوگا کہ لے لے خلاصہ وان ضام لا عمل بقصد یقظ اور اگر دین ضائع ہو گیا وکیل کے پاس تو مدیوں اس کو نہیں لے سکتا اس کی تصدیق
 عمل کرنے سے یعنی جب اس نے دین دیا اس کی وکالت کو تصدیق کر کے تو مدیوں کا قصور نہیں البتہ رجوع نہیں کر سکتا الا اذا کان قد
 ضمت عند الدفع لعدو یا اخذ الدائن ثانیاً لاما اخذ التوکیل لانه امان لا یجوز بہا الکفالة من یلی وغیرہ مگر بدین نہیں
 وکیل سے دین پہلے جب کہ وکیل دفع دین کے وقت ضامن ہوا ہوا مال کا بقدر اس کے جسکو ان و دوسرے بارے نہ اس مال کا جسکو وکیل
 لیا کیونکہ وہ امانت ہے جسکی ضامنی جائز نہیں کہ لے لے الزیضہ وغیرہ ہم الضامنی کی صورت یہ کہ مدیوں کہو وکیل سے کہ میں تو اس کا وکیل
 ہی لیکن میری خاطر جمع نہیں کہ موکل وکالت کا انکار کرے اور مجھ سے دوسرے بار اپنا دین لے تو وکیل ضامنی داخل کرے مال ماخوذ کی
 کہ لے لے طوطا ہی او قال له قبضت منك علی انی ابرأتک من الذم فہو کما قال الاب للخن عند اخذ مہر بنیہ اخذ
 منك علی انی ابرأتک من مہر بنی فان اخذتہ البنت ثانیاً رجعت الخن علی الاب فكذا اخذ ابن ازیہ با وکیل نے مدیوں
 کہا کہ میں نے تجھ سے ال لیا اس شرط پر کہ بیوہ تجھ کو بری الذمہ کر دیا دین سے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ باپ نے انا دے کہا اپنی بیوی
 کے مہر لینے کے وقت کہ میں اس شرط پر تجھ سے لیتا ہوں کہ میں نے تجھ کو بری الذمہ کر دیا اپنی بیوی کے مہر سے سو اگر مہر کو بیوی دوبارہ
 لیگی تو ادا باپ سے پہلے کا سوسطیح یہ مسئلہ ہے کہ انی ابن ازیہ و گدا یضمتہ اذا التوکیل فہو علی التوکیل یقع صورتی
 التکویت والتکذیب و دفعہ له ذلك علی نزعمہ التوکیل فہذا اسباب الرجوع عند الہلالہ اور سہلح وکیل نے مال غائب
 کی جب کہ موکل اس کی تصدیق کرے وکالت پر اور مدیوں نے اس کو دین دیا وکالت کے گمان پر عدم تصدیق وکالت شامل ہے و صورت
 سکونہ اور تکذیب کو تو یہ سہا بہ میں رجوع دین کے جب کہ دین ہلاک ہو جائے وکیل کے پاس م رجوع کے میں سبب میں اب یہ کہ عند الذمہ
 وکیل کا ضامن ہوا دوسرا یہ کہ قبض کر و بشرط ابراہی مدیوں سہا بہ کہ ضامن ہو در صورت عدم تصدیق موکل فان ادعی التوکیل
 ہلاکہ او دفعہ له کالہ صلیق الوکیل جلیفہ پر اگر وکیل ہلاک دین کا یا اپنے موکل کے دینے کا دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق ہوگی
 وکیل کی قسم کے ساتھ ہم تصدیق وکیل سو اسی مسائل میں رجوع مذکورہ میں ہوگی کہ لے لے طوطا و فی الوجہ لہذا کی قیاساً الغائب
 لیس لہ الاستدعاء حتی یخبر الغائب اور سب وجہ مذکورہ میں مدیوں کو پہلے لیا دین کا وکیل سے جائز نہیں تا حضور موکل غائب
 وان برہن انہ لیس بوکیل او علی اقرارہ بذلك او اراد استخلا فہ لم یقبل لیسعہ فی نقص ما وکجہ للغائب اور اگر

دعوی ثابت ہوا تو اسکے حق میں تاخیر نہ ہوگی و آتھ خلیفۃ المومنین لا یؤکل الا فی البیت لا یجوز فی البیت خلافاً لافقہ اور مدبروں کو جائز
ہو تب لینا مثلاً اسی دین کے انکار میں مومل سے نہ وکیل سے اس واسطے کہ نیابت جاری نہیں ہوتی قسم میں بخلاف زفس کے و کو و کلا بعید
فی امتی و ادعی البائت ان المشتوی رضی بالعیب لعمریہ علیک یحق یخلف المشتوی والفرق ان القضاء هنا فیس لا یقبل
التفق بخلاف ما تم خلافاً لہا اور اگر ایک شخص کو خریدی نوٹھی کے سبب میں وکیل کیا اور بائع نے دعوی کیا کہ مشتری نوٹھی کے سبب
راضی ہو گیا ہوتا وکیل بائع پر رد بیم کر جو جب تک مشتری قسم کھاؤ اور فرق اس مسئلہ میں اور مسئلہ سابقہ میں یہ ہے کہ قضایا بیان دہن
ہو کہ منقض قبول نہیں کرتا بخلاف شکے جو مذکور ہو چکا بخلاف نہ سبب صاحبین کہ اسکے نزدیک و بیع ہو گا ہم یعنی اگر و بیع کے ہم قائل ہوں
تو قضایا منقض نہیں ہوگی کیونکہ رد سے عیب اور طرح کار و نسخ مقدم اور قضایا ہوتو و لیسوع جاری سے صحت پر اگرچہ خطا ظاہر ہو کیونکہ امام کے
نزدیک قضایا نافذ سے ظاہر اور باطن دونوں میں بخلاف مسئلہ دین کے کہ اوس میں تدارک ممکن سے مقبوضہ وکیل کے سہرا دوسرا اگر خطا
ظاہر ہو قسم نکہا شکے وقت اس واسطے کہ قضایا بیان باطن میں نافذ نہیں کیوں کہ حکم نہیں مگر مجتہد تسلیم تو قضایا ہوتو و لیسوع میں نہ پھر
کہ انہی اہلبی فلورڈ ہا الوکیل علی البائت بالعیب فحق المومل و صمد قہ علی الرضی کا منت لہ لا للبائت انفاقاً فی الاصولات
الغضا لا عن دلیل بل للتحقیق بالرضی نظر خلافہ فلا یقتد باطناً یا بیہ پر اگر وکیل نے نوٹھی پیر دی یا نہ کو یعنی حکم فاضی پیر
مومل آیا اور اس نے بائع کی تصدیق کی اپنے راضی ہو جانے پر تو وہ نوٹھی مومل مشتری کی ہوگی نہ بائع کی باتفاق امام اور صاحبین قول اصح
میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم دیں سے نہیں بلکہ نادانستگی رضامندی سے ہو پیر اسکے خلاف ظاہر ہوا تو حکم نافذ ہوگا باطن میں کہ ان فی قضایا
والامور بالانفاق علی اہل اہل و بناء اذ انقضت لہن اذ الشراء و اذ التمسک عن زکوة اذ التمسک ما دیم الیہ و نقدان
ما لہ نادیا الرجوع کذا فتد الخا مسہ فی الاشباہ و حال قیامہ لہ یکن متبرکاً بل بغير انفاقا بل مستحسناً اذ انما یتبع الی غیرہ
اور جو شخص مامور ہو خرج کرنے کا مومل کے اہل یا بنی عمارت پر مامور ہو اسکے ادا دین کا یا خریداری کا یا زکوۃ کے تصدق کرنے کا جب کہ وہ کہہ ہو
وہ مال جو اسکے مومل نے دیا اور وہ اپنے مال سے مال مومل کے موجود ہو نیکی وقت جمع کی نیت کرے یا طبع نیت رجوع کی قید لگائی سے مسئلہ
خاص یعنی زکوۃ میں شبہاء کے اندر تو مامور متبرع ہو گا بلکہ مقاصدہ واقع ہو گا یعنی مجرا جو طے کا بطریق استسکان جب کہ مامور نے اس مال کو غیر مومل کے
طرف نسبت کیا ہو یعنی متبرک کہ وقت ہون کہہا ہو کہ یہ میں اپنے مال سے دینا ہوں بلکہ مومل کے طرف نسبت کیا ہو یا مطلقاً دیا ہو ہم رجوع کی نیت
ہوں ہوگی کہ جو مال کہ مومل نے دیا اور مومل مامور پر اس مال کا جو اس نے صدقہ یا اپنے مال سے طوطا دی اور مومل نے کہا کہ زکوۃ کی قید فلا ہوا
انفاقاً فی مملوکاتہ وقت انفاقہ مستفلاً و لو یصر فیہا لدین نفیہ اذ انفاقا العقد الی دہر اھو نفیہ فیہ و ہا و مستفلاً
لنفیہ متبرکاً بالانفاق لان الدار اھو متعین فی المملوکاتہ و ہا زایدہ پر اگر مامور نے خرج کرنے کے وقت مومل کے وراہم متبرک ہوں
اگرچہ اوٹھا متبرک مامور کے دین ذاتی کے طرف صرف کرنے سے ہو یا مامور نے عقد کو اپنے وراہم ذاتی کی طبع نسبت کیا ہو یعنی ہوں کہہا ہو خرید
کے وقت مثلاً کہ میں سکوا اپنی وراہم سے مول لیا ہوں تو مامور پر نادان لانہ ہو گا اور مامور اپنے واسطے خریدار متبرک جائے گا اور اہل و عیال کے
خرج کرنے میں متبرع اور مطلق ہو جائیگا یعنی مومل کے مال سے بجز ان کے کہ اس واسطے کہ یہ وراہم دکالت میں متعین ہو جائیں کہ ان فی انہا
والزاد یہ ہم انفاق کے مانند شرع اور صدقہ ہو چاہیہ بجز الزانی میں مخرج سے جب کہ دکالت میں وراہم متعین ہو پیر دی اور قبل انفاق یا قبل شرا ہوا
ہو گئی تو دکالت چل ہوگی پیر اگر مامور متبرع کر گیا اپنے مال سے تو متبرع ہو گا تو ہر مومل سے نہیں لیکھا کہ لطفہ طوطا دی ضروری التمسک لافقہ
ان یقیض من مدلولہ انفاقاً و یتصدق فی صدقہ علی المد ہوں جا آ مستحسناً فان متعین ہو کہ اگر مومل نے وکیل کو امر کیا
کہ میرے ہوں کو ہزار درہم اور صدقہ کر و سوا دس نے ہزار صدقہ کیے اپنے مال سے تاکہ ہرے اسکے مدبروں کو تو جائز سے بطریق احسان کے

میں کہتا ہوں تو در کے مطلقین بحث سے ہم در میں یوں کہتا ہے کہ جب حق غیر متعلق ہو تو وکیل موزول نہیں ہوتا جسے اور تعلق حق غیر متعلق
 بالخصوصہ بالتاس طالب کو بھی شامل ہے اور حالانکہ اس میں ایسا حکم نہیں کہ لٹنے وینغزل بافتراق احد الشر بکین و لو یبق وکیل
 ثالث بالکشف ولاق لمریکم الوکیل لانه عزل حکمی اور وکیل موزول ہوتا ہے احد الشر بکین کے انفراف سے اگرچہ وکالت بزرگیش
 ہو صرف کے واسطے اور گو کہ وکیل کو عزل کا علم نہ واسطے کہ وہ عزل سکے ہے ہم مطلق اتن سکھ شامل ہے کہ وہ دونوں شرکین میں
 انفراف ہو شرکت کے بطلان سے چنانچہ دو زن مال یا ایک مال ہلاک ہو جائے قبل خرید کے تو وکالت نہیں بھی باطل ہوگی اور سکھ شامل ہے کہ دونوں
 یا ایک شرکین سے شخص کو تصرف کا وکیل مقرر کریں تو بعد انفراف وہ موزول ہوگا وینغزل یعنی موکلہ لو ممکاتبا و جحجی ای مقولہ
 لوکاد وکالت ای علیہ اوکالانہ عزل حکمی لکھا اور وکیل موزول ہوتا ہے اپنے موکل کے عاجز ہونے سے ادا ای بدل کتابت ہو
 اگر موکل عبد مکاتب ہو اور اپنے موکل کے مجبور ہونے سے اگر موکل عبد آزاد و نئے التجارۃ ہو شیطرح موزول ہو جاتا ہے یعنی اس کو جو عزل کا
 یا ہوا واسطے کہ وہ عزل سکے ہے چنانچہ مذکور ہو چکا و ہذا اذا کان وکیلانی القصور و الحصر و اما اذا کان وکیلانی قضاء ذین
 و انقضائہ و قبض و قفلا ینغزل یعنی و جحجی اور یہ سے عزل بسبب عجز اور جس کے اس وقت سے جب کہ وکیل ہو عجز و اور خصوصیت
 اور جب کہ وکیل ہو ادا ای دین اور طلب ذین قبض و دینت میں تو موزول نہیں ہوتا عجز مکاتب اور جرد و ذین و ذیل الموف وکیل عبد
 الماذون لمریکم عزل اور اگر کسی نے اپنے غلام ماذون کے وکیل کو موزول کیا تو وہ موزول ہوگا وینغزل یعنی مقولہ ای الموقل نفسه
 ذینا و یبق وکیل عن النصرف نفعہ و الا لا لکما لو ضلعت احدہ و ذالو لک باقیہ ذالو وکیل تطلیقہ یا آخری
 لبقایہ المحلل اور موزول ہوتا ہے وکیل موکل کے بذات خود تصرف کرنے سے اور منسل جین جین وہ وکیل مقرر ہو موکل کے ایسے تصرف
 عزل ہوتا ہے کہ وکیل اس کے ساتھ تصرف کر نیسے عاجز ہو جائے اور اگر وکیل عاجز ہو تو وہ موزول نہیں ہوتا چنانچہ اگر موکل نے اپنی زوجہ کو
 ایک بار طلاق دی اور حالانکہ عدت باقی ہے تو وکیل کو دوسری طلاق دینا جائز ہے بسبب باقی رہنے محل طلاق کے ہم موکل کے جس تصرف کو ساتھ
 وکیل تصرف نہیں کر سکتا اس واسطے موزول ہو جاتا ہو کہ وکالت کی حاجت باقی نہیں رہتی چنانچہ عناق عبد یا کتات کا وکیل کیا ہو اور سکھ موکل نے خود
 آزاد کر دیا یا مکاتب کیا یا زوج یا خرید کا وکیل کیا سو آپ نکاح کر لیا یا مول لیا یا طلاق کا وکیل کیا سو خود اس کو تین بار طلاق دی یا ایک بار طلاق
 دی اور عدت گزرنے یا صلح کا وکیل کیا سو آپ صلح کر لیا و لو انکذا الزوج و صلح و قع طلاق وکیلہ ما بقیت العدة اور اگر زوج مرد ہو گیا یا
 وارثوں میں لاحق ہوا تو اس کے وکیل کی طلاق واقع ہوگی جب تک عدت باقی رہے بحکم اللقی وغیرہ میں یوں ہو کہ اگر زوج مرد ہو جائے تو وکیل کی طلاق
 موت پر ناجہامی عدت واقع ہوگی اور لحن زوج ہنزل اس کی موت کے سے اپنی خوشی کے کلام میں لحن اس لحن پر محمول ہے جس پر فاضلی کا حکم
 نہیں ہوا اور صاحب بحر وغیرہ کا کلام اس لحن پر جس پر حکم ہو گیا کہ وہی ہنزل موت کے ہے کہ انہی عطاردی و قفلا الوکالۃ اذا عاد الی
 ای الموکل قد بطلت کلن وکالہ بیہ قیام موکلہ فخر علیہ باہم فیہ بقی علی وکالتہ اور پھر اتنی سے وکالت جب کہ موکل بطلت
 اس کی تدبیر ہو اور چنانچہ ایک شخص کو بیکا وکیل کیا سو اس کو بعد الا اسکے موکل نے پھر وہ چیز ہر دی گئی موکل کو اس سے کہ نہ بیخ ہو چنانچہ جسکے
 فاضلی رد بالعیب اتع ہوا تو وکیل باقی ہے گا اپنی وکالت پر او بقی آنک ای اثر علیہ لسنۃ العدة یا باقی ہے ملک موکل کا اثر مانے مسئلہ کے
 اپنے زوج نے طلاق کا وکیل کیا ہو ایک طلاق خود موکل نے دی اور عدت ہنزل باقی ہے تو وکیل باقی طلاق دیکر اسے بخلاف تمام لو جحد
 الحاکم بخلاف اس کے اگر ملک جدید حاصل ہو ہم چنانچہ ایک چیز کی بیکا وکیل کیا ہو آپ اس کو جب الہ پر سکھ مشی سے خرید کیا تو وکالت مرد
 حکم کی اس واسطے کہ بیان قدیم ملک نے خود نہیں کیا بلکہ وہ تازہ ملک حاصل ہوئی فروع مسائل عمدہ شارح کے فی الملقط مقرر و کتابت
 کام بقولہ الکتاب ملقط میں ہے کہ موزول کیا اور موزول کی لکھی ہوئی تو موزول ہوگا جب تک وکیل کو خط نہ پہنچے اس واسطے کہ یہ عزل قصدا

[illegible]

دعویٰ اوس ملک کی جو مفید بیجے چنانچہ تاج اور تاج تو قابض کے گواہ ادرے قبول ہیں بالاجماع چنانچہ آدھ کام صورت تاج یہ ہو کہ ہر ایک نے
گواہ قائم کے کہ کوئی دسی اس کے پاس جی تو قابض کے گواہ مقدم ہیں اس واسطے کہ دونوں کے گواہ مثبت ملک میں اور قابض کے ساتھ ترجیح
ہو قبض کی اور تاج کی صورت یہ ہو کہ دونوں نے گواہ ہر قسم قائم کیے گواہ میں تاج کیا اوس عدوت سے تو قابض کے گواہ ادرے بالقول ہیں
تو ملک سے مراد وہ ہو جو ملک حقیقی اور حکمی دونوں کو شامل ہے وَقَقَى الْقَضَى عَلَيْهِ يَكُونُ لَهُ كَوْنُهُ لَوْ كَانَتْ فِي مَجْلِسِ الْقَضَى حَقِيقَةً
بِقَوْلِهِ لَا أَحْلِفُ أَحَدًا كُنْ سَكَنَ وَعَلَيْهِ آتَاهُ مِنْ غَيْرِ أَقْلِهِ خَرَجَ فِي وَطَرِشٍ فِي لَصِيحِهِ سَرَاخٍ دَعَرَضَ إِلَيْهِ ثَلَاثُ ثَمَّ الْقَضَا
أَحْضًا اور حکم کر دے قاضی مدعا علیہ پر ایک بار کے نہ قسم کھانے سے اگر ان کا قسم قاضی کی مجلس میں ہوئے الحقیقہ مدعا علیہ کے یوں کہنے سے کہ
میں نہیں قسم کھاتا یا ان کا قسم حکما ہو چنانچہ وہ جہت پر بابت تکلیف اور معلوم ہوا کہ سکوت اوس کا آفت ہو نہیں مانند گونگے اور ہر دوسرے
قول صحیح میں کہ انے السراج اور قسم کے واسطے میں بار کھنا ہر حکم دینا قریب تر با حیاط ہو بیسے مستحب ہونہ واجب وکل گیشہ لفظ القضاء
أَعْلَى تَوَارِثُ الْكَوْلِ خِلَافَ دَرَجَةٍ وَلَمْ أَدْفِعْهُ تَوَجُّهًا قَالَهُ الْمُصَنِّفُ قُلْتُ قَدْ مَنَّا أَنَّهُ يَفْتَرِضُ الْقَضَاءُ فَوَرَّادًا الْإِنِّ ثَلَاثُ اور کیا
شرط ہو حکم دینا ان کا قسم بعد فوراً اس میں خلاف ہو علامہ کا کہ انے الدرر اور اس خلاف میں میں نے کسی قول کی ترجیح نہیں کہیں یہ کہہا ہے
مصنف نے اپنی شیعہ میں یزید کہتا ہوں ہم پہلے مذکور تو جس کے کہ حکم دینا فوراً فرض سے گزرتا صورت میں ہم پہلی صورت یہ ہے کہ قاضی کہ
شک پر یزید قضا میں چنانچہ گواہوں میں آجہ کہ مدے جہت لگے تہ یہ کہ مہید صلح ہوا قارب میں کہ انے اطمحادی قضی علیہ
بِالْمَكُولِ ثُمَّ أَدَا أَنْ يَحْلِفَ لَا يَكْتَفِ الْبَيِّنَةُ وَالْقَضَاءُ عَلَى حَالِهِ فَاضْ دَرَجَةٍ فَلَمَّتْ طَرَفُ الْقَضَاءِ ثَلَاثًا قَامَتْ فِي حَكْمِ كَيْدٍ عَلَيْهِ
پران کا قسم سے ہر مدعا علیہ نے قسم کھانے کا ارادہ کیا تو ادرے کے طرف التفات نکلیا جائے گا اور حکم حال خود جاری اور ثابت ہو کہ انی الدرر
تو طرفتے قضا کے بن ہو گئے یعنی برمان اور میں اور مکمل وکل ہا فی الاشياء سبعاً بینه وافراد ویدیک وکول عنہ وکساة
وہم قاضی علی المرحوم والسابع قرینہ قاطعہ کائن ظہر من دای خالیہ انساں خالیہ بسکین متلوٹ بدتم فدخلوها
فَرَأَوْا مَذْبُوحًا جَدِيدًا أَخَذَ بِهِ لَاحِدًا لَا يَدْرِي أَحَدًا أَنَّهُ قَاتِلُهُ اور شہاد میں طرق قناعات شمار کیے ہیں گواہ اور اقرار اور
قسم اور ان کا قسم اور قناعات اور علم قاضی کا قبول ضعیف اور ثلث یقینی قرینہ چنانچہ خالی گہر سے ایک آدمی خونناک خون سے تہری
پہری لئے نچہ پڑا جس گہر میں نور الگو داخل ہوئے تو اسی وقت کا ایک مذبح آدمی دیکھا تو شخص سارچ خائف اوس کے خون میں
ماخوذ ہو گا اس واسطے کہ اوس کے قاتل ہونے میں کوئی شک اور تردید نہیں کرتا ہم اس میں گفتگو سے اس واسطے کہ اقرار کو قضا کہتے
مجاز ہو کہ یوں کہ اقرار خود جہت ملزم سے بلا حاجت قضا آرتا یہ میں میں داخل ہے اور علم قاضی قول ضعیف ہو اور قرینہ فاطمہ کہ
تو فقط ابن عرس نے ذکر کیا ہے تو معلوم ہوا کہ طرق قناعات ہی میں قاتل کہ انے اطمحادی شک فیما یدعی علیہ یدعی ان یزعمی
بِخَصْمِهِ وَلَا يَحْلِفُ خَوْفًا عَنِ الْوُقُوعِ فِي الْحَرَامِ مدعی کو شک پڑا اوس میں چکل اوس نے دعویٰ کیا مدعا علیہ پر تو لائق یہ ہے یعنی جب
ہو کہ اپنے مخالف کو راضی کر دے اور قسم نہ تاکہ امر حرام میں واقع ہونے سے بچے وَلَنْ أَبَى خَصْمُهُ الْأَحْلَفُ لَنْ أَكْبَرُ لَهُ أَنْ أَمْلِكُ
مَبْعُطٌ حَلَفَ وَالْأَبَانُ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ أَنَّهُ مُحَقَّقٌ لَا يَحْلِفُ بِزَاوِيَةِ اور اگر ادرے کا مخالف نے سوائی قسم کے اگر ادرے کا ظن غالب ہو
کہ مدعی باطل پر ہے تو مدعا علیہ قسم کھاتا اور اگر اب ہر سطر کہ سکون ظن غالب ہو کہ مدعی حق پر ہے تو قسم کھاتا تو انی الزاویہ ہم یہ سطر
مخالف سے مسئلہ شک سے خلاصہ یہ ہے کہ مدعی کو اگر اپنے دعویٰ کا یقین ہو تو مدعا علیہ قسم اور اگر شک ہو تو قسم نہ اور مدعی
اگر بطلان مدعی کا یقین یا ظن غالب ہو تو قسم کھائے اور نہیں تو قسم کھائے وَقَبِلَ الْبَيِّنَةُ لَوْ أَقَامَهَا الْمُدْعَى وَلَنْ قَالَ قَبِلَ إِلَيْهِ
لَا بَيِّنَةَ لِي میرا جہت خلافاً لکافی شہر المحققین المحيط اور گواہ قبول ہون کے اگر مدے نے او کو قائم کیا اگر قسم پہلے مدعی کی ہو کہ ہر

لغة و فقه و فقه
تاریخ و فقه و فقه
بہ ہر قسم و فقه و فقه
القبض و فقه و فقه
شکل و فقه و فقه
بہ ہر قسم و فقه و فقه
تاریخ و فقه و فقه
بہ ہر قسم و فقه و فقه

گواہین کذا فی سراج برضات اقدس قل کے جو طرح مجمع بن سے محیط سے م شرح مجمع بن محیط سے مقول سے کہ جب مدعی نے کہا کہ میرے باپ گواہ
 نہیں ہیں جو میرے پروردہ گواہ لایا تو امام کے نزدیک مقبول نہیں اس واسطے کہ وہ خود اپنے گواہوں کی تکذیب کر چکا اور محمد کے نزدیک مقبول بن
 اس احتمال سے کہ اس کے گواہ ہوں گے پر وہ بھول گیا تھے اس میں خلافت تو ذکر سے لیکن قسم کا کہیں بقرض نہیں مگر شرح مجمع کے حاشیہ میں
 سر اجیدہ سوتل محمد کی ترجیم ذکر سے کذا فی السطوح بعد یحییٰ المدنی علیہ السلام ثم اتقبل البینة بعد القضاء بالکلول خانیہ گواہ
 مقبول بن مدعا علیہ کی قسم بعد جیسے گواہ مقبول بن بعد قضاء بالنکول کے کذا فی النانیہ عند العاقرہ ہوا العیض بقول شریکیم ایما
 الفاجرة احق ان تترک من البینة العادلة ولا تلیعن مختلف عن البینة فاذا اجما حلتوا الاصل انتھی حکم المختلف کا کہ
 لم یوجد اصل لاجز گواہ بعد البین اکثر علماء کے نزدیک مقبول بن اور یہی قول صحیح ہے بدلیل قول شریکیم کہ جب دلی قسم مرد و درکے لائق تر
 ہو عادل گواہ بن و اور اس واسطے کہ قسم گواہوں کے خلیفہ کے اندر سے نوب اصل کا حکم آیا خلیفہ کا حکم ہو چکا گواہ کیجئے نہ تھا کذا فی البیرونی
 کذا بہ باقامتھا ای البینة لوداعا ای المال بلا سبب فخلعت ای المدعی علیہ ثم اقام ما حق یحییٰ فی بینه و علیہ الفتوی
 طلاق الخانیہ خلافا لاطلاق الدرر اور ظاہر ہوتا ہو کہ کذب مدعا علیہ کا گواہوں کے قائم کرنے سے اگر مدعی نے مال کا دعویٰ بلا ظہار
 سبب کیا پر مدعا علیہ نے قسم کہا بنی پر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ انہی قسم میں حاث ہو گا اور اس قول پر فتویٰ ہے کذا فی کتاب الطلاق بن
 النانیہ برضات طلاق درم درم میں کہا صواب یہ ہے کہ اس کا کذب ظاہر ہو گا تو وہ مساقب بقوت شاہد و رہنہ گواہ بنی تو صاحب درم کا
 کلام عام ہے خواہ دعویٰ سبب ساہتہ ہو یا بلا سبب ہوا لان ادعا بلا سبب فخلعت انہ لا دین علیہ ثم اقام ما حق المدعی علی السبب
 لا یطرح کذا بہ لوائہ فوجد القرض ثم وجد الابراء او الايقاع و علیہ الفتویٰ فصولین و میراج و شفعی و غیرہم اور اگر
 مدعی نے سبب ظاہر کر کے دعویٰ کیا پر مدعا علیہ نے قسم کہا بنی کہ اس پر مدعی نے سبب مثلاً قرض دینے پر گواہ قائم کیے تو مدعا
 علیہ ظاہر ہو گا اسلئے کہ جائز ہو کہ اول قرض یا گیا پر بار قرض ادا و قرض با گیا اور اس قول فصل پر فتویٰ ہے کذا فی النعیملین و سراج و غیرہم و لا خلاف
 فی تکلیف لکثرہ ہوا دعویٰ و رجعت محمد ہوا دعویٰ بعد عدلہ و فی ایلام انکرہ احد ہا بعد المدلہ و استیلا و تداعیہ الامہ و کتاب
 حکمہ ثبوتہ باقرارہ و دینی و نسب بان ادعی علی مجهول انہ قیلہ او امہ و بالعکس و لا یختاقہ و موالایہ ادعاہ الا حکم
 او الاستغفار و حدی و تعان اور شکر کو قسم دینا نہیں نخل میں خواہ مرد و منکر ہو نخل کا یا عورت اور قسم نہیں رجعت میں خواہ مرد و منکر ہو رجعت کا یا
 عورت بعد عدت کے اور ایلا میں جسکا مرد یا عورت نے انکار کیا بعد عدت ایلا کے اور ادس استیلا و میں جس کا دعویٰ لونڈی کرتی ہے اور بکے بکھر
 یعنی ادعا ہی استیلا و مولے حاصل نہیں ہو سکتا بسبب ثابت ہونے استیلا و کے محلے کے اقرار سے اور رقیب اور نسب میں قسم نہیں سطر کے دعویٰ
 کیا شخص مجہول پر کہ وہ اس کا غلام ہے یا بیٹا یا اس کے لہکس لیے مجہول الحال ایک مرد پر دعویٰ کرے کہ وہ میرا مولے ہو یا بیٹا اور و ہنکر ہو اور
 دلاء عتاق یا دلاء موالات میں قسم نہیں دلا کا دعویٰ کیا شخص ملے نے یا ہنفل نے بیٹے معروہ نے مجہول پر دعویٰ کیا مجہول نے معروہ پر
 اور حد اور لعان میں قسم نہیں ہم شیا ہی سبب میں امام کے نزدیک تخلیف نہیں خلا فالتحاجین رجعت میں بعد عدت کی اس واسطے قید لگائی کہ
 قبل عدت رجعت ثابت ہو جائیگی مرد کے قول سے اگرچہ عورت اسکی تکذیب کر ہو اور ایلا میں بعد عدت کی قسم اس واسطے لگائی کہ ایلا کی عدت
 میں ایلا ثابت ہو گا و جسکے دعویٰ سے اور اگر عورت مدعی ہوگی رجعت اور ایلا میں تو وہ مواضع خلافت سے و الفتویٰ علی التبع فخلعت
 المنکر فی الاشیاء السبعة و من عدلہا و شہادۃ الحق و موثوقہ انولہ بالنسب او التوق و الحاصل ان الفتویٰ بہ الخلیف فی الكل
 الا فی الحد و اد فتویٰ ہے کہ قسم بجا نیگی شکر سے شیا و سبب نہ کر وہ میں اور جس نے انکو پیشہ ملکہ کیا ہے اس نے ام ولد ہو نیکی نسب میں بلا یا
 یارق میں خلاصہ یہ ہے کہ قول مفتی تحلیف سے کل امور مذکورہ میں سوا ہی حد و د کے و منہا کذا فی و یارق فلا یمن اجما کا الا اذا

تَصْنَعُ حَقَّ ابْنِ مَرْثَدٍ عَمِلَ بِهِ بَرْنِي نَفْسِهِ فَلِلْمُعْدِي خَلِيفَهُ فَإِنْ تَكَلَّفَ ثَبِتَ الْحَقُّ لَا الْوَقْفَ ادر من جملہ حدود و قدف اور لعان کی حد سے
 تو اوسین قسم نہیں باجماع امام اور صاحبین کے مگر جب کہ حد حق العبد کی متفقین ہر طرح پر کہ مولے نے اپنے غلام کی آزادی لینے کے لئے زنا پر معلق کی
 تو غلام کو قسم لینا مولے کا در صورت انکار جائز ہے سو اگر مولے قسم لکھا دے تو آزادی ثابت ہوگی نہ زنا ہم غلام یوں کہو کہ مولے نے وہیل
 کیا جس پر میری آزادی معلق کی تھی اور یہ تمکے کہ اوس نے زنا کاری کی تا اپنے مولے کا قاذف نہ ہو کہ افسانے لکھا دی و لکن ایستخلف
 النكاري لاجل المال فَإِنْ تَكَلَّفَ ثَبِتَ الْحَقُّ وَلَمْ يَقْطَعْ دَانَ أَقْرَبًا قَطْعُ ادر کسی طرح قسم لکھا دی سارن سے مال کے واسطے سو اگر وہ قسم لکھا دے
 تو تادان دی مال کا اور اس کا ہند نہ کا ناجا دیگا نکول سے اور اگر چوری کا اقرار کرے تو کا ناجا جائے گا و قالوا ایستخلف فی التفریر
 کما یستلھ فی الدمر اور علانے کہا ہر قسم لکھا دیگا تفریر میں چنانچہ سہو در میں شرح بیان کیا ہے ہم جب کسی قسم کی کہ تفریر میں لکھا
 دہذا عبد سکو سا قط کر سکتا ہے معاف کر دینے سے کہ لے لے الدر رد فی الفصول اذعی لکھا خیلہ د فم یلینھا ان تفریر فلا
 یلجمی و فی الخانیة لا یستخلف فی رحدی و ثلاثین مسئلہ اور نانیہ میں ہے کہ قسم لینا اکتیس مسئلون میں ہر قسم یہ مسائل کتاب الوقف
 کے اخیر میں مفصل مذکور ہو چکے الیہا بتجری فی الاستخلاف لا یستخلف و فزع علی الاول بقوله فالوکیل و الوصى و المتولی ق
 اب الصغیر یمثلک الاستخلاف فله طلب یمین خصیہ ثابت جاری ہوتی ہے قسم لینے میں نہ قسم لکھانے میں اور مصنف نے
 تفریع کی اول لینے جواز استخلاف پر اپنے اس قول سے تو وکیل اور دے اور متولی وقف اور طفل صغیر کا باب مالک ہر قسم لینے کا تو اسکو
 مطالبہ اپنی غاصم کی یمین کا جائز ہے ہم اور مگر غاصم کہا باعتبار ظاہر کے اور حقیقت میں تو وہ غاصم مہل کا تینی وکیل ہوکل کے طالع
 اور دسی یمین کے اور متولی وقف کے باپ بیوی طفل صغیر کے مد علیہ قسم و ایستخلف احد منهم الا اذا اذعی علیہ العقد و حق فوار
 علی الاصل یستخلف حیثین کا وکیل بالیمین فان افراد صحیحہ علی المومل فلذا انکولہ اور وکیل اور وصی اور متولی اور صغیر کے باپ کو
 قسم لکھا دیگا مگر جب کہ اس پر عقد کا دعوی کیا جاوے یا اسکا اقرار صحیح ہو مہل بیوی یا اس وقت قسم لکھا دیگا چنانچہ ہم کا وکیل کہ اسکا اقرار صحیح ہو لینے
 ہوکل پر تو سبط اور کہ قسم لکھا نا ہی صحیح ہے و فی الخلاصة کل موضع لو اقر کفہ فاذا انکره یستخلف الا فی ثلاث ذکرھا و
 الصواب فی أربع و ثلاثین لما مر من الخانیة و زاد سیئہ اخرى فی البحر و زاد اربعہ عشر فی تنویر البصائر و حاشیہ الاشباہ
 و النظائر لابن المصنف و لو لا حاشیہ انقطوبل لست تمکنا کلھا اور خلاصہ میں ہے کہ جس موضع میں کہ اگر آدمے اقرار کرے تو اسکو اقرار
 لازم آدمی پر جب اس کا منکر ہو تو اس سے قسم لکھا دیگا سوائے تین صورتوں کے جسکو صاحب خلاصہ نے بیان کیا ہے اور ٹھیک بات تو یہ ہے
 کہ چوتھیں صورتوں میں حلف نہیں چنانچہ خانیہ سے مذکور ہو چکا یعنی اکتیس صورتیں خانیہ کی اور تین صورتیں خلاصہ کی مگر چوتھیں جو ہیں اور چھ صورتیں
 اور بحر الرائق میں زیادہ کی ہیں اور چھ صورتیں تنویر البصائر ابن المصنف کے حاشیہ اشباہ اور نظائر میں زیادہ کی ہیں اور اگر تطویل کا خوف
 نہ تو تاوین اور سبب صورتوں کو مفصل بیان کرنا ہم تو سبب چون صورتیں جو ہیں جنہیں منکرین پر قسم نہیں اور ان سبکو شارح کتاب الوقف میں
 مذکور کر چکا ہو اب یہاں مکرر ذکر کرنے کی کیا حاجت ہے اور تنویر البصائر شیخ شرف الدین کا حاشیہ جو ابن المصنف کا ابن المصنف کی حاشیہ کا
 تو زوہر الجواہر نام ہے چنانچہ شارح بار بار ذکر کر چکا ہو تو یہ خطا غلط کا تب سے ہو و انشد اعلم الخلف علی فعلی نفسہ یقولون علی
 التبتات ای القلم بانه لیس کذا لک قسم لینا مد ما علیہ کے ذاتی فعل پر ہوتا ہے بتات یعنی یقین پر طرح کہ دعوی مدعی کا ایسا نہیں م
 منکر اپنے ذاتی فعل پر یقینی قسم کہا ہو چنانچہ مدعی نے دعوی کیا کہ زید نے میری عیالی ناحبین لی اور اس کے گماہ نہیں تو زید پر قسم کہا
 کہ وہ لکھ میں اسکی عیالی نہیں جینی اس واسطے کہ آدمی اپنے فعل کو بلا مشبہہ بالیقین جاتا ہے و الخلف علی فعلی غلط یقولون علی

الحکم ای انه لا یعلم انه کذا لک لعدم علمه بما فعل غیره ظاهراً و در قسم کیا فر کے فعل پر ہوتا ہو علم پر مبنی ہوتا ہو کہ وہ نہیں جانتا ہو کہ دعویٰ مدعی کا ایسا ہو غیر کے فعل پر مبنی علم کی اس واسطے قسم ہوئی کہ اس کو ظاہر اعلیٰ حاصل نہیں کہ غیر شخص نے کیا فعل کیا اللہ عزوجل اذ کان فعل الغیر متبکیا متصل بہ ای بالخالیف و قسم حکمیکہ بقولہ فان ادعیٰ مشترکاً فی التبعیہ من قضا العبد ادیانہ وثبت ذلک یختلف البات علی البتات مآۃ فی الغیر و انما یجب اعتبار وجوب تسلیمہ سلیماً فرجہ الی فعل نفسہ یختلف علی البتات لا ثباتاً لذلک و لذلک اعتبار مطلقاً بخلاف العکس در عن الزبلی غیر کے فعل میں خفی علم پر قسم سے بارخدا یا مگر جب کہ غیر کا فعل ایسی چیز ہو جو مخالف سے متصل اور متعلق ہو اور مصنف نے اس پر تفریع کی اپنے اس قول سے تو اگر غلام کے مشتری نے غلام کی چوری یا بیہ گنے کا دعویٰ کیا اور بیہ ثابت ہو گیا تو باغ یقین پر قسم کیا ہو باوجودیکہ سر قدا و زوار غیر کا فعل ہے اور قطع اور یقین اس اعتبار سے صحیح ہوا کہ باغ پر تسلیم غلام کی بلا عیب واجب ہو تو غیر کا فعل اس کے ذاتی فعل کے طرف راجع ہوا تو یقین پر قسم کیا ہو اس واسطے کہ حلف علی القطع ہو کہ ترہی خفی علم کی قسم و لہذا وہ معتبر ہے مطلقاً خواہ اپنے فعل پر ہو یا غیر کے فعل پر بخلاف اس کے حکم کے یعنی یقین پر علم کی اپنے فعل پر کافی نہیں کہ لے فی الدرر من الزبلی ہم بحر الرائن میں ہے کہ جس مقام میں کہ یقین ہے علم واجب ہو پر اس یقین پر قسم کیا ہو تو کمالی سے امر وہاں سے یقین سے قطع ہو گئی اور بالکس اس کے نہیں ہے مبنی بجای حلف علی القطع حلف علی العلم کافی نہیں اور جو حلف واجب نہیں اس کے کول سے قاضی حکم نہ جانتے وہی شرح الجمع عندہ اذ قال المنکر لا حلف علی بذلک ولو ادعی العلم یختلف علی البتات لثبوتہ مآۃ مدعی قبض دبیہا اور شرح مجمع من زبلی سے منقول ہے یہ یعنی یقین علی العلم اس وقت سے جب کہ منکر کہے کہ مجھ کو اس کو چور علم نہیں ہو اور اگر اس کی دہشت کا دعویٰ کرے تب تو یقین پر قسم کیا ہو چنانچہ امانت دار نے صاحب و دیت کے قبض کرنے کا دعویٰ کیا ہم مبنی قبض صاحب و دیت ہر چند فعل غیر ہے لیکن جب مودع نے اس کے علم کا دعویٰ کیا تو اب اس پر یقین علی القطع لازم ہو گی و ذرہ علی قولہ و فعل غیر علی العلم بقولہ و اذ ادعی بکسر سبک الشرائع علی شیراء ذیلہ و لا بدین یختلف خصہ وہی بکسر علی العلم ای انه لا یعلم انه اشتراک قبلہ لثبوتہ مآۃ در مصنف نے اپنے اس قول پر دو نقل غیر علی العلم تفریع کی اس میں سے اور جب کہ بکرنے کے سے سبقت خرید کا کیا نہ کہ خرید پر اور گواہ نہیں تو اس کا مخاصم بیٹے کر قسم کیا ہو علم پر مبنی وہ یوں قسم کیا ہو کہ وہ نہیں جانتا کہ مدعی نے اس کو خرید کیا قبل اس کے بدیل گواہی یعنی غیر کے فعل میں علم پر قسم موقوف ہے مآۃ لے یہ ہنا کہ شایع بجای وہ بیکر کے وہ زید کہتا اس واسطے کہ وہ علم کی تفسیر سے کہنے لے لفظاوی کذا اذ ادعی ذیما او حیث علی وادیت اذ اعلم القاضی کس تہ میدا تا و اقر بہ المنکر مدعی او برہن الخصم علی یختلف علی العلم بطرح جب کہ دعویٰ کیا دین کا یا حین کا وارث پر بشرطیکہ ظن ہے اس کی میراث ہو نیکو جانتا ہو یا مدعی نے اس کی میراث ہونے کا اقرار کیا ہو یا قسم یعنی مدعا علیہ اس کی میراث ہونے پر گواہ لایا ہو تو مدعا علیہ علم پر قسم کیا ہو ہم صورت اس کی یہ ہے کہ مدعی کہو کہ ظلم جس کا تو وارث ہوا جو ظلمے مورث سے وہ میراث ملک ہوا و تیرس پاس ناحی سے اور مدعی کے گواہ نہیں تو وارث قسم کیا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ وہ تیرا ملک ہے ہم قاضی اس واسطے شرط ہو کہ اگر قاضی کو میراث کا علم نہ ہوگا تو یقین پر قسم لیا نہ علم پر اور اقرار مدعی کی مثال تصویر میں مذکور ہو چکی اور برہان خصم کی طرح صورت ممکن ہے کہ ایک مدعی نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز اس کی ہو اور مدعی قاضی برہان سے عاجز ہوا اس کی میں سے قطع کا مطالب ہوا سو مدعا علیہ نے کہا کہ وہ میراث ہوا اور اس نے یقین علی العلم کا ارادہ کیا سو مدعی نے اس کا انکار کیا تو وارث نے گواہ قائم کیے اپنے مدعا پر تو وہ علم پر قسم کیا ہو گا خلاصہ یہ ہے کہ دعویٰ میں میں خلیف وارث علی العلم کی یہ شرط ہے کہ امور ثلثہ میں ایک امر ہو کہ لے لفظاوی و لو اذ عاھا ای الدین والعین والوارث علی غیرہ یختلف المدعا علیہ علی البتات لثبوتہ مآۃ و شیراء مدعی پر دعویٰ کیا و ذلک کا یعنی دین اور عین کا وارث سے غیر شخص تو مدعا علیہ یقین پر قسم کیا ہو کہ وہ سمین مورث کا حق نہیں چنانچہ ہو یا اور غیر مذکور

ہم یہ اور غریب کی صورت یہ ہو کہ اگر ایک مرد نے دوسرے کو غلام کہا اور اس نے اوس پر قسم کھائی یا ایک نے دوسرے سے غلام نہ رہنا یا ایک
 مرد یا اور اس نے دعوی کیا کہ وہ اس کا غلام ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو مدعا علیہ یقین پر قسم کھائی نہ ہو ورنہ مدعی نے کہا کہ وہ یقین کا
 اور اس سے کہ لا شئ فیہ ولا یحلف جاکحل القوی اجماعاً اور قسم کھائی قصاص کا منکر با اتفاق امام اور صاحبین کے ہم خانہ بن ہو کہ قتل کی
 تخلیف کی کیفیت میں دور و این میں ایک روایت یہ ہو کہ حاصل پر قسم کھائی کہ واللہ مجھ پر فلا نے کا خون نہیں اور عیسیٰ پر کوئی حق ہے اس
 خون کا جس کا وہ مدعی ہے اور دوسری روایت یہ ہو کہ سبب پر قسم کھائی یعنی میں نے دوسرے فلان بن فلان کو عداوت قتل نہیں کیا اور سوا اسے
 قتل کے نفع اور جرعات میں حاصل پر قسم کھائی یعنی نہ سبب پر اتنے فان لکل فان کان فی النفس مجلس حتی یقرب او یجلف سو اگر منکر
 قصاص میں کھائی نہ اگر قتل نفس میں دعوی ہو تو قید کیا جائیو بیان تک کہ اگر ار کر سے قسم کھائی تو قیاماً دونه یقتضی لای الا طراف حلف وقایۃ
 النفس کا مال فیجری فیہ الا مبتدال خلافاً لہا اور قتل نفس کے ماسوا میں قطع اور جرعات میں در صورت نکول قصاص لیا جائیو اسو
 کہ طراف آدمی کے تھے مثلاً ماہمہ پانوں حفاظت نفس کے واسطے پیدا ہوئے ہیں مال کے مانند تو اس میں مبتدال جاری ہے بر خلاف صاحبین کے
 ہم ایک نسخہ میں بدل سے بجای مبتدال کے اور بدل اور نفع سے مبتدال سے صاحبین نے کہا ماؤ دن نفس میں نکول سے قصاص لانہ نہیں
 واسطے کہ نکول ان ارار سے حسین شبہ ہو تو قصاص اس سے ثابت ہوگا اور مال واجب ہو گا کہ لے لے البر قال المدعی لی یبیت حاکم فی
 المصرو وطلب بیان خصمہ کہ لو یحلف خلافاً لہا مدعی نے کہا میں گواہ حاضر ہیں شہر میں اور اس نے اپنے مدعا علیہ قسم جاری تو
 وہ قسم کھائی بر خلاف صاحبین کے ہم امام کی دلیل یہ ہو کہ ثبوت حق قسم میں مرتب ہو عاجز ہونے پر اقامت برائے سے تو نا امکان برائے
 کیونکہ قسم لجاو اور صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ میں مدعی کا حق سے توبہ اس کی وہ طلب کرے تو قبول ہوگی و لو حاکم فی مجلس
 لو یحلف اتفاقاً و لو غائبہ عن المصرو حلف اتفاقاً فان ملک وقد لای الجہتی الغیبۃ بملک الشہر اور اگر گواہ جس حکم میں حاضر ہیں
 تو قسم کھائی بالاتفاق اور اگر غائبان شہر ہو تو قسم کھائی بالاتفاق کذا ہم میں ملک اور جہتی میں غائب ہو تو کدوت سفر کا ساتھ میں کیا ہو یعنی اگر تین منزل گواہ ہو تو
 مدعا علیہ پر قسم گواہوں کے ہاں سے بلا ضرر نہیں و یاخذ القاضی فی مسئلۃ المتن فیما لا یسقط بشہادۃ قیاماً لای یجوز ہر وہ
 جرح یحفظ من خصوصہ و لو وجہاً و المال یحذف ان ظاہر المذہب مبنی بنفسہ ثلثتہ ایام فی المعجم سئل عن یسے جب کہ مدعی
 کہو کہ میں گواہ شہر میں حاضر ہیں اور مدعی میں جو شبہ ہے ساقط نہیں جو تا مبنی غیر مدعی میں قاضی معتد حاضر ہے کہ اس کے جہاں جاری ہو
 طہان ماسل ہو کہ لے البر تو سکو یاد کہنا چاہیے قاضی مدعا علیہ حاضر ضامن ہے تین دن کا قول میم میں اگرچہ مدعا علیہ صاحب اعتبار ہو
 اور مال ہے حقیقت ظاہر مذہب میں کہ لے البر یعنی وحق الثانی الی المجملیہ الثانی وحق اور ابو یوسف سے روایت ہو کہ قاضی کی مجلس میں
 تک حاضر ضامن لے اور یہ قول بھی مع ہے فان ائمنہ من اعطای و ذلک الکفیل لازمہ بنفسیہ او آمینہ مقدار ملة التكفیل
 لئلا یغیب سرگرم مدعا علیہ ضامن نے سے سزا ہی کرے تو خود مدعی یا میں اس کا اس کے ساتھ بنا سے بعد امدت تکفیل یعنی تین دن بھر
 تا مں تک نہ کہ مدعا علیہ غائب ہو جائیو الا ان یکن المصرو غریباً ای مسافر و قیلاً یقرب او یقول الی انتہا و مجلس القاضی دنا لکفر
 حتی لو اعلی وقت سفر یقف الیہ و یظفر فی رقبہ او یسحبہ و یفقدہ و لو انکر لکمدعی بزاز یہ مگر یہ کہ مدعا علیہ غریب یعنی
 مسافر ہو تو مدعی اس کے ساتھ پہرے یا حاضر ضامن لے تا انتہای مجلس قاضی دفع ضرر کے واسطے بیان تک کہ اگر مدعا علیہ کا وقت سفر ہو
 ہو تو وہ سوت تک ضامن لے اور مدعا علیہ کی ہیئت اور لباس کو دیکھو کہ مقیمانہ ہو یا مسافر یا اس کے سفر کے رفیق سفر کے وقت کو دریافت
 کرے کہ مدعی اس کی مسافری کا منکر ہو کہ لے البر یہ ہم شارح نے غریب کی تفسیر فراسو اسطے کی یہ سلم ہو کہ مقیم ہو یا سفر کا جس حکم غریب کے
 مانڈہ قال لا یبیت لی و طلب یبیت فی کفر القاضی فوجہا من علی دعواہ بعد الیہین قبل ذلک الہا ک عند الامام وینہ

اس کو کہ قتل
 سبب پر قسم
 بن اور مبتدال
 سبب پر قسم
 و صاحبین
 کی دلیل یہ
 ہے کہ میں

بن زمین جو شفعہ جوار اور مہو نہ کی اس واسطے قید لگائی کہ شفعہ شرکت اور شفعہ رجی بن حاصل پر قسم جو کی نہ سب پر قلت و مفادہ اللہ لا اعتبار بحد ہیبل مدعی علیہ و اما مذہب ملحدی ففیہ خلاف ولا وجه ان یسألہ القاضی هل یعتقد و یحق بشفعۃ الجوار ولا و اعتدلا المصنف بن کہتا ہوں اور قول سابق سے مستفاد ہوا کہ مدعا علیہ کا کچھ اعتبار نہیں تخلف میں اور مدعی کے مذہب اختلاف ہو گا اور قول موجبہ تر یہ ہے کہ مدعی سے قاضی پوچھے کہ تو وجوب شفعہ جوار کا مستند ہی یا نہیں اور اسی پر ہمارا دکیا ہے صحت اپنی شریعت ہم تو اگر مدعی کے کہ میں وجوب کا مستند ہوں تو حاصل پر قسم اور اگر مستند نہ ہوں سب پر قسم کہ ان فی لفظی و لکن ای یختلف علی السبب اجماعا فی سبب لا یرفعہ برافہ بعد ہونے کا بعد مسلم مدعی علی مولا علقہ عدم تقرر یہ قیہ اور اسی طرح یعنی سبب پر بالاجماع قسم اور سبب میں جمع دفع نہیں ہوتا کسی رافع سے بعد اپنے ثابت ہونے کے مانند اور اس علامہ مسلمان کے جو اپنے مالک پر اپنا آزاد کرنے کا دعوی کرتا ہے سبب کر رہوئے اسکی رقیہ کے و اما فی الامتداد لو مسلمۃ والعبد الکافر فلتکثر فی قصدا بالحقا یختلف مولا علی الحاصل اور لو مذہبی میں اگرچہ مسلمان ہو اور کافر غلام میں تو سبب کر رہوئے اسکی رقیہ کے حقوق دار پر یہ قسم و دونوں کے مالک کو حاصل پر ہم یعنی مولا کو یوں قسم کہ تم دونوں کے درمیان اب عتق قائم نہیں نہ یوں کہ میں اسکو آزاد نہیں کیا اس احتمال سے کہ شاید اس نے آزاد کیا ہو پر وہ دار الحرب میں جا ملا ہو پھر وہ دار الاسلام میں پہنچا ہو پھر رقیہ کے طرف اس شخص کو دیا ہو تو اس میں کی صورت سے اسکو نہ رہوگا اور یہی حال سے لوندی کا کہ نہ فی لفظی و الحاصل اعتبارا بالحاصل الا لقصہ مقدم و سبب غیر متکثر لہذا حاصل کلام یہ ہے کہ تخلف میں حاصل کا اعتبار ہے اگر سبب ضرر مدعی اور سبب غیر متکرر کے سبب اعتبار سے و صحیحہ آتہ الیہین و انہم سلم منہ لحدیث کہ گو اعن اعراض لکرم یا موال لکرم اور بدلا دینا قسم کا اور صلح کرنا قسم صحیح سے بدلیل اس حدیث کے کہ اپنے مال و دیگر اپنی آبرو ہی ہم مذہب میں ہوتا ہے بمقدار دعوی یا اقل سے اور صلح ہوتی ہے اقل سے مذلیفہ رضی اللہ عنہ جب قسم آتی تھی تو او نہوں نے مال و دیگر قسم لگائی تھی اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے جالیس دم کے دعوی میں قسم عوض مال دیا اور قسم لگائی لوگوں نے کہا کہ آپ تو سچے ہیں کیوں نہیں قسم لگاتے ہیں جو ابدا یا کہ شاید میری قسم کو کوئی عین کا ذہب گمان کر سکتے تھے اور اس واسطے کہ مال میں اور قسم میں حفظ آبرو ہو اور وہ قسم مقلاد شرعاً کہ ان فی لفظی و حصہ اذ عن الیہین القہاد قہ واجب قال فی الجہا ہی ثابت بدلیل جواز اشلہ صباد کا کہ ہا شیفہ کہ ہم قسم بچنا واجب ہو جو الا ان میں کہا کہ واجب ہے ثابت ہی بدلیل درست ہونے ہی قسم میں دیکھنا واجب مدعی مراد نہیں کہ قسم لگانا یا نہ ہو بلکہ واجب شیعہ ثابت ہو ولا یختلف المنکر بعد لا ابد الا لہ اعتقاد حقیقہ اور منکر قسم مذہبی جاہلی کہ سبب مذہب دینے اور صلح کر نیے اس واسطے کہ مدعی نے اپنا حق سا تو کر دیا مال لیکر وقیر بالقید اہ و الصلح لان المدعی لو اسقطہ ای الیہین قصدا باکان قال مریت من الخلف اہ مرثیۃ علیہ او ہبتہ لا یصح و لہ الخلف بخلاف البراءۃ عن المال لان الخلف للخاص کم و ازنیۃ اور مصنف نے سقوط میں میں مذہب اور صلح کی قید لگائی اس واسطے کہ مدعی اگر عین کو بقصد ساقط کر دے طرح کہ کہ مدعا علیہ ہے کہ تو بری الذمہ ہو گیا قسم یا میں نے اسکو چھوڑ دیا یا اسکو مہربہ کر دیا تو صحیح نہیں اور اسکو قسم لینا جائز ہو بخلاف براوت عن المال کے اس واسطے کہ تخلف حاکم کے واسطے مخصوص ہے یعنی بطلب مدعی کہ نہ لے لے الزامیہ ہم براوت عن المال یعنی مال کا معاف کر دینا مدعی کے اختیار میں ہے بلا دخل حاکم و لکن اذا اشتد ہی ہینہ لہ حجب لعدم زنیہ المکرم درلہ اور ہی طرح جب کہ مدعا علیہ اپنی قسم کو مول نے مذہب سے تو جائز نہیں سبب دوم ہونے رکن بیع کے کہ نہ لے لے الزامیہ ہم رکن بیع کے بیع مال ہو اور مالک بہین مال نہیں شرع سند لفظہ شارح کا اس مختلف ختمہ فقال خلفتی مرۃ لان عند حاکم و محکم و برکن قیل و الا فہ مختلفہ درلہ مدعی نے قسم چاہی اپنے مدعا علیہ سے سو اس نے کہا کہ تو مجھ کو قسم دیکھا ہو ایک بار اگر تخلف حاکم یا تخلف

ہاں دعویٰ اور وہ اس پر گواہ لایا تو مدعا علیہ کا قول مقبول ہے اور بنین تو مدعی کو اسکی تخلف کا اختیار ہو کہ نہ اسے اللہ رفلت ولم آدا لوقال انی قد
 حلفت بالطلاق انی لا تخلف فی حق من کہتا ہوں اور میں نے بنین دیکھا یہ مسئلہ کہ اگر مدعا علیہ کہتا ہے کہ منور میں اس پر طلاق کی قسم کھا چکا
 کہ البتہ میں قسم کھاؤں گا تو اس کے حکم کی تیغ کرنا چاہئے کہ حاکم اسکو قسم کھا یا نہ کھا ہم ثابت ہو چکا ہو کہ اختلاف میں احد المتخاصمین کے
 الحاق ضرر سے فتنے ناچار ہے اور مراعات جانب مدعی اولیٰ سے تو بموجب اسکے حلف بطلاق کے دعویٰ میں مدعا علیہ عذر در نہ ہو گا اور
 قسم کھانے سے پہلے مال حکم کیا جائے گا کیونکہ اس نے خود اپنی ذات کو ضرر پہنچایا طلاق کی قسم کھا کر اور اگر اسکی قسم کا لحاظ کیجئے تو بطلان حکم
 شرع لازم آتا ہو والدہ نقلے ائمہ کو نہ لے لے طلاق ہی **باب التخالف** یہ باب ہر دو شخصوں کے ہر قسم کھانے میں ہما کلام
 بین الواحد ذلک یسین الاثنین جب کہ مصنف ایک شخص کی بین اول ذکر کر چکا تو اس نے دو کی میں کو ذکر کیا اختلعا ای المتباہان
 فی قدرین او وصفیہ او جنسیہ او قتل مدعیہ حکم لکن ہر گھن لاثہ نقد عواہ بالحقۃ تنبا یسین نے اختلاف کیا مثن کے متدا
 میں یا اس کے وصف یا جس میں یا جس کے مقدار میں قواعد کے واسطے حکم ہو گا جو گواہ لایا اس واسطے کہ اسکی پسندے دعویٰ کو روشن اور ظاہر
 کر دیا جت اور بران سے ہم مقدار مثن کا اختلاف یہ کہ بائع کے مثن دس درم تھا اور مشتری کہی پانچ تھا اور وصف مثن کا اختلاف یہ کہ بائع
 کہے کہ مثن دس درم تھا اور مشتری کہی پانچ تھا اور جنس مثن کا اختلاف یہ کہ بائع دعویٰ کرے کہ مثن دس درم تھا اور مشتری
 کہے کہ مثن پانچ درم تھا والزبائن یسین الزبائن اذا البینات للاثبات اور اگر دونوں بران لارین پسندے دعویٰ پر تو مثبت زیادت کو تسلیم
 حکم ہو گا سو اس کے بینات اثبات کے واسطے ہیں ہم مثبت زیادت خواہ بائع ہو مشتری مثبت زیادت کے واسطے اس واسطے حکم ہو گا کہ زیادت
 میں حارضہ نہیں وان اختلفا فیہما ای الثمن والمبیع جمیعاً قادم برہان البیان لو اختلفا فی الثمن اور اگر تنبا یسین نے مثن اور مبیع
 سب دونوں میں اختلاف کیا تو برہان بائع کی مقدم ہو گی اگر مثن میں اختلاف ہو مثن حارضہ ہو کہ بائع کہتا ہے کہ میں نے یہ نو ذمی تیری گواہ
 سو دینا کو چھی اور مشتری کہتا ہے کہ نو ذمی اسکو اور دوسری نو ذمی کو اس کے ساتھ پچاس درم کو چھا اور دونوں گواہ لائے تو بائع کے
 گواہ اولے مثن میں اور مشتری کے گواہ اولے مثن میں غرض اثبات زیادت تو دونوں نو ذبان مشتری کو ملین گی سو درم کو کہنے
الطحاوی عن البنائہ و ہر ہاں مشتری کو فی المبیع نظر لاثبات الزیادۃ اور برہان مشتری کی مقدم ہو اگر اختلاف مبیع میں ہو بلحاظ
 اثبات زیادت وان عجزانی القوم الثلاث عن البینۃ فان رضی کل بمقلا لا یخلف فیہا اور اگر تنبا یسین تینوں صورتوں میں عاجز
 ہو کہ وہ شہادت لائے تو اگر ہر شخص رضی ہو گے دوسرے کے قول سے تو غرض بات ہو کہ جبکہ ازماہ صورت پیش میں سے ایک صورت یہ کہ
 کہ مثن میں اختلاف ہو دوسری یہ کہ مبیع میں اختلاف ہو مشتری یہ کہ مثن اور مبیع دونوں میں اختلاف ہو وان کو برض واحد منہما
 بدعویٰ الاخر حاکما مالم یکن فیہ خیار فیکف من لہ الخیار اور اگر تنبا یسین میں کوئی رضی نہ ہو دوسرے کے دعویٰ سے تو دونوں
 قسم کھا دیں جب تک کہ یہ میں خیار نہ ہو اگر خیار ہو تو فیجہج کر جو خیار ہو مثن پر قسم اس واسطے آئی کہ ہر شخص دوسرے کے دعویٰ کا
 منکر سے علامہ میں سے کہ اگر مشتری کو خیار رویت یا خیار مبیع یا شرط ہو تو دونوں پر قسم نہیں لیتے دعویٰ نے کہا اور خیار میں بائع
 ہی مشتری کے ہند ہو بدعا یمین مشتری لا لہ البیان بالانکار اور فتنے مشتری سے قسم لینا شروع کرے اس واسطے کہ دعویٰ شروع
 کرنے سے انکار کا م اس واسطے کہ مشتری سے پہلے مطالبہ نہ ہو مثن کا اور وہ مثن کا منکر سے لہذا لو کان یمین علیہ بدعویٰ اور
 یہ یعنی مشتری کی قسم شروع کرنا اس وقت ہو جب کہ میں کی بیع ہو دین سے بیعے اسباب کی یہ ہو چاندی سونے سے والا بایات سات
 متاکتہ او مرقا فہو تخلف و قیل یقین م این ملک اور اگر میں کی بیع نقد سے ہو اس لیے کہ اسباب کی بیع ہر اسباب سے انہ کی یہ ہو
 نقد تو قاضی قمار سے پہلے اول مشتری سے قسم چاہی بائع سے اور قول ضعیف یہ ہو کہ قاضی قمرہ ڈالے کذا صرح ابن لکھم

بیم مقایضہ اور صرف میں اس واسطے اختیار ہوا کہ ہر واحد قباہین سے مشتری سے من و بیہ و یقتصر علی التفتی فی الاصل اور نقطہ تفتی قباہین
 کہو بقول اصح ہم یہ بیان سے کیفیت میں کا ان مسائل میں ذابغ یون قسم کہا ہو کہ واللہ میں نے بعض ہزار نہیں بیجا اور مشتری قسم کہا ہو
 کہ واللہ میں نے بعض ہزار کے نہیں حسد کیا اور قول غیر اصح وہ سے جو زیادات میں سے کہ نفع کے ساتھ اثبات کو بھی منم کرے
 تاکید کے واسطے و فنیہ القاضی البیم بطلب احدی ہما و طلبہما اور قاضی فنیہ بیع کر ہو ایک کی طلب ہو یا دونوں کی طلب سے ق
 لا یفسخ بالتحالف ولا یفتی احدی ہما بل یفسخہما جدا جدا بیع فنیہ نہیں ہو جاتی دونوں کے قسم کہا نے سے اور نہ احد القباہین
 کے فنیہ کرنے سے بلکہ بائع اور مشتری دونوں کے فنیہ کرنے کو فنیہ ہو جاتی ہے کہ انے البیوعینہ در صورت فنیہ متاقدین قاضی کے فنیہ
 کر نیکی حاجت نہیں ومن کل منہما الزمہ دعوی الآخر بالقضاء واسلہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اختلف المتباہیان
 والصلۃ قائمۃ جلیہا تحالفاً وتراکذا اور جو دونوں میں سے قسم کہا ہو او سکود و سری قسم کہا نے والی کا دعوی لازم ہو جائے گا قاضی
 کے حکم کرینے سے اور تحالف متباہین کے مسائل کی یہ حدیث اصل ہے کہ جب بائع اور مشتری تحلف کریں اور جنس بیع ہو ہو موجود ہو تو دونوں
 قسم کہا میں اور ہم سے رویم کریں و هذا کلامہ لو اختلفا فی البذل مقصوداً فلو فی ضمن شئی کا اختلاف فہما فی السبق
 فالقول للمشتري فی اللہ الزمی ولا تحالف اور یہ سب یعنی تحالف اور فنیہ اور شرط پر جو جب کہ اختلاف میں بین مقصود بالداۃ
 تو اگر اختلاف کسی چیز کے ضمن میں ہو جیسے متباہین کا اختلاف مثلاً میں تو مشتری ہی کا قول معتبر ہو گا اس میں کہ یہ ہیں متباہین سے اور تحالف ہو گا
 ہم صورت اس کی یہ ہو کہ مشتری نے کوئی حدیث کیا مثلاً میں جب یا دونوں شرط ہے مثلاً سو مشتری میں مثلاً یا یہ ہو کہ کسی کوئی قول میں شرط
 ہو تو بائع نے کہا کہ یہ میری حدیث نہیں اور اس کے لئے میری حدیث میں شرط ہے تو بائع ہی تو یمان مشتری میں کا قول معتبر ہو گا اس کے ضمن میں
 اختلاف میں لازم ہے تو بائع او سکود ہو نہیں تا سے اور مشتری سہتی کہ انے کوئی کہ انے اختلاف فی وصفت البیم کہ لاہ اسندیۃ علی
 انہ کاتبت او تحلفا وقال البائم کہ اشتراط القول للباہیم ولا تحالف فہما یہ پنا پنا گرد و دونوں نے وصف بیع میں تحلف کیا
 چنانچہ مشتری کا یون کہنا کہ میں نے اس سلام کو خرید کیا اس شرط پر کہ وہ کاتب یا ان پر سے اور بائع کہتا ہو کہ میں نے یہ شرط نہیں کی تو
 بائع ہی کا قول معتبر ہو گا اور قسم نہیں دونوں پر کہ انے نظیر یہ ہم غلامہ یہ سے کہ اگر وصف میں میں متباہین ہو تو تحالف ہو چنانچہ حقیر
 مذکور ہو چکا اور اگر وصف بیع میں اختلاف ہو تو بائع کا قول معتبر ہے اور تحالف نہیں وقیل بانحلاف فہما فی شئی وقایع لانہ لا تحالف
 فی غیرہما لکن لا یختل بہ قوام القدر نحو اجیل وشرطہین او خیار او ضمان وقبض بعض میں اور تحالف مقید ہوا میں اور
 بمسئلہ خلاف کے ساتھ اس واسطے کہ ادون و دون کے ہوا میں تحالف نہیں اس واسطے کہ فیرض اور بیع کے اختلاف سے تاہم عقد محال نہیں تا
 چنانچہ خلاف مدت اور شرط میں شرط خیار شرط ضمان میں اور قبض بعض میں کے خلاف سے ہم شرط میں یعنی بائع کہے کہ میں نے مشتری سے
 یہ شرط کر لی ہو کہ وہ تا اداسی میں کوئی چیز سے پاس گرد کہے اور مشتری ہکا منکر ہو اور ضمان میں کی یہ صورت کہ بائع کہے کہ میں نے اس شرط
 بیع کی ہے کہ مشتری میں کا کہیہ ضمان میں ہے اور قبض بعض میں کی قید اتفاقی ہے اس واسطے کہ کل میں کے قبض کے اختلاف کا بھی جیسا کہ ہو یعنی
 قول قول بائع والقول للمشتري یحییہ وقال ذفر وانشاف یحالفان اور خلاف مدت وغیرہ میں کہ قول مقبول ہے اس کی تسکیم ہاتھ
 اور زفر اور شافعی نے کہا ان میں ہی دونوں قسم کہا میں ولا تحالف اذا اختلفا بعد ہلالہ بالمبیم او حرجہ عن ملکہ او تفتیہ
 ہما لا یؤد بہ اور قسم دونوں پر نہیں جب کہ متاقدین خلاف کر لے بعد تلف ہو جائے میسے مشتری کے پاس یا اس کے خارج ہو جانے سے
 اس کی ملک سے یا عیب ار ہو جانے سے اس کے ساتھ کہ اس کے سبب بیع نہیں ہوتا چنانچہ مالہ ہونا لوثی کا مشتری سے ہم بلا
 بیع میں مشتری کے پاس ہونی کی قید اس واسطے لگائی کہ قبل قبض اس کے پاس ہلاک ہو جانے سے بیع فنیہ ہو جائیگی کہ انے الطحاوی

زندہ کے ساتھ شکل میں بیٹے اور مستاع میں جو دو نکاحی ہوتے ہیں مختلف کیا تو اس میں زندہ کا قول مقبول ہے اگرچہ وہ ملوک ہو اور شافعی اور مالک نے کہا کل مال دو وزن کا برابر ہے اور ابن ابی لیلیہ نے کہا سب مال زوج کا ہے اور حسن بصری نے کہا تمام مستاع زوجہ کی ہے اور اس مسئلہ میں سات قول ہیں سات مجتہدین کے اور حسانہ میں نیز قول شمار کیے ہیں ہم افعال تسبیح میں سی بلا قول امام کا جو جن میں مذکور ہو چکا یعنی مستاع مشکل میں زندہ سے کا قول مقبول ہے ۲ ابو یوسف کا قول کہ زوجہ کے واسطے بقدر جہیز مثل زوجہ سے اور باقی زوجہ کا جو ۳ ابن ابی لیلیہ کا قول کہ مستاع زوجہ کی جو ہم قول ابن سحن اور شریک کا کہ دو وزن میں مال برابر ہے ۵ حسن بصری کا قول کہ سب مال زوجہ کا ہے ۶ قول غریب کہ گہر مورت کا ہے ۷ قول محمد کا کہ مستاع مشکل طلاق اور موت میں زوجہ کی ہے ۸ قول زفر کا کہ مستاع مشکل دو وزن میں برابر ہو ۹ قول مالک کا کہ کل مال دو وزن میں برابر ہے کذا فی البحر من خزانة الاكل لمختار ولو احدثا ما ملوا ولو اذ ونا وکتابا و قالوا الشافعی محاکمہ قال قول للحرف فی الحلیق والحلی فی الموت کذا ید الحرف اقوف ولا ید للبیث اور اگر احد الزو میں ملوک ہو اگرچہ وہ مازون یا نکاح ہو تو حق کا قول زندگی میں سب سے اور زندہ کا قول خواہ دوسرے یا ملوک موت میں مقبول ہے حق کا قول زندگی میں اس واسطے معتبر ہو کہ تصرف کا قوی تر ہو ملوک کے تصرف ہو اور زندگی کا قول موت میں اس واسطے مقبول ہو کہ میت کے واسطے تصرف نہیں اور صاحبین اور شافعی نے کہا کہ زندہ میں ملوک اور جس حکم میں کہ برابر ہیں اعقبت الامة او المکاتبۃ او المذنب واختلفت نفسها فی البیث قبل العیق فهو للجل و ما بعد لا قبل ان تختار نفسها فهو علی ما وصفتنا لا فی الطلاق جو آزاد ہو گئی لونڈی یا مکاتبہ یا مدبرہ اور اس نے اپنی ذات کو اختیار کیا یعنی زوجت سابقہ سے راضی نہ ہو تو جو اسباب گہر میں سے قبل آزاد ہو نیکی کے سو وہ مرد کا جو اور جو سب کا بعد آزاد ہو نیکی کے ہو قبل اختیار کرنے اپنی ذات کے سو ہر طرح پر ہے جسکو چھنے کن بالطلاق میں مذکور کیا ہم یعنی دو وزن مؤثرین کے برابر ہیں حکم میں کذا فی المنع و فیہ طلقها و مضیت العدة فالتشکل للزوج و لو کثرت بعد لا لثها صادت اجنبیۃ لا ید لها اور جو الرائق میں ہے کہ زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر گئی تو مستاع مشکل زوجہ کی ہے اور اس کے وارثوں کی زوجہ کی اس واسطے کہ زوجہ غیر شخص ہو گئی جس کا کچھ تصرف تھا نہیں و کذا لونا ان التشکل للزوج فی الطلاق فکذا الی و اریک اور جب کہ جو مستاع مشکل کا طلاق میں ذکر کیا کہ وہ زوج کی جو تو اسی طرح زوجہ کے وارث کی جو ہم طلاق دی ہے کہا تا بشرط یہ ہو اور اس کا جواب فکذا کیوں لو اریک سے اور اس عبارت کے ذکر کرنے کا کچھ فائدہ نہیں اور جو الرائق کی عبارت اس سے غالی ہے اما لو مات و بی فی العدة فالتشکل لها کأنه لم یطلقها بید الی و اریک اور اگر زوج مر گیا اور زوجہ عدت میں سے تو مستاع مشکل زوجہ کی ہو گو یا اور جس کے طلاق ہی نہیں دی اس کے وارث ہونے کی دلیل سے و لو اختلفت المویج والمستاجر فی متاع البیث قال قول للمستاجر یحییہ و لیس للموحد الا ما علیہ من یتیم بدایہ اور اگر مرد جسد و مستاجر اختلاف کیا اجارہ والے گہر کے اسباب میں تو مستاجر ہی کا قول مقبول ہے اسکو قیسم کے ساتھ اور جو کچھ نہیں مگر جو اس کے جن پر کڑی ہیں و لو اختلفت لیسکافی و عطا کفی الایات الاساقفیۃ والایات العطا دین وہی فی ابید یحما فی بلینہما بلا نظر لیسکافی لکل منہما و تصامی فی الشراج اور اگر کفش گرو عطا کرے اور کفش گرو عطا کرے اور عطا کرے کے ہتھیاروں کے ہتھیاروں میں اور حالانکہ دو وزن ہر کے ہتھیاروں دو وزن شخص کے قبض اور تصرف میں ہیں تو وہ دو وزن کے ہیں بلا نظر صلاحیت ہر واحد یعنی یہ رعایت نہ ہو گی کہ کفش گروں کے ہتھیار کفش گروں کے ہتھیار ہیں اور عطا کر کے آلات عطا کر کے ہوں اور پورا بیان اسکا سراج میں سے ہم آلات مذکورہ دو وزن میں اس واسطے برابر ہو جو کہ گاہی ایک پیشہ در دو سب سے پیشہ کے ہتھیار رکھتا ہے اپنی ذات کے واسطے یا بیچنے کے واسطے تو ترجیح نہیں ہو سکتی و کذا معروف بالعرف و الحاحۃ صار بیدہ غلام و علی علقہ بدراۃ و ذلک بدراۃ فادعایا رجل عرف بالیسار و اذ ما صلی الدار فهو للمعرف بالیسار ایک مرد غلامی اور محتاجی میں مشہور ہے اس کے ہاتھ ایک غلام لگ گیا جسکی گردن میں

کر لیا بعد سے غلام نے غائب سے چنانچہ منفریب اس کا ذکر کیا کہ وہ ان خصوصیت سے مدعی علیہ سے دفع ہو جائیگی وہاں تندیہ بالکصد والعصم
 کا بڑا ذیہ اور کیا خصوصیت دفع ہوگی بصیغہ نصب در غصب قول صحیح مجہ سے کہ خصوصیت دفع ہوگی کذا فی الزاویہ میں نے اگر مدعی نے یون کہا
 کہ یہ چیز میری ملک ہو اور مدعی علیہ کے پاس غصب ہو اور مدعی علیہ نے کہا کہ میرے پاس غائب ہے دو لیت رکھی ہے تو قبول صحیح دعویٰ
 کا منہ دفع ہوگا و قال ذوالیہ فی الدفع اود عنہ فلان وبتدھن علیہ لا تندفع فی الکلی لما قلنا اور ذی الید نے دعویٰ
 غصب اور سر قہ کے دفع میں کہا کہ اس کو میرے پاس غلام نے غائب سے دو لیت رکھا ہو اور سپر گواہ لایا تو کل مسائل مذکورہ میں خصوصیت منفع
 ہوگی اس دلیل سے جو ہم کہہ چکے ہم نے مالک و غیرہ میں اس واسطے خصوصیت دفع نہ ہوئی کہ دفع خصوصیت کے واسطے قیام میں اور معرفت شہرہ کو
 شایع مشہر طرک پر ہو اور دعویٰ خریداری اور ہبہ میں اقرار قبض ملک ہو اور غصب اور سر قہ میں مدعی کا دعویٰ مدعی علیہ کے فعل کا قال
 فی غیر مجلس المحکمہ اندوکی ثم قال فی مجلسہ انا ویدیعة عندی اور میں من فلان تندفع مع الذکر کان علی ما ذکر کہا ذی الید
 مجلس حکم کے سوا اور مکان میں کہ وہ میری ملک ہو ہر مجلس حکم میں بولا کہ دو لیت سے میرے پاس یا ہبہ میں مدعی علیہ کے جانب سے تو خصوصیت
 دفع ہوگی گواہی کے ساتھ اپنے دعویٰ مذکور پر بیٹھے اگر مدعی علیہ دو لیت یا ہبہ پر گواہ لایا تو دعویٰ مدعی کے دفع ہو جائے گا اور غیر مجلس حکم
 اقرار و تصدیق نہ ہوگا مگر جب کہ مدعی اس کو گواہی ثابت کرے چنانچہ صنف اس کی اگر تصدیق کرنا ہو و لو برآھن المدعی علی مقالتہ الا وکی
 بیکمہ خصمنا ویکم علیہ لستین اقرار یدفع المدعی فی ذلک اور اگر مدعی گواہ لاوے ذی الید کے اول قول پر بیٹھے اس کے دعویٰ
 ملک پر تو قاضی نہ کو خصم قرار دے اور سپر حکم کرے بسبب اتق ہونے اس اقرار کے جو مانع ہے دفع خصوصیت کا کذا فی الزاویہ وان قال
 المدعی اشتد بہ من فلان الغائب وقال ذوالیہ فی الدفع اود عنہ فلان ذلک ای بنفسہ فلو بوکیلہ لوندفع فیرید لا یستدفع
 ذویہ بالخصوص وان لوندفعھن لقا فقصما ان اصل الملک للغائب اور اگر مدعی نے کہا کہ میں نے اس کو غلام نے شخص غائب
 سے خرید کیا اور ذی الید اس کو دفع میں کہا میرے پاس اس سے غلام نے غائب سے دو لیت رکھا بذات خود تو ذی الید سے خصوصیت منفع ہوگی اگرچہ
 ذی الید گواہ لاوے بسبب اتق ہونے دونوں کے اس پر کہ اصل ملک شخص غائب کی ہو پر اگر ذی الید یون کہے کہ میرے پاس شخص غائب
 کے دیکھنے اس کو دو لیت رکھا ہے تو خصوصیت منفع ہوگی بدین گواہ لانے ذی الید کے الا اذا قال اشتد بہ وولکلی بقبضہ
 وقرھن مگر جب کہ مدعی نے کہا کہ میں نے اس کو غائب سے خرید کیا اور اس نے چھو کو وکیل کیا ہے اس کے قبضہ کرنے پر نیز مدعی پاس سے لیکر اور سپر
 گواہ لایا تو خصوصیت منفع ہوگی یعنی ذی الید مدعی اس کو لے گا اس واسطے کہ مدعی حق بالقبض ہے کذا فی البیہ و لو صدق قضا
 فی الشرا لعلق من بالتسلیم لئلا یلکون قضا علی الغائب باقرا و ہی عجیبہ اور اگر ذی الید نے مدعی کی تصدیق کی خرید کرنے
 میں تو اس کو دینے کا حکم ہوگا تاکہ قضا علی الغائب لازم آوے ذی الید کے اقرار سے اور یہ مسئلہ عجیب ہو یعنی انکار میں تو تسلیم ہوا اور
 تصدیق میں تسلیم نہیں ہم طوطا دی نے کہا ہمیں ہرگز کچھ مقام تحب نہیں اس واسطے کہ ذی الید کا اقرار محبت قاصد ہو مالک غائب پر تسلیم
 نہیں کر سکتا اور یہ طوطا علامہ ابو سعید نے کہا کہ کچھ عجیب نہیں اس واسطے کہ اس کا اقرار غیر شخص پر مقبول نہیں ہم اقتضالا الدار لعلق
 علی دعویٰ الشرا ید فیہ اتفاق فلان اقال و لو ادعی انا لہ غصبہ منہ فلان الغائب و برھن علیہ و من عدم ذوالیہ
 ان هذا الغائب اودعہ عندنا اندفعت لقا فقصما ان الید لذلک الرجل پر ضمان کرنا صاحب در و غیرہ کا خرید کو مدعی
 پر قید اتقائی سے نہ سہید اسطے مصنف نے کہا اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ وہ چیز اس کی ہے اس سے غلام نے غائب سے غصب کر لی اور
 سپر گواہ لایا اور ذی الید نے نہ کہ اس شخص غائب نے اس کے پاس اس کو دو لیت رکھا تو ذی الید سے خصوصیت منفع ہوگی
 بسبب موافق ہونے دونوں کے سپر کہ قبضہ اسی مرد غائب کے واسطے ثابت ہو و لو کان مکان دعویٰ الغصب دعویٰ سر قہ

غائب ہونے کی تاریخ ہو تاکہ ہر کسی کو طرفین سے تاریخ ملک کی پانچ گنی بک ذی البید کے طرف سے تاریخ پائی گئی اور امام کے
 نزدیک تاریخ حالت انفراد کی معیت نہیں تو اس واسطے حجت خارج پر حکم ہوگا و قال ابو یوسف یقضي للموئید ولو حاله الا لفراد
 اور ابویوسف نے کہا کہ تاریخ بیان کرنے والے کے واسطے حکم ہوگا اگرچہ ذکر تاریخ بحالت انفراد ہو ہم نسخ الغار میں جامع القنادی سے
 یوں منقول ہے کہ ابویوسف کے نزدیک مورخ کے واسطے حکم ہوگا اس واسطے کہ اس کے نزدیک حالت انفراد میں مورخ کی ترجیح ہی
 انتہی تر تھا رکھنا سبب تھا کہ لفظ لوسا قضا کرتا اس واسطے کہ کلام تو حالت انفراد میں ہے اور شراح کے کلام سے نکلنا ہو کہ قضا مورخ کی
 واسطے ہو خواہ دونوں سے تاریخ صادر ہوا ایک سے اور حالانکہ در صورت مدد تاریخ طرفین قضا لوسا کے کچھ معنی نہیں اس واسطے
 کہ تاریخ نہ دونوں سے ثابت ہو بلکہ بیان قضا لوسا ہی ہوگی کذا فی المطاوع و یذنی ان یقضي بقولہ لانه اذ فی و اظهر کذا فی
 جامع الفصولین و آخر المصنف و اول اللق یوں ہو کہ بقول ابویوسف حکم کیا جائیگا اس واسطے کہ وہ قول بقولہ عد فقہ سوافی تر اور ظاہر تر
 ہو چنانچہ جامع الفصولین میں ہے اور ثابت رکھا ہے کہ مصنف نے اپنی شرح میں ہم نسخ الغار میں بجای یقضي یقینی سے دہوالا ظہر و قضا
 برہن خادجان علی شیئی قیض بہ لہما اور اگر گواہ لادین و شخص خارج ایک چیز جو تیسری شخص کے قبض میں ہے تو دونوں کے
 واسطے اس چیز کا حکم ہوگا م دلیل اسکی وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد و ابن ابی شیبہ سے شری سے روایت ہو کہ دو شخصوں نے ایک امانت
 کا دعویٰ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور ہر شخص دو دو گواہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امانت کو
 دونوں میں نصف بانٹ دیا اور دوسری دلیل سیم ہو کہ بنیات حج شرعیہ سے ہیں تو حتم الامکان اس پر عمل واجب ہو اور یہاں
 عمل ممکن ہے اس واسطے کہ شریعت نے دوسری شے دوسری اوقات مختلفہ میں جو کرتا ہے تو گواہی دینے کے واسطے ہر فریق اس پر عہدہ کرتا
 ہو جو اس نے سبب ملک کا شہادہ کیا کذا فی الزیلع فان برہان کافی دعویٰ نکاح سقط التقدیر الجملہ لوجبتہ پر اگر دو شخصوں کو اللہ
 نکاح کے دعویٰ میں تو دونوں کی حجت ساقط الاعتبار ہوگی بسبب تنفرد محض جمع کے اگر عورت زندہ ہے ہم یعنی اگر عورت زندہ ہے کہ نکاح کا دعویٰ
 سہتی دعویٰ کیا اور ہر شخص گواہ لایا تو کسی کا دعویٰ ثابت ہوگا اس واسطے کہ عمل قابل اشتراک کے نہیں سمیت برہان کی قیاد اس واسطے
 لگائی کہ اگر ایک دعویٰ گواہ لایا ایک عورت کے نکاح پر اور اسکے واسطے حکم ہو گیا ثبوت نکاح کا پھر دوسرا شخص اسکے نکاح پر گواہ لایا تو گواہ
 اس کے مقبول نہیں گئے چنانچہ خریداری کے دعویٰ میں برہان اول کے بعد برہان ثانی مقبول نہیں کذا فی المطاوع و لومینہ یقینی بہ
 بدھما و علی کل نصبت المہر و میراثان میراث نہ ویم و احد و لو ولدت یثبت النسب منہما و تسامہ فی الخلاصہ
 اور اگر عورت میت ہو تو دونوں مدعیوں کے واسطے نکاح کا حکم ہوگا اور ہر شخص پر نصف نصف مہر لازم آویگا اور دونوں شخصوں ایک زوجہ کی
 میراث کے وارث ہوں گے اور اگر عورت جانی یعنی لید اسکے مرگئی تو ولد کا نسب دونوں شخصوں سے ثابت ہوگا اور پھر اس میں ایک نکاح
 میں جو ہم خلاصہ میں بانی بیان یوں ہو کہ ولد نہ کر و دونوں شخصوں سے میراث ابن کامل کا وارث ہوگا اور دونوں ولد کے متروکہ سے اس پر
 واحد کی میراث پادینکے کذا فی البرد ہی لیکن صدقہ اذ العتق فی یکل من کذبہ و لم یکن دخل من کذبہ بہا و عورت
 اسکی زوجہ جو جس دیکل عورت نے تقدین کی بشرطیکہ عورت اسکے پاس نہ جو جس عورت کی اس نے تکذیب اور جسکی اس نے تکذیب کی اس
 عورت کی مدعی بنی ہو ہم خلاصہ یہ ہو کہ جب دو شخصوں نے ایک عورت میں شہان کیا اور دونوں گواہ لائے تو اگر تاریخ بیان کی اور ایک
 کی تاریخ مقدم ہو تو وہ اولے ہو اور اگر تاریخ بیان کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہے تو اگر ایک کا قبض ثابت ہو چنانچہ طے یا اپنی ملک
 کا رکھنا تو وہی شخص اولے ہو اور اگر سبب کچھ نہ ہو تو عورت کی تقدین کا اعتبار ہو جائیگا اصل سبقت تاریخ راجع ہے سبب پر قبضہ پھر طے
 پر ہوتا ہے صاحب تاریخ مقدم ہے فقیر یہ میں ہے کہ اگر ایک کی مدعی پائی گئی اور عورت دوسرے کے گہر میں جو تو صاحبانہ اولیٰ ہے کذا

الطحاوی هذا اذا لم يوثق خاف ان اتخا فالسابق الحق بها اور یہ یعنی اعتبار تعددین عورت اوس وقت سے جب کہ دونوں نے تاریخ بیان
 کی سو اگر تاریخ بیان کی تو صاحب تاریخ سابق اوس عورت کا حق سے یعنی سبقت تاریخ کے ساتھ قبض اور دخول کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے
 کہ صریح دلالت پر فائز ہے فلو ان آخر احد ما فصح لمن صدق فله اولی الید بنزایہ قلت و علی ما مر عن الثانی یعنی اعتبار تاریخ
 احدی ما و لہ ارا من نبۃ علیہ فتاقل سو اگر ایک مدعی نے تاریخ بیان کی تو عورت اوسکی زوجہ سے جسکی اوس نے تعددین کی یا ذی الید کی
 کفائی البرزازیہ میں کہتا ہوں اور بموجب اوس قبل کے جواہر یوسف سے منقول ہو چکا ایک شخص کی تاریخ کا اعتبار کرنا لائق ہے اور میں نے نہیں دیکھا
 اوسکو جسٹس اوسپر آگاہ کر دیا ہو تو فوراً کہ اس میں ہم طحاوی کہا صاحب جرائز ان سے اس پر صریح آگاہ کر دیا ہے کہ ایک شخص کی بھی تاریخ موجبات
 و حمان سے ہے۔ وان اقرت لمن لا یحجۃ لہ فہی لہ وان برهن الآخر قضی لہ اور اگر عورت نے اقرار کیا اوس مدعی کے واسطے جسکے
 پاس گواہ نہیں تو وہ اوس مدعی کی زوجہ سے اور اگر دوسرا مدعی برہان لایا یعنی جب کہ اول مدعی کے واسطے بموجب اقرار عورت کے حکم ہو گیا
 اوسکے بعد دوسرا مدعی گواہ لایا تو صاحب برہان کے واسطے حکم ہو گا اوس واسطے کہ برہان قومی تر سے تصادق سے کذلک النسخ و کو برہان محل
 و قضی لہ فی برہان الآخر لو یقتضی لہ الا اذا ثبت سببہ لان الدہان مع التاریخ اقوی منہ بدوینہ اور اگر گواہ لایا ایک مدعی سے
 اور اسکے واسطے حکم ہو گیا پھر دوسرا مدعی گواہ لایا تو اوسکے واسطے حکم ہو گا اگر اوس صورت میں جب کہ مدعی ثانی کی سبقت تاریخ ثابت ہو اس
 واسطے کہ برہان مع التاریخ قوی تر ہے اوس برہان سے کہ بدون تاریخ کے ہو م ہر چند بیان دونوں دعویٰ میں تاریخ ثابت ہو اوس واسطے
 کہ سبقت نہیں ہو سکتی بدون تاریخ کے لیکن جب کہ مدعی ثانی کی تاریخ سابق ہو دوسرے اول کی تاریخ سے تو گویا اوسنی پہلا تاریخ
 نہ کہ مدعی باع التاریخ و تاریخ سابق مدعی کو کذلک الطحاوی لہا لو یقتضی سببہا یا خارج علی ذی ید ظہر نکاحہ الا اذا ثبت سببہ
 ای ان نکاحہ اسبق جیسے حکم ہو گا شخص خارج کی برہان سے اوس ذی الید کی برہان پر جسکا نکاح ظاہر ہو چکا اگر اوس صورت میں برہان
 خارج سے حکم ہو گا جب کہ خارج کی سبقت ثابت ہو یعنی یہ ثابت ہو کہ خارج کا نکاح سابق تر ہے ذی الید کے نکاح سے وان ذکر اس سبب
 الملک بان برہنا علی شرا و شری من ذی الید فلکل نصفہ بنصف الثمن ان شاء او تر لہ انما خیر لتفریق الصنفۃ علیہ
 اور اگر دونوں مدعیوں نے سبب ملک کا ذکر کیا سطح پر کہ دونوں گواہ لائے ایک چیز کی خرید پر ذی الید سے تو ہر مدعی کے واسطے
 نصف نصف شے کا حکم ہو گا بعض نصف نصف من کے اگر مدعی چاہے یا اوسکو چھوڑ دے مدعی کو اوس واسطے اختیار دیا جائیے یعنی بن کہ اوپر
 صنف متفرق ہو گیا یعنی پوری چیز اوسکے واسطے باقی نہ رہی اور شاید اسکی رغبت پوری چیز پر ہو نہ اوہ پوری پر لان ترک احدی
 بعد ما قضی لہا لو یحکم الآخر لک لا نفسا خیرہ بالکذۃ فلو قبلہ فلہ اور اگر ایک مدعی نے نصف لینے کو چھوڑا و دونوں کیوں
 حکم ہو جائے کے بعد تو دوسرا مدعی کہو پورا نہیں سکتا بسبب منہج ہو جانے بیع کے نصف باقی میں فاضل کے حکم سے سو اگر قبل حکم کے
 ایک مدعی ترک کرے اور دوسرا لے لے تو اوسکو جائز ہے و ہوا ای ما اذ عیا شرا لہا لالسابق نادین ان اتخا فیدک الما تم ما
 قبضہ من الآخر الیہ سر اجہ اور دوسری جسکی خرید کا و دونوں نے دعویٰ کیا اوس مدعی کی سے جسکی تاریخ سابق ہے اگر دونوں نے
 تاریخ خرید بیان کی تو بائع پیر سے جو من اوس نے دوسرے سے لیا کذلک لستراج ہم سبقت تاریخ کا اوس وقت اعتبار ہو جب کہ بائع ایک
 جواہر اگر دونوں کے بائع مختلف ہوں تو اس سے واسطے کچھ ترجیح نہیں اور نہ فقط موخر کے واسطے کذلک الطحاوی و ہوا لہ ذی ید ان یور
 او انہما حکما و اسلوی تأدیجہما اور وہ یعنی متنازع فیہ ذی الید کی سے اگر دونوں مدعیوں نے تاریخ خرید کی بیان کی یا ایک
 نے فقط تاریخ نہ کہ اور کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہے و ہوا لہ ذی وقت ان وقت احدی فقط و الحال انہ لاید لہما و ان یور
 فقد ترات لکل نصفہ بنصف اور وہ چیز وقت بیان کرنے والے کی ہو اگر دونوں میں سے ایک نے وقت کی اور حالانکہ دونوں کا
 وقت بیان کیا

نہیں اور اگر دونوں نے وقت مذکور کیا تو اس کا حکم مذکور ہو چکا کہ ہر مدعی نصف نصف پاویج نصف نصف ثمن دیکر الشرائع
 آخر من ھبۃ و صدقۃ و ذھن و لو مع قبض اور دعویٰ خرید یا حق ہے ہبہ اور صدقہ اور ہر ایک کے دعوے سے اگرچہ رہن
 قبض کے ساتھ ہو مگر ترجیح خرید پر ہے کہ معاوضہ ہے باخبرین سو بخلاف ہبہ صدقہ اور مراد ہبہ بلا عوض ہے اس واسطے کہ
 ہبہ بلا عوض در حکم بیع ہے اور رہن پر خرید اس واسطے مقدم ہو کہ خرید مفید ملک بلا عوض نے الحال سے بخلاف رہن و ہذا اراۃ
 لم یؤخذ خافوا ان یرادوا لحد المملک فلا سبق الحق لقولہ اور یہ یعنی تقدیم خرید پر ہبہ اور صدقہ پر اس وقت سے جب کہ دونوں
 مدعیان نے تاریخ مذکور کی ہو سو اگر تاریخ بنیاد رکھ کر دیکھیں والا ایک ہی شخص ہو تو صاحب تاریخ سابق حق ہے اپنے قومی
 ہونے کے سبب و لو ان یرتخت واحد اما فقط فالملک لکۃ اولیٰ اور اگر خرید اور ہبہ اور صدقہ کے دعوے میں فقط ایک کی تاریخ مذکور
 ہو تو تاریخ والی چیز مقدم ہے ولو اختلف المملک اسبق یا اور اگر مالک کرینے والا مختلف ہو تو دونوں برابر ہیں یعنی اس صورت
 میں خرید ہبہ اور صدقہ پر مقدم نہیں و ہذا ایضا لا یفسد اتفاقا اور یہ یعنی برابر ہونا اس چیز میں جو قابل تمت نہیں یا
 چکی وغیرہ کے اتفاق روایات سے و اختلف التخصیص فیما یقسم کالدراہم والا حۃ ان الکل لمدعی الشرائع لان الاستحقاق
 من قبیل الشیوع المقارن لا الطاریۃ ہبۃ الدرہم اور تعین علم مختلف ہو اس چیز میں جو قابل تمت ہو چنانچہ گہر اور
 میچ تر تول یہ ہے کہ وہ چیز بالکل مدعی خرید کی ہے اس واسطے کہ استحقاق یعنی استحقاق نصف مدعی خرید کا من قبیل شیوع مقارن
 کے ہونے من قبیل شیوع طاری کذلک فی کتاب الہبۃ من الدرہم ہبہ رو سے مدعی پر کہ اس کی قابل تمت اور غیر قابل تمت کو
 یکساں قرار دیا ہے اور اس کی میں شیوع طاری نہیں آیا ہے جو مفید ہبہ اور صدقہ نہیں کذلک فی لفظ طاری و الشرائع والمہر سلی
 فیک صفت و ترجیح ہی بنصف القیۃ و ہو بنصف الثمن ان یفشی لہما مگر خرید اور ہبہ برابر ہیں تو دونوں مدعیان
 میں انصاف نصف ہو گا اور عورت مدعی نصف قیمت اس چیز کی پیر لے اور مدعی خرید نصف ثمن پیر لے یا بیگونی کرے یا لیں گذشتہ ہم بینی جب کہ
 ایک مدعی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سلام کو ذی الیہ خرید کیا اور عورت نے دعویٰ کیا کہ ذی الیہ نے میسرے ساتھ نکاح کیا اور یہ غلام میسرے
 ہر میں مقرر کیا تو دونوں برابر ہیں اس واسطے کہ دونوں توت میں یکساں ہیں کیونکہ ہر ایک سے خرید اور ہبہ معاوضہ ثبت ملک ہو مشتری کو
 نسخ بیع میں اختیار ہوا سبب تفرق صفت کے کہ مرہند اذا المرئی کخا و ان خا و اسبقی تا ریحہما فان سبق تأدیخ احدہما کا حق
 یہ یعنی استوائی خرید اور ہبہ اس وقت سے جب کہ دونوں کی تاریخ مذکور نہ ہو یا تاریخ مذکور ہو اور دونوں کی تاریخ برابر ہو سو اگر ایک کی تاریخ
 سابق ہو تو وہی حق ہے قید بالشرائع لان النکاح حق من ھبۃ و ذھن او صدقۃ قیۃ عمادیۃ والمراد من النکاح المکسر
 کما کر لانی البصر مطلقا لیتامع معنہ نے خرید کی فید لگائی اس واسطے کہ نکاح حق ہے ہبہ اور رہن اور صدقہ سے کذا فی لہا و تہ
 اور نکاح سو مراد اس مقام میں ہے چنانچہ بحر الرائق میں اس کی تحریر کی ہے صاحب جامع الفصولین کے طرف غلط گوئی کی نسبت کر کے ہم صاحب
 جامع الفصولین نے کہا کہ نکاح اور ہبہ اور رہن اور صدقہ برابر ہیں وجہ غلط کاری صاحب جامع الفصولین کی یہ ہے کہ وہ یوں سمجھا کہ دونوں
 نے ایک لونڈی میں تین نزع کیا ایک کہتا ہے کہ میں اس کا مالک ہوں بطریق ہبہ کے اور دوسرا کہتا ہے کہ میں نے اس کو نکاح کیا حالانکہ
 یہ فقہاء کی مراد نہیں بلکہ جہان نفع ہم نکاح کی ہبہ اور صدقہ پر بیان کی ہے وہاں نکاح سو ہر مراد ہی یعنی نہ عقد چنانچہ لو حق کلام
 محط اور عادی اس پر دلالت کرتا ہے کذلک فی لفظ طاری و الشرائع لکنا و الشرائع لو تئاد عافی الا مہ من رجل و احد
 ولا یرتخت فتکون ملکاً لہ منلو حۃ لاخرت بمرئان برابر ہو نکاح اور خرید یہ اگر دو شخصوں نے تنازع کیا ایک مرد کی لونڈی میں اور
 قومی مرجع نہ سبقت تاریخ کے نہیں تو لونڈی مدعی شریکی ملک ہوگی اور دوسرے شخص کی مشکوہ ہو غور کر لے اس کو ہم دیکھتے ہیں

یہ ہے کہ خرید اور کچا میں شافات نہیں یہ بحث ہو صاحب جامع لفصولین کی کذا فی البحر و درمقن مع قبض الحق من حبسہ بلا عوض من رشتہ
 اور ہیں مع القبض حق سے یہ بلا عوض مع القبض سے بطریق استمان ہم دوجہ استمان یہ ہے کہ مقبوض حکم رہن مقبوض ہو اور مقبوض حکم رہن مقبوض
 نہیں حالانکہ عقد ضمان اولے ہو اور قیاس یہ ہے کہ یہ اولے ہو رہن کسی واسطے کہ یہ مبتلاک ہے بکلاف رہن و لو بیا فحق الحق کتنا
 ہم انتہاء و البیہ و لو بیا جہ افوق من الرهن اور اگر یہ مقبوض ہو تو اولے سے وہ رہن کسی واسطے کہ یہ مقبوض آخر کار کو یہ ہے اور بیع اگر
 کسی وجہ سے ہو تو یہ رہن سے رہن کسی واسطے کہ یہ مقبوض ہو تو اولے سے وہ رہن کسی واسطے کہ یہ مقبوض آخر کار کو یہ ہے اور بیع اگر
 قبض میں ہو تو رہن اور یہ وہ دونوں برابر ہیں تو فتنے کہ دونوں کی تاریخ مذکور نہ ہو اور ایک کی تاریخ سابق تر ہو یعنی در صورت ذکر تاریخ صاحب
 اسبق اولے اور مقدم ہو وان بوجہ خارج علی ملک مؤخر او شراہ مؤخر من واحد بخیر ذی بدل او برکھن خارج علی
 ملک مؤخر و ذی بدل علی ملک مؤخر او شراہ مؤخر من واحد بخیر ذی بدل او برکھن خارج علی ملک مؤخر و ذی بدل علی ملک مؤخر
 بائع سے جو ذی الید نہیں یا گواہ لایا خارج ملک مؤخر پر اور ذی الید گواہ لایا ملک مؤخر پر جو مقدم ہے تاریخ بائع سے تاریخ مؤخر
 حق اور اولے ہو ہم بائع میں غیر ذی الید کی فید خارج سے اس واسطے کہ کسی ذی الید خریدنا رہن کا پہلے مذکور ہو چکا تو کچھ فائدہ نہ رہتا
 تقیم میں و ان برکھن علی شراہ متفق تاریخ متفقہ او مختلف عینی و کلی بدعی الشراہ من رجل اخر او وقت احدھا فقط
 استویان تعدد البائع وان اتحد فذ والوقت حق اخر لا بد من ذکر المدعی و شہود و ما یفید ملک بائعہ ان لم یلزم
 المبیع فی بدل البائع و لو شہد ابدا فقولا ان بزازیہ اور اگر نہ رہن گواہ لاؤ او جس سرید پر جسکی دونوں تاریخیں متفق ہیں یا مختلف ہیں
 کذا فی العینی اور ہر مدعی خرید کا دعوی کرنا ہے و دوسرے مدعی یا نقطہ ایک ہی مدعی نے خرید کا وقت بیان کیا تو وہ دونوں برابر ہیں اگر بائع متعدد ہیں
 اور اگر ایک ہی بائع ہے تو صاحب وقت حق اور اولے جو یہ یہ ضرور ہے کہ مدعی اور اسکے گواہ وہ چیز ذکر کریں جو مفید ملک ہو اسکو بائع کی
 در صورت کہ مبیع بائع کے ماتہ میں نہ ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی بالٹکے قبض کی نیے در صورتیکہ بالفعل بائع کا قبض نہیں نہیں سابق کی
 گواہی دی بلا ذکر اسکی ملک کے تو اس میں وہ قول ہیں کہ لے بزازیہ ہم بزازیہ میں ہو کہ گواہوں نے گواہی دی خرید اور مقدم پر اور قبض کو ذکر
 کیا اور نہ تسلیم کو اور نہ ملک بائع کو اور نہ مشتری کی ملک کو تو دعوی اور شہادت مقبول نہیں اور اگر قبض بائع کی گواہی دی نہ ہو اسکی ملک
 کی تو اس میں فقہاء مختلف ہیں کہ لے لفظ مدعی فان بوجہ خارج علی ملک مؤخر او شراہ مؤخر من واحد بخیر ذی بدل او برکھن خارج علی ملک مؤخر
 لا یتکثر کالتنازع و ما فی معناه کتسب لا یتکثر و غزل فطن و حلب لبن و جحر صوف و نحوھا و لو عنہ بائعہ درل فذ و الید
 آخر من الخارج اجماعا سوا اگر گواہ لایا خارج ملک پر اور ذی الید گواہ لایا خارج سے خرید کرنے پر یا خارج اور ذی الید گواہ لاؤ ایسے
 سبب ملک پر جو ایک ہی بار ہوتا ہو نہ مکرر چنانچہ تنایع یعنی پیدائش بچہ حیوان اور جو چیز کہ تنایع کے مانند غیر مکرر ہو چنانچہ سنج غیر ممتد ایسے
 شایب قطن کی بنا و ثوب و بارہ نہیں ہوتی اور روئی کا کتنا اور دودھ کا دھن اور صوف کا ترشنا اور نہند ان سبب غیر مکرر ہے
 اگرچہ سبب بچہ مکرر ہو اس کے بائع کے پاس واقع ہوئے ہوں تو ذی الید حق ہو خارج سے بالاتفاق ہم تنایع سے مراد یہ ہے کہ مدعی کی ملک تنایع
 تنایع ہو یا اس کے بائع کی ملک میں یا اس کے مورث کی ملک میں جامع لفصولین میں ہے کہ تنایع گواہ لایا کہ مثلاً یہ ادنی میری بائع کو پاس
 جی اور ذی الید ہی سطح گواہ لایا تو ذی الید کے واسطے حکم ہو گا اس واسطے کہ ہر مدعی اپنی بائع کے طرف سے غاصم ہے تو گواہ یا دونوں کے
 بائع حاضر ہوئے اور بواسطہ تنایع ملک کے مدعی ہوئے کہ لے لفظ مدعی الا اذا ذی الخارج علیہ فعلا لقصوب او و دبعہ او
 و جاد و و نحوھا فی رایتہ درل او کان سببا یتکثر کبنا و و غرض و کتبہ خمر و زمر و نحوھا و آ شکل علی اهل الخبز
 فهو الخارج لانه الاصل و انما عدلنا عن جحد بش الفناج و عی تنایع ذی الید حق ہو مگر جب کہ خارج ذی الید پر فعل کا

تو حکم مستقر ہو سکے گا ایک مال پر کذا فی الخطا مدعی دَاوَدُنی یلوا آخر اذ مدعی رجل نصفها و آخر کلها و برہنا قللا دل رُبْعُها و الباقی فی
 الاخر بطریق المنازعت و ہوا ان النصف سالم کلمۃ مدعی اکل بالامنازعتہ نفع استوفت من اذ عنہما فی النصف الاخر فینصف
 ایک گہر جو ایک شخص کے قبض میں ہو ایک مرد نے اس کے نصف کا دعویٰ کیا اور دوسری مرد نے تمام گہر کا اور دونوں مدعی خارج گواہ کا
 تو اول مدعی کا چارم گہر ثابت ہو گا اور باقی گہر یعنی تین چوتھائی دوسرے مدعی کی بطریق منازعت کے اور منازعت کا طریقہ یہ ہے جو کہ نصف مال
 مدعی کل کے واسطے سالم جو بلا منازعت اس واسطے کہ مدعی اول نصف کا دعویٰ کرتا ہو تو نصف باقی مدعی کل کا ہو چکا اسکے اقرار سے پہلے
 اور دونوں کی منازعت دوسرے نصف میں برابر قائم رہی تو وہ نصف دونوں میں نصفاً نصف ہو گا یعنی تو ایک ربع مدعی اول کا ہوا اور تین ربع
 مدعی ثانی کے و قال الثالث لا والباقی للثانی بطریق العول لان فی المسئلۃ کلاً و نصفاً فالمسئلۃ من اثنتین و تقول لی ثلث
 اور صاحبین نے کہا کہ ثانی گہر اول مدعی کا اور باقی دہائیامیان مدعی ثانی کی ہیں بطریق عول کے اس واسطے کہ مسئلہ مذکورہ میں کل اور نصف
 مجموعہ جو ہر دو مسئلہ سے ہو گا یعنی اس واسطے کہ نصف کا مخرج دو ہیں اور دو عول کرتے ہیں تین کے طرف یعنی تو مدعی کل کے دسہم
 ہوئے اور مدعی نصف کا ایک سہم باعتبار قسمت اثلث ہم عول یہ کہ مخرج میں سہام کی گنجائش نہو بسبب کثرت کے تو سہم کم کر ڈالا
 جائے چنانچہ سہم کا مشرت بیان کتاب الفرائض میں آدیا و اعلم ان انواع القسمۃ اربعۃ ما یقتصر بطریق العول احداً و ہوا ثانیہ
 میراث و دیون و وصیۃ و محابا و در اھم مرسلاً و سیکایہ و حجابہ دقیق اور معلوم کر کہ انعام قسمت کی چار میں ایک قسم وہ ہے
 بسبب بطریق عول قسمت ہوتی ہو بالفاق امام اور صاحبین کے اور سکی اہمہ صور تین ہیں قسمت میراث اور دیون اور وصیت اور محابات
 اور در اھم مرسلاً اور ستائیت اور جنائیت رقیق ہم میراث کی یہ صورت ہے کہ جب فرائض کے سہام اتو جمع ہوں کہ مترد کہ میں ادنیٰ پوری
 ہونے کی گنجائش نہو تو بطریق عول کے تقسیم ہوگی مثلاً ایک عورت مرگئی اور ایک زوج اور ایک سگی بہن اور ایک مادر می بہن چوڑ گئی تو
 مسئلہ چہم ہی اور بطریق عول کے ساتھ سو اور دیون کی صورت یہ ہے کہ دیون مختلفہ جمع ہو گئی کہ مترد کہ سے ادھنیں ہو سکتی تو از باب دیون
 میں بطریق عول مترد کہ تقسیم ہو گا مثلاً ایک شخص کمیت پر سو درم ہیں اور دوسرے کے پچاس درم اور کل مترد کہ سو درم ہو اور وصیت کی یہ
 صورت ہے کہ میت نے ایک شخص کے واسطے ثلث مال کی وصیت کی اور دوسری کے واسطے ربع مال کی اور تیسری کے واسطے سدس مال کی
 اور وارثوں نے میرہ وصیت جائز نہ رکھی تاہیکہ مرچ وصیت ثلث مترد کہ ہیرا تو تیون شخصوں پر ثلث مال بطریق عول تقسیم ہو گا اور محابات یعنی
 محابات کی وصیت کی یہ صورت ہے کہ میت نے وصیت کی کہ جس غلام کی تین ہزار قیمت ہو وہ اس مرد کے ہاتھ ہزار درم کو بیجا جائے اور جس
 غلام کی قیمت دو ہزار درم ہے وہ دوسرے مرد کے ہاتھ ایک ہزار درم کو بیجا جائے سو دونوں شخصوں کے واسطے تین ہزار کی محابات
 ہوئی تو ثلث مال دونوں میں بطریق عول کے تقسیم ہو گا اور در اھم مرسلاً کی قسمت کی یہ صورت ہے کہ مثلاً ایک مرد کے واسطے ہزار کی وصیت
 کی اور دوسرے کی واسطے دو ہزار کی تو دونوں کے فیما بین ثلث بطریق عول کے ہو گا اور سیاحت کی یہ صورت ہے کہ یہ وصیت کی کہ یہ
 غلام نصف آزاد کیا جائے اور دوسرا غلام سب آزاد کیا جائے اور ثلث مترد کہ اس وصیت کو کفایت نہیں کرتا تو ثلث مال دونوں کے ہاں
 بطریق عول کے قسمت ہو گا اور ہر غلام سوا بقدر اسکے حصہ کے سیاحت ساقط ہو جائے اور جنائیت رقیق شارح نے سہمیں دو صورتیں
 داخل کر دیں ایک صورت جنایت عبد رقیق غیر مذکور کی دوسری صورت جنایت عبد رقیق مذکور کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک غلام نے ایک
 مرد کی آنکھ پوڑ ڈالی اور دوسرے کو بطریق خطا کے مار ڈالا سو دونوں جنایتوں میں غلام دس ڈال گیا تو عبد جانی کی دونوں میں
 بطریق عول کے تقسیم ہوگی تو ثلث مقتول کے وارث کے اور ایک ثلث دوسرے شخص کا اور دوسری صورت یہ ہے کہ غلام مدبر نے
 جنایت کی غلام غیر مدبر کے مانند اور قیمت اس کی اولیائی جنایت کو مدعی گئی تو دونوں میں قیمت بطریق عول کے قسمت ہوگی کذا فی الخطا

علا سہم و دیون
 سہم و دیون
 عول کی تین شکایہ
 ایک سہم اضافی
 جن کا سہم اضافی
 ع
 قیمت میں عادت لگائی
 ع
 بشریک میں مال
 اور یہ کہ ہزار درم کا
 قیمت کو جواز
 نہ لکھیں

تیز کے یا ایک کا حق بعض میں شائع ہو اور دوسرے کا حق کل میں تو وہاں مست بطریق منازعت کے جو ہم بہت یوں تھا کہ شائع یوں کہتانی دست
 و عین شائع اس واسطے کہ وہ میں تبعض منقول نہیں اور یوں کہنا سہرہ شائع فی البعض دون الکل چنانچہ جو الرائق میں صریح ہو کہ انی بطریق
 و عندک ما شئ کتبنا علی الشیوخ ففعلوا لایة و الا فمنا زعة فلیحفظ اور صاحبین کے نزدیک جب کہ دعویٰ ساتھی بطریق شیوع کے ثابت
 ہوں تو قسمت بطریق عمل کے جو اور نہیں تو بطریق منازعت کے یعنی اگر دونوں حق وہ وقت مختلف میں یا علی وجہ التیز ثابت ہوں تو قسمت
 بطریق منازعت کے سے تو سکو یا در کتب چاہیے کہ یہی دونوں قاعدی موجب اتفاق اور خلاف امام اور صاحبین کے ہیں سائل مذکور ہیں
 و لو الدار فی آیہ یضام فی اللتان فیض لا بالقضاء و نصف بل لانه خارجہ اور اگر گہر و دشمنان کے قبض میں ہو یعنی ایک شخص
 نصف کا دعویٰ ہو اور دوسرا کل کا تو وہ گہر مدعی ثانی کا ہو نصف بلا قضاء اور نصف باقی بواسطہ قضاء اس واسطے کہ وہ چنانچہ جو ہم مدعی ثانی کو
 نصف بلا قضاء اس واسطے ملا کہ مدعی اول کا دعویٰ فقط نصف میں ہو تو مدعی ثانی کے واسطے نصف دار سلم ہو چکا بلا منازعت تو اس کو نصف
 ملا بلا قضاء اس واسطے کہ قاضی کا حکم نہیں مونا بدن دعویٰ اور منازعت کے اور جو نصف کہ مدعی اول کے قبض میں ہے اوس میں خارج اور مدعی اول کے
 گواہ جمع ہو جو تو چنانچہ یعنی مدعی کل کے گواہوں کی تقدیم ہوگی مدعی البیع مدعی نصف کے گواہوں پر کہ انی بطریق و لونی یکو ثلثہ و
 ادعی احدہم کلہا و اخر نصفہا و اخر ثلثہا و اخر ثلثہا عندہ بالکنازعة و عندہما بالکول و بیانہ فی الکافی اور اگر
 گہر میں دشمنوں کے قبضے میں ہو اور ایک شخص اوس میں سوا کل دار کا دعویٰ کر تا ہو اور دوسرا نصف کا اور تیسرے ثلث کا اور تینوں گواہ قائم کریں تو
 وہ گہر امام کے نزدیک بطریق منازعت کے قسمت ہو گا اور صاحبین کے نزدیک بطریق عمل کے اور بیان سکافی میں جو ہم امام کے نزدیک
 قسمت اس مسئلہ کی جو بیس سہم سے پندرہ سہم مدعی کل کے اور چہ سہم مدعی ثانی کے اور تین سہم مدعی ثالث کے اور صاحبین کے نزدیک کہتو
 تہی سہم قسمت ہو ایک سو تین سہم مدعی اول کے اور مدعی ثانی کے بچا سہم اور چہ سہم مدعی ثالث کے اور اس کا بیان شرح مطاوع
 میں شیعہ جمع ہو منقول سے حق تعالیٰ سے مترجم ہو کہ ترک کر دیا و لونی یزہا علی نتائج و ابغی یذہما و احدہما و اخر ہما
 و آخر خاضی بین و ان سبہا ما ذبحہ بشہادۃ الظاہر اور اگر دعویٰ گواہ لایہ ایک سہا نور کے نتائج پر دونوں کے قبضے میں یا
 ایک مدعی کے قبضے میں یا مدعیوں کے سوا اور شخص کے قبضے میں اور دونوں مدعیوں نے نتائج یعنی جانور کی پیدائش کی تاریخ بیان کی تو
 اوس مدعی کے واسطے حکم ہو گا جس کی تاریخ اور جانور کی عمر کے موافق ہوگی بواسطہ شہادت ظاہر حال میں سے جس کی تاریخ جانور کی عمر
 کے موافق ہو اوس کے صدق کی علامت ظاہر ہے اور دوسرے کے کذب کا نشان صریح ہے فلو لم یزہا علی نتائج ہا لایہ البیہ سوا گروہ
 مدعیوں نے تاریخ نتائج بیان کی تو اوس جانور کا نام مدعی البیہ کے واسطے ہو گا و لقسارث فی ابیدھما و فی یکد فالت اور دونوں
 مدعیوں کے واسطے حکم ہو گا اگر جانور دونوں کے پاس ہو یا تیسری شخص کے پاس ہو و ان لم یزہا بآن ذلک و ان اشکل فلیھما
 ان کانت فی ابیدھما و کا فآخر جیان فان فی یذہا فلیھما ہا کہ ہوا لھما قلت و ہذا اولی ما وقع فی الکلیز
 الدرد و لعلنی قتبہ و اگر تاریخ دونوں مدعیوں کی موافق نہ ہو سطح پر کہ جانور کی عمر کے ساتھ مخالف ہو یا موافقت اور مخالفت
 کچھ معلوم نہ ہوتی ہو تو وہ جانور دونوں مدعیوں کا ہے اگر ان کے قبضے میں ہو یا دونوں خارج ہوں سوا اگر ایک مدعی کے قبضے میں
 ہو تو فقط مدعی البیہ کے واسطے حکم ہو گا یہی قول اصح ہے میں کہتے ہوں اور یہہ یعنی مصنف کی یہہ تعبیر دان لم یزہا بہتر ہو
 اوس تعبیر سے جو کثر اور در را و ملتقی میں واقع ہے کتب ثلثہ کی یوں تعبیر ہے و ان اشکل سو سکو دیکھ لے ہم وجہ اولیت یہہ ہو
 کہ مصنف کی تعبیر عام ہے مخالفت اور اشکال دونوں کو شامل ہے بخلاف تعبیر کتب ثلثہ کہ اس میں فقط اشکال مذکور ہے مخالفت
 برہن احد الخراجین علی الغصب من زید و الآخر علی اللی و بعد منہ اسلوا یا لایہا لایہ تعبیر غصبا گواہ

لایا ایک خارج اوس غصب پر جو زید سے صادر ہوا اور دوسرا خارج گواہ لایا و دلیت پر جو زید کے پاس اسنے ودلیت رکھی تو دونوں برابر ہیں
اوس چیز کا دونوں مدعیوں میں نصف نصف کا حکم ہوگا اس واسطے کہ ودلیت انکار کرنے سے غصب ہو جاتی ہے ہم اس مسئلہ میں مدعا علیہ غصب
اور ودلیت کا زید ہے ودلیت انکار مدعا علیہ غصب اس واسطے ہو جاتی ہے کہ اوس پر ضمان واجب ہوتا ہے اور ضمان ساقط نہیں ہوتا اگر
منکر ودلیت ہونے کا اقرار کرے اور یہاں مدعا علیہ منکر ودلیت ہے تو گواہ دونوں مدعیوں نے زید پر غصب کا دعویٰ کیا لہذا دونوں
متساوی ہوئے **الناس احرار بلا بیان الا فی اربع الشہادۃ والحد ودر القصاص والقتل کذا فی نسخۃ المصنف و فی نسخۃ**
العقل و عبادۃ الاشباہ والذات لوگ آزاد ہیں بدون بیان آزادی کے مگر چار چیزوں میں آزادی بلا اثبات معتبر نہیں شہادت اور حد
اور قصاص اور قتل میں اس طرح ہے مصنف کے نسخے میں اور دوسرے نسخہ متن میں بجای قتل عقل سے اور عبارت شہادہ والدیہ ہے ہم وجہ
حریت مسلمین یہ ہے کہ دارالاسلام دارالحریت ہے اور اس واسطے کہ لوگ آدم اور حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں اور وہ دونوں حضرت آزاد
ہوئے جبکہ ہمادین حریت اصل نہ پھیری تو قاضی ظاہر حشر پر کفایت نکرے بلکہ اگر خصم شہادہ دن پر رقیبت کی طعن کرے تو قاضی اسکو دریافت کرے
لوگوں سے اور بلا طعن قضیتش نکرے اور جب کہ ایک شخص نے دوسرے کی قذف کی اور قاذف نے کہا کہ مقتذوف غلام ہے تو اوس پر صدقہ
مارسی بخا دیگی جب تک مقتذوف اپنی حریت حجت سے ثابت نہ کرے اور اگر ایک شخص نے دوسرے کا ہتھکڑیاں کاٹ ڈالا اور قاطع نے کہا کہ مقتذوف الید غلام ہے تو
اثبات حریت قصاص کا حکم ہوگا اور جب کہ ایک شخص دوسرے آدمی کو ازراہ خطا قتل کرے اور اہل محالہ کہیں کہ مقتول غلام ہے تو اہل محالہ
پر دیت کا حکم ہوگا تا وقتہ کہ مقتول کی حریت شہادت سے ثابت نہ ہو اور نسخہ ثلث یعنی قتل اور عقل اور دیت کا ایک ہی مطلب ہے اس واسطے کہ
قتل سے قتل خطا مراد ہے جو موجب دیت ہے کذلک لفظ اطماعی لفظاً تصرف و حیثین قلوا اذی علی جمہول الحال آخر تمام لا ائہ عبد
فانکر و قال انا حر الا اھل قال قول للقتل بالاکھیل اور اس وقت یعنی جب کہ حریت اصلی پھیری تو اگر شخص جمہول الحال پر جسکی حریت یا عدم
معلوم نہیں ہے دعویٰ ہوا کہ وہ غلام ہے سو وہ منکر ہوا اور بولا کہ میں اصل ہوں تو اوس کا قول قابل تصدیق کے ہے بسبب متک ہونے
اوس شخص کے اصل بات سے یعنی حریت سے **واللا یمن للثوب احق من اخذ الکرہ اور کرے کہ اپنے والا حق ہے اسٹین کے پکڑنے کے**
ہم بیان سے وہ مسائل شروع ہوئے جن میں واضح ہد کی تصدیق بد دن گواہوں کے ثابت ہے بدائع میں کہا کہ جس موضع میں ایک مدعی کی ملک کا
حکم ہوگا اس وجہ سے کہ تنازع فیہ اوسکو قبض میں ہے تو اوس پر قسم واجب ہوگی بشرط طلب جانتی پھر اگر اوس نے قسم کھائی تو بری الذمہ ہوگا
اور اگر قسم سے انکار کیا تو وہ مار لگا اور دوسرا شخص جتنے گائے لائیں ثوب اس واسطے حق ثوب ہوا کہ اوس کا تصرف ظاہر تر ہے اخذ آستین سے
کہ وہ مقتضی ملک ہے تو لابس ہی ذی البہر اور چند خارج اور ذی البہد اے جو خارج سے اور اگر آخذ آستین گواہ قائم کر لیا تو اب
وہی حق ثوب ہوگا اور یہی علت جاری ہے بالبد کے مسائل میں کذلک لفظ اطماعی والواکب احق من اخذ الحاکم اور جانور کا سوار حق
ہو لگام کے پکڑنے والے سے لینے جانور پر ایک شخص سوار ہے اور دوسرا لگام پکڑے ہے اور دونوں دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ جانور میرا ہے
تو سارا حق ہے بسبب ظہر بہ تصرف ومن فی الشرع اولیٰ حق ذی یغفر اور جس زمین پر بیٹھا ہے وہ حق ہے اوس شخص سے جو اس کے
چیمچ ٹھیکہ یعنی اس واسطے کہ ممکن ہو سکے اوس موضع میں مقدم کی دلیل سے وہ و حلیہ آستین ملک کو کہہ لایا کہ اگر مقتضی کا اور
جس کا بوجہ جانور پر لدا ہے وہ حق ہے اوس شخص سے جس نے اپنا کوزہ سپر لگا دیا ہے اس واسطے کہ اوس کا تصرف یعنی لابس اور رکاب اور بوجہ
والے کا تصرف زیادہ تر ہے دوسرے کے تصرف سے ہم محل بکسر ماد سکون میں اوس بوجہ کو کہتے ہیں جو پیشہ یا سرپر لا داجا و کذا فی
الحرمی والجلالین علی البساط والمتعلق بہ سوا کما کتبہ و کذا کہی اور جو فرش پر بیٹھا ہے اور جو فرش کو پکڑے وہ دونوں تصرف
میں برابر ہیں تا خداوند و شخص کو جو فرش پر بیٹھا ہے اور ایک زمین پر سوار ہیں ہم تو فرش جالس اور متعلق میں نصف نصف ہے اس واسطے کہ فرش

کذا فی المطاوعی واما حق المطالبہ برقم جندوج ووضعت تعدایا فلا یسقط بآراء ولا صلیح وحق بیع و اجارۃ اشباہ و سن
 احکام الشافعی لا یتم فی حفظ اور جو دہنیاں ظلم سے رکھی گئیں ان کے ادھالنے کا حق مطالبہ ساقط نہیں ہوتا اگر کرینے سے اور صحیح
 ہو تو دوسرے اور اجارہ کو کٹانے اشباہ احکام الساقط لیسود ترا سکویا در کہتا چاہیو ہم یعنی اگر دہنیاں کا مالک اوکھاڑ دالنے کے مطالبہ
 اگر کرے تو حق مطالبہ ساقط نہیں ہوتا اس واسطے کہ اگر انعیان میں نہیں ہوتا بلکہ اس حق سے جو کسی نے پر ثابت ہو اور اگر دہنیاں رکھنے والا
 یا جسکی دیوار پر دہنیاں ہیں وہ مکان کو چھپا لے تو مسخری کو مطالبہ رفع کا حق ثابت ہو اور اگر صاحب دیوار دہنیاں رکھنے والے کے ہر
 وہ مکان اجارہ رکھے تو حق نہ کر ساقط نہیں ہوتا کٹانے المطاوعی و ذی بیت من دار فیہا بیت کثیر لکن یبطل منها حق حائل
 فحق بینہما نصفین کا لفظ حق اور ایک کو شہری اور والاں والا بخلہ اس گھر کے جس میں بہت کو شہریان اور والاں میں اس شخص کے ہند
 جو جسکی بہت کو شہریان اور والاں ہیں اس گھر میں سے اس کے حق میں تو حق گھر کا دونوں میں نصف نصف ہو راہ کے اندھ میں
 صاحب بیت اور صاحب بیوت حق کے استعمال میں برابر ہیں چھپے پھرے میں اور سب بکھنے میں اور لکڑیاں چیرنے میں ذی غیر ذلک چاقو
 صاحب بیت اور صاحب منزل اور صاحب بیت جسد اور صاحب بیوت کثیرہ مرد میں برابر ہیں بخلاف الشرب اذا
 تنا زعافیہ فانہ یقفل بالامراض بقدر سقیہا بخلاف پانی لینے کی باری کے جب کہ دو شخص اس میں جھگڑا کریں تو اس کا اندازہ ہوگا
 زمین سے ہند اس کے کیسے کے ہم یعنی آبپاشی میں تھوڑی زمین والا بہت زمین والے کے برابر نہیں اس واسطے کہ پانی کی حاجت سب کو سوا
 ہو تو بہت زمین زیادہ دینی پانی لینے کی حاجت زیادہ تو اس کا اندازہ بقدر اراضی کرے بگھٹا ای الخارجان علی یکل و ہما فی
 ارض قضی بینہما فنقص نصف و شخص غیر قابض گواہ اسے اس پر کہ دونوں قابض زمین میں ہیں بت ان دونوں کے ثبوت قبض کا حکم ہوگا
 تروہ زمین و دونوں میں نصف نصف ہوگی ولو برهن علیہ ای علی الید احدہما و کان تصرف فیہا بان لکن اذ بنی قضی بیدہ
 لوجہ تصرف اور اگر زمین کے قبض پر دو دعویوں میں سے ایک شخص گواہ لایا یا وہ شخص اس میں تصرف کرتا بت اس طرح پر کہ اس نے اس میں
 پائتین یا عمارت بنائی تو اس کے واسطے قبض کا حکم ہوگا بسبب پائے جانے اس کے تصرف کے ہم یعنی زمین شہابی مذکورہ اس کے قبض
 کی دلیل ہے اذ علی الملک فی الحال و شجدا الشہود ان هذا العین کان ملکہ تقبل لان ما ثبت فی زمان یحکم بقاءہ
 ما لم یجلی المیزان بل ایک مدعی نے نے الحال ملک کا دعوی کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ چیز مدعی کی ملک تھی یعنی زمانہ
 ماضی میں تو گواہی مقبول ہے یعنی نے الحال کی ملک مدعی ثابت ہوگی اس واسطے کہ جو چیز ثابت ہوگئی ایک زمانہ میں تو اس کے باقی رہی حکم
 رہتا ہے جب تک وہ چیز اپنی بنیاد جو اس کے ثبوت کو دور کر دے کٹانے الدرر صلی یعتبر عن نفسه ای یقبل ما یقول قال النحر
 قال قولہ لا لا فی ید نفسه کالبالغ ایک لڑکا کہ اپنا مال بیان کر سکتا ہے یعنی جو کہتا ہے اس کو سمجھتا ہے وہ بولا کہ میں ازاد ہوں
 تو اس کا قول مقبول ہے اس واسطے کہ صبی عاقل اپنی ذات کے تصرف میں بالغ کے مانند ہے یعنی اگر اسکی عہدیت کا کوئی دعوی کرے تو
 در صورت اس کے انکار کے بدون شہادت معتبر نہیں کہ لے الدرر فان قال انا عبدا فلان لغیر ذی الید قضی بہ لای لید
 کمن لا یعتبر عن نفسه لا قرارہ بعد م یذہا سو اگر سفیر عاقل نے کہا کہ میں فلا نے کا غلام ہوں یعنی اس کا جو ذی الید نہیں تو ذی الید
 کو دلایا جاوے گا چنانچہ وہ سفیر ذی الید کو دلایا جاوے گا جو عاقل نہیں کہ اپنا مال بیان کرے بسبب قرار کرنے سفیر کے اپنے عدم تصرف پر
 ہم یعنی جب کہ اس کو کہا کہ میں فلا نے کا غلام ہوں تو اپنے ملک جو نے کا اقرار کیا اور اسکی ملکیت ذی الید کے اس دعوی سے
 ثابت ہوئی جو عاقل سے معارض ہو نہ سفیر کے اقرار سے تو اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اقرار سفیر کے حق میں معتبر نہیں علی الخصوص کہ
 اس کا تدارک بہ دعوی حریت ممکن ہے کٹانے المطاوعی قولا لیراد دعوی الحریۃ فسمہ مع الیہ ان لما تقر ان التناقض فی دعوی

م
 دوسری چیزیں
 جہاں سے بیان کرے
 وہاں سے بیان کرے
 سفیہا

اوس کا نسب اوس ثابت ہو اور اگر ولد کو زندہ کیا نہ مانگو تو دعوی صحیح نہیں حق دل میں اس واسطے کہ اگر صحیح ہو تو احق باطل ہو اور حق بعد و قریح کے بطلان کا احتمال نہیں رکھتا اور نہ اس کے حق میں دعوی صحیح ہے اس واسطے کہ ما ولد کی تابع ہو پہر جب اصل میں صحیح ہو تو تابع کے حق میں نہیں رہتا صحیح ہو گا کہ انی اخطا کر من المی والتدبید کا لا عتاق لانه ایضا لا یجمل الا بطلان دہم حصہ اتفاقا ملحق وغیرہ ولذا حصہ تھا ایضا حل الصبیح من مذہب لا مام لثما فی القوسان والبرہان اور مدبر کرنا مشتری کا عتاق کے مانند ہے اس واسطے کہ تدریج ہی عتاق کی مانند محل بطلان نہیں ہے اور بائع ولد کا حصہ مشتری کو پہر دے باتفاق امام اور صاحبین کے یعنی جب کہ مشتری یا کو قسط آزاد کرے یا مدبر کرے بدون ولد کے کہ لفظ الملحق وغیرہ اور اس طرح ما کا بھی حصہ پہر دی ہو جو قبل صحیح کے امام کے مذہب کو چنانچہ قسطنطینی اور برہان میں ہو و نقلہ فی الدرر والمجمع عن الہدایۃ حل خیلاف مانی الکافی عن المبتسوط اور نقل کیا ہو شکوہ در راوی من الغفار میں ہدایہ سے برہان اوس نقل کے جو کافی میں بسوط سے منقول ہے ہم در میں ہدایہ سے یہ منقول ہے کہ جب مشتری یا کو آزاد کرے یا مدبر کو تو بائع حصہ ثمن ولد مشتری کو پہر دی صاحبین کے نزدیک اور امام کے نزدیک بقول صحیح تمام ثمن پچیسے چنانچہ موت میں نہ ہو اور کافی میں بسوط سے یہ منقول ہے کہ حصہ ولد پہر دی نہ اس کی ما کا حصہ باتفاق امام اور صاحبین کے کہ لفظ الدرر مخطا دی نے کہا اتفاقاً نے ہدایہ میں اعتراض کیا ہے کہ محمد نے امام سے جامع منیر اور محل یعنی بسوط میں تصریح کی ہے کہ حصہ ثمن ولد پہر دیا جائے گا اور اس طرح کرخی اور مٹا دی نے اپنے مختصر میں اور شیخ مسر الامہ بیہقی نے شامل اور کافی میں اور ابواللیث نے شرح جامع منیر میں تو ظاہر ہو کہ حدایہ کا قول مرجوح ہو اگر جب اوس نے اس کی تصریح کی ہے چنانچہ عزی زادہ نے اوس کو بیان کیا ہے انہی وعبادۃ المؤمنین وان الذعاب بعد عقیقہا و موتھا ثبت منه و حلیہ دگ الثمن والکفایۃ و حصہ وقیل لا یرد حصہ تھا فی العتاق بالاعتاق انتہی فیلحفظ اور مواہب الرحمن کی یہ روایت ہو اور اگر بائع نے ولد کا دعوی کیا بعد آزاد کرینے اس کی ما کے یا اس کی موت کے بعد تو ولد کا نسب بائع سے ثابت ہو گا اور سپر ثمن پہر دینا لازم آدے گا اور صاحبین نے حصہ ولد کے پہر دینے پر اتفاق کیا اور قول ضعیف یہ ہے کہ ما صاحبین اتفاقاً پہر دیا جائے انتمے کلامہ تو اس اختلاف کو یاد کرنا چاہو ہم جس قول کو مواہب میں ضعیف کہا ہو وہی قول مستحب ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ لفظ مٹا دی ولو ولدت الامۃ المذکورۃ لا تدرج حلالہ من وقت البیم و صمد قہ المشتدی ثبت النسب بتصدیقہ وھی ام ولد علی المعنی اللغوی لیکاحکام لا یرین علی الصلاح اور اگر لونڈی مذکورہ جنی دو برس سے زیادہ مدت میں بیچے وقت سو اور بائع نے اس کے ولد کا دعوی کیا اور مشتری نے بائع کی تصدیق کی تو ولد کا نسب ثابت ہو گا بائع سے مشتری کی تصدیق سو اور لونڈی بائع کی ام ولد ہوگی جسے لغوی نکاح کی راہ سے بائع کا مال صلح اور تقویٰ پر محمول کر کے ہم ثبوت نسب میں مشتری کی تصدیق اس واسطے حاجت ہوئی کہ مملوک ولد کا بائع کی ملک میں بالیقین واقع نہیں ہو اس واسطے کہ مدت محل دو برس سے زیادہ نہیں ہوتی بائع کی ام ولد جسے اصطلاحی اس واسطے وہ لونڈی نہ ہوئی کہ سیتا و بائع کی ملک میں نہیں ہو بلکہ باعتبار حسن ظن نکاح سے ہو یعنی مشتری نے لونڈی کا نکاح کر دیا ہو گا بائع سے بعد اپنے خرید کر نیچے تو ولد مشتری کا مملوک نہیں رہے اور نسب اس کا بائع سے ثابت ہو گا اور اگر بعد ہم پور ہے دو سال میں لونڈی جسے کی تو ہی بھی حکم ہے کہ انی اخطا دی نصاً بقی ولو ولدت فیما بایں الاقل والا لکن ان حصہ قہ محکمہ کا لا وکی لاحتمال العلق قبل بیعہ والا لا بائی رہا یہ ہمال کہ لونڈی جنی اقل اور اکثر مدت محل کے بایں میں یعنی سات مہینوں سے تیس مہینوں تک اگر مشتری نے بائع کی تصدیق کی تو اوس کا حکم اول سے مانند ہو یعنی ولد کا نسب ثابت اور لونڈی بائع کی ام ولد جسے اصطلاح سے ہوگی اس احتمال سے کہ مملوک رہا ہو گا بائع کی بیچ سے پہلے اور اگر مشتری نے بائع کی تصدیق کی اس طرح پر کہ اس کی کذب کی خواہ ولد کا دعوی کیا یکساں ہو کہ نہ تصدیق کی نہ کذب تو اول کا حکم نہیں ہو گا تو تذاذحاً فالقول للمشتدی اتفاقاً ولذا الیقینۃ له عند الثانی خلا فالثالیث شد نبلا لیه وشرح مجمع اور اگر بائع اور مشتری نے جہگڑا کیا مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے اوس لونڈی کو بیچا ایک مہینے سے اور ولد ملے

اور مشتری نے کہا چہ بیٹے سے زیادہ مدت ہو چکی ہے اور ولد تیرا نہیں ہے تو مشتری کا قول در صورت عدم بینہ مقبول ہو گا بلا تعاون اور اس طرح
گوادہ ہی جیسے مقبول ہیں ابو یوسف کے نزدیک برخلاف مذہب محمد کذلک لہر بنیاد یہ شخص الجمع و قیہ کو دلالت عند مشتری ولدین
احد ہا لک دون سببہ اشہر والاخر لا لک لکرا حق البائتہ الا ول ثبت نسبہما بلا قصد بقی مشتری اور شرح جمع میں ہے
کہ اگر زندگی میں مشتری کے پاس دو لڑکے ایک لڑکا چہ بیٹے سے کثرت میں اور کچھ لڑکا دو برس سے زیادہ مدت میں پہر بائع نے اول ولد کا
دعوی کیا تو وہ دونوں کا نسب بائع سے ثابت ہو گا بدون قصد بقی مشتری کے ہم اس صورت میں نسب و دونوں کا ثابت ہو گا جیسے
دو دن کی ولادت میں چہ بیٹے کی مدت نہ گزر گئی ہو اس واسطے کہ وہ دونوں تو آئین ہیں کہ ایک نطفے سے پیدا ہوئی ہو چہ اول میں دعوی
بائع کا بلا قصد بقی تحقق ہو گیا تو دوسرے میں ہی مشتری کی قصد بقی کی کچھ حاجت نہ ہو گی اور بیس نسخ ہو گی اور شن سپرد یا جائیگا باجم من ولایت
و ادعایہ بعد بیع مشتری نہ ثبت نسبہ لکن العلوق فی ملکہ و ذریعہ لان البیوع یجوز النقص بائع نے اس ولد کو بیچا جو اسکے
پاس زندگی سے پیدا ہوا اور مشتری نے اس کو تیسرے شخص سے بیچا پہر بائع نے اس کی فرزندگی کا دعوی کیا تو اس کا نسب ثابت ہو گا بسبب
علوق کے بالکل ملک میں اور یہ اس کی پہر جاگی اس واسطے کہ بیع تو دینے کا احتمال رکھتی ہو یعنی اور حق دعوت تحمل نقص نہیں لہذا بیع بمخاض حق
دعوت منقوض ہو گی و لکن الحکم لو کانت الولد و دہنہ اذا جرحا و کانت لکام و دہنہ اذا جرحا و دہنہ اذا جرحا ثم ادعایہ فی بیع
نسبہ و ترک ہذا التصرفات بخلاف الاعقانی لکما تر اور بیع جسکے مانند حکم کے اگر بائع نے ولد کو کتاب کیا یا اس کو رہن رکھا یا
اجارہ دیا یا اس کی لکھ کتاب کیا یا اس کو رہن رکھا یا اجارہ دیا یا اس کا کسی طرح کر دیا پہر بائع اس کی فرزندگی کا دعوی کیا تو اس کا نسب بائع سے ثابت ہو گا اور یہ تصرفات نہ کوڑہ
کتابت اور رہن اور اجارہ اور نکاح پہر ڈالے جاویں گے بخلاف اعقانی چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی اگر مشتری ولد کو آزاد کر دیکھا تو وہ ہو گا اس واسطے
کہ عناق محتمل ابطال نہیں باجم احد التوابع یعنی علوق و ولدا عندہ و اعتقہ مشتری تعادعی البائتہ المولود
الاخر ثبت نسبہما و بطل علق مشتری بائع فریقہ و ہو محوۃ الاصل لا ثبوت علوق فی ملکہ حتی لو اشتراھا کجلی ثم بطل
عتقہ لانتہاد عوق تحریق مقتصر یعنی و غیرہ و جزم بہ المصنف بیچا ایک تو لم کو تو آئین مولودین سے یعنی وہ تو آئین جن کا علوق اور
ولد بائع کے پاس ہوا اور مشتری نے اس کو بیچ دیا پہر بائع نے دوسرے ولد کا جسکی بیع دائع نہیں ہوئی دعوی کیا تو وہ دونوں کا نسب بائع سے ثابت
ہو گا اور آزاد کرنا مشتری کا باطل ہو جائیگا اس امر کے سبب جو زیادہ وار و پچاسے علق سے وہ امر فائق حریت اصلی ہو یعنی اور علق حریت
عارضی ہے دونوں کا نسب ایک کے دعوی سے اس واسطے ثابت ہو گیا کہ وہ دونوں کا علوق بائع کی ملک میں رہا تھا تو اگر زندگی کو عالم خرید کیا اور
بعد اسکے وہ دو تو ہم جنی اور مشتری نے ان میں سے ایک لک کو بیچ دیا اور مشتری ثانی نے اس کو آزاد کر دیا پہر مشتری اول نے ولد ثانی کا دعوی
کیا تو مشتری ثانی نے کا علق باطل ہو گا اس واسطے کہ یہ دعوت تحریر سے نہ دعوت سہیلا و اس واسطے کہ حلق اس کی ملک میں رہا تھا تو دعوت
تحریر فقط ولد ثانی پر مقصور ہو گی کذلک العیسے وغیرہ اس پر جزم کیا ہے مصنف نے اپنی شرح میں تم قال و حیلۃ اسقاط دعوی البائتہ
ان یغیر البائتہ الہ ابن عبدہ فلا تعلق دعو الا ابداً الجنبی پر مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور دعوی بائع کے اسقاط کا حیلہ یہ
ہو کہ بائع اقرار کرے کہ کینز بیعکے ولد میرے فلا نے غلام کا بیٹا ہے تو بعد اس اقرار کے بائع کا دعوی صحیح ہو گا کہ بی کذلک العیسے وغیرہ
نسب کا اقرار محتمل نقص نہیں و قد اذہ بقولہ قال عمر و لصیبتی عہ او صغیر عینی ہو ابن لید الغائب تم قال ہو ابنی لم یکن
ابنہ ابدان و صلیبہ محمد زید بنق تہ خلافاً لہا لان النسب لا یجوز النقص بعد یو تہ حق لو صدق تہ بعد تکذیبہ
عمر و ابنتہ مصنف نے اشارہ کیا اسقاط مذکور پر اپنے اس قول سے کہ عمر و نے مثلاً کہا اس صغیر کو جو اسکے ساتھ ہے یا کسی اور شخص کے ساتھ ہے
کہ وہ زید غائب کا بیٹا ہے وہ بلا لک وہ میرا بیٹا ہے تو اس کا بیٹا کہی ہو گا اگر زید مذکور اس کی فرزندگی کا منکر ہو بخلاف صاحبین اس واسطے کہ

نسب بعد اپنے ثابت ہونے کے قائل نقص کا نہیں بیان تک کہ اگر زید مرد کی تصدیق کرے بعد اس کی تکیذ بکے تو صحیح ہے ہم صاحبین کا یہی مذہب ہو کہ دعوت مقرر بعد کار مقرّر صحیح نہیں اس واسطے کہ جب اس کا اقرار باطل ہو گیا مقررہ کے انکار سے تو گویا اس نے اقرار ہی کیا تھا ولذا لو قال لصوتي هذا الولد متى ثم قال ليس متى لا يعنى نفيه لانه بعد الاقرار به لا يمتنع بالنفي فلاحاجة الى الاقرار به ثانياً ولا ستهون عبارة العمدى كما ذكره من لا خسر واما اذا لا الشر بنسب لاني اور سو واسطے یعنی چونکہ نسب قائل نقص نہیں اگر ایک منکر کو کہا کہ میرا بیٹا ہے پہر کہا کہ میرا نہیں ہے تو اس کی نفی صحیح نہیں اس واسطے کہ بعد اقرار نسب کے نفی نہیں ہو سکتی نفی کرنے سے جواب کچھ حاجت نہیں دوسرے بار نسب کے اقرار کرنے کی اور کچھ سہو نہیں عادی کی عبارت میں چنانچہ وقوع سہو کا لگان کیا ہو مسئلہ خسرو نے جیسے کہ بیان کیا ہو سکو یعنی عدم سہو کو شرط بنالی نے ہم ملاخسر صاحب در رنے کہا عادیہ میں یوں ہے کہ قائل هذا الولد لبيتر مني ثم قال هو مني مع ظاهر اي سہو ہو کتاب اول کا اس واسطے کہ تسلیل عادیہ کو مقتضی ہو کہ یہاں تین عبارتیں ہوں پہلی عبارت مفید اثبات فرزدی ہو اور دوسری عبارت اس کی نفی کی اور تیسری عبارت دوبارہ اثبات کی اور عادیہ میں فقط دو ہی عبارتیں ہیں انتہی شرط بنالی نے کہا کہ لغو ثالث یعنی اقرا ثانی کی ظاہر ایسی نزدیک کچھ فائدہ مندی نہیں ثبوت نسب میں اس واسطے کہ بعد اقرار نسبی اس کی نفی کرنے سے نہیں ہوتی کہ ان فی الخطای مختصر اهذا اذا صدقه الابن وامابداً وله فلا الا اذا عاد الابن الى التمسك بقوله قرا الاول ابدياً ہتے ثبوت نسب سے بدستور نہ ہوتا ہے کہ جب باپ کی تصدیق بشا کرے اور بدو اس کے تصدیق کرنے کے نسب ثابت نہ ہو گا اور صورت میں جب کہ میثاد و بارہ اس کی تصدیق کرے بسبب باقی سے باپ کے اقرار کے ہم یہ تفصیل بیان جاری ہو جهان صغیر بنا مال بیان کر سکتا ہو ولو انكر الآب الاقرا فبذلك عليهما الابن قبيل او الراب اقرار نسب منكم جو پھر گواہ لا دیویش اس کے اقرار پر تو مقبول ہے واما الاقرا باگہ اخوان فلا يقبل لانه اقرا على الغيرة ويبرأ اقراره و شتمين بہائی جو مقبول نہیں اس واسطے کہ وہ اقرار غیر پر اقرار ہے یعنی تو بلا تصدیق اس کے کہو نہ کر مقبول ہو فروع سائل لمحہ شارح کے لو قال كنت وارثاً ثم ادعى انه وارثه وبقي جهة الارث حتى اذا تناقض في النسب عفا عن ارباب شخصي کہا کہ میں اس کا وارث نہیں ہوں پہر اس نے دعویٰ کیا کہ میں اس کا وارث ہوں اور وہ دراثت کی بیان کی تو دعویٰ صحیح ہے اس واسطے کہ نسب میں تناقض معاف ہو ہم صاحب الفضولین میں ہو کہ اثبات وراثت صحیح نہیں جب تک جہت ارث بیان نہ کریں یعنی شخص میت کا بیٹا یا باپ ولو ادعى ممنوع العلم يعظم ما لم يكن مع الجسد اور اگر چاکھی فرزدی کا دعویٰ کیا یعنی یوں کہا کہ وہ میرا چچا بہائی ہو تو دعویٰ صحیح حسین جب تک داد اکام بیان نہ کریں ولو برهن انه اقرا في امته تقبل لثبوت النسب بالقرابة ولا شتم الا على خصم وهو وارث او ذوات او مدیون او مؤمل

۱۔ اور اگر گواہ الیا سپر کہ اس نے اقرا کیا ہو کہ میں اس کا بیٹا ہوں تو مقبول ہے بسبب ثابت ہونے نسب کے اس کے اقرار سے اور گواہی میراث کی رسوم نہیں مگر ضروری یعنی دارث بادائن یا مدیون یا موسر لہ پر یعنی جس کے واسطے میت نے وصیت کی ولو اشهر رجلا لیه علی علیہ حقاً لابیه وہو مؤثر به والا فلا اثبات نسب بالکینه عند القاضی بحضر ذلک الرجل اور اگر لایا ایک مرد کو کہ اس پر اپنے باپ کے کسی حق کا دعویٰ کرو خواہ دعا علیہ حق کا مقرر ہو پس نہ کر تو اس کو چاہئے کہ اپنے نسب کا اثبات کرے گو امون سزا خانے کے نزدیک اس مرد کے سامنے ولو ادعی اردما عن آبیہ فلو قرّبہ امرؤ بالدفء البیہ ولا یکون قضاء علی کلب حتی لو جاء محجبا یاخذہ من الدافع والدافع علی الابن اور اگر میراث کا دعویٰ کیا اپنے باپ کے طرف سے تو اگر دعا علیہ نے اس کا اقرار کیا یعنی اس کی فرزدی کا تو اس کو مرکا جائے

۲۔ می کے جینے کا اور یہ امر قضائ نہیں اس کے باپ پر بیان تک کہ اگر مدعی کا باپ زندہ آدمی تو مال مدفوع دافع سے ملے اور دافع شیعہ سے ملے ولو انکر قبل الابن برهن علی موت آبیہ وانک وارثه ولا یمن والعقیم خلیفہ علی العیلم بانہ ابن فلان وآئہ مات ثم یكلف

الابی للبیّنہ ذلک دناہ فی جماعہ الفصولین من الفصل الثانی و العشرین اور اگر مدعا علیہ مدعی کی فرزندگی کا منکر ہو تو فرزند
 کہا جائیگا کہ گواہوں کے کہنے پر اس کی میراث پر اور اس پر کہ تو اس کا بیٹا ہے اور در صورت عدم شہادت مدعا علیہ پر قسم نہیں اور قول صحیح یہ ہے
 کہ اس کی تکلیف جو علم پر اس طرح کہ وہ فلا نے کا بیٹا ہو اور وہ مر گیا یعنی مدعا علیہ یون قسم کہا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ تو فلا نے کا بیٹا ہے
 اور وہ مر گیا ہو تو قسم بعد فرزند مکلف ہوگا اور سپر گواہ لائیکے لئے یعنی جب فرزند مال لینے کا ارادہ کرے تو اس پر اقامت بینہ اپنے دعویٰ
 پر لازم ہوگی اور پورا بیان اس کا جامع لفصولین میں ہے سنا یسویں فصل سے ہم جامع لفصولین میں باقی بیان یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ قسم سے
 انکار کرے تو نسب اور موت کا منکر ہو گیا اور مال کا منکر تو اب مدعا علیہ سو مال پر یقینی قسم بجا نیگی نہ علم کی انتہی مختصاً اور یہ بیان نہایت
 فصل میں ہے سنا یسویں کتاب فی الخطا وی و لو کان العیق مع مسلم و کان فی فقال المسلمون عبداً وقال لکافر هو ابی فہو
 محرم الکفر فلیتبعہ الحرّیۃ حالاً و الا سلام ما لا اور اگر ایک لڑکا ہو مسلمان اور کافر کے ساتھ مسلمان کہتا ہو کہ وہ میرا غلام ہے
 اور کافر کہتا ہو کہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ آزاد ہے کافر کا بیٹا باب کے حاصل کر نیکی آزادی کو بفعل اور حصول اسلام انجام کار کہ ہم نے
 دلائل توحید پر غافل پڑا ہرین تولد بلوغ اسلام صغیر متوقع ہے اور اگر لعکس ہوتا یعنی مسلمان کا غلام ٹہرتا تو اسلام تو اس کو بابتغی حاصل
 ہوتا لیکن شکر آزاد سے حاصل ہوتی و جنّام ابن الکمال یا نہ یکن مسلماً لان حکمہ حکمہ دار الاسلام و عنہا لا تخف
 فلیحفظ اور ابن کمال نے یقین کیا ہے سپر کہ طفل نہ کو مسلمان ہوگا اس واسطے کہ اس کا حکم دار الاسلام کا حکم ہے اور نسبت کیا ہو اس قول کو
 تنفیذ کے طرف تو اس اختلاف کو مایور کہنا چاہیے قال ذویہ امرأتی لعلی معہما ہونہی من غیرہا و قالک ہوا بنی من غیرہ
 فہو ابی معہما ان اذ عیاماً و الا ففیہ تفصیل ابن الکمال عورت کے شوہر نے کہا اس لڑکے کو جو زوجین کے ساتھ ہو کہ وہ
 میرا بیٹا ہو اس عورت کے سوا اور عورت سے اور زوجہ کہتی ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے اس کے سوا اور زوج سے تو وہ دونوں کا بیٹا ہو اگر دونوں نے ساتھی
 و دعویٰ کیا اور اگر ساتھی دعویٰ نہیں کیا تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر وہ ابن الکمال ہم تفصیل مذکور یہ ہے کہ اگر زوج نے اول دعویٰ کیا تو وہ لڑکا
 بیٹا ہو گیا اور عورت سے تو اگر اس کی زوجہ بعد اسکے دعویٰ کرے تو اس سے نسبت بت نہ ہوگا اور اگر عورت نے اول دعویٰ کیا پھر زوج نے کہا
 کہ وہ میرا بیٹا ہو اور عورت سے تو اگر وہ دونوں میں نکاح ظاہر ہے تو عورت کا قول مقبول نہیں اور وہ دونوں کا بیٹا ہو اور اگر وہ دونوں کا کھانا
 ظاہر نہیں تو عورت کا قول مجز ہے اور اس کا نسب عورت سے ثابت ہوگا بشرط تصدیق مرد یہ اس صورت میں ہو جب کہ لڑکا اپنا حال بیان
 نہ کر سکا ہو اور اگر بیان کر سکتا ہو اور دامن رقیق ظاہر نہ ہو تو لڑکے کا قول مقبول ہے مرد یا عورت جسکی وہ تصدیق کرے گا اسی سے اس کا
 نسب ثابت ہوگا کہ اس نے خطا دی من اسراج انصاف و ہذا القو غیر متبدل و الا بان کان معہ ابی فہو ابی صہل کہ اور یہ یعنی دونوں کا ولد
 ہونا اس وقت ہو جب کہ طفل اپنا حال بیان نہ کر سکتا ہو اور اگر اب نہیں بیان کر سکتا ہو تو وہ لڑکا ہو جسکو وہ چاہے کہ لا ین قیام یدہما
 و فرا شہما کیفیداً انہ منہما اس واسطے کہ زوجین کا عرف طفل پر اور وہ دونوں کا قیام فراش لینے زوجیت اسکی مفید ہے کہ وہ لڑکا دونوں
 کا ہی ہم خطا دینی کہایہ عبت ہی مصنف کے اس قول کی توجہ نہا اور بہتر یہ ہے کہ علت مذکورہ اس قول کے پاس نہ کو رہتی و لو لادت امہ
 اشد اھا انا سکتی غنّام لولہ قیام الخ صو فلا تہ یوم المذم اور اگر وہ لڑکی جسکو مشتری نے خرید کیا مشتری سوچی
 پھر وہ لڑکی مستحق ملک غیر بالغ کی نکلی تو اب یعنی مشتری ولد کی قیمت نادان سے وہ قیمت جو اسکی خصوصیت کے دن نہیں اس واسطے کہ لایم
 خصوصیت مذکورہ دن ہو یعنی مشتری بدعویٰ فرزند ہی وہ لڑکا لڑکی کے مالک کو نیک و ہونے والا تہ مفرد و لا المفرد من یطاً امرأۃ
 معتدلاً علی ملک یدین او تکاچ فیلد منہ فو شخّی اور لڑکا آزاد ہے اس واسطے کہ مشتری مفرد یعنی فریب خوردہ ہی مفرد وہ
 شخص ہے جو ایک عورت سے صحبت کرے اسکی ملک ین یا ملک نکاح کے ہمارا پھر وہ عورت اس کو جو پھر وہ عورتی غیر ہے فلذا قال و

فی الواقع اذا علیہ بالذین مدعا علیہ کو جائز نہیں انکار کرنا باوجود دریافت ہونے حق مدعی کے مگر مسیکو قیاس میں انکار جائز سے نامدی
گواہوں سے عیثا بت کر مودعا علیہ تا درجہ اسکے پیر پیر پر بیٹے مدعا علیہ اس میں مسیکو اپنے بائ کو پیر دی اور دعویٰ دسی میں انکار
جائز ہے جب کہ وہ دین کو جانتا ہو علامہ ابو لہو دے کہہ کہ دونوں مسئلوں میں ظاہر اور قول میں یعنی جواز انکار اور عدم جواز
مکمل کذا فی الخطا دی لا تخلیف مہ الذہان الا فی ثلاث دعویٰ دین علی میت و استحقاق مبیعہ و دعویٰ ابی قسمین بران
کے ساتھ گزرتین مسئلوں میں دعویٰ دین میں میت پر اور استحقاق بیع میں اور دعویٰ مہد ابی میں ہم تینوں الا ذلالت میں ہر تینوں سے ہو کہ جبر
میت پر دین کا دعویٰ کیا اور گواہوں کو ثابت کیا خود مدعی سے قاضی ملا خواہش دسی اور وارث کے یون قسم کہ والدین نے دین نہیں پایا دیوں
سو اور نہ کسی نے اس کے طرف سے ادا کیا اور نہ کوئی چیز اس کی میر سے پاس کرے اور نہ میر کے طرف کسی قبض نے کچھ قبض کیا میر
امر سو اور نہ میں نے اس کو معاف کو یا نہ کل نہ بعض اور نہ میں نے کسی کو اس پر حوالہ کیا لہذا اور جب کہ ہم مشتری کے پاس حق غیر نکل گواہوں
سو تو مستحق علیہ یعنی مشتری کو مستحق سے یون قسم لینا جائز ہو کہ والدین اس کو نہیں بیچا اور نہ مہد اور صدقہ کیا اور نہ یہ چیز میری ملک کسی
وجہ سے نکلے اور دعویٰ ابی کی یہ صورت ہو کہ فاضل نے غلام گرجتہ کو مفید کیا پر ایک شخص آیا اور اس نے اس کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے
ثابت کیا کہ وہ اس کا غلام ہے تو اس شخص سے قسم لیجا کہ وہ غلام بنو اس کی ملک بانی سے یا مہد سے اس کی ملک سے خارج نہیں ہر قسم
کہاؤ تو اس کو دیا جاو اور باوجود بران قسم اس واسطے مدعی پر لازم آئی تا حکم حکم بطلان سو محفوظ رہو اور جو عاجز ہو اپنی بھلائی سے اس کی
رعایت حال ہو کہ نہ لے لفظ و الا تراک لا یجاءع البئینۃ الا فی اربع وکالات و صابۃ و اثبات دین علی میت و استحقاق عین من
مشتری و دعویٰ ابی اقرار جمع نہیں ہوتا۔ مہد کے ساتھ یعنی جب مدعا علیہ دعویٰ کا اقرار کیا تو اب گواہ لائے کی کچھ حاجت نہیں ثبوت
دعویٰ میں مگر چار صورتوں میں اقرار جمع ہوتا ہے گواہوں کے ساتھ وکالت میں اور وراثت میں اور دین کے اثبات میں میت پر اور استحقاق
عین میں مشتری سے اور غلام گرجتہ کے دعویٰ میں ہم یہ چار صورتیں نہیں بلکہ پانچ ہیں وکالت کی یہ صورت ہو کہ جب مدعا علیہ اقرار کیا کہ یہ
شخص اس میں قبض کرنے کا دلیل ہے جو میری اوپر ہے تو دلیل نواہ لادی اپنی وکالت پر اس واسطے کہ اگر بدو گواہوں کے اس کو دیکھیں تو
کہ ضرر ہو گا اس واسطے کہ وہ بری الذہب ہو گا اگر موکل قابض کی وکالت کا انکار کرے اور وصایت کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے قاضی سے کہا کہ
فلان بن فلان مجھ کو وصی کیا اور وہ مر گیا اور اس کا اپنا تہہ ہے میرا ناخانیہ اس کی تصدیق نکی تو قاضی اس کی وصایت کو ثابت کر دے
اقرار سے جب تک وصی گواہ لادی اس واسطے کہ اگر اس کو مال دیکھا تو بری الذہب ہو گا اگر میت کا وارث مسکر وصایت ہو اور اثبات دین کی یہ صورت
ہو کہ ایک شخص نے بعض ورثہ پر دعویٰ کیا کہ میرا دین میت پر ہے سو وارث نے دین کا اقرار کیا تو مدعی وارث کے حصے سے اپنا دین لے بقدر اس کو حصہ
اور مدعی کو اختیار ہے کہ اپنے حق کے واسطے گواہ لادی تاکہ اس کا حق تمام متروکہ سے متعلق ہو جاو اور اگر سب وارث اقرار کریں تو یہی گواہ ادا کے
مقبول ہیں وارثوں کے اور دوسرے وارث کے حق میں اور استحقاق عین کی یہ صورت ہے کہ مشتری نے جب کہ استحقاق کا اقرار کیا حق کی واسطے
تو وہ مشن پیر نہیں سکتا پھر جب حق گواہ گذرانے استحقاق پر قیاب مشن پیر لے گا بائ سے اور عنقریب مذکور ہو چکا کہ انکار مع العلم جائز ہو تاکہ مشن
پر قدرت حاصل ہو اور عبد ابی کے دعویٰ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ جو غلام اسکے پاس ہے وہ میری پاس بھاگ آیا ہو اور اس
اس کا اقرار ہی کیا تو مدعا علیہ کو طلب بران جائز ہے اس احتمال سے کہ شاید کسی شخص کو ملک حاصل ہو گئی غلام کی مدعی کے جانب سے کذا
الخطا دی لا تخلیف علی حی مجہول الا فی سیئ اذا اقسام الفاضل وصی یتیم و مقلوب و قیف و فی تھن مجہول و دعویٰ
سیر قیف و غصب و خیانت و مودعہ قسم لینا حق مجہول غیر معین پر نہیں مگر چہ صورتوں میں جبکہ قاضی یتیم کے وصی اور وقف کے متولی کا ہنم
جانے اور رہن مجہول میں اور سر قہ اور غصب اور خیانت مودعہ کے دعویٰ میں ہم ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے میرا مال کچھ تلف کیا یا دیوں

کہا کہ میں نے کچھ دین ادا کیا مگر جھوٹا دین نہیں کہتا تھا اور مدعا علیہ شخص چاہی تو قاضی اس کے طعنات کو رد فرمایا جس جہالت قبول شہادت کی مانع ہو دلیلی ہی اختلاف کی مانع ہو لیکن اگر قاضی کو دس یتیم بامتولی وقف میں کچھ شبہ پڑے تو باوجود عدم دعویٰ حق مسلم و دوزان سے مسلم نے برعایت حال یتیم وقف رہیں مجھول کی یہ صورت ہو کہ راہیں نے دین مجھول کا دعویٰ کیا مثلاً ثوب غیر معین کا سوسہ تین سے اوس کا انکار کیا تو مرہون سے متم لہما جو بعض علمائے کہا بشرطیکہ مدعی مقدار دین کو نہ کرے جو بعض علمائے نے کہا کہ ان مسائل میں بیع دعویٰ منع کمالہ مستحق علیہ ہے مگر ہوتی اور غصب اور عرقہ کے دعویٰ میں بیان قیمت بعض مشائخ کے نزدیک شرط ہو وانشاء علمائے لوطا دی شخصاً لا یجلیف المدعی اذا حلف المدعی علیہ الا فی مسئلہ فی دعویٰ الہرقال وہی غریبہ یجب حفظہا اشباہ قلت وہی مالو قال المصنوب منہ کانت قیمۃ ثوبی مائۃ وقال الغاصب لم اقدر ولکنہا لاجلہ مائۃ صلیت یلینہ والزم بیکایہ فلو لم یبایین یجلیف علی الزیادۃ لشر یجلیف المصنوب منہ ایضاً ان قیمتہ مائۃ ولو ظہر خیار الغاصب بن آخذ لا اوقعتہ فلیحفظ مدعی متم کہنا جو جبکہ مدعا علیہ متم کہنا چکے مگر ایک مسئلہ میں جو بحر الرائق کی کتاب المدعیوں میں مذکور ہے متم مدعی پر صاحب جو نے کہا اور وہ مسئلہ عجیب ہو اسکا یاد رکھنا واجب ہو گا ذرا انے الاشباہ میں کہتا ہوں اور مسئلہ مذکور یہ ہے کہ اگر مصنوب منہ نے کہا کہ میری کپڑے کی قیمت سو تھو اور غاصب نے کہا کہ میں کو نہیں جانتا لیکن اوسکی قیمت سو تک نہ پہنچی تھی تو غاصب کی تصدیق ہو گی اوسکی متم کہنا نیکی سادہ اور اس پر بیان قیمت لازم کیا جائے گا سو گروہ قیمت نہ بیان کرے تو زیادہ پر متم کہنا یعنی یون کہے کہ وانشاء اوسکی قیمت سو درم تھے پر مصنوب منہ سے ہی متم لہما جو کہ اوسکی قیمت سو درم تھی اور اگر ثوب مصنوب لہما کے ظاہر ہو تو غاصب کو اختیار ہو گا چاہے وہ کپڑے یعنی بوض درام دفعہ چاہے اوسکی قیمت سے تو ہسکو یاد رکھنا چاہیو ہم اگر مدعی متم کہنا جو کہ وانشاء اوسکی قیمت سو درم تھی تو غاصب سے سو درم لے گا اور غاصب خواہ متم کہنا جو یا کہنا جو تو مصنوب منہ کا مدعا ثابت نہ ہو گا جب تک مدعی مصنوب منہ متم کہنا جو کہ انی لوطا دی **ثواب الاقرار** یہ کتاب جو افراد کے حکام میں ہم افراد کا حجت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہو قال تبارک الذی علیہ الحق فزایا عن قتالہ نے چاہیو کہ افراد کو واثق سپر حق ثابت ہو تو اگر افراد مقبول نہ ہوتا تو افراد کا کچھ نہ ہوتا اور حدیث اور جماع سے ثابت ہو کہ افراد حجت ہے اپنی ذات کے حق میں **اشباہ** ان المدعی علیہ اشباہ منہ لکھتے ہیں اقرب لیلۃ الصیدق اور مناسبت کتاب الاقرار کی کتاب المدعیوں سے یہ ہے کہ مدعا علیہ یا منکر دعویٰ مدعی جو یا مقدار وہ یعنی افراد حق قریب تر بحال مسلم ہو بوسطہ قلبہ صدق یعنی مدعی کا صدق یا بد دعویٰ میں اور مقرر کا صدق اپنے افراد کے اس واسطے کہ عامل اپنی ذات پر کاذب افراد نہیں کرنا جس میں ہر بااوس کے مل پر ضرر ہو تو حجت صدق فی حق نفسہ راجح ہو بسبب عدم جہت کے اور کمال ولایت کے بخلاف اوس افراد کے جو غیر شخص کے حق میں کرے ہولغۃ الاثبات یقال قرآنکشی اذا ثبت وہ یعنی اقرار ثوب میں بیعت ہوتا ہو عرب بولتہ بن قرآنکشی جب کہ ثبوت ثابت اور مستقر ہو وشرعاً اخباراً جہتی علیہ للغير من وجہ انشاء من وجہ یقید یملکہ لانه لو کان لنفسہ یکون دعویٰ لا افراداً اور مطلق شرعاً افراد عبارت ہو غیر شخص کے اوس حق کی خبر یعنی سے جو مقرر ثابت اور لازم ہو افراد اخباراً ایک ماہ سو اور انشاء ہو دسری ماہ سے مصنف نے افراد کو بغض علیہ جو مفید ضرر مقرر ہو مفید کیا اس واسطے کہ اپنی ذات کے حق کی واسطے اگر اخبار تو وہ دعویٰ ہو گا نہ افراد ہم اور اگر غیر کے حق کا اخبار ہو غیر شخص ہو تو وہ شہادت ہو لہذا قریب علی کل من الشیء یکنیہ پر مصنف نے تفریع کی دوزن شبہوں پر ہم یعنی جو کہ افراد اخبار اور انشاء دوزن کے مشابہ ہیں لہذا بعض جزئیات افراد میں جہار کا حکم دیا گیا اور بعضی اور جزئیات میں انشاء کا حکم دیا گیا فالوجہ الاولی وہو الاخبار حمہ قرآن بالملوک للغير وستی اقول ملک الفید یلزمہ تسلیتہ الی المقتلہ اذا ملکہ برکۃ من الزمان لنفاذہ علی نفسه ولو کان انشاء لما حقہ لعدم وجود المملک لہذا اعتبار وجہ اول یعنی جہار کے معنی ہو افراد مقرر کا غیر شخص کے مال ملوک کا اور جب کہ اوس نے ملک غیر کا افراد کیا تو اسکو تسلیم کرنا دوسرا لکھتا ہے کہ کو لازم ہو گا جب کہ مقرر اس مال کا اندک مدت ہو لکھتا

بسیب قد ہونے اقرار کے اپنی ذات پر اور اگر اقرار انشا ہوتا تو صحیح ہوتا بسبب وجود ہونے ملک کے لئے اقرار کے وقت مقرر اس مال کا مالک تھا کہ اقرار صحیح ہونا مثلاً یہ دینے اقرار کیا کہ میرے غلام خلد کا جو پیر زید اس کا مالک ہوا کیسے تو میں نے اس پر لازم ہو گا کہ غلام خلد کو تسلیم کر دو منفی ہو سکتا ہے کہ اس مسئلہ سے منکر ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک چیز کا دعویٰ کیا غیر کے قبضے میں ہے ایک شخص نے اس کی گواہی دی اور کسی وجہ سے مقبول ہوئی پھر شاہداد میں جیسے کہ مالک ہوا تو اس کو تسلیم اسے المدعی کا حکم ہو گا وہی لاشعباہ آفرین یہ عین شریعت لا علق علیہ ولا یزعم بالقرین اویق قتیقہ دایم شراہا او قیر نقاصات وقتاً موخلاً لا یزعمہ اور شہادہ میں ہو کہ ایک غلام کی آزاد کی اقرار کیا پھر اس کو خرید کیا تو وہ غلام اس پر آزاد ہو جائیگا اور اس کا شن بائع سے نہ پھر لیکے گا یا ایک گھر کے وقف ہونے کا اقرار کیا پھر اس کو خرید لیا یا اس کا وارث ہوا تو وہ گھر وقف ہو جائے گا اس کے زعم پر مؤخذہ کر کے ہم جوع میں اس واسطے نہ ہو گا کہ اقرار فقط مقرب رحمت ہوتا ہے غیر یہ ولا یصح اقرارہ جلاق و عتاق مکرہا ولو کان انشاء لکھ لعدم التخلیف اور صحیح نہیں اس کا اقرار طلاق اور عتاق کا زبردستی ہو اور اگر ہمسرا انشاء ہوتا تو صحیح ہوتا بھت عدم تخلیف کے طلاق اور عتاق کا اقرار ازراہ زبردستی اس واسطے صحیح نہیں کہ دلیل کذب یعنی گواہ موجود ہو اور اقرار اخبار ہے اتمان رکبتا می صدق اد کذب کا نواہ کے مدلول لفظ وضع کا سند لفظ سے جائز ہے اور اگر انشا ہوتا تو تخلیف صحیح ہوتا اس واسطے کہ انشا میں مدلول لفظ وضع کا تخلف متعین ہے وضع اقرار العبد الما ذون بعین فی یدہ والمسلو بخمر و نصف دایرہ متشاکا والمراۃ بالزوجۃ من غیر شعور ولو کان انشاء متعین اور صحیح ہے اقرار عبد مازان کا اس عین میں جو اس کے پاس ہو اور مسلم کا اقرار صحیح ہے شراب میں اور اپنے گھر میں سے نصف مشاع کا اقرار صحیح ہو اور زہدیت کا اقرار عورت کے جانب سے بلا شہود صحیح ہو اور اگر اقرار انشا ہوتا تو مسائی مذکورہ میں صحیح نہ ہوتا در صورت انش ہونیکے عبد مازان کا اقرار اس واسطے صحیح نہ ہوتا کہ اس کا اقرار متعین ہوتا اس کے جانب سے اور عبد ذوق تبرع کے نہیں اور جب مسلم نے شراب کا اقرار کیا تو اس کو حکم ہو گا کہ مقرر لکھ تسلیم کرے اور اگر انشا ہوتا اقرار تو لازم آتی تھیک شراب کی سہو کے جانب سے اور جس لاکہ مسلم نے شراب کا مالک ہو سکتا ہو نہ غیر کو مالک کر سکتا ہو اور نصف دار مشاع کا اقرار صحیح ہو البسبب کہ اخبار ہونیکے اور اگر انش ہوتا تو ہمیشہ مشاع ہوتا اور ہمیشہ قابل نیست تمام نہیں ہوتا باوجود تخلف کے بھی اس واسطے زہدیت کا اقرار اخبار ہونے کی جہت سے صحیح ہوا و نہ بلا شہود صحیح ہوتا ولا نشتم دعواہ حکلیہ بانہ اقرارہ بشی معین بنا علی الاقرار لہ بذلک بہ یقنی لانہ اخبار جعل الیذب حتی لو اقرارہ کا ذباکم حیل نہ لاق الا قرار لیس سلباً لیسک نعو لو سلمہ بن ضاۃ کان ابتداء ہبۃ دھوا الا وجہ ہنا زیۃ اور سمع نہیں دعویٰ مقررہ کا طرح کہ اسنو اس کے واسطے شنی معین کا اقرار کیا بنا براس اقرار کے اسی قول کا قیاس ہے اس واسطے کہ اقرار محض کذب کا بیان تک کہ اگر چہ اقرار کرے تو مقررہ کو وہ چیز سلال نہیں یعنی اس کو زبردستی لینا باعتبار دیانت کے جائز نہیں اس واسطے کہ اقرار مالک ہونے کا سبب نہیں ان اگر مقرر اپنی خوشی مقررہ کو وہ چیز تسلیم کرے تو اب یہ ابتداء ہبۃ ہوا اور یہی قول او جہ اور مدلل تر ہے کہ لانی البرازیۃ الا ان یقول فی دعواہ ہو علی ذاقولی بہ او یقول لی علیہ کذا وھکذا اقرارہ نشتم اجماعاً لانہ لہ یجعل الا فدا سبباً لہو جوب کہ مدعی اپنے دعویٰ میں یون کہو دہ میری ملک ہو اور مدعا علیہ اس کا اقرار یہی کیا ہو میری واسطے یا یون کہے کہ میرا اس پر اتنا ہے اور اس طرح اس نے اقرار یہی کیا ہو تو اب جو صحیح ہو گا بالاتفاق اس واسطے کہ مدعی نے اقرار کو وجوب ملک کا سبب نہیں نہیں یا شریکوں کو انکو الا قرارہ لہ یختلف الفوقی انہ لا یختلف علی الا قرارہ علی المال پھر بعد دعویٰ ملک اور اقرار کے اگر مدعا علیہ اپنے اقرار کرنے کا منکر ہو تو کیا اس کو قسم لیا جائیگی یا نہیں تو یہ یہ ہے کہ اس کو اقرار پر قسم لیا جائیگی بلکہ مال مدعا پر قسم لیا جائیگا و اما دعویٰ الاقرار فی الذم فستعم عند العاقدۃ اور اقرار کا دعویٰ تو دفع میں جبہ و نفقہ کے نزدیک سمیع ہو یعنی اگر مدعا علیہ گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ اس کا حق جانب مدعا علیہ کو نہیں یا عین

در الزام

در عاقل مدعا علیہ کی ملک ہو تو دعوہ مسموعہ اور گواہ مقبول بین دلوجه الثانی وہو الاشهاد لودلا المقولہ اقوالہ ثم قیل لا یصح ولی کان
 اخبارا لہذا اور باعتبار وجہ ثانی یعنی اقرار کے انشاء ہونے کے المقولہ نے مقرر کا اقرار رکھا بعد اسکے قبول کیا تو صحیح نہیں اور اگر اقرار جہاں ہوتا
 تو صحیح ہوتا مقرر بعد رد کے وہاں صحیح نہیں جہاں نہیں ہوتا اور ہوتا ہوا ہو کر فیض سے چنانچہ یہ وغیرہ اور جو چیز رد کر دینے سے نہیں
 ہوتی چنانچہ رد اور نسب تو اس میں اگر اقرار کر لیا اور بعد رد کر نیسے مقولہ اس کا دعویٰ کر لیا تو مقبول ہے اور عقود لازمہ ہند کماح رد
 نہیں ہوتے رد کر نیسے تو اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں تجھ سے کل نکاح کیا عورت نے کہا کہ نہیں یہ بولی کہ مان اور مرد بولا کہ نہیں
 تو مرد کو نکاح لازم ہو گا اس واسطے کہ مرد کا اقرار طہل نہیں ہوتا اس لیے کہ نکاح عقد لازم ہے کہ بجز دانکار احد الزوجین کے باطل نہیں ہوتا تو عورت
 کی تصدیق بعد تکذیب کے صحیح ہو تو نکاح ثابت ہو گا اور مرد کا انکار بعد اقرار کے معتبر نہ ہو گا کذا فی لطفا دی و اما بکذا القبول فلا یصح بالزنا
 اور بعد قبول کر لینے کے تو اقرار رد نہیں ہوتا رد کر لینے سے ولو اعدا المقولہ افرادہ فصحتہ کہ لزمہ لاثہ اقرار آخر اور اگر مقرر نے دوبارہ اقرار
 کیا بعد رد کرنے کے سو مقرر نے اس کی تصدیق کی تو اس کو لازم ہو گا اس واسطے کہ یہ دہا اقرار ہے جس کی تصدیق ہوئی اور اقرار مرد و عورت
 ثم لو انکر افرادہ الثانی لا یختلف ولا یقبل علیہ بئسئہ قال البہیغہ والاشبہ قیو کما واعتدہ ابن الشیخہ و اقوال الشریانی ہر
 مقرر نے اپنے اقرار ثانی کا انکار کیا تو اس سے قسم پنجابی اور مقرر کے گواہ اس پر مقبول نہیں گے قاضی بدیع ہند صاحب قیہ نے کہا اور شہر
 بقواعد فقہ قبول بینہ و اور ابن شہینہ شارح و بیانیہ نے اس پر اعتماد کیا جو اور شہر بخالی نے اس قول کو ثابت رکھا ہو و الملک الثابت بہ بالکذا
 لا یظہر فی حق الزوائد المستصلحہ فلا یملکھا المقولہ ولو اخبار الملکھا اور جو ملک کا اقرار سے ثابت ہو جائے نہیں ہوتی زوائد مستصلحہ کے
 حق میں تو زوائد مذکورہ کا مقرر ناک ہو گا اور اگر تہا ر خبر ہو تو ان کا مالک ہوتا مقرر نے یہ باغ خالہ کا ہو اور پہل اس میں غم
 کے بعد نہ ہو سو اس سے توڑی اور اپنے نصرت میں لایا تو زاید پر اس کا ضمان لازم ہو گا کیونکہ اس صورت میں اقرار انکار ہو گیا اس سے نے امان خالہ
 مالک کیا اقرح مکلف یقظان طائعا و عبدا و صلی او معتقہ ما ذون لھون اقرح و ابجاردی کا افراد صحیح یصح و قوی و الا
 فبعد علق و نام و معنی علیہ یجوزون و سیجی الشکران و مملکھا صحیح معلوم از جہول و حق معلوم یا جہول کا اقرار کیا آزاد
 بالغ عاقل بیدار نے اپنی خوشی سے یا بعد ما ذون نہیں ما ذون یا متوہ ما ذون نے اقرار کیا بشرطی کہ ما ذونین کا اقرار متعلق بسوداگری ہو تو
 صحیح ہوئے بعد مجبور غیر ما ذون کا اقرار حد او قصاص میں صحیح ہو اور اگر عبد مجبور کا اقرار مال کا ہونہ حد او قصاص کا تو بعد علق کے صحیح ہو گا
 یعنی اس کا مؤرخہ بعد اس کی آزادی کے ہو گا اور سو آدمی اور غنمی غلیہ مجنون کے مانند جو جس کا اقرار صحیح نہیں اور مست کا اقرار گے مذکور
 ہو گا اور مکروہ کا اقرار عقرب مذکور ہو چکا کہ ملاق اور عناق میں بھی زبردستی کا اقرار صحیح نہیں ہم عبد اور مست و مسموہ ما ذونین کا اقرار مال میں
 صحیح ہے اس واسطے کہ یہ ضروریات تجارت سی ہی اور اگر ان کا اقرار صحیح نہ ہو تو کوئی شخص دن سو معاملہ کری تو جو امر متعلق تجارت ہو وہ اذن میں
 داخل ہو چنانچہ دیون اور عوام آدمی اور مفسار بات اور غصب اور جوارم متعلق تجارت نہیں چنانچہ ہر اور خیانت اور ضمانت اور سینہ کا اقرار
 صحیح نہیں کذا فی لطفا دی لا جھالہ المقولہ لا یصح الا اذا بین سببا نصیحا الجہالہ کبلیہ و اجازت اقرار حق جہول کا اس واسطے صحیح ہو کہ جہاں
 مقرر کی ضرورت نہیں کرتی مگر جب کہ مقرر ایسا سبب بیان کر جو جس کو جہالت ضرر کرتی ہو چنانچہ یہاں اور اجارہ ہم اقرار جہول اس واسطے صحیح ہو کہ اگر جو
 مقرر حق جہول لازم آجائے اس طرح کہ اس کو کچھ مال تلف کر ڈالا جس کی قیمت اس کو معلوم نہیں مان یہاں اور اجارہ کی جہالت البتہ مقرر جو مثلا اقرار
 کیا کہ اس نے ملائے سے کوئی چیز یہاں کی یا اجارہ رکھی یا کوئی چیز خریدی تو اقرار صحیح نہیں اور مقرر جہول کا تسلیم کا و اما جھالہ المقولہ لا یصح
 لقولہ علی احدنا لک الف در اھم لھذا المقضی علیہ الا اذا جمعت بین عبدہ و نفسیہ فیعق و اقرار کرنے والے کی جہالت
 تو مقرر جو چاہے مقرر کا یون کہنا کہ ہم لوگ ن میں سے ایک شخص ہزار دہم تیری میں لیسٹ معلوم ہوتے اس شخص کے جسے ہزار درہم کا حکم کیا جائے مگر جب کہ

مال الزکوٰۃ اعتد قہما لثامرا درین نصابون سو کترین قصدین نہو کی اس قول میں کہ علی اموال عظام یعنی بھر بڑی مال میں اور اگر اموال عظام کی
تفسیر غیر مال زکوٰۃ یعنی ثیاب وغیرہ سے کر لیا تو تین نصابون کی قیمت مستبر ہوئی چنانچہ ابھی ذکر ہو چکا ہم اموال عظام میں تین نصابین اس واسطے مستبر ہوئے
کہ تین اقل جبر ہوئی دراصل ثلثہ اگر در اہم میں تین درم سے کمترین قصدین نہو کی ایسے اگر یوں اقرار کیا کہ مجھ پر در اہم میں تین درم سو
کمترین قصدین نہو کی بریل گذشتہ دے دے دھڑا دھڑا تیرا دنیایک کشتین عشرہ لاکھا بھائیہ اسم الجہم اور اس اقرارین
کہ مجھ پر در اہم کثیر و یا نامین کثیر یا ثیاب کثیرہ میں دس درم یا دس دینار یا دس کپڑے لازم ہوں گے اس واسطے کہ دس منقہای اسم جسے جو تو دہی
اکثر بشیر باعتبار لفظ کے ہم عشر نہایت جمع ثلث کی ہو نہ جمع کثرت کی تو اگر شایع یوں کہنا لاکھا اقل مدلول جمع اکثرۃ تو بہتر ہوتا اور یہ منی
احد القلوب پر کذا فی المطاوعی و کذا دھڑا دھڑا علی المعتمد اور اس اقرار میں کہ علی کذا اور تہا ایک درم لازم ہوگا بقول معتد و لفظ معتد
لزمہ مائتہ دس ہو اور درم کو بعد لفظ کذا کے کسر کہا سطح کہ علی کذا اور یہ سو درم لازم ہوں گے وہی کسر حکم اور درم جو عظیم درم
والمعتد الوین المعتاد الا بحجۃ ذلیعی اور اس اقرار میں کہ علی درم کثیر بلفظ تفسیر یا یوں کہا کہ علی درم کثیر عظیم کثیر درم لازم ہوگا اور درم کا
وزن وہ مستبر ہو جو اس شہر میں رائج اور معتاد ہو مگر حجت سے البتہ غیر متناہ مستبر ہوگا کذا فی الزلیعی ہم یعنی تفسیر اور عظیم میں پورا درم
وزن کے مستبر ہونے کم زیادہ و کذا اگذا دھڑا دھڑا اور اس اقرار میں کہ علی کذا کذا در تہا گیارہ درم لازم ہیں ہم اس واسطے کہ دو درم و ہجہ
بہر حرف عطف کے مفسر نے ذکر کر کے اور سطح کا اقل مد و عشرہ عشر جو اور اکثر عشرہ عشر اور اقل بلایان لانعم سے اور زیادتی اس کی جان پورف
ہو کذا فی النسخ و کذا اگذا عشر دن لاق نظیرہ بالواو آخذ عشر دن اور اس اقرار میں کہ علی کذا کذا در ہجہ عشرہ برائیس درم لازم
ہیں اس واسطے کہ اس مدد مہم کا مانند مد و عشرہ داو کے ساتھ احد و عشر دن جو ہم اگر شایع یوں کہنا لاکھا اقل نظیر کہ تو بہتر ہوگا کذا فی المطاوعی
و قول ثلث بلا و فاحد عشر اگذا لا نظیرہ لہ فحیل لاکھا اور اگر لفظ کذا کو مفسرین بار بولادون داو کے سطح کہ علی کذا کذا اور عشر
یعنی گیارہ لازم ہیں اس مدد مہم کا مد و عشرہ کوئی مانند نہیں تو تفسیر لفظ کذا پر غم ہوا و ستہ ہائے آدھ و عشر دن اور اگر کذا کا لفظ تین بار بولا
داو کے ساتھ سطح کہ علی کذا کذا کذا نوائے و احد و عشر دن لازم ہیں یعنی ایک سو اکیس ہم اس واسطے کہ اقل تیسرین مد و کی داو کے ساتھ
مائتہ واحد و عشر دن جو کذا فی الدرر دان دہم مع الواو و زید الفک اور اگر کذا کا لفظ چار بار بولا داو کے ساتھ سطح کہ علی کذا کذا کذا کذا
نوعہ دینی پر اقل کا لفظ زیادہ کیا جاوے سطح کہ الف و مائتہ و چھ و عشر دن یعنی گیارہ سو اکیس لازم ہوں گے اس واسطے کہ یہی اس کا نظیر جو مد
مفسر سے کذا فی الدرر و لو خمس زید عشر آلافت اور اگر پانچ بار کذا کا لفظ بولا سطح کہ علی کذا کذا کذا کذا کذا نوائے و احد و عشر دن
عشرۃ آلافت زیادہ ہو گئے سطح کہ عشرۃ آلافت و الف و مائتہ و چھ و عشر دن یعنی گیارہ ہزار ایک سو اکیس و لو سگس زید مائتہ آلافت اور
اگر لفظ کذا چھ بار بولا تو مد و سابق پر مائتہ الف زیادہ ہوگا سطح کہ مائتہ الف و عشرۃ آلافت و الف و مائتہ و احد و عشر دن یعنی ایک لاکھ پانچ
ہزار ایک سو اکیس لازم ہوں گے و لو سگس زید الف الف الف اور اگر لفظ کذا کاسات بار بولا تو مد و سابق پر الف الف زیادہ ہوگا سطح کہ الف الف
و مائتہ و عشرۃ الف و الف و مائتہ و چھ و عشر دن یعنی گیارہ لاکھ پانچ ہزار ایک سو اکیس و ہلکذا یعنی نظیر آلافت اور سطح مد و ہجہ
نظیر مد و مفسر ہمیشہ غیر متناہی مستبر ہوگا و لو قال لہ علی آونہ و قبل فھو اقرار و بدین لان علی لایجاب و قیل للضمان غالباً اور اگر
بولاکہ کہ علی لینے اس کا جبر یوں بولا کہ قبل لینے اس کا مسکے جانب تو یہ قول دین کا اقرار ہے اس واسطے کہ لفظ علی ایجاب کے واسطے
جو اور لفظ قبل ضمان کیواسطے غالباً مستعمل ہے ہر قول اول اس واسطے دین کا اقرار ہو کہ علی ایجاب میں مستعمل ہو تا ہو اور محل ایجاب
ذہب جو اور ذہب میں بین ثابت ہو تا ہو عین اور متبلی کا لفظ اگرچہ ایجاب اور امانت و دون میں مستعمل ہو تا ہو لیکن ایجاب میں اس کا مستعمل
غالب ہو اور متبلی غالباً لا استعمال کے صرف ہوتا ہو کذا فی الاتفاقی و صحت ان و جہل بہ ہوا دیعہ لاکھا بھائیہ عجا آ اور

اس کو درم و ہجہ
کی ضمانت اور سہ
نہو کی جبر و ہجہ
نہو کی جبر و ہجہ
اس کے خلاف ہو

قال لی طینک الف فقال ائزته او انتقل او اجلی به او قضیتک ایلا او ابرأتی منه او تصدقت به علی او وحبته لی او
 احلتک به علی لید وحقنک لک فصار له بالرجوع الفضا لیهافی کل ذلک عزی زاد لا فکان جواباً ایک شخص نے دوسرے سے
 کہا کہ میری تجھ پر ہزار ہین سے مخاطب ہے کہا کہ اذکر وزن کرے یا اذکر پر کہے یا اذکر کی مجھ کو مہلت دی یا میں تجھ کو وہ دیکھا ہوں یا تو نے مجھ کو وہ
 مساف کر دی ہین یا تو نے مجھ کو وہ خیرات میں دی ہین یا اذکر کو تو نے مجھ کو یہ کر دیا ہوں یا میں نے تجھ کو وہ زید سے دلائی ہین اور مانند ایسے
 کلمات کے سو بہ اقرار ہی مقرر کے واسطے ہزار کا بسبب پرے ضمیمہ ہزار کے طرف ان مستیالوں میں کہ اذکر عزی زادہ تو یہ جواب
 شیر اکلام اول کا یعنی اثبات اور کلام جدا گانہ وھذا الا علی علی سبیل الاستیضاح فان کان وھذا الشھو
 بذلک لم یلزمہ شیء اور یہ بھی اقرار اور سوت ہو گا جب کہ جواب مخاطب بطور خوش طبعی کے ہو سو اگر بطور خوش طبعی کے ہو اور گواہ
 خوش طبعی کی گواہی نہ تو اس پر کوئی چیز لازم ہوگی اما لو اخی الاستیضاح لم یصدق اور اگر مخاطب کو خوش طبعی کا دعویٰ ہو یا شہود تو اس کی تصدیق ہوگی و بکرا بھی پیش
 ائزتی لہ وکذا تنصبت من حیث ہوا لا وغیر ذلک وبلکہ لایکنی اقراراً لک انما انصرف الی الذلک لیکان لا کیناً اور کلمات مذکورہ ہین ضمیمہ کے
 چنانچہ وزن کرے یا پر کہے الخ اور اس طرح حساب تو کرنا کہ میں کسی سے فرض نہیں سوا تیری یا غیر تیرے یا فرض نہیں قبل تیری یا بعد تیرے تو تیرا
 نہ ہو گا بسبب ہین نے ضمیمہ کے ہزار مذکور کے طرف تو یہ کلام جدا گانہ شیرانہ جواب کلام اول والا اصل ان کل ایضاً جواباً بالابتداء یجمل
 جواباً واما یصلح للابتداء لا لیسنا وایضاً لکیجمل ابتداء لیسنا لیسنا بالمال بالکمال اختیار اور قاعدہ کلیہ سائل مذکورہ
 میں یہ ہو کہ جو کلام کہ صلاحیت رکھتا ہو جواب ہو سکی ابتداء ہی کلام ہو سکی تو وہ جواب شیرایا جاتا ہو اور جو لیاقت رکھتا ہو ابتداء ہی کلام ہو سکی
 نہ کلام سابق پر بنا یعنی جواب ہونے کی یا ابتداء اور بناد و دون کی صلاحیت رکھتا ہو چنانچہ یہ قول کہ وزن کرے تو وہ ابتداء یعنی کلام جدا گانہ
 شیرایا جاتا ہو تاکہ مستقیم پر مال لازم نہ آوے شک سے کہ لے اختیار وھذا اذ کان الجواب مستقلاً فلو غیر مستقلاً لقولہ نعم کان
 اقراراً مطلقاً اور یہ یعنی تفصیل ذکر ضمیر اور عدم ضمیر کی اس وقت ہو جب کہ مخاطب جواب کلام مستقل ہو یعنی اپنے مطلب میں پورا ہو بلا متاعا ہضم غیر
 تو اگر جواب غیر مستقل ہو چنانچہ لفظ نعم یعنی مان تو اقرار ہو گا مطلقاً یعنی ضمیر مذکور ہو یا نہ ہو ضمیر کی مثال یہ کہ نعم ہو علی اور عدم ضمیر کی مثال
 فقط نعم اس قول کو بعد کہ لی طینک الف حتی لو قال اعطین نقب عبدی ہذا او اقمہ لی باب داری ہذا او جھض لی داری ہذا
 او اقمہ فرستی ہذا او اعطین مترجماً او لیا مہا فقال نعم کان اقراراً منہ بالعبد والدار والدابة کافی تو اگر کہا کہ مجھ کو میری اس
 غلام کا کپڑا دو یا میری اس گہر کا دروازہ کھول دو یا میری اس گہر کی چوڑھ کاری کر دو یا زین باندھ دو یا میری اس گھوڑی پر یا مجھ کو اس
 گھوڑی کا زین یا اس کی لگام دی پھر مخاطب نے کہا کہ مان تو یہ اس کے طرف سے اقرار ہو گا غلام اور گہر اور جانور کا مقرر کے واسطے کہ اذانی
 الکافی یعنی غلام کا اقرار ہو گا کپڑی کے ساتھ اور جانور کا زین اور لگام کے ساتھ قال الیس لی علیک الف فقال بلی فصار اقراراً لہ
 ہا وان قال نعم لایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ کیا میری تجھ پر ہزار ہین میں سو وہ بولا بلی یعنی کیوں نہیں تو یہ اقرار ہو گا اس کے واسطے
 ہزار کا اور اگر جواب میں بجای بے نعم یعنی مان بولا تو اقرار نہ ہو گا و قبل فلولان الا قرار یجمل علی العرف لا علی ذائق العرف لہذا ان
 الجویہ اور بعضوں نے کہا نہ نعم یعنی مان کہنے سے ہی اقرار ہو گا اس واسطے کہ ثبوت اقرار عرف پر محمول ہے یعنی عرف میں بلی اور نعم دونوں
 برابر ہیں نہ عرفی کی بار کیوں پر کہنے لے الجوہریۃ والفرق ان بلی الجواب الاستفهام المنق بالاثبات وتعمججی آہ بالثقی اور فرق
 بلی اور نعم کا عرفی میں یہ ہو کہ بے استفہام منفی کا جواب ہو منفی کے ثابت کرنے سے اور نعم استفہام منفی کا جواب ہے اس کے نفی کرنے سے ق
 الا کا بکرا اس من الناطق لیس باقرار مال وحق وطلاق وبيع وکساج واجار وھبہ اور سے اشارہ کرنا بولنے آدمی کا اقرار
 ہین قال وحق اور طلاق اور بیع اور نکاح اور ہبہ اور کساج اور بیع کا مطلق کی قید شایع نے اس واسطے لکھی کہ مستیالے کو گئے آدمی کا اشارہ کرنا

عنه ان يصدق
 مع جملہ کلمات
 من حیث ہوا
 لا وغیر ذلک
 وبلکہ لایکنی
 اقراراً لک
 انما انصرف
 الی الذلک
 لیکان لا کیناً

اور وصایت کے بسبب تمام تافق کے اس واسطے کہ اگر ان شخص کا اپنے مال کے جسم دعاوی سے اسکا معقنی نہیں کہ غیر کے طرف سے ہی اوپر دعویٰ کر دے ذکر کیا ہو اسکو در میں کتاب الاقرار سے پہلے اور صحیح کہا ہو اسکو جامع صغیر میں بر خلاف نصیح و مہانبہ ہم جامع صغیر میں اسکی نصیح کی ہے کہ ہتیم اور استیجا اور استعارہ اور نہاد کے اقرار ملک مساومہ اور مستاجر میں جو اور دہبانبہ میں جو کہ امور مذکورہ ملک ذمی الید کا اقرار نہیں اسکو کہ بیہ مثلاً شاید بائع کے ہاتھ میں بطور عاریت یا عصبے ہو یا ذمی الید وکیل یا فضولی ہو تو بائع کی ملک ثابت نہیں اور بیہ روایت زیادہ اس کے موافق ہو کہ نے لفظ اوی و وفق شاربھا الشر نبلالی بائع ان قال یعنی ہذا کان لا قرارا وان قال انکم ہذا الا یؤیدہ مسئلہ کتابتہ و ختہ علی مہلک البیکم ناہ لیس باقرار بیعہ مطلقہ اور دہبانبہ کے شارح شرنبلالی نے جامع صغیر اور زیادت میں اس طرح تفسیر کی کہ اگر یون بولا کہ میری ہاتھ بیع اسکو تو بیہ قول اقرار ہو گا یعنی اس واسطے کہ وہ جامع سے اسکی ملک کا اور طالب خرید ہو اور اگر یون بولا کہ کیا تو اسکو بیع تو اقرار نہیں ہو گا یعنی اس احتمال سے کہ اسکو مستظہار حال منظور سے کہ اپنی ملک اور جواز بیع کا دعویٰ ہوتا ہے یا نہیں اور عتیدہ قول شرنبلالی سے اسکی کتابت اور بیعنامہ پر مہر کرنے کا مسئلہ اس واسطے کہ بیعنامہ لکھنا اور مہر کرنا اپنی عدم ملک کا اقرار نہیں ہم تو کا تب اور خاتم کو بعد اسکی ہتھکا دعویٰ کرنا اپنے واسطے غیبی کے واسطے جائز ہو تو یون پر چہا کہ تو اسکو بیعتا سے بطریق اولیٰ عدم ملک ذمی الید کا اقرار ہو گا کذا فی لفظ اوی قولہ علی ما تہ و در ہم کلکھا در اہم و کذا المکیل و المون و ن اسحسنا کا اور اس قول میں کہ اس کے میسر اور سوا اور ایک درم ہو و تمام درم ہیں یعنی سود درم اور ایک درم اور ایک کیل اور سوزون از روی استحسان کے ہم قیاس یہ ہو کہ مقرر کو فقط موقوف یعنی ایک درم لازم ہو اور اسکی تفسیر اس سے کر دائی جاوے جو سود درم مراد ہو یا سو کپڑے اور اسی قیاس کو امام شافعی نے لیا ہے و بجز استحسان یہ ہو کہ درم بیان ہو ما تہ کا عادت میں اس واسطے کہ لوگ ثقیل جانتے ہیں درم کو دوبار بولنا اور کفایت کرتے ہیں ایک بار کے بولنے پر اور بیہ دمان ہو جو بکثرت مستعمل ہے مانند کیل اور سوزون کے کہ فے پر ثابت ہوتے ہیں سلم اور قرض اور شمن میں بخلاف ثباب اور غیر کیل اور غیر سوزون کے کہ اونکا وجوب دومان پر مطلق بکثرت نہیں کہ نے لفظ اوی و فی ما تہ و فوجک دما تہ و فوجک بان یفتقر الما تہ لا تہا مہبہمہ اور اس قول میں کہ اس کا مجہد پر سوا اور ایک کپڑا ہے اور سوا اور دو کپڑی ہیں سو کو دریافت کیا جائے گا مقرر سے کہ کیا اسکی مراد سے اس واسطے کہ وہ بیہم ہے غیر مقررہ فی ما تہ و کثرتہ اثواب کلکھا ثواب خلافت الشافعی قلنا الا ثواب لو تذا کر جسد فانہم ہا التفسیر الیہما لاسیوا تھا فی الحاجۃ الیہ اور اس قول میں کہ مجہد ایک سوا اور تین کپڑی ہیں وہ سب کپڑی لازم ہوں گے یعنی سو کپڑے اور تین کپڑی بر خلاف امام شافعی کے کہ ان کے نزدیک تین کپڑے لازم ہوں گے اور سو کی تفسیر مشکم سے دریافت کی گئی ہو اسکا جواب بیٹے ہیں کہ اثواب بعد لفظ کثرتہ کے بجز عطف مذکور نہیں تو تفسیر آتہ اور کثرتہ دونوں کیل پر ہو گئی اس واسطے کہ تعقیب کے طرف محتاج ہونے میں موقوف اور موقوف علیہ دونوں برابر ہیں والا قرار بدلتی فی اصطبل تلزمہ الدابة فقط اور جائز کا اقرار اصطبل میں فقط جائز ہی مشکم کو لازم کر لیا نہ اصطبل ہم بیٹے یون اقرار کیا کہ بیہ جائز جو اصطبل میں ہے سو فلا نے شخص کا ہو تو یہ جب اور کا اقرار سے نہ اصطبل کا اس واسطے کہ غیر منقول میں نہیں کے نزدیک غصب ثابت نہیں ہوتا والا اصل ان ما یعلمک ظرفا ان ممکن لک لزمہ والا لزم المظروف فقط خلافت علیہ وان لو یعلم لزم الا ولی فقط کقولہ در ہو فی در کھم در اور قاعدہ کلیہ اس تکم مسائل میں یہ ہو کہ جو چیز ظرف ہونے کی یاقوت رکھتی ہو اگر اس چیز کا اوٹھا لیجا نامکن ہے تو مقرر کو ظرف اور مظروف دونوں لازم ہوں گے اور اگر نقل اسکا مقصود نہیں جیسے اصطبل کا تو فقط مظروف لازم ہو مقرر کو چنانچہ جب ظرف بخلاف محمد کہ ان کے نزدیک ظرف اور مظروف دونوں لازم ہیں اور اگر وہ چیز ظرف ہو نیکی صلاحیت نہیں رکھتی تو فقط پہلی چیز لازم ہوگی چنانچہ یون کہنا کہ مجہد ایک درم سے درم اندر کذا فی الدرر لیکن اس صورت میں درم اول لازم ہو گا نہ درم ثانی اس واسطے کہ اس میں ظرف ہونے کی یاقوت نہیں اور نقل ظرف کی مثال چنانچہ بھر ٹوکری میں اور طما کشتی میں اور گھون گھون میں کہنا فی الدرر قلت و مفادہ انا لوقال انا فی خیمہ لزمہ و لوقال ثوبک فی درہم لزمہ الثوب و لم ادا فیکر میں

اسو حکم کہ قیفر دوسری مدہ جو ہم کو بقسم کا بیان پڑا جیسا کہ جو حسین چند قیفر سنا ہے میں اور قیفر کرے چوٹا پیمانہ ہی مطلقاً سختی قدوسی سے نقل کیا کہ اس
مثال مذکور میں تمام کو کو قیفر قرار نہیں دیا اس واسطے کہ عادت میں غایت زیادہ نہیں ہوتی تھے سو اور نہ نصف اس کی لہذا قیفر کو قیامت نہیں
دلو قال کہ علی عشق دہرا ہوا عشق دنا نایز لیلۃ الدراہم و قسعة دنا نایز عند ابی حنیفۃ لما قرأ ہایہ اور اگر بدلا کے
بجہ پڑوس درم میں دس دینار تک تو اس کو در اہم اور نو دینار لانم ہوں گے ابو حنیفہ کے نزدیک بدلیل گذشتہ کذا فی النہایہ یعنی اسو حکم
کہ غایت ثانیہ داخل نہیں ہوتی وہی کہ مابین ہذا الحائط الی ہذا الحائط لہ ما بینہما فقط لما قرأ در اس قول میں کہ اسکا
میر و گھر میں سے باہر اس دیوار کے سے اس دیوار تک تو مقر لہ کے واسطے دو وزن دیواروں کا فقط باہر لازم ہوگا بدلیل گذشتہ ہم یعنی میں
درم کے عشرۃ میں پہلی حد بسبب ضرورت کے داخل ہوئی تھی اور بیان کچھ ضرورت نہیں لہذا دو وزن دیوار میں محدود میں داخل ہوگی فقط باہر
الحائط لانم ہوگا و حاکم الاقرار بالحل المحل وجہ ۱۰ وقتہ ای وقت الاقرار بان یلذ لہ فی نصف حول لوز وجہ ۱۱ ولہ دن حول
لو معتدل لکثرت نسبہ اور صحیح ہوا قرار لوس حل کا جس کا موجود ہونا محتمل ہوا قرار کے وقت سہل پر کہ لونڈی جو نصف سال سے کم مدت میں اگر
وہ شکوہ ہو یا دو سال سے کم مدت میں اگر وہ مدت میں ہر بسبب ثابت ہونے اس کے نسب کے مدت تک ہم یعنی لونڈی یا جانور کے حل کا اقرار دوسرے شخص
کے واسطے صحیح ہو سچ کہ میری اس لونڈی یا بکری کا حل میں نے بچہ اسکا فلاں نے شخص کا ہو اگرچہ اس کا سبب بیان نہ کرے اس واسطے کہ اسکی بیعت کی
بہ وجہ موجود کسی شخص نے مقر لہ کے واسطے حل کی وصیت کی ہوگی اور وہ مر گیا ہو اس کے وارث نے اس کا اقرار کیا کذا فی الدرر و المظاہر
ولو اطلق خبراً مدعی و یقتل بآذنی مدعی یتصور ذلک عند اهل الخلق ذلیلی لکن فی الجملہ اقل مدۃ حل الشاکۃ اربعۃ اشھر
و اقلها البقیۃ لہ دایب ستۃ اشھر حل کا اقرار صحیح ہو اگرچہ غیر ان کا حل ہو اور جانور کے حل کا اندازہ ہوگا اس کم مدت سے جو اس کے
واسطے متصور ہو تجربہ کاروں کے نزدیک کذا فی الزیلع لیکن جو برہ میں ہے کہ بہر بکری کی اقل مدت حل چار مہینوں میں اور باقی جانوروں کی اقل مدت
چھ مہینوں میں و حاکم لہ ان بایں المقر متبکاً صا لھا یتصور لکحل کالارث والوصیۃ کقولہ مات ابوی فوالہ او وصی لہ بہ فلاں شیخ
او فلاں کما یاتی اور حل محتمل الوجود کے واسطے اقرار کرنا صحیح ہے یعنی یون کہنا کہ یہ مال اس لڑکے کا ہو جو اس عورت کے پیٹ میں ہو صحیح ہے
بشرطیکہ مقر اس کے مالک ہو نیکاً ایسا سبب بیان کرے کہ اس کے واسطے ممکن اور متصور ہو چنا پخت ارث اور وصیت جیسے مقر کا یون کہنا کہ اس
جنین کا باپ مر گیا سو وہ اس کا ولد ہو یا اس مالکی ہے واسطے فلاں نے شخص نے وصیت کی ہو تو اقرار جائز ہوگا اور اگر سبب بیان نہ کرے تو
اقرار جائز نہیں چنانچہ مقر یہ اسکا ذکر آدیا فان ولدتہ حیاً اقل من نصف حول ماذ آؤفلة ما آؤفلة و لدت حیاً فلھا نصفین
ولو احدثا ذکر و الاخر کئی فکذلک فی الوصیۃ بخلاف المیراث ای فالتہ کیطی للذکر مثل حیوان النین سو اگر عورت جنی اسکو
زندہ نصف سال سے کم مدت میں جب وقت سے کہ اقرار کیا تو وہ مال اس کا جس کا اس نے اقرار کیا اور اگر دوزندہ لڑکے جنی تو دوزندہ کے واسطے نصف
مال ہوگا اور اگر ایک نر ہو اور دوسرا مادہ تو پہلے نصف نصف مال دوزندہ کو ملو گا بخلاف میراث کے یعنی نر کو مادہ کے دو حصے ملین گے ہم اگر چہ
مہینوں سے زیادہ مدت میں جنگی تو اسکو کچھ حصے کا مگر در صورت معتدہ ہونے عورت کے دو سال سے کم مدت میں کذا فی الجومی و ذلک قیلاً
خبر دوزندہ ذلک الموصی والمورث لہما اہلیۃ الجنین اور اگر عورت مردہ بچہ جنی تو وہ مال اس موصی اور مورث کے وارثوں کو
بہر دیا جائے و سبب اہلیت جنین کے یعنی مردہ بچہ میراث اور وصیت کی نیاقت نہیں رکھتا ولان فشرعاً بالآیت موصی لکبۃ و بیع و اقراض و
ایہم الاقراء و ہم یبیین سبباً لقاہ حل محتمل سبب لقاہ و بہ قالت الثلثۃ اور اگر متفقہ ایسا سبب بیان کیا جو ممکن اور
متصور نہیں چنانچہ سبب بیع یا قرض دینا یا اقرار کو ہم رکھا اور اس کا سبب بیان کیا تو اقرار لقاہ ہوگا اور محمد نے سبب ہم کو سبب بیع پر محمول کیا
اور یہی قول ہے اگرچہ فقہ کا ہم جو کہ میرا دریم اور قرض دینا جن میں سے حال تھا اس واسطے کہ امور مذکورہ اس سے متصور نہیں نہ حقیقہ اور یہ تو

صریح ہو اور نہ حکما سطر کہ اس کے طرف سے کوئی ادعا و فی افعال مذکورہ صادر کرنا اس واسطے کہ اس کی سبب سے ولایت نہیں لہذا اقرار مذکور مقرب اور
 سبب مہم کے اقرار کی یہ صورت ہو کہ تیسرے اور فلاں عورت کے حمل کی فلاں چیز ہو کذا فی الدرر و اما الاقرار للضیم فانه صحیح وان بین المقر
 سببا غایة صحیح منه حقیقة کما لا فراض او عن تکیح لا کذا المقتضی محل للثبوت الذی بین المصنف فی الجملة اشباہا و شریخا و لڑکے
 کے واسطے تو اقرار کرنا صحیح ہو اگرچہ مقرب و فلاں کے جانب سے سبب غیر صالح فی حقیقت بیان کر دی جائے فرض دینا یا بین بیع کا واسطے کہ یہ مقرب و
 دین صبر کا فی الجملہ محل ہو سکتا ہے کہ لڑنے الاشباہ ثلث باعتبار تجارت کرنے پسنے ولی کے بخلاف جنین کے اقرار بشرط اختیار ثلثہ آیام لازمہ بلا حیث
 لان الاقرار بخیار فلا یقبل الخیار وان وصلیة صدقہ المقر له فی الخیار لو یتبرع بصدیقہ اقرار کیا بشرطین دن کے اختیار کے
 تو اس کو مقرب لازم ہوگا بلا خیار اس واسطے کہ ہزار اخبار ہو تو خیار کو نہ قبول کریگا اگرچہ مقرب اس کی تصدیق کر دی جائے تو یہی اس کی تصدیق نہیں
 ہونگی ہم فرض یا غضب یا ودیعت یا عاریت کے اقرار میں تین دن کے خیار کی گنجائش اس واسطے نہیں کہ شرط خیار سے مقصد و فسخ ہو اور جب کہ
 اقرار میں اس میں سے کہ وہ صنف ملزم ہو جہاں فسخ کا نہیں لہذا اس میں شرط خیار جائز نہیں اور مال مقرب لازم سے کہ لڑنے لفظ وادی کذا اذا
 اقر بصدقہ و وقع بالخیار له فصح باعتبار العقد اذا صدقہ او بکھن فلان قال لا ان یکذا به المقر له فلا یصح لانه منکر والقول لہ
 اقرار قابل خیار نہیں مگر جب کہ مقرب اس تصدیق کا اقرار کیا جو بشرط خیار مقرب واقع ہوئی تو اقرار بشرط اختیار صحیح ہو باعتبار بعد بیع بشرطیکہ مقرب
 اس کی تصدیق کرے یا مقرب اس پر گواہ لاد و سہیل و موصوف نے کہا مگر یہ کہ مقرب مقرر کی تکذیب کرے تو صحیح ہوگا اس واسطے کہ مقرب منکر ہو اور
 قول تو منکر کا مقبول ہے تین دن کے صورت عدم برہان ہم مقرب کا اقرار یعنی اس دن کا اقرار کرے جو بعین بیع کے اس پر لازم آیا یعنی یون کہو کہ یہ
 او برہان درم ثمن بیع یا نجیہ کے میں کا قرار لا بدین بسبب کفالة علی انہ بالخیار فی مقررہ و لو لم لا طوی یلہ او قصیر لا فائہ یصح اذا
 صدقہ لان الکفالة عقد ایضا بخلاف ما مر لانه افعال لا یقبل الخیار بل یلحق بیع دین کا اقرار ضامنی کے سبب باین شرط کہ اس کو
 اختیار ہو مدت طویل ہو یا قصیر کہ وہ صحیح ہو جب کہ مقرب اس کی تصدیق کر دی اس واسطے کہ ضامنی ہی مقرب بخلاف اس کے جو مذکور ہو چکا
 اس واسطے کہ وہ یعنی فرض یا غضب یا ودیعت یا عاریت افعال میں کہ شرط خیار کے قابل نہیں کذا فی الزیجہ الاثر بکتابتہ الاقرا و اقرار حکما
 فانه کما یکون باللسان یکون بالکتاب فلو قال للمصنف اکتب خطا اقراری بالقی علی ادا کتب بیع داری و اطلاق امرانی و کتب
 ام لہ یکتب و حل للمصنف لو ان یشہد الا فی حد و قوی خانیہ امر کذا اقرار کے کہنے کا اقرار حکمی ہے اس واسطے کہ جیسے اقرار زبان سے
 ہوتا ہے ویسے ہی لکھنے کے پورے کہ کہنے سے ہوتا ہو تو اگر ایک شخص نے قبالہ نویس کہا کہ خط کہہ میسے اس اقرار کا کہ مجھ پر از درم میں یا کہہ میری
 گھر کا بیٹا میری عورت کا طلاق دے تو اقرار صحیح ہے خواہ قبالہ نویس کو لکھو یا نہ لکھو اور قبالہ نویس کو حلال ہے اس کی گواہی یا سوای حد اور
 قصاص کے کذا فی النانیہ ہم امر کتابت اقرار کا اقرار حکمی ہوا اقرار حقیقی اس واسطے کہ امر انشا ہو اور اقرار خبر نود و وزن ایک ہوں گے حقیقت
 میں بلکہ مراد یہ ہے کہ امر کتابت اقرار جب حاصل ہو تو اقرار حاصل ہو گیا کہ لڑنے الدرر و قدمناف الشہادات عدم اعتبار مشاہدات
 الخطین اور کتابت شہادات میں عدم اعتبار شہادت ظہن کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں ہم تو اگر دعویٰ نے ایک شخص پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ کے ماہر لکھا
 اقرار نامہ ظاہر کیا اور مدعا علیہ منکر ہے اس کا سوا دوسرے کچھ لکھا یا لکھا اور اس کی لکھا تو یہ خط اقرار نامہ کے خط سے مشابہ تھا تو اس پر ثبوت دعویٰ
 بدوین گواہوں کے حکم ہوگا اور یہی قول صحیح ہو اور بعضوں کے نزدیک حکم ہوگا ازاجلہ قاری ہدایہ سے کہ لڑنے لفظ وادی صرف احد الوارثۃ اقر
 بالکفر المدعی بہ علی مؤثرہ و بحد الباقون یکنون الذین کلمہ یعنی لان و فی ما ورنہ بہ و ہاں و شرح جمع ایک وارث نے اس دن کا
 اقرار کیا جس کا اس کے موثر پر کسی دعویٰ نے دعویٰ کیا اور باقی وارثوں نے اس کا انکار کیا تو وارث مقرب وہ سبب لازم آگیا یعنی بشرطیکہ جواں آدمی
 وراثت میں پایا ہو وہ ادوی قین میں کفایت کرے کذا فی البرہان شرح الجمع ہم مثلا سو درم کا دعویٰ ہے اور سو درم یا زیادہ وارث مقرب میراث میں

فتویٰ جو کذا فی الدرر ہم اور طریق کے نزدیک اس کے قول پر التفات نہ ہو گا وکذا الحکم بجزئی لو اذعی وادث المقر فی مختلف ما ویرجی کا حکم جاری ہو
 اگر مقر کا وارث دعویٰ کرے یعنی مورث کے اقرار میں اس کے کذب کا دعویٰ ہو تو مقر سے قسم لیا جاسکتی کہ مورث کا ذب نہ تھا اپنے اقرار میں واثق
 کانت الدعویٰ علی وادث المقر فایمین علیهم بالعلم ان لا تعلم انه کان کاذبا صہ نال شریعة اور اگر مقر یا اس کے وارث کا دعویٰ
 مذکور مقر کے وارثوں پر ہو تو وارثوں پر علم کی قسم آدگی طرح کہ دانش ہم نہیں جانتے ہیں کہ مقر اپنے اقرار میں جہو ماہتا کذا فی صدر شریعة
باب الاستثناء وما فی معناه فی کو نہ مفید کا لفظ وحق بہ باب ہی حکام ہستنا میں اور جو ہستنا کے معنی ہے افراد کے بدل
 الذین چنانچہ شرط اور ماندا کے ہم جب مصنف نے اقرار بلا تغیر کا ذکر کیا تو اب اقرار مع التیغ کا ذکر شروع کیا تا نہ شرط کے یہ مثال ہو کہ اس کے
 میری اور پر زار درم بن اس غلام کا من جو میرے قبضے میں نہیں آیا ہو عندنا کلمہ بالباقي بعد الشیاء باعتبار الحاصل من مجموع الترتیب
 وثقی واثبات باعتبار الاجزاء فاعلم ان ثلثة له عبارتان مطلقہ وھی ما ذکرنا لا و مختصہ وھی ان یقول ابتداء لہ
 علی سبعة وھذا معنی قولہ یقول کلمہ بالباقي بعد الشیاء ای بعد الاستثناء وھ یعنی ہستنا ہم ضمیمہ کے نزدیک عبارت ہو باقی کو کہتے
 بعد ہستنا کر نیکی مجموع ترکیب ہستنا اور ہستنے کی حاصل کے اعتبار سے اور نفی اور اثبات ہی عبارت اجزائی لفظیہ کے تو اس قائل کے کہ کلمہ علی عشرۃ الاثنتہ
 یعنی سات درم کے اقرار کرنے والے کی دو عبارتیں ہیں ایک عبارت طویل وھ جبکہ ہنو ذکر کیا یعنی اعلیٰ عشرۃ الاثنتہ اور دوسری عبارت مختصرہ
 یہ کہ ہنو کہتے ہیں کہ اس سے یوں کہو کہ اس کے میری اور سات درم ہیں اور بھی مطلب ہی فقہاء کے اس قول کا کہ ہستنا باقی کا کلمہ ہے بعد ہستنا کر نیکی و تثنیہ
 الاصل بالمتستی منہ الا لضرۃ لہ لنفسی و سعال و اخذ قمیہ یعنی اور ہمت ہستنا میں متصل ہوا ہستنے کا ہستنا ہستنے سے شرط ہو مگر
 عند الضرۃ جیسے مقر کا دم لینا یا کپاسی کا انایا ہونہ بند کر لینا یعنی کوئی شخص مقر کا ہونہ بند کرے اس قول پر فتویٰ ہے والیہ انہ یبتہما لا یضکر کات
 التثنیہ والیہ لید اور پکا تو مقر کہ کو با میں ہستنا اور ہستنے میں کہ نہ نہیں کرتا اس واسطے کہ نہ انما دمی کے آگاہ کر نیکی واسطے ہی اور تاکید کی یہ ہے
 ہر واسطے تین مقر ہم جو ہر ہن سے کہ اگر نہ دمی مقر نہ ہو غیر ہو تو مقر سے کہانی اطحا و ثقی واثبات علی لفت درہم یا فلان الا عشرۃ ذاک مثال چنانچہ
 مقر کا یوں کہنا کہ تری میرے اوپر ہزار درم ہیں اور فلاں نے مگر دس درم بخلاف تلک علی اللف درہم یا فلان الا عشرۃ ذاک مثال چنانچہ
 الا شہاد یتکوٰن بحد تمام الاقرار فلو یضہ الاستثناء بخلاف اس قول کے کہ تری میرے اوپر ہزار درم ہیں سو گواہ رہو مگر اتنے اور ماندا کے
 اور قسم ہی جو حاصل شمار ہو اس واسطے کہ گواہ کرنا اقرار تمام ہونیکے بعد ہوا ہی تو حیولت شہاد سے ہستنا صحیح ہو گا فہن استثنیٰ بعض فاقر
 بہ حق استثناء و لو الا لضرۃ عند الا لضرۃ جو شخص کہ ہستنا کر ہی بعض مقر کو کہتے ہیں جس کا اقرار کر چکا ہے اس میں بعض کو کمال ڈال دیا
 ہستنا کرنا صحیح ہے اگر ہستنا کر ہی ہستنا کر ہی اکثر علمای نحو کے نزدیک ہم فرما کے نزدیک ہستنا اگر نہ جزا نہیں اور جاز کی دلیل حق خالی کا
 یہ قول ہے فیہ لیل الا قلیلا لضرۃ اذ انقص منہ قلیلا اذ ید علیہ کذا فی الطحاوی و لزمہ الباقی و لو ما لا یقسم
 کہذا العیہ لفلان الا لضرۃ و ثلثہ حق علی لہب اور مقر کہانی بعد الاستثناء لازم ہو گا اگر ہر مقر ہی ان قسم کا ہو جو قسمت پذیر
 نہیں ہوتا چنانچہ یہ قول کہ یہ غلام فلاں نے شخص کا جو گرا دس کا سیرم حصہ یا د و ثلث اس کے صحیح ہو بنا برہب توی و الاستثناء المستغرق
 باطل و لو فیما یقبل الرجوع کو حصہ لان استثناء آکل لیس صحیح بل ہو استثناء فایضہ هو الصحیح جو حق اور وہ ہستنا جو
 کل مقر کو مستغرق کر ہی باطل ہے اگر ہم اس چیز میں ہو جو قابل رجوع ہو چنانچہ یہ کہ تمام کا ہستنا کرنا رجوع نہیں بلکہ وہ فاسد ہستنا ہی ہی قول
 صحیح ہو کذا فی الجوہر ہم جو ہر دین ہو کہ بعضوں کے نزدیک ہستنا وکل رجوع ہو اور بعضوں کے نزدیک جمیع ہستنا فاسد ہی اس واسطے کہ الرجوعی تمام ہستنا
 ہستنا کو تو ہستنا بل ہو گا اور وصیت صحیح اور اگر رجوع ہوتا تو وصیت باطل ہوتی اس واسطے کہ وصیت میں رجوع کرنا جائز ہو کذا فی الطحاوی و ثلثہ
 کان الاستثناء بعین لفظ الشہاد یا و صاویہ کما یأتی اور یہ یعنی ہستنا مستغرق کا باطل ہونا یہ شرط ہے کہ سر کے لفظ سے ہو یعنی ہا کہ اگر

باب الاستثناء

صلو الصادی لکذا
 قال صریحاً لکذا
 صلو الصادی لکذا
 یونین لکذا
 یعنی لکذا
 یونین لکذا
 صلو الصادی لکذا
 لکذا صریحاً لکذا
 لکذا صریحاً لکذا
 لکذا صریحاً لکذا
 لکذا صریحاً لکذا

اشیاء مذکورہ کے برابر لازم ہونے کے تو کو ان المقولہ واحدہ ایلزہ اکثرہا قدرًا و انقصہا دھفا نحو الہ الفت درہم لابل انفاق او
الفت درہم حیرجیا کلا بل ذہونہ او عکسہ اور اگر مقرہ ایک ہی شخص ہو یعنی اصاحدا الاقرارین مقدار باوصف نہ اند جو تو مقرہ پر وہ لازم
ہو و ذنون اقرارون میں سے مقدار میں اکثرہ او وصف میں نفل ہو چنانچہ اس مثال میں کہ او کی میری او پر ہزار درہم ہیں نہیں بلکہ وہ ہزار ہیں ہاویں
اقرار کیا کر اس کے ہزار کہ میری درہم ہیں یا ایک اس کے اقرار کیا یعنی اول و ہزار کا ہر ایک ہزار کا یا اول کہو نہی درہم کا
اقرار کیا ہر کہون کا و لو قال الذین الذی علی فلان فلان او الودیعۃ التی عند فلان ہی فلان فیہ اقرار ذلہ و حق القبض
للمقر و لکن لو سلم الی المقرہ بری خلاصہ اور اگر بولا کہ جو میرا دین فلان نے شخص پر جو وہ فلا نے آدمی کا جو باجو و دیت فلان کے پاس ہے
وہ فلا نے شخص کی سے تو یہ اقرار ہی مقرہ کے واسطے اور قبض دین یا قبض و دیت کا حق مقرہ کے واسطے ثابت ہے لیکن اگر دیون یا مودع
مقرہ کو تسلیم کرے تو ادا ہی دین اور وہ دیت سے بری الذنب ہو جائیگا کہ فلا نے خلاصہ لکھا مخالفت نما تر ائہ لان اخذت لنفسیہ کان
ہبہ فیلزم التسليم ولا قال فی الحاوی القدسی و لو لم یسقطہ علی القبض فان قال فاصحی فی کتاب اللہ عادیہ ہم دکن
لہ یقلہ لم یعم قال المصنف و ہو المذکور فی عامۃ المعنرات خلافاً للخلاصۃ فتأمل عند الفتویٰ لیکن خلاصہ قول مخالف جو یہ
قول کے جو کہ یہ مذکور ہو چکا کہ اگر مقرہ اپنی ذات کے واسطے نسبت کرے تو ایسا اقرار بہہ نہیں ہو گا تو با نسبت مقتدر تسلیم لازم ہوئی اور یہ سب اس طرح
قدسی میں کہا ہے اور اگر مقرہ مقرہ کو قبض دین پر مسلط کرے تو اگر دیون کہے کہ میرا نام کتاب الدین میں عاریت ہو تو اقرار صحیح ہے اور اگر کہے
کہ میری تو صبیح نہیں مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور عادیہ قدسی کے موافق اکثر کتب مستبرہ دین سے برخلاف خلاصہ کے تو قابل کچھو اتر سبب میں فتویٰ
دیون کے وقت ہم شرح و ہمایہ میں تیسرے منقول ہے کہ جب یہہ اقرار کرے کہ میرا دین فلاں کا دین ہے اور مقرہ او کی تصدیق کرے تو صحیح ہے
اور حق قبض اول کے واسطے ہو نہ ثانی کے واسطے لیکن باجو اس کے اگر دیون ثانی کو دیکھا بری الذنب ہو جائے گا اور اول وکیل کے مانند
ہو نہیں گا اور ثانیے موکل کے مانند ہو گا انتہی تو ظاہر ہجرت تصادق کے بین مقرہ کا ہو گا اگرچہ مقرہ دیون کہے کہ میرا نام عاریت ہے اور مقرہ قبض ہو
مسلط نہ کرے تو یہی تصادق ملک مقرہ کا منصف ہے اور اگر عادیہ کا قول اس پر محمول کیجئے کہ مقرہ ساکت تھا اقرار کے وقت اور وہ ہمایہ کے مسئلہ
جو خلاصہ کی موافق ہے تصدیق مقرہ پر محمول کیجئے تو توافق بین القولین حاصل ہو جائے اور تخالف اور اضطراب نائل ہو گا اس لئے لفظ **باب**
اقرار المریض یعنی مرض الموت و حذراً من فی طلاق المریض و سیحی فی الوصایا یہ باب ہو اقرار مریض کے حکام میں یعنی
وہ مریض جو بمرض الموت بیمار ہو اور تصدیق مرض الموت کی مذکور ہو گئی طلاق مریض میں اور آگے آویگی کتاب الوصایا میں اقوالہ فی الذین لا یجوز
نافذ من کل مالہ یا ثلث عشر مریض کا اقرار دین اجنبی غیر وارث کے واسطے نافذ ہو اس کے تمام مال سے بدلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ
ہم فاروق سے مروی ہو اذا اقر المریض بدین جاز ذلک علیہ فی صحیح ترکہ یعنی جب بیمار دین کا اقرار کرے تو اس پر جائز ہے اس کے تمام ترکہ
میں اور ایسی صورت میں اثر بجای حدیث ہو گی کہ وہ مقدرات سے ہو جس میں قیاس کو گنجائش نہیں تو سماع شایع علیہ صلوٰۃ و سلام ہو
محمول ہو گا کہ انی اطو و لدی بعین فکذلک الا اذا علم علیک لہا فی مرفیہ فیتقیہ بالثلث ذکر المصنف فی معینہ فلیحفظ
اور اگر میں کا اقرار ہو تو یہی اس طرح کا حکم ہے یعنی جیم متر کہ سے نافذ ہو گا مگر جب کہ تملک مریض کی اس کے مرض میں معلوم ہو یعنی قرائن سے یہ
معلوم ہو کہ مریض اجنبی کو عین کا مال کرنا جو اپنی بیماری میں تو یہ تملک مفید ثبت مال ہوگی یعنی ثلث متر کہ سے متعلق ہوگی نہ تمام متر کہ سے
بیان کیا ہو کہ مصنف نے اپنی کتاب المعین میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیو ہم چونکہ مرض کی تملک وصیت ہو لہذا مفید ہوگی ثلث مال سے موسیٰ میں ہے
عین کا اقرار مریض اجنبی کے واسطے صحیح ہے اگر اقرار بطریق حکایت کے ہو اور اگر بطریق استدلال کے ہو تو ثلث مال سے صحیح ہو گا کہ انی لہا ویتہ
اقرار ابتدائی سے مراد یہ ہے کہ اس کی صورت تو اقرار کی صورت ہو اور حقیقت میں ابتدائی تملک ہو تاکہ وارثوں کو حسد نہ ہو اور اقرار چکا

توضیح اقرار ہو کہ انی لطماء و غیر الاذیت عنہ اور میراث فیچہ والی جاگی ادای دین مذکور سے تھے اس واسطے کہ قضا و دین مقدم
ہو میراث پر تا اس پر آخرت کا مواخذہ باقی نہ رہے و ذوق العیۃ مطلقاً و مالکۃ فی مرضیہ بسبب معرفت ببقیۃ اوجہ عین حق
قائض قدام علی الاقرۃ فی مرضی مولیٰ اور حالت صحت کا دین مطلقاً خواہ گراہوں سے معلوم ہو خواہ اقرار سے وارث کا دین ہو یا اجنبی کا میں کا اقرار
ہو یا دین کا اور جو دین کہ اس کو مرض میں لازم ہوا سبب معرفت سے جو گراہوں یا قاضی کے معائنہ سے معلوم ہو مقدم ہو گا اس دین پر
جس کا مریض پہلے مرض الموت میں اقرار کیا و لو المعقوبہ و دیکھ دین صحت کا مرض کے اقرار پر مقدم ہے اگرچہ مرض کا پیشہ و و دلیت ہو و
عند الشافی اکل سو اکل اور شافعی کے نزدیک دین صحت اور اقرار مرض کا دین سب برابر ہیں بلا تقدم و السبب لمعدونک مالکین
لکما یمشأ ھذا ان یمھل المثل اما الزیادۃ فبأطلۃ ملک جازا النکاح عنایہ اور دین کا سبب ہر دین وہ سے جو تبرع ہو چنانچہ وہ نکاح
جو شاہد دین کے سامنے ہو اور بشرطیکہ نکاح ہیشہل سے ہو اور زیادتی بہر مثل سے تو مرض الموت کے نکاح میں باطل ہے اگرچہ نکاح جائز ہو
کہ انی عنایہ ہم زیادتی بہر مثل سے باطل ہے بشرط علم اجازت و رتہ کہ انی لطماء و بیع مشاہدہ و لا تلایہ کذلک ای مشاہدہ اور
چنانچہ بیع مشاہدہ اس طرح اطلاق مشاہدہ یعنی کسی مال تلف کرنا شاہد دین کے سامنے و المریض لیس لہ ان یقضی دین بعض التمرکات دون بعض
و لو کان ذلک اعطاء موقوفہ و ایفاء آجرت اور مریض کو چہ جائز نہیں کہ بعض اہل دیون کا دین اوکری و سوامی بعض کے اگرچہ سہ دین ہو کر دنیا
اور جہت کا اور کرنا ہو اس واسطے کہ مریض کے مال میں سبب بن والوں کا حق متعلق ہے تو بعض کے نیچے میں اور دین کی حق نفی جو مریض کی قیدی
معلوم ہو کہ غیر محرم کو اس طرح کی تفصیل سنو نہیں فلا یتکلم لھا الا فی مسئلتین زعمہ و جہت کے واسطے مریض کا دنیا سننا نہ ہو گا مگر دوسروں میں
ادای بعض دین باقی رہا اذ انقضی ما لہ من قرض فی مرضہ و انما یقتضی فیہ لو بمثل القیمۃ لیس فی الدھان و قد علم
ذلک ای ثبت کل شئ بعد ما بالبرھان کا بقا و لا یزالہ و لا یصلح و دون سے یہ ہیں جب کہ مریض شخص کراد کر جو اس شخص اپنی جاری میں لیا
یا اوکری اس چیز کا شئ جو اس شخص مرض میں نہ ہو کیا اگر مشن قیمت کے برابر ہو چنانچہ برہان میں ہو اور مالانکہ یہ معلوم ہو چنانچہ شئ یا جو یکا قرض
اور جس دین گراہوں سے اس کے اقرار سے سبب ہوتی ہے ہر نعمت یہی کہ شاید اس کو اس اقرار سے وارثوں کا حصہ کہنا منظور ہو بخلاف
اعطاء المہر و خروج و ما اذالم یوق فی حقی مات فان الباتۃ اشوق للفرار فی الفش اذالم یکن العین المبیعۃ فی ید ای ید البائع
فان کانت کانت کانت اقلی بحدت اعطاء مہر وغیرہ کے اور بخلاف ہشتر اور مرض کے جب کہ مریض نے اس کا شئ اوکریا یہاں تک کہ مر گیا تو اس کا
بائع اور دین والوں سے برابر ہے مثنیٰ پائے میں جب کہ شئ بیع بائع کے ماتہ میں نہ ہو اور اگر بائع کے ماتہ میں ہو تو وہی مقدم ہے ہم تو یہ کہ
یہی جاوی اور اس کے مثنیٰ سے بائع کا دین اوکریا جاوی اور اگر اس کے دین کسی مثنیٰ پر زیادہ ہو تو زیادتی مرد کہ میں ملائی جاوی اور اگر مثنیٰ میں
باقی ہو تو بعد نقصان بائع مذکور با ب دیون کے برابر ہو تاکہ اسے لطماء و اذ اقر المریض بدین ثم اقر بدین خاصاً و فصل
او فصل للاسفلۃ اور جب کہ مریض نے ایک دین کا اقرار کیا پھر دوسرے دین کا اقرار کیا تو دون مقررہ حصہ رسد پائے گئے خواہ دون ایک
اوس سے ملا ہو یا جدا کیا ہو سبب برابر ہونے و دون اقرار دین کے ولو اقر بدین ثم یقر بخاصۃ او اگر مریض نے دین کا اقرار کیا پھر
و دیت کا اقرار کیا تو دون مقررہ حصہ رسد پائے و دیکھ الودیعۃ اولیٰ امدا و کے لیکس میں و دیت اولے اور مقدم ہو
یعنی اگر اول و دیت کا اقرار کیا پھر دین کا تو و دیت کی تقدیم ہے اس واسطے کہ جب اس نے پہلے و دیت کا اقرار کیا تو مقررہ اس کا مالک گیا
پھر باقی کا اقرار غیر کے مال میں جائز ہو گا کہ انی لطماء و دیکھ مدیونہ و مہدیونک خیر جاسو ای لا یجوز ان کان اجماع
وان کان وارثاً فلا یجوز مطلقاً سوا کان المریض مدیوناً و لا للثمنۃ اور مریض کو اپنے مدیون کا دین ممان کرنا اور مالانکہ
مریض خود مدیون ہی غیر جاننے سے یعنی ابرا جائز نہ ہو گا اگر اس کا مدیون غیر شخص ہو اور اگر مدیون وارث ہو مریض کا تو ابرا مطلقاً جائز نہیں

برابر ہو کر مرین دیوں ہو یا نہ ہوتے کے سبب وجہ صحیحہ ان بقول لاسحق علیہ السلام آقا دہ بقولہ وقولہ لم یکن لی علی هذا المطلق
 شئ یشمل الوارث و غیر صحیح قضائہ لا دیانہ فی کفہ بہ مطالبہ الہ یا لامطالبة الاخر حقادی الا المهر فلا یصح علی الصحیح
 بزادہ ای لظہور انہ علیہ فاکلنا اور صحت ابراہیم کا جید ہے کہ مرین کہے کہ میرا وہ سپر کبہ حق نہیں چنانچہ سہو مصنف نے بیان
 کیا ہو اپنے اس قول سے اور مرین کا یوں کہنا کہ میرا اس مطلوب پر وارث ہو یا غیر وارث کبہ نہیں صحیح سے فقہ کی راہ سے نہ دیانت کی راہ
 تو دیوں مطالبہ دنیا کا مطالبہ مرقع ہو گا نہ آخرت کا مطالبہ کہ لے لے الحادی سوا اس کے دین محکم کہ اس کا ابراہیم جلد مذکور ہے صحیح مذکور ہے
 صحیح کہ انی الزادہ لیسبطل ہر ہونے اس بات کے کہ زوج پر مہر اگر واجب الادا رہتا ہو مہر یعنی اگر زوجہ مرض الموت میں کہے کہ میرا مہر نہیں زوج
 تو یہ ابراہیم صحیح ہو گا خلاف اقوال البتہ فی مرضہا بان الشئ الفلان ملک ابی احمادی لاسحق علیہ السلام آقا دہ کان عندی عادیۃ
 فانہ یصح ولا یشتم دعویٰ زوجہا فیہ کما بسطہ فی الاشباہ بخلاف بی کے اس اقرار کے اپنے مرض الموت میں کہ فلا فی چیز میری یا
 یا کی ملک میرا دسین کبہ حق نہیں یا وہ پیر میسر اس عاریت نہیں تو یہ ابراہیم صحیح ہو گا اور اس کے زوج کا دعویٰ دسین صحیح ہو گا چنانچہ سہو شریح
 بیان کیا ہے شباہ میں سلج کہہ کر کہ غنیمت جان اس تحریر کو کہ یہ میری کتاب کی نقد مہات سے جو ہم اس قول کو شباہ کے محشیون مانند موسیٰ
 اور شیخ صالح وغیرہا نہ سمجھ نہیں رکھا ہے اس واسطے کہ یہ اقرار جو عین کا وارث کے واسطے بعینہ تنفیذ اور اسکی عدم صحت میں اختلاف نہیں اور
 صاحب شباہ کی سند لایا جو وہ مونس سے دین میں نہ عین میں خلاصہ یہ کہ ابراہیم تنفیذ البتہ جائز ہو دین میں اور عین کا اقرار وارث کے
 واسطے بالاتفاق غیر صحیح ہو و نامہ فی المطامیر دین اقرار لیس لوارثہ بمقتضیٰ اوصعہ اجنبی بعین او دین بطل خلافاً لکشافی
 ولکن حدیث لا وصیۃ لوارث ولا اقرار الہ بدین اور اگر مرین نے اقرار کیا فقط اپنے وارث کے واسطے یا اجنبی کے ساتھ میں کا اقرار
 کیا یا دین کا باطل ہے برخلاف امام شافعی کے اور حارسی وکیل یہ حدیث ہے کہ وصیت جائز نہیں وارث کے واسطے دین کا اقرار ہم اس حدیث
 وار قطنی نے روایت کیا کہ انی لاطادی الا ان یتصدقہ بقیۃ او کثر وارث کے واسطے اقرار باطل ہے اگر اس سورت میں باطل نہیں
 جب کہ باقی وارث مرین کی تصدیق کریں فلو لم یکن وارث آخر وارثی لزوجہ او علیٰ وصیۃ او غیرہا فیرثہا
 فرضاً او ذللاً فلا یحتاج لوصیۃ شرعیۃ لہ تو اگر وارث ہوا اور زوج مرین نے اپنی زوجہ کے واسطے وصیت کی یا زوجہ نے
 زوج کی واسطے وصیت کی تو وصیت صحیح ہو گی اور وارث غیر زوج میں تو کل متر و کہہ کا وارث ہو گا بطریق فرض یا دوسرے تو مورث کے وصیت کرے
 کی کبہ حاجت نہیں کہ لے لے شریعیہ دینی شریعیہ لہو ہبانیۃ اقربون تقی ولا وارث لہ فلو علی اجماع عامۃ صحیح تصدیق اسلطان
 او نامیہ و کذا لہو وقف خلافاً لزمہ الطرموسی فی فی حفظ اور شریعیہ کی شریعہ ہبانیہ میں ہو کہ مرین نے وقف کا اقرار کیا
 یعنی بطور حکایت کے اور حالانکہ اس کا کوئی وارث نہیں تو اگر وقف بجهت عامہ ہو چنانچہ آرام خلق کے واسطے بل بڑا تو صحیح ہو یا بڑا
 یا دوسرے نائب کی تصدیق اور سلج اگر وقف بجهت عامہ کرے مرض میں تو صحیح ہے برخلاف زمر طرسو کی ترا سکوا و کہنا چاہو ہم جب بی
 وارث ہوں تو اس کا وارث بیت المال ہے اور سلطان کو بیت المال پل غیرہ بڑا نا صحیح ہو لہذا تصدیق سلطان صحیح نہیں طرسو نے کہا
 کہ جب وارث ہو گا تو وقف ثلث مال میں صحیح ہو گا اور تصدیق سلطان کی معتبر ہو گی شریعیہ فی شرح ہبانیہ میں کہا کہ جو طرسو نے صحیح
 وہ معمول بہ نہیں کہ انی لاطادی لہو کاں ذلک اقرار ابیض دینہ او غصبیہ او رھنیہ و نحو ذلک علی اذنا
 او عہدہ وارثہ او مکاتبہ لایصح لہو کاں ذلک اقرار ابیض دینہ او غصبیہ یا رھنیہ وارث کے قبض کا اقرار ہو اور مانند
 اپنی وارث سے عہدہ وارث یا مکاتبہ وارث سو قبض کر لینے کا اقرار ہو تو صحیح ہو گا کیونکہ عہدہ وارث کا اقرار اس کے واسطے صحیح
 ہو گا یعنی اگر مرین نے یوں اقرار کیا کہ جو میرا دین وارث پر ہوتا دس میں سے پایا یا جو میری وارث نے میری چیز غصب

کی تھی یا اس کے پاس گردن تھی وہ میں نے پائی تو یہ اقرار صحیح نہ ہوگا و کو قتلہ ثم بوجہ شرفات جکا ذکر کل ذلک لعدم مرض الموت اختیار
اور اگر مریض نے اقرار نہ کر کیا پھر وہ صحیح و سالم ہو گیا بعد اس کے مرگیا تو جمیع امور مذکورہ کا اقرار جائز ہو جائیگا بسبب عدم مرض الموت کذا
فی الاختیار یعنی بابت اقرار کے بعد چکا ہو گیا تو معلوم ہوگا کہ اقرار نہ کر مرض الموت میں واقع نہ ہوا تھا لہذا صحیح ہوگا و ثلثات المتقرنہ ثم المریض
و دیر ثلث المتقرنہ من وراثۃ المریض جاکذا اقرارہ کا قرارہ لا جنتی جود میجی عن القیدیۃ اگر کسی نے مقررہ مرہبہ مریض مرگیا اور
مقررہ کے وارث مریض کے ہی وارثوں سے ہیں تو اس مریض کا اقرار جائز ہو جائیگا اجنبی کے واسطے اقرار جائز ہے کذا فی البحر اور اگر آدمی کا
صیر فیہ سے ہم صورت اس کی یہ ہے کہ داد اس نے اپنے پوتے کے واسطے اقرار کیا پھر پوتا اپنا باپ چھوڑ کر مرگیا پھر داد اقرار کرنے والا اپنے
ادس فرزند کو جو مقررہ کا باپ ہی جو زکر مرگیا تو یہ اقرار جائز ہو جائیگا جو صاحب کے نزدیک اس واسطے کہ پوتا اپنے باپ کے ہوتے داد کا وارث نہ تھا جو اقرار
صحیح نہ ہوتا کذا فی المطاوی خلاف اقرارہ ای لو ارثہ بویعۃ مستہلکۃ فانہ جائز و صولہ انہ ان یقول کانت عندی و دینہ
فلذلک الوارث فاستہلکھا جی ہاں بخلاف و دینت مستہلکۃ کے اقرار کے یعنی مریض اپنے وارث کے واسطے و دینت مستہلکۃ کا اقرار
کرے سو وہ جائز ہو اور صولہ اس کی یہ ہے کہ مریض کے کسی میرے پاس اس وارث کی و دینت تھی سو وہ بیوقوف کر دانی کذا فی البحر و فی
انحاصل ان الاقرار و ارث موقوف الا فی ثلاث مذکورہ فی الاختیار منها اقرارہ بالامانات کلھا و منها انفس
کلا جی فی قیل آبی و آبی و ہذا الحیلۃ فی اقرار المریض و ارثہ و منہ هذا الشیء الفلانی ملک آبی و آبی کان عندی
عاریۃ و لہذا جبت لا قینہ و تمامہ فیہا فلیحفظ فانہ معہم اور خلاصہ یہ ہے کہ مریض کا اقرار وارث کے واسطے باقی وارثان کی
اجازت پر موقوف ہو مگر تین سکون میں جو شہادہ میں مذکور ہیں ان بعد اقرار مریض سے تمام امانات کا یعنی بعض امانات کا وارث سے
اور ازان ہند یعنی چنانچہ یون کہنا کہ میرا کچھ حق نہیں میسر باپ اور ماں کی جانب اور کچھ جیلہ جو مریض کے ابرا کر کے کا اپنے وارث کو اور بھائی
حق مریض یہ قول ہے کہ یہ چیز فلا فی میرے باپ اور میری ماں کی ملک ہو میسر پاس عاریت تھی اور یہ دکان ہے جہاں قریبہ نہ ہو اور یہ بیان
اس کا شہادہ میں ہو تو ہسکو یا در کہنا چاہو کہ یہ امر ضروری ہے ہم مطاوی نے کہا کہ ملک پدری اور مادری کا اقرار کتب معتبرہ کے
مخالف ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور جب یہ اقرار صحیح نہ ہو تو عدم قرینہ کی شرط کی یہی کچھ حاجت نہیں رہی آؤ گدیہ ای فی مرض موافقہ
نوارثہ یومرفی الحال بتسلیم ال الوارث فاذا مات یورثہ بزازیہ و فی القنیۃ تعرفات المریض نافذہ و انما تنقص لہ
الموت مریض نے اقرار کیا اپنے مرض الموت میں اپنے وارث کے واسطے تو فی الحال وارث کے نیٹے کا حکم ہو گا پھر جب مریض مر جائے تو وارث
مقررہ کو میرے کذا فی البرازیۃ اور قنیہ میں ہے کہ مریض کے تصرفات جاری اور نافذ ہیں اور وہ تو موت کے بعد فوراً اے جاتے ہیں
و ایضاً لکونہ و ارثا وقت الموت لا وقت الاقرار فلما اقر بکلیہ خیرہ مثلاً شو علیہ لہ حق الاقرار لعدم ارثہ اور اعتبار اس کے وارث
ہونے کا موت کی وقت کا ہونا اقرار کے وقت کا تو اگر مریض نے اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا پھر مریض کے بیٹا پیدا ہوا تو اقرار صحیح ہو گا بسبب
نہ وارث ہونے اس کے بھائی کے یعنی ہر چند اقرار کے وقت بھائی وارث نہ تھا لیکن تولد فرزند مریض سے موت کے وقت وہ وارث نہ رہا
الا اذا صار و ارثا وقت الموت بسبب جدید کالذوی و عقد الملق لا یفحق کما ذکر بقولہ لمرحب کہ مقررہ وارث ہو گیا
موت کے وقت سبب یہ ہو چنانچہ ترویج اور عقد موالات تو وارث مذکور کے واسطے اقرار جائز ہے چنانچہ مصنف نے ہسکو اپنے تئیں
قول میں مذکور کیا فلما اقر لہا ای لاجنبیۃ تو ترویجھا حق بخلاف اقوال لاجنبیۃ المحبوب بکفر و ابن اذا ذال حجبہ باسکد
او موت الابن فلا یعم لان ارثہ بسبب قدام لا جدید تولد مریض نے اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا تو اقرار
صحیح ہو بخلاف اس کے اقرار کے اپنے ادس بھائی کے واسطے جو محبوب ہی بسبب کفر کے یا مقرر کے فرزند کے موجد ہونے سے جب کہ ادس بھائی

زایل ہو جائی کے اسلام لانے سے یا فرزند کی موت سے تو اقرار صحیح نہ ہوگا اس واسطے کہ بیاہی کی میراث قدیم سبب جو نہ جدید سبب و خلاف
 اہلیہ لکھائی مرضیہ والو صلیک لکھانم تزوجھا فلا تھ لا لا الوصیۃ علیک بعد الموت وہی حیثیت دارۃ فکھ درختلا بینی
 عورت کے مہر کرنے کے اپنے مرض الموت میں اور اس کے واسطے وصیت کرنے کے پہر اس کے ساتھ نکاح کر لینے کے کہ یہ صحیح نہیں اس واسطے
 کہ وصیت تملیک ہی بعد موت کے اور اس وقت تو عورت مذکورہ وارث ہو مگر کی اقربہ ائہ کات لہ علی ابنتہ المیتہ و عشرین
 در اھو قد استوفی قیہا ذلہ ای المیتہ ابی مینکر خالک صحۃ افرادہ لا لا المیتہ لیس بواری مرض الموت میں اقرار کیا کہ اس کی بیٹی
 مردہ پر اس کے دس درم ہو سو میں از کو لیچکا اور اس مفر کا ایک بیٹا ہو جو اس کا نکاح کرنا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہو اس واسطے کہ میت
 وارث نہیں ہوتا اقوالہ ای فی مرض موئہ بدین شعوائت قبلہ و ترک منها و انما ھو الاقوال و قبلہ قائلہ بدیم اللہ
 صبر فیہ چنانچہ اپنے مرض الموت میں اپنی عورت کے واسطے اقرار کیا دین کا پہر زوجہ مرگئی قبل زوج مفر کے اور مفر نے ایک وارث چھوڑا
 عورت مذکورہ کے پیٹ کا تو اقرار صحیح ہو اور قول ضعیف یہ کہ صحیح نہیں قائل اس قریل کا بدیع الدین کہ ان فی الصیرفۃ و لوق اقربہ لوانیہ
 ولا جنبت بدین لم یصح خلا فالحمد عادیہ اور اگر مرض الموت میں اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے اقرار کیا دین کا تو صحیح نہیں برخلاف
 محرمین جس کے ذمے لہادیہ وان افراد اجنبی مجهول نسبہ شہم اقرب بنقۃ و صہ قہ دہو من اھل التصدیق ثبت نسبہ
 مستند القوف العلویہ و اذا ثبت بطل افرادہ لا یما توارا اگر اس اجنبی کے واسطے اقرار کیا جس کا نسب معلوم نہیں ہے مفر نے اس کی
 فرزند کی کا اقرار کیا اور مفر نے اس کی تصدیق کی اور حالانکہ وہ تصدیق کی لیاقت رکھتا ہے لینے حال بیان کر سکتا ہے تو اس کا
 نسب ثابت ہوگا اس کی ابتدائی پیدائش سے مستند ہو کر اور جب نسب ثابت ہو تو اس کا اقرار باطل ہو گیا بدلیل گذشتہ یعنی جو وارث
 ہو موت کے وقت قدیم سبب نہ اس کے واسطے اقرار صحیح نہیں ولم یثبت بان کذبہ و محرف نسبہ صحۃ افرادہ لعدم ثبوت النسب
 شہ نبلا لہ معنی یا للیتنا ہم اور اگر نسب ثابت ہو طرح پر کہ مجهول النسب کی تکذیب کر ی یا اس کا نسب معروض ہو یہ شخص سے تو اقرار
 صحیح ہو سبب ثابت ہونے کے چنانچہ شہ نبلا لہ میں ہے ینامع سو ولو اقولن طلقھا ثلاثا یعنی یا ثانیہ ای فی مرض موئہ
 فالحا الاقل من الارث والارث و یتبع لھا ذلک حکم افرادہ لا یصح الا لہ حتی لا تصد شریکۃ فی انحیان الذکرۃ شہ نبلا لہ
 اور اگر اس عورت کے واسطے اقرار کیا جس کو تین بار طلاق بائن دی اپنے مرض الموت میں تو جو کمتر ہوگا میراث اور دین میں وہ اس کو ملیگا
 اور کمتر اس کو دیا جائے گا اقرار کی وجہ سے نہ میراث کی وجہ سے تو وہ شریک نہ ہوگی مگر وہ کی اشیاء میں کہ ان فی الشہ نبلا لہ ہم طلاق
 بائن کی اس واسطے شرط کی کہ طلاق رجعی میں وہ زوجہ ہوگی اور یہ بھی شرط ہے کہ اتنا ہی عدت میں مفر طلاق اور اگر بعد عدت مر گیا
 تو اقرار صحیح ہوگا لہذا فی الخطا دی و ھذا اذا کانت فی الغیمہ لا و طلقھا یسوق لھا فاذا مضت العیال جاز لعدم النہیۃ
 غرض یہ اور یہ حکم مذکور اس وقت ہو جب کہ مطلقہ عدت میں ہو اور زوج نے اس کو طلاق دی اس کی طلب پر جب عدت ہو چکی تو اقرار جائز ہوگا
 بسبب عدم نہت کے کہ انی لغیرہ ہم نہت یہ نہیں کہ زوج نے شاید اس واسطے طلاق دی ہو تاکہ اس کا اقرار صحیح ہو زوج کے واسطے تاکہ اس کو
 میراث نہ ہو بلکہ ہر جب عدت گذر گئی تو یہ نہت ہی باقی نہ رہی وان طلقھا بلا مشق لھا فالحا المیراث بانما یبلغ ولا یصح الا اقرارھا لا تہ
 وارثہ اذ ہو فاکر و اھلہ اکثر المشائخ لظہورہ من کتاب الطلاق اور اگر کو طلاق دی بدین اس کی طلب تو اس کو میراث ملیگی
 جس مقدار کو کہ وہ پہنچو اور اس کے واسطے اقرار صحیح نہ ہوگا کیونکہ وہ وارث ہو چکا ہے کہ زوج اس کا فاکر ہو اور اس قریل کو اکثر مشائخ نے
 بیان مذکور نہیں کیا بسبب اس کے ظاہر جو مکیہ کتاب الطلاق ہے وان اقرب لہم مجهول النسب فی موالہ لا و فی بکلیہ فیما وھا
 فی السنی حیث یوکل مثلاً لثانیہ ائہ و صہ قہ العیال لم یلزموا الا لہ یحیۃ کمصدیقہ کیما تر و حیث ثبت نسبہ ولو لھا

فكانت كالآية في حفظ من كنت دون اوربہ جو مصنف نے اس کے اقوال کی صحت مذکور کی ہے مانند باب کے بھی نقل مشہور جو سپر اکثر علماء میں اور
عربی نے اپنی فرائض میں ذکر کیا جو کہ مالک اقراہ صیح نہیں اور اس طرح خود لہجہ سراج میں جو اس واسطے کہ نسب باپن سے ہوتا ہو نہ ماؤن سے اور
اس میں مل زوجیت بھی جو غیر شخص پر بیٹے مفر کے باب پر تو صیح ہو گا مگر لیکن صحت اقراہ مذکور حق سے بسبب جامعیت ہمالت کے یعنی پہل
ہوئے میں ما اور باب دونوں برابر ہیں تو ما باب کے مانند ہوئی پس اسے باور کھنا چاہیو و کذا اصح بالولاء ان شہدت امرأۃ و کولاً بالہ
بتعبین الولد اما النسب فبالعراش یعنی اور اس طرح عورت کا یہ اقراہ صیح ہے کہ یہ میرا لڑکا ہو اگر ایک عورت کو ایسی ہے اگر وہ اپنی
جانی یقین دل دے گی کہ وہی میرا لڑکا ہے کذا فی الشیء ص عورت کی کو ایسی اس وقت شرط ہو جب کہ شہادت ہو
شہادت قابلہ یقین ولیدین اس وقت شرط ہو جب کہ ولادت پر تصدق ہو اور یقین دل میں اختلاف والتوضیح فی الخطادی و لو معتد
بحدت ولادتها فجاءت ناقصاً ثم اترقی باب ثبوت النسب در اگر عورت مستعدہ کی ولادت کا انکار ہو تو عورت کا اقراہ در حق ہے
صحیح اور ثابت ہو گا چنانچہ ثبوت النسب کے باب میں مذکور ہو چکا اور صحت فقہا الزوجہ ان کان لھا زوج اذ كانت معتدلاً مئذہ یا عورت کا
اقراہ ولید صیح ہو اگر زوج اس کی تصدیق کرے بشرطیکہ وہ شوہر دار ہو یا اس کی معتدہ ہو و صحت مطلقاً ان لم تکن کذا لک ای مزوجہ
ولا معتدلاً اذ كانت مزوجة و ادعت انه من غیر فصلاً ثم لو ادعاها منها لم یصلح فی حقها الا بتصدیق فقہا اور
صحیح ہو اقراہ ولید مطلقاً اگرچہ شہادت اور تصدیق زوج نہ پائی جائے اگر عورت ویسی ہو یعنی نہ شوہر والی نہ معتدہ با کہ شوہر والی ہمارا یہ دعوی
کرے کہ وہ لڑکا اس کے سوا اور مرد کا ہو تو یہ اقراہ و لیسا ہو ایسا کہ اگر مرد دعوی کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت سے تو عورت کے حق میں
اس کی تصدیق ہوگی مگر عورت کی تصدیق کرنے سے قلت یقی لو لم یعرف لھا زوج غیر لھا و لا یفصل فی کناہون باقی رہی یہ عورت
کہ اگر عورت کا کوئی اور زوج مشہور اور معلوم نہ ہو سوا ایک زوج کے اور وہ یہ دعوی کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مرد سے تو اس کی خبر برآمد
تبع چاہیو ہم اس صورت میں ظاہر وہ لڑکا عورت ہی کا نہیں ہو گا کیونکہ شوہر معلوم پر تحمل نسب نہیں ہو سکتی تو وہ لڑکا عورت ہی کا وارث ہو گا
مقتی ابوہود نے کہا غایت الامر یہ ہے کہ در صورت عدم معرفت زوج ثانی وہ لڑکا لڑکا ہو گا اور ولد الزنا اور ولد لہان فقط مالک و اش
ہوتا ہو تو اس میں توقف کی کچھ وجہ نہیں کذا فی الخطادی ولا یلزم من تصدیق فی حق لھا و صحت اقراہ میں اور اشخاص مذکورین کی تصدیق ضروری
ہم یعنی جب مرد نے یہ اقراہ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا والدین ہیں یا یہ میری زوجہ ہو اور عورت نے اقراہ کیا کہ یہ میرے والدین ہیں یا میرے زوج
اور یہ میرا مولا ہے جو عاقبت سے تو ان لوگوں کی تصدیق ضروری ہو اس واسطے کہ ہر شخص ان میں سے اپنی ذات کے تصرف میں ہو تو غیر کا
اقراہ ان کو لازم نہیں الا فی الولد اذا کان لا یعتبر عن نفسه لما مر انہ حیث نہ کلتنا مگر ولدین تصدیق شرط صحت اقراہ نہیں جب کہ
لڑکا ایسا ہو کہ اپنا حال بیان نہ کر سکا ہو اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ لڑکا اس حالت میں متاع اور سہاگ مانند ہو بیٹے زوجہ کے پاس ہو گا
ا دسی کا نہیں ہو گا و لو کان المقلول عبد الغیر اشترط تصدیق مولی لا ان الحق لہ اور اگر مقلول غیر کا غلام ہو تو صحت اقراہ میں اس کے
مولے کی تصدیق شرط ہوگی اس واسطے کہ حق ا دسی کا ہو و صحت التصدیق من المقلول بعد موت المولی طبقاً للنسب العدة بعد الموت
اور صیح جو تصدیق مقلول کی بعد مر جانے مفر کے بسبب باقی رہی نسب اور عدت کے بعد موت کے الا تصدیق الزوج بعد موتہا موقوفہ لا یفصل
التکلیف ہونہا و لہذا لیس لہ غشاً لھا بخلاف عکسہ مگر زوج کی تصدیق زوجہ مفرہ کے مرتبہ کے بعد صیح نہیں بسبب منقطع ہونے نکاح
زوجہ کی موت سے اور اسی وجہ سے جو بکربا نہ نہیں غسل دینا زوجہ کا موت کے بعد برخلاف اسکے عکس یعنی اگر زوج مفر ہو تو زوجہ کی تصدیق بعد
موت زوج کے صیح ہے اور ا دسی کو زوج کا غسل دینا بھی صیح اس واسطے کہ طلاق نکاح کے بسبب باقی رہی عدت کے مفر منقطع نہیں و لو اقراہ
رجل بنسب فہو محلی غیرہ لم یقل من غیر ولادہ کافی الدمر لقتادہ بالجلد و ابن الابن کما قال کالایہ و العلم بالجد

لے بیٹے کی
و لیسے کو
و لیسے کو

وابن الابن لا یصح الاقرار فی حق غیرہ الا بدیان اور اگر ایک مرد نے اقرار کیا اس نسب کا جس میں غیر و نسب و النسا ہو چنانچہ بون کہنا
 کہ یہ میرا بیٹا اور چچا اور دادا اور پوتا ہی تو اقرار صحیح نہیں غیر شخص کے حق میں مگر شہادت سے مصنف نے نسب میں غیر دلاؤ کی فیدہ لکھی
 چنانچہ درمیں سے بسبب فاسد ہونے اس قید کے جدا در ابن الابن سے ومنہ اقرار اثبتین لما ترفی باب بیوت النسب فلیحفظ
 اور از انجملہ ہر اقرار و شخصوں کا چنانچہ مذکور ہو چکا ثبوت النسب کے باب میں تو یاد رکھنا چاہیو ہم یعنی غیر کے حق میں اقرار نسب صحیح نہیں مگر بون
 سو سوا سی قسم سے مقرر علیہ کے دار ثون سے دو شخصوں کا اقرار کرنا ہو نسب کا تو باقی دار ثون پر ثبوت نسب کا حکم مستندی ہوگا اور اگر تفریک
 شخص ہوگا تو فقط اسی پر حکم اقرار مقصور رہے گا اور مقررہ کے دار ثون کا اقرار مثبت نسب نہیں جیسے مقررہ کی تصدیق مثبت نہیں گذرانے
 الخطا دی وکذا الوصیۃ قہ المقرر علیہ والوصیۃ دہم من اهل التصدیق اور طریق اقرار صحیح ہوگا اگر مقرر علیہ مقرر کی تصدیق کرے یا اگر
 وارث اور مالانکہ وہ تصدیق کرنے کی لیاقت رکھتے ہوں ہم مقرر علیہ سے دو شخص مراد ہے جس پر مقرر نسب کو محمول کرے ہر چند تصدیق و ثبوت مقرر
 قول سابق میں مندرج ہو لیکن دو وزن میں یون تفرقہ پر سکنا ہو کہ پہلی صورت میں مقرر علیہ کے دو دار ثون کا اقرار مثبت نسب ہو اور
 دوسری صورت میں اقرار مقرر علیہ کے دو دار ثون کی تصدیق مثبت ہے اور لیاقت تصدیق سے مراد ہمیشہ کہ وارث ماقبل بالغ
 ہوں اور نصائب شہادت کامل ہو کہ نطفہ الخطا دی وبعین حق نفسہ من لزمہ ای المقر الاحکام من النفقة والحسبۃ والاکوثر
 اذا تصاد قاعلیہ ای علی ذلک الاقرار لان افرادہا کجہ علیہما اور نسب کا اقرار مقرر کی ذات کے حق میں صحیح ہو تو مقرر کو لازم ہوگا
 نفقہ اور پرورش و میراث کے حکام جب کہ مقرر اور مقررہ دو وزن اس اقرار پر باہم تصادق کریں اس واسطے کہ دو وزن کا اقرار دو وزن پر حجت ہو
 ہم نفقہ اس وقت ہو جب کہ مقررہ حرمت کی قرابت رکھتا ہو مقرر سے لیکن پرورش شکل سے اس واسطے کہ پرورش نہیں مگر منبر کی اور منبر لائق تعلیم
 کے نہیں لیکن یہ توجہ ہو سکتی ہے کہ حضانت سے مراد ضم ہو یعنی اپنے پاس رکھنا جب کہ بنت بائد ہو اور اس کی جرح منی کا خوف ہو کہ ذاتی الخطا
 فان لم یکن له ای لهذا المقرر واث غیرہ مطلقا لا یما لکذی الا حکام ولا بعید المولی الثوالا لا منی وغیرہ ویرتہ سو اگر اس مقرر
 سوا ہی مقررہ کے کوئی وارث مطلقا نہ ہو وارث قریب چنانچہ ذوی الارحام اور نہ بعید چنانچہ مولای محبت گذافی العینی وغیرہ تو وہ اس کا وارث
 ہوگا ہم یہ وارث فقط مقررہ پر مقصور ہو تو اس کی اصل اور فرع کے طرف میراث منتقل ہوگی اس واسطے کہ یہ بمنزلہ وصیت کے ہو گذافی
 الخطا دی والا لان نسبہ لم یثبت فلا یما لکذی الوادث المعروف والمراد غیر الزوجین لان وجودہا غیر مانع قالہ ابن المال
 اور نہیں تو نہیں یعنی اگر مقرر کوئی وارث قریب یا بعید ہو تو مقررہ مقرر کا وارث ہوگا اس واسطے کہ اس کا نسب ثابت نہیں تو وہ مراعت نہیں کر سکتا
 وارث مشہور سے اور اس وارث سے جو مانع وارث مقررہ ہو وہ وارث سے جو زوجین کے سوا ہو اس واسطے کہ زوجین کا وجود غیر مانع جو مقررہ کے
 ارث سے گذارہ ابن المال فلو یقرآن یوجع عن اقرارہ لاثہ وصیۃ من وجہ ذلیعی ای ولان صدقہ للمقرر کما فی البدانہم لکن
 نقل المصنف عن شروہ الشراعیۃ ان بالتصدیق یثبت النسب فلا یغیر الرجوع فلیحرر عند الفسوخ پھر دریافت کر کہ مقرر کو
 اپنا اقرار سے پھر جانا جائز ہو اس واسطے کہ یہ اقرار ایک راہ سے وصیت ہو گذانے الزلیعے سے رجوع اقرار سے جائز ہے اگرچہ مقرر کی مقررہ
 تصدیق ہی کرے کما فی البدانہ لیکن مصنف نے اپنی شرح میں سراجیہ کی شروع سے نقل کیا کہ مقررہ کی تصدیق سے نسب ثابت ہو جاتا ہو تو رجوع
 عن الاقرار فائدہ بخش نہیں تو اس کی تحریر اور نتیجہ چاہیو فتویٰ دینے کے وقت ہم ظاہر ازلیعی کا کلام حق ہو چنانچہ اتقانی اور شرعیالیہ سے ثابت ہوتا ہو
 اور اس تعلیل میں اتفاق ہے کہ نسب ثابت نہیں تو تحریر مقام یہ ہو کہ نسب کے اقرار میں اگر غیر و تحیل نسب نہ ہو اور تصدیق مقررہ کی پائی جاوے
 تو اس میں رجوع جائز نہیں اور اگر تحیل غیر ہو اور مقررہ تصدیق کرے تو رجوع جائز ہو غرض کہ بیان کلام ہو دو مقاموں میں فتدبر
 کہ ذاتی الخطا دی من کات ابوع فاقولیکہ شاکہ فی الارث فیستحق نصف نصیب یلحقہ لم یثبت نسبہ لما تقران اقرار

بہائی کی زندگی میں تو دعویٰ صحیح ہو گا اور میراث اس کے والد کو ملے گی نہ بہائی کو ۱۰ ایک پیر پیچ والی ہر اقرار کیا کہ یہ تبلیغی تھی اور مشتری نے اس کی تصدیق کی تو مشتری کو وہ بیہ او کے بائع پر بسبب عیب کے جائز ہے و یبغی ان یخیرہم ایضا من کان فی الحاحۃ غیرہ فاقولہ لا خیر فیہ
 غاک لہ حبسہ وان تضرک المستاجر وہی واقعۃ الفتویٰ ولو تضرک صریحہ اور لائق یون ہو کہ یہ سند بھی قاعدہ مذکورہ کو خارج ہو
 کہ جو شخص غیر کی نوکری اور فردوری میں ہو پھر وہ شخص دوسرے شخص کے دین کا اقرار کرے تو مقرہ کو اس کا جس کرنا جائز ہے اگر ہر مستاجر کو
 ضرر ہو اور یہ حدیث فقہیہ طلب ہو اہل اور میں نے اس کو صریح کسی کتاب فقہ میں نہیں لکھا و عندہما لا تصح فی حق الزوج
 فلا تحبس ولا تلام در قلمت و یبغی ان یقول علی قولہما افتاء و فقہاء لان الغالب ان الالب یعلما الا افرادہ و بعض
 اقاربہا لکن وہل بذلک الی منہا یا حبس عندہ عن زوجہا کما وقفت علیہ مرآۃ احین ابی حلیت بالقضاء لکذا ذکرہ
 المصنف اور صاحبین کے نزدیک زوج کے افراد دین کی تصدیق نہ ہو گی نہ جب کے حق میں تو وہ مجوس اور ملازم نہ ہو گی کذا فی الدرر میں کہتا ہوں
 اور لائق یون سے کہ صاحبین کے قول پر تہاد کیا جائے فتویٰ دینے اور حکم کرنے میں اس واسطے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ زوجہ کا باپ اس کو تعلیم کرتا ہو
 کہ باپ کے دین کا اقرار کرے یا اپنے بعض اقارب کے دین کا تاکہ اس توصل سے اس کو روک رکھو اپنے پاس اس کے شوہر سے چنانچہ میں چند مرتبہ اس
 حیلہ گری پر واقف ہوا ہوں جب کہ میں مبتلا بقضا ہوتا تھا ایسا کہ ذکر کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں ہم اس قلیل میں اعتراض سے اس واسطے کہ
 علت خاص ہو اور دعا عام سے اس واسطے کہ جب اجنبی کے واسطے دین کا اقرار ہوا تو علت مذکورہ ظاہر نہیں علاوہ اس کے یہ حیلہ اپنے پاس رکھنے کا
 نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ جس مدیون کا قاضی کے پاس ہوتا ہو نہ باپ کے پاس تو امام ہی کا قول معتبر نہیں کیونکہ مصنف نے اس تعلیم میں اس تہرجیم
 کی کی سند بیان نہیں کی کذا فی المطاوعی عجوبۃ التسلی قریباً بالرق لانسان و حدیثہا المتقرۃ و لکذا ذبح و اولاد کمنہ ای الزوج
 و کذا ہنر و جہا جہتی حقہا خاصۃ فوالہ علیک بعدہ الا قرار میں فوق خلافت لحدیث عورت مجہول النسب اپنے مملوک ہونے کا ایک آدمی ہے
 واسطے اقرار کیا اور مقرہ نے اس کی تصدیق کی اور اس عورت کا ایک شوہر سے اور اولاد ہو اس شوہر سے اور اس کے زوج نے اس کی تکلیف
 کی تو عورت کا اقرار فقط عورت ہی کے حق میں صحیح ہو گا تو جس لڑکے کا نطفہ رہے گا بعد اس اقرار کے وہ مملوک ہو گا مقرہ کا برخلاف قول محمد کہ والد
 مذکور ہی رقبہ ہو گا کافی حیثہ برد علیہ و انتفاص طلاقاً شاحقہ فی الشرع بلالیہ شوہر کے حق میں اس کا اقرار صحیح نہ ہو گا اس
 قول پر انتفاص طلاق مقرہ کا اعتراض وارد ہوتا ہو چنانچہ اس کی تحقیق شرعاً لایقین مذکور ہو ہم سہو طین ہو کہ اس موت کی طلاق و طلقہ میں اور عدت ہلکی و حیض میں
 بالابلاع ہو کہ یہ لوثی ہوئی اور بیچک ہوئی عورت کو خاص ہو اہل اور جواب اعتراض کو لایقین نکلتا ہو کہ وہ لوثی ہو گئی اور یہ کہ یہ عورت طلاق میں جا رہی ہو تو نکاح
 اعتبار ہو اور اس طرح حیض میں تو انتفاص طلاق عورت مذکورہ کے خصائص غیر متعلقہ سے ہو کذا فی المطاوعی و حقی الا کلا و اور نہ اولاد کے
 حق میں اس کا اقرار صحیح ہو و فرم علی حقہ بقولہ فلا یبطل النکاح و علی حق الا و لا یقولہ و اولاد مصحلت قبل الاقرار و کافی
 بطینہا وقتہ آخر اکتصہم قبل اقرارہا بالرق اور مصنف نے حق زوج پر مقرہ کی اپنے اس قول سے تو نکاح جملہ کا اقرار مذکور سے
 اور حق اولاد پر تفریح کی اس قول سے کلا و اولاد کہ حاصل ہوئی قبل اقرار کے اور جو بیچہ اس عورت کے پیش میں سے اقرار کے وقت وہ
 سب آزاد ہیں بسبب حاصل ہونیکے ملکیت کے اقرار سے یہ مجہول النسب و عیدہ کا تم اقربا لرق لانسان و حدیثہا المتقرۃ
 لا قرارہ و حقہ فقط دون لا یطال العیق شخص مجہول النسب اپنے غلام کو آزاد کیا پھر اپنے مملوک ہو گیا ایک آدمی کے واسطے اقرار کیا اور
 مقرہ نے اس کے افراد کی تصدیق کی تو اس کا اقرار صحیح ہو گا فقط اس کے حق میں نہ حق کے باطل کرنے میں فان مات العیق و یتیم
 و اولادہ ان کان لہ وارث یتیم الذکر و الاولاد یتیم الاکل و الباقی کافی و شرعاً لایبطل المتقرۃ پھر اگر غلام آزاد ہو گیا اور اس کا
 وارث اس کی میراث پاویگا اگر اس کا کوئی ایسا وارث ہو جو تمام مردہ کو میراث میں لے سکے اور اگر اب نہ ہو یعنی اس کا کوئی مطلق وارث نہ ہو تو میراث

افندی نے حد شرک کے باب میں الْاَنی مَا یَقْبَلُ الرَّجُلُ کَالِدَۃٍ وَحَدَّ الزَّوْجِ وَتَحْرِیْلُ الْخَیْرِ مکرست مذکور کا اقرار بھی نہیں اور جنہوں میں جو جنہوں
 من الاقرار کے قابل ہیں چنانچہ ارتداد اور زنا اور شرب خمر کی حد میں اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس نے شراب پی ہو تو اس کا اقرار صحیح نہیں تو اس پر
 حد قائم نہ ہوگی بلکہ ترتیب حکام کو اسی پر مشتمل موقوف ہوگا کہ اس نے اطمینان سے وہاں سے سیکر بظہر بنی صلیب کثرت بہ مکر کا لا بہت بدل ہوا
 کا لا خیار الا فی سقوط القضاء و نفاذ فی احکامات الاشباہ اور اگر مست ہو گیا مباح طریق سے چنانچہ شے دالی چیز کو جس پر پنا تو اس کا
 اقرار مستبر نہ ہوگا بلکہ وہی اعمالی یعنی بیہوشی کے مانند ہو مگر نماز کی نفاذ کے ساقط ہونے میں اہل کے ہند نہیں اور پورا بیان اس کا شہادہ کی حکایت
 میں جو ہم سے اگر ایک رات اور دن سے بیہوشی زیادہ رہی تو نماز کا قضا کرنا اس سے ساقط ہو اور کسی قضا و صلوٰۃ ساقط نہیں المظاہر
 اذا کذب المقلوب بطل اقراره لما تقدّر آتہ برتہ بالوڈ مقرر جب کہ مقرر کی تکذیب کرے تو مقرر کا اقرار باطل ہوگا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ
 اقرار مردود ہو جاتا ہے رد کر نیسے ہم یعنی جب مقرر کی تکذیب کرے پھر اس کی تصدیق کرے تو اس کی تصدیق پر عمل نہ ہوگا مگر مواضع آئندہ میں
 تصدیق بعد التکذیب پر عمل ہوگا کہ اس نے اطمینان سے الا فی صیغہ علی ما کنا بقا لا شکی لا تکذیب مقرر بطل اقراره مگر جب مردون میں جو جب
 اس کے جسکو مصنف نے بیان شہادہ کی پر وہی سے ذکر کیا ہے الا قرار بالحوثیۃ والنسب وکذا فی العتاقۃ والوقف بمذموم من سببہ انما وہا
 اقرار ہو اور نسب اور ولایت عتاق اور وقف کا اقرار سے ہم افراد حث کی یہ صورت ہو کہ جس کے پاس غلام ہے اس کے اقرار کیا کہ یہ آزاد
 ہو تو اس کی حریت ثابت ہوگی اگر غلام اس کی تکذیب کرے تو وہی نسب کے باب میں پہلے مذکور ہو چکا کہ تصدیق مقرر ہم کی ضرورت ہو چھتا اقرار
 اور تصدیق مولای قنات ہی شرط ہو اور یہاں اس کے خلاف ہو مگر یہ کہ اس پر محمول کیجئے کہ جب مقرر تصدیق کے طرف مود کرے بعد تکذیب
 تو تصدیق مقبول ہوگی چنانچہ ہم اسی بیان کر چکے ہیں اور اس حل پر مستقرات بحر الرائق کی یہ عبارت دلالت کرتی ہو کہ بزاز یہ ہیں کہ ایک
 شخص نے دو سکر سو کہا کہ تیرا میں غلام ہوں سو مقرر نے اسکو رو کیا پھر اس نے اس کی تصدیق کی تو وہ اس کا غلام نہیں لگا اور نہ قیت کا قضا
 رد کر نیسے باطل نہ ہو گا جیسے مولے کے انکار سے باطل نہیں ہوتا بخلاف عین اور عین کے اقرار کے کہ وہ رد کرنے سے باطل ہوتا ہو اور طلاق اور
 عتاق رد کرنے سے باطل نہیں ہوتا فی اس واسطے کہ وہ اسقاط ہیں فقط مسقط سے ساقط ہو جاتے ہیں انہو شہادہ میں یہاں سے مقول ہو کہ جب
 مقرر وقف کو رد کرے پھر اس کی تصدیق کرے تو صحیح ہو اتنے تو یہاں کے مسائل مذکورہ کی لغو پر مثل تصویر برق ہو گئی سو اسی طلاق اور عتاق کے
 اسقاط کی علت سے کہ ان فی اطمینان مختصرا بصرف فی الاشعار لو وقف علی جیل فقیلہ ثم رد لا لم برتہ ورنہ رد قبل القبول
 اردن احاف میں ہو کہ اگر وقف کیا ایک مرد پر سو اس نے وقف کو قبول کیا پھر اسکو رد کیا تو وقف مردود نہ ہوگا اور اگر قبول کر نیسے پہلے
 کرے گا تو پھر جائے گا وَاِنْ طَلَّقَ وَارْتَدَّ اَوْ طَلَّقَ اَوْ رَقَّ اَوْ اقرار تو جمیع مسائل سببہ کا اقرار مردود نہیں ہوتا مقرر کے
 رد کرنے سے وَبَزَادَ الْمِيرَاتُ بَزَادِيۃً اور مسائل سببہ مذکورہ پر میراث زیادہ کی گئی کذا فی الزاویہ یعنی اگر وارث اس میراث کو جو حث
 سے حاصل ہے رد کرے تو مردود نہ ہوگی وَالنِّكَاحُ ثَمَانِيۃً متفرقات قضاء الجہد ناکمہ ثمانہ اور نکاح زیادہ کیا گیا ہو چنانچہ بحر الرائق کی کیا
 القضا کی متفرقات میں مذکور ہو اور پورا اس کا بیان وہیں ہے ہم یعنی اگر احد الزوجین نکاح رد کرے پھر تصدیق کرے تو صحیح ہو بحر الرائق کی متفرقات
 میں بیہ عبارت سے وَاَمَّا الْاِقْرَارُ بِالنِّكَاحِ فَلَمْ يَرَدَّ اَلَا اِنْ اَتَتْهُ بَعْنِيۃً یعنی نکاح کا اقرار تو نہیں اتک نہیں کیا تو معلوم ہو کہ صاحب بحر الرائق کو نکاح
 توقف ہو کہ ان فی اطمینان تو مشاعر مکرر ذکر نکاح بصیغہ جزم مناسب نہا وَاَسْتَقْنَىٰ مَسْنَاكِيۃً مِّنَ الْاِقْرَارِ وَهَآءِ الْكَلْفِيۃُ لَا يَرْتَدُّ
وَلَا يَرْتَدُّ اَمَّا بَعْدَ قَوْلِهِ اِنْ اَتَتْهُ فَالْمَسْنَاكِيۃُ عَشْرٌ فَلْيَحْفَظْ اور صاحب بحر نے دوسرے ابراہیم سے منسبتے کیے ہیں اور
 وہ دونوں یہ ہیں کہ ضامن کا ابرار کرنا مقول ہے نہیں پورا اور مدیون کا ابرار کرنا اس کے ہون کھنے کے بعد کہ مجھ کو بری الضمہ کر دی ہیں
 سو وہ ان نے اسکو بری لایہ کر دیا نہیں پورا تو منسبتے دس سے ہو سو انکو یاد دہنا چاہو ہم بمذموم مسائل عشرہ چہ مورثین میں مذکور ہیں

اور چار صد تین شارح برائے ہیں لیکن چونکہ صاحب بحر کو کالج میں توقف ہو تو درحقیقت نو صد تین مستوفی نہیں ہیں کہ رو کر نیسے رو نہیں جوتی ہیں
 قوی و کمالا الوہابیہ و حق صحتہ کہ فیہا تم نہ لایر تہا بالرد اور وہابیہ کی کتاب الوکالہ میں ہوا اور جب کہ اس نے تصدیق کی وکالت
 وغیرہ میں پھر سکھو رو کیا تو اس کے رو کر نیسے رو نہیں جوتا مطلقاً وہی ہے کہ فیہا کما مرع ضمیر میں یا دین کا اقرار اور ابرار اور وکالت اور
 وقف معلوم جوتا مطلقاً علامہ عبدالبر کی شرح وہابیہ سے اور حالانکہ وکالت عقد غیر لازم ہو تو رو کر نیسے کہ ہو کر نہ پھر مگر مقصور وکالت
 یوں کیجئے کہ شراہ میں کا وکیل کیا اور وکیل نے وکالت قبول کی پھر مثل من میں جسید کی پھر وکالت کا دعویٰ کیا تو یہ رو کر وکالت
 مقبول نہیں آتے وہل کیشترط لفظ الودع مجلس لا تراہ خلاف اور کیا رو کر اس کے صحیح ہو کر لے مجلس ابراہیم طرہ ہی ہائیں اس میں
 مشایخ کا اختلاف ہے بعض کہ نزدیک شہر طبرستان اور بعض کہ نزدیک نہیں والاضابطہ ان مافیہ قلیل مال من وجہ قبل الی
 والا فلا کمالی شفعہ و طلاق و عتاق لا یقبل الی و ہذا اصحاب جتہ فیلفظ اور قاعدہ کلیہ صلاحیت رو اور عدم صحت
 یہ ہو کہ جس مقدمین مال کی ملک ہو کس طرح سے ہو وہ قابل رو ہو اور اگر ملک مال نہیں وہ قابل رو نہیں چنانچہ شفعہ اور طلاق اور عتاق
 باطل کر دینا رو کو قبول نہیں کرنا اور یہ قاعدہ جدید ہے تو ہو کہ یاد رکھنا چاہئے صالح احکام الودع و ابراہیم ما ماما وقال
 لم یبق فی حق من ترکہ الی عند الوصی او قبضت الجیمہ و نحو ذلک فوطھ فی ید و صبیہ من الذلک شیء لم یکن وقت
 الصبیہ تحقیقہ قسم دعویٰ صحتہ منہ علی الاصل صلیہ البزازیہ ولانما نقض لحمل قولہ لم یبق الی حق ای ما قبضتہ علی
 ان الی جرد عن الاحیان باطل و جہتہ فی الوجه عدم حجة البراءة لیما افادہ ابن الشحنة واحتملہ الشرنبلالی سنخ
 فی الصلح صالح کیا ایک وارث نے دعا طلبی سے اور اس کو ابراہیم عام کر دیا یا یوں بولا کہ میرا کچھ حق باپ کے مزدک سے دمی کے پاس باقی
 نہیں رہا یا یوں کہا کہ میں اپنا سب حصہ پایا یا مانڈ کے کچھ اور لفظ بولا پھر اس کے باپ دمی پاس مزدک سے وہ چیز ظاہر ہوئی جو صلیہ
 وقت نہ بنی یعنی اس کا ذکر نہ آیا تھا اور وارث نے اس پر کو ثابت کر دیا یا برہان سے تو اس کے حصے کا دعویٰ اس خبر سے سمجھ کر بنا ہوا
 قول صحیح نہ کہ انی صلیہ البزازیہ اور کچھ تناقض نہیں اور عابد البراہین سبب محمول کرنے اس کے اس قول کو کہ میرا کچھ حق باقی نہ مانڈ یعنی اس پر وہ کہ
 سہ حق باقی نہ مانڈ جو میں نے قبضے میں کیا علاوہ یہ ہے کہ اعیان سے ابراہیم مانڈ یعنی وارث کا دمی سے باطل ہے بلکہ ابراہیم صلیہ بولن ہوا اور
 ہوت وقت میں عدم صحت براءت کی تو یہی وجہ ہے جو دعویٰ سمجھ کر نہیں چنانچہ ابن شحنة نے یہ قاعدہ بیان کیا ہو اور شرنبلالی نے اس کو مسترد جانا ہو اور فقیر
 ہم اس کی تحقیق کر چکے کتاب الصلح میں ہم سب حصہ پانے کی یہ صورت ہو کہ وارث نے اقرار کیا کہ جو میرے والد کا مزدک ہو گو کہ وہ ہوتا ہو سکون
 پایا یا ہر ایک مرد پر دین پر دمی کا دعویٰ کیا تو دعویٰ اس کا سمجھ کر کہ انی صلیہ عن النانیہ مطلقاً وہی ہے کہ فیہا کما مرع شارح جو دمی کی قید لگائی تو غیر دمی
 خارج ہو گیا اور حالانکہ حکم مسند دمی اور غیر دمی دونوں کو شامل ہے تو اگر شارح حق کو ذکر کرنا وقت الصلح تک پھر یوں کہنا آوا دمی نے
 یہ دعویٰ شبہاً وقال انہ امین ترکہ والدی آوا دمی علی رجل دینا لوالدہ لتسبع دعواہ فیما ذکر تو سب تر جوتا آوا دجل مال فی صلیہ و تھا
 علیہ بہ لواء علی ان بعض هذا المال المقربہ قرض و بعضہ لبقا علیہ فان اقام علی ذلک بینه یقبل وان کان متناقصاً
 لا تافلوا انہ مضطر کی ہذا الا قواریر شرح وہابیہ قلت و حرر شایعہ الشرنبلالی انہ لا یبقی بهذا القدم لائہ لا جملہ
 لمن اقوامیہ ان یقال بانہ یختلف المقول علی قول ابی یوسف الخیار للفقہ فی ہذا لا و نحوہا الخ قلت و بہ جزم المصنف فیما
 ہو وقت دبر اقرار کیا ایک رو دمی مال کا جو دست آویز میں مرقوم ہو اور اس پر گواہ کر دیا یا پھر اس نے دعویٰ کیا کہ بعض مال مقربہ قرض ہو
 اور بعض بیاع سے مجھے پھر اگر کو ای مشائخ کو کیا اس پر تو مقبول ہوگی باوجود تناقض اس واسطے کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ شخص اس اقرار کو نہیں
 مضطر ہے کہ شفعہ شرح وہابیہ میں کہتا ہوں اور وہابیہ کے دوسرے شارح شرنبلالی نے تحریر کی ہو کہ اس مسئلہ پر فتویٰ دیا جاو اس واسطے کہ

ملک یا دمی کی شفعہ
 کی شفعہ اور کو کرنا
 کی شفعہ اور کو کرنا
 کی شفعہ اور کو کرنا
 کی شفعہ اور کو کرنا
 کی شفعہ اور کو کرنا
 کی شفعہ اور کو کرنا

مقررہ کردہ واسطے کہہ مقررہ نہیں بعد اقرار نہ کر کے نہایت کار یہ ہو کہ کہا جادوی لیے اس کا فتویٰ دیا جادوی کہ مقررہ سے اسکی تسمیہ بجا ہی برجب
قول ابی یوسف جو فتویٰ دینے کے واسطے اس سلسلہ میں اور اسکے مانند میں مختار ہی میں کہتا ہوں اور اسی قول پر یقین کیا ہی مصنف نے اور میں
جو مذکور ہو چکا تو سرچ سے آفریقہ الکحولہ من ہنالی کتابہ لمصلحہ ثابتہ فی حنیف المذنب ساکت من کتبہ الشرح انہ طلقا قبل
الدخول لزمہ مہرک الدخول و نصفہ بالاقرار بعد دخول زوجہ کے اقرار کیا کہ اوس کے اوسکو طلاق دے قبل دخول کے تو اسکو پورا مہر
لازم ہوگا بسبب قول کے اور نصف مہر لازم ہوگا بسبب اقرار کے یہاں سے کتاب بصلح تک متن کے نسخوں میں ثابت ہو اور شرح مصنف کے نسخوں
سوا قطعی اقرار المشرق طالعہ الکریمہ او بعضہ آتہ ای ریم الواقف یسقطہ فلان کدو نہ صحیح و سقط حقہ ولو کتابا لوقف بخلاف
جسکے واسطے کل حاصلات وقف مشروط ہی اوس نے اقرار کیا کہ حاصلات بعض حاصلات وقف کا فلا نا شخص ستمی ہی نہ میں تو اقرار صحیح ہے اور ادا
حق سا قط ہوگا اور اگرچہ دستا ویز وقف کی اس اقرار کے مخالف ہو تو وجہ کہ لا یغیرہ الا سقطہ لا لاحد لم یصحہ اور اگر اوس نے حاصلات کو اپنے
غیر کے واسطے مقرر کر دیا یا اسکو سا قط کر دیا بلا تین ستمی تو اقرار صحیح نہیں مہر جل سے مراد انشاء وجل سے بلا اسقاط تا مقابلا اسقاط سے خوب
ادراکے معلوم ہوگا کہ جل سے مراد انشاء ہی کہ فی الموطا ہی و کذا المشرق طالعہ النظر علی ہذا الما مرقی الوقف و ذکرہ فی الاشباہ و ہنالی
فی التاویط لا یغیرہ فواجبہ اور اس طرح جسکے واسطے وقف کی نظارت مشروط ہی اوس کا حکم ہی عنہ العباس ہے چنانچہ کتاب الوقف میں مذکور ہو چکا
اور شباہہ میں دان یعنی کتاب الوقف میں اور یہاں سے کتاب الاقرار میں اس قاعدہ میں کہ سا قط جو نہ نہیں کرتی ہو ذکر کیا ہے شباہہ کی طرف رجعت
القصص المرفوعہ الی القاضی لا یؤاخذنا بقصا باکان فیہا من اقرار و متافقین لما قد منکان فی القضا بانہ لا یؤاخذ بآدابہ الا
اخذہ قولہ لفظہ صریحا کہ حکایات کہ لکھتے قاضی کے طرف پیش ہوں تو ادا نہ پائیں کرتے والا ماخوذ نہ ہوگا اوس مضمون جو ادا میں مندرج ہو
اقرار اور متافق سے اس واسطے کہ ہر کتاب القضا میں مذکور کر چکے ہیں کہ اوسکے مضامین مندرجہ کا مواخذہ نہیں مگر جب کہ پیش کر ہوا بلا لفظ
صریح اوس کا اقرار کرے تو ماخوذ ہوگا قال لہ علی العتق فی علی او فیما اکتلمہ او اکتسب او اظن لا شئ حلیہ خلافا لثانی فی الاول
قلنا ہی لثانی عرفا لغیرہ قال علمت لزمہ اتفاقا کسی شخص نے کہا کہ اوسکے مجھے ہزار درم ہیں میری دہنت میں یا بجائی فی علی کے فیما
علم یا فیما یجب یا فیما اظن بولہ نوادسہ کہ لازم ہوگا خلاف ابو یوسف کے اول میں یعنی منے علی کہنے میں ہزار درم لازم ہوں گے ہم جواب میں
ہیں طرفین کے طرف سے کہ فی علی وغیرہ شک اور تردد کے واسطے مستعمل ہیں عرف عرب میں مان اگر علمت کا لفظ کوئی نہیں معلوم کر چکا کہ اوسکے مجھے ہزار
درم ہیں تو اسکو ہزار درم ہوگا باتفاق طرفین اور ابو یوسف کے قال ہم قننا القامین فلان ہم قال لکما عشرین انفس مثلا والحدی انما صعب
کذا فی حنیف المذنب وقد علمت سقوط ذلک من منہ الشرح و صوابہ و ادعی الطالب لثما عبر بہ فی الجمع وقال شراحہ و المصنف
منہ آتہ ہو حد لا غصبہ لزمہ الا لک کلھا ایک شخص نے اقرار کیا کہ مجھے ہزار درم فلا نے شخص سے غصب کیے پھر بولا کہ ہم دس شخص غاصب مثلا اور میں
غصب کیے کہ کہتا ہو کہ فقط مقررہ ہزار درم غصب کیے ہیں تو سب ہزار درم مقررہ ہی کو لازم ہوں گے شارح کہتا ہے کہ نسخوں میں ادعی انما صعب ہی اور تو
معلوم کر چکا ہو کہ مصنف کی شرح کے نسخوں سے یہ عبارت سا قیامی اور بجائی ادعی انما صعب ادعی الطالب حق ہی چنانچہ جمع کی تفسیر ہے اور ہم
شارح نے طالب کی شرح غصب منہ کی ہو والزمہ ڈفر لکشیہ اور زفر نے مقررہ کو ہزار کا دسواں حصہ لازم کیا ہی ہم اس واسطے کہ
مقررہ ہزار درم غصب کی نسبت اپنی طرف اور غیر کے طرف کی ہے تو ہر سہر ہزار اسکے حصے کے لازم ہوگا قلنا ہذا الضمیر کیستعل فی
الواحد والظاهر انہ یخیر بفعیلہ دون خیر فیکون قوله لکما عشرین رجوعا فلا یصح لغیرہ لکما صفا اتفاقا لا یصح
لا یستعمل فی الواحد ہم زفر کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ ضمیر بے شکم مع الغیر کی ایک سکھ میں بھی متعل ہوتی ہو کما قال تعالیٰ انا آذ سنکنا اور
ظاہر امتناع فعل کی خبر دیتا ہو نہ غیر کے فعل کی تو اوس کا یہ قول کہ ہم دس غاصب ہو جمع عن الاقرار ہی تو صحیح ہوگا مان اگر مقررہ ہوں کہ ہم سب

لا
یؤاخذنا بقصا
باکان فیہا
من اقرار
و متافقین
لما قد منکان
فی القضا
بانہ لا یؤاخذ
بآدابہ الا
اخذہ قولہ
لفظہ صریحا
کہ حکایات
کہ لکھتے
قاضی کے
طرف پیش
ہوں تو ادا
نہ پائیں
کرتے والا
ماخوذ نہ
ہوگا اوس
مضمون جو
ادا میں
مندرج ہو

کثیر جو صحت کے قبال نہ کرے وہ اس واسطے کہ مرض کا اقرار دین موخر سے صحت کے دین سے اور مرض کے نکل کا ہر ہر مثل سے زیادہ ناخوشی کا
 بخلاف صحت کے اور صحت اور ہیبت مثل مال کا اخذ ہوگا بخلاف صحت کے کل مال میں ناخوشی والا فی مسئلۃ اسناد المناظر المنظر لافیدہ بلا شغل خانہ
 عظیم فی المرض لا فی الصحة تنہا و قاضی فی الاشباہ فعل مرض کتر سے فعل صحت ہو کر ناظر کی ہمسائے کے محض میں بیٹے اگر ناظر دفع کا
 نظارت کو غیر شخص کے واسطے قبول کر دے دن اس کے کہ دفع نے قبول نظارت کی اس کے واسطے شرط کی ہو سو یہ قبول مرض الموت میں
 صحیح ہو نہ صحت میں کذا فی التہذیب اور پورا بیان اس کا اشباہ میں سے و فی الوہبانیۃ سے اقویٰ بکثر المثل فی مہینہ کوئی + فہینۃ الاکھام
 من قبل تھو کہ اور وہاں یہ میں ہو کہ ایک شخص نے ہر مثل کا اقرار کیا اپنے مرض الموت کی نافرانی میں تو قبل مرض کے ہی ہر کی گواہی باطل
 غیر سمجھی ہو م اس مسئلہ کا بیان شیخ وہاں سے قبل از چند سطر نہ کر رہ چکا ہے و اسناد بیع فیہ بالصحۃ اقبلت + و فی القیض صحت
 الکتاب یقید + یہ صحت کی ہمسائے مرض الموت میں قبول کر اور قبض میں من تو ثلث مال میراث سے ادا نہ کیا جائے گا م متقی میں ہو کہ اگر
 مرض الموت میں اقرار کیا کہ اس غلام کی بیٹے بیکی فلا نے سے حالت صحت میں اور اس کے من پر بیٹے قبضہ کیا اور شہری ہی ہی کہتا ہو تو اس کا
 تصدیق ہوگی جس میں اور قبض میں تصدیق نہیں الا بعد ثلث اور اگر قبض میں بیع نہ شہود ہو گا تو اقرار صحیح ہو کذا فی الطحاوی من شرط الیہ
 سے و لیس بلا تشہد مقراً بعد لا + و لو قال لا یخیر فلیک یسقطہ اور اس قول سے مقرر ہو گا کہ گواہی نہ کیجیو ہم اسکو بحکم اقرار نہیں شہاد
 کرتے اور اگر یوں کہا کہ خبر نہ کیجیو تو اس میں خنوع مسطور ہے م اگر یوں بولا کہ اسکی گواہی نہ کیجیو کہ فلا نیکی کیستہ اور ہزار درم میں تو یہ اقرار
 ہر گاہ ہزار کا اس واسطے کہ یہ نہیں ہو وجوب بالزور کی اثبات سے یہ کہ نہیں بیٹے نفی ہو بیٹے تمہارے گواہ نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ خبر نہ کیجیو کہ فلا نیکی
 میری اور ہزار درم میں تو اس میں خنوع سے کرخی اور شایع بیع کا یہ نہ ہو کہ یہ قول اقرار نہیں اور شایع بیع ہمارا ہے کہ حق یہ ہو کہ یہ تمام
 مو فیہ میں کہا ہی تو ہی صحیح ہے کذا فی الطحاوی سے و من قال و لکی ذالک انما کان مذبذباً و من قال خدا ایداک ذالک من عظیم + اور جس نے کہا
 کہ میری یہ ملک اس شخص کی ملک ہو تو اس قول کا قائل موجود ملک ہو بیٹے اور شایع بیع اسکو یہ کیا تو اس میں شایع بیع ہمارا ہے کہ حق یہ ہو کہ یہ تمام
 یوں بولا کہ یہ چیز اس شخص کی ملک ہو تو وہ منظر سے ملک یعنی مقرر اور مجز تو اس میں ہر کی شرائط سبب نہیں سے و من قال لا دعویٰ الی الیوم حد
 ذآ فیا یذعی من بعدا منها فمگر کہ اور جس نے کہا کہ میری کوئی دعویٰ نہیں آج کے دن اس شخص سے پہر اس کے بعد جو دعویٰ کر گیا اس کو
 اور بالقدم کے دعویٰ سو اس پر شریع کا انکار ہے یعنی مقبول نہیں ہم اور اگر دعویٰ کسی سبب سے حادث ہو گا و مسمیٰ ہو گا اور اگر بولا کہ میں نے
 فلا نے پر دعویٰ کرنا چاہو اور آخرت پر اپنا سوا یہ قبول کیا تو بعد اس قول کے دعویٰ سموع ہو گا کذا فی الطحاوی و من قال لا دعویٰ الی الیوم حد
کتاب الصلح یہ کتاب جو صلح تمام صحت کے حکام میں ہم معنی ہے علیہ اسکو کہتے ہیں جیسر صلح واقع ہو اور مصالح عینہ وہ جو جس صلح ہو
 مثلاً زید نے خالد سے ایک جہلی کا دعویٰ کیا خالد نے کہا کہ مجھ سے سو درم اور زیدی کا دعویٰ کر تو یہاں سو درم مصالح علیہ اور جہلی مصالح علیہ
 مناسبتہ ان اکار المقرب سبب الخصومة المستند عینہ للصلح مناسبتہ کتاب الصلح کی کتاب ان قرار سے یہ جو کہ انکار کرنا سفر کا جہلی کا
 ہو اور جہلی کا استدعی جو صلح کا ہونے لفظ اسم من المصالحة و یعنی صلح اسم جو مصالح سے یعنی مصالح کا اسم و شرعاً عقد ہونے لفظ
 و یقطنہ المصلحۃ اور شرع میں صلح عبارت ہو اس عقد جو زنی نزاع اور تعدد صحت کر یعنی جو عقد کہ جہلی کو شاد وہ صلح ہو کہ
 الايجاب مطلقاً کہ صلح کا ایجاب ہو مطلقاً یعنی متین اور غیر متین دونوں میں ایجاب طلب کا ضرور ہو صلح کے واسطے والقبول منھا
 یتعیان اما فیما لا یتعیان کالذی ہم فیکون لا قبولی عنایہ و سببی اور کہ صلح کا قبول کرنا ہو مطلوب کا متین اور غیر متین دونوں میں
 میں تو صلح تمام ہو جانی ہو بدون قبول کے ہی کذا فی الغایۃ اور اگے اسکا بیان آدیا ہم صلح بلا قبول اس وقت تمام ہوگی جب اللہ و شرع طلب
 صلح شروع کر دے مگر کہ ایک شخص دوسری شخص سے درم وغیرہ کا دعویٰ کیا سو مدعا علیہ نے نصف درہم صلح چاہی سو میں کہانہ

اس پر صلح کی تواب دعا علیہ کا قبول کرنا شرط نہیں اس واسطے کہ یہ اسقاط ہو مدعی کے جانب سے اور وہ فقط مسقط سے تمام ہو جاتا ہے کہ انی لطلعا
وشرطه العقل والبلوغ والحرية اور صلح کی شرط عقل ہے نہ بالغ ہونا اور آزاد ہونا فقہ میں صحتی ماذون ان عری صلیحہ عن ضرر یلین تو
صلح کرنا صحیح ہو مگر ماذون کے جانب سے اگر اس کی صلح خالی ہو نقصان صریح ہو تو صلح عدم نقصان صریح طرح سے صادق آتا ہے ایک یہ کہ محض نفع
دوسری یہ کہ نہ نفع ہو اس میں نہ ضرر نہیں ہے یہ کہ نقصان ہو مگر غیر صریح ہو اگر صریح ماذون نے ایک آدمی پر دین کا دعویٰ کیا اور اس سے بعض
حق پر صلح کی تو اگر دعویٰ ہو کہ گواہ ہوں تو صلح جائز ہو اس واسطے کہ در صورت عدم صلح سوای خصومت اور مستمر کیا نے کے کچھ حاصل نہیں اور مال نفع
بہ خصومت اور حلف سے اگر گواہ ہوں تو صلح جائز نہیں اس واسطے کہ اپنے حق کا گھٹانا تبرع سے اور صریح تبرع کا مالک نہیں اور جب میں نہ ضرر ہو
نہ نفع اس کی مثال یہ ہے کہ صلح کرے ایک پیرستہ بعد اس کی تبت کے اور جب میں نقصان ہو مگر غیر صریح اس کی مثال یہ ہے کہ دین میں تاخیر کرے
کہ یہ جائز ہو اس واسطے کہ اعمال تجارت سے جو دھچھ میں عہد ماذون دھچھ تبت لو ذیہ لفقہ اور صلح صحیح سے عہد ماذون اور مکاتب کی جانب سے
اگر صلح میں نفع ہو مطلقا مدعی نے کیا اگر عدم نقصان صریح کو شرط کرنا تو بہتر ہوتا تا اس کو شامل رہتا جس میں نہ نفع ہو نہ ضرر نہیں ضرر سے مگر غیر صریح
وشرطہ ایضا کون المقصای علیہ معلوما ان کان یحتاج الی تبصیرہ اور یہ بھی صلح کی شرط ہے کہ مصالح علیہ یعنی جس چیز پر صلح واقع ہوئی وہ معلوم
ہو نہ مجہول اگر قبض مصالح علیہ کی حالت ہو ہم اور اگر قبض کی حاجت ہو تو معلومیت شرط نہیں چنانچہ ایک گہر میں اپنے حق ہو نیک دعویٰ کیا اور عدلیہ
مدعی کی دوکان میں اپنی حق کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اس پر صلح کی کہ ہر شخص اپنا دعویٰ ترک کرے تو صلح صحیح ہے اگرچہ ہر دو حد اپنے حق کی مقدار
نہ بیان کرے اس واسطے کہ کس قدر کی جہالت باعث نزاع نہیں کہ انی الذرہ لکون المقصای عنہ حقا بچو لا اعتیاض عنہ ولو کان غایما
کا ایضا ص والاعتیاض اور یہ شرط ہے کہ مصالح عنہ ایسا حق ہو جس پر عوض لینا اور اس کی بدلائی درست ہو اگرچہ وہ حق مال ہو چنانچہ قصاص اور تہذیر
ہم حق سے مراد یہ ہے کہ مصالح کا حق ہو ثابت فی الحال نہ خدا کا حق تو اگر مطلق اپنے زوج پر دعویٰ کرے کہ جو لڑکا زوج یا زوجہ کے پاس ہو وہ اس کا
ہو زوج دعا علیہ سے سزا دینے اور اس کو کچھ دیکر صلح کی کہ وہ اپنا دعویٰ ترک کرے تو یہ صلح باطل ہو اس واسطے کہ نسبت صریح نہ حق زوج میں تو
عورت غیر کے حق سے عرض لینے کی مالک نہیں اور تنوع بر سے مراد وہ جو جو حق العبد ہو چنانچہ سوای قذف کے اپنی تبت و دشنام سے صلح کرنا اور جو
تہذیر کہ حق اللہ ہے جیسے اجنبی عورت کا بوسہ لینا تو ظاہر اصل جائز نہیں اور یہ مسئلہ تحریر طلب ہو کہ انی لطلعا ہی معلوما ان کان المقصای عنہ اور
بچو لا یصح لول المقصای عنہ لا یجوز الاعتیاض عنہ وبقیہ بقولہ کفی شفعہ وحقا قذاف وکذا لای نفیس صلح صحیح نہیں اگر مصالح عنہ
اوس قسم سے ہو جس کا عوض لینا اور بدلائی جائز نہیں اور اس کو مصنف نے اپنے اس قول سے بیان کیا چنانچہ حق شفعہ اور حد قذف اور حاضر ضامنی
کہ ایک بدلائی صحیح نہیں ہم اگر مشتری صلح کرے شفعہ سے بچت اوس شفعہ کے جو شفعہ کے واسطے واجب ہو ای کسی شعی پر اس شرط پر کہ گہر مشتری کو
تسلیم کرے تو صلح باطل ہے اس واسطے کہ شفعہ کا حق نہیں محل میں بلکہ حق شفعہ عبارت ہو لایت طلب ہو اور تسلیم شفعہ کی کچھ قیمت نہیں تو بمقابلہ اس کے
مال لینا جائز نہ ہو گا اور یہی وجہ ہے حاضر ضامنی کی بطلان صلح کی حاضر ضامنی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مال ضامنی سے صلح کرے تو جائز ہے اور یہ
عبارت ہو بعض ایک اسقاط سے اور وہ صحیح ہو اور صلح حد قذف کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو قذف کیا تو قاذف نے کچھ مال دیکر
صلح کی کہ وہ معاف کر دے تو یہ صلح بھی جائز نہیں اس واسطے کہ حد قذف اگرچہ سہین حق العبد سے لیکن حق اللہ و سہین غالب ہو اور مغلوب بحق
بالعدوم ہو اور اس طرح حد سرتبہ سے صلح جائز نہیں اس طرح کہ ایک شخص نے سارق کو گرفتار کیا سو اس نے کچھ مال دیکر صلح کی کہ اس کو حاکم کے
پاس نہ لجاو اس واسطے کہ یہ حق اللہ ہو اور ہر کسی طرح زکوٰۃ اور شرعاً ہر صلح کرنا صحیح نہیں کہ اس نے لطلعا ہی مقصای ویتطل بہ الا لادی واذلک
وکل الثانی لو قبل الرضا لھا اور باطل ہو تا ہی صلح سو اول اور ثالث یعنی حق شفعہ اور حاضر ضامنی اور اس طرح ثانی یعنی حد قذف ہی باطل ہو جاتا

صلح ہو کر حاکم پاس لجانے سے پہلے ہر لاکھ زلف و شرب مطلقاً صلح میں نہیں مدنا اور شراب خاری سے مطلقاً خواہ حاکم کے پاس اور سکی نالشر
 کی ہو یا نجی ہو ہم قاضی خان نے کہا ایک مرد نے دو بکر شخص کی عورت سے نہ لکھا اور اس کے نزدیک علم ہوا اور باہم صلح ہوئی کہہ مال پر نہ کہ وہ مساف
 کر دی تو یہ باطل ہو اور عرفہ کرنا اس کا باطل ہے اور اگر حاکم شارب لکھنے سے صلح کرے کہہ مال بکر اور مساف کر دی تو صلح نہیں اور اس کا مال پھر دینا چاہیے
 قبل رفع ہو یا بعد رفع ائمہ کے ان فی الطحاوی و طلب النصیحة کاف عن القبول من المدعی علیہ ان کان المدعی بہ ما لا یتبع بالاعتیان کالدیہام
 والدنانیر و طلب النصیحة علی ذلک لانه استقامت للبعض وهو یستقیم بالمسقط اور طلب کرنا صلح کا یعنی مدعا علیہ کے جانب سے کافی ہے یا علیہ
 قبول کرنے سے اگر جس چیز کا دعویٰ کیا اس قسم سے ہو کہ تین سے متین نہیں ہوتی چنانچہ درایم اور دنانیر اس واسطے کہ وہ استقامت بعض حق جو
 مدعی کے جانب سے اور سقامت فقط سقامت سے تمام ہو جاتا ہو ہم طحاوی نے کہا کہ شارح کے اس قول کی کہ طلب الصلح سے ذلک کچھ حاجت نہیں اسلئے
 کہ خود متن میں موجود ہے ائمہ مترجمین نے تکرار بیادہ جان کر اس کا ترجمہ کیا ولان کان ما یتبع بالاعتیان بالاعتیان فلا یجوز قبول المدعی
 علیہ لانه کالتبذیر اور اگر مدعا پر اس قسم ہو کہ متین ہو جاتا ہو تین کر نیسے تو مدعا علیہ کا قبول کرنا باوجود طلب صلح کے ضروری ہے اس واسطے کہ وہ
 یعنی صلح اس صورت میں ہو کہ اندھی ہم اور یہ بین ایجاب اور قبول ضروری اور اگر مشتری بائع سے کہو کہ میری ماہیتہ بیچ اور بائع کہے کہ میں نے بیچا تو
 قول مشتری کافی نہیں قبول سے وحکمہ وفق عم الذی ان عن الدعوی و وفق المذکک فی مصالک علیہ و عنہ لو جاز انما حکم کا یعنی اثر
 ترتیب صلح کا واقع ہونا برات کا ہو دعویٰ سے اور واقع ہونا مدعی کی ملک ہو مصالح علیہ میں اور واقع ہونا مدعا علیہ کی ملک ہو مصالح منہ میں اگر مدعا علیہ مدعی کو مدعا متروکہ ہو ہم ہمار
 مصالح منہ کی ملک کی قید ہو اور مصالح علیہ کی ملک اقرا و انکار و دون میں برابر ہے وہو صحیحہ مع کفر اور اسکوت اور انکار اور صلح
 ہو مدعا علیہ اقرا و اسکوت یا انکار کے ساتھ ہم صلح جائز ہے دلیل قول جن تعالیٰ (والصلح خیر) اور حدیث میں وارد ہے کہ ہر صلح جائز ہے
 فیما بین المسلمین مگر وہ صلح جو حرام کو حلال کرے یا حلال کو حرام نہ کرے اور دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا جائز ہے اور دفع ظلم کی رشوت وہ صلح
 نہیں جو حرام کو حلال کرے کہ ان فی الطحاوی فالاول حکمہ کبیعہ ان وقع عن مال بکال و حیث فی فقری فیہ احکام البیوع والتفصیل
 والیہ بعیب و خیاری ذبہ و شرط سوا دل یعنی صلح مع الاقرار سے کے مانند ہر صلح واقع ہو مال سے بمقابلہ مال کے اور اس وقت میں تو صلح میں بیع
 احکام جاری ہونگے چنانچہ شفعہ اور وبالیب اور خیاری و ذبہ اور خیاری شرط ہم اگر صلح واقع ہوئی ایک گھر کی دوسرے گھر سے تو وہ گھر دونوں میں
 شفعہ واجب ہو گا اور دلیب سہل ہے کہ اگر بدل صلح غلام ہو پھر دسین مدعی عیب پا دی تو اسکو پھر دینا جائز ہو اور اگر صلح کے وقت مصالح علیہ
 نہیں کیا تو بیکنے کے بعد پھر سکتا ہو اور یہی حکم ہے مصالح منہ کا اور بیع کے مانند صلح میں اگر ایک شخص اپنے واسطے تین دن کا اختیار شرط کرے تو صلح میں
 ویفسد لا جہالة البذل المصالح علیہ لاجالة المصالح عنہ لانه یستقط اور صلح کو فاسد کرتا ہو غیر معلوم ہونا بدل یعنی مصالح علیہ
 نہ قبول ہونا مصالح منہ کا اس واسطے کہ وہ ساقط ہو جاتا ہے یعنی مدعا علیہ کے فے سے اور ساقط کی جہالت باعث نزاع نہیں و تشتت القدر
 حل فتالیہ البذل اور شرطی قادر ہونا مدعا علیہ کا بدل کے تسلیم کرنے پر ہم ملے کہ یہ جملہ مستانہ بجای تبیل واقع ہوا اس کا عطف بستم
 صلح نہیں ائمہ یعنی جہالت بدل اس واسطے مفید ہو کہ تسلیم بدل پر قدرت شرطی اور قدرت در صورت جمالت منصرف نہیں و ما استحق من المدعی
 ای المصالح عنہ ہذا المدعی حصتہ من العوض ای البذل ان کلا کلا و بعضاً فبعضاً اور جس قدر مدعا یعنی مصالح منہ مستحق ملک
 غیر نکلے لہذا اس کے حصہ مدعی عوض سے یعنی بدل صلح سے پھر مدعی مدعا علیہ کو اگر تمام بدل مستحق ہو تو تمام پھر ہے اور اگر بعض مستحق ہو تو بعض بدل پھر ہے
 و ما استحق من البذل بکیم المدعی حصتہ من المدعی لہذا ذرنا لانه معاوضہ و لہذا حکمنا اور جس قدر بدل یعنی مصالح علیہ مستحق فلان
 غیر نکلے بقدر اس کے مصالح منہ مدعی پھر لے جس طرح ہوا ذکر کیا یعنی اگر کل مستحق نکلے تو کل پھر ہے اور اگر بعض نکلے تو بعض حصہ اس واسطے کہ صلح در حقیقت
 معاوضہ ہو اور معاوضہ کا یہی حکم ہو و حکمہ لاجار ان وقع العوض عن مال بمنفعة فخلصت من سکنی دار فخر طالقیت ان اخرج الیہ

معاوضہ رشوت دفع ظلم
 سکتا ہے

[illegible]

ایمان مدعا طبع کے مک نہیں ہو جاتے ہیں تو مدعی کو اس کا لینا حلال ہے اگر باجی اور بطلان مذکور کا یہ مطلب نہیں جو کہ مدعی کو ایمان کا دعویٰ کرنا
بعد الابرار صحیح ہو کہ اس نے لفظا وی قاتلاً القتل علی قبض الذین فیصلہ ویکبر عن دعوی الباقی ای قضائہ لا یدیانہ فیلذلوا فیغیرہ اختلا
قستانی ونامہ فی احکام الاشباہ من الذین وقد حقت فی شرح الملتقى اور بعض دین پر تو صلح کرنا صحیح ہے اور مدعا علیہ بری الذمہ
ہو جائیگا باقی دین سے یعنی قضاوی بری ہوگا دیانہ تو اسی واسطے اگر مدعی اپنا باقی دین باجی تو اسکو لیلیکا اور پورا بیان اس کا شبہہ کو حکام
دین میں ہو اور اسکو جسے شرح طبع میں محقق بیان کیا ہے ہم شبہہ کا حاصل مضمون یہ ہے کہ ابراہیم متعلق ایمان یا دعویٰ ایمان سے ہی اور وہ تو
بلا خلاف مطلقاً صحیح ہو پہلے بنفس ایمان سے تو اگر ایمان منصوب لک ہو تو بھی ابراہیم ہی دین کے مانند اور اگر ایمان منصوبہ موجود ہو تو پورا
عن الاعیان کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تادان براءت صحیح ہے اگر ہاک ہر جائیں تو اب ایمان منصوبہ امانت کے مانند ہوگی کہ اوں پر ضمان نہیں
تعدی سے اور اگر ایمان امانت ہو تو براءت صحیح نہیں دیانہ تبانی کہ جب لک اذکو باجی تو اذکو لے مگر قضاوی براءت صحیح ہے تو قاضی میکا
دعویٰ براءت کے لئے کا اور اس کے مانند خلاصہ تحقیق شرح طبع میں کہ انی لفظا وی وحق الصلح عن دعوی المال مطلقاً ولو باقرا وبقض
اور صلح مال کے دعویٰ سے مطلقاً اگر صلح براءت مدعی ہو نہفت سو ہوتے ہو من منفعت دعویٰ مال سے صلح صحیح ہے جیسے صلح مستاجر کی ہو
جب کہ موجد باجی ہو کہ یا نہ بلا اجرت کا شکر ہو وعن دعوی المنفعة لو بمنفعة عن جنین آخر اور صلح صحیح ہو نہفت کے دعویٰ سے اگر صلح
بعض دوسری قسم کی منفعت سے ہو کہ مرقہ عن دعوی الزرق اور صلح صحیح ہے دعویٰ رون سے ہم صورت اس کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے
دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور اس نے کچھ مال دیکر صلح کی تو صلح وکان عتقا علی مال وبقیبت الولاہی باقرا و الا لا یجوز فی حدیث اور
صلح مذکور آزاد ہی بعض مال شہرہ کی اور مدعی کا ولایت ہوگا اگر صلح مدعا علیہ کے افراد دعویٰ سے ہوئی ہو اور اگر اقرار سے نہ ہو بلکہ سکوت یا انکار
مدعا علیہ سے صلح ہوئی ہو تو ولایت ثابت نہوگا مگر کہ اس نے الدرر قلت ولا یقوت بالبیئۃ رقیقا وکذا فی کل موضع آقام بیئۃ بعد
الصلح لا یستحق المذعی لاقہ باخذ البدل یا اختیارۃ فیقول باثقا فلیحفظ من کناہون اور بعد صلح کے گواہوں سے مدعا علیہ ہر کر غلام ہو جائیگا
اور صلح ہر جگہ کہ مدعی نوادہ قائم کرے بعد صلح کے مدعا کا مستحق نہوگا اس واسطے کہ مدعی باعتبار خود بدل صلح کے لینے سے باج شہرہ یا گیا ہو یا و کہت
جائے وعن دعوی الزوج النکاح حل خیر تزوج صحیح ہو دعوی نکاح زوج سے غیر منکوحہ پر یعنی غیر منکوحہ عورت پر ایک مرد نے نکاح
دعویٰ کیا اور اس عورت نے کچھ دیکر صلح کر لی تو صلح ہو اور اگر اس کا زوج ثابت ہوگا تو صلح مدعی کا ثابت نہوگا تو صلح بھی صحیح نہوگا وکان عتقا
ولا یجوز لو صلیلا اور مدعی نکاح کے حق میں بدل صلح صلح شہرہ یا گیا اور مدعی کو مال نہوگا اگر وہ دعوی نکاح میں کاذب ہو گا ہم صحت بدل اس شہرہ میں نہیں
بلکہ ہم مدعا کی کاذب کی صلح میں یہ حکم جاری ہے کہ اس نے لفظا وی وحق الصلح لھا الزوج بعد عدم الدخول اور عورت کو زوج ملال ہوگا بواسطے
عدم دخول کے ولو اذ حثہ المرأۃ فضا لھا لم یصح وقایہ وبقایہ ودرہ وملتقى وحقہ فی الحبس والاختیار وحقہ العیۃ فی درہ
الحاکم اور اگر عورت نے ایک مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے کچھ مال دیکر صلح کر لی عورت سے تو صلح صحیح ہوگی کہ اس نے الوفاۃ والنقایۃ
والدرہ والستقۃ اور صلح کہا ہو عدم صحت کو مجتبیٰ اور ہتیار میں اور صحت صلح کی نصیح کی ہے در البھار میں ولکن قتل العبد المأذون بجلد
عبد المومنین صلیہ عن نفسه لانه لیس من جحار نہ فلم یلزم المولیٰ لکن یسقط به القود وبقی اخذ بالبدل بعد عتیقہ اور اگر
عبد مذکور نہ فی التجارۃ نے ایک مرد کو عتقا قتل کیا تو اس کا صلح کرنا اپنی ذات سے لینے اپنی جان کے بچانے کے واسطے جائز نہیں اس واسطے کہ
صلح مذکور تجارت کے باب نہیں تو یہ صلح احمکے مولے پر لازم نہوگی لیکن صلح سو قصاص غلام پر سے ساقط ہو جائیگا اور بدل صلح کا موخر نہ
اور اس سے ہوگا بعد اس کے آزاد ہو میکے ولکن قتل عبد لہ ای لیس الذی وجلا عبد او صا لھا المأذون عنہ جاز لا لہ من تجارۃ
اور اگر عبد مذکور غلام ایک مرد کو عتقا مارا والا اور ما ذون لینے غلام کے طرف سے صلح کر لی اولیائی متوفی سے تو جائز ہو اس واسطے کہ وہ آزاد

حاشیہ لاشبہ مجموعی اور صلح بعد شہر کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے ہر دوسرے سے مول لیا پر مشتری نے بانے پر دعویٰ کیا کہ گھر میری ملک ہے سو
 بانے سے اور میں صلح کی توبہ صلح باطل سے نسبت تناقض کے واسطے کہ اقدام مشتری کا خرید پر ملک بانے کی دلیل ہے پر دعویٰ اور صلح بعد از صلح
 صورت تناقض سے جامع الفصولین میں ہے کہ اگر خریدت بعد صلح کے ہو تو خریداری صحیح ہے اور صلح باطل ہے کہ ان فی الطحاوی والاصح ان کل
 عقد اخیذ فالغای باطل الا ان تلیث مذکورہ فی مجموع الاشباہ والنکالہ والشراء والایجادۃ فالتراجم اور قاعدہ کلیہ بطلان صلح ثانی
 وغیرہ کا یہ ہے کہ جو عقد کہ دوسری بار منقذ ہو تو عقد ثانی باطل سے مگر تین عقدوں میں جو شہادہ کی کتاب البیوم میں مذکور ہیں عقد ثانی باطل نہیں
 یعنی عقد کفالت اور عقد شرا اور عقد اجارہ تو اس کے طرف رحبت کرنا چاہیے کہ تو اگر مدعا علیہ ایک ضامن لیا پھر دوسرا ضامن لیا تو صحیح ہے
 اور ضامن اول ضامن ثانی کی ضمانت سے بری الذنبہ ہو گا پناہ بخانیہ میں ہو اور شہادہ شہرہ جب کہ شن اول کے مناصر ہو مطلق کہ او میں ضرر و ہرجاء
 ہو یا کم تو عقد اول ضعیف ہو گا اور ثانی معتبر ہو گا اور اگر عقد ثانی شن اول کے برابر ہو تو اول ضعیف ہو گا والا جبارہ سے ہذا القیاس کہ ان فی الطحاوی
 اقام المدعی علیہ ینتہ بعد الصلح عن انکار ان المدعی قال قبلہ قبل الصلح لیس فی قیل فلان حق فالتراجم مباحی حل البیضاء علیہ
 گواہ قائم کیے بعد اس صلح کے جو مدعا علیہ کے انکار ہوئی کہ مدعی نے کہا تھا قبل صلح کے کہ میرا کچھ حق نہیں فلان کے جانب تصحیح جاری اور نافذ
 ہو صحت پر ہم گواہ اس واسطے مقبول نہیں کہ شاید مدعی کا حق ثابت ہو بعد اس اقرار کے بخلاف مسئلہ لاشبہ کے کہ اس میں مدعی کا یہ اقرار ہو کہ وہ
 مبطل سے اپنے دعویٰ میں ولو قال المدعی بعد ما کان فی قبلہ قبل المدعا علیہ حق بطل التضمین جو قال لمصنف وهو معتبر فی کمال
 العمادیہ اور اگر مدعی نے صلح کے بعد کہا کہ میرا مدعا علیہ کے جانب کچھ حق نہیں تو صلح باطل ہوگی کہ فی البحر مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ جو الرائی کی توثیق
 اطلاق مواد میں قید کی لگانے والی سے ہم مدعا علیہ کی عبارت یہ ہے اے بکر فضا کچھ تم پر جبرہ کان لا شئ علیہ بطل التضمین اتقے یعنی بکر نے
 دعویٰ کیا سو مدعا علیہ اس سے مصالحت کیا بعد کے ظاہر ہو کہ اس پر کچھ حق نہیں تو صلح باطل ہے تو ابور حنیفہ مدعی بعد صلح میں یہ قید ہے کہ ظہور
 حق بعد صلح کے مصالح کے اقرار سے مراد ہے نہ مصالح کے اس اقرار کی تو ابی سے جو اقرار کہ صلح پر مقدم ہے کہ ان فی الطحاوی مشغول عن
 دعویٰ البرازیۃ آنہ لو ادعی لملک یجوز اخفی لم یبطل فلیحق پر مصنف نے اپنی شرح میں برازیہ کی کتابا لدعویٰ سے نقل کیا کہ اگر مدعی
 ملک دعویٰ کرے دوسری جہت سے تو صلح نہ کر باطل نہیں تو اس تناقض بطلان اور عدم بطلان کی تحریر کرنا چاہیے کہ خلاصہ مضمون برادیہ کا یہ
 کہ بطلان صلح اس وقت ہو جب ملک اقرار متحد ہو چنانچہ اول بوجہ میراث دعویٰ کرے پھر کہ میراث کی وجہ سے میراث نہیں اور اگر کہے کہ میراث
 نہیں بطریق میراث کے پھر دعویٰ کرے کہ میراث سے بطریق خرید یا ہب کے تو صلح باطل نہیں انہو طحاوی نے کہا تحریر کی کچھ حاجت نہیں کہ برازیہ
 نے اسناد اقرار کی بطلان صلح میں قید لگائی ہے تو اس میں کچھ اشکال نہ رہا فالصالح عن الدعویٰ الفاسدۃ یصح دعویٰ الباطلۃ لا والفسدۃ
 ما ینک تضحیک جو اور صلح کرنا دعویٰ فاسدہ صحیح اور دعویٰ باطلہ سے صلح صحیح نہیں دعویٰ فاسدہ وہ ہے جسکی تصحیح ممکن ہو کہ ان فی البحر مدعی نے
 فاسدہ وہ ہے جس میں تناقض واقع ہو اور تصحیح دعویٰ برفع تناقض سے مثلاً اور دعویٰ باطلہ جیسے شراب اور سورکار جو بطلان ہو تو باطلہ وہ ہے جسکی
 تصحیح ممکن نہیں اور منجملہ دعویٰ باطلہ صلح سے دعویٰ حد سے اور دعویٰ حبس نہ کہ یا منینہ بالقویر محرم سے کہ ان فی الطحاوی وقی الاشباہ
 التضمین عن انکار بعد دعویٰ فاسدۃ فاسدۃ الا ان دعویٰ بجهول تجاز فی حفظہ اور شہادہ میں تحریر کی ہو کہ صلح انکار دعویٰ سے بعد دعویٰ
 فاسدہ فاسدہ ہو مگر مجمل کے دعویٰ کے بعد جائز ہو تو ہو کہ یاد کہنا چاہیو ہم طحاوی نے کہا معتبر تحریر وہی ہے جو مانع ہے یہ تفصیل ذکر کی کہ دعویٰ
 فاسدہ صلح صحیح اور باطل سے غیر صحیح اس واسطے کہ برازیہ میں مذکور ہے کہ علای خوارزم کا فتویٰ سپر ٹہر گیا ہے کہ جس دعویٰ فاسدہ کی تصحیح ممکن نہیں
 اس پر صلح صحیح نہیں اور جسکی تصحیح ممکن ہے چنانچہ مذکور ہو یا کسی حد میں غلطی واقع ہو تو صلح صحیح ہے اتقے وقیل اشتراط صحیحۃ الدعویۃ
 التضمین غیر صحیح مطلقاً فبطلان الدعویۃ ثلثاً عندہ ہذا الشرع فی آخر البایود اقوال ابن الکمالی وخیرہ فی ہذا

تشریح یا بیتیسم جام بعد بلوغ کے تو قسم نمی جائیگی کذا فی الطحاوی عن حشاش الاشباہ و قبل لا جرم بالاولی فی الاشباہ و بالتالی فی التشریح
و حکما فی الفقیہ مقلاً ما لا اول اور دوسرا قول یہ ہے کہ صلح بعد طلع مد علیہ صحیح نہیں یقین کیا ہو اول قول پر یعنی صحت صلح پر شباہ بین
اور قول ثانی پر یعنی عدم صحت پر سر اجیبہ میں اور دوزن قولوں کو قنیہ میں ذکر کیا ہے پہلے قول کو پہلی بیان کر کے صحت ثانی یعنی عدم صحت میں بیان
قول پر چنانچہ معین السنن میں ہے اور قول اول محمد بن حسن کی روایت ہو امام سے کذا فی الطحاوی طلب الصلح والای برآء عن الدعوی لایکن
افراداً بالذم عن عند المتفقدین و تحالفهم المتأخرون و الاول احوط بوزایہ درخوست کرنا صلح کا دعوی سے اور درخوست کرنا ابرا
دعوی سے دعوی یعنی مدعی کا اقرار نہیں مستقیم کے نزدیک اور علما متاخرین اس کے مخالف ہیں اور پہلا قول صحیح تر ہے کذا فی البرزازی بخلاف
طلب الصلح عن المال والای برآء عن المال قالہ اقراراً شباہاً بخلاف درخوست صلح کے مال سے اور درخوست ابرا کے مال سے کہ وہ
اقرار ہو مال کا کہ لطف الاشباہ ہم دہر اسکی یہ ہے کہ صلح عن الدعوی یا ابرا عن الدعوی سے قطع نزاع مقصود ہے تو ثبوت حق لازم نہیں بخلاف صلح
عن الحق یا ابرا عن الحق کے کہ وہ ثبوت حق کا مقتضی ہو صلح عن عیب اودین و ظهر عدمہ اذ الایب بطل الصلح و ہر دہر دہر دہر دہر
اشباہ و دہر دہر کی اپنے سے بیع کے عیب یا دیون نے دین سے اور عدم دین عید عیب ابرا یا عیب بیع کا دہر ہو گیا ترسیع باطل ہو گیا
اور اسکو پیرے جسکو اس نے لیا یعنی بدل صلح کذا فی الاشباہ و الدرر فی دعوی الدین یہ فصل ہے دعوی دین کے حکم میں
الواقع علی بعض جنس ماله علیہ من دین ادعوی تخذ لبعض حقیقہ و حطیلاً قیہ لا تماد و ضیاعاً للبری ارجو صلح کہ واقع ہوا اس
مال کی بعض جنس پر جو مد علیہ پر ثابت ہو دین یا غصب سے وہ اپنے بعض حق کا لینا ہے اور باقی حق کا گھٹانا اور زائل کرنا معاوضہ نہیں ہے
بیاض کے نسبت یعنی اسکو معاوضہ قرار دینے کے تاکہ اور زیادتی عوضین سے بیاض نہ لازم آوی اور صحیح نہیں اور عاقل کا تصرف بقدر امکان
صحت پر محمول ہے و حیثین فی الصلح بلا اشتراط بنیض بدلیہ عن آلف حالی علی مایہ حالہ اور اس وقت میں یعنی جب کہ صلح مذکور
افضل بعض حق اور عطا بعض حق نہیں ہے نہ معاوضہ نہ بدل و نہ شرط ہونے قبض بدل صلح کہ صلح صحیح ہے ہزار بلا مدت سو بلا مدت پر ہم بدل
صلح سے یہاں بدل ظاہری مراد ہے جب قدر پر صلح واقع ہو اور در حقیقت بیان بدل نہیں بلکہ وہ بعض حق کا لینا ہے اور بیشکال فقط عطا بعض
حق کی ہے و علی آلف مؤجل یا صلح صحیح ہزار بلا مدت سے ہزار موجل پر ہم اس مثال میں وصف حلول کا عطا ہے و عن آلف حیات علی
میانہ زیویہ اور صلح صحیح سے ہزار کبری درسم کہوئے سو درم پر ہم اس مثال میں مقدار اور وصف و دوزن کا عطا ہے و لایکن
دراہم علی قاید مؤجل لعدہ الجنس فکان مہراً فاعلم بحقیقۃ اور صلح صحیح نہیں دراہم سے و انیر موجلہ پر بسبب جنس درم
عقد صرف ہیرا و بطریق نسبتہ جائز ہوگا ہم لینے دینار حق کی جنس نہیں ہے کہ افضل بعض حق ہیرے کے صلح موجل جائز ہو بلکہ یہ معاوضہ ہے عقد و
تو مدت صحیح ہوگی و عن آلف مؤجل علی نصفہ حالہ اگر لای صلی المولی مکاتبہ فیخو ذنر یلی یا صلح صحیح نہیں ہزار درم موجل سو پلو
درم بلا مدت پر مگر مغلے کی صلح میں اپنے مکاتب سو جائز ہو کذا فی الزیلعی ہم اجل یعنی مدت دیون کا حق تھا بعد مدایہ تو نصف موجل کا لینا عوض
ہوا اجل سے اور اجل کا عوض لینا حرام ہے بخلاف صلح مغلے اسواسطے کہ حسان مغلے کا ظاہر تر سے معاوضہ کڈ لطف الطحاوی و یمنعاً او
عن آلف مؤجل علی نصفہ بیضاً و الاصل ان الاحسان ان وحید من الدائن فاسقاط و لکن منہما فتمت و نہیہ یا صلح صحیح نہیں
ہزار سیاہ درم یا سو سفید درم پر اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ حسان اگر دائن کے طرف سے پایا جائی تو اسقاط حق سے اور اگر دائن اور مدیون
کے طرف سے پایا جائی تو وہ معاوضہ ہے ہم دائن کا حسان یہ کہ اس پر صلح کر جو اس کے حق سے کمتر ہے مقدار یا وصف یا وقت میں
اور دائن اور مدیون کا حسان یہ کہ صلح میں وہ چیز داخل ہو جس کا دائن سختی نہیں چنانچہ سفید درم کا ہونا یا سیاہ کے قیام موجل کی
یا ایک جنس کی صلح ہونی و دوسری جنس پر جب معاوضہ ہیرا و معاوضہ کا حکم دیکھیں جاری ہوگا تو اگر بیاض یا بیاض کا شہادت ہوگا تو معاوضہ

نہ ہو گا اور نہیں تو صحیح ہو گا کہ فی المصلح الذی قال لفریضہ الخ الخ خلیفہ خدا من الیقین علی انک یومئذ من المصنوع انک فی
 تقیل و آدی فیہ برقی وان لم یؤخذہ ذلک فی التمداد دینہ کما کان لقوات التقیید بالشروط وان لم یؤخذہ من
 کہا لے امیر و پاس بانسویکل اوس ہزار سے جو مسیگر تھیں ہین اس شرط پر کہ تو بری الذہب ہو جائیگا نصف باقی سے سو دیون سے قبول کیا
 اور اوسیدین بانسویکل اوس بری الذہب ہو گا اور اگر اوس بانسویکل کے دن ادا کیا تو اوس کا دین پورا ہوا اور باقی چنانچہ پہلے شرط کے تہا سبب
 فوت ہونے شرط کی تقید کے ہم قول نہ کور میں شرط صریح نہیں بلکہ شرط منوی سے بلفظ طے تو گویا دائن نے بانسوا کر کے کی کل قید لگا کر
 براوت میں تو در صورت عدم ادانہ شرط ثابت ہوگی و وجہ تھا خستہ احکما ہذا ادا الثانی ان لم یؤخذہ بالتعدیل لہ بعد لانہ ابراہم
 مطلق اور اس مسئلہ کی پانچ صورتیں ہین ایک ادا دین سے ہی صورت ہو جو مذکور ہو چکی اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر دائن نے کل کی قید لگا کر
 تو عدم ادا سو دین اعادہ کرے گا اس واسطے کہ وہ مطلق ابراہم سے ہم صورت مسئلہ یہ ہے کہ دائن نے دیون سے کہا کہ مجھ کو بانسویکل ہزار سو اس پر
 قبری جو باقی سے تو اگر دیون ادا کرے گا تو دین کا اعادہ ہو گا کیونکہ قول مذکور ابراہم مطلق سے یہ ابراہم مطلق اس واسطے کہ جب ادا کا وقت
 سین کیا تو ادا سے عرض صحیح تھی کیونکہ دیون پر نوا داجب ہی ہر وقت تو براوت مقید با دائن ہی و الثالث و کذا الوصل کما فیہ من بینہ
 علی نصفہ بدفعہ الیہ خدا و ہو برقی ما قضی علی انہ ان لویدفعہ خدا فاکل علیہ کان الا مکر کا لوجہ الا کول ثما قال لہ
 حصہ بالعتقید اور تیسری صورت یہ ہے اور اس طرح اگر دائن مصالحہ کرے اپنے دین سو نصف دین پر کہ دیون سے کو کل نصف دین ادا کرے اور دیون
 زائد از نصف سو بری جو اس شرط پر کہ اگر اوس کو کل نہ تو تمام اوس پر ثابت ہے تو حکم پہلی صورت کے مانند ہو گا جیسا کہ دائن نے کہا ہوا
 کہ اس قول میں براوت کی صورت کا تقید ہے تو اس صورت میں اگر دیون قبول کرے یعنی اور ادا ہی کرے تو باقی سے بری ہو گا اور اگر کل ادا
 کرے تو سب دین اوس پر قائم ہے بالاجماع کہ انے شرح الوقایہ والاربع قال ابراہم عن نصفہ علی ان یعطیکہ ما بقی خدا فہو برقی آدی الخ
 فی العتد و اکید آتیہ بالایراد لا بالاداء و اور چوتھی صورت یہ ہے سو اگر دائن نے دیون کو بری کر دیا نصف دین سے دین پر کہ دیون کو باقی نہ
 کل دیو تو وہ بری ہو گا باقی کو کل ادا کرے یا کرے اس واسطے کہ دائن نے پہلے ابراہم کو ذکر کیا نہ ادا کو بخلاف صورت ثانیہ و الخامس لو حکم
 بصریح الشرط کان آذیت الخ کذا و اذا ادمی لا یصلح الا جرم لما تقر ان تعلیقہ بالشروط صریحاً باطل لانہ علیک من وجہ
 اور پانچویں صورت یہ کہ اگر دائن ابراہم کو صریح شرط کے ساتھ معلن کرے چنانچہ دیون کہے کہ اگر تو مجھ کو سترہ راکر سے یا جیسا جو وقت ادا کرے تو ابراہم
 صحیح ہو گا اس واسطے کہ ابراہم کی تعلیق صریح شرط کے ساتھ باطل ہے کیونکہ ابراہم ایک راہ سے علیک ہے تو دین کے کہ اگر تو مجھ کو سترہ دیو
 تو تو بری الذہب ہے باقی سے تو صحیح نہیں اس واسطے کہ ابراہم علیک اور مطلق و دون سے ہین سو مطلق کی تعلیق شرط کے ساتھ منافی نہیں اور
 علیک تعلیق کے منافی سے تو سنے و دون سنون کی رعایت کی اور کہا کہ اگر تعلیق صریح ہو یعنی جو وقت شرط تو ابراہم صحیح نہیں اور اگر تعلیق صریح ہو
 چنانچہ بلفظ طے ہو جیسے اکی چار صورتوں میں سے تو ابراہم صحیح ہو کہ انی شرح الوقایہ بتو بیخ و ان قال المدیون لاخر سترہ الا فسرک الخ
 حق لفریضہ حق او حط حق ففعل الدائن التأخیرا و الحط لہ لیس بکلی علیہ اور اگر دیون دوسرے یعنی دائن سے غنی کہا کہ میں
 بری مال کا اقرار نہ کروں گا جب تک تو مجھ کو تاخیر نہ ہو مطالبہ دین سو یا میری اوپر سے کہہ دیں کہ کم کر ڈالے سو دائن نے تاخیر یا استفا بعض دین کیا تو صحیح
 ہو یہ مسلح ہو مطلق کہ دیون دائن پر برستی کرنے والا نہیں جو مسلح جس تاخیر تو بعد تاخیر نے الحال مطالبہ نہیں کر سکتا اور بعد کم کر ڈالنے کے
 پورا دین نہیں لے سکتا کہ انی الخ و لو اعلن ما قالہ و انما اخذ منہ الکل للحال اور اگر اعلان کیا وہ قول جو غنی کہا تو دائن دیون پورا دین ادا کرنے
 حال اعلان سے مراد یہ ہے کہ درجہ ہست تاخیر اور مطلق ادا لوگوں کے سامنے کی اور یہ مراد نہیں کہ ادا کرنے تاخیر اور استفا بعض دین کیا تو صحیح
 اس پر کہ مسلح کا تو نا جائز نہیں اور اعلان میں پورا دین ادا سو وقت فی الحال لیکے جب کہ دائن ساکت رہا اس واسطے کہ اگر کم کر دیا علانیہ یا اقرار کر گیا تو

بخش میں ثابت ہوتی جو نہاد ای میں ہیں سابق کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر شریکین کے دین کے بعد مدیون کا دین ایک شریک پر حادث ہو تو اب تقاضہ
بہرہ بقیہ کے ہو گا اور اس میں شرکت ثابت ہوگی کذا فی المطاوی و نحوہ اذ ان الشریک المدیون عن البعض یتقسم الباقي علی سہامہ اولیٰ ایک
شریک مدیون کو برائی الذمہ کرنے بعض دین سے تو باقی دین اس کے سہام پر مقسوم ہو گا مثلاً اگر دو ذون شریکین کے مدیون پر بیس درم ہوں
اور ایک شریک اپنے حصے سے نصف صاف کر دی تو اس کا مطالبہ مدیون سے پانچ درم کا باقی رہے گا اور شریک ساکت کو دس درم کا و مثلاً
المقاصد اور ابراہام کے مانند تقاضہ ہو ہم مقاصد سہ طرح کہ ایک شریک پر مدیون کے پانچ درم دین تھے بیس درم دین ترک سو پہلے اور پانچ درم
ہوا ہو گا اس کے دین میں تو قسمت دو ذون شریکین میں پندرہ درم سے ہوگی یعنی شریک مدیون پانچ درم پاؤ گا اور دوسرا شریک دس
و لو اجل نضیبہ عند الثانی اور اگر ایک شریک اپنے حصے میں دین کی کچھ مدت مقرر کی تو ابو بوسف کے نزدیک صحیح ہے ہم امام کے
نزدیک اجل ادا شریکین اپنے حصے میں دوسرا شریک کی رضا پر موقوف ہو اور محمد سے دو روایتیں ہیں معلوم نہیں کہ شارح نے امام کا قول
کیون ترک کیا اور ابو بوسف کا قول ذکر کیا باوجود عدم تصحیح کذا فی المطاوی والغصب الا سیلجنا ان نضیبہ قبض لا الذم لہم والغصب عن جنایۃ
حمی اور ایک شریک غصب اور ابراہام نے بقدر اپنے حصے کے قبض سے دین ترک کرنا اور صلح کرنا جنایت سمجھی ہے یعنی اگر احد شریکین کو
چیز مدیون کی فکری اور وہ اس کے پاس تلف ہو جائے تو وہ اپنے حصے کا قابض نہیں رہتا تو دوسرا شریک اس میں شریکیت کا دلیلیہ القیاس سے بیجا راہ
اگر مدیون سے ایک شریک کا صلح کیا اپنے حصے کے مہر پر تو یہ قبض نہ ہوگا اس واسطے کہ ظاہر الدیہ میں یہ اتفاق ہو تو شریک ثانی اس میں رجوع نہیں
کر سکتا اور جنایت عمد کی صلح میں اس واسطے قبض ثابت ہوا کہ بمقابلہ صلح کے کسی چیز قابل شرکت کا شریک مالک ہو اختلاف جنایت خطا کہ وہ در حکم
اسوال ہو تو جنایت خطا کی صلح میں قابض نہیں رہتا کذا فی المطاوی مختصاً وحیلة اختصاصہ بما قبض ان یتبہ الغرم قد لا یتبہ لقرینۃ او قریبہ
شریک کے خصام کا حیلہ یہ ہے کہ مدیون ایک شریک بقدر اس کے دین کے مہر پر شریک مدیون کو اپنا حصہ صاف کر دیں مثلاً ایک شریک کا مدیون
پر چالیس درم ہو تو اگر مدیون اس شریک کو چالیس درم بطریق صحیح دے اور وہ اپنا حصہ صاف کر دیں تو اس چالیس درم میں شریک ثانی کی
شرکت ہوگی کیونکہ مقبوض مہر نہ دین او یتبعہ بہ کفایہ من تمر مثلاً لہم یدہا ملقط وغیرہ و مروت فی الشریکۃ یا کہ احد الشریکین مدیون
مانہ مثلاً ہشی بہر کچھ بیچے بقدر اپنے حصے کے دین یعنی جس قدر اس کا حصہ دانا کچھ کا مٹن نہیں دے دوسرا مدیون کو دین صاف کر دیں کذا فی الملقط وغیرہ
اور جیسا کہ درجہ کتاب شریک میں یعنی اگر اس کا حصہ دین دس درم ہو تو دس درم کو ہشی بہر کچھ بیچے پھر اپنا دین صاف کر دیں تو اب جو مدیون دس
درم دے دیکھا وہ دس میں مہر نہیں رہتا اس کے دین کا حصہ کذا فی المطاوی صلح احد ابی الشلم عن نضیبہ علی ما دہم من رأس المال فلان اجازۃ
الشریک الاخر فخذ علیہما وان رد لا ینفی فیہ قسمة الدین قبل قبضہ و آتہ باطل اور اب ہم میں سے ایک اب ہم نے منہم فیہ کو اپنے
حصہ سے صلح کی مسلم السیہ اس مال پر جادہ سے دیا ہمارا اس المال سے تو اگر دوسرا شریک صلح کو جائز رکھے تو صلح دو ذون شریکین پر نافذ ہوگی اور اگر
شریک رد کرے تو صلح مردود ہو جائیگی اس واسطے کہ اس صلح میں دین کی قسمت ہو قبل اس کے مقبوض ہونیکے اور حالانکہ قسمت دین قبل قبض مال
ہم یعنی جب کہ دو شخص بیع مسلم منقذ کی میں من گہیون میں اور رأس المال میں درم ہو اور ہر شخص نے دس درم تسلیم کیے پھر ایک شریک نے
دس درم من گہیون دس درم پر صلح کی اور دس درم جو مسلم الیہ کو بیٹے تھے سو اس سے لے کر دس درم صلح امام اور محمد کے نزدیک جائز نہیں بلا اجازت
شریک ثانی کے سو اگر اجازت دیکھا تو صلح نافذ ہوگی اور دس درم مقبوض دو ذون میں شریک ہو کر اور جو مسلم باقی رہیگی وہ بھی دو ذون میں شریک
ہوگی اور اگر اجازت نہ دیکھا تو صلح باطل ہوگی اس واسطے کہ دو ذون کے حصے میں بدو ذون رضامی شریک ثانی صلح صحیح نہیں ہو سکتی اور اگر فقط مصلح
کے حصے میں جائز کہیے تو لازم آتی ہے قسمت دین کی قبل قبض کے کیونکہ خصوصیت اس کے حصے کی بلا تمیز نہیں ہو سکتی اور تمیز با قسمت متصور
نہیں کذا فی الدرر تبیین و توضیح لغوی کا ناشر ہوگی معاً و صحتہ جاز مطلقاً جس مان اگر دو ذون رب سلم شریک مفاد میں ہوں تو مطلقاً جائز ہے

کذا فی الجرح طحاوی نے ہذا میں لکھا ہے کہ جاز و لونی الجرح معنی صاع جائز ہے اگرچہ جرح سلم فیہ میں جو یعنی جواز مخصوص بنی علیہ نہیں بلکہ جبکہ
وہ سب میں فسخ کر دیا جائز ہے **فصل فی التنازع** یہ فصل ہے تنازع کے حکام میں ہم تنازع خروج سے ہے ہر مصلح شدہ میں تنازع اس سے
عبارت ہو کہ وارث اسپر اتفاق کر بن کہ مثلا ایک وارث کو میراث سے خارج کر بن کچھ مال معین کیے کہ ان فی المصلح آخر حجت الولیۃ احدہم عن
الزکۃ وہی عن عرق اوی عفا کمال اعطوا لہ ادا خر جوا عن ترکہ ہذا ہک بفضہ دفعو حالہ او علی لعکس ادا عن نقدین یا
محل فی الکمل ہر فالجنس بخلاف جنسیہ خارج کر دیا وارثوں نے ایک وارث کو ترکہ سے اور وہ ترکہ سباب ہو یا کہ وہ زمین اور باغ سے بعض
اوس مال کے جواز نہیں ملے اسکو دیا یا دار ثوانی اسکو نکالنا اس مترکہ سے جو سونا ہو بعض چاندی کے کہ ادھون کو اسکو دسی یا بالعکس کے
کہ چاندی سے خارج کیا سونا دیکر یا چاندی سونیسے خارج کیا چاندی سونا دیکر تو یہ تنازع سب صورثوں میں معیم سے جنس کو مخالف جنس کے طرف ہر
ہم صرف جنس بخلاف جنس یہ ملت ہو تنازع عن نقدین نقدین کی قل ما اعطوا اذ لکن بشرط التفاضل فیما ہو من سب مال کہ وارث
نے ایک وارث کو دیا قلیل ہو یا کثیر ہر صورت تنازع معیم ہو لیکن تفاضل البذلین اس تنازع میں جو بجمہ عقد صرف کے یہ یعنی اگر چاندی سونیکا تنازع
چاندی سونیسے تو طرفین کا قبض کرنا شرط ہر صحت کی تاکہ سودانہ نہ آوی و فی اخراجہ عن نقدین وغیرہا باحد النقدین لا یصح الا ان
یکون ما اعطى له اکثر حصته من ذلک الجنس کذا عن الیہوا اور ایک وارث کے اخراج میں نقدین وغیرہا سے بمقابلہ احد النقدین کے
تنازع معیم نہیں مگر یہ کہ جو سونا یا چاندی اس وارث کو دیا گیا ہے وہ زیادہ ہو اس کے حصے سے اس جنس میں سے تاکہ سود ہو یا جو ہم یعنی اگر
مترکہ میں درم اور سباب ہو اور ایک وارث کے حصے میں مثلا دس درم ہوتے ہوں تو عوض اس کا دس درم ہو زیادہ واجب تاکہ دس درم
عوض سے اس کے حصے کے برابر ہو چاہے اس وارث کی باقی درم باقی مترکہ متاخر درم کے مقابلہ میں پڑیں اور اگر عوض کے درم فقط دس ہوں یا کم یا کہ
وارث کا حصہ درم ہم معلوم ہو نہ مصلح فاسد ہو سود کے قتال سے و کلا بد من حصول النقدین عند القسط و علیہ بقدر نصیبہ بقدر
و جلا لیتھ اور ضروری ہو موجود ہونا نقدین کا صلح کے وقت اور وارث کو اپنے حصے کی مقدار کا معلوم ہونا کہ ان فی الشرطیہ والجلالیہ والو یعرض جاز
مطلقا لعدم الیہوا اور اگر صلح بعض سباب ہو تو ہر طرح جائز ہے سود کہ نہ ہو سب سے و کذا الو انکو دار ثلث لاثہ حیثین لیس ببذل بل تقییم
المتنازعۃ اور صلح مطلقا صلح جائز ہو اگر وارث منکر ہوں اسکی میراث کو اسواسطے کہ اس وقت میں جو وہ دین بلا نہیں بلکہ دنیا قطع نزاع کے
واسطے ہو و بطل القسط ان آخر حجت احد الوثثہ و فی الذکۃ دیون بشرط ان تكون الدیون لیقلتہم لان علیک الذین غلب
من علیہ الدین باطل اور صلح باطل ہو اگر ایک وارث ترکہ سے خارج کیا جاوے اور حالانکہ مترکہ میں دیون میں اس شرط سے کہ دیون باقی
وارثوں کے واسطے ہوں نہ خارج کے واسطے اسواسطے کہ دیون کے سوا اور شخص کو دین کا مالک کرنا باطل ہے ہر جب وارث خارج نے دیون
باقی وارثوں پر جوڑا تو اس نے اپنے حصے کا دیون سے باقی وارثوں کو مالک کیا اور حالانکہ علیک دین کی باطل ہے مگر اسکو مالک کرنا باطل ہے
جسپر دین ہو نہ ذکر حصتہ حیثا فقال و علیہ لو شرطوا ابراء العذراء منہ ای من حصتہ لانه علیک الذین من علیہ الذین
قد نصیبہ عن الغرماء ہر مصنف نے صلح مذکور کی صحت کے حیل اور تدابیر مذکور کیں سو مصنف نے کہا اور صلح معیم ہے اگر وارث شرط کرنا
صلح میں ابرا دیون کا مصالح کے حصہ دین کو یعنی جتنا حصہ ہی مصالح کا دین میں اسکو دے معاف کر دی تو معیم ہے اسواسطے کہ اس ابرا میں مالک
کرنا ہو دین کا اسکو جسپر دین ہو اور یہ معیم ہے تو بقدر اس کے حصے کے دین قطع ہو گا دیونوں سے ہم اس جیلہ میں باقی وارثوں کا فائدہ
یہ ہو کہ وارث مصالح کا حق باقی نہ دیونوں پر اور یہ نہیں کہ اس کا حصہ دین کا بقیہ ورثہ کا ہو گیا کہ ان فی صدر الشرطیہ اذ قضت نصیبہ
القسط منہ ای الذین تبرا منہم و احاطوا بحصتہ یا باقی وارث مصالح کا حصہ دین کو اپنے مال میں وقفہ اور کیں بطریق حاکم اس کے
جانب سے اور مصالح اپنی حصہ دین کا حوالہ کرے دیونوں پر رہنے وارثوں کو اپنا حصہ دلا دی دیونوں سے ہم اس میں من یقیمہ ورثہ کا فرد

اسو صلح کہ نقد بہتر ہو نہ کسی سے کہ اسے مد شہر بے ادوا تو حقوق قد حقیقتہ منہ و کالتحقی عن غیرہ یا صلح بدلا و کالتحقی علی الغنا
و قبلوا الطوالہ و لہذا احسن الحیل ان کمال یا باقی و لہذا صلح کو فرض بن بقدرہ کے حصہ کے دین سے اور صلح کر لین صلح سے دین کے سوا
اور ستر دیکھ سے جو صلح اور صلح وارثوں کو بدل کر صلح کا حوالہ کرے دیو تو ن پر اور بقیہ در ش اس حوالہ کو قبول کر لین
اور یہ جیل بہتر ہو اور جیلوں سے کہ ذکرہ ابن کمال ہم اس واسطے کہ جیل اولے میں صلح کا ضرر سے ابرا کرنے سے اور جیل ثانیہ میں بقیہ در ش کا
ضرر ہو احسان کر نیسے کہ انی لطلحا دی و لا و کجہ ان بیعوا کما من فیہ و نحوہ بقدر الدین تو صلح کما علی الغنا ما بن ملک اور ا دیہ
جیل یعنی آسان تر اور خف تر بقیہ وارثوں کے واسطے یہ ہو کہ در ش صلح کے ہاتھ میں ہو کہ جو یا ماند اسکے بچیں بقدر اسکے دین کے ہر صلح
اپن حصہ دین کا در ش کے واسطے دیو تو ن پر حوالہ کرے کہ ذکرہ ابن ملک ہم اس دین میں بقیہ در ش کا ضرر فائدہ ہو لیکن صلح کا نقصان ہو ضرر
دنی حقہ صلح عن ترکہ جھولہ اعیانہا و لا دین فیہا علی مکمل او صلح دین متعلق اصل اختلاف و الصلحہ الصلحہ زیلیہ لقدم اعتبار
شعبہ الشبہۃ اور جس ترکہ کے میان معلوم نہیں اور اس میں دین نہیں اس کی صلح کے صحیح ہونے میں مکمل اور موزون پر خلاف ہو اور قول صحیح
صلح کا کہ انی الزلیہ بسبب ستر ہونے شہبہ الشبہ کے شارح کہا علی مکمل او موزون صلح سے متعلق ہو ہم میں جب ترکہ میں نہ ہو اور میان اسکے
معلوم نہیں اور مکمل یا موزون پر صلح کا ارادہ ہو تو اس کی صحت میں خلاف ہے فقیر ابو جعفر صحت صلح کا قائل ہے اور یہی قول صحیح ہو اور ظہیر الدین عین
عدم صحت کا قائل ہو بطل شہبہ در ش جو صحت یہ ہو کہ یہ سود کا شہبہ الشبہ ہو اس واسطے کہ قتال ہے کہ ترکہ میں مکمل یا موزون ہو بقدر اس کی
ہو نیسے ہر یہ قتال ہو کہ بدل صلح سے وہ زیادہ ہو تو قتال احتمال شہبہ الشبہ ہو اور عدم صحت میں شہبہ سود کا معتبر ہے شہبہ الشبہ و قال ابن الکمال
ان فی الذکر جنس بذل القلم لو جن و لا اجاز لان لم یذکر فعلی لاختلاف اور ابن کمال نے کہا کہ اگر ترکہ میں بدل صلح کا ہم جنس ہو تو صلح جائز
ہیں اور اگر جنس نہیں تو صلح جائز ہے اور جنسیت یا عدم جنسیت معلوم نہ ہو اس میں خلاف ہو و لوالذکر لاجہولہ و ہی غیر مکمل او موزون
فی بدل البقیۃ من الورثۃ صحتی الاصل لا تقضی الی المنازعة لقیامہا فی بدل حو حقی لو کانت فی بدل المتصلک و بعضہا لم یجزم بالعلم
جمیعہ ما فی بدلہ للحاجۃ الی التسلیم ابن ملک اور اگر ترکہ غیر مکمل یا دوزنی مجہول الاعیان بقیہ در ش کے پاس ہو تو صلح صحیح ہو قول اصح میں اس واسطے کہ
جہالت اس کی موجب ہے نہیں بسبب جو ہونے ترکہ کے بقیہ در ش کے ہاتھ میں تو اگر تمام یا بعض ترکہ مجہول وارث صلح کے پاس ہو تو صلح جائز نہیں جب
کہ تمام مقبوضہ اور معلوم نہ ہو بسبب حاجت تسلیم کے کہ ذکرہ ابن ملک ہم غلام یہ ہے کہ اگر ترکہ مجہول بقیہ در ش کے پاس ہے تو تسلیم کی حاجت نہیں تو
جہالت موجب ہے نہیں لہذا صلح صحیح ہو اور اگر صلح کے پاس تمام یا بعض ہے تو جب تک تمام مقبوضہ معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہیں کیونکہ بیان تسلیم کی حاجت
ہو اور تسلیم در صورت جہالت موجب نزاع ہو و بطل العلم و القسم معر حاطۃ الدین بالذکر و اور باطل ہے صلح ایک وارث سے اس کے نکالنے
کیونکہ اور باطل ہے قسمت ترکہ کے وارثوں میں باوجود محیط ہونے دین کے ترکہ سے یعنی جب محیط ترکہ ہو تو در ش ترکہ کے مالک نہیں جو اس میں صلح
یا قسمت جاری کر لین اس واسطے کہ دین میراث پر مقدم ہے الا ان یقنن الوثۃ الدین بلا جوعی مگر اس صورت میں صلح اہمیت باطل نہیں جب کہ
در ش دین ضامن ہوں بلا جوع یعنی ضمانت اس شرط پر ہو کہ ترکہ سولین اس واسطے کہ اگر جوع ہو گا تو ترکہ مشغول نہیں گا کہ انی لطلحا دی او یقنن لجنی
یشترط براءۃ المثلث یا دین کا اجنبی شخص ضامن ہو بشرط براءۃ ذمہ میت ہم تقیید براءۃ میں شارح مصنف کا تابع ہو گیا ہو اور زمینی میں تو عدم جوع
فی الزکر ہر شتر ط کا مدار ہو کہ انی لطلحا دی و ہی فی من ملک اخو یا وارث دین میت کا او کرے اور مال سے سو اسی ترکہ کے یعنی وارث خواہ اپن مال
او اگر یو یا میت کی کسی اور چیز سے جواب ظاہر ہو کہ انی لطلحا دی و لا یبغی ان یصلحوا و لا یقسم قبل القضاء للدين فی غیر دین محیط اور شرا و
نہیں کہ صلح کما انواراج وارث پر یا قسمت کما انوار دین اگر نہ سے پہلے اس ترکہ میں جسکو دین محیط نہیں ہم اس واسطے کہ میت کی گھو ظامی اول
بہتر ہو لطلحا دی نے کہا بلکہ صورت مذکور میں صلح اور قسمت مذکور ہو و لوقیل العلم والقسم لان الذکر لا یخلو عن قلیل بن فلو

وقف الكل تقصد الولد فوقف قدر الدين استحضاراً وقاية لئلا يتجاوز الال لفضي القصد جوازاً او لمصلحة او مست كباي تركه مذکور دين قبل ادا کرنے دين کے ترجيح سے اس واسطے کہ ترکہ قليل دين سے غالي نہیں ہوتا تو اگر کل ترکہ کی صلح با قسمت موقوف رہی تو دار ثون کا ضرر سے تو بقدر دين ترکہ موقوف رہی بوجہ استحسان کذا فی الرواۃ تاکہ دار ثون کو قسمت توڑنے کی حاجت نہ پڑی کذا فی البحر استحسان متعلق بوجہ یعنی صلح اور قسمت صحیح سے استحسان کی راہ سے نہ قیاس کی راہ سے اس واسطے کہ قیاس سے کہ صحیح نہ ہو اس واسطے کہ ترکہ کا ہر جز مشمول بدین سے بعلمت عدم ترجیح بوجہ استحسان وہی جو شارح نے ذکر کی کذا فی المطامی ولو آخر جوازاً احداً آمن الولد ثم خصه بقسمين الباقي علی السواء ان كان ما اعطوا من مالهم فیر الميراث اور اگر دار ثون نے ایک وارث کو در ثب سے نکال دالا از راہ صلح کے قنادر کا حصہ باقی دار ثون میں برابر قسمت ہوگا اگر وہ مال جواد نہ ہوں نے وارث خارج ہو دیا بغیر در ثب کے خاص مال سے ہو میراث کے سوا واکان المعطى ما ورنه فعلى قدر ميراثهم یقسم بلیقہ اور اگر دیا مال اس میں سے ہو جبکہ وہ نہ ہوں نے میراث میں پایا تو بقدر او کی میراث کو ان میں خارج کا حصہ ہوگا و قد لا الخصاص بکون عن انکار فلو من اقوال علی السواء اور خاصانہ اس تفصیل نہ کہ میں صلح انکاری کی قید لگائی ہو یعنی جب کہ وارث ایک شخص کی میراث کے منکر ہوں اور دفع نزاع کے واسطے کہ مال دیکر صلح کریں تب یہ تفصیل ہو تو اگر صلح در ثب کی قرار میراث سے ہو تو قسمت برابر سے مطابق خواہ ترکہ سے بدل صلح دیا ہو یا غیر ترکہ سے اس واسطے کہ یہ صلح بیع کے مانند ہو تو گویا دار ثون سے اسکو خرید کیا اور ثادہی ظاہر مگر جب کہ مال مدفوع در ثب میں برابر ہو قائل کذا فی المطامی وصلى احدیہم عن بعض الاغنیاء صحیحہ اور صلح کرنا ایک وارث بعض امیان ترکہ سے صحیح یعنی صلح میں کل اور بعض دونوں برابر میں ولو تعذر کونی صلت الخاثر ان فی الذکر دین ام لا فالصلح صحیح کذا کذا الوالم ینکر فی الفتوی ثانی فی الصلح و یجمل علی وجہی خیراً لطلما یجمع الفتاوی اور اگر خارج کی دستاویز میں یہ مذکور نہ ہو کہ ترکہ میں دین رہا یا نہ تھا تو دستاویز صحیح سے اور اصل اگر یہ مذکور نہ ہو تو میں یہی ہستفا اور سوال میں تو صحت صلح کا فتوی دیا جادہی اور عدم ذکر وجود شرط صحت صلح پر محمول ہوگا کذا فی جمع الفتاوی سے منفی پر مبنی بحث واجب نہیں کذا فی المطامی والموصی الہ بملغ من الذکر کواریث فما قد منا من مثله الخاثر اور جس اجنبی کے واسطے کہ سیدہ ترکہ سے وصیت کی گئی ہو وہ وارث کے مانند ہوں ان حکام میں جبکہ ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں تنہا کے مسئلہ یعنی جس تفصیل سے وارث سے تنہا خارج جائز ہو اوسے تفصیل سے موصی کے سے جائز ہو صاحبی ای الولدۃ احلہم وخرجہ من بلیقہ و توطعہ للمیت دیر او علیہ لم یعملوا اهل یكون ذلک داخل فی القبول الذکور قولان اشہرہما لابل بین الكل والقولان حکما ہل فی الخانیة مقول بالعدم الدخول وقد ذکر فی اول فقا واد انہ یقتدم ما ہو الا شہد فکان هو المحدث کذا فی البحر قلت وفي البرازیة انہ الاصح ولا یبطل القبول در ثب سے صلح کی ایک وارث سے اور وہ وارث باقی دار ثون سے خارج ہو گیا پر مبنی کا دین یا میں ظاہر جواز دار ثون کو صلح کے وقت معلوم نہ تھا تو یہ دین یا میں صلح نہ کر میں داخل ہو گا یا نہ ہو گا میں دوقول ہیں دخول اور عدم دخول کے دونوں قولوں میں مشہور تر قول عدم دخول کا ہے بلکہ وہ دین اور میں سبب ار ثون میں مشترک ہے اور دونوں قولوں کو خانیہ میں حکایت کیا ہے عدم دخول کو مقدم ذکر کر کے اور قاضی خان نے اپنے فتاوی کے اول میں ذکر یہ کیا ہے کہ جو قول مشہور تر ہے وہی مقدم ہے تو عدم دخول ہی مستند ہے کذا فی البحر میں کہتا ہوں اور برازیہ میں ہے کہ البتہ وہی صحیح تر قول ہے اور صلح نہ کر کر باطل نہ ہوگی فی الوکبانیۃ سے فی مال طفلی بالشہود فلم یجزم وما یدعی ختمہ ولا یلتزم اور وہاں میں ہوا اور صلح طفل کے اوس مال میں جو گواہوں سے ثابت ہو جائز نہیں اور صلح جائز نہیں ان میں جبکہ مدعی طفل پر دعوی کرے اور اپنا دعوی گواہوں سے روشن کرے اور اگر طفل کا مال گواہوں سے ثابت نہ ہو تو صلح جائز ہو اور دوسری صورت میں اس واسطے صلح جائز نہیں کہ مدعی ستم نہیں مگر قسم لینے کا اور قسم نہ طفل کے باپ پر مائدہ ہو نہ مدعی پر نہ خود طفل پر اور اگر مدعی کے گواہ ہوں تو صلح جائز ہو کذا فی المطامی سے و توطع علی الابراء من کل ما یتبہ اور صحیح سے صلح ابراہر ہر مہم لینے مشتری اگر براءت محبوب میں پر کچھ لیکر باقی سے صلح کرے تو جائز ہے مطامی

کہا اسے ہوا کہ ابراہیم العیب بلا بدل میجو تو سپہ طرم بدل کے ساتھ ہی میجو کیونکہ یہ سقا طرم سے وصولی ال عیب عنہ صلاہم یقیناً
 اور اگر عیب بیہ سوزاں ہو گیا تو صلح باطل سے ہم یعنی اگر مثلاً غلام یا جانور کی آنکھ کھلا یا نانیہ سو صلح کی اور جالایا خنہ آنکھ سے دفع ہو گیا تو صلح باطل ہو
 تو بدل صلح پیر یا جای اور اس طرح ہر عیب اہل کا حکم سے کذا فی الخطا دی سے ومن قال ان تخلف فقلو انکم یحرمون اور جو مدعی کہ مدعا علیہ سے ہو کہ اگر
 تو قسم کیا ہو تو بری الذمہ ہو گا تو وہ جائز نہیں لیکن یہ مدعا علیہ نے قسم کیا ہو تو صلح باطل سے اس واسطے کہ ابراہیم کی تعلیق شرط صریح پر جائز نہیں ہے
 مذکور ہو چکا تو اگر مدعی گواہ لاوے گا بعد اس صلح کے تو سماعت ہو گی اور اگر قیامت شہادت سے عاجز ہو گا تو مدعا علیہ سے دوسری بار قسم لی جاگی اس واسطے
 کہ پہلی قسم قاطع خصوصت نہیں اس سبب کہ حاکم کے سامنے نہیں ہوئی کذا فی الخطا دی سے وکونکذا کلا جہتی کی تعلیق اگرچہ مدعی قسم کیا ہو تو صلح
 باطل ہو اور مدعی اور مدعا علیہ اجنبی کے مانند ہیں صورت مذکورہ میں ہم مدعی کی قسم کی یہ صورت ہو کہ مدعی اور مدعا علیہ اتفاق کریں کہ اگر مدعی قسم کیا ہو
 اپنی دعویٰ پر تو مدعا علیہ پر دعویٰ ثابت ہو تو اگر مدعی قسم کھائے تو مدعا علیہ پر مال واجب ہو گا اور اجنبی کی صورت یہ ہے کہ مدعا علیہ نے کہا کہ اگر
 فلا نا شخص بیہ غیر مدعی قسم کیا ہو تو مال مجھ پر سے تو صلح باطل سے اور مال لازم نہیں کذا فی الخطا دی سے وانشاء تعالیٰ اعلم واستغفر اللہ العظیم **کتاب**
المضاربت یہ کتاب ہے عقد مضاربت کے حکام میں ہی لقاعہ مقاعلہ من الضرب فی الاکثر وهو الشیء فی مضاربت باعتبار لقب عرب
 مضاربت ہو ضرب فی الارض سے اور ضرب فی الارض عبارت ہے زمین کے چلنے پھرنے سے ہم اس عقد کا مضاربت اس واسطے نام رکھا کہ مضاربت میں زمین پر چلنے پھرنے
 پر نفع حاصل کر نیکی کے واسطے اور اہل حجاز اس عقد کو مضاربتہ اور قراض کہتے ہیں اس واسطے کہ قرض سے قطع ہوا اور صاحب مال کہہ اپنا مال کاٹ کر
 مضارب کو دینا سے کذا فی البیوع وشرعاً عقد شریک فی البیوع جال من جانب رب المال وشمیل من جانب المضارب وشرعاً مضاربت شرکت
 فی المنفعہ کا عقد ہے جو عقد نہ منفقہ ہو مال اور عمل سے مال تو رب المال کے جانب سے ہو اور عمل مضارب کے جانب سے ہم مثلاً عا دلتے ہزار روپیہ محمود کو بیٹے
 کہ اوں سے تجارت کری اور نفع میں دونوں شریک ہیں اور محمود نے قبول کیا تو اس عقد کو شرعیں مضاربت کہتے ہیں اور حامد رب المال اور محمود مضارب
 وکذا فی الايجاب والقبول اور رکن مضاربت ايجاب اور قبول سے ہم ايجاب سطر ح کہ رب المال مضارب کہے کہ میں یہ مال تجھ کو بطریق مضاربت
 یا مضاربتہ یا معاہدہ کے دیا یا اس مال کو لے اور تجارت کر اس شرط پر کہ آدمی منفعت یا نہائی تیری یا لون کہے کہ اس مال سے متعلق خرید کر سوجا فائدہ حاصل
 ہوا دس میں سے تیرا حصہ ہے یا لون کہو یہ مال لے آہوں آدہ نفع پر اور مضارب کہے کہ میں نے قبول کیا جس لفظ میں یہ مضمون آدا ہو کذا فی الخطا دی عن
 المحرمی وحکمہا انما لا یأید انما ابتداء اور حکم مضاربت یعنی اسکا اثر مرتب چند نفع ہو لیکن بانظار مختلفہ اس واسطے کہ مضاربت آنا رکھنا جو
 شرعیں ہم مضاربت ابتداء میں ایداع اس واسطے ہو کہ قبض کر مال کا ہو یا لون مالک نہ بر وجہ معاہدہ وثیقہ بخلاف مقبوض سے سود شہاد کہ وہ قبض سے
 بر وجہ معاہدہ اور بخلاف رہن کے کہ وہ قبض سے بطریق وثیقہ کذا فی البیوع مضارب ایداع شہری تو ہلاک مال سے مضارب پر تا دان نہیں
 ومن حیث الظہان ان یقرضہ للمال الا ان یقرضہ لشرکۃ عتبان بلکہ ہم دجا قرضہ علی ان یعلا والیوم بینہما لو کمال المستقرض
 فقط فان هلك فالقرض علیک اور ہلاک اس المال میں مضاربے تا دان لینے کا ایک جلد یہ ہے کہ مضارب کو مال قرض دی سوا ہی ایکنہ کم ہر شرکت
 عتبان منفقہ کرے اس مال سے یا دوسرے مال سے جو مضارب کو قرض یا اس شرط پر کہ رب المال اور مضارب دونوں تجارت کا کام کریں اور نفع دونوں
 میں برابر ہو ہر بعد کے قطع قرض لینے والا یعنی مضارب تجارت کری تو اگر مال ہلاک ہو گا تو مضارب پر قرض ثابت رہیگا ہم شرکت عتبان کو اس واسطے
 خاص کیا کہ اس میں نفع بعد مال کے لازم نہیں اور دونوں کا عمل اس واسطے شرط کیا کہ اگر ایک کا عمل شرط ہو گا تو شرکت عتبان فاسد ہو جاگی اور فاسد
 ہر شرط عمل دوسرے نہ اطلاق طحاوی کہا اس جلد سے مضاربت باقی نہ رہی بلکہ رأس المال میں شرکت ہو گئی تو توکیل کے علی لخص فی الامر اور مضارب
 توکیل کے عمل کے ساتھ سبب تصرف کرنے مضارب کے رب المال کے امر سے ہم ہر جب توکیل ہوئی تو جو عہد ہو گا لاہن ہو گا وہ رب المال پر سے
 کذا فی الدرر وشرکۃ ان کیج اور مضاربت شرکت ہو گا فائدہ حاصل ہو اس واسطے کہ مال اور عمل سے فائدہ حاصل ہو تو دونوں شریک ہوں

عقد مضاربت کا قیام
 نہ کر کے مال دینا
 دانوی کا دینا
 کہ جو عہد کرے

اود ماخره بر کبره او سکو بچم اود اسکے منج سے مضاربت کر سوا دس سے ایسا ہی کیا تو جائز و محرم اس واسطے کہ مضاربت غلام کے طرف مضامین نہیں
 جو جائز نہ ہو بلکہ اسکے منج کی طرہ مضامین ہو اور منج سے مضاربت صحیح ہے کہ اس نے قدر اور یہ جلیہ سے جواز مضاربت فی ہر دفع کا یعنی متاع کر
 منج کے طرف مضاربت کو مضامین کر کے کہو لکن اصل و مستلزم و مستلزم کا کافی بدلہ مضاربت کا نصف جواز نہیں چنانچہ
 یوں کہنا فاسد ہے تو یہ مستفیض ہو کہ تجارت کر دس مال سے جو میرا ترے پاس ہے بطریق مضاربت کے نصف نصف منفعت پر تو جائز ہو کہ ان فی الجہنم
 مستفیض ہو جس کے پاس مال ہو بطریق مضاربت کے طحاوی نے کہا مضاربت اوس صورت میں جائز ہوگی جب صاحب غیرہ کے پاس دس قسم کا مال ہو جس میں
 مضاربت جاری ہوئی ہو یعنی از قسم منج ہونے متاع و کون دس مال عینا لانا جس طرح فی الدار و اس شرط صحت جو ہونا اس مال کا عین یعنی سیر
 ہونا شرط ہو نہ دین ہونا چنانچہ ہکو در دین واضح بیان کیا ہے کہ در دین میں ہونا شرط ہو نہ دین ہونا اس واسطے کہ مضاربت دین جو شرط دین اور
 جس میں دین سے اس کا عین ہونا مقصود نہیں تو اگر دائرے میں سے کہہ کہ عمل کر دس دین میں جو ترے سے ہے جو بطریق مضاربت فی نصف تو جائز
 نہیں اپنے طحاوی نے کہا عین و عرض پر او نہیں بلکہ متعین مراد سے مسکال المضاربت لیکن المتعین در انما لیکر رب المال تسلیم کر جو الا ہو اس المال
 مضاربت کو تا اود سکو تصرف اوس کا ممکن ہو کہ اس واسطے کہ عمل مضاربت کا جائز ہے اور وہ ممکن نہیں بدو تسلیم کے علی وجہ الکمال تو اگر صاحب مال بیہ شرط
 کرے کہ ہر شب مال میری پاس ہے تو مضاربت فاسد ہوگی اور اگر صاحب مال باہر مضاربت اس مال سے خرید فروخت کرے تو منفع میں دونوں شرکاب
 ہوں جو ہر شرط کے اس واسطے کہ استعانت جو عمل پر نہ نقص مضاربت پر بخلاف شرط عمل رب المال میں عقد میں کہ وہ منف ہو کہ ان فی طحاوی
 خلاف الشریک لان الھل فیہا من الجانیۃ بکلاف عقد شرکت کے اس واسطے کہ اوس میں دونوں جانب سے عمل ہے و کون الی غیرہ بیہ شرط
 فلو مکن قد اقسدت اور شرط مضاربت ہو تو نہ منفعت کا مابین دونوں کے شائع اور عام تو اگر کسی مقدار کو معین کرے تو مضاربت فاسد ہوگی نہ منفعت
 شائع ہو مثلاً دونوں میں نصف نصف ہو یا تین تہا و اس واسطے کہ اس میں منفعت کی مشارکت ثابت ہو نفع قلیل جو بیکثر اور سہم میں کرنا چنانچہ سود و رم یا
 نصف منفعت کہ ساتھ دس درم زیادہ تو یہ قاطع ہو شرکت کا اس واسطے کہ نہ منفعت ہو کہ بقدر سہم معین ہو جب شرکت منفعت کی نہ ہو تو مضاربت باقی
 نرمی و کون نصیب کل منهما معلوما عند العقد اور شرط مضاربت ہو ہر ایک حصے کا معلوم ہونا عقد مضاربت کے نزدیک ہم حصہ ہر ایک کا
 معلوم ہونا قبول صورت قبول ہے کہ مثلاً مال کہ مضاربت کے جبکہ نصف نفع خواہ ثالث خواہ رائج ہو معلوم ہونا اس واسطے شرط ہو کہ عقد مضاربت ہو
 نفع کے واسطے تو اس کی جہات موجب و مفید ہوگی دین شرط و کون نصیب لیس مقاربت من الیہ حتی لو شرطہ من دائیں المال اویسہ
 دین الزم فستد اور مضاربت کی شرط دس سے ہونا عقد مضاربت کا نفع سے تو اگر مضاربت کے واسطے اس مال سے یا اس مال اور نفع دونوں سے ہونا
 شرط ہو تو مضاربت فاسد ہو اس واسطے کہ ان دونوں شرطوں کو عقد مقتضی نہیں کہ ان فی طحاوی و الجلائۃ علی شرط یوجب جہا لہ فی الزم و یقلم
 الشریکۃ فیہ یفسدھا و لا یطیل الشریک و حق العقد اعتباراً بالکمال لیس میں جو شرط کی جہات نفع کی موجب ہو یا قاطع ہو شرکت کی نفع میں نہ
 شرط فسد مضاربت ہو اور نہیں تو شرط باطل ہو جاتی ہو اور عقد صحیح ہو تا سہم بقیاس و کالت کے یعنی بسط و کالت شرط فاسد ہو فاسد نہیں ہوتی
 ہم جہات نفع چنانچہ نصف نفع یا ثلث بطریق تردید کے اور قطع شرکت چنانچہ ایک شخص کے واسطے درام میں نہ کا شرط کرنا ان دو کے سوا اور شرط
 فاسد ہو جس سے عقد نہیں از انجملہ یہ ہے کہ مضاربت پر خیران یعنی تو شرط کیا جاوے یا دونوں پر کہ اس نے طحاوی و لو ادعی المضارب فسادھا
 فالقول لرب المال و بعکسہ فالعقد مضارب فساد مضاربت کا دعویٰ کرے تو صاحب مال کا قول مقبول ہے اور اس کے ہر کسی نے اگر
 صاحب مال فساد دعویٰ کرے تو مضارب کے قول مقبول ہے الاصل ان القول لیدعی العقد فی انفسہ لا الا اذا قال رب المال شرطت لک الثلث
 الی غیر الا عشر و قال المضارب الثلث فانقول لرب المال و لو فیہ فسادھا لا ینکر زیادہ یا یذعیھا المضارب خائینہ امد فاعده کلیہ
 یہ ہے کہ عقد دین دعویٰ صحت عقد کا قول مقبول ہو اگر جب کہ صاحب مال کہو مضارب کے میں سے بڑی واسطے ثلث نفع شرط کیا ہو سوا ہی دس درم کے
 چنانچہ دس درم کے

نصف منج کا عین ہونا شرط ہے
 مضاربت کا عین ہونا شرط ہے
 مضاربت کا عین ہونا شرط ہے
 مضاربت کا عین ہونا شرط ہے
 مضاربت کا عین ہونا شرط ہے

اور مضارب کو ثلث نفع مشرط ہو تو صاحب مال کا قول مقبول ہے اگرچہ صاحب مال کے قول میں فساد مضاربیت ہو مقبول اس واسطے کہ صاحب مال اور
زیادت کا منکر ہو جس کے مضارب ہو کر ہو کہ ان فی الحاقہ واما فی الاشباہ و فیہ اشقیاء فافہم اور جو قول شباہ میں ہو شہین شباہ ہو سو ہو کہ
بہرے ہم شباہ کی عبارت ہے جو قول قول یعنی القبول الا اذا قال رب المال شرطت لک الثلث و زیادہ عشرہ و قال المضارب الثلث فاقول
المضارب یعنی مقبول قول مدعی صحت کا ہو کہ صاحب مال کے کہ میں نے تیرے واسطے ثلث اور دس درم کی زیادت شرط کی اور مضارب کے
ثلث نفع مشرط ہے تو مضارب کا قول ہو اتعے الترجمة منصفیٰ اپنی شریعت اور محمد صالح ابن منصفیٰ حاشیہ شباہ میں کہا کہ حکم مذکور قاعدہ کو
کے مطابق ہو اس واسطے کہ مضارب اس صورت میں مدعی صحت کے معنی برخلاف صاحب مال کہ مدعی فساد ہو صاحب شباہ کو شباہ بہ واقع ہوا
کہ اس شخص میں گمان کیا کہ مسئلہ مذکورہ قاعدہ سے خارج ہے اور حالانکہ نہیں داخل ہے نہ خارج کہ ان فی الطاری و بیک المضاویب فی
المطلقة التي لو تعقدت بکمال و زمان و ان فی البکیم و لو فاسداً بغيره و غیرتک متعارفہ اور مضارب کا کہ مضاربیت مطلقہ
اس مضاربیت میں جس میں مکان تجارت یا زمان تجارت یا نوع تجارت کی قید نہیں ہوگا اگرچہ ہم فاسد ہو نقد من سے بچ کر یا مدت متعارفہ کے
ساتھ ہم ہم مراد نہیں کہ مضارب کو ہم فاسد ضال ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہم فاسد سے مضارب مخالف ہوگا کہ فاصب شہرے اور مال اس کے
ماتہ میں امانت نہ باقی ہو مدت میں متعارفہ کی قید اس واسطے کہ ان تا أجل طویل سے اخراج واقع ہو والشراء والتوکيل بھما اور مضارب
خرید کرنے کا مالک ہو اور خریدہ فروخت کے واسطے دوسرے شخص کو وکیل کرے یا مالک ہو والشراء والتوکيل بھما اور مالک فی بلای علی الظاہر
اور مالک ہو سفر کرنے کا خطی اور تری میں یعنی زمین اور دریا میں اگرچہ صاحب مال نے مضارب کو مال دیا ہو اپنی شہر میں نہ مسافت میں بنا بر قول ظاہر
ہم اور قول غیر ظاہر ابو یوسف کی روایت ہو امام سے کہ اگر اپنے شہر میں مال دی تو مضارب کو سفر جائز نہیں اور اگر سفر میں ہے تو اس کو سفر کرنا
یا شہر صاحب مال جائز ہے قول ظاہر کی دلیل یہ ہے کہ مضاربیت مشتق ہو ضرب فی فیض سے تو مقتضای لفظ مسافت کا مضارب کا کہ ہو والا ینضام
ای دفعہ امالی بقیعاً اور مالک ہو بضائع کا یعنی مال کے بیٹے کا بطریق بضاعت کو کہتے تمام نفع صاحب مال کے واسطے مشرط ہونا و لو لو بکمال
لا تقسداً المضاربة لکما یحییٰ اگرچہ مضارب صاحب مال کو مال دیا ہو بطریق بضاعت کے تو بھی اس کو اختیار ہو اور اس بیٹے سے مضاربیت فاسد
نہیں ہونی چاہیہ بیان اسکا آدیا و بیک الایدام والرحمن والادھان والایجاد والاسیجار فلما استجار اصحاباً بقیعاً لیدرہا اذ
یعز شہاراً ظہیریہ اور مضارب کا کہ ہو کیسے پاس و دیت رکھو اور دوسرے کو پس گرد کرنے اور اپنی پاس میں رکھو اور اجارہ بیٹے اور اجارہ
لینے کا تو اگر شہر کے سفید زمین یعنی خالی زمین کا تو اس میں کہت کہ یا درخت لگا دی تو جائز ہے کہ ان فی الظہیریہ والاحتیال ای قبول الحق والحق
بالغنی مطلقاً علی الاکبر والاعسر لک کل ذلک من صلیم الخیار اور مالک ہو خیال کا یعنی من کے حوالہ قبول کرنے کا مطلقاً کثادہ دست
اور غلست پر اسٹو کہ وہ سب امور مذکورہ یعنی بیہ اور شر اور توکیل اور سفر اور بضائع اور اذاع اور رس اور ارتقاء اور اجارہ اور شہار اور
خیال سو اگر دیکھت ہو العمل سے و لا بیک المضاربة والشركة والخلط بال نفسه الا باذن او عمل برأیک افر الشی لا یتضمن
مضارب کا کہ نہیں مضاربیت کا یعنی وہ مال دوسرے شخص کو بطریق مضاربیت کے نہیں دیکھا اور مالک نہیں شرکت کا اور اس مال کو اپنی مال کے ساتھ نہ لایکا کہ
مال کو ان یا اس کے یون کہتے سے کہ عمل کر اپنی تجویز اور عقل کے موافق اس واسطے مالک نہیں کہ شئی اپنے مانند اور برابر کی چیز کو تقنین نہیں ہوتی بلکہ شرکت
نہیں ہوتی جو ہم تقنین مائل عدم لک مضاربیت کی علت ہے نہ نفی شرکت اور خلط مال کی تو اگر شارح یون کہتا افر الشی لا یتضمن مثلاً و الا علی نہ تو ہر تجارت
واسطے کہ شرکت اور خلط بالاتر ہو مضاربیت سو خلط مال اس صورت میں جائز نہیں جبکہ اس شہر میں رائج ہوا اور اگر طے نہ رائج ہو تو مضارب
مان نہیں کہ ان فی الطاری و لا الاقراض والاستدانة فلان قبل له ذلک ای عمل برأیک لا غما لیس من صلیم الخیار فلم یل خلا
تعمیلہ مالم یقض المالك علیہما فیکما اور مضارب کا کہ نہیں فرض ہو کہ اور اس واسطے کہ اگرچہ قول مذکور اس سے کہتا ہوا ہو اگرچہ

خیر المضاربت لا یقتضی اصل التمسک من بیع الحلال قید لای جنس تفسید مضرب کی اسوہلو کہ تفسیق مضرب گز مستبر نہیں چنانچہ منع کر دینا صاحب مال کا یہ حال ہے
 یہ مثل سو و اما المبیعة فی الجملة کسوف من مضرب فان حصر بالکفی مع والا لا اور ہر شخص کے فی الجملة مضرب ہو چنانچہ ایک شہر کے ایک بازار کی تفسیق اگر
 ہن کی حسابانے تصریح کر دی ہو تو تفسید صحیح ہو اور نہیں تو صحیح نہیں ہم شہر کے ایک بازار کی تفسید اسوہلو صحیح نہیں کہ شہر باوجود تباہی اطراف کی
 بعض واحد کا منہ ہو لیکن اگر ہن صحیح ہو سہل کہ تجارت کرنا سے بازار میں اور نہ تجارت کرنا اس کے سوا اور بازار میں تو اب تفسید صحیح ہوگی کہ نہ لے
 الطفاوی فان قل فی حق المضاربت فان ذلك الشراء المثل ہر اگر مضارب نے مالک کو خلاف امر کیا یعنی شہر میں سے نکل کر دوسرے شہر میں خریداری کی یا
 جنس میں کے سوا اور جنس میں لے یا موسم میں کے سوا اور موسم اور فصل میں تجارت کی یا جنس میں کے سوا اور جنس کو ہاتھ خرید و فروخت کی تو مضارب پر ضمان
 مال لازم ہوگا مخالفت کرنا سے اور وہ خرید و محال امر مالک فقط مضارب کی ہوگی یعنی تو اس کے نفع اور نقصان کا مضارب مالک ہوگا اسوہلو کہ اس نے
 غیر کے مال پر بدو اس کے اس کے تصرف کیا کہ نہ لے اور وہ مال مقیم صرف فیہ حیثی کا لکھو فان عادی المضاربت اور اگر مضارب نے مال مضارب میں نہ صرف
 کیا بیان تک کہ پر آیا شہر میں جن تو مضارب پر صحیح ہو جائیگی ہم پیشین ہر نہیں شہر سے بینے اگر مالک نے شہر میں کر دیا اور مضارب اور جنس ہر سوا تو مضارب
 سوا مال خارج ہو گیا لیکن بجز حروف سوا اگر اسی شہر میں پر آیا تو ضمان داخل ہو گیا اور مضارب مثل سابق قائم رہی کہ نہ مضارب ہر سوا اس کے
 مابہ میں قائم سے عقد سابق ہو کہ نہ انی الطفاوی و کذا لو حادی البقیض احتیاجاً للبرہان لکھ اور اس طرح وہ مضارب کا حکم ہے اگر مضارب نے بعض مال
 مضارب میں ہو گیا بجز کو کل کے ساتھ قیاس کر کے ہم یعنی اگر بعض مال کو جنس میں صرف کیا اور بعض کو میں جن رو کیا تو ہن مضارب باقی ہو و لا یطاع
 تزویجہ من ماکھا اور مضارب مالک نہیں بخل کر شیعہ اس ملک کا جو مول لیا گیا مضارب کو مال سے و لا شرا من یعلق علی ذیل لمالی بقولہ
 عین اور مضارب مالک نہیں اس نوڈی یا غلام کی خریداری کا جو آزاد ہو جائے یا صاحب مال پر بسبب قرابت قبضہ ہم قسم کی یہ صورت ہو کہ صاحب مال نے
 کسی نوڈی یا غلام کو کہا ہو کہ اگر میں اس کا مالک ہوں تو وہ آزاد سے بخلاف الوکیل بالشراء فانہ ملک ذلک عند عدم القرینۃ المبیعة للکمال
 کاشتری عبداً آیتہ او استخداً او حاکم یا غلام کا بخلاف خرید کر کے وکیل کے اسوہلو کہ وہ اس ملک کو خرید کر نکال اختیار کرتا ہو جو ملک
 آزاد ہو جائے جب کہ قرینہ خصم و کالت ہو چنانچہ یوں کہنا مول کا وکیل سے کہ میرے واسطے وہ غلام خرید کر کہ جسکو میں چوں یا اس خدمت لون یا جاریہ
 خرید کر جس میں قربت کہ دن ہم دہیم اور مستخدم اور وطن جاریہ قرینہ ہو کہ وکیل کو اس غلام یا نوڈی کا خرید کرنا چاہی ہو کہ مول پر آزاد ہو جائے و لا من
 یعلق علیہ ای المضارب اذا کان فی المال و یجوز ہونہ ان تکن قیمۃ هذا العبد اکثر من کل راس المال کا بسطہ العینی فی الحفظ اور
 مضارب اس غلام کو خرید کر نکال مالک نہیں جو مضارب پر آزاد ہو جائے بسبب اہت کی بشرطیکہ مال مضارب میں نفع ہو نفع سے یہاں مراد وہ نفع ہے کہ غلام
 قیمت اکثر ہو تمام راس المال سے چنانچہ سہل شرح بیان کیا ہے معنی نے تو اسکو یا د کہنا چاہی ہو ہم خرید کر یا غلام مذکور کا اسوہلو کہ جائز ہو کہ مضارب کا حصہ
 آزاد ہوگا اور صاحب مال کا حصہ بگڑ جائے گا کیونکہ سہل یہ مادہ کے نزدیک جائز نہیں یا تو اس غلام آزاد ہو گا صاحب کے نزدیک یعنی نے کہا بطور نفع سے
 مراد یہ ہے کہ قیمت غلام کی راس المال سے زیادہ ہو خواہ اس مال میں نفع ہو یا نہ اسوہلو کہ جب غلام کی قیمت راس المال کے برابر یا کمتر ہوگی تو مضارب
 کی ملک اس غلام میں ظاہر ہوگی بلکہ غلام مشغول ہو گا راس المال سے تو اگر راس المال اہل ہزار تھا پھر دس ہزار ہو گیا بعد کے مضارب نے وہ غلام مول لیا جو
 مضارب پر آزاد ہو جائے اور قیمت غلام کی ہزار یا اقل سے تو اس پر آزاد ہو گا جسے مختصر کہ انی الطفاوی فان فعل شراء من یعلق علی واحد منهما
 وقم الشراء مکتفیہ سوا اگر مضارب نے اس ملک کو خرید کر یا ہزار مال یا مضارب ہر واقع ہوگی خرید مضارب کی ملک و سہلو نہ مضارب کی سہلو ہم اور مضارب
 تا وہن دو دونوں صورتوں میں پہلی صورتیں جمیع ہن کا تا وہن ہر اگر میں او کیا ہو مال مضارب سے اور دوسری صورت میں بعد مضارب کے اس ملک
 سے مٹن سافط ہو گا کہ انی الطفاوی عن ابی اسود فان لم یکن یزید کا ذکر لکھ لکھ مضارب نے اور اگر وہ نفع ہو جسکو جنو معنی ہو جان کیا تو مضارب کے
 دہلو خرید صحیح ہوگی ہم پیشین سے اس صورت کی ساتھ جب کہ مضارب نے خرید کر جو مضارب پر آزاد ہو جائے کہ انی الطفاوی فان مضارب نے

ملک کی مضارب
 ہو کہ نہ مضارب
 سے کہ نہ مضارب
 ہو کہ نہ مضارب

قیمت بعد الشراء حق خطه ولم یقمن نصیبک لعلی العتق لا یصنعه و سنی العتق فی قیمة نصیب قبل المکال پر اگر غرض ظاهر ہو
 غلام کی قیمت بڑھ جائے بعد خرید کے تو بعد رجعت مضارب غلام آزاد ہو گا اور مضارب پر ضمان لازم نہ ہو گا مالک کے حصے میں سبب آزاد ہو جائے غلام کے
 بلا صفت مضارب اور کوشش کرے آزاد غلام دای قیمت میں بقدر حصہ رب المال کے ہم غلام اس واسطے آزاد ہو گا کہ مضارب یا بی بی تو سبب مالک ہو اور
 مضارب پر ضمان اس واسطے لازم نہ آئے کہ وہ عند المکال آزاد ہو گیا بلا صفت مضارب بلکہ سبب یا وہ جو بانی قیمت کا یا انکی رضاعت کی یا غلام کو
 اشتد فی المشرک من یعتق علی شریکہ او الی من یعتق علی الصغیر فقد علی القادر ذلک لفظ فیہ نہ نصف ہو اور نہ مالک و غلام
 خرید کر جو آزاد ہو جائے دو شریک پر یا باپ یا وصی اس غلام کو خرید کرے جو آزاد ہو جائے تو سبب یہ عاقد یا فاسد ہوگی اس واسطے کہ سبب
 صغیر کی کچھ رعایت نہیں ہم عاقد سے شریک یا باپ یا وصی مراد سے فقیر شراح کی فاسد سے اور شریک میں ولایت جو مضارب میں مذکور ہوگی میں
 ہم حصول نفع شریک قالما ذون اشتد فی من یعتق علی المولیٰ و علق علیہ ان لعلی مستغن قالالین والاکلا خلا فاما ذیل او سبب
 یا ذون کے جب کہ اس غلام کو خرید کیا جو سولے پر آزاد ہو جائے تو خرید صحیح ہو اور وہ غلام سولے پر آزاد ہو گا اگر عیاد ذون تفرق بالین نہ ہو اور نہیں تو آزاد
 ہو گا بخلاف صاحبین کذا فی الزیسی ہم زبانی نے کہا کہ اگر عیاد ذون پر وین جو خواہ اس کی گردن اور کسب کو چھوڑ دے ام کے نزدیک آزاد ہو گا اور
 صاحبین کے نزدیک آزاد ہو گا کذا فی لفظا دی مضارب معہ العتق بالنصف اشتد فی امه فقلت ولدا مساک و یا لہ ای للاف فاذعاً لا یجوز
 فصارت قیمته ای الولد و کذا کذا ذکرنا الفاء و نصفه ای تحسم انہ نفذت و دعوتہ لوجوب العتق بظہور الی وجہ المذکور ففتق مضارب
 جس کو اس ہزار درہم میں نصف نصف مفت پر اس نے ایک لوندی خریدی کہ سودہ جی لینے بعد قیمت مضارب کے ایسا لڑکا جن جسکی قیمت راس المال یعنی ہزار
 درہم برابر ہے پر مضارب نے اس لڑکے کی فرزند کی کا دعویٰ کیا مالاری کی حالت میں پر قیمت اسکی لینے فقط ولد کی قیمت جیسا کہ منویان کیا تو بڑا
 ہزار ہو گئی تو مضارب کا دعویٰ فرزند کا نام نہ ہو گا بسبب پاؤں ملنے ملک مضارب کے ظاہر جو نے نفع مذکور سو قواب ولد مذکور آزاد ہو گا ہم پر چھوڑ
 مضارب کا نافذ ہوا ذلک لہ کا اس کا فرزند نہیں رہا اور بقدر حصہ مضارب آزاد ہو گا جسے بقدر ربع کے اور مضارب پر نصیب ملک کا ضمان لازم نہ ہو گا
 اس واسطے کہ آزاد ہی سبب اور نسب ثابت ہوئی اور ملک میں مضارب کی صفت کو دخل نہیں اور ضمان لازم نہیں ہوتا مگر قید ہی کہ کذا فی الزیسی فقط
 سنی لعلی مالک فی الکف و ذلک ان شاء المملک او اعلقہ ان شاء ولد مذکور کوشش کرے صاحب ل کے واسطے ہزار درہم کی چوتھائی یعنی ساڑھے
 بارہ سو درہم سے کسی کو اگر ایک چاہی یا اگر چاہے تو اسکو آزاد کر دے ہم ہزار راس المال کی بابت سو اور اڑھائی سو نفع کی بابت شلک کو حصے میں ہیری
 و لعلی مالک بعد قبضہ الفہ من الی التخصیص المدعی و لعلی مقبولاً لا نہ فان ملک نصف قیما ای الامہ لظہور نفوذ دعوتہ قیما اور
 صاحب ل کو جائز ہو بعد قبض کرنے ہزار درہم ولد سو تا وان لینا دی مضارب لوندی کی نصف قیمت کا اگر چہ دعویٰ منسلک ہو اس واسطے کہ یہ تاوان ہو ملک ہو
 یعنی اور تاوان مذکور برابر ہو مالاری او بی بی میں بسبب ہر سونے دعوت مدعی کے لوندی میں ہم قبض کرنا ہزار درہم کا ولد سو ہو پہلے شرط ہوتا کہ
 لوندی مضارب کی ام ولد ہو جائے اسکو لوندی مشغول براس المال ہو پر چھبیا حیل لے ولد سے ہزار درہم لینے تو لوندی راس المال سو فارغ ہو گئی اور
 بالکل مفت میں اصل ہو گئی تو اب نہیں مضارب کی کٹا ہر ہو گئی اور دعوت مضارب کی لوندی میں کھل گئی کذا فی لفظا دی فمحل علی آثار و جکا
 شراشد اھا کجلی اصنہ اور دعوت مضارب پر حمل ہوگی کہ مضارب نے لوندی سے نکاح کر لیا باذن باپ یا پیر او سکونہ کیا جب کہ وہ حاملہ نہ تھی مضارب
 ہم پر حمل باعتبار حسن ظن ہے جو تاکہ مضارب نہ ناکار نہ ہو سکے و لعلی فقلت قیمتها الفاء و نصفه صارت ام ولد و قیمن للمملک الفاء و ربعہ لعلی مالک
 فمحل مقبضہ فلا مساکۃ علیہ الا انہ لولای لا یشتق فقام فی الجواز لہ لوندی کی قیمت ڈیڑھ ہزار ہو گئی تو وہ مضارب کی ام ولد ہو جائیگی اور مضارب مالک
 دی مالک کو ساڑھے بارہ سو درہم کا اگر وہ مقدم والا ہو اور منسلک ہو تو ام ولد پر سماعت نہیں اس واسطے کہ ام ولد سماعت نہیں کرتی اور بڑا یا بیاں اسکا ہر لوندی
 میں جو ہم پر چھبیا جائے ہو اور دعویٰ اس کا ہے کہ مالک نے ہزار درہم ولد سے نہیں پاؤں اور قضین مضارب میں مالاری کی قید ہر لوندی میں واقع ہوگی

استیفاء لکھا تو خلاف وکیل کے واسطے کہ دوبارہ قبضہ وکیل کا قبضہ ہستی ہے۔ قبضہ امانت کا ہم حاصل مقام یہ ہو کہ وکیل نے جب قبضہ میں کیا بعد
 خرید کے بیرون ملک ہو گیا تو رجوع نہیں یعنی ملک دوبارہ نہیں لیکن اگر قبل خرید ہو گیا ہے تو اس کو من و یا سپرد و تلف ہو گیا تو ایسا رجوع کر کے
 لے سکتا ہے اس واسطے کہ نہ نوع قبل شد امانت ہو اس کے لئے نہ قبضہ بلکہ امانت ایسا رجوع سے پھر رجوع نہیں تو شارح کا قول اہمیت پر ہو کہ
 جب کہ رجوع میں قبضہ ہو گیا اس واسطے کہ بد شد اگر بیٹے میں تو ہمارا رجوع نہیں تھا ہونیکے بعد کہ انہی میں مع الفان فقال للمالك دفعنا
 انما ورجعت القاد قال المالك دفعنا الفان قال المالك دفعنا الفان في مقدار المقبوض من الفان ايضا او ضمينا كما لو انكره هلك
 مضاربك پاس و ہزار ہن سوا سے ملک سے کہا کہ تھے ہم کو ہزار شیے اور میں نے نفع میں ایک ہزار حاصل کیے اور مالک نے کہا کہ میں نے ہجھو دو ہزار دینو مضارب
 قول مقبول ہو گا اس واسطے کہ مقدار مقبوضہ قبضہ کا قول مقبول سے خواہ قبضہ میں ہو یا نہیں چنانچہ مضارب اگر بالکل قبضہ کا منکر ہو تو مضارب ہی کا قول
 مقبول ہو گا و لکن اختلاف ہم ذلک فی مقدار الرجوع فالقول كقول المالك في مقدار الرجوع فقط لا نه يثبت مقدار من جهة او اراد ان يثبت
 یعنی اس مالک کے اختلاف کے ساتھ نفع کی بھی مقدار میں خلاف ہو تو صاحب مال کا قول مقبول سے قطع منعت کی مقدار میں اس واسطے کہ نفع کی مقدار
 حاصل ہوتی ہے مالک کی جہت سے یعنی دائرے میں کہ جتنے سے نفع میں ہوتا ہو نصف یا ثلث اور دیگر زیادات کا تو ایسا کہ قول مقبول ہو گا ہم مقدار
 اس المال اور مقدار نفع کے اختلاف کی یہ صورت ہو کہ مالک نے کہا کہ ہر سال دو ہزار ہن اور میری واسطے میں نے ثلث نفع شرط کیا اور مضارب نے کہا کہ ہر
 سال ہزار ہن اور تو نے میری واسطے نصف نفع شرط کیا غلط کی قید معلوم ہو کہ مقدار ہر سال میں مضارب ہی کا قول مقبول ہو گا نہ کہ مالک کا و ایضا
 اقام البينة تقبل اور مالک اور مضارب میں جو شخص اپنے دعویٰ پر گواہ لادے گا تو مقبول ہو گا و ان اقامها فالبينة بينة ربي المال في دعواه الزيادة
 فی راس المال و بينة المضارب في دعواه الزيادة في الرجوع اور اگر دونوں گواہ قائم کیے تو مقبول گو ایسی رب المال کی گواہی سے زیادات راس
 کے دعویٰ میں اور مضارب کی گواہی مقبول سے زیادات نفع کے دعویٰ میں اس واسطے کہ جہات ثبات زیادتی کے واسطے سے قید اختلاف بتی نہ
 فی المقدار لانه لو كان في البينة فالقول كقول المالك فله ان قال مع الفان فقال هي مضاربة بالنصف وقد رجع القاد قال المالك هي بقناعة
 فالقول للمالك لانه منكر نصف في مقدار كقوله ان قال مع الفان فقال هي مضاربة بالنصف فالقول للمالك فله ان قال مع الفان فقال هي بقناعة
 منصف في کہا کہ ایک مضارب پاس ہزار ہن سوا سے کہا کہ دیکھ پاس نصف مضارب کے گھر پر ہیں اور مضارب نے ہزار منصف میں حاصل کیے
 میں اور مالک نے کہا کہ وہ ہزار بطریق بضاعہ میں نہ بطریق مضاربت کے تو مالک ہی کا قول مقبول ہو گا کیونکہ وہ منکر ہے مضارب کے و مویجا و کذا لکن
 قال المضارب هي قرض وقال ربي المال هي بقناعة او بينة او مضاربة فالقول كقول المالك والبينة بينة المضارب لانه يملك على
 التملك والمالك يملك او بطریق اگر مضارب نے کہا کہ ہزار میرے پاس بطور قرض کے ہیں اور مالک نے کہا کہ وہ بضاعہ میں یا دیت میں یا بقناعة
 میں تو صاحب مال کا قول مقبول ہو گا اور برہان مقبول تو مضارب کی برہان ہے اس واسطے کہ مضارب مالک پر تملیک دعویٰ کرتے ہیں اور مالک تملیک کا
 منکر جو ہم جب اس پر قرض کا دعویٰ کیا تو وہ مال کا مالک ہر مالک کی تملیک سے جواب سب نفع قابض ہی کا ہیر گیا اور دعویٰ بضاعہ یا دیت یا بقناعة
 میں اس کا گھر ہی ملتا دیتی کہا کہ اگر جماعی مضارب اضع دیکھتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ مسئلہ بضاعہ اور دیت میں مالک اور واضح یہ وہ قرض
 عدم مضاربت پر متفق ہیں و اما لو ادعى المالك القرض والمضارب المضاربة فالقول للمضارب لانه يملك الضمان و ایضا اقام البينة قبلت اور اگر
 مالک قرض کا دعویٰ کرے اور مضارب مضاربت کا تو مضارب کا قول مقبول ہو گا کیونکہ منکر ہو گا اور دین میں جو گواہ قائم کرے یا مقبول ہے ہم دعویٰ مضاربت میں ضمان کا
 انکار ہی ہو گا کہ بار بار ذکر ہو چکا کہ مضارب میں جو ضامن اور مالک ہی ضمان ہو اور قول تو منکر کا قول ہے و ان اقام البينة ربي المال او البينة
 اگر ثبات آتا اور اگر دونوں گواہ قائم کیے تو صاحب مال کے گواہ منصف ہیں اس واسطے کہ دعویٰ زیادہ تر اثبات سے ہم زیادات اثبات کی وجہ سے کہ مالک کی
 برہان سے مضارب پر ضمان بدل قرض ثابت ہوتا ہو و اما الاختلاف في النوع فان ادعى المضارب الرجوع او الاطلاق ادعى المالك المخصص من

فالقول المضارب لشيء بالاصل ما لا يرفع كقوله من توكر مضارب عموم تجارات. بالطلاق كادعوى كرسه اور مالک مخصوص کا دعوی کر کے تو مضارب کا
قول مضارب سے بسبب پورے مضارب کے ہل کو م طلاق کی یہ صورت ہو کہ مضارب ملک ہو کہ تو بیٹھے جھگڑتے تو مضارب کی اجازت دے دی
اور مالک مخصوص کا دعوی کر کے اس طرح کہ میں نے غلامی قسم کی تجارت کی اجازت دے دی یا خشکی کے سفر کی اجازت دے دی تو مضارب میں
عموم اور طلاق اس واسطے ہل سے کہ مضارب سے مقصود تحصیل منفعت ہو اور اس کو مناسب عموم اور طلاق سے نہ خصوص و لو ادعی کل ثوبا فالتقول
للمالك والمبيعة للمنفعة لا ينفقها كل محقة نعمه ولكن نفق النكاحين اور اگر ہر شخص ایک ایک قسم تجارت کا دعوی کرے تو مالک کا قول مقبول ہو اور
کہ مضارب کے تو مضارب کو گواہ قائم کرے جو صرف کی صحت پر اور اس کو نفی تاوان لانہ سے ہم یہ جواب ہو اس سوال مقدر کا جو صاحب ہدایہ پر وارد ہوتا
ہو تو یہ سوال یہ ہے کہ گواہ تو اثبات کے واسطے ہوتے ہیں نہ نفی کے واسطے غایہ میں جواب ہکا دیا کہ بیٹھے ہو گواہی نہیں بلکہ اپنے تصرف میں ہونے پر گواہی
دلیا ہو ادب اس کا صرف میں ہوا تو اس پر تاوان لانہ نہ آیا و لو وقت البیعات تصفی بالمتأخوة والا فبینه للمالك اور اگر بیعت نے تعیین وقت
بیان کیا تو بیعت متاخرہ پر حکم ہوگا اور بیعت تو بیعت مالک پر ہم بیعت متاخرہ پر ہوا اسطے حکم ہوگا کہ شرط اخیر شرط اول کو توڑتی ہے اور عدم توقيت کو تحت
میں و صورت میں ہیں ایک یہ کہ ہلا وقت بیان ہو دوسری یہ کہ فقط ایک گواہ وقت بیان کرے **فروع** مسائل لمحة شارح کے دفع الو حوال
الصنف علی نفسہ مضارب بجا ذوق لا الطر سون می بلان لا یجیل الو حوالی نفسہ من الیوم اکثر ما یجیل الامتلاء و تاکمہ فی شرح الو حوالی
دعوی صنف کا مال اپنی ذات کو یا بطریق مضارب کے تو جائز ہے اور طر سون سے اس جواز میں بیعت لگائی ہے کہ دعوی اپنے واسطے اور کسی زیادہ تر نفق
بہر ادوی جو اپنے ہمسفر کی واسطے بہر اتا اور پورا بیان ہکا وہ بانیہ کی شرح میں ہے و فیہامات المضارب لم یوجد مال المضاربة فیہا خلعة عاک
دیکھائی تو کہتے اور شرح وہ بانیہ میں ہو کہ مضارب مر گیا اور مضارب کا مال یا نہیں گیا اس مال میں جو وہ چھوڑ گیا تو مضارب کا مال دین بہر لگا اسکے
مزد کے میں ہم اور بھی حکم سے مودع اور ستیر کا اور جس شخص کے پاس مال امانت ہو اور وہ مر جائے قبل بیان کے اور امانت بیعتنا معلوم نہ ہو تو اس پر دین ثابت
ہوگا اسکے مزد کو میں ہوگا کہ وہ تجمل سے بیان کر دینے سے مستحکم بہر اور اگر شک دانت ہلا کی مال کا دعوی کرے یا کہیں کہ مورت ہمارا صاحب مال کرے
کر کچا ہو تو ان کی تصدیق نہ ہوگی کذا فی الطحاوی اور پورا بیان ہکا کتاب الودیۃ میں اور کجا و فی الاختیار دفع المضارب شدیدا للعاشر لیکف عنه ضرر
لاکھ لبس من أموال التجار لأنهم قد حرم فی جمع الفتاوی بعدم الضمان فی زماننا قال و لکن الو حوالی لا یجوز فی الاصلح و تبیح
انحرالو یعد اور اختیار میں کہ مضارب کے پہلے یا بطریق رشوت کے ماسر کو بیع پر مٹ و الیکو تا وہ اور کسی باز رہی تو مضارب پر ضمان لانہ ہوگا اسطے
کہ سطر کا دنیا تجارت کے امور سون میں ہو لیکن جمع الفتاوی میں عدم تاوان مصرع ہی ہمارے زانیہ میں صاحب جمع الفتاوی نے کہا اور اس طرح دعوی پر ضمان نہیں
اس سطر کہ مضارب اور دعوی اس سے کہ مصلح مال کا ارادہ کرتے ہیں اور مغرب آدیک کتاب الودیۃ کے آخر میں و فیہ لو شری بالھا ماعا فقال
انا امسکة حتى اجد ربحا فجدوا و اما المالك بیعہ فان فی المال یم تجر علی بیعہ لعلہ باجر کما لا ان یقول للمالك اعطیک امر
المالك و حینک من الیوم فیکبر المالك علی قبول ذلک اور جمع الفتاوی میں کہ اگر مضارب نے مضارب کے مال سے تجارت کا حساب خرید کیا سو مضارب
ہوگا کہ میں ہو کہ کہہ چھوڑ دے گا یہاں تک کہ نفع کثیر نہ ہوگا اور مالک اس کی بیع کا ارادہ کیا تو اگر مال میں منفعت ہو تو مضارب پر زبردستی ہوگی اس کی یہ کہ
اس سطر کہ مضارب کو اپنے عمل کی اجرت معلوم اور متیقن ہے چنانچہ نہ کہ وہ ہر چکا کر یہ کہ مضارب ملک ہو کہ میں تجھ کو سطر مال اور تیری حصے کی منفعت
دو کجا تو اب کہ زبردستی ہوگی اسکے قبول کرنے پر و فی الذرازیۃ دفع المیہ الفانہا حبة و نہفھا مضاربة فوالک یفمن حصہ
لا یجب لھا حق ہی اور ذرازیۃ میں ہو کہ مالک نے مضارب کے ہزار درہم دیے یا سونو بطریق جس کے اور یا سونو بطریق مضارب کے پس جس ہو گئی ہزار درہم تو مضارب پر
حصہ ہبہ کا تاوان لانہ لگا اتنے کلام الذرازیۃ ہم حصہ مضارب کی ہلا کی میں اس واسطے تاوان نہیں کہ وہ امانت ہو اور حصہ ہبہ میں اس واسطے تاوان
ہو کہ ہبہ فاسد ہو اسطے کہ ہبہ شائع ہے علی الفسہ میں تو موجود ہو اور سکا مالک بہر اتا اور سطر تاوان لانہ ہوا قلت و المفق بہ الله لا ضمان مطلقا

اور تامل کا شرط کر لینا مانتا رہ چنانچہ حامی اور سافو خانے ملے پر باطل سے ہسکا فتویٰ کے کذا فی الخلافۃ وصدور شہریتہ وکلیتہ وحقہ حفظہا
 بنفسہ وحقہ الایمان کہ وہ دلیت قبول کرے جو اسکو جائز سے حفاظت کرنا و دلیت کا بذات خود اور اپنی میال سے اپنے مال کی طرح وہم میں کیونکہ
 مع حقیقۃ وحقہ الایمان ہیونہ اور وہ یعنی مستوع کی میال وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں حقیقۃ یا حکمانہ وہ لوگ اسکی میال ہیں جنکو
 وہ نفقہ دیتا ہو ہم یعنی میال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں خواہ انان نفقہ میں شریک ہوں یا نہیں مگر زوجہ اور ولد صغیر ہیں
 مساکنت حقیقی ضرور نہیں تو بموجب تنفیذ کے اگر مستوع و دلیت اور اسجنبی کو دی جو اس کے ساتھ رہتا ہو تو اس پر تاوان لازم نہ ہوگا خلاصہ یہ
 ہو کہ مستوع کہیں گیا اور کبھی اپنے مکان کی فکر نہ کیا ہو جب تک کہ میں آیا تو دلیت کو نہ پایا تو اس پر تاوان نہیں کیونکہ کبھی دیکھا ہے کہ کسی کو ہاتھ
 میں گھر کو نہیں کر گیا کہ انی لطفا دی فلوقہ الی الذلک و ذلک وجہ ولا یسکن معہما ولا یفق علیہما کم یفک عن خلاصہ ذکر اگر مانتا تھا
 اپنی ولد صغیر غیر از اپنی زوجہ و دلیت اور حالانکہ شخص و دون کے ساتھ نہیں رہتا اور انکو نفقہ نہیں دیتا تو اس پر تاوان نہ ہوگا کذا فی الخلافۃ ہم
 یہ تفویض ہے سکونت حکمی پر اس واسطے کہ ولد صغیر اور زوجہ اگرچہ وہ گھر میں رہتے ہوں مگر وہ دونوں در حکم مسکن زوج اور بائیکے ہیں اور حکم
 ہو غلام کا لیکن ولد میں شہریت ہو کہ حفاظت و دلیت پر قادر ہو کذا فی لطفا و ذلک الی الذلک وجہ الا ان العبدۃ لیس کا کہ لا للنفقۃ و قبل
 یعتبر ان معاً عینی اور سطر طر عنان نہیں اگر زوجہ اپنی زوجه و دلیت غیر شخص کی دی اس واسطے کہ باہم سکونت کا ہنہا ہی نہ نفقہ دینو کا اور قول
 ضعیف ہے کہ باہم سکونت اور نفقہ دونوں متبر ہیں میال ہونے میں کذا فی لہنی و شرط لہنا ای من فی عیالہ آمینا فلوقہ علم خیانت کا
 حقین خلاصہ اسکی میال کا امانتدار ہونا شرط ہے دفع وصیت میں تو اگر ان میں کسی کی خیانت اور غاباری معلوم ہو اور پھر کو دلیت
 غیر کی سپرد کرے تو اس پر تاوان لازم ہو گا معنی در صورت ہلاکی کذا فی لہنا ہم و در صورتوں میں تاوان نہیں جب کہ امانتدار معلوم ہو اور جب بطلان
 ہکا حال معلوم ہو و جازن فی عیالہ الذلک وجہ عیالہ اور جو شخص کہ مستوع کی میال میں ہو اسکو جائز ہو دینا و دلیت کا اپنی میال کو دلوقہا من الذلک فہم الی بعض
 من فی عیالہ ذلک وجہ لک اصنہ بان کان لہ عیال غیریہ ابن ملک فہم و الا لا اگر اس کے مستوع کو اسکی بعض میال کے بیٹے سے منع کر دیا ہو
 اسکی اسکی شخص کو دلیت سپرد کی تو اگر اسکو اس کے بیٹے کی ضرورت نہ ہو طرح پر کہ اسکی میال میں سوا ہی اس شخص کے اور شخص ہی ہو کذا کہ ابن ملک
 تو اس پر تاوان آوگا اور اگر وہ چار ہو یعنی اس کے سوا دوسرے شخص اسکی میال میں نہ ہوں تو اس کے بیٹے سے تاوان نہ آوگا ذلک حفظہا بغیر ہم فہم و حق ہم
 ان حفظہا ہم یحفظ مالہم کلہ و ما ذلک و شریکہ مقارضا و عتار جاز و علیہ الفتویٰ ابن ملک و اعتمدہ ابن الکمال و غیرہ و اقوال
 المتصنف اور اگر مستوع نہ دلیت کی حفاظت کر دے اور لوگوں کو سوا ہی اپنی میال کے تو اس پر تاوان آوگا اور محمد سر و دلیت یہ ہو کہ اگر حفاظت
 کر دے اور لوگوں کو جس سے اپنے مال کی حفاظت کرنا ہو چنانچہ اس کا ذیل اور غلام مازون او اس کا شریک معاوض اور شریک عنان تو جائز ہو
 اور اسی قول پر فتویٰ ہے کذا صرح بہ ابن ملک اور عتار کیا ہو اس پر ابن کمال نے ایضاً اور صلاح میں اور اس کے سوا اور علمائے ہی اسی قول پر عتار
 کیا ہو اور مصنف نے اپنی شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہو ہم نمایاں میں بہت سی تشریحات کی طرف منسوب اور تشریحات نے اہل نسبت علوانی کے طرف
 کی ہو و لہذا تخفیہ میں حفظ و دلیت میں میال کو شرط نہیں کیا بلکہ لون کہا ہے کہ مستوع و دلیت کی اس طرح حفاظت کرے جیسے اپنے مال کی حفاظت
 کرتا ہے کذا فی لطفا دی لا اذا خاف الحرق او الغرق و کان غایباً حیطاً فلوقہ غیر حیط فہم فہم الی جازہ او الی فلان غیر میال کے بیٹے
 میں تاوان مگر جب کہ مستوع الگ کو بلانے سے یا پانی کے غرق کر دینے سے ڈری اور عرق اور غرق غالبی بکثرت اور مستوع کے مکانات منزل کو محیط ہو
 اس واسطے حالت میں وہ اپنی پڑوسی کو یا دوسرے کشنی والوں کو دلیت سپرد کرے تاوان نہیں تو اگر عرق اور غرق محیط ہو تو غیر کے بیٹے سے تاوان
 اس پر آوگا ہم عمومی نے کہا یہ ضرور ہے کہ عرق اور غرق منزل مود کو محیط ہو قہستانی نے کہا وہ قہش زنی مراد ہی جو جس مکانات دار کو محیط ہو
 کہ انی لطفا دی لا اذا خاف الحرق او الغرق و کان غایباً حیطاً فلوقہ غیر حیط فہم فہم الی جازہ او الی فلان غیر میال کے بیٹے

ہوگی یعنی مورث پر تادان نہ آوے گا خدا مال کو کثرت عیناً سوائے الا فی مسئلہ وھی ان الوارث اذا ادخل السارق علی لود یبغی لا یقصر عن الموت
اذا ادخل متین خلاصہ یہ یعنی ودیعت کا دارک پاس ہونا اور مورث کے پاس ہونا دون برابر ہیں عدم ضمان میں در صورت عدم تعدی مگر ایک سہ میں
برابر نہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ وارث جب سارق کو ودیعت بنا دی تو اس پر تادان نہیں اور ودیعت کا قبول کرنے والا جب سارق کو بنا دیگا تو تادان
دیگا کذا فی الخلاف الا اذا منعہ من الاخذ حال الاخذ اگر جب کہ مستودع سارق کو روک دی ودیعت لینے سے لینے کے وقت یعنی اول وارث
ودیعت سارق کو بنا دی ہو سارق جب لینے لیا تو اس نے لینے سے روکا سو سارق زبردستی سے لیکھا تو اس پر ضمان نہیں کذا فی الطحاوی عن الامامین
بحکم سائر الامانات فانما تنقلب مضمونہ بالمواعظ بحکم کثیر من مقتضی چنانچہ ودیعت کے سوا اور باقی امانات متقلب ضمان ہو جاتی
ہیں یعنی اول کا تادان لازم ہو جاتا ہو امین کی موت بلا بیان کسی شریک اور مفاد میں کی موت کا نہ ہم مطلق مفاد میں شریک پر خاص کا مطلق ہو عام پر
الا فی عشر علی ما فی الاشباہ مگر در مسئلہ میں موت بلا بیان سے تادان نہیں کہ لے لے الاشباہ منها ناظر اذ دم غلات الوافی ثم مات بحکم
فلا یقصر من جملة مسائل مشرہ ایک یہ ہے کہ ناظر نے غلات یعنی حاصلات وقف کو ودیعت رکھا کسی شخص کے پاس پھر بلا بیان ودیعت مر گیا تو اس پر تادان نہیں
قیل بالغلۃ لان الناظر لم مات بحکم الامال البتہ فی غلبہ اشباہ ای لکن الارض المستبدلہ قلت فلیکن الوافی بالاولی کالدراہم الموقف
علی القول بجوازہ قالہ المصنف وافرأ ابنتہ فی الزواہر وقید موتہ بجنا بالقبض فلو قبض وخرج فہن لکنہ من بیافا فکان کما فی الظلم
فیضہن ورجع ما بحثہ فی النعم الوافی سائل فتنبہ مصنف فی ماصلا وقف کی قید لگائی اس واسطے کہ اگر ناظر مر جائی بلا بیان بدل وقف کے تو اس پر تادان
تادان آوے گا کذا فی الاشباہ مال بدل یعنی وقف کی بدل ہوئی زمین کا زمین میں کتا ہوں تو میں وقف کی تبدیل سے بطریق اولی اس پر تادان ہوگا
چنانچہ در اہم وقف کی تبدیل جواز وقف در اہم قول پر ایسا کہہ کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں اثبات رکھا جو حکم مصنف کے بیٹے شیخ صالح نے زواہر میں
اشباہ میں اور صاحب زوہر نے موت ناظر میں ناگہانی موت کی قید لگائی بحث کی راہ سے نہ روایت کے بموجب اگر ناظر کی موت مرض وغیرہ سے ہو
تو تبدیل سے تادان اس پر آوے گا بسبب قیاس ناظر کے بیان ودیعت پر تو ناظر ناحق مانع ودیعت کا ہیرا تو تادان کے اور صاحب دہشدر ہکود وکیا ہے
جس کی الفعہ الوسائل میں طر سوسنی بحث کی ہے تو خبر دار یہ ہو ہم مصنف کا کلام عام ہو غلات مسجد اور غلات مستحقین وقف میں اور علامہ ہیری نے
کہنا غلات مسجد کی تبدیل میں تادان نہیں غلات مستحقین کی تبدیل میں تادان ہو اور طر سوسنی غلات مستحقین میں من جبت البغیہ تفصیل کی ہو کہ اگر مستحقین نے ناظر کو مال مانگا ہو اور
اوس نے تاخیر کی ہو اور بلا بیان مر گیا ہو تو اس پر تادان ہو اور نہیں تو بون کہنا لائق ہے کہ اگر ناظر محمود بن الناس اور زہدہ ہوا ہو تو تادان نہیں
شیخ صالح نے کہا کہ جب بلا بیان مر گیا تو ظالم فقیر وارث اور مستحق وطلب کیا ہو یا کیا ہو تو تادان ہو اور اگر وہ محمود ہوتا تو قیل موت اپنی گلو خلاصہ
کرنا تو بہتر وہی قول ہے جس پر شاخ اعلام ہیں کذا فی الطحاوی متحدہ او منها قاضی ما یجوز لا موال الیتامی ذاد فی الاشباہ عندہ
او دسھا وابتدئ منہ لانه لو وضعہا فی بیتہ وما یجوز لاضمن لانه مودع بخلاف ما لو اودع غلہ لان للقاضی دلیۃ یتداع مالہ
الیتامی علی المعمل کما فی تغیر البصائر فلیحفظ اور از انجملہ یہ ہے کہ قاضی بلا بیان اموال یتامی مر گیا اشباہ میں مستند زیادہ ہے کہ قاضی
لے بلا بیان مر گیا کہ یتیم کا مال کے پاس دینے ودیعت رکھا اور یہ مستند ضروری ہے اسلئے کہ اگر قاضی مال یتامی کا اپنے گھر رکھو اور بلا بیان جا
تو اس پر تادان ہو گا اس واسطے کہ وہ مودع ہو بخلاف اس صورت کے کہ اوس شخص کے پاس ودیعت سپرد کی اس واسطے کہ قاضی کو ایلام مال
یتیم کی دلالت ہے بر قول مستند کہ لے تغیر البصائر تو ہکود یا در کہنا چاہیے واما سلطان اذ دم بعض الغنیۃ عندہ غانی ثم مات بحکم
اور از انجملہ یہ ہے کہ سلطان غنیمت کا بعض مال غازی کے پاس ودیعت رکھا پھر بلا بیان مر گیا تو سلطان پر ضمان نہیں ہم اور از انجملہ صریح
جب کہ بلا بیان مر جائی اور از انجملہ ہے جب کہ بلا بیان منیر مر جائی اور از انجملہ وارث ہے جب کہ بلا بیان مر جائی کہ اوس شخص کی موت کیا ودیعت رکھا
ہوا اور از انجملہ اوس شخص کی موت بلا بیان ہے جس کے گھر میں آنہ ہی سے اوڑھ کر کوئی چیز گر پڑی اور از انجملہ موت ظالم سے بلا بیان یعنی اوس کے مرنے سے

خلط بطور مزاجیت ہر چنانچہ خلط مانع کا مانع سے جیسے نیک بخت سے یا سرکہ کا سرکہ سے نفی لایا جائے تاکہ قبل اداء الضمان لیکن رویت مخلوط کتابت اور استعمل جائز نہیں قبل ادا کرنے تاوان کے دھمکے اور ادا کر دینے سے ضمان کو دینا یعنی اگر مالک مودع کو ضمان کر دے تو صحیح ہے اور ہکا حق میں اور دین سو مطلق ہوگا اور اسے کہ انی البر و لو خلطہ بر دق قہینہ لانه قلیہ و بکسہ شریک لحدیہ جعتی اور اگر جید کے ساتھ روئی کو ملایا تو جید کا تاوان نہ ہوا سطلے کہ اس نے شکوہ پیدا کر دیا اور اس کے بکس میں یعنی اگر مودع نے روئی دے دینے کے ساتھ جید کو ملایا تو مودع شریک ہو گا لکن بیدجی فی عیب کے کہ انی الجعتی ذلک باذنیہ اشتراکاً شریکاً امتلاً کالو اختلطت بغير صنیعہ کان ائتفق اللیس لعدم التقدی اور اگر ملانا رویت کو ساتھ مالک کے اذن سے ہو تو مالک اور مودع شریک ہوں گے بشرکت لئلا چنانچہ اگر رویت مل جائے غیر سنت ہو گے جیسے تیلی درمون کی پٹ لگنی اور رویت کے درم مودع کے درمون کے ساتھ مل گئے تو دونوں شریک نہیں ہوں گے اور مودع پر ضمان لازم نہ ہوگا عدم قہی کے سبب ولو خلطہ غیر المودع حقین المختلط ولو صغیراً لا یقین ابوا خلاصہ اور اگر رویت کو مودع کے سوا کسی اور شخص نے ملایا تو ملانے والے پر تاوان آدھا اگرچہ وہ صغیر یا بالغ ہو اور مودع کی باپ پر تاوان نہ آدھا کہ انی التماسہ ولو اتفق بعضھا فذم مثله خلطہ بالباقی خلطاً لا یتجزعہ قہین الکلی خلط ماله ہا اور اگر مودع بعض رویت خرچ کر ڈالی سو برابر اس کی پیر دی ہر شکوہ باقی رویت کے ساتھ ہر طرح ملایا کہ باقی عمدہ نہیں ہو سکتی اور خلط کر نیکی کے ساتھ تو تمام رویت کا تاوان اور سہ لازم ہوگا بسبب خلط کرنے پہلے مال کے رویت کے ساتھ ہم ضمان کل ہو سطلے لازم ہوگا کہ بعض کا تاوان آیا خرچ کر نیکی کے سبب اور بعض باقی کا خلط کر نیکی سے تو وہ متعدی ہو اتفاق سے اور جو اس نے پیر دیا وہ ہر مالک پر باقی ہے کہ انی البر فلو اتفق القہین اذ اتفق ولم یسقط اذ اتفق ودیعتین فاتفق احدھما قہین ما اتفق فقط جعتی اور اگر باقی رویت کی تمیز اور جدائی حاصل ہو سکتی ہو یا اس نے بعض رویت خرچ کی اور پیر او سہین داخل نہیں کی یا اس کے پاس دو دیتیں رہی ہیں سو اس نے ایک رویت خرچ کر ڈالی تو فقط او تاوان لگے بنا اس نے خرچ کر ڈالا کہ انی الجعتی و هذا اذا لم یصح التبعیض اور جیسے ضمان بقدر اتفاق ہو وقت ہے جب کہ بعض کا خرچ کرنا رویت کو ضرر نہ کرنا ہو مگر بہ مرتبہ جو اتفاق اور عدم روئی جو الراتی میں سے ردش کی قید ہو سطلے لگائی کہ اگر نہ کر گیا تو قطعاً ہی قدر کا ضمان ہوگا جتنا اس نے خرچ کیا اس سطلے کہ وہ باقی رویت کا حافظ ہو اور اس میں کچھ عیب نہ آگیا اس سطلے کہ وہ اس قسم سے ہو جسکو تبیض مضر نہیں اس سطلے کہ گفتگو میں سے جبکہ رویت درام یا دما یا نیر یا کیلی یا ذری ہو لیتے اور میں نے یہ مضر نہیں کیا کہ جب اس نے رویت کو خرچ کر دیا جسکو تبیض مضر ہے کہ اس میں تمام کا تاوان ہی ہے مگر ہذا اور نقصان بابت کا تاوان اس کی توجہ کرنا چاہیے کہ نہ لے لطف دی و اذا اتفق علی علیہا فلیس ثوباً و ذیبت دایمہا و اذا جعت بعضہا مضرہ حیثہ الی بدلا حتی زال التعلی زل ما یوقی الی الضمان اور جب کہ اس نے رویت پر نقد کی سو رویت کا کپڑا پس لیا یا اس کے جانور پر سواری کی یا بعض رویت نکال لی ہر بیسہ رویت پیر اپنی قبض اور حفظ کے طرف یہاں تک کہ نقدی زائل ہو گئی تو وہ چیز و برگی جو تاوان کے طرف مودی ہے یعنی نقدی رو کرنے سو در ہو گئی جو تاوان کا موجب نہیں آتا الم یکن من نیتہ القوی الیہ اشباہ من شرط النیت رویت سو تاوان اہل ہوا ہو جب کہ اس کی نیت میں ہر طرف مودع کرنے کا ارادہ نہ ہو چنانچہ اشباہ میں شرط نیت کے بیان میں ہم ذکر رویت کا کپڑا پہنا اور انکو اتار رکھا اور اس کا ارادہ ہیشہ کہ اس کو دن میں پہن کر پیر وہ را میں چوری کیا تو وہ تاوان سے ہی نہ ہو گا نہ لے لطف دی و من جنایات البر خلاف المستعیر و المستاجر فلو اذالا لم یبقا لعلہا لافضہا بخلاف مودع و وکیل یع او حیظ او اجارۃ او استحقاق و مضارب مستبضع و شریک عتاقا او مقادضہ و مستعیر لاشباہ بخلاف مستعیر و مستاجر کے تو اگر وہ دونوں متعدی زائل کر دیں تو ہوا و اتق برئی الذمہ ہوں گے اس سطلے کہ مستعیر اور مستاجر کا عمل اپنی ذات کی نسبت اس سطلے جو خلاف مودع اور مبیع یا حفظ یا اجارہ یا استحقاق کے وکیل کے اور مضارب اور مستبضع اور شریک عتاق یا شریک مفادض کے اور اس شخص کے جس نے کوئی چیز عاریت لی اگر وہ کہنے کے واسطے کہ انی الاشباہ ہم نقدی مستاجر کی یہ صورت ہو کہ جانور کرایہ لیا ایک مکان پیر وہاں سے آگے بڑھ گیا پیر اسی مکان میں پٹ کیا تو اگر جانور تلف ہو گا تو تاوان سہ لازم ہوگا اور اسی قوت پر فہم سے وکیل یہ کہ نقدی کی یہ صورت ہے کہ جس کو کھلی

بیج کا وہ دلیل ہوا ہو کہ پھر بزرگ ہستیاں کیا ہوں وہ ضائع ہو گیا تو اس پر تاوان نہیں اور دلیل استیجار کی یہ صورت ہے کہ موکل نے موکلیں کو دراصل چھوڑ دیا
 گہرا دیکھ کر ایسے ہی سودا کیلئے دوکان کے گریہ میں دراجم بیٹے پر پہنچے بیٹھا سو وہ تلف ہو گئی تو تاوان نہیں اور ستیرہ میں کی یہ صورت ہے
 کہ غلام یا جانور کو عاریت لیا تا اس کو گرد و کھلے پھر غلام سے خدمت لی یا جانور پر سواری کی گرد و کھلے سے پہلے پھر کوٹتے مال پر جو کچھ
 قیمت کے برابر ہو گرد و کھل پر اس لئے مال ادا کیا اور غلام یا جانور کو نہ چوڑا یہاں تک کہ غلام یا جانور تلف ہو گیا مرنے کے پاس تو راہن پر ضائع نہیں
 اور اس مسئلہ میں یہ ہے کہ خود ہی کے بعد رہن بھی رکھو تو اگر قیدی کے بعد رہن نہ رکھے گا اور وہ ضائع ہو گا تو اس پر تاوان لازم ہو گا اور وہ
 داخل ہو گا اس مسئلہ میں جو متن میں مذکور ہے اور یہ مسئلہ مستثنیٰ ہے مسئلہ مستثنیٰ سے جو متن میں مذکور ہے چنانچہ مصنف اپنی شروع میں بیان کیا کہ
 کذا فی بعضا و مختصرا اذ اکتب اذ اکتب ثم ازالہ لا یزول فیضان الا فی هذا العشق اور حاصل مقام یہ ہے کہ الماندہ جب کہ
 قیدی کرے پھر قیدی دور کرے تو اس پر تاوان زائل نہیں مگر ان دس مسائل میں تاوان زائل ہو جائے گا لا یدک لکین الماکل مودع پر بعد از القید
 تاوان ہوا ہے نہیں کہ مودع کا ہاتھ اور قبضہ مال کے قبضے کے مانند جو مطلقاً کہنے کا یہ مطلب مسئلہ ودیعت کی جو متن میں مذکور ہے اس پر ایک
 نسخہ میں یوں ہے لا یدک لکین الماکل یعنی اس واسطے تاوان نہیں کہ شخص من شکر کا قبضہ نمبر مالک کے قبضے کے ہے اور یہی نسخہ منہ منہ ہے و انشد
 علم و لو کذبہ فی عودہ لایؤاتی قال قولہ وقیل للمودع عکاد یہ اور اگر مالک سودا علی تکذیب کرے یا زائد قیدی میں تو اس کا تو ایسے مالک ہی کا
 قول مقبول ہے اور بعضوں نے کہا مودع بفتح کا قول مقبول ہے کہ زائد ہمدانیہ و بخلاف اقوالہ بعد تجدد ای تجدد الایمان اور بخلاف اقرار کرنے
 سودا کے انکار ایداع کے بعد ہم یعنی مودع نے اول انکار کیا ایداع کا طرح کہ مالک کے کہا کہ تو نے میرے پاس ودیعت نہیں رکھی پھر ودیعت کا
 اقرار کیا تو اس پر تاوان لازم ہو گا لیکن چند شرط کے بعد جبکہ مصنف کے بیان کے گواہی ہو آدھی حبابہ اذ یعلم الیقین خلاصہ تو اس مودع ہبہ
 یا بیع کا مودع کر گیا تو تاوان نہ لگا کذا فی الخلاصہ یعنی در صورت تلف ودیعت اس پر تاوان نہ آوے گا ہبہ یا بیع کے مودع سے وقید بقولہ بعد تکلیف
 و ہما آرد ہا فلوسا لہ من حالہا فجدھا فہکک لہ لم یقمن بجمو مصنف اقرار بعد انکار میں ہبہ لگائی کہ ودیعت کے پھر بیع کا مطالبہ مالک کے
 بعد انکار کیا ہو تو اگر مالک نے مودع سے ودیعت کا حال پوچھا کہ دیکھ طرح ہے سو اس نے ودیعت کا انکار کیا پھر ودیعت تلف ہو گئی تو اس پر
 تاوان نہیں کذا فی البحر وقید بقولہ و نقلہا من مکنا ہا وقت الا انکار ای حال تجدد لا لائہ لوی لم یقلھا وقتہ فہکک لم یضمن خلاصہ
 اور مصنف قید لگائی نقل کرنے ودیعت کی جگہ مکان سے اپنے انکار کی حالت میں اس واسطے کہ اگر وقت انکار ودیعت کو ومان سوزا دیا ہو گیا
 پھر وہ تلف ہو گئی تو اس پر تاوان نہ لگا کذا فی الخلاصہ ہم عدم نقل حالت انکار سے صادق ہے کہ مطلقاً نقل ہو یا بعد انکار یا قبل انکار کے نقل ہو
 مطلقاً ہی نے کہا حالت انکار شاید مراد یہ ہے کہ انکار کے زلنے میں اس نے نقل ودیعت کی اور ہبہ مراد نہیں کہ وقت خفیہ انکار میں نخل
 واقع ہوئی اس واسطے کہ یہ صورت نادر الوجود ہے وقید بقولہ و کانت الود یعلم منفق لایعقد لایضمن بالحق عند ہما
 خلاصہ فی الاصل غصب الزلیعی اور مصنف قید لگائی کہ ودیعت مال منقول ہو ہو اس کے غیر منقول میں تاوان نہیں انکار سے شیخ بزرگ
 بخلاف محمد کے قول اصح میں کذا فی کتاب الغصب من الزلیعی ہم مطلقاً کہنے کا بعد شرط نقل ودیعت اس قید کی کچھ حاجت تھی وقید بقولہ
 و لکن ہناک من یخاف منہ علیہا فلوی کان لم یضمن لائہ من باطل لحظہ اور قید لگائی کہ ومان یعنی انکار کے وقت ایسا شخص ہو جس کا
 خوف ہو ودیعت تلف کر ڈالنے کا سو اگر ایسا شخص ہو گا تو مودع پر انکار ودیعت تاوان نہ آوے گا ہو اس کے ایسے شخص کے سامنے انکار کرنا
 سبب خلافت اور گہبانی کے ہے وقید بقولہ ولم یضمرھا بعد تجدد ہا لائہ لوی جہا تم اضرھا فقال لہ ڈبرھا دعھا ودیعة فان
 امكنہ اخذھا لم یضمن لائہ ایداکم جدید الاضہینہا لائہ لوی یسیر انک اختیار اور قید لگائی کہ ودیعت کو بعد اس کے انکار
 مودع حاضر کرے اس واسطے کہ اگر مودع انکار ودیعت کرے پھر کو حاضر کرے سو اس کا مالک اس سے کہے اس کو چھوڑ میرے پاس ملے ہو

نہ اگر موعہ زندہ دیکھنے پر مالک کو فائدہ نہ ہو یا فساد سپر تاوان لازم نہ ہو گا ہوا سٹے کہ یہ ایداع بیعہ اور اگر مالک کو دینے کے لئے پرتا تو نہ کیا تو موعہ پر
دینے کا ضمان لازم ہو گا ہوا سٹے کہ عدم تکلیف سے پھر دینا پورا ہوا کہ لئے الاختیار وقتاً بقولہ لما لکھا لانا لوجہ حالہ فیہ ولم یقتض کانت
من الحفظ اذ قید لکائی مصنف کے مالک انکار و دینے کر کے اقرار کرے ہوا سٹے کہ اگر مالک سے اس شخص سے موعہ دینے کا انکار کر جائے تو اس پر
تاوان نہ آوے گا ہوا سٹے کہ غیر انکار کرنا بوجہ حفظ و دینے پر ہم حاصل متن بیعہ کہ اقرار بعد الانکار سے تاوان میں مکرسات شرطوں سے تاوان
لازم تا جو شرط بیعہ پر کہ مطالبہ مالک کا بعد انکار ہو م بیعہ کہ دینے کو نقل کر چکا ہو م بیعہ کہ زمانہ انکار میں نقل ہوئی ہو م بیعہ کہ دینے منقولہ
سی ہو م بیعہ انکار کی وقت و شخص بوجہ ضمانت کر ڈالنے کا خوف ہو م بیعہ کہ دینے کو انکار کے بعد سلسلے نہ لادو م بیعہ کہ انکار مالک سے کیا
نہ غیر موعہ فاذا اتممت هذا الشرط لم یترک باذرائع الا بعقد جدید و لو بوجہ نہ بوجہ کہ بیعہ شرط سبب پوری ہون تو موعہ تاوان دینے سے
بری الذمہ نہ ہو گا بلکہ اقرار کرنے سے مگر ایداع کا عقد جدید ہو اور حالانکہ عقد جدید موجود نہیں ہے دلو جہد ہا شو اذعی رد ہا بعد ذلک
ویرہن حلیہ قبل ویرہن اور اگر موعہ سے دینے کا انکار کیا پھر دعویٰ کیا کہ اس نے دینے کو پھر دیا بعد اسکے اور پھر گواہ لایا تو گواہی مقبول
اور تاوان سے بری ہو گا کما لو برکھن الله رد ہا قبل الجحد و قال غلط فی الجحد و قسبت او ظننت انی دفعتھا قبل برہانہ چنانچہ
اگر گواہ لایا کہ اس نے دینے کو پھر دیا انکار کر نیسے پہلے اور موعہ سے کہہ کر پیش انکار راز و غلط کیا یا میں بھول گیا تھا یا مجھ کو بیہوش کیا تھا کہ میں دینے کو
دیکھا ہوں تو برہان اس کی مقبول ہوگی و لو اذعی ہلاکھا قبل الجحد ہا حلیہ المالك ما یصلہ ذلک فان حلفت فہمۃ ذلک نقل ہوئی د
کذا العارۃ منہا کہ اور اگر دعویٰ کیا و بعد کے ہلاک ہو نہ کیا قبل از انکار و دینے کے تو مالک سے قسم بجاو کہ وہ اس کو بیسی ہلاک دینے کو نہیں جانتا سی
اگر مالک بیعہ قسم بجاو تو موعہ سے تاوان آئے اور اگر مالک قسم نہ کیا تو موعہ تاوان سے بری ہو گا اور یہی حال ہے عاریت کا کہ ان فی المثل ہم قاضی مالک کے
موقت قسم لگتا جب کہ موعہ قسم کی درخواست کرے اور دینے کے تلف ہو جائے پرتا گواہ ملا سکے اور عاریت کی بیعہ موت پر کہ مستیہ ہلاک عاریت کا
دعویٰ کیا قبل انکار سے تو قاضی سے قسم علم پر قسم لگا کہ ان فی المثل اسی و فیض فیستہا یوم الجحد ان علم والا فیموت الا یداع عکاد یہ اور انکار کے دن
جو دینے کی قیمت ہوگی اس کا تاوان لیا جائیگا اگر اس دن کی قیمت معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو بیعہ الایمان کی قیمت کا تاوان لیا جائیگا کہ ان فی المثل اسی بخلاف
مضارب و جحد ہم اشترک فیہم فیض خانیہ بخلاف اس مضارب کے جس طرح انکار کیا پھر خرید کیا تو اس پر تاوان نہ آوے گا کہ ان فی المثل اسی ہم مضارب میں جائیہ
مقبول ہو کہ مضارب جبکہ صاحب مال سے کہہ کہ تو نے مجھ کو کچھ نہیں یا پھر بولا کہ ان دیا جو مجھ کو ہر مال سے کچھ خریدی کی تو وہ خریداری مضارب پر ہوگی اور اگر
مال مضارب ہو گا اسکے پاس انکار کر بعد قیاس خرید کے تو وہ ضامن ہو اور قیاس بیعہ پر کہ وہ ہر حال میں ضامن ہو اس پر ضمان میں جب کہ اس نے انکار کیا پھر
اقرار کیا پھر خرید کی تو تاوان سے بری ہو گا اور اگر مضارب کا انکار کر چکا پھر خرید کر لیا تو وہ ضامن ہو اور متاع اس کی ہوگی انتہی تو اگر
شایع یون کہتا تھا تو مضارب جحد ہم اشترک فیہم فیض خانیہ بخلاف اس مضارب کے جس طرح انکار کیا پھر خرید کیا تو اس پر تاوان نہ آوے گا کہ ان فی المثل اسی ہم مضارب میں جائیہ
المالك و عدم الخوف علیہا بالاختیار اس پر مودعہ جو جائز ہے سفر میں بیہانا دینے کا در صورت نہ منع کر دینے مالک کے اور نہ خوف ہو تو دینے پر مالک کو
اگر وہ دینے کے بھانے میں بار برداری کی حاجت ہو کہ لئے الدرہم جو ہرین محل کی تفسیر کی ہو کہ جس کے ادھانے میں جانور یا اجرت حال کی حاجت
فلو تھا کہ اوکھا فان لا بد من الشفیعۃ و الا فان ساد بنفسیہ ضامن و یا خلیہ لا اختیار نہ اگر مالک مودعہ سفر میں بیہانا دینے سے منع کر دیا
یاراء میں خطر ہو تو اگر مودعہ سفر کی ضرورت نہ ہو اور باوجود اسکے سفر میں بیہانا دینا دیکھا اور اگر سفر ضروری ہو تو اگر تضاربات خدمت سفر میں
لیکھا تو تاوان دیکھا اور اگر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سفر میں لیکھا تو تاوان نہ لیکھا کہ لئے الاختیار و لو ان عاشیا مثلیا و یقینا المجران
الموعہ مالی احدی حلیہ فی غلبۃ صاحبہ اور اگر دو شخص نے ایک چیز دینے رکھی خواہ وہ چیز شے ہو یا کچھ دوزنی اندکیلی باقیمت والی ہو یا کچھ
کچھ ایک کتاب تو مودعہ جو جائز نہیں بیعہ کہ ان میں سے ایک شخص کا حصہ دے دوسرے شخص کے چھوٹ قیمت والی کا عدم جواز دفع بالاجماع ہو اور مثلی میں صاحبین کا

عہ غائب نہ ہو
کی جائز ہے پرتا
کی پھر خرید کر لیا
نہ لگا

خلاف ہی یعنی اس کے نزدیک و سکا حصہ دینا جائز ہو و لوقم حل یقمن فی الدار فخر فی البر لا شحسان لا فکان ہوا لفتار اور اگر دوسرے
 کی نسبت میں ایک حصہ دیکھا تو اس پر نادان آویجا یا نہیں درمیں سے کہ بان تاوان آویجا اور جو لائق میں جو کہ آستان میں اوپر نادان نہیں
 ہر جب ہم نادان آستان ہوا تو عدم نادان ہی مختار ہو گا مطلقاً و نے علامہ مقدسی سے نقل کیا کہ یہ قول کیونکر مختار ہو گا حالانکہ متون امام کے
 قول پر ہیں غلت ان قسم رجل عند رجلین ما یقسم انفسا و حقوق کل نصف کمرہ تین و مستضعفین و وصیتین وعدائی و دین و دیکھی
 شریعہ سو گروہ بیت ربکی ایک روئے و مردوں کے پاس وہ چیز جو قسمت پذیر ہو تو دونوں مردوں کو باشت لین اور ہر مرد اس کے نصف کی حفاظت
 کری مانند دو مرتبہ دون اور دو مستضعفوں اور دو وصیوں اور ہر کے دو عادل شخصوں اور خرید کے دو وکیلوں کے ہم قسمت پذیر ہو سیرا و کیلات
 اور موزونات ہیں اور جو چیز عیدانہ ہو جائے تقسیم سے خرید کے دو وکیلوں کی یہ ستر ہے کہ انکو مثلاً ہزار درم دیو غلام کی خرید کر لیکو تو دونوں ہزار کو قسمت
 کر لین ہر ایک دلیل و دوسرے کو اپنا نصف دیکھا تو اس پر نادان لازم آویجا یعنی در صورت ہلاکی اور سپر جمع ہو کہ بدفع الیہ پر ضمان نہیں کذا فی المطا
 و قد قہ احد مال صاحبہ لہ الدائم اور اگر ایک مرد مودع اپنا حصہ اپنے ساتھی کو یعنی دوسری مودع کو دے تو شے والا نادان دیکھا تو
 ما لا یقسم لہما و حفظ احدہما باذن الاخر بخلاف اس دیت کے جو قسمت پذیر نہیں کہ اس میں افق بر نادان نہیں بسبب جائز ہونے ایک شخص
 کی حفاظت کے دوسرے کے ان کے غیر قسمت پذیر وہ چیز سے جو تقسیم ہو جائے کذا فی المطا و لوقال لا تدفع الی عیالک و احفظ فیہا
 البیت فدفع الی من لا بد منہ او حفظہا فی بیت اخر من الدار فان کانت بیوت الدار مسلوکۃ فی الحفظ او اخر لم یضمن اور اگر
 مالک مودع سے کہا کہ میری وصیت نہ کیجیو اپنی عیال کو یا حفاظت کیجیو اس کو ہر می من مودع نے وصیت اس شخص کو اپنی عیال میں سے دی جس
 شخص کو چارہ نہیں یا وصیت کی حفاظت کی اس گہر کی دوسری کو ہر می من نو اگر اس گہر کی کو ہر می من محفوظ ہو نہیں برابر ہوں یا دوسری کو ہر می من محفوظ
 مالک کی تباہی کو ہر می من ہو تو اوپر نادان نہ آویجا یعنی در صورت تلف ہو جانے و دیت کے اس واسطے کہ شرط نہ کر مودع نہیں لہذا مستبر نہیں ہم
 عیال لابی جیو جانور سپر کرنا اپنے غلام کو اور جو چیز عیدانہ کی حفاظت لائق ہی اس کو اپنی زوجہ کو سپر کرنا کذا فی شرح الوفا فیہ مطا و ہی کہا ہم
 اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ عیال میں بعض عین کے سپر کرنے سے منع کر دینا کہ مطلق عیال سے منع کیا دلاخض لان التقیید مفید اور اگر دیکھا
 تو نادان دیکھا اس واسطے کہ قید لگانا مالک مفید ہو مگر مودع غیر لیدی عیال کو و دیت سپر کرنا مثلاً اس زوجہ یا اس غلام کو سپر کرے
 جسکو دینے سے مالک سے منع کر دیا اور حالانکہ مودع کی دوسری زوجہ یا دوسرا غلام موجود ہے یا دوسری کو ہر می من حفاظت قلیل ہو بطرح پر کہ سکی
 پشت راہ کے طرف ہو تو مودع پر در صورت تلف و دیت نادان لازم آویجا اس واسطے کہ وہ متعہ سپر کیونکہ بعض عیال پر عتقا و نہیں ہوتا و طاعت
 میں جو ت متفاوت ہوتے ہیں بائع میں جو کہ قاعدہ کلیہ اس باب میں ہے کہ جس شرط کی مراعات ممکن ہو اور نہیں فائدہ ہی ہو تو وہ مودع سے
 اور جس شرط کی مراعات غیر ممکن ہو اور وہ مفید ہی نہ ہو و لکن اور باطل سے کذا فی المطا و ولا یضمن مودع المودع فیض من الاول فقط ان ملک
 بعد مفارقتہ لان قبلک لا ضمان اور نادان مودع کا مودع مثلاً بدینے خالہ کے پاس و دیت رکھی اور خالہ نے محمود کے پاس تو مودع اول
 یعنی فقط خالہ پر نادان آویجا اگر وصیت ہلاک ہو گئی تو مودع اول کے بعد ہونے کے بعد اور اگر قبل از مفارقت ہلاک ہوئی تو ضمان نہیں ہم سپر نام کا قول
 ہو اور صاحب کے نزدیک مال کو اختیار ہو چاہے اول سے تاوان اور چاہی ثانی سے و لوقال الملائک هلکت عند الثانی وقال بل دنا و ہلاک
 ہندی تو یہ کہ اگر مالک کہا کہ دیت مودع ثانی کے پاس تلف ہوئی اور مودع اول نے کہا بلکہ اس نے مجھ کو سپر دی تھی اور میری پاس
 ہلاک ہوئی تو مودع اول کی تصدیق نہ ہوگی و فی الفقہ منہ یضہی لانه امین سراجیہ اور دیکھے پاس سے غصب جائز نہیں بل تصدیق
 ہوگی اس واسطے کہ وہ امین ہو کذا فی السراجیہ ہم یعنی اگر دیت غصب ہو گئی تو دیکھے پاس سے اور تلف ہو گئی اور مالک نے چاہا کہ غصب تاوان
 سو مودع کہا کہ غصب مجھ کو و دیت سپر دی سو میری پاس وہ ہلاک ہو گئی تو مودع کا قول مقبول ہو گا کیونکہ وہ امین ہے کذا فی الخ و فی الخجفی

میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اس کو سمجھتے ہیں کہ اگر مودع نے کسی کو سپر کر دیا ہے تو وہ اس کی حفاظت کرے گا ورنہ اس کی دیت اس کے پاس سے ہوتی ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اس کو سمجھتے ہیں کہ اگر مودع نے کسی کو سپر کر دیا ہے تو وہ اس کی حفاظت کرے گا ورنہ اس کی دیت اس کے پاس سے ہوتی ہے۔

تو اس پر تامل اور بجا محملہ نہ کیا تا وہ مالگیری بن عادیہ سے اسکے برخلاف متقول ہو مگر وہ کہ بن نہیں جانتا کہ ضائع ہو گئی یا ضائع نہیں ہوئی تو
تو اس پر نہیں دلوں ام بین مکان الدین لکنہ قال سرت من المکان المدفون فیہ لا یغفر ونامہ فی المعادیۃ اور اگر موع سے دفن و دیت کا
کمان بیان کیا لیکن اس نے کہا کہ وہ چوری ہو گئی اسکان سو چین و فن تہی تو اس پر تامل نہیں اور اس کا پورا بیان عادیہ میں فروغ مسائل میں
شائع ہے کہ انہو تم و الی حق حل دفعہ بغض الملک ان شکان تلفت نفسہ و بعضہ قد تم لم یغفر موع یا دمی دیکھا گیا بعض کے لیے دین پر تو اگر
موع یا دمی ظالم سے ڈرا اپنی جان پر یا اپنے عضو پر سوا دینے بعض مال دیا تو اس پر تامل نہیں و ان شکان لم یغفر القیدیہ تہی اور اگر مجوس ہو ہو یا تیری
تو انہو سو ڈرا اور اس حل مل دیا تو اس پر تامل نہ کرگا دان بخشی اخذ ملکہ فہو مخذرا و اگر موع یا دمی اپنے تمام مال کے چین جائیس ڈرا تو وہ مذہبی
خام مالگیری بن چکر سلطان سے موہو ڈرایا اسکے مال کے تلف کر ڈالنے سے مکر وہ و دیت کو نہی تو اس پر تامل نہ کرگا اگر اس کے پاس مال بقہ لکھا
کے باقی رہو اور اگر سب لے لے تو وہ مہذو رہو اور اس پر تامل نہ کرگا ان شکان لم یغفر فلاضکان عادیہ چنانچہ اگر ظالم جابر رہی
بذات خود یعنی دلا ہو تو تامل نہ کرنا و ان نہیں کہ اپنے لہا دینہ محملہ دینے کہا منع انصار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ظالم خود لینے والا ہو تو تفصیل مذکور حسین نہیں ہے
لیجفت حل الودیعۃ الفساد لکم الا لکم لیبیعہ و لو لم یؤخر حق فسد فلاضکان و دیت پر خوف ہوا سر ما فی اور اگر دیکھا گیا تو موع یا دمی مال
حاکم سے کہو تا کہ وہ سکو بیچ دے اور اگر حاکم سے کہی بہانہ کہ وہ دیت بگڑھا تو اس پر تامل نہ کرنا و ان نہیں ہم حاکم سے کہنا بہت شر واجب نہیں تا دمی عالمگیر
کر اگر اس شہر میں حاکم نہ ہو تو خود موع یا دمی سکو بیچ دے اور ہکا شن رکھ چوری و لو اتفق علیہا بلا امر قاضی فہو متابع اور اگر موع یا دمی دیت پر کہیں
خرج کیا بدون حکم قاضی کے تو وہ حسان کر نوالا ہو یعنی مالک سے وہ خرج نہیں لیکن بلا امر حاکم تو اس میں متصفح الودیعۃ و الودیعۃ فہو حالہ الفلزم
لاضکان لا لہ و لایۃ هذا النص صریح موع یا دمی دیت یا چرک مصحف میں پڑا سو مصحف تلف ہو گیا پڑ ہو گیا تامل نہ کرنا و ان نہیں
کہ موع یا دمی اس قدر نفی لینے پڑ ہوئی و لایت ہو کہ نہ ہی صیر فیہ ہم کتابا عادیہ کے انہو میں مذکور ہو گا کہ کتب علم میں نظر کرنا جائز ہے اگر نظر کرنے اور تقبیل و توقیر
ضرر نہ ہو اور یہ سطر ہے جسے نیکی دیوار کے سایہ میں بیٹھا اور احتیاط سے کہ بلا اجازت مالک نظر کرے اور قادی عالمگیر میں ہے کہ ایک شخص دو سر ڈال پس ملو وہ
کہا سو اس نے حق میں شک کے سر پر کہا سو تلف ہو گیا تو اگر کہنا بر و بھرتھال ہو تو تامل نہ کرنا و ان ہو اور اگر بطریق استعمال کے نہیں ہو تو تامل نہ کرنا و ان نہیں ہو اور ایک حرف کا
طریقہ یہ ہے کہ اگر شک میں پانی یا مٹا ہو تو کہنا ملحق کا استعمال ہو اور اگر شک خالی ہو تو استعمال نہیں کرنا فی لطلی و فی قال و کذا الوذ ضح السیراج حل المناکح
صیر فیہ کو مصحف کہا اور طبع اگر دیت کا چراغ منار پر ہو تو تامل نہ کرنا و ان نہیں در صورت تلف ہو جائیکے ہم منار سے سوڑا دھل تو رہی و فیہا انکد صفا و فیہ
ادامہ بعض الحظ و مات الطالک و انکر الواث لا د احسبس الموحہ عم القہلک ابدا اور صیر فیہ میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے پاس تک بیعت
رکھا اور اسی بعض حق معلوم ہو اور طالب مر گیا اور طالب کا وارث منکر ہو اسی بعض حق کا تو مزع شک کو ہمیشہ منکر کہو ہم سعادت کو کی ہے کہ شکار بد کہ محمد کو پڑا
میں سو محمد کو زید کو سو درم تک لکھ دیا اور زید نے وہ شک سے کہ پاس و دیت رکھا پھر محمد کو پچیس درم شکاریہ کو ادا کو اور یہ حال حاکم کو معلوم ہو کہ زید رکھا
تھا وارث پچیس درم دینے کو نہیں جانتا جو قاعدہ کو چاہو کہ شک ہو کہ وہ کو نہی طاعت کرنے کہا سو اسے کہ اس میں محمد کا ضرر ہو اور شاید کہ یہ ہشتاد پڑ ہو جسے کہ
مدعا علیہ حق کا قرار کرے شک کی کہ لا محذور خط ثبت حق نہیں ہے فی الاشباہ لا ینزلون اہلیت بدفع الدین الی الواث و علی المیت اور شبابہ
ہے کہ میت کا دیون بری الذمہ نہ ہو گا وارث کو دین کر اور حالانکہ میت پر دینے اور لوگوں کا ہم ظاہر عدم برآء ہوتو میں جب کہ دین متفرق ہو اور وارث مومن نہ
چنانچہ و دیت میں بھی شرط ہے جب موع یا دمی دیت دے کہ ان فی لطلی و فی لیس للسید اخذ و د یعہ العبد میا کو بارت نہیں غلام کی و دیت
لینا یعنی اس واسطے کہ شاید وہ غیر مال ہو مگر جب کہ کو ادا دے کہ یہ بر مال سے العاقل کثیرہ امانہ لا یجزلہ الا الی حق و الناظر اذا عیلا بر شخص کے غیر کے
دستور علی کر اچھے طور مانگے اس کے دستور اجرت نہیں دے مگر وہ ناظر وقف کر اسے اجرت خالی ہو جبکہ دو دنوں عمل کر رہی ہو وہ دے و مرد ہو جسکو تا ضعیف مقرر
کیا اجرت مہیج کے اور میت کا دمی تو اجرت کا مستحق نہ ہوتا فی الاشباہ ظلت قطع منہ آن لا یجزل الناظر فی المستشف اذا حیلت علیہ المستحقون

منہ

الطحاوی غفرلہ و عاکرم اللہ لا یستحق فی حق نفسه ولا فی حق المؤمن و قد اتفق بعضہم انہ یستحق فی حق نفسه لا فی حق المؤمن
و حمل علیہ کلامہ لولہ الحیۃ فلیس لک عند الفتن من کتبا ہون اور ظاہر کلامہ دلوایہ سپہرالت کرنا ہو کہ دلیل کی تصدیق جو نہ اپنی ذات کو حق میں نہ ہو کہ
حق میں اور جیتہ بعض فقہانے فتویٰ دیا ہو کہ دلیل کی تصدیق اس کی ذات کو حق میں ہو کہ نہ ہو کہ حق میں اور دلوایہ کا کلام ہی تفصیل پر حمل کیا ہو تو ناظر
کرنا چاہیو فتویٰ دینے کے وقت ہم ظاہر کلام دلوایہ شارح کے فہم کے موافق پر دلالت نہیں کرنا بلکہ اس کی عبارت میں ظاہر ہو کہ خطہ موکل کے حق میں دلیل کی تصدیق
ہو کہ بقرینہ ایسا بھمان علی البتہ توافق بعض فقہائین ہو گیا اور اہل کی کچھ حاجت نہ رہی کہ انی الطحاوی فرمے مسائل لمفہ شارح اوصی بالعداۃ و قیل للفقہ
الوجہ ایک شخص عاریت کی وصیت کی تو در نہ کر جائز نہیں پھر لیا مستیر سے دس سو ہم یہ تصور میں جو جب کہ رقبہ ثلث سو گنتا سواد مستیر نے عاریت قبول کی
موصی کی موت کے بعد اور اگر بعد موت قبول متفق ہو گا تو وصیت چلے کہ انی الطحاوی العداۃ کا ایجاد فی نفسہم جہت احدا کا عاریت ابارہ کو انہ نسخ
ہو جاتی ہو میرستیر کی موت مات و علیہ دین و عندہ و دیعہ بغیر عینا فالذکر بقیہم بالحق حص ایک شخص مر گیا اور سپہر بچ اور بچے پاس وصیت
بغیر عین تو وصیت کا ترکہ صحابہ میں من مقصوم ہو گا بقدر اسکے حصہ کے ہم وصیت غیر عین کی یہ صورت ہو کہ وصیت مر گیا اور یہ بیان کر گیا کہ فلا فی ینزد و وصیت
تو صاحب وصیت اور باقی ارباب یوں ترکہ میں برابر ہیں بقدر اپنے حصہ کے بشرطیکہ ترکہ دای کل دیون میں کفایت نہ کرے و استاجو بیذا الی لکہ فعلی لکذا
وفی العداۃ علی الذہاب الغنی لان ردہا علیہ اذ ترکہ کیا کہ سخطیک تو یہ ابارہ فقط جائے پر جو نہ گئے پر اور عاریت میں جائز اور اسے
دونوں پر ہو اسلے کہ عاریت کا ہو چنا مستیر سے یعنی اور ہو چنا بدو ان انیک نہیں ہو سکتا بخلاف ابارہ کہ اس کے ایک خارج ہو پر جو نہ مستاجر سے
ادبہ لکذا صاحب فامسکھا فی بیتہ فملکت قصہم لاثہ اعادہا لکذا صاحب لا استساک جانور عاریت لیا جائیکے پہلو ہر کہ بندہ کہا ہو گھر میں سو تو عین
ہو گیا تو ماوان کے ہو چکر دین ہو چکر جائیکے اسلے عاریت دیا تہانہ بندہ کہو کہ ہو اسلے استقرض قولاً فاذا حلک لک الا تراءک تو فیضی لاثہ عاریہ عن قاکا
بیل قرض لیا سواد سپہر کوں شفا فرمائی کی تو اس سپہر ان نہیں ہو چکر دو عاریت ہو رہا ہیں اور بلا قدر ہی مستیر وہ تلف ہو گیا استعمال بقدر انیک کی
واذا اخرجہ فالبناء للمالک انجر متلجاً مقدارا الشکنی والبناء للمستعیر لان الاعادۃ تملیک بلا عوض فکان انت اجارۃ معنی و منہ
بجملہ ائمۃ فی زمین عاریت لی عمارت او بیگوت کے ہو اور جب وہ مکان سو نکا جو تو عمارت مالک میں کی ہو تو مالک کو کرایہ لیا کہ دینی میں کا بقدر اس کی سکوت کے
اور عمارت تو مستیر کی ہو ہو اسلے کہ عمارت عین ملک منافع بلا عوض سو تو بیان اعادہ و حقیقت ابارہ ہو گیا جسے قرض عوض سے مدت کے مجہول ہو چکی
ہم عوض وہ عمارت جو مستیر بنائی ہو چکر عاریت ابارہ فاسد شیر می تو جرت مثل لازم آئی منفعہ لین سے اور اگر تہ بھی معلوم ہو تو بھی ابارہ فاسد شیر تہا
بدل ہو اسلے کہ کیفیت عمارت کی معلوم نہیں عاریت لین کو وقت و کذا الوتر طر الخیر اجر علی المستعیر لوجاہۃ الدبالی اور سطر عاریت ابارہ فاسد شیر کی اگر
زمین کا خراج مستیر پر شرط کیا گیا بسبب مجہول ہونے بدل کے ہم خراج تہا میر پر ہو چکر بشرط کیا تو وہ منافع کا عوض تہا اور یہی حقیقت ہو ابارہ کی ہو ہو چکر مقود
میں معانی کا اعتبار ہو نہ الفاظ کا و ہر فساد ابارہ یہ کہ قدر خراج مجہول ہے و الخیالہ ان کو خیر الارض سنین معلومہ بتدلی معلومہ ثم یامر باعادہ
لخراج منہ اور مستیر بر فرائض صحیح ہو نیکا حلیہ یہ کہ مستیر کو چند سال میں زمین ابارہ کو عوض ملے زمین کے پرستیر دای خراج کا عوض معلوم اور کر ہو استعمال
کا کا فوجہ فیہ خطا اصحکہ ان علیہ من صلیحہ قلت ولا یأخو بد لک الا فی القرآن لان اصلاحہ واجب بخلاف مناسبہ ایک کتاب عاریت
فی سو آئین غلطی باپی تو اس کی اصلاح کر دی اگر مالک کی رضامندی جانی میں کہتا ہوں اور گنتھا کہ جو گائیک خطا اور عدم صلاح ہو مگر قرآن مجید میں ملک مصلح کو تہ
گنہ گار ہو گا سو اسلے کہ قرآن کا صحیح کر دینا واجب بخط مناسبت ان ہم مصلح میں رضای مالک ہو اسلے کہ غیر کی ملک میں تصرف ہو ان رہبان کہا اگر مستیر کا خط
مناسب بخط کتاب ہو اور کہ بالیقین خطا معلوم ہو تو بشرط رضای صاحب کتاب مصلح کرے و اگر خط مناسبت نہ ہو ایک کا غلطی ہو پر لکھ کر دے ان رکھ کر اور عمل خطا نہ کرنا
کر دی تا مالک اس کا مطلع ہو کر درست کرے ہو ہو کہ کتب علم کی اصلاح عبادا سو کہ انی الطحاوی و فی الوہبانیۃ و سیفقرای اصلاحہ مستعیر
ہو نہ اذامو لا یقتا و اور یہاں یہ میں ہو کہ ایک کتاب میں ہے مستیر مصلح کرنا معلوم کیا تو جائز ہو مصلح جب کہ مالک کندہ ہو نہ فی معاکا تھا اور

کذا فی الطلاق من البیہ من الخ و قوله عن القیض لم یعم قبحه مطلقا ولو فی الجلیس لان العزم اوف من الذلک اور اگر اہل بیت محبوب ہو کر کوئی
کر دیا قیض سے تو تھا قیض نہ کرنا مطلقا صحیح ہو گا اگرچہ مجلس ایجاب میں قیض کیا ہو اسلئے کہ صریح قوی تر ہو دلائل سے ہم غلامیہ کہ اگر قیض کا اذن دیا تو
قیض صحیح ہو مجلس میں بعد مجلس ایجاب قیض ہو گیا تو قیض صحیح نہیں بلکہ ایجاب کے بعد قیض صحیح نہیں ہو گا اگرچہ صریح قوی تر ہو دلائل سے ہم غلامیہ کہ اگر قیض کا اذن دیا تو
مطلقا صحیح قوی تر ہو دلائل سے ہم غلامیہ کہ اگر قیض کا اذن دیا تو قیض صحیح نہیں ہو گا اگرچہ صریح قوی تر ہو دلائل سے ہم غلامیہ کہ اگر قیض کا اذن دیا تو
الصبۃ بالقیض الکامل اور یہ تمام ہوتا ہے قیض کامل سے ہم قیض کامل منقول بن وہ جو منقول کے مناسب اور غلامیہ میں وہ جو غلامیہ کے مناسب نہ ہو کر
کبھی کا قیض گھر کا قیض ہے اور محفل القیض میں قیض کامل قسمت کر کے ہوتا ہے تا محبوب پر قیض الامان واقع ہو بلا تہت قیض کل اور غیر محفل القیض میں قیض کامل نہیں
کل ہوتا ہے کہ انی الدرر ولو الموی حب شافلا لکمالک الواجب مشغول بہ ہے قیض کامل سے پورا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ جو شغل بلکہ اہل بیت نہ مشغول بلکہ اہل بیت
الاصول ان الموی حب ان مشغول بلکہ الواجب کم تملکھا فلان شافلا اور قادمہ ہے کہ اگر محبوب مشغول بلکہ اہل بیت ہو گا تو مشغول ہو کر رہے گا تمام اہل بیت
ہو گیا مانع ہو گا اور اگر وہ شغل بلکہ اہل بیت کا تو یہ تمام ہوتا ہے مانع ہو گا یعنی در صورت مشغولیت محبوب بلکہ اہل بیت کی صحت متحقق ہوگی اور در صورت
شغلیت محبوب بلکہ اہل بیت کی صحت متحقق ہوگی تو یہ بھی صحیح ہو گا کہ انی الدرر ولو الموی حب شافلا لکمالک الواجب اذ اذا فہا مناکحہ اذ اذا فہا مناکحہ و سئل
کذا لک لا فہم و اگر وہ بیلاہب کیا حسین اہل بیت طعام سے یا وہ گھر حسین اہل بیت سب سے یا وہ جانور بنشا جبر اہل بیت زین جو اور تینوں چیزوں کو سب طرح تسلیم
تو یہ صحیح ہو گا کہ اسلئے کہ محبوب بلکہ اہل بیت مشغول ہے کیونکہ ظرف کو مشغول کر دیتا ہے اور ظرف مشغول نہ ہو تو مشغول نہیں کرنا کہ انی الدرر ولو
فہم فی الطعام والشراب فقط لان کلامہا شافل لک الواجب لا مشغول بہ اور اسلئے کہ لکس میں ہے صحیح و طعام اور مشغول اور زین میں مشغول
اسلئے کہ ہر جہد شغل و مشغول بلکہ اہل بیت شغل سے مشغول ہم غلامیہ کہ اگر وہ کافر کا ہے بدون مشغول صحیح نہیں اور مشغول کا یہ بلکہ ظرف صحیح ہو کر کوئی
اول مشغول ہے اور ثانی شافل لان شغلہ بغیر ملک و اہل بیت لایتم تمام ہوتا ہے مشغولیت بلکہ اہل بیت کی قید ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مشغول
ہو نا غیر اہل بیت کی ملک ہو کمال یہ مانع نہیں ہم غلامیہ کہ اگر وہ کافر کا ہے کہ وہ اہل بیت محبوب نہ ہو کہ لک گھر یہ کیا مشغول کر سکتا ہے جو اس گھر میں ہے
اور گھر تسلیم ہی کر دیا ہر مشغول کی ملک شغل ہوتی تو یہ پورے گھر میں ہو سکتا ہے کہ وہ اہل بیت محبوب نہ ہو کہ لک گھر یہ کیا مشغول کر سکتا ہے جو اس گھر میں ہے
پس مشغول مشغول ہو گا کہ مشغول و اہل بیت کی ملک نہیں اور غیر اہل بیت کی ملک ہونا مانع نہیں کہ انی الدرر ولو الموی حب شافلا لکمالک الواجب مشغول بہ
و تامل فی العمادیۃ تمام ہوتا ہے کہ قیض کامل سے ہوتا ہے رہن اور صدقہ کی مانند ہو اسلئے کہ قیض شغل ہوتا ہے رہن اور صدقہ کے تمام ہو سکتی ہے اور پورا جان
عمادیۃ میں ہم یعنی رہن اور صدقہ پورا نہیں ہوتا مگر قیض کامل سے اور رہن کا مشغول ہونا بلکہ اہل بیت اور صدقہ کا مشغول ہونا بلکہ متصدق مغرب ہے اور
دونوں کا شغل ہونا مغربین تو تشریح واضح من ہو کر کہ انی الدرر ولو الموی حب شافلا لکمالک الواجب مشغول بہ اور صدقہ کا مشغول ہونا بلکہ متصدق مغرب ہے اور
کہ یہ مشغول کا جائز نہیں کہ جب کہ باپ جو صدقہ کو بہ کرے تو جائز ہو قلت و کذا لک الدار المتعادۃ بین کتبا ہون اور سب طرح عاریت کا گھر جو ہم صدقہ اس کی ہے
ہو کہ لک گھر عاریت یا انسان کو ہر سیر یا سیرت کی سبب غصب کیا اور اس گھر میں کہا ہر سیرت مستغیر کو وہ گھر یہ کر دیا تو اس گھر کا یہ صحیح ہو گا
کہ ظاہر ہو گیا کہ شغل غیر اہل بیت کی ملک ہو کر کہ انی الدرر ولو الموی حب شافلا لکمالک الواجب مشغول بہ اور صدقہ کا مشغول ہونا بلکہ متصدق مغرب ہے اور
اور یہ مشغول نہیں گھر میں جائز ہو سکتا ہے جو صدقہ کو بہ کرے تو جائز ہو قلت و کذا لک الدار المتعادۃ بین کتبا ہون اور سب طرح عاریت کا گھر جو ہم صدقہ اس کی ہے
ہم صورت اس کی صحیح ہے کہ وہ جو صدقہ کو بہ کرے تو جائز ہو قلت و کذا لک الدار المتعادۃ بین کتبا ہون اور سب طرح عاریت کا گھر جو ہم صدقہ اس کی ہے
ہو کر کہ وہ گھر اہل بیت کا ہے یا نہ ہو کہ وہ جو صدقہ کو بہ کرے تو جائز ہو قلت و کذا لک الدار المتعادۃ بین کتبا ہون اور سب طرح عاریت کا گھر جو ہم صدقہ اس کی ہے
قلت و من و حبب فی دیم دار الہاجاء منکم و ہم فیما یقع لہم و انی الدرر ولو الموی حب شافلا لکمالک الواجب مشغول بہ اور صدقہ کا مشغول ہونا بلکہ متصدق مغرب ہے اور
اپنا وہ گھر یہ کیا حسین و یہ کا سبب اور زوج اور زوجہ اہل بیت جو ہیں تو یہ صحیح ہو ہی قول عمر مستند ہے ہم وہاں یہ کی اصل بیت یون ہی

طہ
فی زین و زین و زین
تو یہ صحیح ہو گا

اور غیر شریک برابر و اور وقف مشاعاً و بوسیئت نزدیک جائز ہے نہ محمد کے نزدیک اور بظان حمل القسۃ میں اور غیر حمل القسۃ میں بالاتفاق جائز ہے
اور ایضاً مشاع شریک سوا جائز ہو اور قرض مشاع کا بالاجماع جائز ہے کہ لانی لفظاً و دحل للقبول لکن جو فی القسۃ الغامیۃ قال فی الدر
لغو و تعقبہ فی الشرع بلائیہ بآئہ خبر ظاہر علی التبعی بہ من لافادتها امیالاً بالقبض فلیحفظ اور کیا جائز و قرائد اور رجوع کرنا یہ فاسد ہیں
مدین کہا کہ مان جائز ہو اور شر بلائیہ میں اس پر مضاف کیا ہے کہ رجوع غیر ظاہر ہے بابر قول شیعہ یہ کہ اس آہ سو کہ یہ فاسد و ملک مفید ہو جائز نہیں کہ
سو تو ہوگا یا در کہنا جائز و المایۃ من تمام القبض شیون مقارن للعقد لا طاری کان یخرج فی بعضہا شاکاً فانہ لا یفسدھا اتفاقاً و راجح
قبض سو و شیون جو عقد ہے مقارن اور متصل جو نہ شیون طاری یعنی و شیون مانقبض نہیں جو بعد عقد طاری ہو نہ مانقبض واجب بعض شائع میں رجوع کرے
کیونکہ شیون طاری مفید نہیں بالاتفاق ہم شیون متصل کی یہ صورت ہے کہ واجب ایضاً انقبض گھر شائع ہو کہ و شیون طاری کی یہ صورت کہ تمام گھر ہو کہ
منقبض یا منت شائع میں یہ کہ باطل کرے و الاستحقاق شیون مقارن لا طاری فیفسد کل حق و لہب ارضہا و در کما و سلمہما فاسد
المنہ بطلت فی الارض لا استحقاق انقبض الشائع فہا یحمل القسۃ اور استحقاق شیون مقارن نہ شیون طاری تو اتفاق ثابت جو نہ مفید و کل
مور ہوگا تو اگر زمین اور کہتی ہے کہ اور و نو کو تسلیم کر دیا کہ کہتی ستم ملک غیر علی قسۃ زمین میں ہل ہو گیا بسبب جو نے بعض شائع حمل القسۃ میں ہم زوہا
کے بعض شائع زمین کلام ہو اور صاحب در زمین و جہ بیان کی ہو کہ زرع زمین کے ساتھ حکم اتصال شو و احد کے فاسد ہے یہ بعد استحقاق ہوا تو ہون ہو گیا اگر با
بعض شائع سستی ہوا حمل القسۃ میں قسۃ باطل ہو گئی میں اور اس تعلیل پر شارح کا قول آئہ دینی لا یرکب شائع ہی لانت کرنا جو کذا فی لفظاً و الاستحقاق
وذا ظہر بالبیانہ کان مستنداً الی ما قبل الحبۃ فیقول مقارناً لھا لا طاریاً کما زعمہ صاحب الشریعۃ وان بیعہ ابن الکمال فتنہا اور استحقاق
جب کہ گواہوں ثابت ہو تو اتفاق قابل ہے طرف مستحق ہوگا تو شیون ہے مقارن ہو گا نہ طاری بسبب کہ مدہ شائع و گمان کیا ہو اگر یہ ابن کمال سے صدر الشریعہ کا
اجماع کیا ہو اس قول میں سو آگاہ ہو ہم استحقاق نہ کو طریقیہ میں شیون مقارن کہا ہو اور نہایہ اور کرمانی میں کو شیون طاری قرار دیا ہو قسائی نے کہا کہ شائع
میں دور و ایتین میں اس تقریر معلوم ہو کہ مدہ شائع اور ایں باطل اس قول میں متفرق نہیں کذا فی لفظاً و لا تعقب الحبۃ لکن فی فقہ حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی
فی القبض و مانی فی الخلل لا نہ تشکیک اور شیون نہیں ہو و و کا تہن میں اور زمین کا جب بھر پورا ہو کہ جو کے و فتنہ میں میں اور کہو کہ کہ ہے کہ جو کے و فتنہ میں میں
کہ یہ پیش کو ماند ہو و نو فصلہ و سکہ جا ذکر والی المناکخ اور اگر واجب ہو جو کہ اگر اے یعنی شائع و و کو تہن سے طعمہ کرے ہے اور تسلیم کر دے تو با
ہو بسبب نہ ہو جانے مانقبض کامل کے دھل یکنفی فصل الموہوب لہ باذن الواهب ظاہر لکن و تعقب اور کیا کتاب کرنا ہو جو کہ واجب ہو کہ اگر اے
اذن سو در کا ظاہر ہے کہ ان کتاب کرنا ہو بخلاف دقیق فی بروجہن فی مہم و سہن فی لہن حبث لا یصح اصل لا نہ معدوم فلا ملک الا
بعقل جلد یلہ برضان ہن لئے کو جو کہوں میں بالقوۃ جو اس تیل کے جنہوں میں جو اس گہن کے جو و و میں کہ کہ ہے ہوا شیون نہیں اسے سطل و و
مدہ ہم نو ملک ہوا اگر عقد جدید ہم مدہ ہوا کہ ہے یہ جو کہ گہن تیل ہو کر آنا ہو جائے ہن سطل و باقی شیانہ کو کہہ بہتجا کہ و دوسری چیز ہوا باقی ہن
فی الدر و مالک بالقبول بلا قبض جلد یلہ الموہوب فی یلہ الموہوب لہ و لو بقبض ادا مانا لا نہ محینہ عاہل کمفیہ اور ہو ہو کہ
ہو جائز قبول کر لیں سے بلا قبض جدید اگر موہوب ہو موہوب لہ کہ تہہ میں ہو ہے وقت اگر یہ ہکا قبض بطریق غصب یا امانت ہو اسے سطل کہ ہوت میں یعنی جب
موہوب لہ فا قبض نے ہے قبول کیا وہ اپنی ذات کو واسطے عمل کرنا لا ہو سہتے ہو سطل تا قبض ہو شیعہ اپنی ملک پر و الاصل ان القبضین اذا اجتمعا کسا
فان احدہما عن الاخر اذ فاعدہ کلہ بیہ کہ جبکہ و قبض مجتہس ہن تو ایک قبض دوسری قبض کا نائب ہو جائز ہم چنانچہ ایک شخص کے پاس و حبث ہی ہو
مالک و بطور ثابت کو دی تو قبض و حبث قائم مقام قبض ماریت ہو کہ اسے سطل کہ و فتنہ قبض امانت کے قبض میں تو صیح ہوگا بلا قبض مستانف و اذا
تعاقد آتاب الا علی ہن الا ذی لا مکسہ اور جب کہ و فتنہ قبض مجتہس ہن متناہ ہن تو قبض لے قائم مقام ہو جائز قبض لئے کہ اور ادنی علی کا نائب
ہن ہر نام ثابت علی کی مثال ہے کہ غصب قبض کیا ہو مالک فاسد ہے کہ یا تو صیح ہے اور قبض جدید کی حالت میں اور قبض لئے کی مثال یہ ایک

از انجمله و بموجب لوئیونیک ایک نوٹنسی کا وہ پیشا جو پیدا ہوا بعد ہر کے عرض مانع رجوع ہوتا ہے کہ انی لریخ والحقہ سخرہم الہیہ عن ملک المویہ بہ
اور خدا جس کے مراد ہے کا خروج ہے بموجب ہر کی ملک سی یعنی خروج ہی مانع ہے رجوع کا و لو جہبہ الا انہ ارجعہ الثانی فللاول الرجوع من ایامات
بقضاء امر حق لہما سیلحی ان الرجوع فتح حق لوعادت بسبب جدید بان تہتہ فی ہا الثالث علی الثانی او با حکامہ ام جمیع الاول
خروج من الملک مانع ہے رجوع کا اگر ہر خروج ہر کے سبب ہو اگر جب کہ واپس تانی رجوع کرے تو واپس اول کو ہی رجوع جائز ہے خواہ رجوع حاکم کی حکم سے ہو یا رضائے
میں ہو اسلئے کہ آگے آگے کا رجوع عبارت ہے سے یعنی خروج نہیں ہوتا مگر قضا یا رضائے تو اگر یہ ہو کر یہ جدید سبب اس طرح ہے کہ واپس تانی واپس تانی
پر تصدیق کرے یا شکوک کے مانع ہو کر یہ واپس اول رجوع کر لیا و لو با تہتہ و تہتہ فی الباقی لودعم المایعہ اور اگر بموجب ہے تو نصف بموجب ہی ہے کہ تو وہاں
نصف باقیم رجوع کرے ہو وسط عدم مانع یعنی مانع رجوع فقط نصف ہی میں حاصل ہوا ہے نصف باقی میں دقتہ الخردہ مقولہ بالکلیتہ بان یکون سخرہ
عن ملکہ من کل وجہہ فخر حق علیہ بقولہ اور نصف خروج میں بالکلیتہ کی قید لگائی جائے کہ بموجب ہر کی ملک سے خروج ہو ہر سے ہر اس پر تفریم
کی بقول آئندہ فلو خرج المویہ الا انشاء تنوہیہ او تذکرہ التہتہ قہا وصارت لہما لا یجمع الرجوع تو اگر بموجب ہے تو ذنب بموجب ہے قربانی کیا یا
او کے خیرات کرنیکی نزدانی اور ذنب طلال کرنیسے گوشت بر گیا تو یہ مانع رجوع کا نہیں ہے اس واسطے کہ قربانی کا گوشت ملک میں داخل ہوتا ہے تو خروج من الملک
ثابت ہوا کہ مانع ہوتا رجوع سے تو قادی عالمگیری میں محیط سے منقول ہے کہ قربانی مذکور اور منہ او ہوا جانا ہی محمد کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک رجوع جائز
نہیں اور صحیح ہے کہ امام کا قول محمد کے قول کے مانند ہو و مثلاً للثمنۃ والفران والذکر یجبی اور قربانی کو مانند منہ اور قرآن اور مذکر کو کذا فی المعتبری
ہم مطاوعی کہا شاید کہ مذکر سے خارج کلام میں مذکر مطلق مراد ہے تو من سے کو ثابت نہ ہو و فی المنیاجہ لان وھیک فوالفعلہ صدقہ اللہ تعالیٰ فالہ
الرجوع خلا للثانی اور منیاجہ میں کہ اگر شکوک پڑا ہے کیا سو بموجب ہے تو شکو خیرات کیا ان تمام کے اسلئے کہ بموجب ہے رجوع جائز ہے بخلاف مذہب ابو یوسف
ہم جب تک فقہیہ نے نہیں بلکہ بموجب درست کہ انی لریخ والحقہ سخرہم الہیہ عن ملک المویہ بہ اور رجوع انفا فافنا فیہ اگر ذنب بموجب ہے تو ذنب کیا بدون
قربانی کرنیکے بموجب ہے رجوع جائز ہے باتفاق طرفین اور ابو یوسف کے فرع مسئلہ فقہ شارح کا عبد علیہ دین او جنایۃ خطا فوجہ مک لا
تفریجہ اولوی الجنایۃ سخط الدین والجنایۃ منکر لودعم ہم استخسانا ولا یعم اللہین والجنایۃ عند محمد وایۃ عن الامام کا لایعقل انیکام
لو ذہبنا لودھما ہم رجوع خانیہ ایک غلام جو چہرین باجنایت خطا ہی نہ پراو کے مالک اس کے دین الیہ جنایت کو مہر کر دیا تو دین اور جنایت سا
ہو گی پھر اگر واپس رجوع فی الہد کرے تو احسان کی راہ سے صحیح ہو گا اور دین اور جنایت محمد کے نزدیک عود نہ کرے گی اور امام کی ایک رحمت میں جس سے نکاح ہو نہیں
کرے اگر مالک نوٹنسی مہر کر دے اس کے شوہر کو پراو سے مہر پہرے لیا کہ انی الخانیۃ والذکر الرجوع وقت الہیہ اور زنا و جمیعہ زوجیت وقت مہر کی
مراد ہے فلو ذہب لریخ والحقہ سخرہم الہیہ عن ملک المویہ بہ تو اگر ایک یورت کو مہر کیا ہو نہیں سونکھن کیا تو رجوع کرے یعنی اس واسطے کہ ہر کے وقت زوجیت متقی دلو ذہب لریخ والحقہ
کے عکسہ انتہی اور اگر اپنی عورت کو مہر کیا تو رجوع کرے جیسے تھا سونکھن اپنی عورت کو مہر کرے پھر اس نکاح کرے تو رجوع جائز ہے
اور اگر اپنے ذنب کو مہر کرے تو رجوع درست نہیں فرع مسئلہ فقہ شارح کا عبد علیہ دین او جنایۃ خطا فوجہ مک لا
تفریجہ اولوی الجنایۃ سخط الدین والجنایۃ منکر لودعم ہم استخسانا ولا یعم اللہین والجنایۃ عند محمد وایۃ عن الامام کا لایعقل انیکام
لو ذہبنا لودھما ہم رجوع خانیہ ایک غلام جو چہرین باجنایت خطا ہی نہ پراو کے مالک اس کے دین الیہ جنایت کو مہر کر دیا تو دین اور جنایت سا
ہو گی پھر اگر واپس رجوع فی الہد کرے تو احسان کی راہ سے صحیح ہو گا اور دین اور جنایت محمد کے نزدیک عود نہ کرے گی اور امام کی ایک رحمت میں جس سے نکاح ہو نہیں
کرے اگر مالک نوٹنسی مہر کر دے اس کے شوہر کو پراو سے مہر پہرے لیا کہ انی الخانیۃ والذکر الرجوع وقت الہیہ اور زنا و جمیعہ زوجیت وقت مہر کی
مراد ہے فلو ذہب لریخ والحقہ سخرہم الہیہ عن ملک المویہ بہ تو اگر ایک یورت کو مہر کیا ہو نہیں سونکھن کیا تو رجوع کرے یعنی اس واسطے کہ ہر کے وقت زوجیت متقی دلو ذہب لریخ والحقہ
کے عکسہ انتہی اور اگر اپنی عورت کو مہر کیا تو رجوع کرے جیسے تھا سونکھن اپنی عورت کو مہر کرے پھر اس نکاح کرے تو رجوع جائز ہے
اور اگر اپنے ذنب کو مہر کرے تو رجوع درست نہیں فرع مسئلہ فقہ شارح کا عبد علیہ دین او جنایۃ خطا فوجہ مک لا
تفریجہ اولوی الجنایۃ سخط الدین والجنایۃ منکر لودعم ہم استخسانا ولا یعم اللہین والجنایۃ عند محمد وایۃ عن الامام کا لایعقل انیکام
لو ذہبنا لودھما ہم رجوع خانیہ ایک غلام جو چہرین باجنایت خطا ہی نہ پراو کے مالک اس کے دین الیہ جنایت کو مہر کر دیا تو دین اور جنایت سا
ہو گی پھر اگر واپس رجوع فی الہد کرے تو احسان کی راہ سے صحیح ہو گا اور دین اور جنایت محمد کے نزدیک عود نہ کرے گی اور امام کی ایک رحمت میں جس سے نکاح ہو نہیں
کرے اگر مالک نوٹنسی مہر کر دے اس کے شوہر کو پراو سے مہر پہرے لیا کہ انی الخانیۃ والذکر الرجوع وقت الہیہ اور زنا و جمیعہ زوجیت وقت مہر کی
مراد ہے فلو ذہب لریخ والحقہ سخرہم الہیہ عن ملک المویہ بہ تو اگر ایک یورت کو مہر کیا ہو نہیں سونکھن کیا تو رجوع کرے یعنی اس واسطے کہ ہر کے وقت زوجیت متقی دلو ذہب لریخ والحقہ
کے عکسہ انتہی اور اگر اپنی عورت کو مہر کیا تو رجوع کرے جیسے تھا سونکھن اپنی عورت کو مہر کرے پھر اس نکاح کرے تو رجوع جائز ہے

طہ یعنی شکر کردن
مردع سے کہ جن میں
کے مکمل ہوا ہے
ایکون ذی قیاس
سے ہر آدمی کا
ایک اور زمانہ ہے
و اگر وہ کام آدمی
شکر کرے اور ہر
حال ہوا
بے نیابت ہوا
کہ وہ ایک کیلئے

اور یہ میں مقدمہ سے غلطہ تمام ہے کہ اگر عاریت تلف ہو جائے اور اس کا کوئی اور مالک نہ ہو سکیں اور مالک تیسرے تا مالک تو سب سے
 تاوان کو سب سے نہیں لیکن اذ او قعت الہب بشرط العوض النہین فی ہبۃ ابتدا فیشترط التقابض فی العوضین ویبطل العوض
 بالکسب فیہا فیشترط انہما کثرۃ بالکسب بخلاف الرویۃ ویؤخذ بالشقۃ ہذا اذا قال وحببتک علی ان تعوضنی کذا اما کمال
 وحببتک بکذا انہو بیع ابتدا و انت ہاء اور جبکہ یہ واقع ہو بشرط عوض میں کہ تو وہ باعتبار ابتدا کے ہے تو دونوں موصون میں تقابض
 شرط ہو گا اور عقل القسمۃ میں شائع ہوئی ہے عوض باطل ہو گا اور بشرط عوض یہ ہے باعتبار ابتدا کہ تو یہ عیب اور خیار الرویۃ سے پہلے دیا جائیگا اور شفعہ سے
 لیا جائیگا یہ یہ نہیں جو جب کہ واجب دون کہو کہ یہ ہو گیا اس شرط پر کہ تو جو غلطی چیز عوض دی اور اگر یوں کہیگا کہ میں نے یہ کیا بتایا ہے کہ تو وہ
 یہ ہو باعتبار ابتدا کے ہے اور باعتبار ابتدا کو یہی ہم واجب عوض اور عوض دونوں میں ہو گا اور بشرط خیال الرویۃ اور شفعہ دونوں میں ثابت ہو
 اور جب کہ باعتبار ابتدا اور ابتدا کہ یہ یہ ہو گا تو دونوں کی ملک انہی حق میں ثابت ہو گی اور ہتاج تسلیم جائز ہو گا اور قبض شرط نہ ہو گا اور شفعہ سے
 کذا فی المطاوع و قدۃ العوض بکونہ معینا لانه لو کان مجهولا بطل اشتراطہ فیکون ہبۃ ابتداء و انتعاذ اور عوض میں مصدقہ میں
 ہو نیکی نیک لگائی ہو اسلئے کہ اگر عوض مجهول ہو گا تو عوض کا شرط کرنا باطل ہو گا تو در صورت جہالت عوض ابتدا اور ابتدا کہ دونوں اعتبار سے متفقہ ہو
 ہو گا نہ یہ فرس مسئلہ محققہ شامکا و حبب لواقف او مہاشم علی استیفاء الہ بلا شرط عوضی لہو یجز و ان شرط کان کبیرو ذکر الناحی وقت
 ان وقت کی زمین بلا شرط عوض یہ کی جسکا ہندل بشرط ہتا تو جائز نہیں اور اگر ہندل اسکا بشرط تھا عوض کے تو نہیں ہو سکی ہو گی تا ہی نے ہکو ذکر
 کیا ہو فی الجمع و اجازہ ہبۃ مال طفلہ بشرط عوضی مسایہ و متعاذ قلت فیحتاج علی قولہا الی الفرق بین الوقف و مال المفقود
 اور جمع میں جو اور جائز کیا ہو محمد بن حسن یہ کرنا اپنے طفل کا مال بشرط ہے عوض کے جو قیمت میں برابر ہے موبہ کے اور نہیں نے ہکو منع کیا ہو میں کہتا ہوں
 تو شیعہ کے قول پر وقف اور مال منیر کے درمیان میں فرق بیان کر نیکر حاجت ہو گی ہم یعنی وقف مشروط الاستبدال کا یہ بشرط عوض شیعہ کے نزدیک
 جائز ہو اور یہ مال طفل بشرط عوض جائز نہیں تو دونوں میں فرق بیان کرنا چاہیے لمطامی فی خیر الدین ملی سے یوں فرق نہ کر دیا ہو کہ جہالت
 ہندل شرط کیا اور وہ حاصل ہوتا ہو ہر ایک عقد معاہدہ ہے تو یہ بشرط عوض داخل ہے واقف کی شرطیں بخلاف یہ مال ابن منیر ہوا اسلئے کہ یہ تو
 باعتبار ابتدا کی ترجیح اور حسان ہو اور وہ منع ہو طفل کے مال میں حسان کر نیے مطلقا فصل فی مسائل متفرقہ فی ہبۃ فصل ہے ہبۃ مسائل متفرقہ
 میں و ہبۃ المملکۃ اعلیٰ ان یؤخذ ہا علیہ او یعقبا او یسئلوا ہا او حبب اذ علی ان یؤخذ علیہ شیئا منہا و لو معینا
 کثرت الدار اور ہبۃ اعلیٰ ان یعوض فی الہبۃ و القہدۃ قہدۃ شیئا عنہا محبت الہب و بطل الاستیفاء فی الصلوۃ الاولیٰ
 و بطل الشرط فی الصلوۃ الباقیۃ لانه بعض اجهول و الہبۃ لا یجکل بالشرط لو نذی ہبۃ کی سوا می اسکے حل کے یا ہبۃ کی اس شرط پر
 کہ نذی واجب کو ہبۃ دی ہو جو یہ ہکو آزاد کرے یا اسکو اپنی حرم یا دی یا گہر یہ کیا اس شرط پر کہ گہر میں کچھ واجب کو ہبۃ دیے اگر چہ بعض معین ہو
 چنانچہ نہائی گہر یا چو نہائی یا اس شرط پر ہبۃ کیا کہ ہبۃ اور صدقہ میں کسی کچھ عوض دی تو ہبۃ صحیح ہو اور پہلی صورت میں استثنای حل باطل ہے اور باقی صورتوں
 میں شرط باطل ہے ہوا اسلئے کہ شرط بعض ہو ہو چے یا مجهول ہو اور یہ باطل نہیں ہوتا شرط کسی ہم مجهول ہو یا پہلی دو صورتوں میں ظاہر ہو نہ صورت ثانیہ
 اور ثالثہ اور انہی میں تو یہ ہبۃ کی یہ بشرط مقتضای عقد کے مخالف ہیں تو فاسد ہو ہیں اور یہ باطل نہیں ہوتا شرط فاسد ہے
 ولا تنسخ ما تم من اشتراط مملوۃ العوضی اور نہ ہو یہ ہبۃ کی جو مملوۃ عوض سے مذکور ہو چکا ہم یعنی جہالت عوض کی ہبۃ ہی سراج
 میں جو اور فاسد و کلیہ ہے کہ جس عقد کی شرط قبض ہے تو شرط اسکی ہبۃ نہیں ہوتی چنانچہ ہبۃ اور میں کذا فی المطاوعی اعقوب حل اقتضی
 و جبہا ہم ذلک یؤثر ثم و ہبۃ کہ بعض لبقا الحل علی ملکہ نکان مشغولا بہ بخلاف الاقل الی نذی کا حل آزاد کیا ہو نذی ہبۃ کی
 تو صحیح ہو اور اگر حل کو ہبۃ کر گیا ہو نذی ہبۃ کی تو صحیح نہیں سبب باقی ہبۃ حل کے واجب کی ملک پر تو ہو ب مشول بمل ہو یعنی اور شرط ہبۃ ہے کہ

بشرط العوض النہین فی ہبۃ ابتدا فیشترط التقابض فی العوضین ویبطل العوض بالکسب فیہا فیشترط انہما کثرۃ بالکسب بخلاف الرویۃ ویؤخذ بالشقۃ ہذا اذا قال وحببتک علی ان تعوضنی کذا اما کمال وحببتک بکذا انہو بیع ابتدا و انت ہاء اور جبکہ یہ واقع ہو بشرط عوض میں کہ تو وہ باعتبار ابتدا کے ہے تو دونوں موصون میں تقابض شرط ہو گا اور عقل القسمۃ میں شائع ہوئی ہے عوض باطل ہو گا اور بشرط عوض یہ ہے باعتبار ابتدا کہ تو یہ عیب اور خیار الرویۃ سے پہلے دیا جائیگا اور شفعہ سے لیا جائیگا یہ یہ نہیں جو جب کہ واجب دون کہو کہ یہ ہو گیا اس شرط پر کہ تو جو غلطی چیز عوض دی اور اگر یوں کہیگا کہ میں نے یہ کیا بتایا ہے کہ تو وہ یہ ہو باعتبار ابتدا کے ہے اور باعتبار ابتدا کو یہی ہم واجب عوض اور عوض دونوں میں ہو گا اور بشرط خیال الرویۃ اور شفعہ دونوں میں ثابت ہو اور جب کہ باعتبار ابتدا اور ابتدا کہ یہ یہ ہو گا تو دونوں کی ملک انہی حق میں ثابت ہو گی اور ہتاج تسلیم جائز ہو گا اور قبض شرط نہ ہو گا اور شفعہ سے کذا فی المطاوع و قدۃ العوض بکونہ معینا لانه لو کان مجهولا بطل اشتراطہ فیکون ہبۃ ابتداء و انتعاذ اور عوض میں مصدقہ میں ہو نیکی نیک لگائی ہو اسلئے کہ اگر عوض مجهول ہو گا تو عوض کا شرط کرنا باطل ہو گا تو در صورت جہالت عوض ابتدا اور ابتدا کہ دونوں اعتبار سے متفقہ ہو ہو گا نہ یہ فرس مسئلہ محققہ شامکا و حبب لواقف او مہاشم علی استیفاء الہ بلا شرط عوضی لہو یجز و ان شرط کان کبیرو ذکر الناحی وقت ان وقت کی زمین بلا شرط عوض یہ کی جسکا ہندل بشرط ہتا تو جائز نہیں اور اگر ہندل اسکا بشرط تھا عوض کے تو نہیں ہو سکی ہو گی تا ہی نے ہکو ذکر کیا ہو فی الجمع و اجازہ ہبۃ مال طفلہ بشرط عوضی مسایہ و متعاذ قلت فیحتاج علی قولہا الی الفرق بین الوقف و مال المفقود اور جمع میں جو اور جائز کیا ہو محمد بن حسن یہ کرنا اپنے طفل کا مال بشرط ہے عوض کے جو قیمت میں برابر ہے موبہ کے اور نہیں نے ہکو منع کیا ہو میں کہتا ہوں تو شیعہ کے قول پر وقف اور مال منیر کے درمیان میں فرق بیان کر نیکر حاجت ہو گی ہم یعنی وقف مشروط الاستبدال کا یہ بشرط عوض شیعہ کے نزدیک جائز ہو اور یہ مال طفل بشرط عوض جائز نہیں تو دونوں میں فرق بیان کرنا چاہیے لمطامی فی خیر الدین ملی سے یوں فرق نہ کر دیا ہو کہ جہالت ہندل شرط کیا اور وہ حاصل ہوتا ہو ہر ایک عقد معاہدہ ہے تو یہ بشرط عوض داخل ہے واقف کی شرطیں بخلاف یہ مال ابن منیر ہوا اسلئے کہ یہ تو باعتبار ابتدا کی ترجیح اور حسان ہو اور وہ منع ہو طفل کے مال میں حسان کر نیے مطلقا فصل فی مسائل متفرقہ فی ہبۃ فصل ہے ہبۃ مسائل متفرقہ میں و ہبۃ المملکۃ اعلیٰ ان یؤخذ ہا علیہ او یعقبا او یسئلوا ہا او حبب اذ علی ان یؤخذ علیہ شیئا منہا و لو معینا کثرت الدار اور ہبۃ اعلیٰ ان یعوض فی الہبۃ و القہدۃ قہدۃ شیئا عنہا محبت الہب و بطل الاستیفاء فی الصلوۃ الاولیٰ و بطل الشرط فی الصلوۃ الباقیۃ لانه بعض اجهول و الہبۃ لا یجکل بالشرط لو نذی ہبۃ کی سوا می اسکے حل کے یا ہبۃ کی اس شرط پر کہ نذی واجب کو ہبۃ دی ہو جو یہ ہکو آزاد کرے یا اسکو اپنی حرم یا دی یا گہر یہ کیا اس شرط پر کہ گہر میں کچھ واجب کو ہبۃ دیے اگر چہ بعض معین ہو چنانچہ نہائی گہر یا چو نہائی یا اس شرط پر ہبۃ کیا کہ ہبۃ اور صدقہ میں کسی کچھ عوض دی تو ہبۃ صحیح ہو اور پہلی صورت میں استثنای حل باطل ہے اور باقی صورتوں میں شرط باطل ہے ہوا اسلئے کہ شرط بعض ہو ہو چے یا مجهول ہو اور یہ باطل نہیں ہوتا شرط کسی ہم مجهول ہو یا پہلی دو صورتوں میں ظاہر ہو نہ صورت ثانیہ اور ثالثہ اور انہی میں تو یہ ہبۃ کی یہ بشرط مقتضای عقد کے مخالف ہیں تو فاسد ہو ہیں اور یہ باطل نہیں ہوتا شرط فاسد ہے ولا تنسخ ما تم من اشتراط مملوۃ العوضی اور نہ ہو یہ ہبۃ کی جو مملوۃ عوض سے مذکور ہو چکا ہم یعنی جہالت عوض کی ہبۃ ہی سراج میں جو اور فاسد و کلیہ ہے کہ جس عقد کی شرط قبض ہے تو شرط اسکی ہبۃ نہیں ہوتی چنانچہ ہبۃ اور میں کذا فی المطاوعی اعقوب حل اقتضی و جبہا ہم ذلک یؤثر ثم و ہبۃ کہ بعض لبقا الحل علی ملکہ نکان مشغولا بہ بخلاف الاقل الی نذی کا حل آزاد کیا ہو نذی ہبۃ کی تو صحیح ہو اور اگر حل کو ہبۃ کر گیا ہو نذی ہبۃ کی تو صحیح نہیں سبب باقی ہبۃ حل کے واجب کی ملک پر تو ہو ب مشول بمل ہو یعنی اور شرط ہبۃ ہے کہ

مردود بشمول خود اہم کی ملک سے بخلات اول کے مبنی در صورت من محل و اسب کی ملک پر جنین باقی نہ تو مردود بشمول بخلات اہم نہ اکتفا لا یتیم
تعلیق ابراہیم عن الدین جہنم کقولہ لہ یوں نہ اذ اجاء عندہ و ان مت بفقہ الغاء فانت بری من الدین اور ان مت من ہندو
اولان مت من ہندو فانت فی حلی من مہدی فہو باطل لانه غا طرہ و تعلیق ہیری جہنم تعلیق ابراہیم کی شرط من سے چنانچہ صا
دین کا دین کہنا اپنی مدیون کہ جب کل دن آوی ہو تو مردود ہے تو بری الذہب ہو دین یا زودہ کا دین کہنا اپنے ندج سرگر تو مردود ہے اس مرض سے بیا
مردود ہے اس مرض سے تو بری ہو کہ اس کے لئے ہر ماخذ نہیں تو وہ باطل ہے کیونکہ وہ غلط اور تعلیق سے ہم جی غویں غلطہ نہیں مگر جب جی غد کو
بنائی یں کے ساتھ باطل کیونکہ لے اہل و الا بشرط کا یں کیونکہ تخیل اکتفا لہ لہ یوں نہ ان کا لی علیہ کون ابراہیم نے علم تعلیق
ابراہیم کی بشرط من سے نہیں مگر بشرط جو تعلیق جمع سے کہ تعلیق تیز ہو جائے چنانچہ مدیون کہنا اگر میرا دین تجھ پر ہو تو میں تجھ کو بری الذہب
کر یا میں سے و گدا لا مت بضموا لک فانت بری منہ اور فی حلی جا ز و کان وصیۃ خانیہ اور بشرط یہ تعلیق کہ اگر میں مردود نہ تو
اس سے بری الذہب ہو یا تو دین سے پاک سے ماخذ نہیں اور یہ قول وصیت ہو گا کہ لے اہل و انیہ ہم مرض من مرض راہیہ سر تا تعلیق نہیں لہذا شایع اسکو
و ان فی غلطہ کہا اور مطلق موت یعنی الوجود سے لہذا اسکو بیان وصیت کہا جائے کہ لے اہل و انیہ بعد لا یطمان اللہ بشرط یہ
بشرط غری جائز ہو کہ وہ مردود ہو کہ اسکو موت المر کے واسطے اور بعد اس کے اسکو وراثت کا ملوک کر یا اسب باطل ہے رو کی شرط کہ ہم غری
بضم اول جیسے کہ ایک شخص مثلا اپنا گھر و سر کو دے کہ وہ عمر بہر نہیں رہی ہر جہت ہو مردود یا مردود اہل و انیہ اسکو وراثت اسکو ہر جہت سے سہلے کے
دیو سے ہو مردود اور اس کے ورثہ مالک ہو جاتے ہیں اور ہر لہو کی شرط باطل ہے لہذا تعلیق کا لفظ رقبہ نہیں کہہ سکتے ہیں جو شرط ہے کہ ہر لہو
بشرط تعلیق یعنی اگر میں مردود نہ تو تجھ سے پہلے تو وہ گھر تر اسے اور اگر تو مردود ہے پہلے تو وہ میرے امام اور محمد کا یہ قول ہے کہ یہ ہر جائز نہیں تعلیق
با غلط ہے اور ابو یوسف کا یہ قول ہے کہ یہ بشرط رقبہ میں سے کیونکہ فی المال تملک ہو اور بشرط باطل ہے اور بشرط اول میں سے جو کہ انی اہل و انی من المصنوع
و اذا لم یتم تکون عاریۃ شتمی حدیث احمد ذخیرہ من آخر عمری فی حق المصنوع فی حیاتیہ و موتہ لا یوقن من آرقب شتمی اھل و انی لہذا
اور جب کہ رقبہ میں نہ ہو تو بشرط کا دینا عاریت ہو گا کہ انے شتمی جو ان عمر سے اور عدم جواز رقبہ احمد بن حنبل وغیرہ کی اشیاء ثابت ہے کہ جو شخص سیر کرے
بشرط غری تو ہکا ملک زندگی اور موت میں دہی شخص سے جسکو عمر ہے کہ دہی دیا اور بشرط رقبہ نہ یا کہ جو شخص بشرط رقبہ کے دی تو اس غیر کا طریقہ میراث کا
طریقہ یعنی رقبہ میں دہی میراث پر بعث الی امر انہ منا قاضا ہذا یا الیہا و بعثت لہ ایضا ہذا یا عیالہا لہبۃ صحت بالیقین اولاً و ثانیاً
افترقا بعد الزنا فادعی الزوج انہ عاریۃ لاہبۃ و حلف و اراد الاستداد و ارادت ہی الاستداد ایضا یستد فی کل ما
ما اعطی لاہبۃ فلا حوض زویۃ زوجہ کی طرف سبباً تجھے بھیجا اور زویۃ ہی زوج کے واسطے تجھے بھیجا ہے کہ عوض خواہ اسے عوض کی تصریح کی یا کی
پیر و لون میں جدائی ہو گئی بعد زنا کے اور زوج و زوجہ کیا کہ وہ سبباً ربت نہا نہ ہے اور ہر قسم کہائی اور ہر جہت سے سیر لینے کا ارادہ کیا اور عورت
نے ہی سیر لینا چاہا تو دونوں میں ہر شخص نے جو دیتا ہو سہلے کہ یہ نہیں تو بدلہ بھی نہیں لینے اس لیے کہ جب سے عوض دیا نہا جب یہ باطل ہوا
تو عوض ہی باطل ہو گیا و لہذا استھلاک احدہما بعتہ الاخر ضیمۃ لانه من استھلاک العاریۃ ضیمۃ خانیہ اور اگر زوج یا زودہ زویۃ
تلف کر دیا جو دے کہ یہ سبباً نہا تو ہکا تا دین کا ہوا سہلے کہ ہر عاریت کو تلف کر دے وہ ہکا نہاں کہ لے اہل و انیہ ہم سہلے کی قید ہوا سہلے گا
کہ اگر سماع خود تلف ہو جائے تو دین لازم ہو گا کہ انی اہل و انی حلیۃ الدین میں علیہ الدین دایمۃ عنہ بے یقین خیر قبول کیا اذا الیہا فیفسخ
بفقد صحت و اسکو یہ کہ دین کا ہر شخص سیر کرے اور دین کا شمار دین نام ہو جائے یا ہر دین قبول کرنے مدیون کہ بشرطیکہ مقدمتہ اور عقد سک
فیجہا بیکامو جب ہر دین قبول کی ہو اسطے حاجت نہیں کہ یہ دین اور ابراہیم نے عطا ہو اور عطا میں قبول شرط نہیں اور اگر ہر مقدمتہ سک
فیجہا بیکامو جب ہر دین قبول کی ہو اسطے حاجت نہیں کہ یہ دین اور دین کا ہر شخص سیر کرے اور دین کا شمار دین نام ہو جائے یا ہر دین قبول کرنے مدیون کہ بشرطیکہ مقدمتہ اور عقد سک

اشتہار

حقوق اس کتاب کے حسب قانون بستم شدہ نام محفوظ کر لئے گئے ہیں کوئی صاحب بدون اجازت ہماری حق کے زیر تصدیق نفاذ نہیں

التماس
جس جلد سے غلطی پر ناظرین ہر طرز ای حق سر نہایت شکوہ مشرق جائزہ قصہ ضروری ہر ذہن
تنبیہ

اس سے مستفاد روایات کے کہ یہ کتاب مطبوعہ سطح سندھ کی سے سطر اول عنوان لوح کی تفسیر دادہ تاریخ نگاہ گئی



